بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
گنجینۂ استحصال نیرنگ سوانح اور آئینۂ جہان نمائے عقل و سیر ازبس نادر و نایاب مسمی بہ
تاریخ مخزن پنجاب
از تدوین و تالیفات علوم و فنون ہنر پرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری
مطبع نامی منشی نولکشور میں بمفتاح انطباع مفتوح ہوا

فہرست مخزن پنجاب

فہرست مطالب مندرجہ کتاب مخزن پنجاب

فہرست مخزن پنجاب

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم رب اعلی رزق دہندہ الاسعود خاص و عام ذوالجلال والاکرام قادر بیچون
صانع گوناگون جسنے اپنی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوے دکھلائے
کہیں گلزار کہیں خار کہیں خزان کہیں بہار کہیں فقر بادی رہ روان کہیں رنگ طہان کہیں خوشی کہیں دلگیری
کہیں جوانی کہیں پیری کہیں غنچہ کہیں گل کہیں باقی کہیں گل کہیں ظلمت کہیں نور اسکی قدرت کا ظہور ہے
رباعی اگر اٹھہ جاوے پردہ دیدۂ باطن سے غفلت کا ٭ جہان میں جا بجا سو آتی نظر نور اسکی وحدت کا
عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی چشم حق بین میں ٭ حقیقت میں اگر ہو وہی کوئی طالب حقیقت کا ٭ خدا اور رسول اللہ
کے مقبول شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ختم المرسلین سرور دین الی المحشر حاکم جن و بشر پیغمبر پاک صاحب لولاک تاج
عالی معراج احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے جسکی نور سے ظہور کائنات ہے حق نے
اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلایا دیدار دکھلایا محبت کا جام پلایا محرم راز کیا محبوب
ممتاز کیا ع واہ واہ کیا ذات ہے ذات نبی ٭ حق نے رکھا ہے محمد جسکا نام ٭ بود ہے جسکی ہے بود اہل بود
٭ جسکی ہستی سے ہے ہستی کو قیام ٭ نور سے جسکے بنے شمس و قمر ٭ ذات سے جسکے ہوئے کل خاص و عام ٭
خیرخواہ خلق با خلق نکو ٭ خیر دنیا خیر دین خیر الکرام ٭ بر تو ای سرور بصد قلبیش وسیدم بر آل اصحاب سلام
بعد بندہ احقر غلام سرور خلف مفتی الشرع الامجد مولانا مفتی غلام محمد قریشی لاہوری خدمت میں
صاحبان علم و ہنر کے یہ عرض کرتا ہے کہ جب راقم کتاب گلدستہ کرامات خزینۃ الاصفیا و گنج تاریخ و کان تاریخ
جاودان سخن کی تالیف و تصنیف سے فراغت پا چکا فارغ نہ بیٹھ سکا اور ارادہ کیا کہ اب ایک ورق تاریخ پنجاب کے ملک

احوال مین زبان اردو مروجہ لکھی جائے اس شوق مین ایک سال کامل حالات کی تلاش درپیش رہی اور بہت سی سعی کے بعد جسقدر احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر مین زیب اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا پانچ حصون مین تقسیمون مین منقسم کی ۔

پہلا حصہ

ستلج پار سے جمنا تک کے میدانی ملک کے حال مین جو فی زمانا گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین — **پہلی تقسیم** دریاؤن اور جھیلون کی حالات مین **دوسری تقسیم** ستلج پار کے ضروری احوال و تعداد و قسمت و ضلع و حدود و اربع کی ذکر مین **تیسری تقسیم** بادشاہون و راجون و رئیسون و جاگیردارون کے بیان مین جو اس ملک مین حاکم تھے اور اب ہین بتذکرہ حکومت انگریزی **چوتھی تقسیم** ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون و قصبون و قلعون و قدیمی مکانون و مساجد و پرستشگاہون وغیرہ کے بیان مین معہ مجمل حال مفسدہ فوج انگریزی ہندوستانی جو ضلع کے موقعون پر تحریر ہوا ہے **پانچوین تقسیم** ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور وہان کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و کہاٹون و دررون و دریاؤن و جھیلون و گانون وغیرہ

دوسرا حصہ

دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے لیکر کل پنجاب کے میدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال مین اسمین آٹھ تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری حالات کی ذکر مین **دوسری تقسیم** پنجاب کا انتظام و قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمجات مدارس و پولس و ریل و تار بجلی وغیرہ **تیسری تقسیم** دریاؤن کی ضروری حالات اور ان کی چشمون و رفتار و مسافت و طول و عرض کے ذکر مین اور مجمل حال ان نالون اور ندیون کا جو ان سے نکلتی یا داخل ہوتی ہین **چوتھی تقسیم** پنجاب کے پانچون دوآبون اور ان کے عرض و طول کے بیان مین **پانچوین تقسیم** پانچون دوآبون کی اکثر شہرون اور قصبون اور بستیون کے ذکر مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعجات جو ان شہرون سے متعلق ہین **چھٹی تقسیم** دریاے سندھ کے پار کے ملک کے شہرون و قصبون کی تشریح مین **ساتوین تقسیم** علاقہ پشاور و دامن دریاؤن و ندیون و سرحدی پہاڑون کے احوال مین **آٹھوین تقسیم** بہاولپور کی ریاست اور وہانکے ملک کی تفصیل مین ۔

تیسرا حصہ

پنجاب کے کوہستانی اور اسکے علاقون کی احوال مین اسمین پانچ تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** ہزارہ و سرکے ملک اور اسکے متعلق کی حالات مین **دوسری تقسیم** کشمیر کے پہاڑون اور وہانکی شہرون و قصبون و دریاؤن و جھیلون

و جھیلون و کانون کی ذکر مین تیسری تقسیم تبت و لداخ و گلگت و کشتواڑ وغیرہ کے بیان مین چوتھی تقسیم کوہ جمون اور وہانکی ریاست اور بعضی شہرون قلعون کی ذکر مین پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور اُس ضلع کی شہرون و قصبون و ریاستون کی تشریح مین جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہین ٭

چوتھا حصہ

پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کے ذکر مین اسمین تین تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمان بادشاہون و حاکمون و ناظمون کے ذکر مین جو سلاطین غزنین سے چغتائی دودمانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب مین حاکم رہے دوسری تقسیم سکھون کے ظہور و عروج و حکومت کے بیان مین گرونانک کے عہد سے مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض حکومت تک تیسری تقسیم انگریزون کے ہندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکرہ مین جو سال ۱۸۵۷ع مین وقوع مین آیا

پانچوان حصہ

پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال مین اسمین چار تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمانون و ہندؤن کی عبادتگاہون و مزارات و مقابر و پرستشگاہون کی ذکر مین دوسری تقسیم ہندو و مسلمانون کی قومون کی بیان مین — تیسری تقسیم ہندو و مسلمانون کی مذاہب و عقاید کی تفصیل مین چوتھی تقسیم تجارت و آمد برآمد و پیداوار و صنایع و دستکاریہا کی احوال مین ٭

قطعہ تاریخ نظم کتاب

ہوئی جب وقت فضل ایزدی سے ٭ نئی تیار پنجابی تواریخ ٭ عجب سرور سے دل کی سال تاریخ ٭ کیا اظہار پنجابی تواریخ ۱۲۸۵

پہلا حصہ

ستلج پار سے دریای جمنا تک ملک کے احوال مین جو محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم اُس ملک کی دریاؤن اور جھیلون کے تذکرہ مین ٭

دریاے جمن

اسکا نام فارسی کتابون مین جون اور مشہور جمنا ہے جو کوہ ہمالہ سے نکلکر ہندوستان کے میدانون کو سیراب کرتا ہوا دریاے گنگ سے الہ آباد کی مقام پر شامل ہوتا ہے اول یہ دریا جنوب مغربی پہاڑون کوہ ہمالہ بمقام جمنوتری جو دس ہزار آٹھ سو چھیاسی فٹ ہند کی میدان سے اونچا ہی نکلتا ہے اسکے چشمہ کے پاس پانچ فٹ کے فاصلہ پر گرم چشمہ کوہ جمنوتری کے پشت سے جاری ہین اور ان پہاڑون کی ڈھلوین گھاٹیون پر اسقدر کثرت کے ساتھ برف جمی ہوتی ہے کہ پہاڑون کے اوپر اوپر برف کے جم جانے سے پل بن جاتے ہین ڈھیر ان کے اندر سے جب گرم چشمون کا گرم پانی گذرتا ہے تو اسکی گرمی سے برف پگھل کر ایک چھوٹا سا

چشمہ پانی کا جسکا اندازہ تین فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز ابتدا
اِس دریا کا شمار ہوتا ہے اُس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب سے پہنچ نہین سکتا اور اگر جاوے
تو بدن سُن ہوجاے زندہ پہر نہ آے اس زمانہ مین سواے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ بہی بڑی حکمت
عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہان گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہان تک نہین گیا ہے
جب اس چشمے کا پانی پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی گہاٹیون مین آتا ہے تو اور اور گرم چشمون کے پانی بہی جو
اُس نواح مین بکثرت جاری ہین اُس سے ملکر اور کچہہ دہوپ کی گرمی سے برف پگہلکر پانی بکثرت اُسمین
ہوجاتا ہے اور ایک چہوٹی سی دریا کی صورت پاکر وہان سے جنوب مغرب کو راستہ لیتا ہے پہر چشمے سے
آٹہہ میل کے فاصلہ پر آکر دریاے بڑای گنگا جو جہنا سے پر آبی و چوڑان و گہران و تیزی و تندی مین کئی درجہ
زیادہ ہے اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے شمول کی مقام سے پہر یہہ دریا بڑی زور و شور سے بلندی سے
پستی کو اُترتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹہہ میل اور سولہ میل چشمے سے کوٹ نرنگ کے پاس آپہنچتا ہے
جو اُسکے چشمہ سے پانچہزار چہتیس فیٹ نشیب مین ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل مین یہہ دریا
فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے پستی کو اُترا پہر وہان سے پانچ میل نیچے کو آکر دریاے [illegible]
کُنا کے پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتا ہے پہر وہان سے تین میل نیچے دریاے تبال اور پہر آٹہہ میل نیچے
دریاے کالا کوہ ٹونس کے مقام سے اوپر اسمین داخل ہوتا ہے پہر چار میل نیچے آکر دریاے رکنا پہر
دس میل چلکر دریاے کہنتی دہنی طرف سے آکر اسمین شامل ہوجاتے ہین پہر پندرہ میل اور چلکر دریاے
اکلر جو ایک بڑا دریا پر آب و چوڑا ہے بائین طرف سے آکر اس سے ملتا ہے اِن دریاؤن کے سواے اتنے
راستہ کے اندر اور بہتیرے ندیون اور چشمون کے پانی بائین و داہنی دونو سمت سے آکر اسمین ملتے جاتے ہین
دریاے اکلر کی شمول کے مقام سے رخ اِس دریا کا جنوب مغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت کو
ہوجاتا ہے وہان سے تیرہ میل آگے چلکر دریاے ٹونس بڑی زور و شور سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے وہان سے
دس میل نیچے دریاے گری اِس سے شمول پاتا ہے دریاے ٹونس کی شمول کے مقام کو داناپان فرنگ سمندر
کی سطح سے ایکہزار چہہ سو چہیاسی فیٹ بلند تحریر کرتے ہین دریاے ٹونس و گری کے شامل ہونے کی وجہ چوڑان
اسکی بہت اور رفتار اسکی تیز ہوجاتی ہے اسقدر کہ برسات مین چہہ سو گز اور سردیون مین ایکسو گز کے چوڑان اور
گہران بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی بہی مصفا و پاکیزہ ایسا کہ مچہلیان پانی کے اندر تیرتی
نظر آتی ہین پہر ایک میل نیچے اِس مقام کے دریاے آسن اسکے بائین طرف سے آکر شامل ہوجاتا ہے دریاے
آسن بہی ایک نامی دریا کوہ ہمالہ کا ہے جو ایکہزار چار سو ستر فیٹ کی بلندی سے نشیب کو آکر جنوب مشرق کی

سمت مقابل جمنا کے بہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جمنا مین آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد
دریاے جمنا پہلے بسمت مغرب اور پھر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوالک کے گہاٹیون اور غارون کے
اندر ہوتا ہوا بارہ میل سے ہٹکر ہندوستان کے ہموار میدان مین داخل ہوجاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ
سے لیکر منہ کی میدان تک بعضی مورخ اکتیس میل اور بعض ستانوین میل فرماتے ہین اسطرح کہ اگر دریا کے راستے
اور اُسکے پیچ وخم سب شمار کرلئے جاوین تو بیشک ایکسو تیتیس میل اور اگر سیدہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط
ستانوین میل شمار مین آتے ہین منہ کے میدان کے دخول کا مکان ایکہزار دو سو چہتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
ہے اور سو فیٹ فی میل چشمہ سے لیکر منہ کے میدان تک اسکی نشیب شمار مین آتی ہے میدان مین آکر یہہ دریا
بہت سی شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدے پہونچتے ہین
اور سوداگری کا مال بہی پہاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصًا دیودار وچیر ونشتیون وغیرہ
لاکہون روپیہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑون کے اوپر سے اسمین پہینک دیتے ہین اور وہ تیرتی ہوئی
میدان مین آجاتی ہین دہلی کے نیچے اس دریا پر چہہ مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے مگر برسات کے تین مہینے
مین پل ٹوٹ کر آمد ورفت مسافرون کی کشتیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجراے آب
دریا کا خاص شرق کی سمت ہوکر راستہ مین جہک کہاتا اور کبہی شرق اور کبہی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا
الہ آباد کے قلعہ کے نیچے پہونچکر گنگا سے ملجاتا ہے کل مسافت وطول اسکا دہلی سے الہ آباد تک براہ دریا
چہہ سو انیس میل ہے اور راستہ مین دریاے مان وچنبل وسندہ وبیتوہ وکین پانچ دریا داہنی طرف
دو دریاے ہنڈن وسنگور وغیرہ ندیان دریا بائین سمت سے دور دور سے آکر اسمین داخل ہوتے جاتے ہین
ان کے سواے اور بہی بیشمار ندیان نالے کوہی ومیدانی دونو سمت سے آکر اسکے ساتہہ شامل ہوتے ہین
نچلا حصہ اس دریا کا بہت بڑا ہے وہان یہہ کہین ایک میل اور کہین دو میل اور کہین اس سے زیادہ چوڑا ہوتا ہے
اور تیز روی بہی سخت ہوتی ہے اور ایسا ہے کہ اسکی تہہ مین شہر وٹیلے وچہپلیان بیشمار ہین جہاز اسمین
نہین چل سکتا یہہ دریا بالمیدان مین دریاے گنگ سے اس مقام تک کہ گنگا سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
مگر پانی مین تہوڑا ہے اسکے ذریعہ سے شہر کالپی واٹاوہ ومتہرا واگرہ ودہلی وغیرہ مین جو اسکے کنارہ واقع
اور پیدا وہین بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور ٹیلے دار
ہین اور تیز روی اور پانی بہی اسمین اور دریاؤن سے زیادہ ہے اسکے تہہ مین پہاڑی پتہر ٹیلے وکنکر
نچلے حصہ مین اسکے مچہلیان ومگرمچہہ اور بولن وسنسار وگہڑیال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہین کل طول
اسکا چشمہ سے لیکر گنگا کی شمول تک آٹہہ سو ساٹہہ میل کا ہے اور دونو دریاؤن کے شمول کے مقام پر الہ آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہہ دونو دریا پر آبی مین مساوی ہین مگر گنگا زیادہ گہری
اور پانی اُسکا زردی مایل و مکدر و کم رفتار اور جمنا نہایت تیز رو و مصفا ہے پانی جسکا بلور کی طرح آبدار و
شفاف ہے دونو کے پانیون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذایقہ دار و شیرین جمنا کے پانی سے
ہے ہندو لوگ جمنا کو نہایت متبرک و لایق پرستش جانتے ہین اور چونکہ شمول اسکا آخرکار گنگا کے ساتھہ
ہوتا ہے یہہ ہی ایک وجہہ اُسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہین اور یہہ بھی ہندوون کا قول ہے کہ دریاے سرستی
جو ہند کے میدانون مین پھیل کر زمین مین گھس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہان آتا ہے اور الہ آباد
کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلکر گنگا کے ساتھہ شامل ہوتا ہے اگرچہ پانی کا ظہور برج کے نیچے سے ضرور ہوتا ہے
مگر یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آیا یہہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہان آکر ظاہر
ہوتا ہے **فیروز شاہ کی نہر** جمنا کی نہرون مین یہہ نہر بڑی اور پرانی و مشہور ہے آب جوڑی اور گہری
قابل جہاز رانی کے ہے پہلے یہہ نہر جمنا کے دہنے کنارے سے بسمت جنوب مغرب چلکر بعد طے کرنے راستے یکصد
میل کے دہرت کے مقام تک پہونچتی ہے پھر وہانسے چتنگ ندی مین داخل ہوکر ہانسی تک اور پھر وہان سے
شمال مغرب کی سمت کو چلتی ہوئی حصار تک جاتی ہے حصار کے مقام تک کل طول اس نہر کا دہانے سے لیکر یکصد
پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پھر چند میل آگے کہودا ہوا راستہ اسکا موقوف ہو جاتا ہے مگر طغیانی کے وقت
یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غربی ریگستان تک پہونچ جاتی ہے وہان پانی اسکا ریگ کے
ٹیلون کے اندر جذب ہو جاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہانسے یہہ دریاے گہگر مین ملکر
اُسکے ذریعہ سے ستلج مین جا پڑتی ہے اس نہر کو اول فیروز شاہ بادشاہ تغلق نے کہدوایا اور ہریانہ کے جنگل کو جو
اُسکی شکارگاہ تھی لے گیا جسکا فیض آجتک جاری ہے مگر اُسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہہ بند
ہو گئی اور پانی کا اجرا موقوف ہو گیا تھا پھر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اُسکی اجرا پر توجہہ کی اور
نواب علیمردان خان مشہدی کو اُسکے اجرا کے کام پر مامور کیا اُسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھہ اسکام مین تندہی
کرکے اسکو پھر جاری کیا اور اسکے دہانے سے اسی میل نیچے ایک اور نہر کہود کر دہلی کو لایا اُسوقت سے یہہ
مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جب اسکی خبرگیری نہ ہوئی تو پھر اسکا اجرا بند ہو گیا اور
انگریزی عملداری تک بدستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت مین ایک لاکہہ روپیہ صرف ہو کر اسکی صفائی
ہوئی اور تہوڑی مدت تک اسکا پانی ہی جاری ہوا مگر پھر بند ہو گئی آخر انگریزی عملداری کے وقت لارڈ [illegible]
اسکی صفائی کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۸۲۳ء مین اسکی صفائی کا کام شروع ہوا ۱۸۲۵ء مین ختم ہوا اب سے برابر
یہہ جاری ہے دہلی کی نہر اور اسکا سر ایک ہی ہے آگے اگرچہ شاخون مین منقسم ہو جاتی ہے پہلے پہل صفائی

اسکی ریپر کی مقام سے بہادر گڈہ تک ایکسو اکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو رہتک کو جاتی ہے پینتالیس میل
تیسری شاخ جو دادری کو جاتی ہے بتیس میل اور چوتھی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نہر کا مع اسکی شاخون
کی دوسو چالیس میل شمار مین آیا **علی مردان خان کی نہر** اسکو بادشاہی نہر اور دہلی کی نہر بھی
کہتے ہین فی الحقیقت یہہ نہر بہی فیروز شاہ کی نہر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردان خان نے بعہد شاہجہان
بادشاہ کی حکم سے موضع ریپر کے پاس فیروز شاہ کی نہر کے دہانہ سے جو دریاے جمنا سے نکالا گیا ہے اسی میل
نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہود کر دہلی تک لایا اسکی دہانہ سے یہہ پچیس فیٹ چوڑی چلکر مختلف سمتون
اور مختلف راستون اور پہاڑون کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک آتی ہے اور پہر شہر کے اندر سے ہوتی
ہوئی قلعہ مین جاتی ہے اور قلعہ کے چمنون اور فوارون کو کئی شاخین ہوکر سیراب کرتی ہے پہر کل شاخون کی
ایک شاخ ہوکر جمنا مین جا پڑتی ہے دہلی کے مفسدہ سے اول اس نہر سے شہر اور قلعہ مین بہت رونق تہی اب
وہ انتظام بالکل درہم و برہم ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ۱۶۳۸ع مین اسکی کہودائی کا کام شروع
ہوکر ۱۶۵۶ع تک جاری رہا اور اس عرصہ مین کل کام کہودائی اور تعمیر عمارات بیرونی و اندرونی شہر و
قلعہ کا باختتام پہونچا اسوقت پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تہی سو اسمین سے ایک خمس خزانہ بادشاہی
خزانہ مین داخل نہین ہوتا تہا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف مین ہوجاتا تہا ۱۷۵۳ع
جب نواب صفدر جنگ کی سرکشون کا واقعہ دہلی مین وقوع مین آیا اور سلطنت مین سخت بے انتظامیان واقع ہوئین
تو یہہ نہر بہی عدم خبرگیری کے سبب سے بند ہوگئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف متوجہ نہوا اسوا
احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کرکر ایک لاکہہ روپیہ اسکی صفائی کے اوپر خرچ کیا تو بہی قرار واقعی
اجرا اسکا ظہور مین نہ آیا آخر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۸۱۷ع مین اسکی
صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جواریور کے مقام سے شروع ہوکر اسی اصلی راستہ سے پانی
اسکا بہادرے تک پہونچا پہر وہانسے آگے چلاکر نہر دریاے اترالا مین ڈالی گئی وہان سے چلکر دریا
سوآنت مین داخل ہوئی پہر وہانسے براہ داور روکرنال دیوانا وغیرہ دہلی مین آپہونچی اور یہہ کل کام
چار سال کے عرصہ مین انجام پاکر ۱۸۲۰ع مین باختتام پہونچا **نہر دواب** یہہ نہر بہی شاہجہان بادشاہ کے
وقت کی پرانی نہر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بہی علی مردان خان جمنا کے بائین کنارے سے فیروز شاہ
کی نہر کے دہانہ کے پاس سے کہود کر لایا تہا اور کچہہ دور تک یہہ نہر اور فیروز شاہ کی نہر پاس پاس بہتی ہوئی
چلی آتی ہین پہر دہانہ سے ایکسو پینتیس میل چلکر یہہ دواب کے علاقہ مین پہونچ جاتی ہے اسواسطے اسکا نام نہر
دواب ہے شاہان چغتائی کی سلطنت کی ضعف کے وقت یہہ نہر بہی بند ہوگئی تہی مگر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر نے ۱۸۲۲ع

مین اسکی صفائی کی طرف بہی متوجہ ہوے اور پہلے کہدوائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۲۴ع
تک یہہ کام جاری رہکر باختتام پہونچا اسکے پانی سے تمام دوابہ کا ملک سیراب ہوتاہے بلکہ اب گورنمنٹ کا یہہ اراده
ونشا ہے کہ ایک اور نہر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جمنا سے کہودکر الہ آباد کو لائی جاوے
دریاے ہنسولی یہہ ایک چہوٹا سا دریا یادگار رنجہر وہلی کا ہے اول یہہ نارنول سے چند میل پرے جنوب
کے طرف سے شمال مشرق کو بہکر جہجر مین آتا ہے پہر اُسی سمت یعنی شمال مشرق کو جاتا ہوا بعد طے کرنے ستے
پچہتر میل کے گورگانوں مین پہونچتا ہے وہان سے بہر بائیس میل دہلی کے طرف کو بہکر شہر دہلی سے چند میل
بسمت شمال دہلی کی نہر مین داخل ہوجاتاہے **نالہ چتنگ** یہہ چہوٹا سا دریا یا نالہ پانی کا سرہند کے میدان مین
جاری ہے جو دریاے سرستی کے اندر سے ہوکر نکلتاہے پہر وہان سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور
بہت سے علاقون کو سیراب کرتا ہوا سفیدون کے مغرب کیطرف پہونچکر فیروزشاہ کی نہر مین داخل ہوجاتاہے
پہر وہ اور نہر دونو ملکر بیکانیر کی ریگستان اور بٹہنیر کے میدانون مین پہیل کر خشک ہوجاتے ہین جو حصہ اسے
بفاصلہ سینتیس میل کے واقع ہین کل لنباؤ اور رستہ اس دریا کا ایک سو پچاس یا ایکسو ساٹہہ میل کا شمار ہوتاہے
دریاے مارکنڈا سرمور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گہاٹیون سے یہہ دریا نکلتاہے اور
چشمہ سے تہوڑی دور جنوب مغرب گوشہ کے طرف چلکر سرہند کے میدان مین آتاہے پہر وہان سے بہی اُسی
سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا اسی میل کا رستہ اپنے چشمہ سے طے کرکر دریاے سرستی مین داخل ہوجاتاہے
اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریاے گہگر بہتے ہین مگر جب ان تینون مین طغیانی ہوتی ہے تو تینون
اپنی کنارون سے اچہل کر ایک ہوجاتے ہین اور کوسون تک دور دور پانی انکا پہیل جاتاہے اور زمیندارونکو
انکی طغیانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتاہے اور پیداوار شالی و مکی و ماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینون
دریاؤن کا ایک ہی پہاڑ ہے جو اُنتیس میل تک برابر پہیلا ہوا چلا گیاہے **دریاے سرستی** ہنود کی
عقیدہ مین یہہ دریا نہایت متبرک ہے اور اُسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہین کہ اصل مین
سرستی برہما جی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اُسنے اپنے آپ کو اس دریا کی صورت مین
ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ تہانیسر کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل مین جاکر گم ہوجاتی ہے اصل مین پانی اسکا
جذب نہین ہوتا بلکہ زمین کے اندر گہسکر الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتاہے اور وہان سے تہوڑی دور چلکر
گنگا و جمنا کے شامل ہوجاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اُتری تو اسکے ہاتہہ مین کتاب یعنی
عقل کی پوتہی تہی اسکو وہ دیکہتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہونچی وہان راکشس یعنی بہوت اُسپر حملہ آور
ہوئے اور چاہا کہ اس سے وہ کتاب چہین لین اسوقت وہ ندی کی صورت بنکر شرم کے مارے زمین مین گہس گئی

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس آلہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہونچی اور زمین سے باہر نکلکر
گنگا مین شامل ہوئی اور اصل مین یہہ دریا سرموڑ کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق
کی سمت کو چلکر جب تیس میل کا راستہ طی کر لیتا ہے تو ایک اور پہاڑی ندی جسکا نام کہرکی ہے اسکے شامل
ہو جاتی ہے پہر تہوڑا سا راستہ اسی سمت کو چلکر یہہ دریا دو شاخون مین منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام
چہتنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم مین یہہ اور دریاے گہگر و مارکنڈا تینون ایک ہو جاتے ہین
صرف وہ گاؤن جو اونچے ٹیلون پر آباد ہین اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ پانی انکا بذریعہ مصنوعی
و قدرتی نہرون اور پست میدانون کے دور دور تک پہیل جاتا ہے دو شاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہہ
جنوب مغرب کے طرف کو بتیس میل چلکر تہانیسر تک آ پہونچتا ہے وہان سے پہر مغرب کے سمت کو سترہ میل چلکر
مارکنڈا سے ملجاتا ہے پہر قریب چالیس میل کے اور چلکر دریاے گہگر سے شامل ہو جاتا ہے یہہ شمول کی حالت
اسکی اُس حالت مین ہین کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہانیسر سے آگے بڑہ کر کو رنگا
کے ریگی میدانون مین پانی اسکا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم مین پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے
اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک سلمنے تاگے کی مانند دکہائی دیتی ہے **دریاے گہگر**
کوہ سرمور و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلکر پٹیالہ کی ریاست کے شرقی و شمالی حدود مین آتا ہے وہان سے
پہر پٹیالہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقون کے درمیان حد فاصل
بنتا ہوا سرہند کے پاس آتا ہے وہان سے آگے پہر انتیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانون تک چلکر
پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہین دیتی مگر برسات کے موسم مین برخلاف اسکے بہت
بڑی طغیانی پر آجاتا ہے اور ایکسو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کیطرف طی کر کر ہریانہ مین اور بعد ایکسو دس میل
اسی سمت کو چلکر پٹیانہ کی سرزمین مین جا پہنچتا ہے پہر بیکانیر کے ملک کی حد کے پار بہوپال کے پاس سے گذرتا ہوا
بائیس میل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر بہٹیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروزشاہ کی نہر کے ساتہہ ملجاتا ہے پہر دونون
متمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر بہاولپور کے متصل دریاے گہارا یعنی ستلج مین
شامل ہو جاتے ہین اور اگر گہگر مین پانی کم ہو تو دمندل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہین چلتا کچہہ زمیندار
اپنے اپنے زراعتون کی طرف لیجاتے ہین اور کچہہ ریگستان مین گم ہو جاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ مین
تمام ملک ویران و بنجر ہے وہان اسکا پانی زراعت کی کام مین صرف نہین ہوتا شاہ بابر نے اسکا نام گگر کہا تہا
جو اب گہگر مشہور ہے چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی تین گز تک
پہونچ جاتی ہے ورنہ معمولاً عمق اسکی گز یا سوا گز کے مقدار تک ہے **ساپی نالا** یہہ ایک چہوٹا سا دریا کوہ ہمالہ

کی جنوبی گہاٹیون سے نکلکر اول شمال کی طرف بہتا ہے پہر وہانسے مختلف راستون اور سمتون کو اسی میل تک بہتا ہوا
ریورا اور کوٹ قاسم کے مقام تک پہونچتا ہے پہر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانون اور جہجر تک چلتا ہوا
بہتونی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُسمین شامل ہوجاتا ہے **پوشیدہ نرہے** کہ اگرچہ ستلج پار سے
جمنا تک کے میدانی علاقہ مین بہت سی ندیان نالے نہرین قدرتی ومصنوعی جاری ہین مگر جو انمین بڑی نہرین ہین
نہین انکا ذکر اوپر ہو چکا انکی سواے خانپور کی ندی پٹیالہ کا دریا تانگر اتانگری ونہر گہگرا وسوہاگ وخانواہ و
پوراتی ستلج وخلاصی نالہ وغیرہ بہت ہین جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے ان کے پانی سے
تمام علاقے سیراب ہوتے ہین اور آبپاشی کاروبار سرکار مین داخل ہوتا ہے سواے اسکے اس میدان کے پانی
سے جہیلین بہی ملک کو سیراب کرتی ہین جنمین سے چند جہیلونکا ذکر کیا جاتا ہے **گوہانہ کی جہیل** یہ جہیل
دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت قصبہ گوہانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر
جو روہتک کو جاتی ہے وہ بہی اسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم مین اسکا پانی پچاس میل تک پہیل جاتا ہے
بلکہ جب علیمردان خان نے اس نہر کو بنایا اور پانی چہوڑا تو گوہانہ تک پانی برابر اگر ست زمین مین پہیل گیا اتفاق
کہ گویا اُس ملک مین طوفان آگیا اور ایک گانون جسکا نام لعل پورہ تہا غرق ہوگیا **کوٹلہ کی جہیل**
یہ جہیل اس ملک کے بڑی جہیلون مین شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ
پر واقع ہے اس جہیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین اور قصبہ کوٹلہ اسکے کنارے کے اوپر آباد
نجفگڈہ کی جہیل اس جہیل کو دریاے صاحبی کی جہیل بہی کہتے ہین برسات کے موسم مین جب یہ بہر جاتی
ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑہ جاتا ہے اور دہلی سے بسمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع
ہے اور سرکار نے چہوٹی سی نہر اسکے اندر سے جاری کی ہے **کیرت پور کی جہیل** ستلج پار کے علاقہ
مین یہ بہی ایک مشہور جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چارون طرف آمون کے درخت بکثرت ہین اس
جہیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور متبرک سمجھتے ہین ایک مندر بہی عالیشان پرستگاہ ہنود کی یہان بنا ہوا ہے
اسمین مچہلی مرغابیان بیشمار رہتی ہین مگر ہندو اونکو شکار نہین کرتے اور نہ کسیکو شکار کرنے دیتے ہین **تہانیسر**
کورکہیتر کی جہیل اس جہیل کا مفصل ذکر ہندون کی عبادت گاہون اور شہرون کے حال مین لکہا جائیگا
انشاء اللہ تعالی

دوسری تقسیم ستلج پار کے ملک کی ضروری حالات تعداد رقبہ و مردم شماری وتقسیم قسمت وضلع وحدود اربعہ کے ذکر مین

یہہ ملک ستلج کے شرقی کنارے سے جمنا تک پہیلا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق وجنوب کے ممالک

وشمالی اور جنوب مین بیکانیر و علاقہ بھٹیانہ مغرب مین دریاے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بھی جو ماتحت گورنمنٹ
پنجاب ہے اسکے ساتھہ شامل کر کر حد و دبندی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور چینی تاتار کے حدود سے ملحق ہو جاتی
اور خاص کر وہ ملک جسپر حکام انگریزی حکومت کرتے ہین تین قسمت اور دس اضلاع مین منقسم ہے اور ستر ہزار
اٹھہ سو سینتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار مین آیا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگانون
تین ضلع و کل رقبہ اسکا چار ہزار ستاون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رہتک و
سرسہ تین ضلع اور آٹھہ ہزار پانسو چھیالیس میل رقبہ ہی تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدھیانہ و تھانیسر و
شملہ چار ضلع اور پانچہزار دو سو چوالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تھانیسر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے
ساتھہ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروزپور گیارہوان ضلع ستلج پار کا لاہور کی کمشنری سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس
کتاب مین پنجاب کے علاقجات الگ الگ حصون مین بیان ہوے ہین مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی جگہہ مین
شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب مین جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ ستہتر لاکھہ ترانوین ہزار چھہ سو
چورانوین آدمی آباد ہین پچھلے بارہ سال مین پنجاب مین آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی
و حصار اس زمانہ مین ممالک مغربی و شمالی کے شامل تھی اب اگر ان دونون قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکھہ
اڑتالیس ہزار آٹھہ سو پچاسی آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکھہ پینتالیس ہزار اٹھاسی
آدمی باقی رہجاتے ہین سنہ ۱۸۵۵ع مین جو مردم شماری ہوئی تھی اسکی روسے آبادی بہت زیادہ ہے
اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری سنہ ۱۸۶۸ع مین ہوئی ہے نہایت محنت
اور کوشش کے ساتھہ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب مین چالیس لاکھہ اکیس ہزار نو سو چھتر گھر ہین انکے اوپر اگر آبادی
کو پہیلایا جاوے تو [illegible] صحیح آدمی فی گھر شمار مین آتے ہین اور اس کل آبادی مین سے ستانوین لاکھہ
ترسٹھہ ہزار پانسو چھپن مرد اور اسی لاکھہ تیس ہزار ایکسو اڑتیس عورات ہین اور یہہ تمام مردم شماری تین
فریق مین منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنکی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنکی عمر بارہ اور
اٹھارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد ترپن لاکھہ اکیاون ہزار
چھہ سو اور عورتین پینتالیس لاکھہ تراسی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد آٹھہ لاکھہ چھیاسٹھہ ہزار آٹھسو
اٹھہتر اور عورتین اڑسٹھہ ہزار تین سو تراسی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم سینتیس لاکھہ پینتالیس ہزار
چھہ سو ستاسی عورتین اٹھائیس لاکھہ اڑتیس ہزار چونتیس ع۔ تفصیل شمار مین آئین شمار مردون کا نسبتاً عورتون
کے تفریق وار اور کل ہزارہ مین زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتھہ بھی ہے جو ایشیا مین خط استوا
کے قریب ہین یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب مین دو ہزار نو سو چورانوین اور سکھہ نانک پنتھی گیارہ

لاکھہ اونتیس ہزار نوسو اکتیس اور ہندو کشتھہ لاکھہ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانوین لاکھہ سینتیس ہزار دو سو
ترسٹھہ و متفرق اقوام ہنگی چار بے مذہب نو لاکھہ بہتر ہزار تین سو تراسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب
کی آبادی مین نصف سی زیادہ ہین خصوصا شمال مغربی حد کے ملک مین سوای مسلمانون کے اور کوئی قوم نامذہب
کے لوگ الا ماشاء اللہ کالمعدوم ہین اور سکہون کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر مین زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ
و جیند و نابہہ و فرید کوٹ مین بہی انکی سکونت ہے ؛

تیسری تقسیم بادشاہون اور راجون و رئیسون و جاگیردارون کے حال مین جو اس ملک مین حاکم تھے اور جو اب ہین معہ تذکرہ حکومت انگریزی

مسلمانون کی بادشاہت سے پہلے اس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین مین ہندو راجے حکومت کرتے تھے
انکی تفصیل بہت طوالت و مبالغے کے ساتھہ مہابہارت وغیرہ ہندون کی کتابون مین درج ہے صحیح حالات
قابل اطمینان انکی بسبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہین ملتی کیونکہ حملے غزنویہ و غوریہ کے وقت ہزارون
کتابخانے ہندو راجون کے لوٹے اور جلائے گئے اسواسطے پچہلی تواریخ انکی بالکل نابود ہو گئی اور
اور جو نئی کتابین سماعی تصنیف ہوئین وہ چندان تسلی کے لائق نہین ہین مسلمان بادشاہون سے پہلا بادشاہ
سلطان محمود غزنوی ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جیپال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پھر ستلج
پار ہوکر اُسنے دہلی و قنوج و گوالیار و اجمیر و گجرات کے راجون کو شکست دی اور شہر متہرا و گجرات و بتخانہ
سومنات لوٹا ہندون کے لاکہون مندر گرائے دین محمدی کے احکام پہیلائے کانگڑہ و جوالا سے بیشمار دولت
اُٹہا کر لے گیا ہند پر بارہ حملے اُسکے پے درپے ہوئے اور جسطرف کو اُسنے قدم بڑہایا اقبال لازوال پیشوائی
کو آیا فتح و فیروزی پارکاب ہی جب وہ بادشاہ بہزار حسرت و آہ چارسو اکیس سال ہجری مین مرگیا تو
سلطان مسعود اُسکے بیٹے نے باپ کی سنت کو جاری فرمایا ہند پر چڑہ آیا ہانسی و سونپت
وغیرہ قلعون کو فتح کرکے بیشمار دولت غزنین کو لے گیا اُسکے بعد **شہزادہ ابوالمجد** سلطان مسعود
کا چوتہا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تھا وہ بہی ہانسی تک آیا اور تہانیسر تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو
چلا گیا پھر جب **سلطان ابراہیم** مسعود کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اُسنے بہی بڑے زور و شور کے
ساتھہ ہند پر یورش کی اور پے درپے فتوحات نمایان حاصل کرکے جاتے دفعہ ایک لاکھہ قیدی ہندو
اپنے ساتھہ باندہ کر لے گیا اُسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین مین حاکم ہوئے لیکن اسطرف کو کوئی
متوجہ ہوا کیونکہ انکو اپنے گہر کے جہگڑون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ دوسرے گہر کی خبر لینے کی انکو فکر ہوتی

آخر جب آخری بادشاہ غزنوی خاندان کا **خسرو ملک** خسرو شاہ کا بیٹا لاہور کی تخت پر بیٹھا تو اُسنے
دوبارا ہانسی و تہانیسر وغیرہ کو اپنے قبضہ مین لے لیا پھر تھوڑی مدت کے بعد قبضہ اُسکا جاتا رہا اور وہ خود
بھی علاؤ الدین غوری کے پنجہ مین قید ہو کر مر گیا اور کل پنجاب مین **سلطان شہاب الدین**
الملقب با بوالمظفر معز الدین محمد بن بہاؤ الدین سام غوری حکومت آرا ہوا اور پنجاب سے ستلج پار ہو کر اُسنے کئی
حملون مین ہند کے بہت سے ملک پر قبضہ پایا اور راجہ پرتھی راج چوہان عرف رائے پتھورا کو قتل کر کے دہلی کے
تخت پر تسلط ہوا پندرہ برس تک سلطنت کی اُسنے اپنی عمر کمال استقلال کے ساتھ گذرانی آخر غزنین کو جاتے ہوے
گوکہرون کے ہاتھ سے شہید ہوا اُسکے مرنیکے بعد سلطان قطب الدین ایبک لکھ بخش و آرام شاہ و سلطان شمس الدین
التمش و رکن الدین فیروز شاہ و ملکہ رضیہ بیگم و بہرام شاہ و علاؤ الدین مسعود شاہ و ناصر الدین و غیاث الدین بلبن
و کیقباد کل گیارہ بادشاہ ایک دوسرے کے بعد دہلی کی بادشاہت کرتے رہے غوریہ غلامون کی سلطنت کے بعد سلطنت دہلی کی سلاطین
خلجیہ کے خاندان مین منتقل ہوئی اور پہلی پہل سلطان جلال الدین فیروز شاہ بادشاہ ہوا بعد ازان علاؤ الدین خلجی
و شہاب الدین عمر و مبارک شاہ کل چار بادشاہون نے حکومت کی آخر جب مبارک شاہ کو اُسکی معشوق خسرو خان
نے قتل کر ڈالا تو **تغلقیہ خاندان** کا آغاز ہوا اور سب سے اول سلطان غیاث الدین تغلق پھر محمد شاہ
پھر فیروز شاہ پھر ابوبکر شاہ پھر محمد شاہ و سکندر شاہ و محمود شاہ کل آٹھ بادشاہ اس خاندان کے سلطنت
کرتے رہے پھر تیمور شاہ بادشاہ چغتائی کے حملہ کے بعد ہند مین **خضر خانی خاندان** کی حکومت
پھیلی اور اس خاندان سے سید خضر خان و ابو الفتح مبارک شاہ و محمد شاہ و علاؤ الدین چار بادشاہون نے
دہلی کے تخت پر اجلاس کیا اس خاندان کے ختم ہونے کے بعد **لودی افغانون کی خاندان**
کی سلطنت شروع ہوئی اور ان مین سے سلطان بہلول و سکندر شاہ و ابراہیم شاہ تین کس بادشاہ مشہور ہیں
جب انکا خاتمہ ہوا تو **بابر شاہ چغتائی** نے کابل سے آکر دہلی پر قبضہ پایا وہ مر گیا تو ہمایون شاہ
بادشاہ ہوا اگرچہ بادشاہ **شیر شاہ سور افغان** کی لڑائیون مین مغلوب ہو کر ایران کو چلا گیا
اُسکے جانے کے بعد شیر شاہ و اسلام شاہ و محمد شاہ عدلی تین بادشاہ جب سلطنت کر چکے تو ہمایون دوسری
مرتبہ پھر آکر کامیاب ہوا ہنوز اُسکے دوبارہ بادشاہ ہوئے کو چھ مہینے ہی گذرے تھے کہ چھت سے گر کر مر گیا
اُسکے مرنیکے بعد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تیرہ برس کے عمر مین بمقام کلانور تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا اولوا
بہادر دانا عالم عادل رحیم کریم مشہور ہے اسکے تخت نشین ہوتے ہی ہیمون بقال سلطان محمد شاہ عدلی کے
سپہ سالار نے بڑی فوج جمع کر کے آگرہ اور دہلی مین تصرف اپنا کر لیا یہہ خبر پا کر اکبر شاہ اپنی فوج لیکر پنجاب سے

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور ہیمون زخمی ہوکر گرفتار ہوا اور گردن مارا گیا اس بادشاہ نے دکہن کا ملک فتح کیا ہندو راجون کی لڑکیان اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح مین لایا اکبر آباد بسایا قلعہ بنایا۔ آباد آباد کیا رعیت کو دلشاد کیا اگلے دفترون کو ترمیم کیا کل ہندوستان وغیرہ کا ملک بائیس صوبون مین منقسم کیا ٹوڈرمل و مرزا عبدالرحیم منعم خان مبارک خان اسکے وزیر تھے فیضی فیاضی و ابوالفضل مشیر تھے آخر اکیاون سال بکمال استقلال سلطنت کی دنیا کو چھوڑا عالم فانی سے منہ موڑا اسکے بعد **نورالدین محمد سلیم جہانگیر شاہ** بادشاہ ہوا اسکے تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ باپ کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہو اور یہ بلا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب مین آکر پکڑا گیا اور اسکے ہمراہی مددگار اسکے روبرو بہت بری حالت کے ساتھ مقتول ہوئے اس بادشاہ کی ملکہ نورجہان بیگم غیاث الدین طہرانی کی لڑکی نے بادشاہ کی مزاج پر بڑا اختیار پایا اور اپنی حکومت کا نقشہ جمایا بادشاہ برائے نام تھا سلطنت و حکومت مین ملکہ کا انتظام تھا اسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تھا جسکے حکومت کے نیچے سارا عالم تھا یہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی مین مشہور رہے شہرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور رہی اکیس سال آٹھ مہینے اسنے سلطنت کی آخر کشمیر مین جاکر ضیق النفس کی بیماری سے مر گیا تو **شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ** جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اسمین سخاوت و شجاعت ذاتی جوہر تھا جلوس کے روز بہتر لاکھ اور ایک کروڑ اسی لاکھ نوروز کی جشن کے روز علماء و صلحاء و فقراء وغیرہ کو انعام کیا اور یہ جو اس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تحیت کیا جاتا تھا اسکے حکم سے موقوف ہوا ہزارون سرائین مہمان خانے باغات مسجدین مقبرے تعمیر ہوئے شاہجہان آباد لال قلعہ جامع مسجد دہلی مین مقبرہ ممتاز محل آگرہ مین باغ شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور مین اسکے بنوائے ہوئے موجود ہین اور ایک تخت طاؤسی ایک کروڑ روپیہ کی لاگت کا بنوایا اسپر بڑی خوشی کے ساتھ اجلاس فرمایا مگر آخر کار اورنگ زیب اپنے بیٹے کے قید مین گرفتار آیا اور اسی حالت مین جان بحق تسلیم ہوا باپ کے قید کرنے اور بھائیون کے قتل کرنیکے بعد

محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوا یہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل متشرع محدث و مفسر مشہور ہے اسکے وقت مین ایک عورت بتا سیہ نامی نے بیس ہزار آدمی کا لشکر جمع کرکے بادشاہ پر چڑہائی کی اور آگرہ تک اپنا دخل کر لیا آخر مغلوب ہوکر مقتول ہوئی اور سیوا جی مرہٹہ دکہن مین شورش کرکے بہت بیچ لڑائیان عالمگیر سے لڑا عالمگیر کے وقت مین ہزارون بتخانہ مسمار ہوکر بتخانون کی جگہہ مسجدین تعمیر ہوئین لاکہون ہندو بزور شمشیر مسلمان ہوئے ایک جامع مسجد لاہور مین قلعہ کے پاس لال پتھر کی عمارت کی بنوائی جسکی عمارت فدائی خان کوکہ کے اہتمام سے سنہ ۔۔۔ھ با اختتام پہونچی اس بادشاہ

نوے برس عمر پائی اور پچاس برس سلطنت کی آخر ۱۱۱۸ ہجری مین فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد **محمد معظم شاہ**
عالم بہادر شاہ عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بھائیون پر غالب آکر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کئی مہینے بادشاہت
کی آخر ۱۱۲۴ ہجری مین مر گیا اسنے اہل سنت وجماعت کا مذہب ترک کر کے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اُسکے مرنے
کے بعد اُسکے چارون بیٹون مین لڑائی ہوئی مگر انمین سے **معز الدین جہاندار شاہ** نواب ذوالفقار خان
کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین بھائی اسکے قتل ہوئے مگر یہہ حکومت کی باب مین نا قابل نکلا اور سید عبد اللہ
وحسین علی خان امرائے دربار نے **فرخ سیر** عظیم الشان کے بیٹے عالمگیر کے پوتے کو تخت پر بٹھلایا اور جہاندار شاہ
معزول ہوا اور خود سید عبد اللہ خان وحسین علی خان مختار کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخرکار انمین اور
بادشاہ مین دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ اُنکے ہاتھ سے قتل ہو کر **روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ** بادشاہ
ہوا اسکے وقت مین سلطنت نہایت ضعیف ہو گئی اور مرہٹون کے حملے پے در پے ہونے لگے باجی راو مرہٹہ کی
فوج دہلی کے دروازہ تک پہونچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم دکھن کا خودسر ہو گیا نادرشاہ بادشاہ ایران کی
دہلی مین آیا قتل عام کی اور کروڑون روپیہ نقد سونا جواہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے
اٹھا لے گیا اور بڑا حصہ اس سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تھا اُسنے اپنی سلطنت کے ساتھ
ملا لیا صوبہ بنگال نے بھی اپنی حکومت علٰحدہ کر لی صفدر جنگ ناظم اودہ کا بھی اپنی سلطنت علٰحدہ قایم کر بیٹھا
دکھن کے ملک کے سوا گجرات وبرار واڑیسہ بھی مرہٹون کی حکومت مین آگیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے
ماتحت ہو گئے پنجاب مین احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی یعنی بے انتظامیون کے ساتھ اٹھتیس برس
یہہ بادشاہ سلطنت کر کے جان بحق تسلیم ہوا اسکا بیٹا **احمد شاہ** تخت نشین ہوا اور چند ہی ایام
بادشاہ رہکر اندھا اور معزول ہوا اور **شاہ عالم بادشاہ** نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اسکے وقت مین
مادھوجی سندھیہ نے جو احمد شاہ درانی کی لڑائی مقام پانی پت سے بچ گیا ہوا تھا مالوہ کے ملک مین بڑا اقتدار پایا
اور دور دور تک اُسکی عملداری پھیل گئی اُسوقت دہلی میں ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان جو وزیر مر گیا اور امیرون
کی آپسمین فساد ہونے لگے تو مادھوجی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بھاری لشکر لیکر دہلی آپہنچا اور بادشاہ کی
کل سلطنت پر حاوی ہو گیا صرف ایک شخص غلام قادر خان پسر ضابطہ خان نبیرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف سے
اُسکے دل مین کھٹکا باقی تھا تین سال کے بعد مادھوجی سندھیہ تو دہلی سے متھرا کو گیا اور غلام قادر خان نے میدان خالی
دیکھکر دہلی مین اپنا قبضہ کر لیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹ کر غوث گڈہ اپنے گھر بھیج دیا اور بادشاہ پر متسلط ہو کر
خنجر کی نوک سے دونو آنکھین بادشاہ کی نکالڈالین یہہ بات سنکر مادھوجی فی الفور متھرا سے واپس آیا اسکے آنیکی
خبر پاکر غلام قادر دہلی سے غوث گڈہ کو بھاگا راستہ مین گھوڑے سے گر پڑا اور قید ہو کر سندھیہ کے سامنے پیش ہوا اور بہت

بُری حالت سے مقتول ہوا ۸ ستمبر ۱۸۰۳ء مین انگریزی فوج ماتحت جنیل لیک صاحب کے علیگڈہ سے کوچ کرکر دہلی
مین آئی اُسوقت مرہٹہ کا لشکر بہی ماتحتی لوی بورکین صاحب فرانسیس کے دہلی سے نکلا بُہن کنارے جمنا کے آپسمین
لڑائی ہوئی جسکے اخیر مرہٹہ کی فوج بہاگ نکلی اور کل سازسامان و دولت جا بیگہہ زین فوج خزانہ انکا انگریزون کو ملا بادشاہ
بہی انگریزون کی حمایت کے سایہ مین بفراغبالی زندگانی کرنے لگا بعد ازان اکتوبر ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ جسونت راو
ہولکر نے ستر ہزار فوج اور اکسو تیس ضرب توپ کے ساتھہ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی مین انگریزی فوج اُسوقت
صرف دو پلٹن و چار کمپنی ہندوستانی و دو رجمنٹ بیقاعدہ سوارون اور دو پلٹن بیقاعدہ پیادون اور ایک
پلٹن توڑہ دار بندوقون والون کی موجود تہین اُنمین سے بیقاعدہ فوج تو فوراً بہاگ گئی پہر بہی کرنیل برن صاحب
کمان افسر قلعہ بڑی بہادری کے ساتھہ شہر کے حصار کی مضبوطی کر کرتا رہا اور مہلکہ حملون کا جواب کی
ترکی دیتا رہا اور جب اُنہون نے پوڑیان یعنی زینے لگا کر فصیل پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو سخت حملہ کر کر اونکو
پسپا کیا اور اس جلدی مین جو تین سرنگین مرہٹون نے لگائی تہین وہ بہی اوڑانا بہول گئے بعد تین روز کے
جنرل لیک صاحب معہ فوج کے وہان آپہونچا اور محاصرہ اُٹھا دیا شاہ عالم جب نوے سال کی عمر پا کر مرگیا تو

اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکہہ روپیہ مشاہرہ سرکار کمپنی سے پاتا رہا وہ مرگیا تو ابوظفر
بہادر شاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر آرام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اوسکی عمر کے ایسا موقع
وقوع مین آیا کہ ۱۸۵۷ء مین مفسدہ پردازون نے یہہ خبر مشہور کی کہ بندوقون کیواسطے ولایت سے جو کارتوس آئے ہین
جس مین سور اور گاے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کارتوسون کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہہ منشا ہے
ہندون اور مسلمانون کا مذہب جاتا رہے اور سب لوگ عیسائی ہوجاوین اور اس بات کا چرچا تمام ہندوستانی
فوج مین پہیلا اگرچہ افسران انگریزی نے ہرچند لیاقت مین فہمائشین کین بلکہ یہہ بہی تجویز ہوگئی کہ وہ ان کارتوسون کو
مونہہ سے نہ کاٹین ہاتہہ سے کاٹا کرین مگر دلون سے وہ شبہہ نہ گیا اور اول ۱۰ تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹہہ کی
چہاونی کے تیسرے رسالے اور بیسوین اور گیارہوین پلٹن ہندوستانی نے شورش کر کے چہاونی جلادی قیدی
قتل کئے جیلخانہ کو توڑ دیا اور عیسائیون کے زن و مرد و بچہ خورد و کلان جو مل گئے ذبح کئے یہہ کام انجام کر کر وہی
مفسد فوج دہلی مین آپہنچی اور ایک شور محشر برپا ہوا کل فوج ہندوستانی دہلی کی بہی اونسے مل گئی اور انگریزون کو
قتل کر کر بہادر شاہ ظفر کو تخت پر بٹہلا کر بادشاہ بنایا یہہ خبر سنکر چہاونی لکہنو اور فرخ آباد و بریلی وغیرہ مین بغاوت
پہیلی اور کل فوج اپنے افسرون کو قتل کر کے دہلی مین آپہونچی ادہر سے حکام پنجاب نے فوج منقول گورہ اور
سکہون وغیرہ کی جمع کر کر دہلی کا محاصرہ کیا اور آپسمین لڑائیان ہوکر دہلی فتح ہوئی اور مفسدون کی فوج منتشر
ہوکر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہوکر برہما کے ملک کی طرف جلاوطن ہوا اور وہان ہی بہشت کو

عالیتین جان بحق تسلیم ہوا اس بادشاہ پر خاندان چغتائی بادشاہون کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

ذکر ریاست جھجر و دادری و بہادر گڈہ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ یہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد نیست و نابود ہوگئی ہے مگر رئیس یہانکا حاکم با اختیار صاحب عزت و وقار
تھا اسواسطے تہوڑا احوال اُسکا درج کتاب ہوتا ہے کہ رئیس جھجر کے افغانان بڑیچ کہلاتے تھے اور بڑے اسکے
ولایت افغانی مین بمقام مہراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سب سے اول مصطفیٰ خان بڑیچ ہندوستان
مین آیا اور سرکار نواب علی وردی خان مہابت جنگ ناظم صوبہ بنگال وعظیم آباد مین جاکر نوکر ہوا اور خدمات
نمایان کرکے بڑی عزت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہوکر اپنے آقا کے ساتھ کئی لڑائیان لڑا اور
مارا گیا اسکے مارے جانے کے بعد مرتضیٰ خان بیٹا اسکا اپنی فوج لیکر ابو المنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودہ
و الہ آباد کی خدمت مین حاضر ہوکر ملازم ہوا اور مدت تک صفدر جنگ و اسکے بیٹے شجاع الدولہ کے پاس
نوکر رہا مگر جب نواب آصف الدولہ کی مشہور مرزائی کا وقت آیا تو اس سے ناراض ہوکر چلا آیا اور پانسو سوار
لیکر دہلی مین پہونچا نجف خان وزیر سلطنت نے اسکو بادشاہ کے حضور مین لیجاکر نوکر کرایا اور جاگیر دلائی جب
وہ مرگیا تو فازی خان اسکا بھائی اور اسماعیل خان و نجابت علی خان و بہادر خان اسکے بیٹے بدستور معزز و مکرم
رہے پہر جب تسلط مادہو راو جی مرہٹہ کا دہلی مین ہوا تو اُسنے انکی قدر و منزلت کو بحال رکہا انمین سے فازی خان
تو کوابیہ کے لڑائی مین مارا گیا اور باقی سب اپنی اپنی جاگیرون پر قابض و متصرف رہے پہر جب صاحبان انگریز
دہلی پر قابض ہوئے تو نجابت علی خان نے حضور جنرل لیک صاحب حاضر ہوکر جان فشانیان کین اور خدمات
نمایان بجا لایا اُسکے عوض مین بموجب سند محررہ چودہوین اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ء ہونچیت وغیرہ پرگنات میان دوآبہ سے
جاگیرین بحال رہی اور بالعوض پرگنات ریتک کے پرگنات جہجر و دادری و بہادر گڈہ وغیرہ عطا ہوئے
پہر مہاراجہ جسونت راؤ ہولکر نے دہلی پر حملہ کیا تو اس لڑائی مین بہی فیض طلب خان ہندوی نجابت علیخان کا
زخمی ہوا اسواسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹودی اُسکے جاگیر مین عطا فرمایا پہر جو محالات میان دوآبہ
کسی ضرورت کے سبب سرکار مین لے لئی گئی تو اُسکے بدلے محالات جہجر و بادرول و کاسنی و باولی قلعہ وغیرہ
بمنظوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہہ خاندان سرکار انگریز بہادر کا کمال خیرخواہ اور
دوست متصور ہوکر لارڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی انپر روز افزون ہوئی اور انکی حیثیت و عزت
و آبرو کے مطابق علاقجات انکو ملے بدین تفصیل ٭

جاگیر نجابت علی خان	بنام اسمعیل خان و فیض محمد خان	
جہجر	باولی	دادری سوائے بہو و ناہڑہ و جہال بدہوانہ
کانونده معہ قلعہ کانٹی	نارنول	جاگیر اسمعیل خان بہادرگڈہ — جاگیر فیض محمد خان پاٹودہ

اور یہہ شرطین بوقت عطاے جاگیر قرار پائین کہ بندوبست محالات مذکورہ کا وہ خود کرلینگے سرکار سے وہ نہ یا نگینگے اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار مین دیا کرینگے اور ہمیشہ سرکار انگریزی کی تابعت مین حاضر رہینگے سلطان نجابت علی خان ملن پرگنات مین رئیس اعلی مقرر ہوا اور سب اسکے رشتہ دار اسکے ماتحت شمار ہوئے دس برس تک اسنے ریاست کی بہر ۱۲۳۹ھ مین وفات پائی بہر فیض محمد خان اسکا بیٹا مسندنشین ہوا اسنے انتظام ریاست کا کمال دانائی کے ساتہ کیا آخر چالیس سال کی عمر میں ۱۲۵۱ھ میں مرگیا اور فیض علی خان اسکا بیٹا مسند پر بیٹھا اس رئیس کے مزاج مین کفایت شعاری بہت تہی مگر عمارت کا شوق تہا ۱۲۶۱ھ مین یہہ فوت ہوا اور عبد الرحمان خان بیٹا اسکا جانشین ہوا یہہ رئیس بڑا سخی و عالی ہمت مشہور تہا اسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا ہرچند مرضی اسکی نہتی کہ عملداری انگریزی سے اسکی بگڑجاوے مگر اجتماع مفسدان سے بہی نہایت خائف تہا اور چاہتا تہا کہ کسیطرح دونو فریق سے بچا رہے انہین ایام مین مسٹر مٹکاف صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی معہ ایک اور صاحب افسر پریٹ کے دہلی سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے نواب نے انکو جہجر مین علانیہ رکہنا مناسب نہ جانا اور بغرض تمام روانہ سمت کوٹہی جو جکباس کردیا اور کوٹہی کے داروغہ کو لکہا کہ ان دونو صاحبون کو بحفاظت و آرام وہان رکہو جب دونو صاحب وہان پہونچ گئے تو پیچہے سے چند شریرون نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹہی کے داروغہ کے پاس بہیجکر حکم پہونچایا کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ ان صاحبونکو وہان نہ رکہو جدہر انکی مرضی ہو چلے جاوین جب داروغہ نے دونو صاحبونکو یہہ حکم سنایا تو مجبوری وہانسے چل دیے مگر جاتے دفعہ یہہ کہہ گئے کہ اگر ہماری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی تو نواب صاحب نتیجہ اسکا بخوبی پائینگے جب یہہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہرچند تلاش کرائی گئی کچہہ پتہ ان دونو صاحبون کا نملا بعد ازان جو پے درپے تحریرات شاہ دہلی کی فوج کی طلبی کے واسطے پہونچین تو نواب نے عبد الصمد خان ابراہیم خان کو تین سو سوار دیکر مفسدون کی امداد کے لئے بہی دہلی کو روانہ کردیا بعد جب چٹہی انگریزی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی نواب کے نام بدین مضمون پہونچی کہ فوج انگریزی کا لام شروع ہوا مفسدان کے واسطے کرنال مین جمع ہوتا ہے آپکو چاہئے کہ خود اپنی فوج لیکر وہان آوین اس چٹہی کے پہونچنے سے نواب کا ارادہ مصمم ہوگیا کہ خود کرنال کو جاوے مگر جب فوج کے افسرون کو بلا کر صلاح لی تو وہ راضی

سست پائے گئے اسلیئے نواب بہی خاموش ہو رہا اتنے مین ایک خط مسٹر ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون کا بطلب
دوسو سوار اور ایک پلٹن اور دو ضرب توپ سپاہیون کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل
کے واسطے حکم روانگی فوج کا نافذ ہوا مگر ہنوز تعمیل نہین ہوئی تہی کہ اُس وقت بسبب بے اعتدالیون شام سنگہ [illegible]
کے فوج مین بلوا ہوگیا اور فوج نے خود سر ہوکر شام سنگہ کو پکڑ لیا دوسرے روز بمشکل تمام ایک سو سوار گورگانون کو
روانہ ہوا مگر وہ سوار فرخ نگر کے مقام پر جا کر بیٹھ رہے اور تین چار روز کے بعد سنا کہ مفسدون کی یورش کے سبب
فورڈ صاحب گورگانون سے چلے گئے یہہ بات سنتے ہی وہ سوار جہجر کو واپس چلے آئے اسی عرصہ مین چند میم صاحبہ
باغیون کے پنجہ سے بہاگ کر دلی سے جہجر مین پہونچین وہ بحفاظت تمام رتہون مین سوار کرکر قلعہ کانوند مین پہونچ
گئین اور دلی کے فتح ہونے تک وہان رہین ۸ - اگست ۱۸۵۷ع کو امجد علی رسالدار مفسدان دہلی کے طرف سے
جہجر مین پہونچا اور فرمان شاہی بہی نواب اور فوج دربار طلب پانچ لاکہہ روپیہ و امداد فوج پر کر سنایا نواب نے
بظاہر اسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کرکے رخصت کیا پندرہ روز کے بعد پہر امجد علی روپیہ کی تقاضا کیواسطے
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادی نے قصبہ بادلی علاقہ جہجر مین آکر تحصیل معاملہ کی شروع
کی یہہ خبر پاکر نواب غصہ مین آیا اور فوج کو حکم تیاری کا دیا مگر وہ دونو وہان سے ٹل کر چلے گئے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷
کو لشکر انگریزی دہلی کے فصیل گرا کر شہر مین داخل ہوا اُسوقت عبد الصمد خان و حسن علیخان نواب کے فوج افسر جو
دہلی مین مامور تہے وہان سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے اور فوج مفسدون کی شہر سے بہاگ کر جا بجا بہاگ گئی اُسوقت حکام انگریزی
کے طرف سے مفسدون کی گرفتاری کے پروانجات جاری ہوے اور اسی مضمون کا خط نواب کے نام کا بہی پہونچا نواب نے مفسدون کی گرفتاری
بہت کوشش کی اور احمد علیخان شاہ دہلی کے خسر کو معہ حکیم عبد الحق مختار ریاست بلبگڈہ وغیرہ بہت سے باغیون کو گرفتار
کرکر حکام انگریزی کی خدمت مین بہیجا باغرض جبکہ دلی سے آثار [illegible] اُسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دلی کے
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملے تو گردونواح کے انتظام مین مصروف ہوئی و کرنیل لارنس و جان [illegible]
صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی و ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون و کپتان ہارسن صاحب وغیرہ معہ ایک کمپنی گورہ
و تین ہزار فوج مہاراجہ جمون و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کرکے ساتوین اکتوبر ۱۸۵۷ع کو بمقام
پاٹودی آئے جو کہ اکبر علی خان رئیس پاٹودی کو غدر کے ایام مین باغی لوگون نے بہت تنگ کیا تہا اسیر ہی [illegible]
انکی طرف سے نکیا اسواسطے اسکی ریاست بحال رہی اور لشکر دادری کو تدارک مفسد کے طرف مامور ہوا مگر وہ
بہاگ گیا وہان سے لشکر انگریزی بمقام پاٹودہ جو جہجر کے علاقہ سے متعلق الحدود ہے پہونچا اسلیئے رئیس جہجر نے
وہان انتظام رسد اور انگریزون کی ضیافت کا کرایا اور خود بہی ساٹہہ ستر سوار و [illegible] ساتہہ وہان پہونچا مگر ملاقات
حاصل نہوئی اور حکم ملا کہ بالفعل عزم دادری کلان کا ہے وہان سے واپس آکر بمقام جہجر ملاقات ہوگی اسواسطے

نواب جھجر کو لوٹ گیا جب لشکر دادری مین پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادری سے بے ہتھیار ملاقات
ہوئی اُسوقت کسیکا چھپا ہوا خزانہ اُس سے نہ نکلا جو سوار نواب جھجر کے مامور دہلی گرفتار ہو کر آئے وہ گولی سے قتل
کرائے گئے وہان سے لشکر بمقام چھوچک واس علاقہ جھجر پہونچا اور طلبی نواب کی کی جمعیت دس پندرہ آدمیون کے
ہتھیار کے عمل مین آئی اُسوقت عبدالصمد خان و ابراہیم خان مشیران نواب نے یہہ صلاح دی کہ آپ ہماری عقلمندی کی
اسبات کی نہین ہے کہ آپ بتوقع خیر ملاقات کے واسطے جائین اور کچھہ اسکا ثمرہ نیک اٹھائین کیونکہ وہ زمانہ گذر گیا
جبکہ آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور مشیران بے تدبیر کے کہنے سے ہمکو سفیران دہلی کے بدرکو بھیجا تھا اور اب طلبی
آپکی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کیونکہ اگر واقع مین یہہ امر منظور ہوتا تو اول اسیقام پر وہ آپ سے ملاقات ہوتی
اور اُسوقت انتظاری صرف دو فوج کے آنے کی تھی اب تو وہ فوج آگئی ہے آپکی طلبی ہوتی ہے دوسرے
جو ہمارے سوار بے گناہ مارے گئے انکی بابت مین کچھہ آپ سے دریافت کیا جاتا اگر صرف آپکی ملاقات
کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تھی اب ہمارے نزدیک انگریزون سے توقع خیر کی
نہین ہے بمقتضاے عقل نیک اندیش یہہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے و تعلقات ریاست کو ترک کرکے کسی
سمت کو چل دیجئے اگر کوئی ہمارے چلنے کا مانع ہوگا تو اُس سے ہم لڑینگے ناچاری کی موت سے مرنا مردونکا
کام نہین ہے فقط نواب نے یہہ تقریر سنکر انکا کہنا نہ مانا اور تھوڑے سے آدمیون کے ساتھہ افسران فوج انگریزی
کے پاس حاضر ہوگیا انہون نے سرسری ملاقات کرکے نواب کو نظر بند کرلیا اور خط مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر دہلی کا
جو نواب کے نام تھا اوسکے حوالے کیا اسمین لکھا تھا کہ غدر کے وقت تم سے کچھہ نمک حلالی و خیرخواہی وقوع مین نہین
آئی اسواسطے ریاست تمہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیرخواہی کے کچھہ بدخواہی بھی تم سے ہوئی یا
نہین صاحبان کورٹ بمقام دہلی کرینگے جب نواب یہہ خط پڑھ چکا تو صاحبان فوج نے اُس سے کہا کہ آپ ہم کو ایک
اپنا حکم بنام اہلکاران نوکر اونکے لکھہ کر دیدیں کہ وہ کل خزانہ و اسباب سب کچھہ ہمین سرکار انگریزی کے تفویض کردین چنانچہ نواب نے ایک قطعہ
ایک حکم بنام ملازمان جھجر و قلعدار کانوند کے نام لکھہ دیا اُس فرصت عمل و دخل سرکار انگریزی کا جھجر مین ہوگیا اور نواب قید ہو کر دہلی مین آیا اور
وہان بہت زیادہ تحقیقات ہمقدمہ کی ہوتی رہی آخرکار بتجویز صاحبان کورٹ جرم بغاوت اور بدخواہی کا نواب کی نسبت ثابت ہو کر
پہانسی دینا قرار پایا اور نواب کے چار دن پہلے اوکو جھجر سے بلاکر اُس سے ملاقات کرائی اور تیئیس تاریخ دسمبر ۱۸۵۷ع کو نواب کو حکم سنایا گیا
کہ کل تم بروز چارشنبہ چار بجے دن کے وقت پہانسی پاؤگے اگر کوئی آرزو رکھتے ہو تو بیان کرو نواب حکم سنکر خاموش ہوگیا
اور کچھہ جواب نہ دیا اگلے روز غسل کیا اور پارچات نو و چند جورات کو اسکو ملازمون نے چاندنی پہار کرسی کی تھی پہنا اور
کچھہ اشرفیان حسب الاجازت حکام کے اوسکے پاس خرچ کے واسطے موجود تہین چلتی بار [illegible] قیدیون کو تقسیم
کردین اور کچھہ وصیت نسبت تربیت اپنی اولاد کے انہین ماندون کو کرتا رہا اتنے مین وقت موعود پہونچا اور

اور صاحب معہ جمعیت ضروری کے وہان آئے اور نواب کو گرا بگہی مین سوار کرکر دہلی کی کوتوالی مین لے گئے اور
ایک گہڑی دن رہے پہانسی پر چڑہا دیا جب مرگیا تو نعش کو اوتروا کر ایک گڑہے مین ہنگوا دیا اسی روز سے نواب کے
خانگی اسباب کی ضبطی ہونے لگی اور کل زیور و اسباب زنانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپیہ
کے ضبط ہوکر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی بصورت جامہ تلاشی بیگمات کی بہی عمل مین آئی - اس سے پہلے
۴ - ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کرنیل ڈگلس لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری مین گئے اور وہان جا کر اوس ریاست
کو بہی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان رئیس کو معہ فتح جنگ خان بیٹے اسکے کے نظربند کر کے دہلی کو روانہ کیا اور
اسکے وابستون کو بہادرگڑہ مین بہیجدیا اور کل ملک متعلقہ ریاست جہجر سے پرگنہ نارنول کا مہاراجہ صاحب پٹیالہ
و پرگنات کانٹی و باول راجہ نابہہ و پرگنہ دادری راجہ جیند کو انکی خیرخواہی و خدمتگزاری ایام غدر کے سرکار سے
عطا ہوا بہادر جنگ خان رئیس دادری و بہادرگڑہ کو بعد تقرری ایک ہزار روپیہ ماہواری نقد زر پنشن کے لاہور مین
رہنے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جسکو نواب نے اپنے سوارون کا افسر بنا کر شاہ دہلی کے
مدد کو بہیجا تہا دہلی مین پہانسی پائی اور نواب کے عورات جنکے پاس نہ زر تہا نہ اولاد تہی جہجر سے خارج ہوکر دوہانہ
چلے گئے اور باقی ماندون کے واسطے پانی پت مین رہنے کا حکم نافذ ہوا اور گذارہ ہر ایک کا بقدر اسکی حیثیت کے مقرر ہوا

تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہہ ریاست بلوچون کی ریاست مشہور تہی بانی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تہا جسنے فرخ سیر بادشاہ کے
عہد مین فوجدار خان خطاب پایا اور شہر فرخ آباد اسنے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق لوگ
ہم قوم وغیرہ اسمین آباد کئے اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق ۱۱۲۵ ہجری ہے
جو بعہد محمد شاہ بادشاہ کے آباد ہوا جسنے اس شہر کے رکہا گیا تہا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہان بنوایا تہا
اسکی تاریخ بہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے برمحل نکالی ہے اس مادہ سے بہی ۱۱۴۵ ہجری ظاہر ہوتا ہے فوجدار خان
نے اپنے عہد مین جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور گاؤن بسائے جب وہ مرگیا تو بعد اسکے کامگار خان اور پہر موسیٰ خان
جانشین ہوا تو اسکے وقت مین بعد حکومت تین سال کے ریاست مین تنزل آگیا اور وہ اس ریاست سے بالکل بیدخل
ہوگیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ مین عملداری بہرت پور کی راجہ سورج مل کی ہوگئی اوسکے بعد اسکا بیٹا جواہر سنگہ
پہر رتن سنگہ خلف سورج مل پہر نول سنگہ سورج مل کا بیٹا پہر رنجیت سنگہ سورجمل کا بیٹا قابض ہوا اسکے وقت مین موسیٰ خان
بلوچ پہر اپنی ریاست کی استرداد کی فکر مین ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے ہمقومون اور ہمسایہ کے آدمیون کے
ساتہ سازش کرلی اور اس کام پر ڈیڑہ ہزار آدمی آمادہ ہوگیا مگر یہہ جمعیت قلیل تہا آزمودہ کار فوج کلیتہً ناآموختہ
کے روبرو کچہہ حقیقت نہ رکہتے تہے سوای اسکے شمشیر و خنجر کے بغیر کوئی توپ یا رسکلہ و بندوق نہ تہی اس خوف سے

مارے دہ دوبد و دشمن سے مقابلہ نکرسکا اور یہ حیلہ بنایا کہ اُس ڈیرہ ہزار فوج مسلح کو عورتون کی طرح پردہ دار گاڑیون مین بٹھلایا اور ایک سامان برات کا تیار کرکر رات کو باجے بجاتا ہوا اور رقص کراتا ہوا بہت روشنی کے ساتھہ اپنی مسکن سے چلا اور ایک نوشہ دولہہ مصنوعی بناکر اور سہرا باندہ کر گہوڑے پر بٹھلالیا اسطرح چلتے چلتے وضع جانڈری عرف باقرگڈہ متعلقہ مخفی گڈہ مین جو فرخ نگر سے بفاصلہ آٹھہ کوس کے ہے جا پہونچا اور وہان بسبب اسکے کہ وہ گاؤن شاہجہان آباد کے ناکہ پر تہا ایک قلعہ متعلق ریاست فرخ نگر کے بنا ہوا تہا اور فوج راجہ کی اُسمین رہا کرتی تہی سامان برات کا اور رقص ونغمہ دیکہنے کو کل فوج بے ہتیار باہر نکل آئی اُسوقت فقط وہ گروہ جانبازون کی تلوارین کہینچ کر گاڑیون سے نکل آئے اور مانند مرگ مفاجات جاٹون کے لشکر پر جو بالکل غافل تہے ٹوٹ پڑے اگرچہ جاٹون کی فوج بہی ان سے کئی درجہ زیادہ تہی اور حتی الامکان انہون نے کوشش بہی کی مگر سوتے اور جاگتے مین بہت فرق ہوتا ہے کشتہ وخستہ ہوکر بہاگ نکلے اور قلعہ فرخ نگر مین محصور ہوئے اور باقرگڈہ کا قلعہ بلوچون نے اپنے قبضہ مین کرکر سامان حرب توپ وتفنگ وغیرہ جیقدر رہا ساتھہ لے لیا اور شباشب فرخ نگر پہونچے اور مورچہ بندی کرکر شہر کو توپین لگا دین اُسوقت دیوان خوشحال رائے نائب رئیس بہت گہبرایا جو اسی ہوا کہ بہت جلد قلعہ خالی کرکر بہاگ گیا اور موسی خان نے دخل اپنا فرخ نگر مین کرلیا مگر ریاست اُسکی فرخ نگر وریاست قرب وجوار پر بحال ہوئی پہلی ریاست کے حدود قائم ہوئے وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا اسمعیل خان پہر مظفر خان پہر یعقوب علیخان اپنی اپنی وقت میں رئیس ہوتے رہے جب نواب احمد علیخان گدی نشین ہوا تو اُسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزون نے بسبب اسکے کہ وہ بہی باغی ہوکر مددگار مفسدان دہلی ہوگیا تہا اُسکو پہانسی دیدیا اور ریاست فرخ نگر کی باختتام پہونچکر کل علاقہ ضبط سرکار ہوا انمین سے ایک فضل حسین نامی ایک جاگیردار اسی علاقہ کا باقی ہے جو مفسدہ کے وقت خیرخواہ سرکار رہا تہا۔

ذکر ریاست سمرو صاحب الیمان زیب النسا بیگم رئیسہ قصبہ سرد ہنہ وغیرہ کا

اگرچہ سردہنہ کا علاقہ اب متعلق علاقہ میرٹھ ملحقہ پنجاب کے نہین ہے مگر دہلی کے پاس ہے یہ بہی ایک رئیس دستاربند تہی تذکرہ اُسکا بہی اس مقام پر لطف سے خالی نہوگا اور مجمل حال اُسکا یہ ہے کہ سمرو صاحب الیمان انگریز تو تہا لیکن بدل راجہ رنجیت سنگہ والی بہرت پور کا نوکر تہا جب سنہ ... مین باہم مرزا نجف خان و راجہ رنجیت سنگہ لڑائی ہوکر علاقہ ڈیگ فتح ہوا اور باہم دونو رئیسون کی مصالحت عمل مین آئی تو سمرو صاحب نے راجہ رنجیت سنگہ کی نوکری ترک کرکے مرزا نجف خان کی ملازمت اختیار کی اسواسطے جو پرگنات جہجر وجہارسہ وغیرہ راجہ نے

سمرو صاحب کے جاگیر مین دی ہوئے تہے اسکو واگذار رہے وہ مرگیا تو زیب النسا بیگم اسکی زوجہ جو ذات کی
کشمیرن اہل طوائف مین سے تہی اسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور انتظام ریاست کا اسنے بوجہ احسن کیا مادہوراو
سندہیہ کے وقت اسنے پرگنات جہجر وغیرہ چہوڑ دیا اور عوض اسکے سردہنہ و بودیانہ و برناوہ و بہاسو و برنت
و کوتانہ وغیرہ پرگنات میان دو آب لے لئے اور سردہنہ کو دار الریاست مقرر کیا انگریزون کے وقت بہی
اسکی جاگیر بدستور بحال ہی جب مرگئی تو کل علاقہ اسکا سرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا اور ایک ہزار سپاہی ہندستانی
مسلمان اسکا ملازم جو نجیب سپاہی کرکے مشہور تہے پنجاب مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس آکر نوکر ہوگیا مہاراجہ
نے بہی انکا نام نجیبون کی پلٹن رکہا ؛

ذکر ریاست جارج طامس صاحب عرف جہاز صاحب انگریز کا

جارج طامس صاحب انگریزی عہد عملداری مرہٹون کے ایک رئیس خود مختار ضلع ہریانہ وغیرہ مین ہوگذرا ہے
پہلے یہ شخص انگریزی جہازون کی نوکری مین ایک ذلیل عہدہ پر نوکر تہا سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین انگلستان سے
ہندوستان مین آکر مدراس مین اترا چونکہ آدمی صاحب حوصلہ و طالب جاہ و حشم تہا ذلیل نوکری جہاز کی چہوڑ کر بالاگہاٹ
مین آیا چند سال وہان بسر کئے وہان سے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین سردہنہ مین آکر سمرو کی بیگم زیب النسا کا نوکر ہوا
اور اچہی اچہی خدمتین بجالا کر عزت و توقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کنیزک سے اسکی شادی کر دی اور فوج کا
افسر بنایا مدت تک وہ نگران قوم سکہہ سے جو بیگم کے علاقہ مین لوٹ مار کرتے تہے لڑتا رہا اور بیگم کو
اپنی خدمات نمایان سے خوش رکہا سات برس کے بعد بسبب درازی بعض دراندازون کے مزاج
بیگم کا اس سے برگشتہ ہوگیا اسلئے اسنے بیگم کی نوکری چہوڑ دی اور دو سو سوار جنگ آزمودہ کے ساتہ
سردہنہ سے نکلکر انوپ شہر کے پاس جو اسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تہی آکر چند مہینے تک مقیم رہا
اس امید پر کہ شاید کوئی ہندوستانی رئیس اسکو بلا کر نوکر رکہ لے سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین ایک خط آپا کہانڈہ راو
مرہٹہ کا اس مضمون سے اسکے پاس آیا کہ اگر ہمارے پاس آجاوگے تو معزز نوکری اور گذارہ معقول پاؤگے اور
آپا راو کہانڈہ راو کہانڈا مرہٹہ الملقب بہ شمشیر بہادر در اول بابوجی سندہیہ کا نوکر تہا اور بعد ہو
سندہیہ نے اسکو نوکر رکہکر دو پلٹن جنگی آزمودہ کار عطا کین اور افسر بنایا جب اسنے
مین جانفشانیان کین تو مادہوسندہیہ نے اسکو اضلاع گوالیار و گوہد کا ناظم بنایا اور
نظم و نسق اسنے کچہہ عرصہ تک اچہا کیا سنہ ۱۲۰۸ھ مین اسنے بلا اجازت استعفا دیکر
اگرچہ بہت کوششون کے ساتہ فتحیاب ہوا مگر نہایت زیر بار و قرضدار ہوگیا اس بدنظمی سے مادہوسندہیہ

اس سے ناراض ہو کر اسکو معزول کر دیا از بسکہ یہ سردار ایک آدمی صاحب داعیہ و عالی دماغ تھا اُسنے سنہ ۱۱۸۴ ہجری
میں آکر خود سری اختیار کی اور اپنی بازو کے زور سے اضلاع میوات کو مفتوح کرتا ہوا ہریانہ تک پہونچا اور
اسی اثنا میں سکھ لوگ جو اُس ملک کو لوٹ رہے تھے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ میں عملداری
اپا کہانڈہ راو کی ۱۲۰۱ ہجری میں قایم ہو گئی اُس فروغ کے وقت وہ مادہوجی سندہیہ سے نہ تو باغی اور نہ تابعدار
شمار تھا بعض بعض اضلاع میں خود مختار و مالک اور بعض میں باجگذار و تابع تھا اُسنے قلعہ کانوند کو اپنا دار الحکومت
بنایا فقط جب جارج طامس صاحب اسکے پاس پہونچا تو اُسنے اسکو آدمی ہوشیار و لایق کا جان نثار تصور کر کے
ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اُسکے حوالہ کی بعد وفات مادہوجی سندہیہ کے جب دولت راو سندہیہ
برادر زادہ مادہوجی کا جانشین ہوا اپا کہانڈہ راو بھی حسب الطلب اُسکے مع جارج طامس صاحب کے دہلی گیا اور
شاہ عالم بادشاہ کے یہاں سے خلعت فاخرہ حاصل کی غرض کئی سال تک طامس صاحب نے ریاست اپا کہانڈہ راو
کی خوب کارگذاریاں کیں اور رفتہ رفتہ لالچ میں آگیا جب اپا کہانڈہ راو نے بسبب شدت مرض و ضعف دل کے
سے جمنا میں ڈوب کر خود کشی کی تو طامس صاحب حاکم خود مختار بن گیا اور دور دور تک علاقہ جات فتح کرتا ہوا اور
راجہ پٹیالہ وغیرہ سے سر رشتہ دوستی کا قایم کیا جب اپا کہانڈہ راو مر گیا اُسکے بعد بادن راو برادر زادہ
اسکا جانشین ہوا تو اُسنے بعض فسادانگیزوں کے کہنے سے یہ تجویز کی کہ جو پرگنہ جھجر وغیرہ اُسکے چچا نے طامس صاحب
کو جاگیر میں دی ہوئی تھی ضبط کر کر اپنی ریاست کے شامل کر لیوے ہر چند طامس صاحب لحاظ اُسکے کرتا
تو کر اُس خاندان کا تھا اطاعت قبول کی اور کچھ خراج بھی دیا گیا مگر بادن راو نے نہ مانا اور نوبت جنگ کی
بدل پہونچی آخر کار بعد جنگ و پیکار آپس میں صلح و صفائی ہو گئی اس کام سے فراغت پا کر اُسنے مقام کرنال
سکھوں کے ساتھ ایسا جنگ کیا کہ جس میں انکا ہزار سکھ مارا گیا شہر حصار و ہانسی جسکو سکھوں نے بالکل اجاڑ
دیا تھا از سر نو آباد کر کے دار الریاست بنایا قلعہ جارج گڈہ جسکو اب جہاز گڈہ بولتے ہیں تعمیر کیا اور کل ملک
ہریانہ کا جو دہلی سے نوے میل شمال و مغرب میں ہے طامس صاحب کے تصرف میں آگیا جسکی وسعت تخمیناً تین ہزار
انسٹھ کوس یا اسقدر شرقاً غرباً لمبی ہو گی اور اسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگہ پٹیالہ والے کے راج اور گوشہ
شمال و مغرب ملک بھٹیان اور غرب میں بیکانیر کے راج اور جنوب میں جی پور کی راج اور گوشہ جنوب و مشرق
میں پرگنہ دادری اور مشرق میں انتظام متعلقہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق میں روہتک پانی پت وغیرہ
کی حدود سے ملتی تھی اور خاص قصبہ ہانسی کو اُسنے اپنا دار الحکومت بنایا اور اگر خاص حد اُسکی ریاست کی
بیان کیجاوے تو یہ ہے کہ شمالی حد میں اُسکے دریاے گگر اور جنوب میں قصبہ بہل اور شرق میں ہیم اور غرب
میں بہادرہ تھا اور آٹھ سو چودہ موضع اُسمیں شامل تھے بعد انتظام قرار واقعی کے طامس صاحب نے سکہ اپنے نام کا

جاری کیا اور توپین قلعہ شکن و میدانی لڑائی کی ڈہلوائین لشکر آراستہ کیا شان و شوکت شاہانہ جہازی یہانتک کہ
اُسکے پاس پچاس ضرب توپ اور آٹھہ پلٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایکہزار سوار اور ساڑہے تین ہزار روہیلہ
فوج جمع ہوگئی اور جارج گڈھ اپنے بنائے ہوئے قلعہ مین جو جہجر سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا
چند سال کے بعد اتفاق جانے طامس صاحب کا میواڑ کی ملک کیطرف ہوا پیچھے اُسکے ضابطہ خان ناظم جہجر نے بیرہ باونی
کی کہ علاقہ دادری علمداری دولت رام سندہیہ سے کہانڈ کی بہری ہوئی گاڑیان ستر ہزار روپیہ کی مالیت کے لوٹ
لین گاڑی والون نے استغاثہ اسکا بحضور پیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام سندہیہ کے کیا اور پیرون صاحب
کی حکم سے مسٹر لوئیس صاحب فرانسیس معہ چار پلٹن و توپخانہ واسطے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہوا اُسنے جہجر
آکر توپین لگادین اور پندرہ دین روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان مفرور اور لشکر مرہٹہ کا منصور ہوا
اور لوئیس صاحب جہجر کے چند دوکانداروں اور ساہوکارون کو پکڑ کر لے گیا جب طامس صاحب میواڑ سے واپس آیا
تو اُسنے شہر جہجر سے سترہ ہزار روپیہ معاوضہ اُن گاڑیون کا چندہ کر کے پیرون صاحب کے پاس بہیجکر قیدی
اپنے منگالیے اگرچہ گاڑیون کے عوض مین تو سترہ ہزار روپیہ پیرون صاحب نے وصول کرلیا مگر دل مین
جارج طامس کے نوکرون کی شوخی سے سخت پیچ و تاب کہائی اور کل یہہ حال دولت راے سندہیہ کی خدمت
مین جو اُسوقت دہ مقام دکہن تہا لکہہ بہیجا وہان سے ایک خط بنام طامس صاحب اسطرح جاری ہوا کہ چونکہ
اسوقت فیمابین ہماری اور مہاراجہ جسونت راے ہولکر والی اندور کی لڑائی ہورہی ہے تمکو چاہیے کہ
اپنے آپ کو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کے ماتحتی پیرون صاحب سپہ سالار کے مقابلہ
ہولکر مین مصروف ہو چونکہ پیرون صاحب اور طامس صاحب کی آپس مین صفائی نہ تہی پیرون صاحب نے چاہا کہ کسیطرح طامس صاحب
کو اپنے پاس بلاکر قید کرلون مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتہہ جاکر ملاقات کی اور پیرون صاحب کو طامس صاحب
کے گرفتار کرنے کا موقع ملا اور کہا کہ مہاراجہ سندہیہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ جہجر سے بالکل دستبردار ہوکر مہاراجہ
سندہیہ کی ملازمون کے حوالے کردو اُسکے عوض مین تمکو پچاس ہزار روپیہ ماہواری ملا کریگا چونکہ یہہ بات پیرون
صاحب کی طامس صاحب نے منظور نکی اُسی روز سے آپس مین فساد و دشمنی شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب
رستہ لڑائیان سندہیہ کے فوج سے لڑتا رہا آخر جب پیرون صاحب اور [illegible] صاحب کی فوج کو مدد پہونچ گئی اور
طامس صاحب کے فوج کے بیچ سے رسد بند ہوگئی اور اہلکاران سندہیہ نے طامس صاحب کے سپاہون اور افسرون
کے دالستون کو جو اسکے علاقہ مین رہتے تہے قید کرلیا تو فوج طامس صاحب کی بیدل ہوگئی اور اپنی جان بچا کر
جا بجا بہاگ گئی [illegible] لاچار ہوکر طامس صاحب نے ریاست سے دل اُٹہایا اور انگریزی علمداری مین جاکر باقی عمر
[illegible] بسر کی

تذکرہ ریاست لوہارو

یہہ ریاست ایک مسلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق مین جھجر و جنوب مغرب مین شیخاوٹی و غرب مین
بیکانیر و ہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دو سو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ
لیک صاحب نے مرہٹون کو دہلی سے نکالا تو لوہارو معہ علاقہ متعلق کے ریاست الور مین منتقل ہوگیا اور راجہ الور نے
یہہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعوض اُس کے خدمات کے علاقہ فیروزپور
کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مرگیا تو
شمس الدینخان اُسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اُسوقت امین الدین خان و ضیاء الدین خان حقیقی بھائی شمس الدینخان
کے بموجب وصیت اپنے باپ کے دعویدار حصہ ریاست کے ہوئے اور یہ مقدمہ روبروے فریزر صاحب ایجنٹ دہلی
کے پیش ہوا صاحب ممدوح نے بعد تحقیقات گورنمنٹ مین رپورٹ کی کہ ان تینون بھائیون مین باپ کی وصیت
کے بموجب حصص ہوجانے مناسب ہین اسبات سے نواب شمس الدینخان صاحب ایجنٹ کا دشمن ہوگیا اور اپنے
نوکرون کے ہاتھ سے اکتوبر ۱۸۳۵ع مین صاحب ایجنٹ کو قتل کرادیا پس وہ مقدمہ ایک برس تک تحقیقات
ہوتا رہا آخر جرم قتل بہ نسبت نواب شمس الدینخان کے ثابت ہوکر اُسکو پھانسی دی گئی اور ریاست فیروزپور
کی ضبط ہوکر ضلع گورگانون مین شامل ہوئی اور خاص لوہارو معہ علاقہ متعلق امین الدین و ضیاء الدین کے نام واگذار
ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اُسکے مرنے کے بعد نواب میرزا علاؤالدین
احمد خان بہادر جانشین اپنے باپ کا ہوا اس مسندنشینی کے وقت ضیاءالدین خان نے دعوی حصول ریاست کا کیا مگر
کامیاب نہوا اور پنشن دینا سمجھا گیا اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست سے اسکو ملتی ہے نواب علاؤالدین احمد خان بہادر
رئیس حال بڑے لئیق و عالم و فاضل ہوشیار کارگذار نیکنام خیرخواہ سرکار انگریزی کے ہین انتظام اُسکا ریاست مین
بہت اچھا ہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیرالدین و نصیرالدین و عزیزالدین و بشیرالدین و ضمیرالدین موجود
ہین اور میرزا حسین علی خان بہادر رئیس حال کے بھائی بھی بڑے لائق آدمی ہین مفسدہ دہلی مین یہہ ریاست
وفادار ثابت ہوئی اسی سبب سے بحال و برقرار رہی ؀

تذکرہ ریاست دوجانہ

قسمت حصار مین یہہ بھی ایک مشہور ریاست [illegible] ریاست [illegible] لارڈ لیک صاحب کے حکم سے بعوض
اُن خدمات کے جو نواب عبدالصمد خان نے مرہٹون کی لڑائی مین [illegible] کی تھین نواب ممدوح کو عطا ہوئی
اور ہوا دوجانہ کے ایک اور علاقہ [illegible] جھجر بھی شامل اس ریاست کے ہوگیا اب یہہ ریاست نواب عبدالصمد خان
کے پوتے محمد حسن علیخان کو دائر ہے مفسدہ دہلی مین یہہ رئیس بھی خیرخواہ و وفادار نکلا اسلئے ریاست اسکی

قایم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد و محمد شمشیر خان و محمد شمشیر خان بہائی و محمد عبد اللہ خان برادر چچیرزاد اس رئیس کے ماتحت کام کرتے ہین کل سطح اس ریاست کا اکہتر میل مربع ہے اور آبادی چہہ ہزار آدمی سے زیادہ ہے پچاس سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے ؂

ذکر ریاست پاٹودی

یہہ ریاست بہی بڑی ریاست جہجر کی ایک شاخ ہے پہلے یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب بہادر نے بجلدوے حسن خدمات مہم مرہٹون کے نواب فیض طلب خان ہمنوے نواب نجابت علی خان رئیس جہجر کو از روے سند محررہ ۴ - اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ - ماہ رجب سنہ ۱۲۱۹ھ عطا کیا یہہ ریاست چالیس میل بسمت جنوب بمغرب دہلی کی اس سڑک پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے مفسدہ دہلی کے بعد باوجود یکہ ریاست جہجر کی ضبط ہوکر رئیس وہانکا پہانسی پاگیا مگر یہہ ریاست بسبب خیرخواہی و وفاداری کے اکبر علی خان رئیس کو واگذار رہی فی الحال فرمانروا اس ریاست کے نواب محمد مختار حسین رئیس ہین اور آمدنی کل اس ریاست کی قریب بچاس ہزار روپیہ سالیانہ کے ہے یہہ ریاست قسمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و امداد علی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو اس ریاست کے مختار مہمات ریاست ہین ؂

ذکر ریاست دادری

یہہ ریاست جہجر کے ریاست کی ایک شاخ تہی اور جب جہجر کا علاقہ لارڈ لیک صاحب نے نواب نجابت علی خان کو عطا کیا تو علاقہ دادری و بہادرگڈہ نواب محمد اسمعیل خان نجابت علی خان کے بہائی کو ملا مگر اسماعیل خان عنقریب فوت ہوگیا اور نواب بہادر جنگ خان اُسکا بیٹا خوردسال رہ گیا اسواسطے نواب نجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے ذمہ پر لے لیا اور دادری مین چہاونی اپنی فوج کی مقرر کی جب نجابت علی خان مرگیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت مین بہی چندسال دادری مین چہاونی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اُسنے دادری مین اپنا عمل و دخل کرلیا اسواسطے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ نقصان عہد سرپرستی بحضور صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش کیا یہ بیان کیا وقت سرپرستی و نابالغی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تہا صاحب ممدوح نے کل انتظام قصبہ بہادر جنگ خان کا کرکے کل دیہات پرگنہ دادری سے نواب فیض محمد خان کو دیدئیے اور باقی علاقہ جسمی ایک لاکہہ اٹہارہ ہزار ایکسو دس روپیہ سات آنہ ۹ پائی بحق بہادر جنگ خان بحال رکہا اور چونکہ دو لاکہہ بیتو ریاست خسارہ جاگیر ایام نابالغی بہادر جنگ خان کے ذمہ پہنچی اور اسی ہزار روپیہ ایک مہاجن ہر ہزاری نامی کے اسکے ذمہ پر واجب الادا تہی اسواسطے پرگنہ دادری و بہادرگڈہ کا بطور ٹہیکہ گیارہ برس کے بحکم صاحب ایجنٹ دہلی کے حوالہ نواب فیض محمد خان کے ہوگیا اور آمدنی جاگیر مین سے پندرہ ہزار روپیہ ماہواری بہادر جنگ کو بطور خرچ

دینا قرار پایا مگر عند الاپیل یہہ حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہوگیا اور کل علاقہ نواب بہادر جنگ کے ہوا اور اپنی خوشی سے اُسنے بعوض تین لاکہہ پچہتر ہزار روپیہ کے پرگنہ دادری کا نواب فیض محمد خان کے پاس میعاد دس سال کے رہن رکہہ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب بہادر جنگ کو اور کل تنخواہ سواروں کی جو سرکار مین دیجاتی ہین دیا کرے پس پرگنہ دادری کا رہن ہوکر بہادر گڈہ کا پرگنہ بقبض و دخل بہادر جنگ کے رہا جب میعاد دس سالہ رہن کے گذر گئے تو زر رہن مین سے صرف ایک لاکہہ روپیہ ادا ہوا اسواسطے دادری کا علاقہ پہر دس برس کے میعاد پر بعوض دو لاکہہ پچہتر ہزار روپیہ کے نواب فیض علی خلف فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس رہن ہوا اور دس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دینا ہی موقوف ہوا اور یہہ بہی شرط ہوئی کہ بعد انقضا میعاد جب تک زر رہن ادا نکرینگے تو ایک لاکہہ روپیہ یکمشت مرتہن کو دیوینگے مگر یہہ شرط نواب بہادر جنگ خان کے وقت فسخ ہوکر پچاس ہزار روپیہ کا دینا بوقت فک الرہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان نے میعاد سے اول پچاس ہزار روپیہ یکمشت دیکر علاقہ اپنا رہن سے واگذار کرالیا اور باقیماندہ روپیہ بااقساط تین ہزار روپیہ سالانہ کے ادا کرتا رہا جب بعد فرو ہونے مفسدہ دہلی کے افسران دہلی انتظام بیرونی کے واسطے تشریف لیگئے تو دادری پہونچکر رئیس کی جہجر کے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچہہ مواخذہ نہوا بعد ازان جب رئیس جہجر کا ماخوذ ہوکر دہلی پہونچا تو ہم ۔ ماہ نومبر ۱۸۵۷ع کو ڈگلاس لارنس صاحب پولیٹکل ایجنٹ دادری مین گئے اور بجرم سازش مفسدہ کے ریاست کو ضبط کرکے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اُسکے بیٹے کو نظر بند کرکے دہلی بہیجدیا اور بہی گانو دادری کے رہنے والے کو کہ جسنے بزمانہ عدم سیاستی سرکاری ڈاک منشی کو مار ڈالا تہا اسی خاص موقع پر پہانسی دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی پندرہ روز تک برابر پہانسی کے اوپر لٹکی رہے پہر جب تحقیقات مقدمہ ریاست جہجر کی ہوکر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم جلاوطنی کا صادر ہوا اور بعد مقرر ہونے ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ کے لاہور بہیجا گیا اور لاہور مین چند سال قیام کرکے فوت ہوا اب بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور مین رہتا ہے اور دو سو روپیہ ماہواری پنشن اسکو سرکار سے ملتی ہے ٭

ذکر ریاست مالیر کوٹلہ

ملک پنجاب کے ملک مین یہہ ریاست بہی ایک قدیمی مشہور ریاست ہے مورث اعلی یہان کے رئیس کا شیخ صدرالدین زندہ پیر قوم سروانی افغان تہا جسکے ساتہہ نواب سکندر علی خان رئیس حال کا شجرہ انساب بچند اسامی دریافتی اسطرح پر ملتا ہے کہ نواب سکندر علی خان خلف نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن بہیکن خان بن جمال خان بن شیر محمد خان بن فیروز خان بن بایزید خان بن شیخ صدرالدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہہ شیخ احمد بہی سروانی بزرگ لیتے سرحی پال کے ملک مین مشہور بہت تہا اور یا شیخ ملتون بستی کے

بڑا بیٹا شیخ احمد کا شیخ صدرالدین المعروف بصدر جہان جو اپنے وقت مین ولی کامل اور درویش خدا رسیدہ
تھا اپنے اصلی وطن درابن سے بتقریب سیر ہندوستان کو آیا اور باستقامت جہان اب قصبہ مالیر کوٹلہ آباد ہے ہوکر
ستلج دریا کے ایک شاخ پر جسکے نشان اب بھی معلوم ہوتے ہین مقیم ہوکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے اسوقت مالیر کی آبادی
کا نام ونشان بھی نہ تھا صرف ایک چھوٹا سا موضع بھومم نام آباد تھا شیخ کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت ضعیفہ
مالی نام مسلمان رہتی تھی پہلے پہل وہی ضعیفہ حضرت کی مرید ہوئی بعد ازان سلطان بہلول لودی بادشاہ نے اپنی
دختر کی شادی صدر جہان سے کر دی تو حضرت کی بہت شہرت ہو گئی اور جوق جوق لوگ حضرت کی خدمت مین
حاضر ہونے لگے اسوقت حضرت نے اس قصبہ کے آبادی کی بنا ڈالی اور نام اسکا اسی عورت مالی کے نام پر مالیر
رکھا بعد آبادی اس قصبہ کے ۹۲۳ھ ہجری مین شیخ صدر جہان کی وفات ہوئی اور اسی قصبہ مین دفن ہوئے
فضل ایزد - اور عارف المتقی انکی تاریخ وفات نکلی اونکے دو منکوحہ ایک جٹ عورت اور دوسری شہزادی
تھی شاہزادی کے بطنی اولاد اب تک مزار مبارک کے مجاور رہین اور دوسری عورت کے بطنی اولاد مین
سردار و نواب چلے آئے ہین صدر جہان کی پانچوین یا چھٹی پشت کے بعد بایزید خان رئیس ہوا اسنے مالیر
کے پاس دوسرا قصبہ کوٹلہ معہ شہر پناہ وعمارات پختہ وخندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسعت دینے مین
بھی نہایت کوشش کی اُسکے بعد فیروز خان پھر شیر محمد خان جانشین ہوا پھر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرہند کے
گورو گوبند سنگھ کے ساتھ خوب لڑتا رہا اسنے اپنی ریاست مین موضع شیرپور آباد کیا کہ اب وہ موضع ریاست پٹیالہ مین
بستا ہے اسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جب وہ مرگیا تو جمال خان بیٹا شیر محمد خان کا گدی نشین ہوا یہ بھی سکھون سے
لڑکر بمقام سرہند شہید ہوا اُسکے بعد بھیکن خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی نظر اُسکے خدمات نمایان
اور رسم قومی کے اُسپر بڑی مہربانی تھی اُسنے اس ریاست کو وسیع بلکہ انکی سکھ کو مضروب کیا آخر بھیکن خان نے آلا سنگھ
رئیس پٹیالہ سے لڑکر شہادت پائی اُسکے بعد بہادر خان اسکا چھوٹا بھائی مسند پر بیٹھا اسنے بھی سکھون کے ساتھ
لڑکر جام شہادت نوش کیا اُسکے وقت پٹیالہ کے رئیس نے غالب آکر اسکا بہت سا علاقہ اپنی ریاست کے شامل
کرلیا اُسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطاء اللہ خان اُسکے چھوٹے بھائی ایک دوسرے کے بعد مسند نشین ہوتے
رہے عطاء اللہ خان کے عہد مین رنجیت سنگھ والی لاہور لشکر لیکر مالیر کوٹلہ پر چڑھ آیا اور ڈیڑہ لاکھ روپیہ
نذرانہ مقرر فرمایا اسوقت کچھ تو یہان کے رئیس نے نقد ادا کیا اور باقی کے واسطے رئیس پٹیالہ اور رئیس نابھہ کو
ضامن دیا ضامنون نے بعوض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تھانجات اسکے ملک مین بٹھلا دیئے مگر انہین ایام مین
ستلج پار کے رئیسون کی خوش نصیبی سے اسطرف کے کل ریاستین زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگئے اور سکھون
کا عمل و دخل بالکل اُٹھ گیا اور جنرل اوکٹرلونی صاحب نے بذات خود کوٹلی مین آکر سکھون کے تھانجات اس ریاست

سکے علاقہ سے اُٹھا دئے اور رئیس مالیرکوٹلہ کا دوبارہ عمل و دخل کامل ہو گیا عطا داللہ خان کے مرنے کے بعد وزیر خان اُٹھا
بھیکن خان کا حاکم مقرر ہوا وہ فوت ہوا تو امیر خان اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطا داللہ خان کی اولاد اپنی جاگیر پر قابض رہی
امیر خان سے پہلے رئیس مالیرکوٹلہ کے خانصاحب کہلاتے تھے اُسکو گورنمنٹ کے یہان سے نوابی کا خطاب عطا ہوا
ریاست و مدارج نے ترقی پائی امیر خان نے سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین وفات پائی بجائے اُسکے نواب محبوب علیخان
مسند نشین ہوا ۱۲۷۴ ہجری مین نواب محبوب علی خان نے بھی دنیائے ناپایدار کو چھوڑا اور نواب سکندر علیخان
محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اُسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان مسند نشین ہوا جو
فی الحال موجود ہے خدا سلامت رکھے ۱۲۷۴ چراغ اہل دل نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات ہے کل آمدنی
اس ریاست کی ڈہائی لاکھہ روپیہ سالانہ ہے جس مین سے ایک لاکھہ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور
ڈیڑہ لاکھہ روپیہ اور سب حقدارون وحصہ دارون وجاگیردارون وپنشن دارون کو تقسیم ہوتا ہے اور کل سطح
اس ریاست کا ایکسو چوالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہے اور خاص مقام ریاست کا اُس
سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے بتالیس میل بسمت شمال مغرب پٹیالہ سے واقع ہے جاگیردار و امراء
اس ریاست کے عنایت علی خان وغیرہ برادران چچہ زاد و محمد رستم خان وغلام محمد خان رشتہ داران و شیخ کریم بخش
وزیر ہے اور میر منشی کا عہدہ ایک شخص فتح جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلداری کا کام دیتا ہے
اور منشی کنہیا لال پسران دلاور علیخان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس رئیس نے مفسدہ دہلی مین سرکار
انگریزی کے ساتھہ بڑی وفاداری کی اور خدمات نمایان بجالایا اسلئے مورد تحسین و آفرین ہوا ٭

ریاست پٹیالہ ستلج کے پار ریاستون مین یہہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہے یہان کے رئیس کو خطاب مہاراجگی
کا گورنمنٹ سے عطا ہو چکا ہے فی زماننا سکہون کے ریاستون مین سے اسکے ثانی کوئی ریاست نہین ہے دولت و جاہ و حشمت
و انتظام و عزت و توقیر مین بھی پنجاب بہر مین اس رئیس کا کوئی ثانی نہین ہے یہہ ریاست ایک شاخ
سکہیان پھولکیون کے ہے جسکا حال سکہون کے بارہ مثلون مین بھی آویگا مگر اسمقام پر بھی مختصر حال اس
خاندان کا تحریر ہوتا ہے کہ انکے بزرگ یعنی مورث اعلےٰ کا نام پھول گوت برار نسل قوم جاٹ سندہو تھا اُسنے چغتائی سلطنت
کے ضعف کے وقت زمینداری بہت پیدا کی اور اپنے نام پر موضع پھول آباد کیا اُسکے چھ بیٹے تھے ایک تلوکا
دوسرا راما تیسرا رگہو چوتہا چنیدہ پانچوان جہنو چھٹا تخت مل راما کی اولاد مین سے [illegible] بیٹے ہوے
ایک آلا سنگہ دوسرا دونا سنگہ تیسرا بخت مل چوتہا سوبہا سنگہ پانچوان لدہا سنگہ آلا سنگہ نے اس ریاست کی بنیاد قائم کی
اور جسوقت سالہا اُسنے بزور شمشیر اپنی ریاست مین داخل کرلیا اور بھیکن خان مالک مالیرکوٹلہ سے بھی کچھ ہمسر
صف آرا ہوکر بہت سا علاقہ اسکا بھی دبا لیا پہلے اُسنے موضع برنالہ آباد کیا پہر پٹیالہ کے آبادی کی بنیاد رکھی

اسکا قلعہ تعمیر کر کر شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول پٹی آلا یعنی آلا سنگہ کا حصہ تہا پہر کثرت استعمال سے پٹیالہ مشہور ہوگیا
سنہ ۱۱۷۵ بکرماجیتی مین جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہان آیا تو اُسنے اول برنالہ کے قلعہ کو لوٹا پہر پٹیالہ کی سمت کو
متوجہ ہوا تو آلا سنگہ نے اطاعت قبول کر لی اور بادشاہ کے وزیر کے معرفت چار لاکہہ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب
راجگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ چلا گیا تو آلا سنگہ نے اور سکہون کی اتفاق سے سرہند پر یورش
کرکے زین خان ناظم سرہند کو قتل اور شہر کو غارت کر کے اوجاڑ دیا ہاتہہ سکو بڑی دولت حاصل ہوئی اور کل
سرزمین متعلقہ شہر سرہند پر قبضہ اسکا ہوگیا اسوقت شہر پٹیالہ نے بڑی رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرہند کے
وہان سے اجڑ کر اسمین آ بسے آلا سنگہ کے مرنے کے بعد سردول سنگہ اور سردول سنگہ بعدہ امر سنگہ مسند نشین ہوا
اسی وقت مین ایک دفعہ اُسکے بہائی مسمی ہمت سنگہ نے اسپر غلبہ پاکر اُسکو ریاست سے بیدخل کر دیا مگر قائم نہ رہی القصہ وہ پہر قابض ہوگیا
جب ہمت سنگہ مرگیا تو اُسکا املاک مقبوضہ بہی ریاست کے شامل ہوگیا اور نیز امر سنگہ نے قلعہ بہٹنڈہ فتح کر کر اپنی ملک مین ملا لیا امر سنگہ کے مرنے کے بعد
اسکے بیٹے صاحب سنگہ نے ریاست پائی اُسکے عہد مین پے درپے حملے رنجیت سنگہ والی لاہور کے ریاست پٹیالہ و جیند وغیرہ پر ہونے لگے
وہ ان سے پے درپے نذرانے وصول کرنے لگا اُسکا ارادہ تہا کہ پنجاب کے اور ریاستون کیطرح ستلج پار کے
ریاستون کو بہی نیست و نابود کر دیوے اسواسطے سب رئیسون نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے بحضور صاحب
ایجنٹ دہلی کے گذرانی اور بعد منظوری کے مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی رنجیت سنگہ کے پاس لاہور مین آیا اور
جنرل اوکٹرلونی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لودہیانہ مین داخل ہوا اور چہاونی مقرر کی بعد سوال و
جواب کے دونو سرکارون مین دریاے ستلج حد مقرر ہوئی اور یہہ کل ریاستین رنجیت سنگہ کے پنجہ سے محفوظ ہوکر
انگریزی حفاظت مین بنی لگین اسوقت یہہ ملک محفوظہ جاگیردارون اور رئیسون کے قبضہ مین تہا گورنمنٹ
انگریزی کی مداخلت اسمین کچہہ نہ تہی صرف ایک صاحب پولٹیکل ایجنٹ زیر حکم رزیڈنٹ دہلی لودہیانہ کے
مقام مین رہتا تہا جب کوئی تنازع ان رئیسون مین بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تہا تو وہ فیصلہ کر دیتا تہا رفتہ رفتہ
دخل سرکاری اسملک مین بڑہتا چلا گیا اسطرح کہ جو جاگیردار لاولد مرجاتا اُسکا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی فقط
صاحب سنگہ کے مرنے کے بعد کرم سنگہ مالک ریاست کا بنا وہ سمت ۱۹۰۱ بکرماجیتی مین مرگیا اور راجہ نرندر سنگہ نے راج
پایا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا مہاراجہ مہندر سنگہ مالک راج و صاحب تخت و تاج ہے یہہ مہاراجہ بعد وفات
اپنے باپ کے خورد سال رہگیا تہا مگر بدولت اہلکاران نمک حلال کے انتظام ریاست کا بخوبی ہوتا رہا کل علاقہ اس
ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑہ گیا ہے کیونکہ کچہہ علاقہ جات تو یہان کے رئیس نے خود خرید کر لئے ہین اور کچہہ
بعد نکالے جانے فوج گورکہہ کے کوہستان ستلج پار ریاستیون تہل و گہاٹ اس ریاست کے ماتحت کئے گئے
تہی مگر جب یہہ رئیس بوقت ہنگامہ آرائی فوج سکہی لاہور کے وفادار و خیرخواہ سرکار انگریزی کا نکلا تو

اور بہی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چہ سو بیالیس میل مربع ہوگیا اور آبادی
بہی تیرہ لاکہہ دس ہزار نو سو ساٹھہ آدمی کے شمار مین آگئے اب اسوقت سے بہی زیادہ ترقی ہوگئی کیونکہ
اس رئیس نے بوقت مفسدہ دہلی سرکار مین خدمات نمایان ادا کین اور امداد مین دل و جان سے مصروف رہا
تو سرکار نے براہ قدردانی علاقہ نارنول وغیرہ جہجر کے ریاست کی ضبطی مین سے اسکو عطا کیا اور عزت بڑہائی کل علاقہ
اس ریاست کا نہایت زرخیز و آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت افراط ہے اس رئیس کے علاقہ مین
حسب الحکم سرکار انگریزی کے بردہ فروشی نہین ہوتی کوئی عورت ستی ہونے نہین پاتی رعایا سے سخت محصول
نہین لیا جاتا لڑکیون کا ہنوانا راجہ کے ذمہ ہے علم و ہنر کی ترقی ہے جا بجا مدرسے جاری ہین شراب کا بنیا اور بیچنا
اور جوے کا کہیلنا منع ہے ؛

ذکر ریاست نابہہ

اس ریاست کا رئیس بہی ہمجدی مہاراجہ پٹیالہ کا ہے اسکا مورث اعلی بہی وہی پہول زمیندار ہے جسکا ذکر پٹیالہ کی
ریاست کی ذکر مین تحریر ہوچکا ہے مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ پہول کا بڑا بیٹا تلوکا تہا اسکا بڑا بیٹا گوردت سنگہ جسکا
اقبال ہوا اسنے بوقت ضعف سلطنت چغتائیہ آلا سنگہ پٹیالہ کی مدد سے بہت سا ملک اور علاقہ زیر حکم کر لیا اور جمعیت معقول بہم پہنچائی
وہ مر گیا تو اسکا بیٹا سورت سنگہ پہر بیٹا اسکا ہمیر سنگہ گدی نشین ہوا اسنے اپنی ریاست بڑہائی اور شہر نابہہ سے
آبادی کی بنیاد رکہی اس شہر نابہہ اور پٹیالہ کے ایک ہی جیسے اور سال مین بنیاد رکہی گئی تہی اسنے شہر آباد کرکے پختہ قلعہ
بنوایا شہر کے گرد شہر پناہ بہی پختہ بنوایا وہ مر گیا تو جسونت سنگہ نے گدی پائی اسکے وقت مین راجہ صاحب سنگہ
والی پٹیالہ اور اسکے ایک قطعہ زمین کے اوپر تنازع برپا ہوا اور نوبت باجتماع فوج و لڑائی کی پہونچی چونکہ رنجیت سنگہ والی
لاہور اس خاندان کا دہوا تہا جسونت سنگہ نے اپنی مدد کے واسطے اسکو طلب کیا ایسا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رنجیت سنگہ
کو جو ہاتہہ آیا تو وہ فی الفور لاہور سے چڑہ آیا اور یہان پہونچکر اسنے دونو ریاستون سے نذرانے معقول وصول کئے
اور اراضی متنازعہ جسونت سنگہ کو دلا کر چلا گیا جسونت سنگہ کے بعد دیوندر سنگہ نے راج پایا مگر بجرم اسکے کہ جنگ
لدہیانہ و مدکی وغیرہ مین وہ انگریزون کے ساتہہ بمقابلہ پیش آیا اور سکہون کی مدد کے بعد فیصلہ ہونے مقدمہ
کے سرکار نے اسکو گدی سے اوتار دیا اور جلا وطن کرکے لاہور بہیجا گیا اور جب تک مہاراجہ کہڑک سنگہ کی حویلی مین
نظربند رہا خرچ اسکو آمدنی ریاست سے ملتا تہا اسکی معزولی کے بعد بیٹا اسکا خورد سال بہرپور سنگہ گدی پر بیٹہا اور بسبب
خورد سالی راجہ کے گوربخش سنگہ ایک شخص ریاست کے خیرخواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس [illegible] نے بوقت
مفسدہ دہلی کے حتی الامکان خیرخواہی امداد مین سرگرمی کی تہی اسلئے علاقہ کانوڑ [illegible] سرکار سے
اسکو بہی عطا ہوا اسواسطے علاقہ کانوڑ کے تین سو ستر دیہات اس ریاست کے متعلق مین [illegible] اسی ہزار آدمی کی آبادی

اور آمدنی کل چار لاکھہ روپیہ جسمین چہارم حصہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہی شمالی طرف اس ریاست کے
ضلع لدہیانہ اور تین طرف علاقہ ریاست پٹیالہ کا ہے طول اسکا شمال شرق سے جنوب غرب کو چالیس میل اور چوڑان

ذکر ریاست جیند

پہولکیان ریاستون مین سے یہہ بہی ایک مشہور ریاست ہی مورث اعلی اس ریاست کے رئیس کا بہی وہی پہول ہی
جسکا ذکر ریاست پٹیالہ و نابہہ مین لکہا گیا ہے چنانچہ پہول کے بعد اسکا بڑا بیٹا تلوکا اور تلوکا کا بیٹا سکہہ چین سنگہ ہوا جسنے
موضع بالا والی آباد کیا پہر سکہہ چین سنگہ کے بیٹے گجپت سنگہ نے سنہ ۱۷۶۳ سالک اسنے قبضہ مین کر لیا اور گوہانہ مین
رہایش اختیار کی اسکے تین بیٹے اور ایک دختر راج کنور تہی راج کنور تو سردار مہان سنگہ شکرچکیہ کے ساتھہ بیاہی گئی
اور رنجیت سنگہ والی لاہور اسکی بطن سے پیدا ہوا اور تین بیٹے مہر سنگہ بہوپ سنگہ بہاگ سنگہ علیحدہ علیحدہ
ریاستون پر قایم ہوئے مہر سنگہ تو مالک ریاست و جاگیر گہونہ کا ہوا اسکے بعد مہر سنگہ اور ہری سنگہ کے بعد مسمات
دیا کنور زوجہ ہری سنگہ ریاست کی مالک ہوئی جب وہ بہی مر گئی تو بسبب لاولدی اسکی کے ریاست اسکی
سرکار انگریزی نے ضبط کر لی دوسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بہوپ سنگہ قابض قصبہ بازیدپور تہا اسکے دو بیٹے
کرم سنگہ دوسرا کرم سنگہ والد راجہ سروپ سنگہ تیسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بہاگ سنگہ وہ باپ کے مرنے کے بعد مالک ریاست
جیند و لدہیانہ وغیرہ کا ہوا اسکے تین بیٹے تہے ایک پرتاپ سنگہ دوسرا مہتاب سنگہ یہہ دونو لاولد مر گئے تیسرا
فتح سنگہ جو کہ بہاگ سنگہ اس فتح سنگہ کا باپ مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کا ماموں تہا اسلیے بہاگ سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ
نے علاقہ لدہیانہ وغیرہ فتح سنگہ کے مرنے کے بعد ضبط کر لیا فتح سنگہ کے بعد سنگت سنگہ اسکا بیٹا سوروپی گدی پر بیٹہا اور راجگی کا خطاب
پایا مگر وہ لاولد مر گیا اسلیے کل علاقہ جو اس سے متعلق تہا سرکار انگریزی کی ضبطی مین آگیا مگر بعد چندے
بہتقاضہ راجہ سروپ سنگہ کے کہ اسکا اور سنگت سنگہ کا دادا حقیقی بہائی تہے بعد تحقیقات کاملہ علاقہ جیند و سفیدون
و سنگرور و بالا والی بابت حق وراثت راجہ سروپ سنگہ کو عطا ہوا اور دوبارہ ریاست جیند کی قایم ہوئی اب
راجہ رگہبیر سنگہ اس ریاست کے مالک ہین سنہ ۱۸۶۴ء مین تین لاکہہ روپیہ سالانہ اس ریاست کی آمدنی کا تخمینہ ہوا تہا
مگر اب ریاست کی آمدنی زیادہ ہے کیونکہ جب سرکار انگریزی نے لاہور فتح کیا اور یہہ رئیس اسوقت مین
وفادار رہا تو جلدوی حسن کارگذاری خدمات بالائے سوا اسکے علاقہ کے ریاست اسکی وسیع ہوگئی
اور کل تین سو چہتیس میل مربع مین اسکی ریاست پہیلائی گئی اور چہتیس ہزار آدمی کی آبادی شمار مین آئی بعد ازان
جب غدر ہندوستان سنہ ۱۸۵۷ء مین وقوع مین آیا تو اور رئیسون کی طرح پہلکار رئیس شمولہ اور وفادار سرکار انگریزی
کا ظاہر ہوا تو سرکار نے بادو دستاویز پرگنہ دادری اسکی ریاست مین عنایت کر کے ہمیشون مین سرفراز کیا علاقہ
اس ریاست کا اگرچہ جنگلون سے محیط ہے اور کوسون تک درختان چہیچڑہ و ببول و جہنڈ و کرپر وغیرہ نظر آتے ہین

تو بھی زمین زرخیز اور لائق الزراعت ہے **فائدہ** ستلج کے پار سرداران باوقار و رئیسان ذوی الاقتدار بااختیار رہتے تھے انکا ذکر تحریر ہو چکا اگرچہ انکے سوا اور بھی بہت سے جاگیردار و صاحبان ملک و مال مثل سردار لہنا سنگھ کلسیہ و راجہ گوربخش سنگھ بھی بازیدہ و سردار نرائن سنگھ سیالیہ و سردار جیون سنگھ لوریہ و سردار شوکرپال سنگھ شہزادپوریہ و سردار اوتم سنگھ رامپوریہ وغیرہ بہت ہیں جنکا ذکر موجب طوالت کتاب منظور ہوکر ذکر خیر انکا منحصر اور برموقع ذکر اونکی مسلوں کے رکہا گیا اور بالفعل انکی تحریر حالات سے کوتاہ قلمی وقوع میں آئی اور ریاست فریدکوٹ اور ممدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروزپور و کمشنری لاہور میں ہیں مگر بلحاظ اسبات کے کہ وہ بھی دریائے ستلج کے پار کنارے پر ہیں ذکر انکا احاطہ تحریر میں آتا ہے

ذکر ریاست فریدکوٹ

یہہ ریاست ضلع فیروزپور میں ایک مشہور و بااختیار ریاست ہے رئیس اس ریاست کے راجہ وزیر سنگھ راجگی کے خطاب سے مخاطب ہیں اس کے شمال و مغرب و مشرق کی حدود فیروزپور کے پرگنوں سے ملتی ہیں اور مغرب کی حد ممدوٹ کی حد سے ملحق ہے شرق سے غرب چالیس میل اسکا لمبان اور اونیس میل جنوب سے شمال کو چوڑان ہے کل سطح اسکا تین سو آٹھہ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی اکتالیس ہزار آٹھہ سو بانوین پہلے مردم شماری میں شمار میں آئی تھی یہہ راجہ اور سردار گرمان سنگھ ولد دہارسنگھ سرداروں میں بے تعصب موصوف باوصاف حسنہ مشہور ہیں و بخشی مہتاب سنگھ وزیر و شہباز خان سردار عطا سنگھ و سوداگرمل معتبران ہیں اونکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہیں

ریاست ممدوٹ

عرصہ قریب تین سو پچاس برس کا ہوا ہے کہ چند آدمی قوم افغان قندہار کی طرف سے قصبہ قصور میں آکر سکونت پذیر ہوئے چونکہ پہلے ہی یہہ قصبہ پٹھانوں کا سکونت گاہ تہا آپس میں بسبب ہم قومی کے اونکا بخوبی اتفاق ہوگیا اور سب خاندان کے لوگ گہوڑوں کی سوداگری اور سپاہگری سے گذارہ کرتے رہے سمت ۱۸۲۱ بکرمی میں جب سردار جہنڈا سنگہ و گنڈا سنگہ بہنگیوں نے قصور پر چڑہائی کی تو پٹہانوں نے جمع ہوکر اونکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور لٹ گیا مگر آخرکار پٹہان فتحیاب ہوئی اور سکہوں کو نکالدیا کسیقدر مدت کے بعد دوبارہ سکہ قصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان قصور کو مطیع کیا مگر بعد چندے بسبب بد انتظامی گلاب سنگہ بہنگی کے نظام الدین خان افغان نے افغانوں کو جمع کرکے سکہوں کو قصور سے نکالدیا اور کوٹ رکن الدین خان کو تاراج کرکے خود حاکم بن گیا اس قلعہ سے اسکو ایک ضرب توپ اور ساٹہہ ہزار روپیہ نقد ملا جس سے اسکا استحکام کامل ہوگیا یہہ بات سنکر سردار گلاب سنگہ بہنگی نے پہر قصور پر یورش کی اور نظام الدین خان و قطب الدین خان پسران معز الدین خان نے ایک کامل جمعیت کے ساتہہ اسکا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے قصبہ کہوڈیان جو قصور سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے دیوان مجلس رائے کے قبضہ سے چہوڑ لیا

علاوہ اسکے قصبہ چونالہ وشام کوٹ وچونیان وغیرہ بہی اپنے قبض و تصرف مین کیا اور دریاے ستلج سے اوتر کر
ممدوٹ کے پرانے قلعہ کی جگہہ پختہ قلعہ بنوایا بعد فتحیابی ان علاقون کے ساتہ ضرب توپ و تیس چالیس ہزار فوج سوار
وپیادہ وریاست قصور مین جمع ہوگئے آخر جب رنجیت سنگہ سالنسی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ قصور والون سے کئی دفعہ
بھاری لڑائیان لڑا اگرچہ افغانان قصور نے اپنا ملک ہاتہہ سے نہ چہوڑا ۱۸۰۲ع مین نظام الدینخان حاکم قصور کو وصل خان
ہمشیرزادہ اسکے نے بسبب کسی عداوت کے مار ڈالا اسوقت قطب الدین خان بمقام کہوڈیان موجود تہا وہ اپنے بہائی کے
قتل کی خبر سنکر قصور مین آیا اور وصل خان کو اپنے بہائی کے قصاص مین واصل جہنم کیا اور بہائی کی ریاست کا
جانشین ہوا ۱۸۰۷ع مین پہر رنجیت سنگہ بہت سی فوج لیکر قصور پر چڑہ آیا اور قطب الدین خان کو شکست دیکر قصور
کو لوٹا تمام علاقہ نوابکا قصور وچونیان وکہوڈیان وغیرہ نواب سے چہین لیا اسوقت نواب ممدوٹ مین آگیا
اور اس علاقہ کو آباد کرکے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی معزالدین کے وقت سے قائم ہوئی پہلے
نہ تہی بلکہ خود معزالدین پہلے تجارت گہوڑون کی کرتا تہا ۱۸۳۱ع مین قطب الدین خان بمقام امرتسر بمرض فالج قضا
کر گیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان دو فرزند چہوڑے جمال الدین خان بڑا لڑکا جانشین ہوا اسکے وقت
عملداری صاحبان انگریز کی پنجاب مین ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکو خلعت فاخرہ وخطاب نوابی کا
ملا ریاست کے اختیار بدستور اسکو رہے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بہی اسکو عطا ہوئے اور سو سوار کی نوکری
اس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور پے درپے نالشین انگریزی عدالتون
عدالتون مین ہوئین تو جمال الدینخان ریاست سے بیدخل ہوا لاہور خاص مین اسکو رہنے کی اجازت
ملی اور گذارہ ریاست سے مقرر ہوا ۱۸۶۳ع مین نواب نے بخواہش خود حسب اجازت سرکار بمقام باجہی واڑہ ضلع فیروزپور
سکونت اختیار کی اور ۱۸۶۳ع مین وفات پائی اور باہم اسکے لڑکون اور نواب جلال الدین خان اسکے بہائی کے ریاست کے
مقدمات دایر ہوئے اور سرکار انگریزی نے گدی نشینی اور خطاب نوابی کا جلال الدین خان کو دیا اور ممدوٹ کے رہنے
کی اجازت دی اور خان بہادر خان محمد خان پسران جمال الدین خان کو جائداد منقولہ مین سے ایک لاکہہ روپیہ یکمشت
نقد ملا اور آیندہ کے لیے چہہ ہزار روپیہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپیہ محمد خان کو ملنا تجویز ہوا اب
جلال الدین خان جاگیردار اس ریاست کا ہے اور اختیارات اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے بہی اسکو حاصل ہین اور جاگیر دوامی بہی

چوتہی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون وقصبون وقلعہ جات قدیمی مکانات ومعابد وپرستشگاہون وغیرہ کے ذکر مین

اس علاقہ مین بڑے بڑے شہر وقصبہ نامی گرامی مشہور آباد ہین منجملہ انکے شہر دہلی بہت مشہور قدیمی

دار الخلافت ہندو راجوں اور مسلمان بادشاہوں کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جدہشٹر پانڈو نے آباد کیا اور
اندرپرست نام رکہا آبادی حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدایش سے پہلے تخمیناً تین ہزار اکیسو ایک سال کے وقوع میں
آئی تہی کئی سو برس تک وہ آبادی قائم رہی پہر بسبب فسادات ہی کے وہ شہر بالکل ویران ہو کر آبادی اسکی بالکل
نیست و نابود ہو گئی جب زمانہ سلطنت راجہ ڈہلو کا آیا تو اسنے یہہ شہر پہر بسایا اور اپنے نام پر نام اسکا دہلی رکہا
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہہ دار الخلافت مقرر نہ تہا آخر راجہ انگپال نے اسکو دار الخلافت مقرر کیا جسنے
سلطان سبکتگین سے بمقام سرحد جا کر لڑائی کی اور شکست پائی اور اسی کے بیٹے جیپال نے سلطان محمود غزنوی سے
جنگ کر کر شکست کہائی شہاب الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ پتہورا کہ پرتہی راج عرف رائے پتہورا تہا
وہ مارا گیا تو یہہ شہر مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آکر دار الخلافت مقرر ہوا انکے وقت میں اسکی آبادی نے ا
ترقی پر پہونچی کہ کل شہر تیس کوس تک لمبا اور بارہ کوس تک چوڑا تہا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو اسنے
اپنی مزاج کے وحشی پن سے دہلی کو اجاڑ کر دیوگڈہ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہاں سے اٹہکر دیوگڈہ میں
جا کر آباد ہوں دیوگڈہ کا نام اسنے دولت آباد رکہا چنانچہ وہ بہی آباد نہوا اور دہلی بہی اجڑ گئی رعایا خراب
خستہ ہو کر جا بجا نکل گئے اسکے مرنے کے بعد پہر یہہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہو گیا ہوا تہا کہ امیر تیمور نے
آکر اسکو لوٹا اور بڑی بڑی عمارتیں جلا کر خاک کر دیں اور کئی روز تک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قید رہی مگر
اکبر بادشاہ کے وقت پہر اسکی آبادی اوج پر آئی اور پراسنے حد تک آبادی اسکی پہونچ گئی کہ اسکے پوتے
شاہجہان نے اگلا شہر موقوف کر کر نیا شہر شاہجہان آباد موجودہ حال ۱۲ سنہ جلوس شاہجہانی مطابق سنہ ۱۰۴۸ ہجری آباد
کیا پہلے مٹی اور پتہر سے چار مہینے کے عرصہ میں ڈیڑہ لاکہہ روپیہ خرچ ہو کر فصیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری برسات
میں وہ اکثر مقامات سے گر گئی اسواسطے اسکو بادشاہ نے پہر چونہ اور پتہر سے از سر نو سات برس کے عرصہ میں
بصرف چار لاکہہ روپیہ کے بنوایا طول اسکا چہہ ہزار چہہ سو چونسٹہ گز کا ہے اور چار گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی
چودہ دروازے اور چودہ کہڑکیاں ہیں تین طرف شہر کے بڑی پختہ و بلند دیوار ہے اور ایک طرف دریا جمنا بہتا ہے بازار اور
کوچے اسکے تنگ ہیں مگر چاندنی چوک بڑا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے جا کر دہلی دروازہ تک پونے میل تک
لمبا اور پچاس فٹ تک چوڑا ہے اس بازار میں پختہ نہر سرخ پتہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے
مشرق کی طرف سے غرب کو لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اسمیں بہی اسیطرح نہر بنی ہے یہہ نہر جمنا سے کاٹ کر
نواب علیمردان خان شاہجہان کے حکم سے لایا تہا جسکا مختصر ذکر پہلے نہروں کے حال میں تحریر ہو چکا ہے شاہجہانی
عمارتیں اس شہر میں بے تعداد ہیں جنکا کچہہ تہوڑا ذکر اونکے موقع پر آویگا محمد شاہ بادشاہ کے وقت یہہ شہر نہایت
آباد تہا جب نادر شاہ ایران سے آیا تو اسنے اسکو خوب لوٹا قتل عام کی ماسوائے دفعہ بیس کروڑ روپیہ نقد و تخت طاؤس

وجواہر کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھ لاد کر لے گیا بعد ازان برابر بسبب ضعف سلطنت کے پہر صدمے آتے رہے آخر جب
عملداری انگریزی ہوئی تو پہر شہر آباد ہوا رعایا دل شاد ہوئی مگر پہر ۱۸۵۷ء مین پوربی فوج کی فساد کے وقت جو حال
اس شہر کی ہوئی کہ کبہی نہین ہوئی تہی پہلے تو رعیت بیچارے کو مفسدون نے لوٹا اور کئی مہینے تک وہ دل کہول کر
غارت کرتے رہے پہر جب انگریزون نے شہر لیا تو شہر والون کو فوج انگریزی نے لوٹ کے محتاج کیا ہزارون جانین تلف
ہو گئین عورات مستورات صدہا کنوؤن مین گر کر مر گئین سینکڑون مکانات منہدم ہو گئے لاکہون روپیون کا نقد
وجنس لٹ گیا غرض شہر اور شہر والون کا کچہہ باقی نہ رہا پہر جلدی صفائی ہوئی اگرچہ امید نہ تہی کہ ایسا اجڑا ہوا شہر
پہر آباد ہوگا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پہر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دن بدن
رونق بڑہتی جاتی ہے مکانات پہر بن رہے ہین سڑکین جو حال مین نکالی گئی ہین نہایت فرحبخش اور پر فضا ہین
اور نہر جو پہلے جاری تہی اسکو کہین کہین پہر سے واسطے صفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہین سے
بدستور کہلی ہوئی ہے

ضلع دہلی

ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک حضور تحصیل دہلی کے
دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل [illegible] چوتہی تحصیل بلم گڈہ شمال کے طرف اسکے پانی پت شرق مین
دریاے جمنا جو کہ اسکے اور ضلع میرٹہ و بلند شہر کے درمیان بہتا ہے جنوب مین بلم گڈہ و گوڑگانوہ غرب مین
رہتک و بہادر گڈہ واقع ہے اور کل سطح اسکا سات سو اناسی میل مربع شمار مین آیا ہے ۱۸۵۳ء مین ضلع
دہلی کے اول جو آبادی اسکی شمار مین آئی تہی تو چار لاکہہ پینتیس ہزار سات سو چالیس آدمی شمار مین آئے جنمین ایک لاکہہ
اٹہتر ہزار چہہ سو چورانوے ہندو کاشتکار اور ایک لاکہہ چوالیس ہزار ہندو غیر کاشتکار اٹہارہ ہزار نو سو ستر مسلمان
کاشتکار اور ایک لاکہہ سات ہزار ساٹہہ مسلمان غیر کاشتکار وغیرہ اقوام متفرق تہے اور خاص شہر دہلی کی آبادی
ایک لاکہہ باون ہزار چار سو چہہ آدمی ہین جنمین چہتر ہزار تین سو چہتر ہندو اور چہتر ہزار چوبیس مسلمان شمار مین آئے تہے
بعد مفسدہ دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نہ رہی مگر ضلع کی آبادی بڑہ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ ۱۸۶۹ء مین
مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکہہ چہہ ہزار چہہ سو نواسی نفر کا اندراج پایا اب پہر مردم شماری ضلع دہلی کی
جو سال ۱۸۸۱ء کے جنوری مین ہوئی اسمین بہی آبادی اس ضلع کی سب ضلعون سے زیادہ نکلی اور فی میل
مربع چار سو چہیانوے آدمی شمار ہوئے یہہ ضلع دو حصون مین منقسم ہے شمالی و جنوبی ان دونو حصون مین ہندو کی
آبادی فی زمانا غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گرد نواح مین مسلمان بہت ہین اور ہندو کم شرقی شمالی و غربی
شمالی حصہ اس ضلع کا دریاے جمنا اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے نہر دہلی کی جسکو بادشاہی نہر و علیمردان خان
کی نہر کہتے ہین اور ہنوتی نالہ جو کہ بارش کے موسم مین فرخ نگر کی جہیل تک پہیل جاتا ہے قریب دو میل کے شہر سے بہکر
جمنا مین ملجاتا ہے جنوبی حصہ اس ضلع کا بنجر اور ناہموار سطح ہے زمین اسکی بہت سخت ہے شورا اور کنوؤن کا پانی

بہی شور ہے خاص شہر دہلی کا سطح سمندر سے آٹہہ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جہیلین اس علاقہ مین بہت
ہین اسلیے جاڑون مین سردی زیادہ ہوتی ہے آب و ہوا یہان کی بہت اچہی مگر خشکی مایل ہے پیداوار یہان کی
ہر ایک قسم کا غلہ و میوہ ہے سنہ ۱۸۲۲ و ۱۸۴۲ع مین معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکہہ انچاس ہزار چہہ سو ستر
روپیہ قرار پایا تہا اور یہہ جمع سنہ ۱۸۷۰ع تک قایم ہوگئی تہی مگر یہہ بندوبست مفسدہ دہلی مین ٹوٹ گیا اور دوبارہ
بندوبست تو ہوا مین آیا ضلع میرٹہہ کا اس ضلع کے ساتہہ ملتا ہے جو اس سے زیادہ سیراب ہے قدرتی چشمے
پانی کے اسمین بکثرت جاری ہین یہہ ضلع دہلی کا اول ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی
کے تہا مفسدہ دہلی کے بعد پنجاب کی لفٹنٹی کے زیر حکم ہوگیا خاص شہر کی زمین بہی بہت مقامات سے پست ناہموار
ہے ساکنین یہان کے خوش مزاج خوش پوش مودب خوش تقریر زبان آور صاحب سلیقہ عالم فاضل شاعر مشہور
ہین متقدمین و متاخرین مشایخ و علما اس شہر مین ہین ایسے ایسے صاحب کمال ہوگذرے ہین کہ جنکی تعریفون سے کتابین
بہری ہوئی ہین اس زمانہ کے شعرا مین محمد ابراہیم ذوق اس شہر مین ایسا تہا کہ اسکو لوگ طوطی ہند کہتے تہے بہادر شاہ
ابوالظفر شاعر بہی تہے اور بادشاہی قلعہ بہی انہی سے متعلق تہے انکی دیوان شعرون کی تمام جہان مین مشہور ہین وہ
مفسدہ دہلی کے بعد تخت سے اتارے گئے اور جلاوطن کرکے رنگون بہیجے گئے وہان جاکر وہ جان بحق تسلیم ہوئے
ابوظفر اسکی تاریخ ولادت اور ابوظفر کابل تاریخ وفات ہے **مکانات** شہر دہلی کے عجیب عجیب عمارات ایسے
بنے ہوئے ہین قلم کو کہان طاقت ہے کہ انکی تعریف لکہے یا شمار مین لاوے مگر تبرکاً چند مکانون کا حال انہین سے
احاطہ تحریر مین آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیرون مین سے ایک **لعل قلعہ** بنیاد اس قلعہ کی بارہوین ذی الحجہ
سنہ ۱۲ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری بحکم شاہجہان بادشاہ کے رکہی گئی اور میان حامد و احمد معمارون کے تفویض مین
کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور بہر الہ وردی خان بہر مکرمت خان کے تفویض ہوا آٹہہ برس
کے عرصہ اور بیسوین سال جلوس مین تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے پانو تک یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے قطع اسکی
ہشت پہلو اور طول اسکا ہزار گز اور عرض چہہ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چہہ لاکہہ گز ہوئی اس حساب سے یہہ قلعہ اکبرآباد
کے قلعہ سے دوگنا ہے فصیل اسکی پچیس گز اونچی اور بنیاد گیارہ گز گہری ہے اور آثار فصیل کے دیوارون کا پنجم
سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز ہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جمنا بہتی ہے اور باقی تین طرف خندق کہدی
ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چہہ سو گز کا ہے اور پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کہود کر سنگچہ بنائی گئی ہے اور عند الضرورت
نہر کے پانی سے بہردی جاتی ہے پچاس لاکہہ روپیہ خاص تعمیر قلعہ اور پچاس لاکہہ قلعہ کے اندرونی مکانات کی تیاری مین
صرف ہوئے دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا غربی طرف
لاہوری دروازہ یہہ دونو دروازے نہایت خوبصورت اور اونکے اوپر سہ دریان عجیب بہار بنی ہوئی ہین اندر کو

قلعہ مذکورہ کے مکانات مین سے مکان نقارخانہ و تہیا پول دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل اسد برج شاہ محل
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش مع ساون بھادون شاہ برج مہتاب باغ چھتہ لاہوری دروازہ
عمارت سنگ مرمر وغیرہ بیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہین کہ دیکھنے والون کی جان مین جان تازہ جاتی ہے
کل دروازے اس قلعہ کے چار دو دریچے اکیس برج مدور اور چودہ برج مثمن ایک طرف قلعہ کے جنوب طرف دریای
جمنا بہتا ہے دریا کے پار ایک اور قلعہ نہایت مضبوط اسلام شاہ بن شیرشاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور
دریا کے اوپر دونو طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل پختہ بنا ہوا ہے یہہ کل رونق و زیبایش لال قلعہ
کے ۱۸۵۷ء تک رہی جب ۱۸۵۷ء مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزی ہندوستانی فوج نے دہلی مین جمع ہو کر
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرائی کی اور بہادر شاہ ابوظفر کو جو شاہان چغتائی کے بعد برائے نام بادشاہ تھا
انہون نے بادشاہ بنایا آخر جب دہلی فتح ہوئی تو بادشاہ جلاوطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزون نے دخل پاکر
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے مسمار کر دئے اور صرف دیوان خاص و موتی مسجد وغیرہ چند مکانات اسکے
سے باقی رہ گئے **جامع مسجد** شاہجہان آباد مین لعل قلعہ سے ہزار گز کی فاصلہ پر غرب کی طرف ایک
چھوٹی سی ٹیلی پر جو دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہجہان نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل دید
ہے اور کچھ شک نہین کہ ایسی مسجد خوش قطع اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر نہوگی یہہ مسجد سر سے پانو
تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی پٹیان
اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی تھی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور انمین سنگ موسی کی دھاریان
مین شوال ۱۰۶۰ ہجری مطابق ۲۴ سال جلوس شاہجہانی اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلی اور
فاضل خان خانساماں کے رکھی گئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور و بیلدار و سنگ تراش اسکی عمارت مین
کام کرتے تھے اس اہتمام سے چھ برس کے عرصہ مین گیارہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے تین گنبد
نہایت خوشنما نوے گز طول اور تیس گز کے عرض کے ہین اندر کو سات محرابین اور باہر صحن کی طرف گیارہ در ہین
انمین بہت لمبا اور پانچ در ادہر اور ادہر ہین بیچ کے در پر یا ہادی بخط طغرا اور باقی درون پر نام نامی شاہجہان
اور تاریخ تعمیر و زر مصارف سنگ موسی کی پچی کاری سے کہدا ہوا ہے ان درون کے دونو طرف مینارے ہین
نہایت بلند اور نہایت خوشنما ریخدار بنے ہوئے ہین جب اوپر چڑہین تو بارہ درون کے برجون مین [illegible]
اور دور دور کی سیر نظر آتی ہے خصوصا تمام شہر تو آنکھون کے نیچے ایک گھروندا سا دکھائی دیتا ہے [illegible]
مین بسبب گرنے بجلی کے شمالی مینار مسجد کا اوپر سے گر گیا اور اسکے صدمہ سے صحن کے فرش کا بھی بہت نقصان ہوا
مگر سرکار انگریزی نے محمد اکبر ثانی بادشاہ کے ایما سے پھر اسکو بنوا دیا اور فرش بھی درست کرا دیا اس مسجد کے

راجہ جی سنگہ انبیری کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بحساب نجوم بادشاہ کی زیج تیاری کی تکمیل کے واسطے بنوایا تہا اُس قطع پر جیسے کہ بنارس مین بنا ہوا ہے لیکن اب یہہ مکان بالکل خراب برباد ہوگیا ہے **قطب شاہ کا مینار** نوسیل جنوب کیطرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ بولتے ہین یہہ ایک مینار بقیہ چار میناروں مسجد قوت الاسلام بنیہ سلطان شمس الدین التمش غوری کا ہے اور اُس مسجد کے کہنڈرات بہی مینار کے پاس موجود ہین بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اسکی گاؤدم ارتفاع دوسو دو نا ٹین فیٹ اور تین سو اٹہتر سیڑہیان اور عمارت سرخ پتہر کی ہے کل مینار مین چار درجے رکہے ہوئے ہین جنکو چار زینے لین کہتے ہین مینار کے اوپر بارہ آدمیون کی جگہہ ہے جہان وہ بفراغت بیٹہ سکین ہندو اسکو رائے پتہورا کی تعمیر کہتے ہین سو بالکل غلط ہے کیونکہ اسکے پتہرون مین برابر آیات قرآنی کندہ ہوئے ہین ۱۸۰۳ء مین بباعث گرنے بجلی اور آنے بہونچال کے منڈیا کیطرف اس مینار کی ایک لمبی پہوٹ پڑگئی اور اندر کے وسطی ستون مین جسکے گرداگرد سیڑہیان بنی ہوئی ہین درز آگئی تہی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اوسکی مرمت کیواسطے منگوائے مگر کوئی عہدہ برائے استحکام کا نہوا آخر ایک انگریز انجینیر نے اسکی مرمت کی **لال ڈگی** دہلی مین یہہ نام ایک تالاب کا ہے جسکو لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل بہادر نے بعمارت سنگ سرخ اپنی حکومت کے وقت بنوایا تہا طول اسکا پانسو فیٹ اور عرض ڈیڑہ سو فیٹ ہے **مسجد نواب روشن الدولہ** دہلی مین یہہ ایک عجیب خوبصورت مسجد قلعہ کے متصل نواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے عمارت اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوگ اسکو سنہری مسجد بہی کہتے ہین اسی مین بیٹہ کر نادر شاہ ایرانی نے دہلی کے قتل عام اور غارت کے واسطے حکم دیا تہا ✣ **کالی مسجد** یہہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے سو اسواسطے اسکو کالی مسجد کہتے ہین چارون طرف اسکے چہوٹی چہوٹی سی برجیان بنی ہوئی ہین اور پختہ محراب دار عمارت ہے **گرجا گہر دہلی** یہہ گرجا نصارا کے پرستش کی جگہہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان و پختہ مکان ہے کرنیل کینر صاحب نے ایک لاکہہ روپیہ خرچ کرکر اسکو بنوایا تہا وہ صاحب بقاعدہ انگریزی فوج کے افسر تہے اسکے تعمیر مین اُسکو سرکار سے بہی مدد دہلی اور انگریزون نے بہی روپیہ دیا تہا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ** دہلی کے نواح کے مقبرون مین سے یہہ بڑا عالیشان اور مشہور مکان ہے اسکے پاس پاس اور بہی مشائخ و علما و صلحا و بنا ہوا نی شہزادون کے مقبرے ہین صاحب مزار بڑے شیخ ولی نامدار ہوگذرے ہین ذات کے سید حسینی تہے وطن آپ کا ماوراء النہر مین قصبہ اوش تہا ابو حفص اوشی کے پاس حضرت نے علم پڑہا تہا پہر بہنچا کر خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی خدمت مین مرید ہوئے اور باطنی فیض پایا خرقۂ خلافت لیکر

دہلی کو آئے اور یہان ہی قیام کیا حضرت کے مرید لاکہون صاحب جلال و قال و اہل کمال ہوئے ہین چنانچہ خواجہ
فرید الدین گنج شکر پاک پٹنی حضرت کے ہی خلیفہ تہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ بہی حضرت کا مرید تہا کاکی لوگ
حضرت کو اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت درویشون کو بذریعہ کرامت اپنی بغل مین سے گرم گرم کاک یعنی روٹیان
نکالکر تقسیم کرتے تہے ۶۳۳ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور اسی مقام پر مدفون ہوئے ہر ایک بادشاہ نے
بافراغت مختلف یہان عمارتین بنوائی سلسلہ آپکا چشتیہ ہے اور اس خاندان کے مرید بہی چشتی کہلاتے ہین **مقبرہ
خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ** دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے علاقہ
مین یہ عالیشان مقبرہ واقع ہے اسکا سنگ مرمر منقش بنا ہوا ہے جسکے دیکہنے سے خلد برین یاد آتا ہے اسکے پاس اور بہی
لاکہون روپیہ کی عمارتین ہین اس مقبرے کے گرد ہزارون امیرون بادشاہون شہزادون علما و صلحا و مشایخ متقدمین
متاخرین کے یہان مزار ہین شاہزادی جہان آرا شاہجہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ بہی یہان ہی ہے اسکے
اور اوسکی لطافت خوبصورتی کا حال اگر تحریر ہو تو ایک دفتر چاہیے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ اہل بہشت مین
صاحب ہدایت و ارشاد تہے ظاہری علم مین بہی کامل استاد تہے حضرت کے بزرگون کا شہر بخارا مقام تہا اور محمد
بن احمد دانیال حضرت کا نام تہا ۶۳۴ ہجری مین آپ تولد ہوئے دہلی مین علم کی تعلیم پائی مدت تک درس
پڑہایا آخر خدا کا شوق غالب ہوا دل اللہ کا طالب ہوا تو اجودہن مین جا کر خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی کے مرید ہو
باطنی فیض پایا دہلی کو مامور ہوئے مدت تک حضرت دہلی مین رہے لاکہون مریدون کو خدا سے ملایا خلعت خلافت
ہوا آخر ۷۲۵ ہجری مین وفات پائی یہان مدفون ہوئے شہنشاہ دین و عالم المثل حضرت کی تاریخ وفات ہے
خواجہ امیر خسرو شاعر بہی حضرت کے مرید تہے اونکا مزار بہی حضرت کے پاس ہے سلسلہ آپکا چشتیہ ہے حضرت کی خاندان
مرید نظامیہ سلسلہ کے مرید کہلاتے ہین **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبرون مین سے یہ بہی
ایک متبرک مقام ہے زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید نصیر الدین محمود نام ہے حضرت حسنی سید
ہین سید یحیی حضرت کے باپ کا نام تہا مولانا عبد الکریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑہا
خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہو کر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا ۷۵۷ ہجری مین فوت
ہو کر یہان مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایون شاہ بادشاہ** دہلی کے باہر جنوب کی سمت
اونچی کرسی پر ایک عالیشان مقبرہ اور شہر کہنہ کا نشان ہے عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکہنے سے روح کو
تازگی حاصل ہوتی ہے اسکی تعمیر مین سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہ حال ہے کہ باوجود گذر جانے تین
صدی کے ابتک عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے ۹۷۳ ہجری مین عمارت اسکی نواب حاجی بیگم زوجہ ہمایون بادشاہ
نے شروع کی اور سولہ برس کے عرصہ مین پندرہ لاکہ روپیہ کے صرف سے مقبرہ تیار ہوا **قصبہ مہرولی** ضلع

دہلی مین یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچھا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے
کہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہتا ہے آبادی اسکی اب بھی روز بروز ترقی پر ہے اسکے متعلق پرگنہ
علاقہ تحصیل جنوبی کہتے ہین **علی پور** یہہ بھی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام ضلع دہلی مین ہے اسکے
متعلق پرگنہ کو علاقہ تحصیل شمالی بولتے ہین **بلم گڈہ** یہہ ایک آباد قصبہ اور مشہور بستی ضلع دہلی مین ہے عمارت
اسکی پختہ اور عمدہ بازار ہے اچھے اچھے مالدار ساہوکار یہان دوکان کرتے ہین اور آمد و رفت تجارت کی ہوتی
رہتی ہے پہلے اس قصبہ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ راو بلرام نے آباد کرایا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا اپنے
نام پر بلرام گڈہ رکہا اب بلم گڈہ مشہور ہے اور جو لوگ کہ اسکو بلب گڈہ کہتے ہین غلطی مین پڑے ہین تحصیلدار
ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہکر تحصیل مال کا کام دیتا ہے **فرید آباد** ضلع دہلی پرگنہ بلم گڈہ کے متعلق
یہہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس کا شمار ہوتا ہے اس اطراف مین یہہ ایک آباد
عمدہ مکان ہے بازار عالیشان ہے تجارت عام ہے فرید آباد اسلئے اسکا نام ہے کہ شیخ فرید بخاری المعروف
مرتضی خان نے جو کہ جہانگیر بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بخشی تہا اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر فرید آباد نام رکہا
غازی الدین نگر دہلی کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی اور بڑا قصبہ ہے پختہ اسکا بازار ہے تجارت کی
بہار ہے رعایا مالدار ہے جو دوکاندار ہے اپنے گہر کا ساہوکار ہے ضلع دہلی کے ماتحت تحصیلدار پہلے یہان رہا
کرتا تہا تحصیل یہان کی ۱۸۵۹ء مین ٹوٹ گئی دیہات اسکے ضلع بلند شہر و میرٹہہ کے شامل ہو گئے نواب غازی الدین
حیدر نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام پر غازی نگر نام رکہا متصل اسکے ہنڈن ندی جاری ہے اسپر لوہے کا پل
صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتھہ بنایا ہے **سوہنہ** ضلع گورگانوہ کے متعلق تہانہ ہے یہہ ایک
قصبہ آباد ہے باشندے یہان کے بسبب مخالفت آب و ہوا کے اکثر زرد رنگ ہوتے ہین اور قصبہ کے پاس ایک
چشمہ گرم پانی کا جاری ہے **نوح** یہہ ایک آباد قصبہ اور نامی گرامی مقام ضلع گورگانوہ کے متعلق ہے عمارت
اسکی خوشنما اور بازار اچھا ہے مگر آب و ہوا بہت خراب ہے کیونکہ برسات کے موسم مین چارون طرف آبادی
کے پانی بہر جاتا ہے اور ہوا خراب ہو جاتی ہے اور اس پانی مین سے کہاری نمک بہت پیدا ہوتا ہے ضلع گورگانوہ
مین یہہ گانو تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے **تاوڑو** گورگانوہ کے ضلع سے متعلق
یہہ بھی ایک نامی قصبہ اور مشہور بستی ہے اور بسبب اسکے کہ یہہ پہاڑ کے اوپر آباد ہے آب و ہوا اسکی بہت معتدل
ہے اکثر گرمی کم ہوتی ہے علاوہ اسکا سبز و شاداب غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے عمارت قصبہ کی خوشنما اور
بازار کشادہ تجارت بکثرت ہے ہندو و مسلمان دونو قومین یہان سکونت پذیر ہین **گوڑگانوہ** دہلی سے
گوشہ جنوب مغرب مین مہرولی کے راستے بفاصلہ بائیس میل انگریزی آباد ہے گوشہ جنوب مشرق دو سو ساٹہہ میل یہہ آباد

بڑی بستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ راجہ جدہشٹر نے اپنے گورو یعنی درونا چارج کو جو ذات کا
برہمن تھا یہہ گانو بخش دیا ہوا اسواسطے اسکا نام گورو گرام یعنی گرو کا گانو قرار پایا اب بسبب گذرجانے سینکڑون برس کے
کے وہ نام بگڑ کر گورگانو مقرر ہوگیا ہے اس مقام پر سیتلا کا ایک بڑا مندر ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار مہینے
سال بہر مین وہان بڑے بہاری ہوتے ہین اور ہزارہا روپیہ چڑہاوے کا چڑہتا ہے شہر مین دو ہزار
سات سو آدمی کی آبادی ہے شہابی تجارت اس راستے سے ممالک مغربی وشمالی کو لیجاتے ہین ضلع

گورگانو یہہ ضلع ماتحت کمشنری قسمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ جہجر و ضلع دہلی مشرق کو
پرگنہ بلم گڈہ و دریاے جمنا جو بلندشہر اور علی گڈہ کے درمیان بہتا ہے جنوب مین ضلع متہرا و بہرتپور ہے
کل سطح اسکا ایکہزار نوسو بیالیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چہہ لاکہہ باسٹہہ ہزار چار سو چہیاسی
آدمی کی ہے جسمین سے تین لاکہہ بائیس ہزار ایکسو تراسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکہہ اڑتیس ہزار پانسو اکیانوے
ہندو غیر کاشتکار اور ایک لاکہہ اٹہاون ہزار مسلمان کاشتکار اور بیالیس ہزار تین سو اکتالیس غیر کاشتکار
مسلمان ہین اسضلع مین سواے شہر گورگانو کے چار بڑے قصبے اور ہین جنمین پانچہزار سے لیکر دس ہزار تک
آدمی آباد ہین موسم اسضلع کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال بہر مین گرمی و خشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے
نالہ صاحبی اسضلع کے اندر جاری ہے پانی اسمین نواح جے پور سے آتا ہے اور جہجر کو جاتا ہے برسات کے موسم مین
اسمین بڑی طغیانی ہوتی ہے سطح اسضلع کا آٹہہ سو تیس فیٹ کلکتہ سے اور آٹہہ سو چالیس فیٹ سمندر کے سطح سے بلند
ہے اور خاص شہر گورگانو آٹہہ سو ستر فیٹ سمندر سے بلندی رکہتا ہے بعض حصے اسضلع کے ان سے بہی زیادہ اونچے
ہین اور جو حصہ اسکا دریاے جمنا کے دہنے کنارے کے پاس ہے وہ پست ہموار و زرخیز ہے اور بہت سا حصہ اسکا
جنگلات سے بہرا ہوا ہے آگے کسی بادشاہ کے عہد مین اس جنگل کی آبادی نہین ہوئی تہی اب انگریزی عملداری مین
برابر آباد ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کرکے سال ۱۸۱۶ع تک بندوبست اسکا
کر دیا تہا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروزپور آباد ہے اسکے پاس تجہپا لوہا نکالکر گہالا جاتا ہے اسضلع کے
جنگلو مین بانسون کے درختون کی بہت کثرت ہے اور جنگلون مین خانہ بدوش لوگ میواتی نسل کے رہتے ہین
پچہلے زمانہ مین وہ غارتگری کرتے تہے اب بکریان و مویشی رکہتے ہین اور گوشت و شراب سے انکی بہت رغبت
ہے کسی مذہب کے پابند نہین مغرب کیطرف اسضلع کے ایک پہاڑی سطح ہے جو جمنا کے گہاٹی سے شروع
ہوکر مغرب کے سمت کو پہیلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کو تیس میل لمبی اور آٹہہ میل
چوڑی ہے اسمین جسقدر زمین ہے شورانگیز و بنجر و غیر آباد ہے مگر بعض مقام پر لائق کاشت و زرخیز بہی ہے
اور بعض مقامات پر اگر بیس یا بائیس فٹ تک زمین کہودین تو پانی نکل آتا ہے اور پانی کے نکلنے سے اگر آٹہہ یا

نو فیٹ تک کنوا گہرا رہے تو پانی اُسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ فیٹ تک گہرا ہو جاوے تو پانی شور
ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھہ اور زیادہ گہرا کریں تو پانی تلخ و بدمزہ ہو جاتا ہے کہ پانی اُسکا انسان کیا حیوان
بھی پی نہیں سکتا سبب اسکا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے نیچے گندہک کی کان ہے جسقدر کھودائی زمین کی تلخ آب
حد تک پہونچتی جاتی ہے پانی بخیرہ نکلتا آتا ہے اس سرزمین میں لون کی بھی کان ہے اور بکثرت نکالا جاکر اسکی
تجارت ہوتی ہے گورگانوں کے ضلع کے جھیلوں میں نمک بہت پیدا ہوتا تھا اور اوسکی بکری بھی بہت تھی مگر جب
سانبھر نمک فروخت ہونے لگا ہے بکری اُسکی کم ہوگئی اس ضلع میں سے ریگستان میں ایک جھیل آٹھہ میل کی لمبی
اور چار میل کی چوڑی پاتے ہیں گو کہ اُسکے پانی کا میدان نکاس نہیں پاتا تو بھی پانی اُسکا میدان خراب نہیں
ہوتا مرغابیاں مچھلیاں وغیرہ آبی جانور اسمیں بکثرت ہیں جنکا شکاری لوگ شکار کرتے ہیں یہہ ضلع اول وقت
سندھیہ کے ماتحت تھا ۱۸۰۳ع میں انگریزی قبضہ میں آگیا اسکی شمال کی طرف ریاست راجہ جی پور موجودہ تو
کچھہ حصہ ایکسو میل مربع سمات بیگم النساء شمرو کی جاگیر کی ریاست میں تھا جب وہ مرگئی تو وہ بھی ۱۸۳۶ع میں
داخل علاقہ انگریزی ہوگیا اور ایک اور حصہ دو سو میل مربع کا متعلق جاگیر فیروزپور ماتحت شمس الدین خان کے تھا
وہ بھی اسکے پھانسی ملنے کے بعد شامل ممالک محروسہ سرکار ہوا اسمیں سے فقط علاقہ لوہارو کا اسکے بھائی امین الدین خان
و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا اس ضلع میں بڑے قصبے خاص گورگانوں فیروزپور و فرید آباد و ریواڑی
و پلول و سہنہ ہیں اور شہر گورگانوں پہلے زیب النساء شمرو بیگم کے ماتحت تھا جب وہ مرگئی تو چھاونی فوج انگریزی
کی یہاں مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر پہاڑ کے دامن کے نیچے آباد ہے شہر کی صورت اور عمارتیں
اسکے خوشنما اور بازار بارونق ہے ہر ایک قسم کے قوم وہاں سکونت رکھتے ہیں آب و ہوا اسکی مختلف موسموں میں
مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹھارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھاون
میل کا ہے گورگانوں کے ضلع کے متعلق سات تحصیلیں ہیں چنانچہ ریواڑی فیروزپور پونہانا پلول نوح
سوہنہ اور ہر ایک تحصیل میں علیحدہ علیحدہ تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانوں کے کام دیتا ہے

بہادر گڑھ یہہ ایک قصبہ دہلی کے علاقہ میں دہلی سے اٹھارہ میل بسمت شمال اوس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی
کو آتی ہے آباد ہے شاہان چغتائیہ کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیردار نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام
نام اسکا بہادرگڑھ رکھا عمارت اس قصبہ کی پختہ اور شہرپناہ بھی پختہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ بہادرجنگ خان جھجر کے
رئیس کے رشتہ دار کے جاگیر میں تھا بعد غدر دہلی کے جب وہ معزول ہوا تو انگریزی علاقہ میں آگیا یہاں
ایک اچھا وسیع بازار ہے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے **فرخ نگر** شمال و مشرقی کونے ملک جھجر
کے یہہ چھوٹا سا شہر آباد ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے ہر ایک قسم کے لوگ یہاں سکونت رکھتے ہیں پہلے اس شہر کو

نواب فوجدار خان بلوچ نے سنہ [illegible] ہجری مین آباد کیا اور قلعہ کی بہی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام
اسکا فرخ نگر رکہا بعد ازان پشت بپشت اوسکی اولاد اسپر قابض رہی جب انگریزی عملداری ہوئی تو نواب مظفر خان
جاگیردار اسپر قابض تہا انگریزون نے بدستور اسکو واگذار رکہا مفسدہ دہلی کے بعد احمد علی خان پوتا مظفر خان
کا بعلت مفسدہ پردازی کے پہانسی ملا اور ریاست ضبط ہوئی سطح اس جاگیر کا بائیس میل مربع تہا اور یہ
چار ہزار چار سو آدمی کی آبادی تہی اور نواب کے پاس پچیس آدمی مسلح رہنے کی اجازت تہی اب یہہ شہر
سرکاری عملداری مین ہے ذکر مفصل اس ریاست کا سابق ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے ٭

نجف گڈہ یہہ قصبہ ضلع دہلی مین مشہور و معروف مکان ہے اسکو نجف خان نواب نے آباد کر کے اپنے نام پر
اسکا نام رکہا آبادی اسکی پختہ عمارت کی ہے اور بازار ہی آباد ہے متصل اسکے ہنوتی نالہ کی جہیل ہے جو برسات
کے موسم مین طغیانی مین اکثر بہت بڑہ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک نہر چہوٹی سی جاری کی ہے چارون
طرف قصبہ کے پختہ شہر پناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب دہلی سے بارہ میل کا ہے **فیروزپور** ضلع گورگانو
مین یہہ صدر مقام پرگنہ کا ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورگانو یہان تحصیل کا کام لیتا ہے آبادی
اسکی اس سڑک پر جو دہلی سے الور کو جاتی ہے چہتر میل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے
گرد شہر پناہ پختہ بنا ہوا ہے اور اسکے دیوار مین برج خوشنما نشستیان دیوار کے بنی ہوئے ہین قلعہ بہی ایک
اچہی عمارت کا تعمیر ہوا ہے گرد دیوارین اور برج اسکے مستحکم ہین قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریزی
وضع کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ مین مسلمان بکثرت اور ہندو کم رہتے ہین آبادی اس شہر کی
سنہ ۱۸۶۸ع مین جو شمار ہوئی تو سات ہزار نو سو نواسی پائی گئی اب آبادی کی اسمین بہت ترقی ہے یہہ شہر پہلے نواب
شمس الدین خان کے جاگیر مین تہا جسکا احوال مفصل ریاستون کے باب مین تحریر ہو چکا ہے بعد ضبطی یہہ گورگانو کے
ضلع مین شامل ہو گیا چونکہ لوہے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اسواسطے لوہے بنانے اور بکانے
کے کارخانے یہان بہت جاری ہین بازار اس شہر کا پر تجارت و آبادی ہر ایک قسم کی تجارت ہوتی ہے علاقہ بہی اسکا سیراب
زراعت شدہ اور پانی کی کثرت ہے بلندی اس شہر کی سطح سمندر سے آٹہہ سو چالیس فٹ اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
براہ آگرہ و متہرا آٹہہ سو ستانوین میل کا ہے **لوہارو** یہہ قصبہ منجملہ جاگیر نواب شمس الدین خان جاگیردار فیروزپور کے تہا جب
اسکو پہانسی ہوئی تو یہہ علاقہ نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا جسکا حال مفصل سابق تحریر ہو چکا
چونکہ یہہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلیئے آبادی اسکی بارونق ہے اور نواب کے رہنے کے مکان عالیشان
خوشنما بنے ہوئے ہین شہر کے عمارات اکثر پختہ ہین اچہے اچہے دوکاندار و ساہوکار مالدار یہان رہتے ہین آمدنی جاگیر کی دونون
بہائی اپسمین تقسیم کر لیتے ہین **بادشاہ پور** ضلع گورگانو مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اس سڑک پر جو ہانسی سے متہرا کو

جاتے ہی دہلی سے پچیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے آبادی اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر عمارت اسکی پختہ و عجیب و خوشنما
بنی ہوئی ہے دونو طرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور بیچ مین انکی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہان خوب
ہوتی ہے اور بازار آباد اور رعایا آسودہ ہے **پالی** ضلع گورگانوہ مین یہہ ایک قصبہ بڑا آباد و بارونق مکان پختے
علاقہ اسکا آبادی مین تمام ضلع کے آبادی سے مستثنی ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرقی بنیاد مین واقع ہے
پختہ مکانات انکی پتھرون کے یہان بہت بنے ہین جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے
جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **نوہنا** یہہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانوہ مین اوس سڑک پر
جو متھرا سے ریواڑی کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا متھرا سے بسمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہان ایک
تحصیلدار باتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانوہ تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بارونق ہے اور تجارت بکثرت
ہوتی ہے **پلول** ضلع گورگانوہ مین قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکتالیس میل کے
فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع مین یہہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ بسکر
رہتے ہین اور چونکہ یہہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار باتحت ضلع گورگانوہ کے یہان کام دیتا ہے اسلیئے
رونق اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار بھی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی بھی ترقی ہے **نگاوہ** ضلع
گورگانوہ مین یہہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد و مشہور ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو متھرا سے فیروزپور کو آتی ہے تیس میل
شمال مشرق فیروزپور کے واقع ہے اور خانپور گہاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل بسمت شرق کے
ہے اسکے متعلق زمین مین زراعت کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنوون کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہے قصبہ
زمیندارہ بہت تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے **خانپور گہاٹ** ضلع گورگانوہ مین یہہ ایک گذرگاہ
ان پہاڑون کی نشیب مین ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کو پہیلے ہین یہہ گذر کوئی دریا کا گذر نہین
ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس اسکے ایک میل کے فاصلہ پر بسمت شرق موضع نگاوہ آباد ہے اور فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے سمت کو متھرا سے باون میل کا شمار مین آتا ہے **شاہجہانپور** یہہ ایک بڑا قصبہ ضلع
گورگانوہ مین ہے عمارات اسکی قدیمی اور پختہ بہت ہے اور آبادی بکثرت فاصلہ اسکا باسٹھہ میل کا بسمت جنوب مغرب
دہلی کے ہے **سیکری** یہہ قصبہ ضلع گورگانوہ مین اس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت خلفای
سرکار انگریزی کے دہلی مین یہہ قصبہ مع اور دیہات کے منضم کے ایک سامان نواب کے جاگیر مین عطا ہوا تھا بعوض اون
خدمات کے جو وہ مرہٹون کی لڑائی مین بجا لایا تھا چونکہ جاگیردار نے اسکو دار الریاست بنایا اس سبب سے رونق
اسکی بڑہ گئی اور خوب آباد ہوا اسوقت بھی آبادی اسکی بارونق و تر و تازہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے زمیندار
خوشحال ہین یہہ **پواڑی** ضلع گورگانوہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے جی پور کو جاتی ہے دہلی سے بفاصلہ

پچاس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے آبادی اس شہر کی ضلع کے سب شہروں میں بہت بڑی شمار کرتے ہیں عمارت اسکی پختہ اور بازار بھی فراخ ہیں تجارت پر قصبہ کے رہنے والے اکثر شریف ہیں پہلی خانہ شماری میں چھتیس ہزار آٹھ سو چوبیس آدمی گنے گئے اسمین آبادی تھی اب وسعت میں بھی ترقی زیادہ ہی ہیگی تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع بہادر گورگانوہ کا تحصیل کا دفتر ہے

سردھنہ یہہ شہر اگرچہ متعلق ضلع میرٹھہ ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے ہے پنجاب کے متعلق نہیں ہے لیکن سبب اسکے کہ سابق ذکر الحاق ریاست کا اس کتاب میں مفصل درج ہوچکا ہے دار الریاست کا حال بھی تحریر ہونا اچھا سمجھا سے مشہور ہوکر لکھا جاتا ہے کہ یہہ قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے میرٹھہ کو جاتی ہے گیارہ میل سمت شمال و مغرب میرٹھہ کے آباد ہے شہر پناہ اس شہر کا خام بنا ہوا ہے اور قلعہ بھی کچا ہے مگر اب مسمار ہوگیا ہے یہہ قلعہ و شہر پناہ زیب النسا بیگم شمرو نے بنوایا تھا سوا اسکے قلعہ کے ایک محل بھی پختہ عالیشان بیگم کا بنایا ہوا اب تک موجود ہے جو کہ شمرو صاحب اور اسکی بیگم انگریزوں میں مذہب رومن کیتھولک والوں کا رکھتی تھی ایک گرجا بھی پرستشگاہ انکا بنا ہوا ہے پہلی مردم شماری میں آبادی اس قصبہ کی بارہ ہزار چار سو اکیاسی شمار ہوئے تھے ان میں سے بارہ سو آدمی عیسائی رومن کیتھولک کے مذہب کے تھے خود شمرو صاحب جرمنی نسب کا انگریز تھا اور زیب النسا اسکی بیگم ایک عورت کشمیرن تھی جو عیسائی ہوگئی اوسکی زوجہ تھی خاوند کے مرنے کے بعد وہ ریاست پر قابض ہوئی ۱۸۰۳ء میں جب یہ دولت اسے سپرد ہوئے یہہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ میں آیا تو ۱۸۰۵ء میں جاگیر اسکی بھی بحال ہوئی اور ۱۸۳۶ء تک وہ قابض رہکر مر گئی اس وقت سے یہہ شہر سردھنہ ضبط ہوکر میرٹھہ کے ضلع کے شامل ہوگیا آبادی سردھنہ کی ایک کھلی ہوئی زرخیز میدان میں واقع ہے اور پانی کی افراط زراعت کی کثرت غلہ کی پیدائش بہت ہے اور ایک بڑا و اس شہر کے گرجا کی متصل بنا ہوا ہے جس طرف سڑک جاری ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو باسی فیٹ ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے آٹھ سو ستانوے میل کا ہے

جھارسہ یہہ قصبہ ضلع گورگانوہ میں بڑے قصبوں میں مشہور ہے تحصیل خاص گورگانوہ کے پرگنہ کی ہیڈ مقام پر ہے اور تحصیلدار اسال مجسٹریٹ درجہ دوم یہاں رہتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ریواڑی سے دہلی کو جاتی ہے دہلی سے بیس میل جنوب مغرب کے سمت کوہ ہمالہ کے جنوبی قطاروں کی جنوب کو واقع ہے یہہ شہر بہت آباد اور بازار بارونق و علاقہ اسکا سیراب ہے

دادری جہجر کے علاقہ میں یہہ ایک بڑا شہر آباد ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ہانسی سے ... کو جاتی ہے واقع ہے گھر اور رنگین بازار اسکے پختہ بنے ہوئے ہیں اور علاقہ بھی سیراب بارونق ہے زراعت بہت ہوتی ہے تجارت کا بازار گرم ہے شمال کی طرف اسکے اکثر زمین بنگی اور خراب اور جنوب کی طرف کا سطح عمدہ و کاشت شدہ ہے فاصلہ اسکا ہانسی سے ... جنوب کی طرف چوالیس میل کا ہے پہلے شہر نواب بہادر جنگ جاگیر تھا اب بعد مفسدہ دہلی ریاست اسکی ضبط ہوکر شامل انگریزی علاقہ کے ہوکر بطور جاگیر جیند کے راجہ کو عطا ہوا

دوجانہ جہجر کے علاقہ ضلع رہتک مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے تہتر میل کرنال
سے جنوب کی سمت کو آباد ہے اور چونکہ یہہ ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے اس سبب سے آبادی اسکی روز بروز ترقی
پر ہے رئیس کے رہنے کے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین عمارت شہر کی بہی پختہ و خوشنما ہے بازار بہی ہے اور دستکار بالعموم
یہین سکونت رکہتے ہین چہہ ہزار آدمی سے زیادہ یہین بستے ہین **ڈودہ** یہہ قصبہ بہی جہجر کے علاقہ مین ایک
آباد و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو ہانسی سے مہم کو جاتی ہے واقع ہے اس علاقہ مین پانی کی
کثرت اور ملک سیراب ہے زراعت بکثرت اور غلہ کی پیدائش بہت ہے **جارج گڈہ** جہجر کے علاقہ مین
یہہ ایک قلعہ جارج طامس صاحب رئیس ہریانہ کا بنا ہوا ہے اُسنے اپنی عملداری مین یہہ قلعہ بنوایا اور سامان جنگ
و ذخیرہ بکثرت یہان جمع کیا پہر جب دولت راؤ سندہیہ کی فوج سے اسکا مقابلہ ہوا تو وہ مدت تک اس قلعہ مین
محصور ہوکر دشمن سے لڑتا رہا جب اُسکی فوج بیدل ہوگئی تو وہ اس قلعہ کو چہوڑکر ہانسی کو چلا گیا اب یہہ قلعہ خراب
و ابتر ہوکر مسمار ہوگیا ہے مگر یادگار اُسکا باقی ہے **گوہانہ** رہتک کے ضلع مین یہہ پرگنہ کا مقام ہے تحصیلدار
ماتحت صاحب ضلع رہتک کے یہان کام تحصیل کا کرتا ہے آبادی اسکی دہلی کے نہر کے شاخ پر جو دہلی سے رہتک کو جاتی
واقع ہے جنوب کیطرف فاصلہ ایک میل ریت مین ہین ہے جو پچاس میل تک جنوب کی سمت کو پہیلتی ہے علاقہ اس
پرگنہ کا نہایت سیراب و شاداب ہے ہر ایک قسم کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے بنسبت شمال مغرب
پچاس میل کا شمار ہوتا ہے اور آبادی اس قصبہ کی اگلی مردم شماری مین چہہ ہزار چہہ سو انسٹہہ شمار ہوئی مگر آبادی
روز بروز ترقی ہے **رہتک** ہندوستان کے مشہور شہرون مین یہہ بہی ایک مشہور و آباد شہر ہے آبادی
اسکی اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو آتی ہے دہلی سے بیالیس میل شمال مغرب کی سمت کو واقع ہے متصل اسکے ایک
ندی جو نہر دہلی کی ایک شاخ ہے رواں ہے یہہ نہر سنہ ۱۸۲۵ء مین سرکار انگریزی نے کہدوائی اور پرانی سمہین
فیروزشاہ کی نہر سے جاری کیا پہلی مردم شماری مین آبادی اس شہر کی تیرہ ہزار دو سو چھیئن شمار ہوئی تہی بسبب
توجہ حکام روز بروز آبادی ترقی پر ہے شہر کی عمارت پختہ اور بازار بہی سوداگرون اور ساہوکارون کے
دوکانین بکثرت شہر آباد رعایا و شاد ہے یہہ شہر حاکم نشین ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع یہان کچہری
کرتے ہین اس ضلع کے شمال کو ضلع پانی پت شرق کو ضلع دہلی و بہادرگڈہ جنوب مین جہجر جنوب مغرب مین دادری
مغرب مین علاقہ ہریانہ و سرسہ یہہ ضلع سوا جہجر کے علاقہ کے پچاس میل لنبان مین شرق سے مغرب کو چوالیس میل
چوڑان مین ہے سطح اسکا ایکہزار تین سو چالیس میل مربع ہے اور ایک شاخ فیروزشاہ کی نہر کی اسکا اور شمال
سے جنوب کو بہہ کر اسکو سیراب کرتی ہے اور نہر دہلی کے جو گوہانہ کے پرگنہ سے گذرتی ہے اس ضلع کی سرحد تک
پہنچتی ہے اس ضلع مین بڑے بڑے مکانات و قصبات بیری و کہڑی و گوہانہ و کریتو و دانہ و سنہ و مہم و بہوانی

سنہ ۱۸۵۲ء و سنہ ۱۸۵۵ء مین جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندو کاشتکار یہان دو لاکھ انیس ہزار چار سو تینالیس
اور غیر کاشتکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان وغیرہ کاشتکار تیئیس ہزار نو سو اونچاس غیر کاشتکار اکیس ہزار
دو سو اکتالیس ہے جنکی کل میزان تین لاکھ چھہتر ہزار تیرہ ہوئے بعد ازان جو جھجر کے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے
تو مردم شماری سے ضلع کی کل چار لاکھ چھہتر ہزار چار سو سولہ قرار پائے اس ضلع مین بڑے بڑے قصبہ بہت ہین
جنکی تفصیل مفصل اگر تحریر ہو تو طول ہوتا ہے مجمل تشریح اسکی یہہ ہے کہ جن جن قصبون مین ایکہزار آدمی سے
کم رہتے ہین وہ گانو اس ضلع مین دو سو چار اور جن جن قصبون مین ایکہزار سے پانچہزار آدمی تک رہتا ہے وہ
ستر اور جنمین پانچہزار سے دس ہزار تک آبادی ہے وہ دو قصبہ اور کل میزان ایسے قصبات کی دو سو اسی ہے
دہلی کے سفید ہونے سے پہلے یہان ہندوستان کا ... اسکی ... منقضی ہوگی **اندری** یہہ قصبہ ہنی
کنارے دہلی کے نہر کی آبادی ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے بوڑیا کو جاتی ہے واقع ہے اور کرنال سے
فاصلہ اسکا بطرف شمال پندرہ میل شمار مین آتا ہے اور شمال مغرب کلکتہ سے سوا سو میل **جگودہ** ضلع رہتک مین
یہہ ایک مشہور آباد قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے بائیس میل دہلی سے بسمت شمال مغرب واقع ہے
جاٹ گورگانو کے علاقہ ضلع رہتک مین اس سڑک پر جو دہلی سے ریواڑی کو جاتی ہے اڑتالیس میل دہلی
سے بسمت جنوب مغرب واقع ہے یہہ قصبہ ساہبی ندی کے کنارے سے پانی نکلے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک رہتا ہے
خصوصاً برسات مین تو اسمین بہت طغیانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا نجف گڈہ اور فرخ نگر کے جھیل تک چلا جاتا ہے اور وہان
سے نکلکر دریاے جمنا مین جا ملتا ہے تمام دہلی شامل ہو جاتا ہے **جھجر** پہلے علاقہ جھجر کا سرکاری عملداری سے علیحدہ نواب
عبد الرحمن خان کے جاگیر مین تھا جو ابتدا ضبط ہو کر رہتک کے ضلع کے شامل ہوگیا اسکے شمال مین ضلع ہریانہ و
رہتک مشرق مین دہلی و گورگانو و الور جنوب مین ہے ضلع گورگانو و الور مغرب مین شکاوتی و پرگنہ لوہارو ہے
کل سطح اسکا بارہ ہزار تیس میل مربع بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیس فٹ سے آٹھ سو چالیس فٹ تک
ہے بارش کے موسم مین اونچے پہاڑون سے پانی اس علاقہ مین آکر بہت نقصان کرتا ہے پھر وہ پانی تین میل
تک مشرق کے ملک مین پھیلتا ہوا دہلی کے شمال کی طرف آکر آٹھ سو فٹ کی اونچان سے گر کر جمنا مین آملتا
جنوب مغربی حصہ مین اس ملک کے چھوٹے چھوٹے پست ٹیلے پہاڑون کے بشکل مین اسطرح شمال سے جنوب کو ایک سڑک
ہانسی سے شروع ہو کر فیروز آباد ونیج کو جاتی ہے اور دوسری سڑک مشرق سے مغرب کو دادری سے جھجر کو جاتی ہے بڑے
بڑے شہر اس علاقہ مین جھجر و نارنول و دوجانہ و دادری و کہو وہین اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست جھجر
کے چھہ لاکھ دو سو سالانہ تھے اور نواب اس جگہہ کا جنگی فوج بتعداد دس ہزار سپاہی کے رکھتا تھا اور چار سو سوار نوکری
مین سرکار انگریزی کو دیتا تھا **خاص جھجر** ایک بڑی آبادی کا شہر اس سڑک پر جو ہانسی سے متھرا کو

براہ گوڑگانو جاتی ہے انسی سے سات میل بسمت جنوب مشرق اور دہلی سے مغرب کو بفاصلہ بتیس میل آباد ہے بعض لوگ
بیان ہے کہ اول بنا اس شہر کی راجہ جوجن سے لگی تہی اور نام اسکا جوجن نگر رکہا تہا مگر بسبب تمادی ایام وہ نام بگڑ کر جہجر مشہور
ہوگیا مگر یہہ معلوم نہین ہوا کہ وہ راجہ جوجن کب اور کس وقت مین ہوا تہا یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ سابق بوقت
انقلاب عملداریون کے یہہ قصبہ اُجڑ گیا تہا پہر جب عملداری سلطنت بادشاہون کی ہوئی تو از سر نو آباد ہوا مگر پہلا
قصبہ اس آبادی کے مقام سے شرق کے طرف دو ڈہائی میل پر آباد تہا اور حال کی آبادی کے مقام پر ایک
جہیل پانی کی تہی جسکا نام جہجر تہا پہلا شہر جسکا نام بہاگولان تہا بوقت حملہ غوریون اور مارے جانے راے پتہورا کے
اُجڑ کر یہہ نیا شہر اسی مقام پر آباد ہوا اور نام اُسکا اسی جہیل کے نام پر رکہا گیا اور بعض آدمی یون کہتے ہین بہاگولان
شہر کے اُجڑنے کے بعد مسمی چہوجار قوم جاٹ نے جو پہلے بہاگولان مین رہتا تہا اس شہر کی آبادی کی بنا رکہی تہی
اور چہوجارپور نام اسکا اُسنے اپنے نام پر رکہا تہا جو کثرت استعمال سے چہوجارپور سے جہجر باقی رہگیا چنانچہ سلطنت
کے اخیر مین اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جہجر مقرر ہوا اسکا یہہ سبب ہوا کہ ۱۱۷۳ ہجری مین عہد سلطنت
عالمگیر ثانی شاہزادہ عالی گہر بنظر انتظام محالات جاگیر اپنے کے نارنول تک آیا تو جہجر کی حاکم نے بغاوت
اختیار کی اور باشارہ عماد الملک غازی الدین خان وزیر عالم کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا
اُسکی سرکوبی کے واسطے شہزادہ خود جہجر مین آیا اور اُسکی گرفتاری کے بعد کئی مہینے جہجر مین رہا اور متصل تالاب
ہواوالہ کے ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اُسکا نام رکہا اور پہر بعد تخت نشینی اپنے کے بہی بادشاہی
فرمانون مین یہی نام تحریر ہوتا رہا **اعظم آباد** یہہ شہر بہی بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی
اسکی کرنال سے نو میل اس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سبب سے برسات
کے موسم مین چارون طرف شہر کے پست زمین مین پانی بہر جاتا ہے شہر پناہ اس شہر کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی
دیوار مین برج عالیشان بنے ہین شہر کے پاس ایک تالاب ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے شمال کے سمت کو اسکی ایک
سرا پختہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان اسلام کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیوارون مین اسکے برج بلند
اور گرد اُسکے خندق عمیق کہدی ہوئی ہے اس سرا کو اگر ایک قلعہ مستحکم لکہا جاوے تو بجا ہے اس شہر مین
ہر ایک قسم و قوم کے لوگ بستے ہین مگر مسلمانون کی کثرت ہے **کادسہ** جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ جاگیر
او بارود کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہہ قصبہ نواب کے جاگیر مین تہا اب ضلع رہتک کے ماتحت ہے **کانوند**
جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو ہانسی سے ستہنج کو جاتی ہے ہانسی سے ستر میل بسمت جنوب واقع ہے
سرکار انگریزی کے عملداری سے پہلے یہہ قصبہ داون راو مرہٹہ کی قبض و دخل مین تہا اور اُسنے یہان ایک
قلعہ مضبوط بنا کر اس قصبہ کو اپنا دار الریاست مقرر کیا ہوا تہا لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی بڑی لڑائیان لڑ

سرکار انگریزی نے فتح پائی اور اسکی کل ریاست پر قابض ہوگئے یہہ قصبہ نہایت اچھا آباد ہے شہر کے بازار و گھر پختہ بنے ہوئے ہیں عمارت اسکی دلپذیر اور مسافرون کے آرام گاہ ہیں پانی بھی اچھا ہے اگرچہ بکثرت ہے مگر کھاری ہے اسکی پاس کئی نالے اور نہریں جاری ہیں جس سے متعلق اراضی ہیں اگرچہ کاشتکاری بہت ہوتی ہے مگر تو بھی بنجر و جنگل بہت ہے اسی شہر سے تین میل پہلے ایک بڑا ٹیلہ ریگ کا جہاں تون ڈھلکا ہوا اونچا ہے اوسکے آگے اور ٹیلے ریگ کے نظر پڑتے ہیں اور اس کثرت کے ساتھ وہاں ریگ ہے کہ اگر گھوڑے وہاں چلیں تو گھٹنوں تک ریگ میں دہنس جاوین یہان ایک قلعہ بہت مضبوط اور پختہ کا ریس ہے جہاں اپنا خزانہ و سکہ زینت وغیرہ رہا کرتا تھا جب کہ ریاست ضبط ہوئی تو کل زر و پیہ و سکہ زینت و اسباب اسکا جو یہاں محفوظ رہتا تھا سرکار انگریزی کے قبضہ میں آگیا فقط

رہتک

ضلع رہتک میں یہہ پرگنہ صدر کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع رہتک کے یہان کام کرتا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ہانسی سے دلی کو جاتی ہے ہانسی سے جنوب مشرق کے گوشے کو چوالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے یہہ قصبہ بڑا آباد تھا تجارت یہان کی دور دور تک ہوتی تھی مگر اب وہ رونق نہیں ہے تو بھی اب بارہ ہزار آدمی کی آبادی اسمین باقی ہے اور حکام کے توجہ سے دن بدن آبادی کی ترقی ہوتی جاتی ہے اس قصبہ کے پاس ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پتھر کی عمارت کا بنا ہوا ہے جو اکیس فٹ تک گہرا ہے اور زینہ اسکا جس میں ٹھہرا زمین کی سطح سے پانی کی سطح تک پہونچتا ہے

نارنول

جسکے علاقہ میں پیدا وار بھی مشہور ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو ہانسی سے نیچ کو جاتی ہے چھیاسی میل ہانسی سے جنوب کے سمت کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و آباد تجارت بکثرت پانی کی افراط ہے غلہ ہر ایک قسم کا یہان پیدا ہوتا ہے پہلے یہہ شہر دلی کے سلطنت کی ضعف کے وقت جارج طامس صاحب کی ریاست میں منتقل ہوا پھر اوس سے دولت راو سندھیہ کے ماتحت آیا پھر سرکار انگریزی نے اپنا عمل و دخل کر کے جھجر کے نواب کی جاگیر میں عطا فرمایا چونکہ بدت تک اوسکے پاس رہا جب وہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد ضبط ہوئی تو اسکو بجلدوے حسن خدمات و وفاداری کے مہاراجہ پٹیالہ کی جاگیر میں عنایت کیا ہے قدیمی مقبرے و مکانات اس شہر میں بہت ہیں شاہان اسلام کے وقت یہہ شہر بھی ایک معدن علم و ہنر مشہور تھا اگرچہ اب وہ رونق نہیں ہے تو بھی بسبب امنیت کے اور شہرون پر سبقت لیجاتا ہے

پٹودی

جسکے علاقہ میں شہر بھی بڑی آبادی کا مکان ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو دلی سے نارنول کو جاتی ہے دہلی سے جنوب کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے بازار یہان کا آباد عمارت پختہ پانی کی افراط ہے گرد و نواح کی زمین اسکی ناہموار و ٹیلہ دار ہے یہہ علاقہ پہلے فیض طلب خان نواب نجابت علی خان جاگیردار جھجر کے بھائی کو جاگیر میں عطا ہوا تھا اب پوتا اسکا اکبر علی خان کا یہہ قصبہ دار الریاست ہے حال مفصل اس ریاست کا ریاستون کے ذکر میں تحریر ہوچکا

دوحصار ۔ رہتک کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے سترہ میل دہلی سے
شمال مغرب کے آباد ہے عمارات اس قصبہ کی کچھہ پختہ اور کچھہ خام ملی ہوئی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چھوٹا بازار
اور چند دوکانین بھی ہین **علاقہ ہریانہ** یہہ ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ماتحت لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب
کے ہے شمال مغرب و شمال مشرق کی طرف اسکے سرہند کے علاقہ کے شہر اور مشرق مین ضلع رہتک واقع ہے اور جنوب
مین دادری کا علاقہ و لوہارو و مغرب مین ریاست بیکانیر واقع ہے کل سطح اسکی تین ہزار تین سو میل مربع ہے اسکے اکثر
زمین کے بہت سے قطعات ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا اُن پر کبھی دریا چلتا تھا یہ دریا سے گہگر و تانگ وغیرہ ندیان کوہ
ہمالہ سے نکلکر اسمین بہتی تھین مین اسکی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیداوار سبب نہ جانے پانی مناسب
کے ہے پیداوار یہان کی شالی گیہون جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ مین جن جن مقامات پر پانی کی کمی
ہے زمینداروں نے وہان پر پختہ تالاب بنوائے ہوئے ہین برسات کے موسم مین وہان پانی جمع ہو جاتا ہے
اور کمی کی موسم مین اُن تالابون سے وہ پانی خرچ مین لاتے ہین اور اگر برسات نہو تو کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت
کو پانی دیتے ہین کنوئین یہان بعض ایک سو اور ایک سو بیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہین زمین یہان بہت سے
مقامات سے خشک و سوختہ ہے اگر برسات نہو تو کنوون کے پانی بھی خشک ہو جاتے ہین اس علاقہ کو سبب اسکے
کہ یہان بڑا جنگل واقع ہے فیروز شاہ تغلق نے شکارگاہ بنایا اور سبب کم آنے کے وہ جمنا سے نہر کھود کر یہان
لایا جو ہانسی حصار سے گذر کر دریاے گہگر مین ملجاتی ہے جنگل یہان کا بہت سے درندون سے بھرا ہوا ہے شیر چیتے
وغیرہ یہان اکثر پائے جاتے ہین شاہان سلف یہان آکر اکثر اوقات شکار کھیلتے تھے اور صاحبان انگریز بھی بڑے
شوق سے وہان جاکر شکار کھیلتے ہین یہہ ملک پہلے راے پتھورا حاکم دہلی و اجمیر کی حکومت مین تھا سلطان شہاب الدین
غوری نے اسپر حملہ کیا تو فریقین کی ایسی سخت لڑائی ہوئی اُسوقت کا گنج شہیدان اب تک موجود ہے اور اسوقت سے
عملداری مسلمان بادشاہون کی اس علاقہ مین ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اسکے آباد کرنے مین بہت توجہ کی شہر حصار
آباد کیا اور قلعہ بنا کر فیروز آباد نام رکھا اور ایک قصبہ اور جسکا نام فتح آباد ہے بنام فتح خان بیٹے اپنے کے
بنایا اور گہگر ندی سے ایک نالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیراب کیا ستون سرخ پتھر کے اپنی یادگار وہان
بنائی بعد ازان چغتائی سلطنت کے اخیر تک بادشاہان اسلام ہریانہ مین حکومت کرتے رہے آخر جب چغتائی سلطنت
ضعیف ہوگئی تو سکھون نے قوی ہوکر اس علاقہ مین جابجا قتل و غارت شروع کی امر سنگہ پٹیالہ کے رئیس نے ہریانہ مین
آکر اول موضع بہکر علاقہ فتح آباد کو لوٹا پھر فتح آباد کے قلعہ اور سرسہ پر اپنا تسلط کیا اُسوقت رحیم داد خان عامل
ناظم دہلی سے مامور ہوکر ہریانہ مین آیا سکھون نے جمع ہوکر اُس سے لڑائی کی اور اسنے عین معرکہ مین شہادت
پائی اسکے مارے جانے کے بعد امر سنگہ کا قبضہ ہانسی و حصار و توشام پر بھی ہوگیا اور سکھہ لوگ جابجا دیہہ بدیہہ

لوٹتے پھرتے تھے کسیکو اُنکے ساتھہ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہہ حال سنکر نواب نجف خان اور راجہ جی سنگہ فوج لیکر دہلی سے
ہریانہ مین آئی اور بمقام جیند امر سنگہ پٹیالہ کے رئیس سے اُنہون نے ملاقات کی اور باہم عہد نامہ لکھہ کر ہانسی و
حصار و رہتک و جہم و نوشام پر اپنا پہر تسلط جما کر واپس چلے گئے باقی ملک جو سکھون نے دبا لیا تھا اُنکے پاس ہی رہنے
دیا اُسوقت جی سنگہ ناظم ہریانہ کا شاہ دہلی کی طرف سے مقرر ہوا اوسی عرصہ مین ایک ظلے سے ناگہانی و آفت
آسمانی جسکا نام چالیسا قحط ہے ۱۷۸۳ع مین پنجاب و ہند مین نازل ہوا اور اڈہای سیر گیہون فی روپیہ بکنے لگے اُسکے
صدمے اور سلطنت کے غدر سے تمام ملک ویران ہوگیا بڑے بڑے قصبے اور شہر برباد و خراب ہوگئے لاکہون آدمی جانین
بہوک کے عذاب سے تلف ہوگئین پہر ۱۷۸۵ع مین مرہٹہ کی قوم ہریانہ پر قابض ہوئی اور آپا کہانڈیراؤ نے یہان
اپنا تسلط جمایا اور ٹامس صاحب انگریز اُسکی طرف سے حاکم یہان کا مقرر آیا اُسنے سکہون کے ساتھہ بڑے بڑے لڑائیان کی
اور آپا کہانڈے راؤ کے مرنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہوگیا ہانسی و حصار اُسنے دوبارہ آباد کیا جب وہ
دولت راؤ سندہیہ کی فوج سے مغلوب ہوا تو اُسکی طرف سے میرزا الیاس بیگ حاکم یہانکا بنا اوسکے عہد مین
انگریزی عملداری ہریانہ مین ہوگئی اور وہی ناظم بدستور مقرر رہا بعد چندے وہ بمقام سرسہ زمینداران قوم
بھٹی سے لڑکر مارا گیا پہر انگریزون نے یہہ علاقہ نواب معین الدین عرف بہنو خان کو یہہ علاقہ انتظام کے واسطے
سپرد کیا پہر احمد بخش خان لوہارو کا نواب ناظم رہا پہر عبد الصمد خان نواب جاگیردار دوجانہ کا منتظم قرار پایا
مگر کسی سے انتظام قرار واقعی اس علاقہ کا نہوا آخر مسٹر کارنر صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہان کی سپرد
ہوئی اُسنے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اُس روز سے آج تک برابر انگریزی حکام اسجگہ
حکومت کرتے ہین **شہر حصار** یہہ شہر ہریانہ کے ضلع مین اُس سڑک پر جو دہلی سے ہٹنیر کو جاتی ہے
دہلی سے غرب کی طرف بفاصلہ ایکسو چار میل اور لاہور سے بجانب گوشہ جنوب و شرق ایکسو ساٹھہ میل آباد ہے اور
فی زمانتا تین ہزار پچاس گہرون کی اسمین آبادی ہے اور نو ہزار تین سو اٹہتر کی مردم شماری شمار مین
آئی ہے اور جمنا کی نہر فیروز شاہ بادشاہ کی کہدوائی ہوئی اس شہر کے عین فصیل کے نیچے رواں ہے یہہ نہر
شرق کے طرف سے آکر جنوب و یہ فصیل کے نیچے ہوتے ہوئے غرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے
درختونکا دونو طرف ہجوم نہایت خوشنما نظر آتا ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلے
یہان بالکل جنگل تھا اور ایک عابد بہلول نام اس جنگل مین عبادت کیا کرتے تھے اکثر شہزادہ فیروز تغلق کا بیٹا
جو بقصد شکار یہان آیا تہا اُسکو شیخ بہلول نے بشارت سلطنت کی دی جب وہ بادشاہ ہوگیا تو وہ بایاد
دہی شیخ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُسی مقام پر اُسنے آبادی کی بنا ڈالکر اول ۷۵۵ھ مین اول
قلعہ بنوایا اور پہر پختہ شہر تعمیر کرایا اور ایک نہر جمنا سے کاٹکر یہان لایا اوسوقت کی آبادی سے کہنڈرات

نشان اب بہی دور دور تک نظر آتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا شہر تہا اب بہی کہنڈرات
مین سے شہر والے لوگ عمارات کیواسطے اینٹین کہود کر لاتے ہین گرد اس شہر کے اکثر پرانے مقبرے اور قدیمی
عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہین آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چغتائی کے اخیر وقت تک
بڑا بسیرہ قائم تہی پہر بسبب غارتگری سکہون اور صدمے قحط کے جو سنہ ۱۸۴۰ بکرماجیتی مین وقوع مین آیا تہا یہہ شہر بالکل
اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا اور لوگ مکانات کو گرا کر لکڑیان اسکی اٹہا لے گئے سوا اسکے
بعد سنہ ۱۸۰۱ مین جارج طامس صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آ آ کر پہلے قلعہ کے اندر آباد ہوئے جب آبادی کی ترقی ہوئی تو قلعہ کے
باہر بہی آبادی ہونی شروع ہوئی اب مہاجن مالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہین باقی دوکاندار و پیشہ ور قصاب
وغیرہ باہر کے حصہ مین سکونت پذیر ہین اور قلعہ کی فصیل مین جو پختہ بنی ہوئی ہے چار دروازے جاری ہین اور پانچوان
دروازہ بند ہے اور شہر کے باہر سرائین و کوٹہیان بہت اچہی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہین یہان صاحب
کمشنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دونو تشریف رکہتے ہین حصار کے کمشنری کے متعلق تین ضلع حصار و انبالہ و
سرسہ اور خاص ضلع حصار کے متعلق پانچ تحصیلین حصار و بہوانی و ہانسی و بروالہ و فتح آباد ہین اور کل ضلع
کی خانہ شماری اوناسی ہزار آٹہہ سو چہیالیس مردم شماری تین لاکہہ چوالیس ہزار آٹہہ سو آٹہہ اسمین سے مرد
دو لاکہہ ایکسو اونہتر اور عورتین ایک لاکہہ چوالیس ہزار چہہ سو انتالیس ہین پہلے جب یہہ ضلع ممالک مغربی و
شمالی کے متعلق تہا تو اسوقت یہان کی کمشنری دہلی مین تہی بعد غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے یہہ ضلع ماتحت پریزیڈنسی پنجاب
ہوا اور محکمہ کمشنری یہان علیحدہ مقرر ہوکر چار ضلع حصار و جہجر و روہتک و سرسہ اسکے متعلق ہوئے بعد چندے
جہجر کا ضلع تخفیف مین آگیا اور تین ضلع باقی رہ گئے اور لوہارو و دوجانہ کے رئیس خود مختار ہین اسی کمشنری
کے ماتحت ہوئے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت یہان بہی مفسدون سے بڑی خرابی وقوع مین آئی اسوقت
ایک پلٹن بالمبر اور ایک رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی نمبر ۱۴ یہان مامور تہی اور انہین مین سے ایک
کمپنی خزانہ پر اور ایک رسالہ گمسٹ مین ناکہ رہتا تہا اور ایک رسالہ نواب بہادر جنگ خان دادری والے
کا صاحب کلکٹر کے اردلی مین تہا دلی کا غوغا سنکر صاحب کلکٹر نے سرکاری خزانے کو شہر کے اندر قلعہ مین منگا لیا
اور دادری کے رئیس کا رسالہ بہی شہر مین بلا لیا اور کچہہ نئے ملازم بہی نوکر رکہے اور پرسٹ کے چپراسیون کو
شہر کے دروازون پر پاسبان کر دیا چونکہ میجر سٹافرڈ صاحب کمان افسر کو اپنے فوج کی وفاداری کا بہروسا تہا
اسلئے اونکے تدارک کے واسطے کچہہ بندوبست نہ کی آخر ۲۹ ماہ مئی سنہ ۱۸۵۷ء جمعہ کے دن گیارہ بجے
پلٹن اور رجمنٹ متعینہ ہانسی مفسد ہوگئی بنگلون مین انہون نے آگ لگا دی صاحب کمانڈنگ افسر کو جو اسوقت
جہیل مین تہے تو وہ فی الفور بہاگ نکلے اور باقی سب صاحب لوگون کو مفسدون نے مار ڈالا و بیچ کے وقت ان

مفسدون مین سے ایک سوار حصار مین آیا اسکے آتے ہی حصار کی کمپنی ورسالہ بھی بگڑ گیا پہلے انہون نے جیلن کو
تاکر خزانہ اپنے قبضہ مین کرلیا پھر جیلخانہ کے قیدی چھوڑ دیئے پھر صاحب کلکٹر کو قتل کیا اور ہانسی کے رسالہ نے بھی
باغی ہوکر کوٹھیون کو آگ لگادی سرکاری دفتر کو جلا یا کل عیسائیون کے میمون و بچون کو ذبح کر ڈالا شہزادہ محمد عظیم
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سرگروہ باغیون کا بنا اور سرسہ کی کمپنی ورسالہ بھی جو ہانسی کے فوج مین تھا وہ بھی باغی ہوگئے اور
وہانکا خزانہ لوٹ کر فتح آباد آئے اور یہانسے دہلی کو چلے گئے غرض اسطرح کا ہنگامہ خود سری و خود مختاری کا
ضلع ہذا مین گرم رہا جب یہہ خبر لاہور پہونچی تو لاہور سے فوج راجہ جواہر سنگھ و دیگر ملازمان جدید کی بافسری
کورٹلنڈ صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کی ہریانہ کے ملک کو روانہ کی گئی جب خبر آمد آمد فوج انگریزی کی حصار مین
ہوئی مفسد دب گئے ۱۹ - جون کو صاحب موصوف بمقام خیرو علاقہ سرسہ کے پہونچے اور قوم بچادہ و بھٹیون سے
مقابلہ ہوا جسمین بہت سے مفسد مارے گئے ۲۰ - جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آئے وہان سے صاحب موصوف
نے کپتان پیرس صاحب کو براہ قصبہ بہادرہ معہ فوج راجہ بیکانیر کے روانہ حصار کیا اور انکے حصار مین پہونچنے سے
امن امان ہوگیا سوا رنگھڑ لوگون کے اور کوئی مفسد نرہا ۱۳ - جولائی کو جمالپور کے رنگھڑون نے ہانسی پر حملہ
کیا مگر بعد المقابلہ بھاگ نکلے دوسرے مرتبہ رنگھڑون نے حصار پر یورش کی اور بعد المقابلہ چار سو آدمی انکے کھیت
رہے دوسری تحقیقات ہوا کہ شہزادہ محمد عظیم مفسد نے رنگھڑون کے اجتماع کے ساتھ تحصیل توشام پر حملہ کیا
اور تحصیلدار و پیارے لعل تھانہ دار و خزان سنگھ قانونگو کو جان سے ماردیا آخر پیرس صاحب انکی
سرکوبی کے واسطے جا پہونچے اور انکو تہ تیغ کیکے گانو انکے جلا دیئے اور قصبہ جمالپور کو جلا کر خاکستر کردیا پھر
صاحب نے جا بجا ضلع مین دورہ کرکے مفسدون کو سزا دی اور بندوبست کامل ہوگیا اور مفسدون کو بعد تحقیقات
سزا پھانسی کی ملی اور خیرخواہون کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گرد نواح مین قدیمی مقبرے بزرگان اہل اسلام
اور مسجدین بہت سی ہین بہت سے مقبرے اور مسجدین ازمنہ سے سکھون نے براہ تعصب گرادی ہتین اور جو باقی ہین
انمین سے چند مکانات کا حال تحریر کیا جاتا ہے

محل حافظ کا مکان

بعہد محمد شاہ بن غیاث الدین
تغلق بادشاہ دہلی اکتالیس شخص حافظ کلام اللہ اس جنگل مین رہکر عبادت کیا کرتے تھے اور انہین مین سے ایک حافظ
بہلول نام جنکو اب دانا شیر بہلول کہتے ہین مرد خدا پرست و ولی اللہ تھے کہ جنکی بشارت سے سلطان فیروز شاہ بادشاہ نے
سلطنت پر کامیاب ہوکر شہر حصار آباد کیا ان حافظون کے مقبرہ حصار سے شمال کے سمت کو ایک کوس کے فاصلہ پر
ہین مگر دانا شیر بہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہہ فقیر صاحب کرامت تھے اونکی قبر پر ایک چھوٹا سا
گنبد بنا ہوا ہے اور متصل اوسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل مین نام انکا شیخ عبدالرزاق المشہور شیخ
بہلول تھا اور ارادت انکی بخدمت حضرت شاہ قمیص گیلانی قادری کے تھی جنکی وفات نوسو بانوین ہجری مین

تو تم مین آئی اور شیخ بہلول حصاری ایکہزار گیارہ مین فوت ہوے اور روضہ حضرت کا بھی اسی باغ مین جانگلا
مسجد روضہ کے پاس کی ایکہزار ایکسو چھ مین کسی شخص عبد الغنی نے تعمیر کی کہ نام بانی و سال تعمیر مسجد کے محراب پر
لکہی ہے **مقبرہ شاہ جنید حصاری** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب ناگوری دروازہ شہر سے شمالیہ
کچہری کے سڑک پر واقع ہے حضرت شاہ کی قبر پر ایک چھوٹا سا گنبد چار ستون کا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے گنبد کے اندر دو
قبرین ایک خود حضرت جنید کی اور دوسری اونکے بیٹے کی ہے یہہ شاہ جنید حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی
کے اولاد مین سے ہین فیض چشتیہ سلسلہ کا اونکی موروثی نعمت ہے اوسکے سوائے قادریہ خاندان مین سے انہون
بڑے فواید حاصل کیے تھے اونکی قبر سے بائین طرف اونکے استاد کی مزار ہے جسپر بخط عربی تاریخ بناء روضہ کی
ماہ ربیع الاول ۹۲۴ہ ہجری لکہی ہے اور شاہ جنید کے روضہ پر یہہ عبارت بخط عربی کندہ ہے بسم اللہ الرحمن
الرحیم العزۃ من تحضر ذی القعدہ سنہ احدی و ثلثین و تسع مایۃ بانیہ جنید بن جنید بن محمود ۹۳۱ہ ہجری اگرچہ
ان مقبرون پر تاریخ بنا نوسو بائیس و نوسو اکتیس تحریر ہین صاف واضح ہوتا ہے کہ یہہ دونو روضہ ان کی وفات
سے بعد بنے ہین کیونکہ تاریخ وفات شاہ جنید حصاری کی کتب تواریخ سے نوسو ثابت ہوتی ہے اور یہہ روضہ
اکتیس سال بعد وفات اونکی تعمیر ہوا **جامع مسجد** شہر حصار کے اندر یہہ مسجد تحصیل کی کچہری کے متصل
واقع ہے عمارت اسکی سنگین نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے اسکے پتھرون مین سنگ فیروزہ بطور گلکاری جابجا نصب
ہوا ہوا ہے جس سے نہایت زیبایش معلوم ہوتی ہے اور کتبہ بخط عربی جو اس مسجد پر لگا ہے اوسمین بانی
کا نام ہمایون بادشاہ اور ۹۳۲ہ لکہا ہوا ہے مگر واضح ہو کہ ہمایون شاہ بعد بابر کے نوسو سینتیس مین تخت نشین
ہوا تھا شاید اوسنے یہہ مسجد بایام شاہزادگی تعمیر کرائی ہوگی **فیروز شاہ کی لاٹھ** حصار کے قلعہ کے
اندر ایک پرانی مسجد فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی اوس مسجد کے صحن مین ایک سرخ پتھر کا منار بنا ہے
جسکا طول بتالیس فیٹ اور منار کی موٹائی آٹھ فیٹ ہے یہہ منار بھی اسی قسم کا منار ہے جیسکہ فیروز شاہ تغلق نے
شہر دہلی و آلہ آباد مین اپنی یادگار بنوائے ہین اسپر بھی کتبہ بخط عربی پتھرون مین کندہ تھا مگر جن دنون مین کہ
سکہون نے حصار کو لوٹا تہا تعصب سے بھی اس منار کے گرد گرد انہون نے لکڑیون کا انبار لگا کر آگ لگا دی اس
نیت سے کہ یہہ منہدم ہو جاوے اس آگ سے اسکا اور تو کچھ نقصان نہوا صرف یہہ کہ ایک یا دو دو انگشت اوپر
سے پتھر جلکر چھلکے اوتر گئے اور کتبہ زایل ہو گیا **مسجد بیرون دہلی دروازہ** یہہ مسجد بھی ہمایون
بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے تو ابھیارہ کے سرے مین ہے جسکا کتبہ بخط عربی ہے اور اوسمین نام نامی ہمایون بادشاہ
اور ۹۳۹ہ ہجری لکہا ہے **گوجری محل** یہہ مکان قلعہ سے باہر بجانب گوشہ غرب شمال واقع ہے کسی زمانہ مین
یہہ مکان بھی بڑا عالیشان تعمیر ہوا ہوگا اوپر اسکے حجرے و بنگلے و بالاخانہ اور نیچے تہ خانے سنگین و مضبوط بنے ہوئے

اور مشہور ہے کہ فیروز شاہ نے یہہ محل ایک عورت گوجری کے واسطے کہ وہ اُسکی محبوبہ تھی بنوایا تھا اور قلعہ کے شمال
سے راستہ زنانہ آمد و رفت کا بالا بالا اس محل تک بنا ہوا تھا اگرچہ اب درمیانی عمارتیں بسبب انقلاب زمانہ کے منہدم ہو گئی ہیں
مگر نشان الصاق و الحاق کے اب تک موجود ہیں **مقبرہ محمد اسماعیل** یہہ مقبرہ بھی ایک عالیشان بنا ہوا
شہر کے باہر غرب کی طرف نہر کی موجود ہے یہہ شخص اس زمانہ میں اچھا فقیر ہو گذرا ہے اور مقبرہ اُسکے بیٹے معز الدین
نے کہ اب بھی وہ زندہ ہے تعمیر کرایا ہے اور سنہ ایکہزار دوسو بہتر میں محمد اسماعیل نے وفات پائی اور اس مقام پر
مدفون ہوا **گرجا گھر** یہہ گرجا عبادتگاہ عیسائیوں کی حصار میں نہایت خوبصورت و مضبوط مکان بنا ہوا
ماہ دسمبر ۱۸۶۰ء میں اسکی بنیاد رکھی گئی اور جنوری ۱۸۶۲ء کو بصرف چار ہزار اکنیوا ونتیس روپیہ کے عمارت
اسکی باختتام پہونچی اسکے محاذ میں ایک مینار سنگ سرخ کا ان انگریزوں کے یادگار رہنے کے واسطے بنایا گیا ہے
جو ۱۸۵۷ء کے غدر میں مفسدون کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے سابق سرکار انگریزی نے یہاں ایک ذخیرہ سانڈ
گہوڑوں کا واسطے ترقی نسل گہوڑوں کے رکہا ہوا تہا ۱۸۴۳ء میں وہ محکمہ برخاست ہو گیا پہر حسب الحکم سرکار کے
یہاں بیلوں کا ذخیرہ مقرر ہوا چند سال کے بعد وہ بھی برخاست ہو گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہاں دو قلعہ تہے ایک سنگی
دوسرا خشتی اور صوبہ حصار کا دہلی سے علیحدہ مقرر تہا اور آمدنی کل صوبہ کی تیرہ لاکہہ چہتر ہزار پانسو روپیہ تہی فوج سوار
و پیادہ بھی صوبہ کے پاس موجود رہتی تہی جسکے علاقہ کو اب قسمت حصار کا علاقہ تصور کر لینا چاہیئے مگر اسمیں بٹہیانہ کا
ملک زیادہ تر شامل تہا اب کل جمع ضلع حصار کی پہلی بندوبست میں چار لاکہہ دس ہزار دوسو تہے سوائے توفیرات
آمدنی سوائے پرمٹ چونگی و اسٹامپ وغیرہ کے ہے جسکی تفصیل لکہنے میں طوالت ہوتی ہے **شہر ہانسی**
یہہ شہر حصار سے جانب شرق بفاصلہ تیرہ کوس اور دہلی سے بسمت شمال مغرب اسی میل کے فاصلہ پر دہلی کی سڑک
اور نہر فیروز شاہی کے کنارے پر آباد ہے دو ہزار نوسو گہر اسمیں آباد ہیں اور دس ہزار ایکسو اکہتر آدمی کی مردم شماری
ہے وجہ تسمیہ اس شہر کی باسم ہانسی کسیکو معلوم نہیں بعضوں کا قول ہے کہ راجہ انگپال تنور نے اسکو آباد کیا تہا اور بعض
کہتے ہیں کہ راجہ تنور کی یہہ آبادی ہے اور بعض ذکر کرتے ہیں کہ آسا جاٹ بانی کے رہنے والے کے نام پر یہہ آباد
ہو کر اسی نام سے پکارا گیا تہا اور ایک مشہور تقریر یہہ ہے کہ چوہان راجپوتوں کی سلطنت میں ایک راجہ کی لڑکی انبا
نام تہی جب وہ بیمار ہوئی تو تبدیل آب و ہوا کے واسطے یہاں بہیجی گئی یہاں آتے ہی اسکے مرض میں افاقہ ہوا اور وہ
ہنسی اسکی تندرستی کی خبر سنکر دہلی سے راجہ بھی یہاں آیا اور لڑکی کے ہنسنے کو مبارک سمجھکر اُسنے یہہ شہر آباد کر کر ہنسی
نام رکہا جو اب ہانسی مشہور ہے یہہ قلعہ بھی اُسی کی بنیاد رکہی ہوئی ہے اور قلعہ کے نیچے جانب شرق اوسی لڑکی
کے نام پر ایک تالاب بھی تعمیر کرایا کہ تالاب کا نام اب تک انبتی تالاب مشہور ہے ہندو راجوں کے عہد تک یہہ
ملک میں بہی شہر حاکم نشین رہا مسلمان بادشاہوں میں سے پہلے سلطان مسعود محمود غزنوی کے بیٹے نے اسپر حملہ کیا اور

ہندو راجون نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کے دور دور سے اپنا مال و اموال و خزانہ لا رکھا تھا وہ سب
گنج بے محنت ہاتھ مسعود نے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خزاین کا اس مقام پر یہہ تھا کہ برہمنون نے راجون کو
جوتش کے موجب یہہ خبر دی تھی کہ مسلمانون کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کبھی نہین ہوگا انکے قول کو راجون نے سچا مانا
سب مال و خزانہ اپنا یہان جمع کر دیا مگر مسعود نے چھ دن کے عرصہ مین اسکو فتح کیا اور مسلمانی فوج دیوارون مین
سیڑھین گاڑ کر دیوار پر چڑھ گئے دوسرا حملہ اسپر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور راے پتھورا کے ساتھ
یہان سخت لڑائی ہوئی اوس وقت سے یہہ شہر مسلمانی قبضہ مین آ گیا سمت ۱۸۴۰ بکرماجیتی کے قحط مین سکھون کی غارتگری
کے بعد یہہ شہر بالکل اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک برابر اجڑا رہا پھر مرہٹون کی عملداری مین جارج طامس صاحب نے
دوبارہ اسکو آباد کیا چار طرف پختہ فصیل بنوا کر چھ دروازے رکھے اور اسکو اپنا دار الریاست مقرر کیا آبادی
اس شہر کی جنوباً شمالاً طول مین زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عملداری مین رجمنٹ اول کے
چھاونی اس مقام پر مقرر ہوئی اور غدر کے سال تک قائم رہی شہر سے بجانب شرق بفاصلہ ایک کوس جمنا کے نہر
جاری ہے جہان سے نہر کے دو شاخین ہو کر ایک شاخ جنوب و دوسری شاخ شمال رویہ گھوم کر آتی ہے پھر دونو
شاخین نیچے جا ملتی ہین اور شہر کا نواح اس نہر کے سبب سے بہت پرفضا و خوشنما معلوم ہوتا ہے قلعہ یہان کا اونچی
جگہ پر واقع ہے نہایت سنگین و مضبوط اور آراستہ بنا ہوا تھا سابق مین اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تھی اور قلعہ کے
اندر بہی اچھے مکانات بنے ہوے تھے اب چودہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہو گیا اور عمارات و
اراضی بہی قلعہ کی نیلام ہو گئین اور جو مکانات نیلام سے بچے وہ مسمار کراے گئے غرض اب قلعہ مین کوئی عمارت
نہین رہی

حال قطب صاحب

قطب جمال الدین ہانسوی اس شہر ہانسی مین بڑے بزرگ ہو گذرے ہین
حال انکا یہہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان مین آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جمال الدین سلطان
کا پوتا بہی یہان آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہان ہی رہ گیا اول اول کار تدریس و تعلیم و فتوی دہی مین مصروف
رہا پھر اس کام کو چھوڑ کر خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودہنی چشتی کے خدمت مین حاضر ہوا اور پیر روشن ضمیر
کے توجہ سے ولایت کے بڑے اعلی مراتب تک پہونچا ۱۲ شعبان ۶۵۹ ہجری مین شیخ جمال الدین فوت ہو کر یہان
دفن ہوا اوسکے بعد برہان الدین صاحبزادہ اور انکے بعد منور الدین اور انکے بعد نور الدین قطب بپشت بپشت چلے آتے رہے ان
چارون حضرات کو لوگ چار قطب کہتے ہین روضہ انکا بہت بڑا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کے طرف کرنل سکنر
صاحب نے عبد الصمد خان کی مسجد و چار دالان وسیع اور بلند تعمیر کرائی تھی اور صحن مین ایک حوض بہت بڑا
ہے مسجد کے صحن مین حوض پر آب و فوارہ جاری بنا ہے ہر سال ۱۲ ماہ شعبان کو یہان میلہ ہوتا ہے اور دور دور
جمع ہوتا ہے ان چارون قطبون کی اولاد ہانسی مین پیرزادے مشہور ہین اور آپس مین ... اکثر شخص گدی نشین

ہوتا ہے چنانچہ اب دیوان قلندر بخش سجادہ نشین مزار گوہر بار ہین **خانقاہ شیخ نعمت اللہ ولی**
یہہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہین جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہہ بھی ہمراہ سلطان شہاب الدین غوری کے
آئے تھے اور اسی تہوڑا کی لڑائی مین قلعہ ہانسی پر مارے گئے جنکی قبر قلعہ کے اندر جانب شمال موجود ہے یہہ
حضرت رشتہ مین بھی قطب جمال الدین کے ماموں تھے اونکے مزار پر جو ایک کتبہ بخط عربی لکہا ہے اسمین سال سنہ
۵۹۴ ہجری لکہا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اس مزار کے بنی ہوئی ہے اوسکے دروازہ
ہمراہ کتبہ عربی کے ۵۹۵ ہجری لکہا ہے اس لڑائی مین اور بہت مسلمان شہید ہوئے تھے انکا مکان شہر سے باہر جنوب
بنا ہوا ہے جسکو گنج شہیدان کہتے ہین — شہر ہانسی پرگنہ کا صدر مقام ہے یہان تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر
ضلع حصار کام کرتا ہے خانہ شماری اس کل پرگنہ کی اکیس ہزار دو سو تریسٹھ اور مردم شماری اکیاون ہزار چہ سو
اکتیس مرد اور چھتیس ہزار آٹھ سو دو عورتین کل تعداد اٹھاسی ہزار چار سو تینتیس ہین کل جمع اس پرگنہ کی ایک
لاکھ چھتیس ہزار تین سو چالیس ہے **شہر بہوانی** حصار کے ضلع مین یہہ شہر بڑی منڈی اور پیٹھ کی جگہ
ہے مگر علاقہ سرکار سے پہلے یہہ چھوٹا سا گاؤں تھا اب بہت بڑی آبادی کا شہر ہو گیا ہے اس گاؤں کو اول نیم
ایک راجپوت نے بنام سمات بہانی آباد کر کے بہانی نام رکہا یہہ شہر علاقہ باگڑ یعنی بیکانیر و جیسلمیر وغیرہ کا
ایک دروازہ سمجھا جاتا ہے بازار اسکا بہت آباد اور تجارت کا گرم بازار رہتا ہے بڑی بڑی نامی ساہوکاروں اور
دوکانداروں کی بہت سی دوکانین ہین اول مسٹر فریزر صاحب نے اسجگہہ منڈی مقرر کی اور محصول معاف کر دیا
جسکے باعث سے دادری کی منڈی خود بخود موقوف ہو کر سب ساہوکار لوگ یہان چلے آئے اسدن سے روز بروز
ترقی آبادی کی ہوتی گئی اور لاکھوں روپیوں کا بیوپار ہونے لگا یہان کے ساہوکاروں کے گماشتے دور دور تک
پہیلے ہوئے ہین مگر آبادی یہان کی کچھہ خوش قطع و وضعدار نہین ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا مین لوگ یہان آتے گئے
مکانات بنا کر آباد ہوتے گئے اسوقت چار بڑے بازار اس شہر مین ہین لوہر بازار چوپال بازار اور بیچلا بازار
نیا بازار اس شہر مین ہندو بکثرت و مسلمان کم رہتے ہین اور ہر ایک گلی کوچون مین ہندوؤن کے مندر
بنے ہوئے ہین چنانچہ کل شہر مین مندروں کی تعداد قریب اسّی کے پہونچ گئی ہے انمین سے ایک مندر جوگیون
کا تہانا می ہے جہان منگل کے دن ہر ہفتہ مین میلہ ہوتا ہے گرد نواح اس شہر کا کچھہ اچھا نہین ہے کیونکہ غرب اور
جنوب کی طرف اسکے اونچے اونچے ریت کے ٹیلے اور مشرق و شمال کی طرف اگرچہ ہموار زمین ہے مگر باغیچہ کوئی نہین
زیادہ تر تجارت اس شہر مین نمک و مٹھائی کی ہے یعنی سانبھر نمک اس شہر کی معرفت تمام ہندوستان کے مشرقی حصہ مین جاتا ہے اور
شیرینی ہر ایک قسم کی شہر کی معرفت باگڑ کے ملک مین پہونچتی ہے وزن ہر ایک قسم کے مال کا جو ہر سال یہان آیا جاتا ہے قریب پانچ لاکھ
سوا ہزار آٹھ سو تیس من کے اور قیمت مال ہر ایک قسم کے جو ہر سال تجارت مین صرف ہوتا ایک کروڑ اونتیس لاکھ چالیس ہزار تین سو

اس شہر مین بھی زمانہ نو ہزار گہرون کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجار لوگون کی شہر نہیا
رونق مرہ اٹہہ دس ہزار آدمی سے کم نہوتی ہوگی اس باعث سے یہہ شہر بہت پر رونق معلوم ہوتا ہے یہہ شہر پرگنہ
کا صدر مقام ہے تحصیل اور تحت صاحب ضلع حصار یہان رہتا ہے کل پرگنہ کے شہر اور دو سو اکسٹھ گانو شامل ہین
اور اکیاسی ہزار سات سو اونتیس کی مردم شماری اور ساٹھ ہزار چار سو اٹھتر کی مالگذاری ہے **قصبہ توشام**
یہہ قصبہ حصار سے جنوب کی طرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تین سو اونچاس گہرون کی خانہ شماری
اور ایک ہزار پانسو انتالیس کی مردم شماری ہے اول یہی ترسم خان افغان فیروز شاہ کے ملازم نے اس قصبہ
کو آباد کیا اور اپنے نام پر آسکا نام ترسام رکہا اب غلط العام توشام مشہور ہے اسکی آبادی سے ملا ہوا
غرب کی طرف ایک پہاڑ پون کوس تک اونچا ہے اور ایک کوس تک اسکا دور ہے اس پہاڑ پر چڑہ کر بیس بیس
کوس تک سب برابر نظر آتی ہے پہاڑ کے وسط مین ایک پانی کا کنڈ یعنی تالاب ہے اور دور دور تک [illegible]
کے واسطے شہر کی ستریان آتی ہین ہندو لوگ اسکو پنچ تیرتھی کہتے ہین اور ماہ کاتک بیساکہہ مین وہان بڑا
میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہین اس قصبہ سے شمال کی طرف ایک چہوٹی پہاڑی ہے
جسپر ایک بارہ دری بہت سنگین بنی ہے پتھر کی بنوائی ہوئی موجود ہے **قصبہ اگروہہ** یہہ قصبہ
حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے اسوقت انیس سو انتالیس گہرون کی
آبادی اور سات سو چونتیس آدمی کی مردم شماری ہے مگر کسی زمانہ مین یہہ بڑا نامی شہر تہا اور یہہ مشہور ہے کہ جب کوئی
اس شہر کے رہنے والون مین سے نادار ہوجاتا تہا تو ایک ایک گہر سے ایک ایک ٹکہ جمع کرنے سے ایک لاکہہ
روپیہ اوسکے واسطے ہوجاتا تہا مگر بہت مدتون سے یہہ شہر ویران پڑا ہے اور یہان کے بنئے اگروال اطراف دور
دور تک چلے گئے پرانے کہنڈرات حال کی آبادی سے پاؤ کوس پر ہین دیوان نانومل ملازم راجہ پٹیالہ نے
اون کہنڈرات کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تہا جسکے نشان ابتک موجود ہین اور اگروال بنئون کے بزرگون کے
مکان بہی وہان موجود ہین کہ جہان پر وہ اپنے لڑکون کو لیجا کر رسومات ادا کرتے ہین **فتح آباد**
یہہ قصبہ فیروز شاہ کے عہد مین فتح خان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ بہی پختہ بنوایا گیا اور اسکے
شہزادگان محمد خان و ظفر خان و رضا خان کے نام سے بہی تین قلعہ اور بنائے گئے تہے کہ جہان پر اب گانو
محمد پور ستور ظفر آباد و رضا آباد آباد ہین مگر وہ تینون قلعہ مسمار ہو گئے پرانے کہنڈرات اونکے موجود
ہین یہہ قصبہ حصار سے بائیس کوس غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے آبادی کے چارون طرف [illegible]
وقت کے پختہ فصیل بنی ہوئی ہے اور دو دروازے آمد و رفت کے ہین یہہ شہر کئی مرتبہ ویران ہوچکا
سمت ۱۸۰۱ بکرمی مین نواب امین الدین خان نے قلعہ کو درست کرایا اور بازار بنوایا اور پہر حال مین [illegible]

اجڑ گیا پھر طامس صاحب کے وقت آباد ہوا پھر سنہ ۱۸۵۷ء میں جب شیخ بہاوالدین بھیان والہ نے حمدانی خان تحصیلدار کے ساتھ مقابلہ کیا تو بھیادون نے جمع ہو کر اسکو لوٹ لیا اسیطرح سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں یہہ پھر لوٹا گیا شمال کیطرف اس شہر کے ایک برساتی نالہ دریاے گھگر میں سے آتا ہے جسکو فیروز شاہ کہود کر لایا تھا اسکے باعث سے یہان پیداوار اچھی ہوتی ہے تحصیل کے مکان کے متصل جہان سرکاری ڈاک بنگلہ بنا ہوا ہے وہانپر ایک ستون سنگ سرخ کا فیروز شاہ کا بنوایا ہوا موجود ہے اسپر کچھ حروف خط نسخ لکہے ہین مگر اب پڑہے نہین جاتے اوسکے متصل ایک مزار حضرت شاہ میر کی چھوٹا سا مکان بنا ہوا ہے اس مزار کو فیروز شاہ کے پوتے ابوبکر نے بنوایا تھا یہہ قصبہ بہی تحصیل کا مقام ہے اور تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حصار کے یہان رہتا ہے اسکے کل پرگنہ کی خانہ شماری بارہ ہزار آٹھہ سو آٹھہ اور مردم شماری چھپن ہزار آٹھہ سو ستتر ہے اور کل پرگنہ کی مالگذاری ستر ہزار ایکسو اٹھاون ہے رتیہ حصار کے ضلع مین فتح آباد سے جانب شمال بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے متصل اسکے دریاے گھگر چلتا ہے اسوقت پانسو اٹھائیس گھر اسمین آباد ہین اور ایکہزار آٹھہ سو چودہ اسکی مردم شماری ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح تواریخ حصار مین لکہا ہے کہ کسی زمانہ مین رتن ناتھہ نام ایک جوگی یہان کے جنگل مین تپ یعنی عبادت کیا کرتا تھا اور اسوقت جاٹان گوت بولہ جو اب بٹیہ مین آباد ہین متصل تنول گدہ کے رہتے تھے اور ان کے مویشی اس جنگل مین چرا کرتے تھے ایکروز جوگی نے مویشی چرانے والے سے دودہ مانگا اوسنے جواب دیا یہان موجودگی بچون کے یہہ گائین دودہ نہین دیتین جوگی بولا کہ ہمارے واسطے دیدینگی سنتے جوگی کے کہنے کے بموجب دودہ دوہا تو گاے نے دودہ دیدیا پہر دکر اسنے جاکر گانوو الون سے جاکر کہا تو سب اس جوگی کے معتقد ہو کر چیلے بنے اور یہہ قصبہ انہون نے اسی جوگی کے نام پر آباد کر کے رتیہ نام رکہا سنہ ۱۸۳۴ء کے قحط مین یہہ قصبہ بہی ویران ہو گیا اور بیس برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا سنہ ۱۸۵۴ء مین پہر رتن سنگہ نام جاٹ گوت بولہ نے مہاراجہ پٹیالہ کی اجازت سے یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک قلعہ بہی تعمیر ہوا جو اب تک موجود ہے اور سرکاری تہانہ اوسمین رہتا ہے قصبہ ٹوہانہ حصار کے ضلع مین یہہ بہی ایک سخت عمارت کا مشہور قصبہ ہے اول راجہ انگپال تنور کے عہد مین یہہ آباد ہوا چنانچہ اب تک انگ سر نام ایک تالاب اسوقت کا بنا ہوا موجود ہے اول قوم تنور اسمین آباد تہے پہر مسلمانون کے وقت لودی افغانون نے قبضہ پایا بعد ازان ٹوہانی پٹھان قابض ہوئے اسکا وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے مگر یہقدر واضح ہوتا ہے کہ ٹوہانی افغانون کے قبضہ کے وقت اسکا نام ٹوہانہ مقرر ہوا ہوگا پہلا نام اسکا شاید کچھ اور ہو سنہ ۱۸۳۴ء کے قحط مین یہہ قصبہ بہی اجڑ گیا تہا مدتون تک ویران پڑا رہا آخر کار ریس جہانے انگریزی نے اسکو پہر آباد کیا اسکے پرانے کہنڈرات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کبہی زمانہ مین یہہ شہر بڑا مشہور ہو گا کیونکہ دور دور تک کہنڈرات اسکے نظر آتے ہین پرانے مقبرے و قبرستان و قدیمی مکانات شہر کے باہر بکثرت پائے جاتے ہین

اسکی آبادی کا فصیل کے اندر ہے جسکا نام جوکہنڈی مشہور ہے اوسمین صرف مہاجن و مالدار لوگ آباد ہین اور بازار چوپڑ
کے شکل کا بنا ہوا ہے تہانہ سرکاری بہی اسکے اندر ہے فصیل کے باہر زمینداروں و تہانون کی آبادی ہے کل آبادی
اسکی نو سو گہر اور دو ہزار آٹہہ سو اکیانوین کی مردم شماری ہے **قصبہ بروالہ** حصار کے ضلع مین یہہ ایک
قدیمی آبادی کا مکان ہے اول راجہ بل نے اسکو آباد کرکے بلوالہ نام رکہا اب بسبب کثرت استعمال بلوالہ کے بگڑ کر بروالہ
مشہور ہوگیا اسکے قریب ایک اور آبادی تہی جسکا نام دارالشکوہ تہا کہ جسمین قوم مہاجن و برہمن وغیرہ لوگ آباد تہے
مگر انقلاب عملداریون کے باعث سے کئی دفعہ یہہ ویران ہوگیا اور قوم شیخ سالار یہان کے مالک ہوا کرتے تہے
سن بعد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد مین سید نعمت اللہ ولی اور میر حسین دو نو حقیقی بہائی لشکر کے ساتہہ
آئے نعمت اللہ تو لڑائی مین شہید ہوئے اور ہانسی کے قلعہ مین دفنائے گئے اور میر حسین کے اولاد وہان سے
بروالہ مین آکر بسے رفتہ رفتہ وہی مالک اس گانو کے ہوگئے اس قصبہ کی آبادی ایک اونچی و قدیمی ٹیلہ پر ہے
مختصر بنی ہے جسمین پانسو گہر اور دو ہزار تین سو سات آدمی رہتے ہین اور تحصیلدار حاکم پرگنہ اسمین کچہری
کرتا ہے کل پرگنہ مین اسکے گیارہ ہزار دو سو چہتر کے خانہ شماری اور چہیالیس ہزار پانسو دو کی مردم شماری ہے
اور چہبین ہزار چار سو اکتیس کی مالگذاری سال بسال ادا ہوتی ہے **سرسہ** یہہ ایک انگریزی ضلع بہٹیانہ
کے سرزمین مین ہے اوس شہر کے پر جو ہانسی سے بہٹنیر کو جاتی ہے لودہیانہ سے ساٹہہ میل بسمت جنوب مغرب اور لاہور
سے ڈیڑہ سو میل دکہن کی طرف واقع ہے اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حاکم ضلع رہتا ہے اور تین تحصیلین ایک
خاص سرسہ اور دوسری تحصیل فاضلکا تیسری تحصیل ڈبوالی اس ضلع کے متعلق ہین چونکہ اس علاقہ مین قدیم
کے رہنے والے بہٹی راجپوت ہین اسلئے یہہ علاقہ بہٹیانہ کہلاتا ہے اور بہٹیون کی نسل جادو بنسی خاندان مین سے
ہے کہ وہ بہی چندر بنسی کہلاتے ہین اول اول کسی زمانہ مین دو شخص متہرا سے اوٹہہ کر اس ریگستان کے ملک مین
آئے ایک کا نام بہٹی اور دوسرے کا نام سہجا تہا سہجا کی دختری نسل سے تو فرقہ جوہیہ راجپوت ہین جو سرسہ کے چند
دیہات پر بطور ملکیت قابض ہین اور بہٹی کی نسل سے چند پشت کے بعد راجہ رسالو پیدا ہوا اوسکے دو بیٹے تہے ایک
دوسل دوسرا جیسل جیسل نے تو شہر جیسلمیر اپنے نام سے آباد کیا اور قلعہ بنایا جسکی اولاد اب تک جیسلمیر کی ریاست
پر قابض ہے اور دوسل اسی ملک مین رہا دوسل کا بیٹا جوندہرا ہوا اوسنے اکثر غیر قومون کی عورات بہی اپنے گہر مین
ڈال لین تہین اوسکے اکیس بیٹے ہوئے جنکی اولاد اب مختلف اقوام سے مشہور ہین مثلاً ایک بیٹا انسکار او لکہی تہا
اوسکے اولاد لکہی وال جاٹ ہین اور ایک بیٹا سدہو ہوا جسکی اولاد سدہو جاٹ ہین اور سدہو کی اولاد مین سے
ایک شخص برار نامی پیدا ہوا جسکی نسل برار جاٹ تہنیدہ وغیرہ دیہات پر قابض ہین اور ریاستان پٹیالہ و نابہہ و جیند
بہی اوسی برار کی اولاد ہین اور وراکہ جاٹ بہی اسی مین سے نکلے ہین سب سے زیادہ صحبت اوس جوندہرا کی اپنی ہوتی تہی

سے تھے جنکے نام سے اونسے موضع اہوہر ضلع سرسہ مین بسایا اور اسکا ایک بیٹا اصل نام تہا جسکے تین بیٹے ہوئے۔
راجپال چہین وتہم راجپال کے اولاد مین سے وٹو راجپوت ہین کہ ضلع سرسہ کی اکثر دیہات مین اونکی وراثت ہے چہین کی
اولاد مین سے سنین راجپوتون کی نسل ہے دہین کی اولاد مین سے چند نسلون کے بعد بیرسی نام ایک شخص بڑا ہوا اور دیوا
جیسا ہوسے اوسنے بہٹنیر کے قلعہ کو فتح کر لیا اور ریاست گاہ بنایا اس بیرسی کی دو عورتین تہین لیلاوتی و رنبہاوتی
لیلاوتی کا بیٹا بہیرو تہا اور رنبہاوتی کے تین بیٹے تہے جو کمسن تہے مگر بیرسی کو لیلاوتی سے زیادہ محبت تہی اور
رنبہاوتی کو معہ اوسکی اولاد کے گہر سے نکال دیا ہوا تہا اور قلعہ بہٹنیر جسپر بیرسی نے قبضہ کر لیا تہا زمانہ
حال مین راجہ بیکانیر کے قبضہ مین ہے اسکا بانی پہلے راجہ بہرت نیر تہا اور اسنے یہہ شہر و قلعہ اپنے موقع پر بنایا تہا
یہان سے شہر لاہور و ملتان و اجمیر و دہلی کا فاصلہ یکسان ہے بہرت نیر کے بعد یہہ شہر مدت تک ویران رہا مگر ۷۰۰
ہجری مین بعہد ناصر الدین محمود و سلطان شمس الدین التمش کے شیر خان افغان نے قلعہ بہٹنیر کو از سر نو آباد کیا
اور احمد نام ایک سید کو وہانکا ناظم مقرر کیا بعد وفات سلطان غیاث الدین بلبن کے جب سلطنت مین ضعف آگیا
بیرسی بہٹی نے قلعہ بہٹنیر پر یورش کر کے سیدونکو قتل کیا اور خود قابض ہو گیا پہر محمد تغلق شاہ کے بادشاہ ہوتے
بیرسی کے بیٹون نے جو رنبہاوتی کے شکم سے تہے اور باپ سے انکی عداوت تہی سید احمد کے بیٹون کو آمادہ کر کے اون
دہلی مین فریاد کرائی اور فوج شاہی بیرسی کے سزادہی کے واسطے مامور ہوئی جس فوج نے قلعہ کو جا کر محاصرہ کیا
بہیرو بیٹا بیرسی کا جو لیلاوتی کے شکم سے تہا وہ بہی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر فوج سے مل گیا اور فوج کے کام
کے کہنے سے باپ کو اسنے قتل کرا دیا اور خود مسلمان بن گیا اور بہیرو وہ اسی قلعہ مین مامور ہوا اور مدت
تک عہدہ تک دستور قائم رہا بعد وفات اسکے راو دولچی بیٹا اوسکا جانشین ہوا وہ امیر تیمور کے قید مین آگیا
بعد چندے رہا ہوا اسکے بعد اسکا پوتا بہیرو کا بیٹا محمد گدی پر بیٹہا مگر وہ بڑا عیاش و زانی تہا اوسکے نالش
سلطان بہلول لودی تک پہونچی اور دہلی سے سمی قدوس لودی حاکم بہٹنیر کا مقرر ہوا اور اسنے تمام خان محمد
کے بیٹے کو بیدخل کر کے انتظام اپنا کر لیا اور بعد ایکسو ساٹھ برس کے ریاست بہٹیون کی ختم ہوئی پہر اکبر بادشاہ
کے عہد مین یہہ علاقہ بہٹنیر کا معہ قلعہ راجہ رائے سنگہ راتہور راجہ بیکانیر کو جاگیر مین مل گیا اور جس زمانے سے وہ بہی انتظام
بیکانیر کی ریاست کے متعلق ہے پہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین جب نواب شہداد خان قصوریہ ناظم حصار تہا اوسنے
محمد حسن خان پسر حیات خان بہٹی نے لڑکی دیکر کچہہ جاگیر و منصب اپنے نام مقرر کرا لیا بعد ازان جب نواب نجیب الدولہ
ناظم حصار ہوا تو اوسکو محمد امین خان پسر محمد حسن خان نے اپنی لڑکی دی اور نجیب الدولہ نے اسکو وہانکا ناظم مقرر کیا
اور بادشاہ کے یہان سے نوابی کا خطاب لایا اس سبب سے وہ بہی ناظم حصار ہو گئے پانچ برس کے بعد وہ
سکہون کے ہاتہ سے بہاگ کر دہلی چلا گیا مگر قمر الدین خان و بہادر خان اوسکے بیٹون نے صرف علاقہ سرسہ و رانیان

فتح آباد اپنا دخل رکہا اور رعایا قوم وٹو و جویا و بہادر اونکی فوج تہی جب کہین مقابلہ کو جاتے تو ڈہول بجا کر اونکو جمع
کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ انکو تقسیم ہو جاتا پہر قمر الدین خان و خان بہادر نے ملک بہٹیانہ کا باہم تقسیم کر لیا قصبہ
فتح آباد کا نور خان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدین خان کو دیا گذارہ انکا غارتگری اور لوٹ پر تہا جب
عملداری انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس بیگ ناظم انگریزی کے ساتھ مقابلہ کر کے اوسکو
مار ڈالا جب کانر صاحب ناظم یہان آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چہوڑ کر بہاگ گیا اور علاقہ اسکا ضبط ہوا اور
ضابطہ خان پسر خوانده قمر الدین کا جو سرسہ مین تہا وہ حاضر ہو گیا اسلئے جاگیر اوسکی واگذار ہوئی پہر انہی کے
ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ اسکا مقرر ہوا اسکی اولاد اب تک مقام جرا
رہتی ہے سنہ ۱۸۱۸ء مین ہمدانی خان بخشی دار سکے ساتہہ شفیع سجادہ کا لباس ضابطہ خان کے دنگہ ہو گیا اسواسطے سرسہ
کا علاقہ بہی ضبط سرکار ہو کر ایکہزار دوسو روپیہ پنشن ماہواری ضابطہ خان کی مقرر ہوئی اور دہرانیا مین رہنے کا
حکم بانہ ہوا سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین جب صاحب لوگ فوج کے ہاتہہ سے قتل ہو گئے تو وہی بہادر زمیندار پہر نواب
بنگئے سرسہ کو اونہون نے جمع ہو کر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ مین بہی جا بجا اونہون نے غارتگری شروع کی
بعد رفع ہو جانے مفسدہ کے منجملہ خاندان بہادر خان کے سمیان وزیر علی و صوبہ خان و امراؤ علی کو بجرم مفسدہ
سرداری پہانسی ہوئی اور اسیطرح تین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے بمقام سرسہ پہانسی دیئے گئے اور کل
پنشن بہی اونکی ضبط ہوئی ضلع سرسہ کا علاقہ ناہموار و ریگستان آبادی کم ہے اور زمیندار یہان کے اگرچہ محنتی بہت
ہین مگر قحط کے وقت اپنے علاقہ چہوڑ کر بہاگ جاتے ہین اگر ایکسال بہی بارش نہو تو آثار قحط کے نمودار ہو جاتے ہین
اور اگر زیادہ بارش ہو جائے تو ریگ پانی مین بہہ کر زراعت برباد ہو جاتی ہے اور اگر ہوا تیز چلے تو ریگ
اوڑ کر کہیت دبجاتے ہین اور زمینون کی حیثیت بدل جاتی ہے کیونکہ جہان پہلے اونچی ریت کے ٹیلے ہوتے ہین وہان
زمین ہموار نکل آتی ہے اور ہموار زمین کی جگہہ ٹیلے قائم ہو جاتے ہین اس سبب سے زمیندار یہان کے سقیم الحال رہتے ہین

پانی پت یہہ شہر بہت پرانا اور عمارت اسکی قدیمی ہے آبادی اسکی دہلی سے شمال کے طرف بفاصلہ ۵۳
میل اور لاہور سے گوشہ جنوب و مشرق سوا دوسو میل اور کلکتہ سے سمت شمال و مغرب نو سو پچپن میل کے واقع
ہے چارون طرف اسکے زمین آباد و زرخیز ہے کنوؤن کے ذریعہ سے زراعتون کو پانی دیا جاتا ہے اور باغات
و درخت بکثرت ہین شہر کی عمارت عجیب خوشنما بڑے بڑے پختہ مکانات حویلیان عالیشان بازار آباد و تجارت
ہین بڑے بڑے ساہوکار مالدار اسمین بستے ہین جنکا لاکہون روپیہ کا لین دین ملکون مین جاری ہے پختہ مسجدین
اور مقبرون کی یہان بہت کثرت ہے بلکہ ہندوستان کے شمالی حصہ مین اور کوئی ایسا شہر نہین جسمین خوشنما عمارت کی
سوائے شہر دہلی کے نہین ہین مکانات یہان کے اکثر دو منزلہ سہ منزلہ پختہ ہین جنکی [illegible]

عجیب خوشنما نظر آتے ہین ۱۸۵۴ء مین جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بائیس ہزار پانسو بارہ آدمی اس شہر کے
رہنے والے شمار مین آئے اب بہی اس شہر مین بائیس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہین فصیل شہر کے پختہ اور شہر کے
دونو طرف دو سرایے پکی عمارت کے بنے ہین انمین آمد و رفت مسافرون اور تاجرون کی بکثرت ہوتی ہے شہر مین
رئیس عزت دار شریف مسلمان و ہنود آپسمین نہایت اتفاق رکہتے ہین سرکار مین بہی انکی عزت و توقیر زیادہ ہے قدیم
سے یہہ شہر زمین آدم خیز مشہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و مشایخ اس شہر مین ہو گذرے ہین سب سے زیادہ مشہور
یہان حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جسکی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹھ ستون
کسوٹی کے پتہر کے بنے ہوئے نہایت خوشنما نظر آتے ہین شمال کی طرف گنبد کے ایک اور علیحدہ مکان ہے
جسمین مبارز خان حضرت کے معشوق کی قبر ہے یہہ حضرت خاندان چشتیہ اہل بہشت مین سے ہین بڑے مست و قلندر رہتے تہے
۷۲۴ ہجری مین حضرت نے وفات پائی سوائے اس مقبرہ کے روضہ عالیہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی
و جلال الدین چشتی کا پرفیض و مشہور مکان ہے کمبل کے برتن یہان اچہے بنتے ہین اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے
شاہی سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گذرتی ہے ایک قلعہ بہی یہان عین سڑک کے اوپر
بنا ہوا ہے سابق مین ضلع کی کچہری یہان ہوتی تہی اب ضلع کا محکمہ کرنال مین چلا گیا ہے اور کچہری تحصیل
کی یہان ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت ضلع کرنال کے یہان کام کرتا ہے پانی پت کے پاس کے میدانون مین
شاہان سلف کے بہت لڑائیان آپسمین ہوئی ہین بابر شاہ چغتائی نے جب ہندوستان پر یورش کی اور بارہ ہزار فوج
لیکر آیا تو سلطان ابراہیم لودی ایک لاکہہ فوج اور ایکہزار ہاتہی اور پانسو ضرب توپ لیکر اسکے مقابلہ کے واسطے
دہلی سے نکلا اور پانی پت کے میدان مین فریقین کا آپسمین مقابلہ ہوا مگر بسبب اسکے کہ لودیہ دربار کے امرا بابر
سے سازش رکہتے تہے سلطان ابراہیم مارا گیا اور چالیس ہزار فوج اسکی قتل ہوئی پہر احمد شاہ درانی اور
سداشیو راو بہاؤ کی لڑائی بہی اسی مقام پر ہوئی اوسوقت احمد شاہ کی لشکر مین چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہزار
ہندوستانی سوار اور اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادہ فوج اور تیس ضرب توپین تہین اور مرہٹون کی فوج کے
پچپن ہزار پیادہ و پینتیس ہزار سوار و دو سو ضرب توپ جنگی و بیشمار توپین بڑے قلعہ شکن و غبارے زنبورک
و بیشمار جزائلچی تہے مگر تہوڑی سی سخت لڑائی کے بعد مرہٹون نے شکست کہائی اور فوج کا مالک مارا گیا ۔

ضلع پانی پت یا کرنال

یہہ ضلع دہلی کی قسمت مین واقع ہے اسکے شمال و مغرب مین
علاقہ سرہند شرق مین دریاے جمنا جو مابین اضلاع مظفرنگر و میرٹھ اور اسکے جاری ہے جنوب مین ضلع دہلی
طول اسکا جنوب سے شمال کو پینسٹہ میل عرض مین مشرق سے مغرب کو تیس میل کل سطح اسکا ایکہزار دو سو نواسی
میل کا ہے زمین اسکی ہموار و زرخیز نہر فیروزشاہی و دہلی کی نہرا و سنیرا اور چہوٹی چہوٹی پہاڑی ندیان

اسکو سیراب کرتی ہین طغیانی کے وقت دور دور تک اسمین پانی پھیل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہ بسبب بلندی
کے نہرون کا پانی نہین پہونچتا وہ زمینین بالکل غیر آباد و ویران پڑے ہین اور ریگستان بھی اکثر مقامات پر
واقع ہے اسقدر کہ اسمین نباتات کا نام ونشان بھی نہین ہے اور شور سے زمینون پر شور اسقدر چمکتا ہے
کہ دور سے وہ پانی کی جھیل دکھائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو ۱۸۵۳ع مین شمار کی گئی تو تین لاکھ تراسی ہزار
پچاسی آدمی نکلے جسمین ہندو کاشتکار ایک لاکھ سٹھ ہزار سات سو ستاون اور غیر کاشتکار اٹھاسی ہزار اور
مسلمان وغیرہ کاشتکار تینتیس ہزار دو سو اسی غیر کاشتکار پچانوین ہزار نوسو چورانوین تھے بعد ازان دوسری
مردم شماری جسکی رپورٹ ۱۸۶۸ع مین درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو اسمین کل مردم شماری ضلع کرنال
کی چار لاکھ بہتر ہزار چار سو پچاسی تحریر ہوئے پہلی مردم شماری کے بموجب اس ضلع کی اوسط فی میل مربع دو سو اکیس
آدمی ہوتے ہین ضلع پانی پت کرنال مین ہندو بہت اور مسلمان کم ہین اور جن جن گانو مین ایکہزار آدمی تک
آباد ہین وہ شمار مین تین سو چھپاسٹھ اور جن مین ایکہزار سے زیادہ اور پانچہزار سے کم ہین وہ ایکسو اونتیس
اور جنمین پانچہزار سے زیادہ و دس ہزار سے کم ہین وہ ایک بستی ہے اور جسمین دس ہزار تک آدمی ہین وہ
دو قصبے ہین کل میزان جنکی چار سو اٹھاسی ہے مگر چھوٹے چھوٹے گانو اسمین شمار نہین ہوئی سرکار انگریزی سے
پہلے یہہ علاقہ مرہٹون کے قبضہ مین تھا ۱۸۰۳ع مین بواسطہ ہونے معاملات مرہٹہ کے انگریزی قبضہ مین آگیا

کرنال یہہ ایک قدیمی شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے لودہیانہ کو آتی ہے دہلی سے اٹہتر میل بسمت شمال اور
نہر فیروز شاہی سے پندرہ میل اور پانی پت سے چودہ کوس لاہور سے بفاصلہ دو سو اکیس میل واقع ہے کنارے
دہلی کی نہر کے آباد ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ قدیمی بنا ہوا ہے مگر اب بہت مقامات سے گر گیا ہے شمال کیطرف
اس شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان مینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہہ شہر بہت میلا و خراب بنا تھا اب جب سے ضلع
پانی پت کا یہان آگیا ہے اوس روز سے صفائی ہوتی ہے پاس ہی شہر کے شمال کیطرف چھاونی انگریزی فوج
کی بنی ہوئی ہے جسمین ہمیشہ مختلف فوج رہتی ہے اس ضلع کے متعلق تین تحصیلین پانی پت و [illegible] و گھرونڈہ
ہین اور خاص شہر کی آبادی بیس ہزار ایکسو اٹہتر کے ہے منجملہ انکے نواب احمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و
محمد عظمت علی خان [illegible] نواب محمد قطب الدین خان [illegible] کرنال مسلمانون مین بڑے معزز و مکرم آدمی
ہین حکام بھی انکی بڑی عزت کرتے ہین **کنج پورہ** پانی پت کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ نہر فیروز شاہی
اور جمنا کے درمیان دونون کنارے دریا کے بسا ہوا آباد ہے اسمین پٹھان لوگ بکثرت بستے ہین ریاست
یہان پٹھانون کی ہے نواب محمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و محمد حسین خان یہان کے رئیس پچاس ہزار روپیہ
سال کی جاگیر پاتے ہین یہہ جاگیر [illegible] سرکار انگریزی کی ایک حصہ مین دو حصہ اور دوسرے ملک حصہ مین [illegible]

منظر ہین عمارات اس شہر کے پختہ و بازار بارونق ہین تجارت غلہ کی کثرت ہوتی ہے سنہ ۱۷۳۹ء مین فتح ہین نادرشاہ
ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہان لڑائی ہوکر نادرشاہ فتحیاب ہوا **وبھٹ** ضلع کرنال مین
یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے دہلی سے بیس میل بسمت شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ
کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چھوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اُسمین رہتے ہین **گھرونڈہ**
کرنال کے ضلع مین یہہ ایک بڑا آباد قصبہ اور مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو دہلی سے
کرنال کو آتی ہے بارہ میل جنوب مشرق کے طرف کرنال کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر کرنال کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا بہ تجارت بارونق و زمیندار آسودہ حال ہین زراعت
بکثرت ہوتی ہے **کنجپورہ** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے چھتیس میل دہلی
سے شمال کیطرف آباد ہے گھرون کی عمارت اسکی اگرچہ پختہ نہین ہے مگر درختون کی کثرت کے سبب سے خوشنما
نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتون مین ایک پختہ سرائے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سرائے کی
لمبی اور برج اُسکے خوشنما دکھائی دیتے ہین اور سرائے کے پاس ایک تالاب ہے جو صفا پانی سے بہرا رہتا ہے **اسمرانا**
کرنال کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے چوبیس میل کرنال سے جنوب مغرب کو
آباد ہے پانی کی یہان کثرت اور زراعت اچھی ہوتی ہے زمیندار آسودہ حال ہین **بچھرولی** کرنال کے ضلع مین
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے اٹھارہ میل جنوب مشرق کرنال کے آباد ہے شاہ گڑہ
پاشاہ کوٹ یہہ ایک قصبہ ضلع کرنال مین اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرنال
سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اسکی ایک جنگل کے کنارہ پر واقع ہے جو یہان سے کرنال تک برابر پھیلا ہوا
چلا گیا ہے اسمین مسلمان و ہندو جاٹ رہتے ہین اور قصبہ سردار رام سنگہ و کانسنگہ کے جاگیر مین سرکار انگریزی
سے ملا ہوا ہے آمدنی اسکی پانچہزار روپیہ سالانہ اونکو ملتی ہے قصبہ کی آبادی بارونق دکھائی دیتی ہے
غلہ کی تجارت اسمین ہوتی ہے اور جاگیردار اس کے ایک گانو مین سکونت رکھتے ہین فقط

سونی پت یہہ قصبہ ایک پرانا و مشہور مکان ہے اگرچہ اب چندان آباد نہین ہے
تو بھی یہہ بڑے قصبون اور شہرون مین شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب بھی
اسمین آباد ہین یہان اسکے مقبرے و مکانات اسمین اکثر نظر آتے ہین شہر کی عمارت بھی پختہ و بازار
ہے جو سڑک پانی پت سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہوکر گذرتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے
جنوب کے طرف کو ستائیس میل کا ہے **سمالکا** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے بیتالیس میل شمال مغرب دہلی کے آباد ہے یہانکی زمینداران باگذار و ساہوکاران بازار

تجاران تجارت شعار سے رونق پر ہے اور ایک سراے آرامگاہ مسافرون کی بنی ہوئی ہے اگرچہ پہلی آبادی سے حال کی آبادی تنزل پر ہے تو بھی رونق خوب عمارت مرغوب ہے اس قصبہ کے متعلق اراضی کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تردد سے ہوتی ہے **شہر انبالہ** ستلج پار کے شہرون مین یہہ شہر ایک مشہور و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو کرنال سے لدہیانہ کو آتی ہے پچپن میل کرنال سے شمال کی سمت کو اونتیس میل جنوب مشرق لدہیانہ کے واقع ہے چارون طرف اسکے پختہ شہر پناہ اور شمال مشرق کے کونے ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک پڑاؤ یعنی فرودگاہ فوج کا ہے گردنواحی کے زمین اسکی ہموار و زرخیز ہے پانی کثرت زراعت از السے ہوتی ہے عمارتین شہر کے پختہ اور گلی بازار تنگ اسقدر کہ ہاتھی گاڑی بہی اسمین سے مشکل ہوتا ہے شہر مین کل اکیس ہزار نوسو ساٹھ آدمی ہزار ایک قوم کے رہتے ہین جاٹ کے قوم و اجاج و انگریزیان و کلال وغیرہ اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ اطراف مین رہتے ہین شہر کے باہر باغ یا سیرگاہ کوئی نہین ہے اور شہر کے اندر کا پانی کھاری و شورہ ہے بلکہ پانی کا ملنا مشکل ہے لوگ بہا باہر پانی لیجا کر پیتے ہین پہلے سکھون کے وقت یہہ شہر چھوٹا سا گانو تھا جب یہان کا لاولد مر گیا تو انگریزی عملداری مین لیکر حکومت کلارک صاحب پولیٹکل ایجنٹ اسکے آبادی کی ترقی ہوئی اور رفتہ رفتہ بارونق آباد ہوا فوج کے رہنے کی چہاونی بنا ہوئی بلندی اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایکہزار چالیس فیٹ کی ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کی طرف کلکتہ سے ایکہزار [illegible] میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک تاج الدین المشہور شاہ لکھی زیارتگاہ خلق ہے **ضلع انبالہ** انبالہ کی قسمت کے متعلق تین ضلعے انبالہ لدہیانہ تہانیسر [illegible] تہا اب ضلع تہانیسر ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہین اور ضلع انبالہ کے متعلق پانچ تحصیلین ہین انبالہ روپڑ کہرڑ جگادہری نرائن گڈہ کل سطح اس ضلع کا ایکہزار آٹھسو نتیس میل مربع ہے اور آبادی پہلی مردم شماری مین سات لاکھ بیاسی ہزار سترہ تھی مگر اب مردم شماری اسکی [illegible] سنہ ۱۸۶۸ع کے رپورٹ [illegible] کی رو سے دس لاکھ چالیس ہزار تین سو سات ہوگئے باعث اسکا صرف یہہ ہے کہ ضلع تہانیسر ٹوٹ کر بہت علاقجات اسکے اسکے شامل ہوگئے ہین یہہ علاقہ پہلے ایک سکھ سردار کے ماتحت تہا اُسے رنجیت سنگہ والی لاہور نے غلبہ پاکر علاقہ اسکا لے لیا تہا مگر جب سنہ ۱۸۰۹ع مین یہہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت مین آگیا اور چہاونی فوج لدہیانہ کے مقام پر مقرر ہوکر رنجیت سنگہ کے ساتھہ انگریزون کی حدبندی ہو گئی تو انبالہ کا رئیس پھر اپنے علاقہ پر قابض ہوگیا مگر چند سال کے بعد لاولد مر گیا اسلیے کل علاقہ اسکا ضبط سرکار ہوکر ضلع انبالہ کا لدہیانہ سے علیحدہ قرار پایا آب و ہوا اس ضلع کی گرم و خشک ہے گرمیون کے موسم مین گرمی یہان کثرت سے ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے چلتی ہے کہ آلہ مقیاس الموسم بعض موسم مین ایکسو بارہ درجہ پر پہونچتا ہے اور سردیون مین [illegible] درجہ سے کم نہین ہوتا

دہلی کے مفسدہ کے وقت بارنس صاحب کمشنر اور فورسیتھ صاحب کلکٹر کے حسن انتظام سے اس ضلع مین امن امان
رہا اگرچہ رعایا کے دل متزلزل تھے اور مفسدے کا ہنگامہ چارون طرف گرم تھا مگر یہان کے حکام نے یہان بھی
انتظام رکھا اور دہلی کے فوج کو مدد دیتے رہے صرف تھوڑی مدت کچہری عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہہ
حال تھا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نوکر رکھنے اور باربرداری کے بندوبست اور روپیہ کے انتظام مین مصروف
تھے اور پلوڈن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دریائے جمن کی حفاظت پر مامور تھے اور وان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رات دن
خزانہ کا کام کرتے تھے گلستان گاڈر صاحب وٹیرو وغیرہ کے انتظام کو چلے گئے تھے آخر جالیٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
سے گئے تو عدالت کے کام نے اجرا پایا صاحب ضلع انبالہ دہلی کے فوج کے واسطے بتیس ہزار من غلہ انبالہ مین
جمع کیا اور ایک ہفتہ مین پانسو گاڑی اور دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی جمع کر کے اسباب ضروری دہلی کے طرف
روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہونے تک انبالہ کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تھا اور ایسے وقت
مین بامن رہنا ضلع کا انگریزون کے واسطے نہایت شکر کا مقام ہوا یہان کے جاگیردارون نے بھی تابعداری
وخدمتگذاری ادا مین نہایت جانفشانی کی فوج کے ملازم رکھنے و انتظام رسد و باربرداری وحفاظت راہ
وغیرہ مین انکی طرف سے سخت کوشش وعرق ریزی وقوع مین آئی **پہوا** یہہ قصبہ کیتھل کے علاقہ مین
اوس سڑک پر جو چیال سے دہورہ کو جاتی ہے آباد ہے یہان ایک قلعہ بھی نہایت مستحکم تھا جسکے اندر اچھے اچھے مکانات
بلند بنے ہوئے تھے مگر اب وہ قلعہ مستحکم صاحبان انگریز نے منہدم کرا دیا ہے اور قصبہ بدستور ایک رئیس کے جاگیر مین
آباد ہے قصبہ کا بازار بارونق وآبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادتگاہ ہندون کا عالیشان یہان بنا ہوا
ہے جہان جا کر ہندو شیو جی کی پوجا کرتے ہین **بوڑیہ** ضلع انبالہ مین یہہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی اچھی
ہے پختہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سڈہوران** انبالہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ آباد ہے
لوہی کی ڈول اور کڑاہی یہان خوب بنتے ہین اور علاقہ زرخیز وسرسبز وشاداب ہے **جگادہری** قسمت انبالہ مین
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف بفاصلہ اٹھائیس میل کے آباد ہے
گرد ونواح اسکے اگرچہ بڑا ریگستان ہے تو بھی کاشتکاری بکثرت ہوتی ہے **چھچرولی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ پایتخت سکہون کے ریاست کے ہے جو چھچرولی کے سردار کہلاتے ہین آبادی اسکی اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے سیالکوٹ کو جاتی ہے سہارنپور سے ستائیس میل سمت شمال ومغرب کے واقع ہے علاقہ اسکا نہایت سرسبز اور سیراب
زمین متعلقہ اسکے ہموار وزرخیز ہے اس قصبہ کے گرد شہر پناہ قایم اور عمارت کچی پکی بنی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ
مختصر وچھوٹا ہے مگر تجارت بکثرت ہوتی ہے کل ریاست کا علاقہ میل مربع اور آبادی نو ہزار مین سو ستاسی آدمی
کے ہے **دادوپور** یہہ قصبہ مختصر آبادی کا پانچ میل ریاست جمنا کے دہنی کنارہ سے دہلی کے نہر کے متصل آباد

بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نوسو یا ایکہزار فیٹ کے اور فاصلہ دلی سے اٹہاسی میل کا شمال کے طرف ہے
دہتا یہہ قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے لدہیانہ کو آتی ہے تیس میل شمال کیطرف
ہانسی سے آباد ہے زمین متعلقہ ہموار و میدان ہے مگر ریتلا اور معتدل ہوتی ہے **دودی** سرہند کے
علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے ہانسی کو جاتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف ساٹھ میل کے
فاصلہ پر آباد ہے اراضی متعلق اسکی ہموار و پست و سیراب ہے جب برسات کی سخت طغیانی ہوتی ہے تو پانی
اوسکا اسکی زمین پر پہر کر کل اراضی کو سیراب کر دیتا ہے اور وہ سیرابی غلہ جات کے کاشت کے واسطے نہایت
مفید ہوتی ہے **دوراہہ سرائی** سرہند کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کرنال سے سرہند
کو آتی ہے لودہیانہ سے چودہ میل دست بانو بہ مغرب آباد ہے آبادی گانو کی ایک ٹیلے کے بنیاد مین واقع ہے
اوس ٹیلے کے اوپر ایک پختہ سرا ہے بادشاہی وقت کے پختہ بنی ہوئی موجود ہے یہان پرانے مقبرے و مکانات
و کہنڈرات قدیمی عمارات کے بہت ہین جنکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ ایک بڑا آباد
قصبہ ہوگا اب بہی چہوٹا سا یہان بازار اور پانی افراط سے ہے اور زمیندار لوگ آسودہ حال ہین **بسی**
یہہ ایک پختہ اور قدیمی قصبہ پٹیالہ کے ریاست مین متصل بنیاد کوہ ہمالہ کے آباد ہے شہر کے عمارات خوشنما
و بازار آباد ہے اور ایک قلعہ مضبوط افغانی شاہان اسلام کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے جسکے دیواریں اور
برج بلند و مستحکم ہین محافظ قلعہ کے فی الحال ریاست کے طرف سے مامور ہین **بسیان** یہہ قصبہ ستلج پار کے
ملک مین اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے آباد ہے اور فیروزپور سے فاصلہ اسکا ستر میل کا شمار
ہوتا ہے **گورکہنا تہہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پنجور سے بالون کو جاتی ہے
بارہ میل شمال مغرب کیطرف پنجور کوہ ہمالہ کے بنیاد مین آباد ہے بائین طرف اسکے دریا سرسہ بہتا ہے
جو پہاڑ سے نکلکر میدان کو آتا ہے اور شمال مشرقی حد علاقہ پنجور کے اسکے حدود سے ملتے ہین **گوگاپور**
سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال مغرب کرنال
کے آباد ہے علاقہ اسکا نہایت ہموار و زرخیز ہے آبادی کے دونو طرف دو شاخین دریائے مارکنڈا
کی چلتی ہین جنسے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے اور فصل خریف مین وہان
بہت بوئے جاتے ہین **جیند** یہہ ایک بڑا قصبہ سرہند کے علاقہ مین فیروز شاہ کے نہر کے کنارے پر
آباد ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و بارونق ہین بڑے بڑے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے
ہین جنکا بیوپار اور تجارت دور دور تک ہوتی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے مکانات بڑے بلند
اور عالیشان بنے ہوئے ہین ہندوؤن کے عبادت گاہین و مندر بہی یہان بکثرت ہین شہر مین ہر ایک قسم

کے لوگ رہتے ہین چاروں طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے شہر کے اوپر ہی ایک پختہ پل بنا ہوا ہے جسکے اوپر آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کاشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگلو نسے محیط ہے جنگل مین درختان پلاس و جھنڈ و کریر وغیرہ کوسون تک چلے گئے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اوناسی میل کا ہے **جلیہر** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے کرنال کو جاتی ہے پینتالیس میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہموار میدان اور زرخیز زمین ہے زراعت اور پیدائش غلہ کی یہان بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و غیر زمین بہی بہت ہے سڑک اسکی کلکتہ کے شاہ سڑک سے مغرب کو ہے اور بسبب کثرت جنگل کے گاڑی وانونکو نہایت دہکا اوس سڑک پر مشکل چلتا ہے فاصلہ اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار دس میل کا ہے **کہرڑ** انبالہ کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی پرگنہ صدر مقام ہے آبادی اسکی ۱۲ میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصبے کی عمارت پختہ و تمام ملی ہوئی اور بازار آباد ہے غلہ کی تجارت ہوتی ہے **کہوڑیال** یہہ ایک قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے چوہتر میل ہانسی سے شمال مغرب کی طرف کو آباد ہے گو کہ کئی حصونمین اس علاقہ کے اکثر جنگل واقع ہے تو بہی زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطر خواہ ہو جاوے تو غلہ اسقدر پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اسکے اوٹھانے مین عاجز آجاتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چار میل کا ہے **کہرک** یہہ قصبہ ایک بڑا اونکا مقام اور فرودگاہ لشکر سرکاری کے اس سڑک پر ہے جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے آبادی اسکی ہانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے فاصلہ بسمت شمال مغرب نوسو چہتر میل کا شمار ہوتا ہے **جگادہری** سرہند کے علاقہ اور ضلع انبالہ مین ایک بڑا قصبہ اور بارونق شہر اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لدہیانہ کو آتی ہے چوبیس میل لودہیانہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گہر اسکے پختہ و عمارات خوشنما اور بڑا بازار ہے تجارت بکثرت ہوتی ہے پرگنہ اسکا بہی تمام و کمال سیراب زمین لائق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کے یہان رہکر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے نوسو تراسی میل کا گنا جاتا ہے پہلیان جگادہری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہین قصبہ کے اندر بڑے بڑے ساہوکار دوکانین کرتے ہین اور علاقہ مین اسکے دریا سے جمنا و شاہ نہر جاری ہے **کری** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے کرنال کو جاتی ہے [illegible] میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اسکی اگرچہ چھوٹی ہے مگر خوشنما دلکش ہے [illegible] سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع

اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے چہتر میل جنوب کیطرف لودہیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار کاشت شدہ زمین مین واقع ہے سڑک اس حصہ کی پختہ ہے مگر بسبب نرمی زمین کے بارش کے موسم مین دلدل ہوجاتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار چون میل کا ہے **روپڑ** ستلج پار کے ملک مین ایک بڑا قصبہ مشہور تحت ضلع و قسمت انبالہ ایک میل بائین کنارے ستلج تھوڑے سے فاصلہ پر اوس مقام سے جہان دریاے ستلج پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتا ہے آبادی اسکے پاس ایک شاہ گذر ہے جس پر آمد و رفت ہوتی ہے اوس شاہ گذر پر لوگ پنجاب مین داخل ہوتے ہین یہان دریا تین فٹ گہرا اور پانسو گز تک چوڑا ہوتا ہے اور پانی صاف ہے پست قطارین کوہ ہمالہ کے جو اسکے شمال مغرب کو ہین اونکے جنوب کو ایک لمبا میدان ہے جو بہت میلون تک پہیلتا ہوا چلا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک اونچی جگہ پر ہے اور شہر مین کچہری تحصیل کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ یہان کام کرتا ہے پہلے یہہ قصبہ معہ اور علاقے متعلق کے ایک رئیس کے جاگیر مین تہا مگر بسبب سکے کہ سکہون کے ہنگامہ مین وہ سکہونکا مددگار ہوگیا تہا ریاست اسکی ضبط ہوگئی اور نقد پنشن اوسکی مقرر ہوئی ۱۸۳۱ع مین اسمقام پر ملاقات رنجیت سنگہ والی پنجاب کے لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل سے ہوکر آپسمین عہدنامجات دوستی کے تحریر ہوئے اور دونو سرکارون کے فوجون کی حاضریان ہوکر فوج کو انعام کثیر عطا ہوئی اس قصبہ مین سات ہزار ایکسو دس آدمی سکونت پذیر ہے اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار ایکسو فٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے **سفیدون** یہہ قصبہ دستے کنارے نہر فیروزشاہ کے آباد ہے اسمقام سے وہ نہر جو جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی آتی ہے خاص مغرب کے سمت کو ہوجاتی ہے اسوقت اسکے نواح مین زراعت کم ہوتی ہے مگر اب ان دنون اس علاقہ مین بسبب جاری ہونے نہرون اور سیراب ہونے زمین کے آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹہہ میل کا ہے **تہرور** سرہند کے سرزمین مین یہہ ایک قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے تہانیسر کو آتی ہے آٹہہ میل شمال کیطرف کرنال اور پندرہ میل جنوب کیطرف تہانیسر کے آباد ہے ۱۱۹۳ع مین سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو اسمقام پر فیما بین اسکے اور راجہ پرتہی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزارون آدمی فریقین کے طرف سے مارے گئے آخرکار فوج ہند کی بہاگ نکلی اور راجہ پرتہی راج زندہ گرفتار ہوکر مقتول ہوا **کیتہل** یہہ ایک مشہور اور عمدہ شہر ستلج پار کے علاقہ مین کل عمارات اس قصبہ کے پختہ اینٹون کی بنی ہوئی بقاعدہ طور سے ہے اور گرد و نواح اسکے زمین ہموار و زرخیز ہے جسمین زراعت بکثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی جہیل بہی اسکے پاس ہے جس سے زراعتون کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ مین اینٹین بکثرت بنائی جاتی ہین اور نیز اوسکے کثرت ہین اور نیز اون کے دہوئین سے ہوا خراب رہتی ہے پہلے یہہ قصبہ ایک راجہ کی ریاست گاہ تہی ۱۲۴۳ھ

مین جب لاولد مرگیا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی پانسو سولہ گانو اس ریاست کے متعلق تھے
اور آمدنی چار لاکھہ چالیس ہزار روپیہ کی تھی فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے
لاڈوہ سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ بائیس میل شمال کے طرف شہر کرنال کے آباد ہے شہر کی آبادی
بارونق و پختہ اور بازار کشادہ و پر تجارت ہے ہندو مسلمان جاٹ اسمین رہتے ہین اور بالوے سکہہ بھی سکونت
پذیر ہین پہلے یہہ شہر راجہ جیت سنگہ کی ریاست مین تہا مگر ۱۸۴۶ع مین بسبب اسکے کہ سکہون کی لڑائی مین اوسنے
سکہون کا مددگار ہوکر سرکار انگریزی سے ساتہہ نفاق کیا ریاست اوسکی تمام و کمال ضبط سرکار ہوگئی یہہ شہر
چندان بڑا شہر نہین ہے لیکن بسبب اسکے کہ یہہ ایک راجہ کی ریاستگاہ تہی رونق بہت ہی اور راجہ کے رہنے کے
حویلیان یہان پختہ اور بلند خوشنما بنے ہوے ہین **پیلو کہیڑی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بارہ میل کرنال سے شمال کے طرف کو آباد ہے
پاس اسکے دریاے چتنگ جاری ہے جسکے پانی سے علاقہ اسکا سیراب ہوکر زراعت بوئی جاتی ہے اور غلہ
بکثرت پیدا ہوتا ہے قصبہ کے گرد سے کچی دیوار ہے اور دیوار مین دو برج بلند بنے ہوے ہین جنکے اوپر
چڑہکر دور دور تک نظر جاتی ہے تالاب اور کنوئین یہان بہت ہین اور سڑک بھی پختہ اور راہی ہے یہہ علاقہ
ایک ساہوکار کے جاگیر مین ہے اور سالانہ آمدنی اسکی چار ہزار روپیہ جاگیردار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ
سے سمت شمال مغرب نوسو چہبیس میل کا ہے **موہانگ** قسمت انبالہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دلی
فیروزپور کو آتی ہے دلی سے شمال مغرب کو ایکسو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریاے گہگر جاری
ہے جسکی پانی سے سرزمین اسکی سیراب ہوتی ہے **ملانہ** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے سمت شمال مغرب اکتالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قصبہ کے گرد
شہرپناہ پختہ اور ایک قلعہ بھی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بھی پختہ اور بازار پر تجارت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرنال کے راستے ایکہزار میل کا ہے قصبہ کے شرق کے طرف دریا
مارکنڈا بہتا ہے **ملی پور** انبالہ کے قسمت مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے اٹہارہ
میل سرہند سے مغرب کے طرف کو آباد ہے اسمقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز
و زراعت شدہ ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار
چہتیس میل کا ہے **منی مزرہ** عرف المشہور **منی ماجرا** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر
جو انبالہ سے ہوکر روپڑ کو جاتی ہے انبالہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اسکی کوہ [illegible]
کے جنوبی بنیاد مین واقع ہے علاقہ اسکا نہایت زرخیز و سیراب ہے جسمین ہزارون من غلہ پیدا ہوتا ہے [illegible]

پیداوار چانول کی یہان اسقدر ہوتی ہے جسکی تجارت خراسان کے ملک تک پہنچتی ہے اگرچہ سرزمین اسکی ہموار
ہے مگر بسبب بیرانی کے زراعت کے حق مین اکسیر ہے چانول یہان اول قسم کے پیدا ہوتے ہین اور ایک ندی
اسکے نیچے جاری ہے اوسکے ریگ سے سونا نکلتا ہے اور دریاے گھگر اسکے تمام علاقہ مین بہتا ہے یہہ قصبہ اچھے
گوربخش سنگہ جاگیردار کے جاگیر مین سرکار انگریزی کی طرف سے واگذار ہے جسکا جانشین فرزند اوسکا کنور بہگوان سنگہ
ہے اس قصبہ کے ساتھ اٹہتر موضع اور متعلق ہین اور کل سطح اس جاگیر کا اسی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار
چارسو چھبیس آدمی کی اور آمدنی سینتالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار پینتالیس
میل کا شمار ہوتا ہے **منسا دیوی** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ جنوبی پہلو کوہ ہمالہ و علاقہ پنجور مین
آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار دوسو اٹہتر فیٹ کی ہے یہان بڑا مندر دیوی کا بنا ہوا
ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہین اور ہر ایک برس یہان بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **نارائن گڈہ**
یہہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے سپاٹو کو ہوکر
کے راستہ سے جاتی ہے واقع ہے متصل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کہدی
ہوئی ہے قصبہ مین پختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے کہ تحصیل کی کچہری یہان ہوتی ہے
روز بروز ترقی پر ہے مثلی پیمایش کے وقت بہی یہان محکمہ پیمایش کا صدر رہا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دوہزار ایکسو چون فیٹ کی ہے نرائن گڈہ مین اونٹ بڑی کثرت سے ہوتے ہین اور گیہون چنا چانول
تنباکو کپاس نیل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس پیدا ہوتے ہین **ناہن** سس ستلج کے علاقہ مین
یہہ شہر بہی ایک مشہور شہر اور ریاستگاہ سہولکا خاندان کے رئیسون کا ہے جنکا ذکر سابق ہوا اونکے
مفصل حال کے ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے فصیل پختہ اور عمارت شہر کی
بہی پختہ اور بڑا بازار ہے جسمین بڑے بڑے بیوپاری ساہوکار دستکار نادار دوکانین کرتے ہین قلعہ بہی
یہان پختہ عمارت کا خوشنما بنا ہے جسکے اندر راجہ کے رہنے کی محل عالیشان قبول صورت تعمیر ہوئی ہوئی ہین
سردار بیر سنگہ صورت سنگہ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکہی بعد ازان اور رئیسون کے
وقت بہت زیادہ تر آباد ہوتا چلا گیا اور یہہ شہر اور شہر پٹیالہ ایک ہی سنہ وسال مین آباد ہوا تہا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار ایکتیس میل کا ہے **لوہی والہ** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو جاتی ہے پٹیالہ شمال مغرب کے طرف کو پچاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے
عمارت قصبہ کی خراب اور بدصورت ہے مگر زمین اسکے علاقہ کے سیراب زرخیز و قابل الزراعت ہے مگر آبادی
کم اور علاقہ جنگلون سے محیط ہے سڑک بہی اس حصہ کی اچھی نہین گاڑی اور گہوڑے نہین جا سکتے

سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے لودیانہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کی سمت کو
پچھتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلہ کے اوپر واقع ہے جسکے اوپر چڑہ کر دور دور تک
نظر جاتی ہے زمینین یہان اکثر سیراب ہین اور زراعت بہی اچہی ہوتی ہے اور پیدائش غلہ کی بہی کم ہوتی ہے
پہورا سرہند کے علاقے انبالے کے کمشنری مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اُس سڑک پر جو تہانیسر سے کیتہل کو
آتی ہے تہانیسر سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے اور ندی
کے کنارے پر پختہ زینے بنے ہوئے ہین آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر ہے جو حال کی آبادی سے پہلے آباد
کا بقیہ ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بارونق زمین متعلق اسکے سیراب و زرخیز
ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جگہ ندی کا پانی نہین پہنچتا کنوؤن کے ذریعے سے زراعت
کو پانی دیا جاتا ہے **پہول** دریاے ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ اٹہارہ میل اوس سڑک پر جو دہلی
سے فیروزپور آتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے یہہ آبادی پہلے پہل مسمی پہول جاٹ زمیندار نے آباد کی تہی جسکی
اولاد مین سے مہاراجہ پٹیالہ و جیند و نابہہ وغیرہ اب تک اپنے اپنے ریاستون پر قابض ہین اور یہہ قصبہ بہی
مہاراجہ پٹیالہ کے ریاست کے متعلق ہے **پنجور** شمال شرقی حد علاقہ سرہند مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ پٹیالہ کی ریاست
کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے اسکے نام پر دریاے گوگر پہاڑ سے نکلکر یہان نہین بہتا ہے اور دو ندیان پہاڑ سے آکر
اوسکے شامل ہوتے ہین یہہ قصبہ ایک رئیس کی بانسبت گاہ ہے جو پنجور کا رئیس کہلاتا ہے اس علاقہ مین ایک
عجیب باغ قدیمی عمارات مین سے ہے جسکے چہہ حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنے ہوئے ایک قطار پر تہوڑے تہوڑے
زمین پر چلے گئے ہین یعنی پہلا حصہ سب سے اونچا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی ہذا القیاس
اُسمین ساتہہ اکثر زمین ہے اور درختان نارنگی و انار و سیب و آم وغیرہ کثرت سے ہین پہلے اسمقام پر ایک قلعہ پختہ
بنا ہوا تہا جسکو دولت راے سندہیہ سرہند کے ملازم مسمی لوبرکن جہا صاحب فرانسیس نے بمصلحت ملکداری گرا دیا تہا
اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت تہوڑی ہے مگر اگلی عمارتون و باولیون وغیرہ سے نشان کا ہونا پایا
جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد و بارونق ہوگا فاصلہ اسکا کالکہ سے شمال مغرب کو کرنال اور انبالہ
کے راستی اکہتر میل کا ہے **پٹیالہ** یہہ ایک پایتختگاہ اور پختہ عمارت کا شہر پایہ تخت انتظام متعلقہ
انبالہ کے واقع ہے پاس اسکے کوسلا ندی جاری ہے جسکو پٹیالہ کا دریا بہی کہتے ہین اسمقام پر یہہ ندی بہت
گہری بہتی ہے بلکہ طغیانی کے وقت پانی اوسکا شہر کے دیوار تک آجاتا ہے یہہ شہر پہلے پہل راجہ آلاسنگہ نے
بنوایا اور پٹی آلا نام رکہا جو اب پٹیالہ مشہور ہے قلعہ یہان کا بہی اوسی آلاسنگہ کی تعمیر ہے جسمین اب مہاراجہ
پٹیالہ رہتے ہین اس قلعہ مین بہت سے مکانات عالیشان و دیوانگاہ بنے ہوئے ہین شہر کے گرد سے بہی شہر

پختہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارات ایسے ایسے خوشنما بنے ہوئے ہین کہ انسان دیکھہ کر خوش ہوجاتا ہے
بازار یہان کا فراخ و خوش وضع ہے جسمین ہزارون روپیہ کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے ساہوکار
مالدار دوکانین کرتے ہین شہر مین ہر ایک قسم کے ہندو مسلمان قوم رہتے ہین خصوصاً سکہون کی بہت کثرت ہے
چونکہ ریاست یہانکی ستلج پار کے ریاستون سے بڑی ہے اسواسطے ذکر اوسکا پہلے ریاستون کے ذکر مین تحریر
ہوچکا ہے فاصلہ پٹیالہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار تئیس میل کا ہے **راج لی** سرہند کے علاقہ مین
یہہ گانو اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کو چہبین میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس اسکے
ایک ندی گہگر ندی کے ایک شاخ بہتی ہے جسکے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور
کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے قسمت مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سرستی
کے آباد ہے سردی کے موسم مین یہہ دریا اسمقام پر خشک ہوجاتا ہے اور گرمیون مین سخت تیز رو ہو کر چلتا ہے
اسمقام پر پرانی مکانات کے کہنڈرات بہت ہین جنسے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد شہر ہوگا اب بہی
آبادی اسکی پختہ و بارونق ہے سرزمین اسکی سیراب اور زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ مین دس ہزار
آٹہہ سو باون آدمی رہتے ہین اسکا بازار بہی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کلکتہ سے ایکہزار دو میل کا ہے اور سردار دہرم سنگہ و سردار کشن سنگہ شاہ آباد یہہ جاگیردار یہان کے ہین
شاہ پور سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سیالکو کو جاتی ہے سہارنپور
اکتیس میل شمال مغرب کو آباد ہے مثلثی پیمائش کے وقت یہان بہی ایک محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے ایکہزار دو سو اٹہائیس فیٹ ہے **سدہورا** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس
سڑک پر جو بوڑیا سے ناہن کو جاتی ہے واقع ہے دہنی طرف اسکے دریاے مارکنڈا بہتا ہے جو جنوبی ڈہال
کوہ ہمالہ مین جاری ہوا تہا اسمقام پر دریاے مارکنڈا اور بہت سے نالے میدان مین آتا ہے اس قصبہ کے پاس مزار حضرت
شاہ قمیص سید گیلانی کا ہے اور ہرسال ربیع الثانی کو وہان بڑا میلا اور ہجوم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہر پناہ
پختہ معہ برجون اور دمدمون کے بنا ہوا ہے شہر کے گہرون کی عمارت بہی پکی اور خوشنما ہے بازار مین تجارت
بکثرت ہوتی ہے اور بڑے بڑے دوکاندار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور پیداوار
غلہ کی بکثرت ہوتی ہے کچہہ حصہ اسکا ماتحت سرکار انگریزی اور کچہہ حصہ ایک سکہہ سردار کے ماتحت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار ننانوے میل کا ہے **شہر سرہند** یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین پٹیالہ سے
پچیس میل شمال کو اور انبالہ سے ستائیس میل اوسطرف کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت تہوڑی
ہے مگر شاہان اسلام کے وقت یہہ بڑا نامی گرامی شہر تہا اور علاقہ اسکا علیحدہ مقرر ہو کر ایک صوبہ ماتحت

سلطنت دہلی کے یہان حکومت کرتا تہا بڑے علما و صلحا و شرفا و مشایخ و امرا اس شہر مین رہتے تھے جنکے تذکرہ سے کتابین بہری ہوئی ہین پنجاب کے ملک کی حد سرہند کی حد تک شمار ہوتی تہی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت گورو گوبند سنگہ سکہون کے دسوین گورو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب صوبہ سرہند اوسکے سزا دہی کے واسطے مامور ہوا اور وہ ایک قلعہ مین محصور ہوا اسی محاصرہ کے وقت گوبند سنگہ کے دو فرزند اور اسکی والدہ قلعہ سے بہاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتہہ گرفتار ہوکر سرہند مین حاضر لائے گئے صوبہ نے اونکو گردن مارا اس سبب سے سکہہ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہوگئے جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر فتحیاب ہوکر سرہند تک سلطنت اپنی قایم کرلی اور سکہون کا نہایت زور شور ہوا تو سکہون نے کئی مرتبہ اس شہر پر یورش کی اور لوٹا اسواسطے احمد شاہ نے کابل سے آکر یہی مقام پر سکہون کے ساتہہ سخت لڑائی کی جسمین تیس ہزار سکہہ مارا گیا پہر جب احمد شاہ چلا گیا تو سکہون نے پہر اجتماع کرکے بمددگی آلا سنگہ والی پٹیالہ کے اس شہر کو لوٹ کر اوجاڑ دیا اوس لڑائی مین زین خان صوبہ سرہند کا مارا گیا اوس وقت سے یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین آگیا اور اب تک بدستور ہے پرانے کہنڈرات اس شہر سے دور دور تک نظر آتے ہین اور مقابر و مساجد بہی بکثرت تہی مگر سکہون نے گرادی اب بہی روضہ مقدسہ حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا مع اونکے صاحبزادون کے وہان موجود ہے اور سکہون کے اس شہر کے ساتہہ یہان تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکہہ اب بہی سرہند کے پاس سے ہوکر گذرتا ہے دو اینٹ وہان کے کہنڈرات سے اوٹہاکر دریا مین ڈال دیتا ہے گورو گوبند سنگہ کے دونو لڑکون کے ڈیرہ یہان بنے ہوئے ہین جہان سکہہ جاکر جبین سائی کرتے ہین اور سرکار انگریزی نے سرہند کے کہنڈرات سے بیشمار اینٹ حسب الاجازت رئیس پٹیالہ کے ریل کی سڑک کے تعمیر کے واسطے جو بمقام انبالہ وغیرہ بنے ہوئے ہین لیکر صرف کی ہے لیکن وہ اینٹ ہنوز ختم نہین ہوئی اس شہر کے گرد و نواح مین آمون کے باغات بکثرت ہین اور ایک باغ تعمیر شاہجہانی نہایت مستحکم و لاثانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب بے مرمت پڑی ہے مگر اسمین اب بہی پرانے درخت بہت عمدہ ہین اسی باغ کے متصل ایک ندی بہتی ہے اور اسپر پختہ پل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے ✤

علاقہ سرہند یہہ ایک فراخ علاقہ ہندوستان کے علاقون مین ہے جسمین بادشاہون کے وقت صوبہ سرہند حکومت کرتا تہا اسکے شمال کو حدود پنجاب شرق مین کوہ سرمور و پہاڑی ریاستین و انگریزی اضلاع سہارنپور و پانی پت و رہتک جنوب مین علاقہ رہتک و ہریانہ غرب مین ریاست بہاولپور ہے طول اسکا دو سو میل شرق سے غرب کو اور عرض ایکسو ساٹہہ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اسکا ستر ہزار میل مربع ہے اکثر میدان ہموار ہے بہت ہین ہوا ہے شمالی حد اسکی سے کہ وہ دامن کوہ مین بائین کنارہ ستلج سے جمنا کے دہنے

کنارے تک پچیس میل طول مین ہے پہاڑ سے ملا ہوا علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار پانسو یا دو ہزار پانسو
فٹ بلند ہے اور جو پہاڑی ندیے اسطرف کو جاری ہین وہ دو ہزار تین سو اونتالیس یا دو ہزار نوسو
پچیس فٹ بلندی مین ہین باقی علاقہ سرہند کا شرق سے غرب کو ڈہلوان ہے اور جنگل اور ریگستان بہی اسمین
بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً بہاولپور کی ریاست اور حد و ملک بٹہیانہ کے قریب تو سواے ریگستان
کے صاف زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہین کہ سرکار نے اس نیت سے سرہند کی پیمایش کرائی
تہی کہ ایک بڑی نہر جمنا سے کہود کر ستلج مین ڈالی جاوے اور دونو دریاؤن کا راستہ بذریعہ کشتیون کے
جاری ہوجاوے دریاے جمنا اس علاقہ مین قریب ستر میل کے بہتا ہے اور دریاے ستلج بہی پہاڑون سے
نکلکر بہتا ہے وہ قریب پینتیس میل کے شمال غربی حد اس علاقہ کے بناتا ہوا چلا آتا ہے اور جو ملک درمیان
جمنا اور ستلج کے واقع ہے اوسمین اور بارہ ندیان بہتی ہین چند ندیان تو انمین نامی گرامی ہین ایک
سرستی دوسری مارکنڈا تیسری گہگر چوتہی کوسلا یعنی ندی پٹیالہ پانچوین خانپور کی ندی جب ان ندیون
طغیانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہوجاتی ہین اور تہانیسر سے لیکر کنارے تک تمام ملک پر آب ہوجاتا ہے
اس سیرابی سے جانورون کی پیدایش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سواے ربیع کے فصل کے
لئے تو سیرابی اسکی نہایت ہی فایدہ بخش ہوتی ہے اون ندیون کے سواے مصنوعی نہرین بہی مثل نہر فیروز شاہ
وغیرہ اسمین جاری ہین جنسے زمیندار فصل ربیع کے فصل کی سیرابی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور لیجاتے ہین
اور جہان پانی نہین پہونچتا وہان کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ مین بڑے
بڑے شہر و قصبے آباد ہین اور چہوٹی بڑی ریاستین بہی بکثرت ہین بڑی ریاستین مہاراجہ پٹیالہ و جیند
و نابہہ کی ہے اور مسلمان رئیسون مین نواب مالیر کوٹلہ کا بڑا رئیس شمار ہوتا ہے **سلطان خان والہ**
سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف فیروزپور
سے ہے گرد کا ملک اسکا ہموار و زمین عمدہ لایق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کاشت
زمین کی نہین ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے یہہ قصبہ ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ماتحت سرکار
انگریزی کے ہے سڑک اس قصبہ کی بہت اچھی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ستاون میل
کا ہے **[illegible]** انبالہ کی قسمت مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے
لودہیانہ سے اکیاون میل جنوب کی طرف ایک ہموار میدان و آباد کاشت شدہ زمین مین آباد ہے **شاہ آباد**
انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب اڑتالیس
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے مگر برسات

یہان کم ہوتی ہے اور علاقہ اسکا جنگلون سے محیط ہے

تھانیسر

سرہند کے علاقہ مین یہہ شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو جاتی ہے کرنال سے تئیس میل شمال کو اور لاہور سے ایکسو نوے میل جنوب مشرق کے گوشہ مین سرستی ندی کے بائین کنارے پر ایک ہموار میدان اور زرخیز علاقہ مین آباد ہے آبادی شہر کی ایک اونچے ٹیلے کے اوپر جو قدیمی عمارات کے بار بار مسمار و منہدم ہونے سے اونچا ہوگیا ہے واقع ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے اور شہر کے اندر غریب لوگون کے جھونپڑیان اور آسودہ لوگون کی پختہ عمارات عالیشان منقش و مصفا بنے ہوئے ہین بازار مین بڑی مالدار دوکاندار تجار دوکان کرتے ہین اونمین سے مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہین ہندوون کے مندر بکثرت اور دیوتاؤن کے مورتین بشمار شہر کے چارون طرف شہر پناہ پختہ مگر کہنہ و مسمار شدہ ہے شہر کے گرد سے باغات آمون کے بکثرت اور کل علاقہ سرسبز و شاداب مسلمان بادشاہون سے پہلے پہل سلطان محمود غزنوی ١٠١١ع مین ستلج پار ہوکر یہان آیا اگرچہ راجہ اننگپال راجہ لاہور نے اس پرستشگاہ کے بچانے کے لئے اوسکی خدمت مین بہت منت کی اور کہا کہ آیندہ سال بسال آمدنی کل اس علاقہ کی آپ کی خدمت مین بھیجی جایا کریگی اور اس مہم کا بھی کل خرچ پیشکش ہوتا ہے اور بہت سے جواہرات گرانبہا بھی نذر کیجاتی ہے اور اس شہر کے سلامت رہنے مین بندہ بھی ممنون الاحسان رہیگا مگر سلطان محمود نے اوسکے معروضات پر کچھ خیال نکیا اور شہر کو گرا کر پامال کیا معبدون کو گرایا شہر کو جلایا شہر والون کو لوٹ کر ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور بیشمار سونا چاندی موتی مونگا الماس لعل کروڑون روپیہ کا اور دولاکھ قیدی ہندو یہان سے لیکر غزنین کو چلدیا اوس دولت مین ایک تھا ایک لعل گرانبہا چارسو پچاس مثقال وزن مین تھا جسکی قیمت کے تخمینہ کرنے مین صرافان روئے زمین عاجز و قاصر تھے اور ایک بت بڑا بھاری ہندوون کا جو یہان کے بڑے بتخانہ مین رکھا تھا اور تمام ہند کے راجے دور دور سے اوسکی پرستش کو آتے تھے وہ بھی سلطان محمود یہان سے اوٹھا کر غزنین لے گیا اور توڑ کر مسجد کے دروازہ آگے ڈالدیا اوس وقت محمود کے فوج کی ایک ایک سپاہی کے خیمہ مین سوا سے زر نقد و جواہرات بندی کنیزک و غلام اور کچھ نظر نہین آتا تھا غزنین جا کر یہہ غلام اس ارزانی سے فروخت ہوئے کہ دو دو آنہ چار آنہ کی قیمت پر اچھی خوبصورت کنیزک و غلام ہر ایک شخص کو دستیاب ہوسکتا تھا اسکے بعد [illegible] شہر غزنوی سلطنت کے ضعف کے وقت [illegible] ہجون نے بالاتفاق [illegible] گرا [illegible] دوبارہ [illegible] ہندوون کے [illegible] استوار کیا مگر کئی مرتبہ پھر بھی سلطان شہاب الدین غوری و غیرہ بادشاہان اسلام [illegible] اسکو لوٹا و تاراج کیا غرض اسیطرح [illegible] مسمار ہوئی و غارتی و تاراجی [illegible] شہر [illegible] [illegible] حال مین آبادی اس شہر کی [illegible] ہے اور [illegible] ہزار [illegible]

اسمین رہتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹھاسی میل کا ہے انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ شہر
مسمیان بہنگا سنگہ و بہاگ سنگہ رئیسون کی ریاست مین تہا مگر وہ لاولد مرگئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی
کے قبضہ مین آگیا اب ورثے وارثون سے بشن سنگہ ولد صاحب سنگہ کنیزک زادہ بہنگا سنگہ کو صرف پانچہزار روپیہ
کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۹ گانو تہانیسر کے شامل تہے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چہتیس میل
مربع تہا اور آبادی ریاست کی اونچاس لاکہہ چہہ ہزار سات سو اڑتالیس تھی اور چہتر ہزار روپیہ ریاست کی
آمدنی رئیس کو ملتی تہی ۱۸۳۲ع مین یہہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازان یہہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چار تحصیلین
ایک خاص تہانیسر دوسری تحصیل لاڈوہ تیسری کیتہل چوتہی تحصیل گولا ضلع کے متعلق ہوئین مگر مفسدہ
دہلی کے کچہہ مدت بعد یہہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون سے متعلق ہوگیا مفسدہ کے وقت کپتان مکنیل صاحب
اس ضلع کے حاکم تہے اور صرف ایک کمپنی پیادگان پلٹن ہندوستانی نمبر پانچ کی یہان مامور تھی جب اوقات
شک گذرا تو اونسے ہتہیار لیلئے گئے اور فوج مہاراجہ پٹیالہ کی طلب کرکر ضلع کے انتظام مین مصروف وقت
تمام مصروف ہوئے لوٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو شاہ آباد کو مامور کیا لفٹنٹ پارسن صاحب مع قوم میو قوم کے قلعہ
دیہات علاقہ کیتہل و پایٹ ریاون اور جمنا کے گہاٹون کی حفاظت کو گئے اور جب مفسدات کی خبر پہونچی کہ دہلی
کے مفسد تہانیسر کو آتے ہین تو صاحب ضلع نے تمام سرکاری کاغذون کو خود تلف کردیا اور خزانہ انبالہ کے قلعہ
مین بہیجدیا جیلخانہ مضبوط کیا جاگیردارون کو مع اونکی فوج کے شہر مین بلالیا اور جب خبر پہونچی کہ رنگڑ
کے زمیندار چاہتے ہین کہ تہانیسر کے جیلخانہ پر حملہ کرکے اپنے قیدی چہوڑا کرلیجاوین صاحب ضلع نے قیدی وہ
انبالہ کے ضلع مین پوشیدہ بہیجدیے اسوقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پردازی پر مستعد تھی اسواسطے کہ
لدہیانہ و فیروزپور کے مفسد رعایا کہ سزا پائی ہے سخت ناراض ہو رہے تہے اسلئے چند دیہات نے زرمعاملہ
دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے اسوقت اونکی سزادہی کی طرف متوجہ ہوکر موضع سند کو جلا دیا شہر
سخت بیکراری و توہم مین آگئی تہی اور ۲۹ - جون کی تاریخ کو بارہ آدمی مفسد و غارتگر ایکوقت پہانسی
پر چڑہائے گئے اور باقی باغیون سے سخت جرمانہ لیا اس انتظام سے رعایا مطیع ہوگئی اور معاملہ واجبی ادا کیا
اس شہر اور شہر کے گرد و نواح کو ہندو لوگ بہت متبرک اور پاک سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ کورو نام ایک راجہ
کیرون کے خاندان کا بزرگ تہا اوسنے اس مقام پر جگ کیا کہ اڑتالیس کوس مربع زمین یعنی بارہ بارہ کوس
شہر کے چارون طرف کی زمین مین اپنے ہاتہہ سے قلبہ رانی کرکے صاف کیا اور پہر اسکو کہیت بنا کر بہیجا
سترہ کئی سال کے بعد مہاراجہ نے خوش ہوکر اوسکو درشن دیا اور ارشاد کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جو کوئی شخص اس اڑتالیس کوس کی دہرتی کے اندر مرجاوے وہ مکت کو پراپت ہو جاوے

برہما نے فرمایا کہ ہان جو شخص اسجگہہ لڑائی مین مارا جائیگا یا عبادت مین مرجائیگا تو اوسکی مکت ہوجائیگی اگرچہ
سے اسمقام کا نام کورچھتر یا کورکہیتر مقرر ہوا اور کیرو اور پانڈو ان کو بہی جب آپسمین لڑنے کا اتفاق
ہوا تو ادنہون نے بہی اپنے بزرگ کے حکم کے بموجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو پسند کیا اور واقعی
آپسمین سخت معرکہ آرائیان ہوئین جنکی لڑائی اب تک ضرب المثل ہے اب بہی اس اڑتالیس کوس کے حلقہ
کے اندر جابجا مندر و تیرتہون کے استہان بنے ہوئے ہین بڑا تیرتہ شہر مین ایک تالاب ہے جسمین ایک
شوالہ بنا ہوا ہے اور شب مہادیو کی پرستش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اوسکے کنارون پر بہی
مندر بنے ہوئے ہین اور شہر کے باہر تہوڑے فاصلہ پر ایک بڑی جہیل ایک میل لمبان اور آدہا میل چوڑان مین
ہے اور اوسط مین ایک جزیرہ دو سو چپن گز چوڑا ہے اوسپر آمد و رفت کیواسطے دو پل بنے ہوئے ہین جنکا
طول دو سو چپن گز سے زیادہ نہین ہے جب جہیل طغیانی مین آتی ہے تو پلون کے اوپر تک پانی بہر جاتا ہے
تیسرا پل یہان اورنگ زیب عالمگیر نے بنوایا تہا جو اب مسمار ہوگیا ہے اوس جزیرہ کے اوپر کوئی مندر بنا ہوا
نہین ہے صرف چارون طرف سیڑہیان بنی ہوئی ہین جن پر بیٹہ کر ہندو نہاتے اور پرستش کرتے ہین اسی
جہیل کا نام کورچھتر کی جہیل ہے مہادیو اور لچھمی نارائن کے مندر بڑے عالیشان بنے ہین پلون کے نیچے محراب
اور اکثر مقامات پر گہاٹ بہی پختہ بنے ہین یہان کے اشنان کا ہندؤن کی کتابون مین بڑا مہاتم لکہا ہے او
سورج گرہن کے روز یہان ہزارہا ہندو جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اور کنارون پر اس جہیل کے بیشمار درخت
لگے ہین جنکے دیکہنے سے عجب بہار معلوم ہوتی ہے مسلمانی بادشاہت کے وقت بہی یہان بڑے بڑے علما و صلحا
و مشایخ ہوگذرے ہین جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے تعمیر ہوئے ہوئے موجود ہین بڑا نامی مقبرہ
یہان شیخ چہلی کا بلند او ہشت پہلو بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک پہل پر ایک برج اور سنگ مرمر کی بارہ دریان
ہین بیچ مین اونکے بڑا برج یعنی گنبذ مقبرہ خوشنما بنا ہے یہہ حضرت بڑے عابد و زاہد تہے تمام عمر مین انہون نے
چالیس چلے کاٹے تہے اسلیئے انکا نام شیخ چہلی مقرر ہوگیا دوسرا مقبرہ شیخ جلال الدین تہانیسری چشتی
کا نامی گرامی روضہ ہے یہہ حضرت بہی خاندان صابریہ چشتیہ کے بڑے بزرگ ہوگذرے ہین

شہر لودہیانہ

یہہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ ایکسو میل دریاے ستلج کے ایک شاخ پر آباد ہے چونکہ
اسکو سنہ ۹۹ ہجری مین سلطان سکندر بن بہلول لودہی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور قلعہ بنایا
ابراہیم لودہی نے بنوایا اسلیئے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہوگیا پہلے یہہ شہر ایک چہوٹا سا قصبہ تہا اور رئیس یہانکا
بہاگ سنگہ اگجیت سنگہ کا بیٹا تہا اوسکے مرنے کے بعد ریاست مہتاب سنگہ قابض ریاست کے ہوئی جب وہ
لاولد مرگئے تو ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی اسوقت صاحب پولیٹکل اجنٹ اسکی آبادی کے طرف

متوجہ ہوئے اور نیز بسبب اسکے کہ چھاؤنی انگریزی فوج کی شہر سے ملتی ہوئی مقرر ہوئی دن بدن اسکی آبادی
مین ترقی ہوتی چلی گئی شہر کی شمال کی طرف قدیمی ستلج کے نالہ پر ایک قلعہ انگریزون نے بنایا اور اسمین میگزین
رکہا یہہ قلعہ سنہ ۱۸۰۸ع مین بنایا گیا تہا مگر کچھہ مضبوط نہین ہے یہہ شاخ ستلج کی روپڑ کے مقام پر ستلج کے اندر سے
نکلکر قریب پچاس میل کے مغرب کی سمت کو چلکر بہروالی بورہ کے مقام پر پندرہ میل نیچے قلعہ کے دریاے ستلج
مین جا گرتی ہے بڑا حصہ اس ندی کا وہ ہے جہان دریاے ستلج جاری تہا اور اب دریاے ستلج بفاصلہ چار
یا پانچ میل کے اس نالہ سے چلتا ہے اس شہر کے گرد نہ شہر پناہ و دیوار نہین ہے اور کہلی ہوئی بستی مین ہندو
بہتی مین بلکہ قوم ہندو کم اور مسلمان بکثرت اور مسلمانون مین کشمیری زیادہ اور پنجابی کم حویلیان و مکانات و بازار اسکے پختہ
اور کشادہ خوبصورت خوشنما بازار رونمین بڑے بڑے صراف تجار مالدار دوکانین کرتے ہین جنکی
کوٹہیان اور لین دین کلکتہ دہلی و لاہور و امرتسر و پشاور و ملتان و کابل تک جاری ہے ہندوستان کا
کل مال تجارت کا اول یہان آکر کہلتا ہے بعد ازان پنجاب کو روانہ ہوتا ہے سیکڑون کشمیری شالباف یہان
شالبافی کرتے ہین جنکی تجارت ساہوکارون کی معرفت دور دور تک ہوتی ہے مگر اعلی قسم کا پشمینہ نہین
ہوتا اور قیمت بہی کشمیر کے پشمینہ سے بہت کم پاتا ہے سوا اسکے اور سینکڑون قسم کے کارخانے یہان
جاری ہین اور ہر ایک قسم و کسب و حرفہ کا آدمی یہان مل سکتا ہے آبادی اس شہر کی سینتالیس ہزار ایکسو
اکیانوے ہوا سواے مردم شماری مقام چھاؤنی کے ہے جس مین سرکاری فوج رہتی ہے سنہ ۱۸۴۶ع مین یہان
ایک آندہی ایسی آئی تہی جسکا ذکر آجتک لوگون کی زبانون پر ہے اُس آندہی مین صدہا آدمی مرگئے اور چھاؤنی
کی بارکین گرگئین شاہ زمان بادشاہ درانی کئی سال تک بعد معزولی سلطنت کابل کے بحالت نابینائی یہان رہا اور
گذارہ معقول سرکار انگریزی سے پاتا رہا اسی طرح شاہ شجاع الملک شاہ کابل بہی معزول ہوکر سنہ ۱۸۱۶ع مین
یہان آیا اور رہتا رہا اب بہی اولاد اسکی یہان رہتی ہے سرکار سے پنشن باقی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے
شمال مغرب کی طرف ایکہزار ایکسو دو میل کا ہے **ضلع لودہیانہ** یہہ ضلع ماتحت کمشنری انبالہ کے ہے
اسکے علاقہ کے شمال مین حدود دوابہ بست جالندہر اور دونون حدود کے درمیان دریاے ستلج جاری ہے شرق
مین ضلع انبالہ جنوب مین حدود ملک ریاست پٹیالہ وغیرہ علاقہا سے ریاست سکہی غرب مین ضلع فیروزپور
ہے پہلے اس علاقہ مین سرکاری علاقہ کچھہ نہ تہا صرف صاحب پولیٹکل اجنٹ رزیڈنٹ دہلی کے ماتحت
یہان رہتا تہا اور یہہ کل ملک رئیسون کے تحت مین تہا بعد ازان جبکہ رئیس لاولد مرتے گئے انکی ریاستون
کا علاقہ ضبط ہوکر لودہیانہ کے شامل ہوتا گیا سنہ ۱۸۴۶ع مین جب انگریزون نے لاہور کو فتح کیا تو ستلج پار کا
کل ملک جو شامل سلطنت لاہور کے تہا ضبط ہوکر لودہیانہ کے شامل ہو گیا سنہ ۱۸۴۷ع مین کل سنگہ لودہیانہ

کے ضلع کا سات سو چھبیس میل تہا اور آبادی ایک لاکھ اکیس ہزار آدمی کی سوا‏ے عورات اور بچون
کے تہی اب بڑہتے بڑہتے یہہ ضلع یہان تک بڑہ گیا کہ ۱۸۶۶ء کے رپورٹ مجموعی مین آبادی اسکی پانچ لاکھ
پچیس ہزار چار سو اٹہانوین درج ہوئی اور ۱۸۶۸ء کی مردم شماری مین چار سو انتیس آدمی فی میل
اسکی آبادی اسکے نقشہ مین درج ہوئی دہلی کے مفسدہ کے وقت لودہیانہ کے ضلع کے حاکم مسٹر ریکٹ
صاحب ڈپٹی کمشنر تہے دہلی کی خبرین اور فیروزپور کی سنکر یہان کے بدمعاش لوگون کو ایک حوصلہ پیدا ہوا
اور مفسدے کی ہوا دماغ مین سمائی صاحب ممدوح نے بڑی خبرداری خوب انتظام کیا اور نابہہ اور کوٹلہ کی فوج منگوا کر
شہر و ضلع و دریا کے گہاٹون پر مامور کی خزانہ لودہیانہ کا فلور کے قلعہ مین بہیجا یا قلعہ اور جیلخانہ کی مضبوطی
کے لیئے فوج کی بہرتی شروع کی بیوپاریون کو حکم دیا کہ گندہک و شورہ سوا‏ے سرکار کے اور کسیکو
نہ بیچین سوداگرون کو بہی ٹوپیان بندوقی بیچنے سے ممانعت کی اور ہندوستانی ملازمون کو ضلع سے نکالا
اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کر کے پانی کا انتظام کیا نوملازم سکہون اور پنجابیون کی فوج تہانون اور
تحصیلون کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکھ کارتوس خرید کر مورچہ بندی کے تہیلے اور خیمے سلوائے
اور توپخانہ کے گہوڑون کے زین بنوائے اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و لفٹنٹ یورک صاحب و کپتان
کال صاحب رات کے وقت تغیر لباس کر کر دس بجے سے دو بجے تک شہر مین پہرتے اور چونکہ صاحب کو شہر
والون کی طرف سے اطمینان کلی نہ تہا اسواسطے اونکی رائے مین مناسب معلوم ہوا کہ شہر والون سے
ہتہیار لیئے جاوین اسواسطے پلٹن والون کو ایکبارہ حکم ہوا کہ تم علی الصباح شہر مین پہیل جاؤ اور
جو شخص گہر سے نکلے اسکو نکلنے نہ دو جب یہہ انتظام ہوگیا تو پلٹن والون نے ایک ایک گہر کی تلاشی لیکر جسقدر ہتہیار
کہ شہر والون نے اپنے گہرون مین چہپا رکہے ہوئے تہے نکال لائے اسوقت گیارہ گاڑیان ہتہیارون کی لدی
ہوئے شہر سے نکلین سپاہ کی اس حرکت سے شہر کے لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور جب جالندہر کے مفسد دہلی کو جاتے ہوئے
لودہیانہ آئے تو شہر والون نے بہی انسے اتفاق کیا پادریون کے گرجا اور انکے رہنے کے مکانات جلادیئے
اور گہر انکے لوٹ لیئے اور مفسدون کو قلعہ پر توپخانہ چڑہانے مین مدد دی اور رسد رسانی بوجہ احسن کی
اور مفسدون کو افسران ضلع کے گہر بتلا دیئے کہ وہ انکو لوٹ لین ایسے عام بلوہ کو صاحب ضلع روک نسکے کیونکہ
مفسدون کی جالندہر سے روانگی کی صاحب ضلع کو گذشتہ شام تک خبر نہین پہونچی تہی جب وہ دریا کے پار
ہوئے اور پہلور کے مقام کی تیسری پلٹن ہندوستانی بہی انکے ساتہہ مل گئی تو یہہ خبر صاحب ضلع کو پہونچی
اسوقت صاحب ضلع بڑی ہوشیاری خبرداری سے مفسدون کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن انکو تعاقب کیئے
رہے اور رات ان پر شبخون مارا مگر اسوقت صاحب کے کل مددگار بہاگ گئے نابہہ کی فوج نے برخلاف حکم اپنے

اتنا کے مفسدون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک ٹکڑا فوج کپتان روتھنی صاحب پلٹن نمبر ۴ سکھون کا ساتھ
لفٹنٹ ولیم صاحب کی صاحب ضلع کے پاس پہنچ گیا مگر وہ فوج بھی زخمی ہوگئی اوسوقت لفٹنٹ ولیم صاحب اپنے ہاتہہ سے
توپ چلاتا رہا وہ بھی جب میگزین ختم ہوگیا تو لاچار ہوگیا چونکہ مفسدون کے پاس گولی نہ تھی اور خلشی وغیرہ
دہوکہ کہا کر گولی سے بھری ہوئی کارتوس جالندھر مین ہی چہوڑ آئی تھی اور خالی کارتوسون کے صندوق
کو جنمین صرف بارود ہی تہا بہری ہوئی جانکر لادلائے تھے اونہون نے زیادہ تر لودہیانے مین ٹکرنا مقابلہ
کرنا مناسب جانا اور لدہیانہ چہوڑکر دلی کو چلے گئے اونکے جانے کے بعد صاحب ضلع شہر کے مفسدون کی تحقیقات
مین مصروف ہوئے اور بعد تحقیقات کے جن جن لوگون نے مفسدہ کیا تہا وہ بائیس آدمی پہانسی سے اور
اہل شہر سے پچپن ہزار دوسو چوہ انوین روپیہ جرمانہ کرکر وصول کیا یہہ انتظام صاحب کا کل علاقہ کے انتظام کے
باب مین مفید ہوا اور پہر کوئی شخص رعایا مین سے مرتکب فساد کا نہوا اور قلعہ کے پاس پاس تین تین سو
گز کے فاصلہ تک جسقدر رعایا کے گہر تہے مسمار کرادیئے اور لودہیانہ کے گوجر لوگ جو زیادہ تر مفسد تہے
اونسے ہتہیار لے لیے اور جاٹ لوگ جو خیر خواہی مین مصروف رہے اونکو انعام ملا اور ہتہیار بھی بدستور
اونکے پاس رہنے دیئے گوجرون کی کشتیان اور گذربان جو دریا مین چلتی تہین اونسے چہین لی گئین
کہ اونہون نے بھی مفسدون کو دریا سے پار کیا تہا اور جو جو ہندوستانی چہاونی وغیرہ مقامات مین رہتے
تہے سب نکالدیئے گئے اور ایک ہندوستانی پلٹن جو لدہیانہ مین تہی پہلے اون پر بھی شک مفسدہ
کا ہوا مگر اونسے کچھہ جرم وقوع مین نہ آیا خیر خواہ لوگون کو جو مسمیان ست سنگہ و بسنت سنگہ و سلطان محمد
دکابلی پنشن خوار و حسن خان و عبد الرحمان و صالح محمد و شاہ نور و شاہزادہ سکندر وغیرہ تہے بڑے بڑے
انعام ہوئے اور عزت وحرمت مین اونکی ترقی ہوئی اور ایک شاہزادہ پنشن خوار بجرم فساد سزا کو پہونچا

علیوال یہہ گانو دریائے ستلج متصل لودہیانہ کے پاس آباد ہے اگرچہ یہہ چہوٹا سا گانو ہے مگر جب
شہرت اسکی کا یہہ ہوا کہ یہان ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ع فوج سکہی اور انگریزون کی فوج باستحت اسمتہہ صاحب
کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریز فتیاب ہوئے اور سکہہ بہاگ گئے اس روز سے یہہ گانو مشہور
اور قابل اندراج تاریخ ہوگیا

بہندری یہہ قصبہ دس کوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو
جاتی ہے بفاصلہ بیس میل فیروزپور سے آباد ہے اور دریائے ستلج دہنی طرف اس قصبہ کے ڈیڑہ میل
پر بہتا ہے گردنواح اسکے اگرچہ ویرانہ و جنگل نہین ہے مگر تمام ریگستان ہے اس سبب سے کاشتکاری کم ہوتی ہے
اور بہت سا حصہ اسکی زمین کا جو لایق کاشت تہی دریابرد بھی ہوگیا ہے اسمین گہر تمام پختہ ہوے ہین
اور بعض لوگ آسودہ پوش چہوٹے لوگون مین ہی بستے ہین صرف ایک مسجد پختہ ہے اور قصبہ مین چہہ سو آد

زمیندار راجپوت آباد ہے بلاسپور ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اس سڑک پر جو سہارنپور سے بلاسپور کو جاتی ہے
تینتیس میل سہارنپور آباد ہے عمارت اسکی خام اور آمدنی اسکی تیرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے پہلے یہہ قصبہ ایک سکہہ
سردار کے تحت مین تہا اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے چمکور یہہ قصبہ انبالہ کے کمشنری مین دس
سڑک پر جو روپڑ سے لودہیانہ کو آتی ہے سات میل روپڑ سے گوشہ جنوب مغرب بائین کنارے دریاے
ستلج کے آباد ہے اور جو میدان کہ اس موضع اور دریا کے بیچ مین واقع ہے وہ نہایت سیراب و سرسبز رہتا ہے
اچھی اچھی زراعتین اسمین ہوتی ہین اور قطعہ زرخیز ہے فیروزشاہ یہہ قصبہ دریاے ستلج کے بائین
کنارے لگ بھگ فاصلہ بارہ میل ماتحت کمشنری انبالے کے آباد ہے فیروز شاہ بادشاہ کے حکم سے جب فیروزپور
آباد ہوا تو یہہ گانو بہی آباد کیا گیا بالفعل آبادی اسکی تہوڑی ہے مگر باعث مشہوری کا یہہ ہے کہ ۲۱ دسمبر
۱۸۴۵ع مین یہان سکہون اور انگریزی فوج ماتحت لارڈ گف صاحب و ہارڈنگ صاحب کے اہتمام سے سخت
لڑائی ہوئی اور انگریزون کا سخت نقصان ہوا مگر آخر میدان انگریزون کے ہاتہ آیا اور سکہہ بہاگ گئے
کھوسہ ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لدہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ
سے مغرب کی طرف لگ بھگ فاصلہ دس میل کے آباد ہے پاس اسکے ایک شاخ دریاے ستلج کی بہتی ہے جو ستلج سے
نکلکر چار میل تک برابر ستلج بائین کنارے بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہہ قصبہ ہموار میدان و کاشت شدہ زمین
مین آباد ہے مگر کاشتکاری بہت کم ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے ایک ہزار ایک سو گیارہ میل کا ہے
جگراون لدہیانہ کے ضلع کے علاقہ مین یہہ ایک بڑا قصبہ پرگنہ کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع لودہیانہ
کا یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اسمین پختہ عمارتین و حویلیان عالیشان بہت ہین بازار بہی کشادہ تجارت بکثرت
ہوتی ہے گرد و نواح قصبہ کی بہی سرسبز اور باغات بکثرت بنے ہوے ہین پہلے یہہ قصبہ راجہ کپورتہلہ کے ماتحت تہا لیکن فتح
پنجاب کے انگریزون نے بسبب اسکے کہ راجہ کپورتہلہ بہی جنگ مین سکہون کے شامل تہا نصف علاقہ اوسکی ریاست کا
ضبط کر لیا اسوقت یہہ قصبہ بہی ضبطی مین آکر داخل ممالک انگریزی ہو گیا اسمین بہت سے سید و پٹہان آباد ہین
وغیرہ اپنے فرزندون کی طرح بڑے امیر کبیر تہے اونکی تعمیر کی ہوئی حویلیان و مساجد بہی اس قصبہ کے
زیادہ تر رونق کا باعث ہین عشرہ محرم مین یہان بڑی مرثیہ خوانی و تعزیہ داری ہوتی ہے اور کہانا پکتا
پکوا کر فقرا و غربا کو تقسیم ہوتا ہے کہنہ یہہ قصبہ پار دریاے ستلج کے سرہند کے علاقہ مین پہلے ایک ریاست کا
مقام تہا مسطح اسکا چالیس میل مربع اور آمدنی چالیس ہزار روپیہ کی تہی ۱۸۰۹ع مین جب راجہ یہان کی ریاست مر گئی
تو یہہ علاقہ سرکار مین ضبط ہوا آبادی اسکی آٹہ میل شمال مغرب کو سرہند کے واقع ہے کوٹ کپورا
سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ چالیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے اوس سڑک پر جو دہلی سے فیروزپور کو جاتا

کے راستے آتی ہے آباد ہے اِس شہر کے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہ شہر و قلعہ رنجیت سنگھ
والی لاہور کے قبضہ میں تھا اب سرکار انگریزی کے قبضہ میں ہے فاصلہ اِسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے براہ
دہلی و انبالہ ایک ہزار ایکسو تیس میل کا ہے **لشکری خان کی سرائے** لودہیانہ کے ضلع میں
یہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے لودہیانہ سے اونیس میل جنوب یا شرق کی سمت کو آباد ہے
سرزمین اِسکی سرسبز و سیراب و کاشت شدہ پانی بکثرت غلہ افراط سے پیدا ہوتا ہے سڑک اِس حصہ کی بہت افضل
ہے فاصلہ اِسکا کلکتہ سے بسمت شمال مغرب ایک ہزار اونہتر میل کا ہے **ماچھی واڑہ** سرہند کے سرزمین میں
یہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے روپڑ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بائیس میل شرق کو اور چار میل بائیں
کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے پہلے ستلج دریا اِسکے متصل بہتا تھا پچاس برس گذرے ہیں کہ دریا نے
راستہ اپنا اِسکے شمال کے طرف کو لیکر اِسکے پاس سے ہٹ گیا اِسمیں شکر تری کی تجارت بہت ہوتی ہے فقط
میانی ستلج پار کے علاقہ میں یہ قصبہ بائیں کنارے دریا کے آباد ہے یہاں ایک مشہور گھاٹ گذرگاہ
دریا ہے جسکو میانی کا گھاٹ کہتے ہیں اور اِسکے اوپر سے گذر کر پنجاب میں داخل ہوتے ہیں دریا کا پانی یہاں
بہت صاف رہتا ہے اوس وقت تک کہ مچھلیاں اِسمیں نظر آویں **مالیر کوٹلہ** یہ مشہور بستیاں پار دریاے
ستلج کے علاقہ میں اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے پٹیالہ سے پنتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے
عمارات اِسکی بلند و عالیشان ہیں بازار کشادہ ہیں جنمیں تجارت کا گرم بازار ہے مسلمان پٹھان شیخ کے قبضہ میں یہ قصبہ ہے جسکا حال
مفصل سابق ریاستوں کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے سطح کل اِس ریاست کا ایکسو چوالیس میل مربع اور آبادی اِس مقام کی قریب اکیس ہزار
کے ہے نواب کے رہنے کی حویلیاں یہاں بڑی بڑی عالیشان بنی ہوئی ہیں اور اوسکے رشتہ داروں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات پختہ
و مصفا بنے ہیں فاصلہ اِسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا شمار ہوتا ہے مالیر کوٹلہ میں رتھہ اور گاڑی عمدہ
بنتی ہیں بندوق یہانکی بنی ہوئی تحفہ مشہور ہے **بلودہ** سرہند کے علاقہ میں یہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور کو پہنچی جاتی ہے ایکسو ایک
میل فیروزپور سے بسمت جنوب شرق آباد ہے اور سردار بست سنگھ سردار بدن سنگھ بلودہ والے کا بیٹا یہاں کا رئیس و جاگیردار
ہے عمارت قصبہ کی خوشنما و بازار آباد بارونق ہے **مصطفیٰ آباد** سرہند کے علاقہ میں ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے چھتیس میل شمال و جنوب کی طرف آباد ہے اِسکے گرد میں شہر پناہ بنی پختہ
بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پختہ تعمیر ہوا ہے جسکی دیوار میں گول برج و دمدمے بنے ہیں شہر کے گرد دکانیں بھی عمارت بھی پختہ
اور بیچ بازار ہیں اور قلعہ کے اندر جاگیردار یہاں کا رہتا ہے جسکے بزرگ کو یہ جاگیر سنہ ۱۸۰۹ ع
میں سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تھی اکتیس موضع اِس جاگیر میں ہیں آمدنی بھی اکتیس ہزار روپیہ
کی ہے اور رئیس یہانکا گو کہ آمدنی جاگیر کی کھاتا ہے مگر آزاد نہیں ہے گورنمنٹ کا ملازم اِس شہر

وکاشت شدہ وسیراب ہے آمون کے باغات بکثرت ہین پانی اور غلہ بافراط مگر شہر کی یہان کی بہت ناصاف
حاصل وس مقام سے کہجہان بارکنڈا دریاے گذرتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف سوچھپن میل کا ہے
اور سردار تلوک سنگہ اور سردار گورسرن سنگہ بڑے رئیس وجاگیردار اس ریاست کے ہین فقط
رائی کوٹ سرہند مین یہہ قصبہ ایک جاگیردار کی جاگیر مین ماتحت سرکار انگریزی کے آباد ہے
آبادی اسکی بتیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے آٹھہ ہزار سات سوچار آدمی اسمین بستے ہین اور
عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بارونق ہے اور راے امام بخش رای کوٹیہ جاگیردار اسمین سکونت پذیر ہے
راجپورہ سرہند کے علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے انبالہ کو جاتی ہے تیرہ میل
انبالہ سے شمال مغرب کو ہے اسمقام پر شاہان چغتائی کے وقت کا ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اور قصبہ مین بہی کثر
عمارات اور کشادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار وزرخیز ہے **ماچہی واڑہ** ستلج پار کے
علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف
لودہیانہ کے آباد ہے گردنواح اسکی ہموار میدان مین واقع ہے اسکی زمین کا کچھہ حصہ زراعت شدہ بقدر
آدہا میل کے ستلج کے کنارے پر اور باقی بنجر وریگ ہے اسکے پاس ایک گہاٹ ہے جو سدہ نام کا گہاٹ کہلاتا
اور قصبہ ضلع لودہیانہ سے علاقہ رکہتا ہے **سنگہہ پوری** سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک
سکہہ سردار کی جاگیر مین ہے ۱۸۴۹ء مین اول یہہ علاقہ امر سنگہ کو سرکار انگریزی سے عطا ہوا جب وہ مرگیا
تو اوسکے خاندان مین سے ایک اور کو یہہ جاگیر ملی پہلے نام اسموضع کا فیض اللہ پور تہا جب فیض اللہ پوری مثل
کے سکہون کا دور دورہ شور ہوا تو اونہون نے نام اسکا بدل کر سنگہہ پوری رکہا تب سے سنگہہ پوری مشہور ہے
سبراؤن یہہ ایک چہوٹی سی آبادی کا قصبہ بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے اسمقام پر
دسوین ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء مین مابین فوج سکہان اور انگریزون کی سخت لڑائی ہوئی اور جانبین بڑی
استقلال سے اسمین لڑے اسوقت سکہون کی فوج اسمقام پر تیس ہزار تہی اور انگریزون کی فوج اونکے
نصف سے بہی کم مگر آخر کار سکہہ بہاگ گئے اور میدان چہوڑ کر بہاگے اوس لڑائی کے بعد انگریزون نے ستلج سے
عبور کیا اور مقام متصل قصور کیا **صدر خان کا کوٹ** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو لودہیانہ
سے فیروزپور کو جاتی ہے چوالیس میل جنوب کی طرف لودہیانہ کے آباد ہے اور دریاے ستلج کے بائین کنارے سے
بفاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اسکے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات ریگستان ہے
شہمار ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے اونیس میل
لودہیانہ کے ستلج کے بائین کنارہ کے اوپر آباد ہے اسکے پرانے کہنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ

آباد قصبہ تہا عمارات اسکے پختہ اور چھوٹا سا بازار ہے رنجیت سنگہ نے اسکو مع پاس کے ملک کے فتح کرکے کل علاقہ فتح
آہلووالیہ کو بخشدیا تہا مگر سکہون کی لڑائی کے بعد جب ستلج پار کا علاقہ آہلووالیہ کی ریاست کا ضبط کرلیا تو یہہ قصبہ بہی ضبطی مین
آگیا **ودنی پور** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ موضع بائین کنارہ دریاے ستلج کے واقع ہے اہتمام مین رہا قابل یادگاری
کے ہے کیونکہ جو نالہ اس ریاست کے لودہیانہ سے آتا ہے وہ اس مقام پر آکر دریا سے شامل ہوجاتا ہے **آہلی پور** سرہند کے
علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے سرہند سے اڑتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو
آباد ہے اس مقام پر ایک چھوٹا سا قلعہ ہے سرزمین اسکی ہموار اور زرخیز عمارات اسکی خوشنما ہین فاصلہ اسکا کلکتہ
سے شمال مغرب کی سمت کو ایک ہزار چھتیس میل کا ہے **شہر فیروزپور** لودہیانہ سے مغرب کی
طرف لاہور سے جنوب مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ چہالیس میل دریاے ستلج یا گہارا کے بائین کنارے آباد ہے
فیروزشاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنا رکہی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چالیس
گز چوڑا تہا جسکے گرد خندق دس فیٹ چوڑی اور دس فیٹ عمیق تہی اور مشرق کی طرف دروازہ اسکی
اندر دہول کوٹ آدہے دیوار تک اونچا تہا شہر کے گرد بہی شہر پناہ پختہ مع خندق تہا شاہان اسلام کے وقت
بہی اکثر یہہ فوج مغلیہ کے ہاتہ سے چند مرتبہ لوٹا گیا مگر شاہان چغتائیہ کے وقت اسکی آبادی بہی ترقی پر تہی
اور شہر کے باہر بہی دور دور تک آبادی اسکی ترقی پر پہیل گئی تہی سکہون نے چند مرتبہ لوٹ کر برباد و
ویران کردیا اور صرف شہر پناہ کے اندر اندر کچہہ خفیف سی آبادی رہگئی آخر جب رانی لچہمن کنور رئیسہ یہانکی
مرگئی تو یہہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ مین آگیا اوسوقت سے جبکہ لارنس صاحب بہادر اسسٹنٹ پولٹیکل
اجنٹ کے اسکی آبادی مین ترقی ہوئی گویا سرے سے شہر آباد ہوا نئے بازار بنائے اور نئی قلعہ بنایا گیا قلعہ کے
برج نہایت مضبوط اور دیوارین مستحکم تعمیر ہوئین اور اسمین میگزین رکہا گیا سینکڑون ساہوکار مالدار مہاجن
سوداگرون نے شہر مین دکانین جاری کین یہان سوداگرون کا مال اب دور دور تک جاتا ہے دریا
کے ذریعہ سے مال سندہ و بہاولپور تک جاتا ہے سواے دریا کے خشکی کے راستہ بہی سوداگرون کی آمد و رفت
ہوتی ہے اور لاہور و امرتسر دہلی پشاور و کابل کو یہان سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی لچہمن کنور کے
مرنے کے بعد رنجیت سنگہ اس شہر کے قبضہ کا دعویدار ہوا مگر قبضہ نہ ہوا ۱۸۳۸ء مین لارڈ آکلنڈ صاحب گورنر جنرل
یہان آئے اور رنجیت سنگہ کو لاہور سے ملاقات کیواسطے بلایا اور اسمین دوستانہ ملاقاتین ہوئین جسکے
انگریزی نے افغانستان کی مہم کی تو کل فوج کو یہان جمع کرکے افغانستان کو مامور کیا بعد ازان ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء تک
اس شہر کے قریب ہنگامہ آرائی فوج سکہون و انگریزون کے ہوئی آخر بعد فتحیابی کے ایک مکان عالیشان یادگار
اون انگریزون کا یہان بنایا گیا جو سکہون کی لڑائی مین کام آئے تہے اور شہر مین ہر ایک قسم کے لوگ کچہہ

سے تینتیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے یہان چھوٹا سا بازار اور چند دوکانین ہین اور قصبہ مین بارہ کوئین ہین
جو بیس پچیس فیٹ تک گہرے ہین ملک متعلقہ اسکا بہی بسبب آبادو زرخیز ہے ریگستان یہان بہت کم ہے کشن گڑھ
قصبہ فیروزپور مین ہے گانو اوس سڑک پر جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بفاصلہ پچیس میل
کے آباد ہے آبادی اسکی ستلج کے بائین کنارے پر اور زراعت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ
اسکا کلکتہ سے بسمت شمال و مغرب ایکہزار ایکسو چوبیس میل کا شمار ہوتا ہے علی کی یہہ قصبہ ستلج کے پار کے علاقہ
مین دریا سے بفاصلہ چہہ میل کے آباد ہے اس مقام پر ۱۸ — دسمبر ۱۸۴۵ع کو فوج سکہی اور انگریزی مین سخت
لڑائی ہوئی اگرچہ اس لڑائی مین سکہہ جان توڑ توڑ کر لڑے مگر آخرکار اونکو شکست ہوئی اور بہ اتوپین پچپن
مع کل سامان کے چہوڑ کر بہاگ گئے انگریزون کا نقصان بہی اسمین بہت ہوا پچاس افسرون تک مارے گئے
اور بہت زخمی ہوئے قصبہ چھدوٹ یہہ قصبہ ضلع فیروزپور سے بفاصلہ نو کوس جانب گوشہ جنوب
و جنوب دریاے ستلج کے بائین کنارے پر آباد ہے اور ایک نالہ دریاے ستلج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے
زمانہ گذشتہ مین یہانپر بہی جگہہ آبادی تہی مگر کسی سبب سے ویران ہوچکی تہی قلعہ بہی یہان عالیشان بنا ہوا تہا اور یہہ بہی
نہین معلوم کہ کب گرایا گیا نشان اور بنیادین اوسکی بدستور موجود تہین موجودہ حال کی آبادی سے اول
بہی یہہ جگہہ قلعہ چھدوٹ مشہور رہا یہہ بات معلوم نہین ہوئی کہ چھدوٹ اسکا کسواسطے نام ہے سمت ۱۸۵۹ بکرمی
مین جب نواب قطب الدینخان افغان حاکم قصبہ قصور نے حکومت خودمختاری حاصل کی تو اوسنے اپنے
ریاست کے حدود وسیع کرنے کی فکر میں دریاے ستلج سے عبور کرکے یہہ جگہہ اپنے تصرف مین کرلیا اور اس جگہہ
پر اسنے قلعہ کے نشان اور بنیاد پر نیا قلعہ بنوایا اور اسمین اپنی فوج اور تہانہ قایم کیا اوس روز سے
اس قصبہ کی آبادی کی گرد او دن بدن شاداب ہوتی ہوئی سلطنت انگریزی مین جب نواب کو بعد جنگ و جدال مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے قصور سے بیدخل کردیا تو نواب اس مقام پر [illegible] جنکا مفصل ذکر ریاستون کے حصہ مین
تحریر ہوچکا ہے جب نواب نے خود اس جگہہ کو مسکن بنالیا تو آبادی اسکی ترقی مین آئی چنانچہ اوسوقت
سے اب تک برابر آباد ہے مردم شماری اس قصبہ کی دوہزار پانسو دس اور خانہ شماری چہہ سو سولہ ہے
چوبازار ایک قسم کا ہوتا ہے شہر کی شکل مربع ہے اور چارون کونون پر چار برج ہین اور شرقی و غربی دو
دروازے ہین عمارت معمولی پختہ اور تہوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فصیل بہی موجود ہے قلعہ موجودہ اگرچہ
پہلے اچہا بنایا گیا تہا مگر اب خستہ ہو رہا ہے شمالی دیوار تمام و کمال بسبب طغیانی نالہ دریاے ستلج کے مسمار
ہوگئی ہے اور باقی تینون دیوارین مرمت طلب ہین قلعہ کے اندر کے مکانات بہی شکستہ و خستہ ہو رہے ہین
سواے ایک کوٹہی کے جسمین نواب صاحب سکونت پذیر ہے وہ البتہ لایق رہنے کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ

نسے شمال مغرب کی طرف اٹھارہ ایکسو اسی میل کا ہے موضع کڑھی یہہ ایک موضع متعلق ریاست ممدوٹ
کے ضلع فیروزپور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھہ کوس کے آباد ہے پرانی آبادی اسکی اُجڑ چکی تھی ایکسو اٹھاون برس
کے عرصہ سے مسمیان وزیر و دریام زمینداران قوم ڈوگر نے اسکو پھر آباد کیا چونکہ اونکا خاندان ڈوگران کڑھی
مشہور تھا گانوکا نام بھی کڑھی رکھا گیا زمینداران قوم ارائین بھی اسمین بستے ہین سکہائے دیہہ سب آسودہ حال
ہین عمارت تمام موضع کی خام ہے سوائے ایک پرانی مسجد زمانہ سلف کے کہ وہ پختہ بنی ہوئی ہے اٹھارہ اکتیس
اسکی مردم شماری ہے اور دو سو اٹھاون گھر ہین موضع پنجہ ریاست ممدوٹ کے متعلق یہہ ایک قصبہ
شہر فیروزپور سے بفاصلہ تین کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑھ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گانوکو پرانے کسی
زمانے کی آبادی کے نشان پر مسمی پنجہ قوم ڈوگر نے آباد کیا رئیس ممدوٹ نے یہہ جگہہ ایک قلعہ بھی بنا یا اور
رونق بڑہانے کی خاطر سے باغ لگوایا سات سو اٹھاسی اس گانوکی مردم شماری ہے اور ایکسو چوراسی مکان
ہین موضع بھنی والہ یہہ گانو متعلق ریاست ممدوٹ کے فیروزپور مقام ضلع سے بفاصلہ تین کوس
کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف آباد ہے پہلے یہان ایک چھپڑ یعنی چھوٹی سی جھیل ہوتی تھی اور وہ چھپڑ کسی بھنی
عورت کا کہودوایا ہوا تھا اسواسطے بھنی والا چھپڑ کہلاتا تھا عرصہ ایکسو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی یہہ دکہنا
قوم راجپوت بھٹی و مسمیان شاہ دین و شاہ صدرالدین قوم سید ساکنان حجرہ شاہ مقیم نے ملکر اوس چھپڑ کے پار
یہہ گانو آباد کیا اور رتو کہنو نام رکہا مگر وہ نام قایم نہ رہا اور وہی چھپڑ کے نام سے یہہ موضع بھنی والہ مشہور ہوا سنہ [illegible]
مین جب پنجاب مین قحط پڑ گیا تو مالکان دیہہ ہذا نے اوٹھکر حجرہ کو چلے گئے اور چند سال گانو ویران پڑا رہا پھر
نواب قطب الدین خان قصوریہ نے اس گانوکو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہان سکونت کرنے کی اجازت
دی اب بھی نواب ممدوح کی اولاد پانچ روپیہ فیصدی حق تعلقداری اس گانو سے وصول کرتے ہین برتن
مٹی کے اس گانو مین اچھے بنتے ہین اور گڑ بھی اچھا بنایا جاتا ہے عمارت اس گانوکی خام ہے مگر پہلے نواب صاحب
کا بنوایا ہوا ایک پختہ قلعہ یہان موجود تھا وہ اب مسمار ہو چکا ہے چہ سو پینسٹھہ اس گانوکی مردم شماری ہے
اور ایکسو سترہ گھر ہین موضع کہوسا یہہ گانو شہر فیروزپور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تین کوس کے
آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا گذرا ہوگا کہ مسمیان کہنا و محمد وغیرہ راجپوتان نے پہلے آبادی ویران شدہ کے
نشان پر یہہ گانو آباد کیا تھا سمت ۱۸۲۰ بکرمی مین اس گانو کے مالکون کی موضع کہوسا کے مالکون کے ساتھہ لڑائی
ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گانو کے رشتہ دار اسلیے آخر یہان سے بہاولپور کے علاقہ مین چلے گئے اور اس گانو
مین مسمی سہنا قوم شیخ نے باجازت نواب قطب الدین خان کے سکونت کی اور بعد آٹھہ سال کے نواب نے اسکو بجرم
اسبات کے کہ وہ رہزنی کرتا تھا یہان سے نکالدیا اور پہر محمد وغیرہ مالکان سابق کو طلب کرکر اسمین آباد کیا اور روز افزون

دوسینہ مار لیا کہ اب تک اونہین کی اولاد قابض ہے سات سو ستانوین اسمین آدمی بستے ہین اور اکسو نوے
خانہ شماری ہے زمیندار یہان کے مالدار مشہور ہین **موضع بگی کی** مقام فیروزپور سے بسمت جنوب بفاصلہ
تئیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے دریاے ستلج اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دو سو پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہے کہ مسمی لنگا قوم ڈوگر نے موضع بالگیان دوگران علاقہ پاک پتن سے آکر یہہ گانو پہلے آبادی ویران
شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بگی کے رکہا سمت ۱۹۳۹ بکرمی تک برابر آباد رہا پہر بسبب
قحط سالی کے ویران ہوگیا بعد ازان جب بمقام سرساوات جمرہ کی حکومت ہوئی تو انکی اجازت سے
دوبارہ اس گانو کو مسمیان منصور و گولو و مالی و نگہا و قطبا ڈوگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چہہ سات
برس کے بعد دریا برد ہوگئی سمت ۱۹۰۲ مین پہر اونہین مالکون نے موجودہ حال کی آبادی کرلی تین سو چہتر
آدمی یہان بستے ہین اور اٹہاسی خانہ شماری ہے **موضع امیر** جنوب کی سمت شہر فیروزپور کے بفاصلہ
پچیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے پہلی امیر قوم بودلہ نے پہلے یہان آکر آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام بہی امیر رکہا
چند سال بعد وہ یہان سے چلا گیا پہر سمت ۱۹۰۶ بکرمی مین جمشیر وجیوا ارائیون نے اسمین سکونت اختیار کی تب سے
اونہین کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جمال الدین خان
قصوریہ نے یہان بنوایا اور بنام لگوایا تہا وہ اب مسمار ہوچکا ہے پانسو اڑتالیس اسکی مردم شماری اور
چورانوین خانہ شماری ہے **موضع خیر بگی** یہہ گانو مقام فیروزپور سے بفاصلہ پچیس کوس کے بسمت
غرب جنوب آباد ہے جوئیہ وغیرہ زمینداران قوم ڈوگر نے بعرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ اونکے
بزرگ کا نام خیرا تہا اوسکے نام پر اسکا نام بہی خیر بگی رکہا پہر بعرصہ پچاس برس کے زمینداران اس گانو کے
بسبب ظلم و تعدی نواب جمال الدین خان کے یہان سے اوٹہہ کر موضع روڑانوالہ مین جا رہے اونکے
جانے کے بعد نواب نے مسمی امیر چند کہتری کو مالکیت اس گانو کی بخشدی چند سال وہ قابض رہا اور چہہ سات
برس کے بعد نواب نے پہر اصلی مالکان کو بلا کر دوبارہ اسمین آباد کیا جو اب تک قابض ہین تین سو چہتر
اسکی مردم شماری اور چہتر تعداد مکانات کی ہے **موضع لکہو کے پیر ابراہیم** یہہ گانو فیروزپور سے
بطرف جنوب بفاصلہ آٹہہ کوس کے آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا ہوا ہوگا کہ مسمیان صالح و سلیم و حسین
قوم جگرائی نے موضع الفو سے اوٹہہ کر یہہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے اجڑی ہوئی آبادی کے مقام پر
قایم کی اور نام اوسکا اپنے بزرگ ابراہیم کے نام پر لکہو کی ابراہیم رکہا مولوی بارک اللہ جو وہان کے
مدرسہ کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو مین رہتا ہے اوسکے رونق اس گانو کی اچہی ہے اوسکا بیٹا
حافظ محمد اپنے باپ کا جانشین ہے اوسنے پنجابی زبان مین بہت سی کتابین تفسیر وغیرہ تصنیف کی ہین

تالاب مشہور کانونی والہ موجود تھا اسواسطے اسگانو کا نام بہی کانونی مشہور ہوگیا دوسو پچیس اس گانو کے گہر اور ایکہزار تین سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع ملن** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے بفاصلہ بارہ کوس جانب شرق آباد ہے بانی اسکے مسمیان ملن و تایا دو بہوسیا جاٹ تہے اور ملن جو سب سے بڑا تہا اسکے نام پر گانو کا نام رکہا گیا زمینداری اب بہی اس گانو مین بانیان کی اولاد کی ہے اور گانو مسمیان بہول سنگہ و تلوک سنگہ سوڈہیان کی جاگیر مین تاحین حیات ہے تین سو چہیاسٹھ اسکے گہر اور ایکہزار پانسو اٹہائیس مردم شماری ہے اور عمارت گانو کی تمام صرف چار مکان پختہ ہین **حجی پاکہی** ستلج کے پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل اوس سڑک پر جو فیروزپور سے مدہوکی کو جاتی ہے پانچ میل فیروزپور سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین تہا اب انگریزی سلطنت کے شامل ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و فرید کوٹ ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے فقط **شیرخان والہ** ستلج پار کے ملک مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے نو میل شرق کی طرف فیروزپور کے واقع ہے اسمین چہوٹا سا بازار اور چند دکانین ہین اور غلہ کی فراط ہے زراعتون کو کے کنوون سے جو تیس فٹ تک گہرے ہین پانی دیا جاتا ہے گرد کا ملک اسکا نہر اور جنگل سے...

پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور وہان کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گہاٹیون و درون و دریاؤن و جہیلون و گانون کے ذکر مین۔

کوہ ہمالہ ایک بڑا مجموعہ پہاڑون کا بتقاعدہ ٹہرے خط کے طریق پر کوہ ہندوکش سے جہان دریاے سندہ بہتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام ہندکے شمالی سمت کو پہیلتا ہوا دریاے برہم پوتر تک چلا جاتا ہے اسمین بڑے بڑے دریا و قلعہ و کانین و ریاستین و شہر و قصبے و گہاٹیان واقع ہین اور چہوٹے ندیون و نالون و چشمون و جہیلون کا کچہہ شمار نہین ہے بہلا بڑا دریا شرقی حصہ ہند مین برہم پوتر اس پہاڑ سے نکلکر بہتا ہوا بنگالہ اور دریا آسکے مددگار ہین دوسرا دریا گنگا ہے اسکی مددگار دریاے جمنا و گہاگرہ و گنڈک و کوسی و تستا پانچ دریا ہین تیسرا دریا سندہ ہندوستان کے غربی سرحد مین جاری ہین اسمین دریاے جہلم و چناب و راوی و بیاس و ستلج جو مشہور شہور دریا پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتے ہین بلندی اس پہاڑ کی قطارون کی کم سے کم اٹہارہ ہزار فیٹ یا بیس ہزار ہے مگر یہہ بلندیان درجہ بدرجہ اس پہاڑ کی انجام کی طرف کم ہوتی جاتی ہین اور دنیا کے تمام پہاڑون سے اسکی بلندیان زیادہ تر بلند ہین اور ناہمواری اسمین بہت ہے اس پہاڑ کی

اندر سے جسقدر راستے وشہر کہین نکلتی ہین اونکو درہ بولتے ہین اور یہہ درہ سوا سے تہوڑے سے ہمو درون
کے سترہ یا اٹہارہ ہزار فیٹ کی بلندی رکہتے ہین اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکہا جاسے تو طوالت ہوتی ہے
اسواسطے مختصر حال اوس حصہ کا جو دریاے ستلج کے بائین کنارے سے جمنا کے دہنے کنارے تک
واقع ہے اس تقسیم مین درج ہوتا ہے اور ستلج کے دہنے کنارے سے لداخ وتبت وکشمیر وکوہ کابل وکوہ
سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ مین اس کتاب کے تحریر ہوگا انشا اللہ تعالی یہہ ملک پہلے راجپوت راجون
باختیار کے قبضہ مین تہا کسیکی یہہ زیر حکم ومطیع نہ تہے عمل دخل سرکار انگریزی کا اس علاقہ مین اسطرح ہوا
کہ جس زمانہ مین راجہ نیپال نے فوج اپنے کی گورکہہ پلٹنین بہ سالاری امرسنگہ تہاپہ پہاڑی ملک کی فتح کیواسطے
مامور کین کے تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوے کانگڑہ تک جا پہونچا اور راجہ سنسار چند مدت تک کانگڑہ
کے قلعہ مین محصور رہکر بہت تنگ آیا تو اوسنے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے
بلایا جب وہ آیا تو اوسنے کل گورکہہ فوج کو ستلج پار اوتار دیا اوسوقت ستلج پار کے بعض راجون نے
جو گورکہون کے ہاتہ سے بہت تنگ اور اپنی اپنی ریاست سے بیدخل ہوچکے تہے صاحبان انگریزی کی
خدمت مین مستدعی امداد کے ہوے تو سرکار کمپنی کے حکم سے جنرل اوکٹرلونی صاحب معہ فوج دریا موج
اسملک مین آے اور ۱۸۱۴ء مین بوقت شروع ہونے ہنگامہ کے ایک اشتہار کل راجون اور رئیسون کے
نام بایں مضمون جاری فرمایا کہ تم سب راجون ورئیسون مین سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت
اوٹہاویگا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاویگا اور آئندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی
بوقت حملہ کسی دشمن کے اوسکی معین ومددگار رہیگی پس کل رئیسون مین سے بعض توفی الفور بلاتامل
حاضر ہوگئے اور بعض گورکہون کے خوف کے مارے غیر حاضر رہے اور بعض اس بات مین متامل ومتوقف
رہے اور چاہا کہ کسطرح فریقین سے بچے رہے اور بعض نے سرکار کی قول پر اعتماد نکیا اور ڈرے کہ شاید
کہ ایک ظالم کے ہاتہ سے چہوٹ کر دوسرے زبردست کے پنجہ مین گرفتار آوین آخر جب انگریزون کا
لشکر گورکہون پر فتحیاب ہوا تو سب کے دل سے وہم اور وسواس دور ہوے اور کل رئیسون نے بالاتفاق
اطاعت منظور کی اور امان پائی اوسوقت ایک حصہ گڈھوال کی ریاست کا اوسکے راجہ کو جو بہاگ
گیا ہوا تہا دیکر باقی علاقہ اوسکا شرقی ضلع کے ساتہہ شامل ہوا اور یہہ ملک وریاست سٹالکنی والکہہ شندا
گر سنمول کے مقام سے معہ ڈبرکہ دون کے پرگنہ رائی گڈہ وسباٹو وسوا و پرگنہ ... وکہ جہان انگریزی
فوج کی چہاونی قرار پائی تہی انگریزون نے اپنے پاس رکہلی در ریاست ... دلی کا کل علاقہ بعوض ... کے
مالون کی انگریزون نے راجہ نالہ گڈہ یا ہندور کو دیدیا ریاست کہیاٹ کا علاقہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ...

کچھہ حصہ ملک کا تو باخذ نذرانہ پٹیالہ کے راجہ کو ملا اور باقی کا ملک اوس ریاست کا انگریزون نے اپنے پاس
رکھا کیونکہ حقیقی وارث اوسکا کوئی نہین رہا تھا اور جو ایک شخص منجملہ رشتہ داران راجہ بگھاٹ کے
دعویدار ریاست کا ہوا تو اوسکو سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ حکم ملا کہ اسمین تمہارا کچھہ حق نہین ہے اور آیندہ جسکو سرکار کچھہ
علاقہ دیویگی تو سند کے ذریعہ سے دیگی بلکہ کل رئیسون کے واسطے یہہ عام حکم ہوگیا کہ آیندہ سوانے
وارثان حقیقی کے کسی رشتہ دار کے حق پر کچھہ لحاظ نہوگا اور جو رئیس لاولد مرجاویگا ریاست اوسکی سرکار مین
ضبط ہوگی اور کیونتھل کی ریاست مین سے بھی کچھہ ملک راجہ پٹیالہ کو بنذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معاف
ہو واگذار ہوا اور رامپور گدہ کا علاقہ کیونتھل کے راجہ کو دیکر کوہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور
ریاست کوٹہکائی مدت کے بعد بسبب موجود ہونے کسی دعویدار کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی
اور ریاست اوتھراک کی جسکو ٹہراک بھی کہتے ہین دس برس تک واگذار رہی بعد ازان جب رئیس انکا
لاولد مرگیا تو بسبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار مین ضبط ہوئی اور بعد ضبطی جبل کی ریاست کے
شامل کردی گئی اب اسوقت جو ریاستین موجود ہین اونکے نام یہہ ہین ریاست بہاگل بگھاٹ بیجی بلسن
بسوہر یا بوشہر دہامی دہور کوٹی گدہ وال منڈہ وریا ناگدہ جبل کیونتھل کنارسین کنی ہار کوٹہار
کہلور یا بلاسپور منی مزرعہ منگل مہلوگ سرمور نامن کل سطح ان ریاستون کا دس ہزار چون میل مربع
اور کل آبادی پانچ لاکھہ اکتیس ہزار بیس آدمی کی ہے **شملہ** یہہ ایک انگریزی آرامگاہ کوہ
ہمالیہ کے نچلے یا جنوبی حصہ مین ستلج اور دریاے گری کے درمیان لاہور سے ڈیڑہ سو میل جنوب مشرق
کے سمت کو اوس سڑک پر جو سباتو سے کوٹ گدہ کو جاتی ہے سباتو سے شمال مشرق کو بارہ میل واقع ہے
یہہ آبادی انبالہ کی کمشنری کے متعلق ہے اور انبالہ سے بیتالیس میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی
ہے اور کالکا سے شملہ تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے بارکین و مکانات جو صاحبان انگریز نے یہان اپنے
آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہین وہ ایک پہاڑ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہین اور بیقاعدہ اسواسطے
ہین کہ جس مقام پر کسیکو کچھہ ہموار زمین مل گئی وہان ہی اوسنے بارک بنوالی ہین سواے اونکی چند مکانات
شملہ کے پہاڑ کے شمال کی طرف پہاڑ کی بنیاد مین بھی آباد ہین اس پہاڑ کے مشرقی انجام کو کوہ شملہ بولتے ہین
مغرب کی طرف اوسکے بازار چہاونی کا آباد ہے اس پہاڑ کا جو حصہ جسکو کہ پہاڑ کی سمت کو ہے وہ جنگل سے
بہرا ہوا ہے وہان لکڑی بہت ہی کم ہے اس چہاونی کے مکانات کے بننے مین بہت خرچ ہوچکی ہے اخیر
پہاڑ کے مغرب کی طرف کے انجام کی طرف ایک اور پہاڑ ہے جو جسکو کہ پہاڑ سے پست ہے بخلاف کوہ شملہ
کے کہ وہ چار سو فیٹ اوس سے اونچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کی سمت کو سیاہ وڈ بلوین و گہری کہائی ہے جنگل

کہتے ہین کہ یہہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چیڑ کے درختون سے بہرا ہوا ہے اوسکے پرے جنوب مغرب کی طرف کو
سباتو کے پہاڑ نظر آتے ہین اور زیادہ تر آگے بڑہین تو ہندوستان کے میدان دکہائی دیتے ہین جنکی درمیان
دریائے ستلج لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی پے در پے قطارین پہاڑون کی
ایک دوسرے کے اوپر برفون سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہین صاف موسم مین یہہ چوٹیان پہاڑون کی
جو اصل مین انمین بعض ساٹھہ ساٹھہ ستر ستر کوس کے فاصلہ پر ہین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا یہہ آٹھہ آٹھہ
میل کے فاصلہ پر ہین اور برف کے سبب تمام میدان اونکے سفید وشفاف چمکتے ہوئے دکہائی دیتے ہین
جب شملہ کے پہاڑ کی آخیر بلندی پر پہونچین تو آب وہوا وہان کی سخت وناگوار معلوم ہوتی ہے اور برف کے
پہاڑ بہت بلند جو گویا آسمان مین دہوپ کے سبب چمکتے ہین اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انہین ندیان
بہتی ہوئی عجب سیر دکہلاتے ہین اون پہاڑون مین سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہین اور سرسبز
پہاڑ مین درخت سرو و زیتون و چیڑ وغیرہ کثرت سے ہین آلو و مٹر وغیرہ ترکاریان بہی بہت ہوتی ہین
اور طرح طرح کی رنگارنگ قدرتی پہول عجب بہار دکہاتے ہین ہرن جنگلی اور عام ہرن سینکڑون قسم کے جنگلی
بکریان اور اوڑنے والے کلہریان رینڈ رو لنگور شیر چیتے ریچہہ چرخ لومڑ وغیرہ جانور وہان بہتایت
ہین اگرچہ میوہ بہی وہان طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین مگر آلو وہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب وہوا اس
پہاڑ کی اگرچہ ٹہنڈی ہے مگر طبیعتون کے برخلاف نہین ہے سردی کا موسم یہان سخت ہوتا ہے برف بہی گرتی ہے
دولتمند لوگون نے یہان کوٹہیان بیشمار بنائی ہوئی ہین جو کرایہ پر دیتے ہین اسکے بازار مین ہر ایک طرح کی
چیز میسر ہوسکتی ہے آبادی یہان کی ہموار سطح نہین ہے نیچے اوپر مکانات بنے ہین جس سال کہ نواب گورنر جنرل
بہادر کشور ہند وکمانڈر انچیف صاحب سپہ سالار یہان آجاتے ہین تو بڑی رونق ہوجاتی ہے اور سوداگرون
کو بہی نفع ملتا ہے۔ پہلے پہل ۱۸۱۹ء مین لفٹنٹ روس صاحب انگریز نے گرمی مین یہان رہنا اختیار کیا اور
ایک کوٹہی خام عمارت کی چہپر چہپر ڈالا گیا تہا بنوائی پہر ۱۸۲۲ء مین یہان پختہ عمارت کی کوٹہی کپتان کنیڈی صاحب
نے تعمیر کی اوس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی مین ترقی ہے
صاحبان انگریز نے انہین چندہ سے کرکے سولہ ہزار روپیہ جمع کیا اور پانچہزار روپیہ سرکار سے لیکر پہاڑ
ایک عالیشان گرجا بنایا ضلع شملہ مین کچہہ تو ملک مہاراجہ پٹیالہ والہ اور کچہہ کیونتہل کے راجہ سے لیکر بنایا
گیا ہے اور ان علاقون کے عوض مین اونکو اور علاقجات سرکار سے عطا ہوئی کل آبادی اس ضلع
کی چہتیس ہزار آٹہہ سو اٹہاون ۳۶۸۵۸ ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شملہ سات ہزار
آٹہہ سو چہیاسٹہہ فٹ سمندر کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب ایک ہزار

ستانوین میل کا راہ کرنال وسپاٹو کے شمار مین آتا ہے اس ضلع مین شملہ وسپاٹو وڈگسائی کسولی بنا سبر بڑے
مقام ہین کوہ سپاٹو وکسولی اور ڈگسائی مین گورہ فوج رہتی ہے کہ آب وہوا وہانکی اونکو آرام وتندرستی
بخشتی ہے خاص کچہری صاحب ضلع کی شملہ مین ہوتی ہے اور چار تحصیلدار بمقام کوٹ کہائی وشملہ وبہروکی
وبگہاٹ علیحدہ علیحدہ پرگنون مین تحصیل کا کام کرتے ہین مفسدہ دہلی کے وقت شملہ مین جناب
کمانڈر انچیف صاحب بہادر تشریف رکھتے تھے اور پہلی اور دوسری پلٹن فیوزلیر صاحب اور گورکہیہ پلٹن
جسکو نصیری پلٹن کہتے تھے بمقام جتوگ رہتی تھی اور ایک گارد گورکہیہ پلٹن کا کسولی مین مامور تھا دہلی
کے مفسدے سے چند روز پہلے ان پلٹن والون کو خبر ملی کہ سرکار کا یہہ منشا ہے کہ چربی کے کارتوس دیکر
انکا دین بدل دین یہہ بات سنکر وہ افسرون کی خدمت مین مستدعی ہوئے کہ وہ کارتوس اونکو دکہلائے جاوین
مگر یہہ درخواست اونکی نامنظور ہوئی اسلئے وہ بھڑک اٹھے اور سکہہ زین کے محافظون کو سبزیت کرکے اونکا [illegible]
اور بڑا شور وغوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیون نے جو قریب اسی سپاہی کی تھی بڑی رقم خزانہ کی کسولی سے
لیکر خلاف حکم سرکار کے کوچ کر آئی اور جتوگ کے مقام پر آکر اپنی پلٹن کے شامل ہوگئی اوسوقت پاک صاحب
اوس پلٹن کے کپتان افسر نے اونکو فہمائش کی اور فساد کرنے سے منع کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب
شرک کے سپرنٹنڈنٹ نے اونکو بہت سمجھایا آخر کار پلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخواست کی
کہ جو دو آدمی تمہ آغاز مفسدہ مین ہماری پلٹن سے برخاست ہوئے ہین وہ بحال ہوجاوین اور بقایا ہماری
تنخواہ کا ملجاوے اور گناہ ہمارا بخشا جاوے چنانچہ یہہ درخواستین اونکی منظور ہوئین مگر وہ گارد کسولی
سے خزانہ لیکر آئے تھے اور خزانہ مین بھی اونہون نے دست اندازی کی تھی اونکا قصور معاف ہوا اس پلٹن
کے مفسدہ کے وقت شملہ مین سخت گہبراہٹ وتزلزل پیدا ہوا اور کل انگریز شملہ کو چہوڑ کر بہاگ گئے اور پہاڑون
مین جاکر چہپ گئے اور بعض راجون اور رئیسون کے پاس جاکر پناہ گزین ہوئے اور رئیسون نے بڑی خاطرین اور
مہمان نوازیان کین اور بہت سے ڈگسائی وسپاٹو کے مقام پر پہونچ گئے جب گورکہیہ پلٹن مطیع ہوگئی تو سب
صاحب اپنی اپنی جگہہ آکر آرام پذیر ہوئے وہ خزانہ گورکہیہ پلٹن سے لیکر پولیس کے سپاہیون کے سپرد ہوا اور جو
حصہ لئے ہوئے خزانہ کا بہی دستیاب ہوگیا بعض ہندوستانی افسر جو اوس پلٹن مین تھے اور اونہین کی
شرارت سے یہہ فساد گورکہون نے کیا تہا اونمین سے بہتون نے تو خودکشی کی اور بعض سزا یاب ہوئے
اوسوقت پہاڑی راجے وسردار وجاگیر دارون کی سرکار پر خیرخواہی ووفاداری ظاہر ہوئی اور جو
حقیقت خلل ظاہر ہوا وہ ہندوستانیون کے سبب ہوا تہا کوہ کسولی یہہ ایک انگریزی علاقہ اور فوج
رہنے کا مقام [illegible] پہاڑ [illegible] شملہ کو [illegible] اور شرک سے چودہ میل [illegible]

فاصلہ پر واقع ہے اور یہ ٹیلہ پہاڑ کا پانچ میل دور مین ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فیٹ کی ہے اوپر کا حصہ
اسکا ہموار زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیلہ نہین ہے میدان سے جب اسپر چڑہتے ہین تو باعث سیدہی
ہونے اور دقت کے چڑہنے مین مشکل ہوتی ہے اور جو سڑک کہ کوہ شملہ سے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے
ڈہلوان سے گذرتی ہے شمالی طرف اس پہاڑ کے کم ڈہلوان ہے اور ڈہلوان اسکا دریاے گنبر کے مقام تک
جاتا ہے کسولی کا مقام اگر سڑک سیدہی ہو تو اسکے اور شملہ کے درمیان بیس میل کا فاصلہ ہے اور بلندی
دونو پہاڑون کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پولی ہے لکڑی چیڑ و توت وغیرہ کی اس پہاڑ مین
بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمین کم ہین اور بسبب پولی ہونے زمین کے بارش کا پانی اسمین جذب ہو جاتا ہے
اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ مین کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہین سو میدان سے
دور پہاڑ کی ڈہلوان مین ہین اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہی کہ وہان تالاب بہی بن نہین سکتا اور نہ کنوان
کہد سکتا ہے اسواسطے بیلون اور قاطرون پر پانی لاد کر سوا میل نیچے سے اوپر لیجاتے ہین کاشتکاری بہی انہی
اون گہاٹیون کے جہان پانی مل سکتا ہے اور کہین نہین ہوتی اور کاشتکاری کی زمینین درجہ بدرجہ ایک دوسرے
سے اور دوسرے تیسرے سے نیچے اوپر ہین اور اونمین پیداوار شالی و گیہون و چنے و ماش و ادرک
و تاراسیرا و ہلدی و آلو و پیاز وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے اور سال بہر مین دو فصل بوئے جاتے ہین اس
پہاڑ کے اوپر چڑہ کر جنوب مغرب کیطرف دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور ہند کے میدان اور
دریاے ستلج کی سیر خوب نظر آتی ہے دوسری طرف اسکے جمنا دریا بہتا ہوا بڑی شان سے نظر آتا ہے اور
دوسری طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑون سوریج گڈہ و بلاسپور وغیرہ بلند دکہائی دیتا ہے اور کوہ ڈاکو
و شملہ کی بہی اسمقام سے بڑی بہار و سیر معلوم ہوتی ہے شمال مشرق کیطرف اسکے کوہ بگہاٹ وغیرہ سبز دکہاتے ہین اور شرق کیطرف
اسکے اگر دیکہین تو برف نظر نہین آتی مگر ایک عجب پہاڑ ہرا بہرا پہاڑ نیچا اونچا دکہائی دیتا ہے جسکے اندر اچہے اچہے سرسبز و
سیراب میدان واقع ہین جنوب کی سمت کو جہان تک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانون کی سیر ہے غرض
یہہ پہاڑ ہر طرح عشرتگاہ و عیش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہی بارکین فوج کے رہنے اور افسرون کی
رہائش کے مقام یہان معقول بنے ہوئے ہین اور ایک گرجا گہر بہی تعمیر ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کی سمت کو کلکتہ سے ایکہزار اونتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ شملہ کے ضلع کے ماتحت ہے ڈپٹی کمشنر صاحب
شملہ کا یہان کام کرتا ہے سباتو یہہ ایک قلعہ اور چہاونی اور پرگنہ ماتحت شملہ کے ضلع کے ہے
پہلے اسکا کل علاقہ کیونتہل کے راجہ کے ماتحت تہا سرکار انگریزی نے انہیں کے کرنے لڑائی گورکہیان
سنہ ۱۸۱۵ء مین اپنے پاس رکہہ لیا اور راجہ کیونتہل کو اوسکے عوض مین اور علاقہ دیدیا تہا اس علاقہ کے

مغرب کو کوٹھار ہے اور تمام طرفون پر کوہ بندی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے
جو پہاڑ اسکے نواح مین ہین اونکی بلندیان ایکہزار چہ سو سے لیکر آٹھہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی
ہین جنوب کی سمت کو یہہ علاقہ کہلا ہوا ہے قلعہ اسکا ایکہزار ایکسو فیٹ بلند دسنے کنارے سے دریا کے کنارے
ہے جسکی عمارت پختہ و مستحکم بنی ہوئی ہے گرد سے کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑہتی
جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستون کے لوگ جو اسکے پاس پاس بستے ہین یہان آکر رہتے ہین اور محنت مزدوری کے
اونکو بکثرت ملجاتی ہے علاوہ اسکے بسبب رہنے فوج انگریزی کے ہر ایک چیز یہان میسر ہو سکتی ہے اور ہر
قسم کا آدمی اپنا ہنر و پیشہ وحرفہ چلا سکتا ہے کاشتکاری بھی یہان بڑی محنت و عقل کے ساتھہ ڈہلوین قطارون
کے اوپر ایک دوسرے سے نیچے اوپر ہوتی ہے اور جو ہموار زمین دریا کے کنارون پر ہے اوسمین دہان
بوئے جاتے ہین چانول یہان کے بڑے افضل و باریک خوشبودار ہوتے ہین سواے چانولون کے اور طرح کی
جنسین گندم جو مکی کئی قسم کی ادرک روئی افیون تماکو تیل مرچ بہنگ وغیرہ نباتات اور میوون سے
آڑو اکہروٹ سیب کئی قسم کی ناشپاتیان رس بہری خربوزہ وغیرہ بشمار پیدا ہوتے ہین بلند زمین پہاڑ
صاف و بنجر پڑی ہین درخت بہت کم وقلیل نہین ہوتا سوا ئے شمالی حصہ کی گہاٹیون کے جنمین درخت
کی کثرت سے ہین آب و ہوا یہان کی نہایت صحت بخش گرمی یہان سخت نہین ہوتی گرمیون مین مقیاس الحرارت
پاچہیاسٹھہ درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیون مین بہت کم برف پڑتی ہے اسقدر کہ پانی
کے اوپر کسیقدر جماؤ اوسکا ہو جاتا ہے جو پانچ یا چار انچ سے زیادہ موٹی نہین ہوتی اور بہت دیر تک
اوسکو قیام ہوتا ہے پانی یہان چہاونیون کے واسطے ہر ایک موسم مین کافی ملتا ہے البتہ خشک سالی ہو تو
پانی اون چشمون سے لایا جاتا ہے جو پونے میل پر جاری ہین پرانا قلعہ یہان کا اب جیلخانہ بنایا گیا ہے جسمین
چہاؤنی اور شملہ کے ضلع کے قیدی رہتے ہین اسکے قلعہ کا فاصلہ کالکہ سے شمال مغرب کی طرف ایکہزار ... میل
کا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانسو فیٹ ہے ٹہیوگ ضلع شملہ مین یہہ ایک چہوٹی
سی آبادی اور قلعہ اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹگڑہ کو جاتی ہے شملہ سے شرق کیطرف چودہ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے گورکہون کے قبضہ سے پہلے یہہ مقام ایک چہوٹی ریاست کا دار الریاست ماتحت کیونتہل
کی ریاست کے تہا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو تیس آدمی شمار مین آئی تہی بعد ازان جب گورکہون
نے قبضہ پایا تو اونہون نے اپنی فوج کی چہاونی یہان مقرر کی مین بعد جب انگریزون نے کل پہاڑ کے ملک پر
قبضہ پایا تو یہہ علاقہ خاص انگریزی حصہ مین آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار اٹہارہ فیٹ
کی ہے کوٹہکائی یہہ علاقہ ماتحت ضلع شملہ کے دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے پرگنہ اسکا علاقہ

اور تحصیلدار ریاست ہذا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر شملہ کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اِسکے شمال کو علاقہ ریاست
بوشہر و انگریزی علاقہ سند و کہہ شرق مین بوشہر و تروکہہ جنوب مین نپڈ غرب مین بلسن و کنارسین ہے یہہ
علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چہ میل شرقی حصہ مین اِسکے ایک بڑی گہاٹی پہاڑ کی
اونچی ہے اور گہاٹی چوٹی سے ایک پاتی ہوئی وانگ پہونچتی ہے جہان وارتو کا علاقہ شمال پر اور چرکا علاقہ
جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اوس قطعہ کے دریاے گری اور اوسکی امداد گار ندیان جاری
ہین شرق کی طرف اِسکے بہت سی ندیان جو دریاے ستلج مین پڑتی ہین مثل بابر و نتش وغیرہ جاری
ہین اِس پہاڑ سے پتہر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی پہاڑ کے اندر سے دریاے
گری نکلکر بہتا ہے اور پانی اوسکا پتہرون سے ٹکراتا ہوا بہت شور کرتا ہے اوسکے دیکہنے سے ایک عجیب طرح کی
سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کوٹہکائی دریاے گری کے کنارے کی اور پہلے ایک رانا کی ریاست گاہ تہا
جسکو صاحبان انگریز نے گورکہون کے فتح کے بعد یہہ ریاست عطا فرمائی تہی مگر اوس رانا کے ظلم اور تعدی
کے سبب رعایا نے سخت ناراض ہوکر سرکار انگریزی کے حضور مین دادخواہی کی اِس سبب سے سنہ ۱۸۲۸ء مین یہہ
ریاست ضبط ہوکر سرکاری قبضہ مین آگئی اور ایکہزار تین سو روپیہ سالانہ گذارہ رانا کا مقرر ہوا اور
سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اوسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد منہائی اِن دونو رقمونکے
تین ہزار پانچ سو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہہ قصبہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا
بنا ہوا ہے گرد و نواح اِسکے بہی نہایت سرسبز و سیراب بسبب اوس دریاے گری کے ہے جو دہنے کنارے
پر شہر کے بہتا ہے اِس شہر مین بڑی مشہور و بلند دو عمارتین ہین ایک دیوانگاہ اور محل رانا معزول شدہ کا
اور دوسری ایک حویلی کسی "الہ" زمیندار کی اور یہہ دو نو عمارتین بڑی اونچی پہاڑ کے ناکے کے اوپر
بنی ہوئی ہین اور ایک بنگلہ انگریزون کے ٹہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور بستی شہر کی اوس مقام پر
کہ جہان دو چہوٹی ندیان ملکر دریاے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک پہاڑ ایکسو پچاسی
فیٹ سیدہا اونچا اور دوسری طرف ایک لنبا پہاڑ زینہ دار ڈہلوان واقع ہے اور لو و بارن پہاڑ
چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور پایاب ہین اون پر آمد و رفت کیواسطے پل بنا ہوا ہے اگر پل توڑ دیا جاوے
تو دشمن اِس شہر پر قبضہ نہین پاسکتا اور نہ توپخانہ اندر کرسکتا ہے رئیس کے رہنے کا مکان تین منزل بلند
ہے اور ہر ایک منزل نیچے کے منزل سے زیادہ تر بڑہی ہوئی نظر آتی ہے اور آخر چہت کی اوپر دو بنگلے
چین کی عمارت کی قطع پر بنے ہوئے خوشنما نظر آتے ہین اور اونکے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری
کے ساتہہ کیا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پانچہزار پانسو پندرہ فیٹ بلند ہے بلاسپور

یہہ ایک شہر پہاڑی ریاستون کے اندر ماتحت ریاست کہلور کے وہان کے راجہ کا دار الریاست ہی اونچی پر
گذرے ہین کہ یہہ شہر بڑا آباد تھا ایسا کہ اس پہاڑی علاقہ مین کوئی آبادی اسکے ثانی نہ تہی تمام گہر اسکے
پتھر کے اور پتھرون کے بنے ہوئے تھے اور آباد بازار بارونق وکشادہ تہا تجارت کی کثرت تہی مگر جب
گورکہیون کی یورش پہاڑی ملک پر ہوئی تو انہون نے اس شہر کو دو مرتبہ لوٹکر ویران کر دیا اور
مکانات گرا دئیے اسقدر کہ تمام شہر مین سے صرف سو گہر آباد رہگئے پہر جب عملداری انگریزی ہوئی اور
رئیس پہاڑ کا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہر آکر اسمین آباد ہونے لگے اب روز بروز اسکی
آبادی ترقی پر ہے دریاے ستلج اس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا چلتا ہے پہلے عمارت متصل راجہ کی رہنے کی
جو بڑی عالیشان بنی ہوئی تہی وہ بہی گورکہیون نے گرا دی تہی وہ اب پہر بنائی گئی ہین بلندی اس
شہر کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چارسو چھپن فٹ ہی پہلے راجہ کہلور کا اس شہر مین رہتا تہا اب بایش
اوسکی کہلور کے مقام پر ہے ۔ **ریاست کہلور** ۔ یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی سب سے نیچے
قطارون مین واقع ہے جسکے شمال کو دریاے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے
شرق کی طرف ریاست بگل یا بہاگل کے جنوب مین ریاست منڈی و قرب سرحد علاقہ سرہندی اس ریاست کا
کچھہ حصہ جو دونے کنارے دریاے ستلج کے تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے زبردستی سے اس راجہ کے قبضہ
سے چہین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چہہ میل چوڑا اور تیس میل لمبا ہے اور کل علاقہ کیسو
پچاس میل مربع شمار مین آتا ہے بلندی اسکی مختلف ہے مقام سونی جو اٹہارہ میل کہلور کے اوپر ہے تہہ
دریاے ستلج کی دو ہزار دو سو ستر اسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اوس مقام پر دریا
ستلج بلندی سے پستی کو بقدر بیس فٹ فی میل کے آتا ہے وہان سے بایان کنارہ ستلج کا تہوڑی دور تک اسی
درجہ پر ہموار و زرخیز بلاسپور کے مقام تک ہے اور نشیب کی طرف بسمت مغرب میدان متعلقہ اس ریاست کا
لکووال کے مقام تک پہیلتا ہے اور نیچور دون کے حد تک اسکی حد شامل ہوتی ہے تہوڑے فاصلہ پر
دریاے ایک ڈہلوین قطار پہاڑ کی شمال مغرب کی طرف سے چلکر جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہوئی چلی گئی
ہے مقابلہ مین اس قطار کے کوہ مالون کی قطار ہے جو گہری اور مشکل گذار ہے بلندی ان قطارون کی اکثر مقامات
سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار مین آتی ہے اور ان دونو قطارون کے
بیچ میں ایک دریا سے گنبر بہتا ہے اور ایک سخت قلعہ جنگی بائیس گز چوڑا اور اسیقدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے
اس بڑی بلندی کے اوپر اگر چڑہ کر ملک کو دیکہین تو عجب بہید دور دور کے ملکون اور پہاڑون کی نظر آتی
ہے سوا اسکے ان گہاٹون کا زینہ دار میدان اور اسمین دریا کا پانی لہراتا وچکر کہاتا ہوا خوبصورت

خوشنما دکھائی دیتا ہے اور وہ زینہ دار ڈھلوان پہاڑ کی بنیاد سے چوٹیون تک برابر جاتی ہے اور بعض بعض
بلند چوٹیون کے اوپر قلعہ و گڈہیان پختہ بنی ہوئی ہین اور چیڑ اور دیودار کے درختون کی اسقدر کثرت ہی کہ
تمام پہاڑ سبز نظر آتا ہے اور پہاڑی ندیان و چشمہ اسقدر جاری ہین کہ اونکی سیر سے طبیعت انسان کی سیر نہین
ہوتی ہوا اس حصہ پہاڑ کی جو پہاڑ کی بوٹیون کو چاٹ کر آتی ہے نہایت خوشبودار و فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی
پست زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریا سے اونکو پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت
نہین ہے اسمین پتھریلی پتھر اور سرخ رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکنی مٹی ہوتی ہے پیداوار نیچے کے
حصہ کی ملک ... اور اوپر کے حصہ کے ملک کی ساتھ مطابق نہین ہے بارش اس پہاڑ پر خوب ہوتی ہے پیداوار
یہان کی مکی شالی گیہون جو سرسون تل تخو دال ماش ادرک تارامیرا اینگ پوست تماکو لال مرچ اور
میوہ جات صدہا قسم کے آڑو اکھروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہین دریاے ستلج کے سوا
دریاے گنبر ایک اور دریا بہی بہتا ہے جو شمال مغرب کی سمت کوہ مالون سے ہوتا ہوا یہان آتا ہے پہر بیلد طے کرکے
راستہ پانچ میل کے ستلج مین جا گرتا ہے دریاے گنبر کے سواے اور چھوٹی چھوٹی ندیان بہت سی مثل
گمبار و سیر و لونند و جہجر اس علاقہ مین جاری ہین جس سے تمام علاقہ سیراب و شاداب ہوتا ہے اور
نیز ایک بڑی جہیل بہی یہان واقع ہے جسکو کہندالو بولتے ہین کہلور کے راجہ کا پہلے بڑا راج تھا مگر جب مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے اسپر یورش کر کے بہت سا علاقہ اسکا دبا لیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہو گئی مگر ستلج کے
بائین طرف اسنے کچھ اپنی ریاست کو بڑہا لیا اور بارہ ریاستین اور جمعی ایک لاکھ پینتیس ہزار روپیہ
اسکے ماتحت ہو گئین ۱۸۱۴ع مین گورکھون نے غلبہ پاکر راجہ کو مغلوب کیا مگر سرکار انگریزی اور گورکہون
مین اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی اور امر سنگھ سپہ سالار فوج گورکہہ کا مالون کے قلعہ مین محصور ہوا اور
شکست کھائی انگریزون کی فتحیابی کے بعد یہ ملک موجودہ حال پر راجہ کو عطا ہوا آمدنی اسکی ایک لاکھ
دس ہزار روپیہ اور آبادی چونسٹھ ہزار آٹھ سو اڑتالیس آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج
چار سو قریب رہتی ہے ۱۸۵۰ع مین راجہ جگت سنگھ کہلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ
اپنے بیٹے ہیرچند کو اپنا جانشین کرے چنانچہ اجازت ہوئی اور ہیرچند اوسکا وارث قرار پایا اس ریاست
مین بڑے قصبہ بلاسپور و کہلور و نند پور و نکہ وال ہین اور خاص کہلور اس ریاست کا دارالریاست
جو جنوب مغرب کو گھاٹیون کوہ نینا دیوی پر دریاے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے گو کہ آبادی
اسکی چھوٹی ہے مگر بسبب اسکے کہ راجہ خود اس مین رہتا ہے رونق اسمین زیادہ ہے لیکن بلاسپور کی
آبادی اس سے بڑی ہے کہلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایکہزار اکسو تین میل کا شمار ہوتا ہے

ماکھووال کہلور کی ریاست کے اندر دریاے ستلج کے بائین کنارے کے متصل آباد ہے آبادی
اسکی ہموار میدان اور زرخیز زمین مین جو دریاے ستلج اور کوہ نینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے
گھاٹی اس پہاڑ کی بہی اسی ماکھووال کے نام سے موسوم ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی زور کے قوت
کہلور کے راجہ سے یہہ علاقہ چہین لیا تہا مگر انگریزون نے پہر واپس دلا یا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے
سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا ہے **نینا دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہہ ایک اونچی دو
پہاڑ تنگ جزیرہ نما کی شکل کا ستلج کے بائین کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آنندپور
کے پہاڑ سے تین ہزار فیٹ اور سمندر کے سطح سے چار ہزار فیٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی
قطع کی ہے جیسے کہ پنجاب کے سکہون کی پگڑی اور اس مقام کو سکہ لوگ بہت متبرک جانتے ہین اور اوسکا بدل
وجان ادب کرتے ہین کیونکہ گورو گوبندسنگہ اونکے دسوین گورو نے بہت مدت تک یہان قیام رکہا تہا
اسبات کے سوا ایک اور مندر ہندوون کی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے اور اونکا اعتقاد ہے کہ ستی جی
شب جی کی عورت جو زندہ آگ مین جلکر مر گئی تہی اور اوسکی نعش کو آگ سے نکالکر جا بجا لئے پہرے تہے اوسکی
نین یعنے آنکہین یہان گری تہین جہان اب مندر بنا ہوا ہے یہہ مندر پتہر کی عمارت کا بنا ہے
اور پتہر کے زینون سے چڑہ کر اوسپر جاتے ہین اور بڑے اعتقاد کے ساتہہ پرستش کرتے ہین **رتن گڈہ**
کہلور کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اونچی چوٹی ڈہلوین قطار مالون کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے
ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت بڑی مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح پر کہ دشمن اوسپر کبہی قبضہ نہین
پاسکتا اس مقام پر بڑی سخت لڑائی ہوئی تہی فوج گورکہہ اور انگریزی فوج کی ہوئی تہی جسمین آخر کو گورکہیون
کو شکست اور انگریزون کو فتح نصیب ہوئی یہہ قلعہ اگرچہ چہوٹا سا ہے مگر بسبب ایسکے کہ مضبوط اور اونچی جگہ واقع
پر بنا ہوا تہا گورکہیون نے یہان آکر پناہ لی تہی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹہانوے
میل کا ہے **کیونتہل** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے شمال کی طرف
اسکے کوہ شملہ و کوٹہی و مدہان و تہیوگ و گوند وغیرہ شرق مین بلسن جنوب مین سرمور و علاقہ راجہ پٹیالہ
مغرب مین بگہاٹ و حصہ علاقہ پٹیالہ ہے یہہ علاقہ پندرہ میل شمال سے جنوب کو لنبا اور اوسیقدر چوڑا
ہے یہہ علاقہ پہاڑون کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چارون طرف اسکی محیط ہین جو بڑے بڑے بلندی
رکہتے ہین کوئی حصہ اسکا کا تین ہزار فیٹ سے کم بلند نہین ہے چنانچہ چوٹی اوس پہاڑ کی جسکا نام [illegible]
ہے سات ہزار آٹہہ سو فیٹ بلند ہے اور دوسری چوٹی کوہ مہاسو کی نو ہزار اٹہتر فیٹ بلندی رکہتی
پانی ان گہاٹیون کا جنوب و مشرق طرف بہتا ہے کہ دریاے گری مین گرتا ہے اس علاقہ مین بڑا شہر [illegible]

جسکا نام جنگا ہی اور اوسی شہر مین بہانکا راجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکہیون پر فتح پائی تو یہہ علاقہ یہان کے راجہ کو الگ کر کے ایک حصہ اسکا بعوض راجہ پٹیالہ کے پاس فروخت کر دیا باقی ماندہ سطح اس ریاست کا ایکسو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعوض شملہ وغیرہ کے ملا تہا شمار کیا جاوے تو دوسو ستر میل مربع ہوجاتا ہے آبادی خاص کیونتہل کی چودہ ہزار اور کل علاقہ ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے معاوضہ کے ملک کو ملایا جاوے تو تیرہ ہزار پانسو اور بڑھجاتے ہین **ٹہیوگ** یہہ قصبہ ریاست کیونتہل کے شرقی حد پر اوس سڑک کے اوپر جو شملہ سے کوٹگڈہ کو جاتی ہے شملہ کی سڑک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور سڑک کے کنارے پر ایک لکڑی کا مکان مسافرون کے ٹہرنے کیواسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو ساٹہہ میل ہے **مہاسو** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے نچلے قطار کے اندر واقع ہے اصل مین نام اسکا مہاشو تہا اب بغلط العام مہاسو مشہور ہوگیا کیونکہ مہاشیو کے معنی بڑے دیوتے کے ہین اور یہان ایک شوالہ پرستشگاہ ہندون کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت پتہر و چونے سے مستحکم کی ہوئی ہے اور شبجی دیوتا کا وہان پوجن ہوتا ہے یہہ پہاڑ چیڑ و زیتون وغیرہ درختون سے پر ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو چالیس فیٹ کی ہے **جیکو** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کے بلند چوٹی شملہ کے پہاڑ کے مشرق کی طرف کو واقع ہے اسمین چکنی مٹی ہے اور پتہرون سلین اور تختے بہت ہین اسکے جنوب کو بالکل ننگا پہاڑ ہے اور شمال کیطرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور جب مثلثی طریق کے ذریعہ سے پیمایش اس پہاڑ کی ہوئی تہی تو اسمقام پر محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار ایکسو بیس فیٹ ہے **کرول** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ بہی ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف سباٹو کی جنوبی حد کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسکی چوٹی پر گلی کے پتہر بہت ہین اور سنگ مقناطیس بہی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چہہ سو بارہ فیٹ ہے **ماشند** کیونتہل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ جکو سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریاے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسرے طرف سے خاص دریاے آشن نکلکر بہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ساتہہ ہزار آٹہہ سو فیٹ کی ہے **جُبّل** یہہ ایک پہاڑی ریاست جنوبی کوہ ہمالہ مین معہ علاقہ اترا کے جو پیچہے سے اسمین شامل ہوا ہے واقع ہے شمال کیطرف اسکے علاقہ پنڈر و علاقہ کیونتہل و بسہر مشرق کے طرف علاقہ بسہر و

گڈہ وال اور گڈہ وال وثبہر کے درمیان دریاے پابر وٹونس جاری ہین جنوب کی طرف ریاست
سرمور مغرب مین سرموہر وریاست بلسن سطح کل اسکا تین سو تیس میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پابر کی
گہاٹیون کے اندر ہے جو اوسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دہنی کنارہ پر واقع ہین جنوبی حصہ
اسکا کوہ شالوی و دریاے شالوی کے شامل ہے ان گہاٹیون مین سے پابر کی گہاٹی نہایت سرسبز و خوشنما
ہے اور رانا اس ریاست کا دیورلے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبل وبلا کے پہاڑ کی اکثر مقامات سے بہت
بلند ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے حد پر ہے اوسکا نام چر ہے وہ بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ
اونچی ہے اور دوسری چوٹی اورکا جو شمال مین ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکہتی ہے اور دریاے
پابر کے تہد رینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے ہے وہ چار ہزار نوسو تیس فیٹ اونچی ہے
رہنے والے اس پہاڑ کے حسین وجمیل وخوبصورت گورے رنگ کے ہین پوشاک اونکی ڈہیلی سوتی اونکی
پائجامے اور چست کمربند گلے مین روئی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتین یہان کی سخت بے شرم و مرد بے غیرت ہین
پہلے عورات کی بیع وشرا برملا ہوتی تہی مگر اب در پردہ کرتے ہین ہندؤن کے مذہب کے لوگ بکثرت
مسلمان براے نام شاذ و نادر ہے بولی یہان کی ہندوستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی
قریب پندرہ ہزار آدمی کے اور آمدنی چودہ ہزار ایکسو سولہ روپیہ سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کے
پاس سپاہی رہتے ہین رانا یہان کا قوم کا راجپوت ہے ۱۸۱۵ع مین جب اس ملک سے انگریزون نے گورکہہ فوج
نکالدی تو یہہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ ۱۸۳۲ع مین وہ
ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بیدخل ہوگیا اور اسکے واسطے نقد روپیہ پنشن کا دینا قرار پایا جسکے
لینے سے اوسنے انکار کیا ۱۸۴۰ع مین وہ مرگیا اور یہہ ریاست پہر اوسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اوسکے
رئیس کے بالغ ہونے تک انتظام ملک کا سرکار سے متعلق رہا جب وہ بالغ ہوا تو ۱۸۵۴ع مین کامل اس
ریاست کا قبضہ اوسکو ملا کہ اب تک وہ اپنی ریاست مین قابض و متصرف ہے اس ریاست کے
مشہور قصبہ قلعہ جبال اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے

چپال

یہہ ایک قلعہ پختہ و مستحکم کا
ریاست جبل کے جنوب مشرقی گہاٹی پر بنا ہوا ہے جو کوہ چور سے لیکر کوہ دارو تک پہیلتی ہے ستلج پار کے
پہاڑ مین یہہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہون کا قبضہ تہا
جبل کے رانا کے قبضہ مین ہے

رواین

یہہ کوہستانی علاقہ منجملہ علاقجات ریاست جبل کے ہے اسکے
شمال کے طرف حدود ریاست جبل کے ملتے ہین طول اسکا قریب آٹہہ میل کے جنوب غرب سے شمال شرقی
کو اور پانچ میل چوڑان ہے اسمین بڑی قطار پہاڑون کی جنوب غرب کی سمت سے شمال شرق کو چلی گئی ہے

اور حصہ کوہ وارنو کے چوٹی کا جسکے پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چھہ ہزار فیٹ سے
سات ہزار فیٹ تک شمار مین آتی ہے پانی کی ندیان اسمین بہت جاری ہین جو جنوب مغرب کو چلکر
دریاے ٹونس مین جا ملتے ہین باشندے یہان کے سخت دل دہاور و دلاور ہین کیونکہ گورکہون
کے یورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقجات اونکے مطیع ہوگئے اور انہون نے اطاعت نہ کی
اور چھہ ہزار آدمی سے ملکر بمقام منتل اونسے مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پہر جب انگریزی
لشکر گورکہون کے نکالنے کو یہان آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگون نے گورکہون
کے مارنیکو ہتیار باندہے اور سرکار کی بڑی مدد کی اور قلعہ جیال کا گورکہون سے لے لیا جب گورکہہ
لوگ یہان سے بیدخل ہوئے تو یہہ علاقہ انگریزی ضبطی مین آگیا اسلئے کہ اصلی وارث پنڈر کی ریاست کا کوئی
موجود نہ تہا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہہ ریاست تہی بعد چندے یہہ کل علاقہ کیون تہل کے رانا
کے حوالے ہوا کل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی آبادی ہے تخمیناً
قریب چارسو آدمی کے مسلح وسپاہی ہونگے **ارکنا** جبل کی ریاست ہے یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے
جو کوہ چور اور وارنو کے درمیان ہے اسپر بڑے بڑے درخت چیڑ و زیتون وغیرہ کے ہین اور
سڑک جو چہیال سے دہورا کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیون کے درمیان ہین سے جنکی
بلندی گیارہ ہزار فیٹ بلند ہی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس سڑک کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے
بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار سات سو اونتیس فیٹ شمار مین آئی ہے مثلثی پیمایش کے وقت
اس درہ کا نام شہر کا ملار کہا گیا تہا **اونٹراک یا ترولک** یہہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمالیہ
نیچلے قطارون مین ہے اسکے شمال مین علاقہ بسہر شرق مین رائین گڈہ و بسہر جنوب مین کوہ جبل غرب
کندرو وکوتہکائی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلند چوٹیکین اس پہاڑ کی کوہ وارنو سے
جنوب مغرب کیطرف پہیلتی ہوئی دریاے ٹونس تک پہونچتی ہین اسمین بلند بلند مقامات کثرت سے ہین چنانچہ
چوٹی کوہ تنگڑو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار ایکسو دو فیٹ بلند ہے آبادی اس علاقہ
کی دو ہزار پانسو اور آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس مین سے رئیس یہانکا دوسو اسی روپیہ
سرکار کو دیتا تہا اور ایکسو پچیس آدمی مسلح اوسکے پاس رہتے تہے ۱۸۱۵ع مین جب سرکار نے
گورکہون کو یہانسے بیدخل کیا تو ریاست یہان کی رئیس کے حوالے کردی مگر پیچہے سے معلوم ہوا
کہ وارث اس ریاست کا وہ نہین ہے اوسکے بہائی کا بیٹا وارث حقیقی ہے پس وہ معزول ہوکر بہائی
کا بیٹا اوسکا گدی نشین کیا گیا لیکن اوس سے کچہہ انتظام نہوا اسلئے وہ بہی برخاست کیا گیا اور ریاست

سرکار مین منضبط ہوئی لیکن چونکہ اسکے سبب سے کہ آمدنی ریاست کی بہت کم تہی وہ علاقہ جبل کے رانا کے حوالے کیا گیا
ریاست سرمور یہہ ایک کوہستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے اسکے شمال علاقہ ریاست
بلسن و جبل شرق مین علاقہ جونسر باور و ڈیرہ دون ہے جسکے اندر دریاے ٹونس و جمنا بہتے ہین جنوب
غرب مین علاقہ سرہند و اضلاع ریاست پٹیالہ و کلسیہ ہین اسکا کل سطح ایکہزار ایکسو چہل میل مربع ہے سوا اسکے ایک
چہوٹے سے علاقے کے جو ناہن کے قریب اس ریاست کے جنوب مغربی انجام پر ہے جہان سے ندیان نکلکر
دریاے [illegible] مین جا گرتی ہین تمام علاقہ سرمور کا دریاے جمنا کے سطح کے گرد و گرد پہیلا ہوا ہے جسمین
دریاے گری ہمراہ اسکے ندیگان دون دریاے جلال دریا کو جا گرتا ہے دریاے ٹونس جو مغربی حد ہے اس
علاقہ کا ہے جسکو نیچے آکر جمنا لیتے ہین وہی دریا شمال مشرقی سرحد سرمور کا ہے اوسکے دونو طرف سے
اور دو دریا جنکا نام [illegible] پانی سے [illegible] ہے اوسمین آکر شامل ہوتے ہین سطح سرمور کے علاقہ کا اکثر ناہموار
ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حدود پر چوٹی چور کے پہاڑ کی بارہ ہزار
ایکسو پچاس اور گیارہ ہزار چہ سو نواسی فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریاے گری و جمنا کے سنگم
کے پاس جنوب کیطرف اسکے جو مقام ہے وہ صرف ایکہزار پانسو فیٹ اونچا ہے اس سنگم کے مقام سے
جنوب کیطرف علاقہ گیارہ دون مغرب کی طرف کو پہیلا ہے اور جنوبی حصہ کو سرمور کا کہا جاتا ہے
گیارہ دون کا علاقہ پچیس میل لمبان مین شرق سے غرب کو اور چہ میل چوڑان مین ہے کل سطح
اسکا جمنا کے مغرب کیطرف سے لیکر گہاٹ سر سے کولا تک پہیلا ہے جو کل حد دہ میل شمار مین آتا ہے اور
گہاٹ سر کے مقام پر بلندی اسکی دو ہزار پانسو فیٹ کی ہے اور کل علاقہ سرمور کا شرق و غرب کیطرف
ڈہلوان ہے کیونکہ شرق کی طرف اسکے تو دریاے جمنا اور غرب کیطرف مارکنڈہ بہتا ہے مارکنڈہ اسکے اور
اور ندیان بھی اسکے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لیکر ہوکے دریاے سرستی و گہاگر کو جا ملتی ہین گیارہ دون
سے جنوب کیطرف کوہ سوالک کی قطار ہے جنکی بلندیان قریب اڑہائی ہزار فیٹ کے سمندر کی سطح
سے اونچی ہین اور درہ ناگی تنہ کے رستے سے جو اوسی قطار مین ہے دریاے مارکنڈہ بہتا ہے شمال کیطرف
گیارہ دون کے کوہ ہمالہ ہے اور کوہ سین کے قطار شمال مغرب کو دہنی کنارے دریاے گری کے واقع ہے
اور یہہ دریاے گری ٹہنڈ و ہوائی کے قطار کے جنوب مشرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی پانچہزار ستاسو
فیٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کوہ سرسو دیوی ہے جو چہہزار دو سو ننانوے
فیٹ بلندی رکہتا ہے دریاے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرمور کے کوہ چور کی چوٹی ہے جو بارہ
ہزار ایکسو پچاس فیٹ بلند ہے اوسمین جسقدر چہوٹی قطارین ہین اونکی چوٹیان آٹہہزار فیٹ تک بلند ہین

کوہ راج گڈھ و چیڑون دیوی کا جو کوہ چیہ کے مغرب کی سمت کو ہین سات ہزار ایکسو پندرہ و سات ہزار
اڑتالیس فٹ سمندر سے اونچے ہین اور جو ون کے پہاڑ کی بلندی جو جنوب مشرق انکے ہے چھ ہزار آٹھ سو
دو فٹ بلند ہے اور چند یونگ پہاڑ جو دینہ کنارے دریا سے ٹونس کے ہے آٹھ ہزار پانسو اکسٹھ
فٹ اور کانگڑ جو اوسکی جنوب کی سمت کو ہے چھ ہزار چھ سو ساٹھ فٹ بلندی رکھتا ہے سمر پٹور کا پہاڑ
دانتی ہے اور جا داتی دولت اسمین بکثرت ہے چنانچہ کالسی کے مقام پر ایک تانبے کی کان ہے مگر
پہلے جاری تھی اب اوس سے تانبا نکالا نہین جاتا اسی طرح ایک سکہ کی کان ہے وہان سے نکالا جاتا ہے اور
سو آدمی کے قریب وہان کام کرتے ہین لوہا اس پہاڑ مین افراط سے نکلتا ہے اور کان سے لوہا نکالکر بھٹیون سے
پگھلاتے ہین اور آٹھ پائی کا آدھ سیر بیچتے ہین اور پتھر کے تختے بھی اس پہاڑ سے بہت نکالتے ہین جو چھتون
کے اوپر ڈالے جاتے ہین اور سجا فروخت ہوکر زر قیمت اوسکے خزانہ مین جمع ہوتی ہے آب ہوا
اس پہاڑ کی مخالف ہے کوہ چیہ سے لیکر جنوبی علاقہ مین کہ برف پڑتی ہے آب ہوا سرد و خشک ہے اور کیارہ
کے علاقہ مین جیسے پہاڑی جنگل ہین ویسے ہی آدم کا گذر نہین ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ
بڑی محنت و ذلت کے ساتھ اوہان جاتے ہین کیار دہ دون کا علاقہ تین طرف سے بند ہے صرف مشرق کیطرف
جہان جمنا بہتی ہے کہلا ہوا ہے جمنا کے کنارے کی زمین نہایت سیراب و زرخیز اور آب و ہوا وہان کی
بھی اچھی ہے مگر جنگل اسکا شیرون اور چیتون اور گینڈون و خنزیر وغیرہ درندون سے بھرا ہوا ہے اور کثرت
اونکی صرف اسواسطے ہے کہ وہان کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجھتے ہین شمالی رودی تاکوہست
اور کئی رنگون طرح کی پیداشین یہان ہوتی ہین گیہون جو اس علاقہ مین ہے دیسے بوئی جاتے ہین اور
ایک اور قسم کا اناج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اوسکی پیدایش بہت کثرت سے ہے سیل وگا کے اوپر
پہاڑ کے قریب دشیر وانہوتے ہین اور گہرون کی عمارتین دو منزلہ سہ منزلہ پتھرون کی بنی ہوئی ہوتی
ہین اور اون پر پٹے شہتیر دیودار وغیرہ کے ڈالکر پتھر کی سلون سے ڈہانک دیتے ہین اس
پہاڑ مین لوہے ڈہالنے کے کارخانون کے سوا اور کوئی ایسا بڑا کارخانہ نہین ہے اور نہ اور کوئی
بڑی ایسی تجارت ہے سڑکین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار ہین بعض سڑکین تو صرف ڈیڑہ
فٹ تک چوڑی ہوتی ہین اور دونو طرف سڑک کے بعض مقام پر عمیق غارین اور بعض جگہہ پر
اونچے پہاڑ ہین جہان سے لڑہکا ہوا آدمی پہر کہین نہین بچ سکتا یہان کے رہنے والون کا مذہب ہندون کا
ہے گھیگ کی مرض یہان اکثر لوگون کو ہوجاتی ہے یعنی گلا اونکا سوج کر بہت موٹا ہوجاتا ہے قد ہر ایک آدمی کا
چہوٹا ہوتا ہے اور چالاک مضبوط و بارکش و محنت پسند ہوتے ہین پوشاک یہانکے لوگون کی ایک پاجامہ

اور لمبا کورتہ گھٹنون تک اور قرمزی رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پھیلی ہوئی ہے اور بعض سرد لوگ نیز
کمبل کا جوغہ بھی رکھتے ہین امیر لوگ یہانکے ہندوستانی وضع کے انگے پہنتے ہین اور سکھون کے وضع کی
ٹھہرہ دار پگڑیان باندھتے ہین عورتین یہانکی نازک بدن نہین ہوتین اور اگر ناحشہ ہون تو مرد غیرت نہین
کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہان عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گہر مین پانچ بہائی ہون تو
وہ ایک عورت کو آپس مین بلکہ بیاہ لیتے ہین اور وہ ایک ہی عورت پانچون مردون کی عورت کہلاتی
ہے چونکہ عورتین وہان بہت ہین اسلئے وہان لوگ اپنی لڑکیون کو ہندوستان کے شہرون مین لاکر انکو
فروخت کر جاتے ہین آدم زاد کی قیمت وہان بیلون اور گہوڑون کی طرح مقرر ہوتی ہے لیکن جیسی کہ انکی
خوبصورتی زیادہ ہوا اوسیقدر اوسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس بیوپار کی
مسدودی مین بہت کوشش کی ہے مگر تو بہی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ [illegible] ہنود کے
مندر و پرستشگاہ بہت سے بنے ہوئے ہین برہمن بافراط ہین ستی کے ہونیکا یہان بڑا رواج تہا
مگر اب بند ہے راجہ یہانکا راجپوت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہان بکثرت رہتی ہے جب سرکار انگریزی نے
اس علاقہ سے گورکہیون کی فوج کو نکالا تو ۱۸۱۵ء مین یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کے نام پہر واگذار فرمایا
اور علاقہ کیاردہ دون کا بہی پہر ۱۸۳۳ء مین اسی راجہ کے حوالے کر دیا گو کہ ایک دفعہ کہلور کے پاس
اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتہہ سرکشی کی تہی مگر سرکار نے رحم کیا اور جرمانہ لیکر اوسکو پہر تاج بخشی
کی آمدنی اس پہاڑی علاقہ کی پہلے چالیس ہزار روپیہ سالانہ تہا جب کیاردہ دون کا علاقہ اسکے
شامل ہوگیا تو ایک لاکہہ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہوگئی قصبہ ناہن جو علاقہ کیاردہ دون کے مغربی سمت
پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا تختگاہ ہے ایسی آبادی کا اور کوئی شہر و قصبہ اسکی ریاست
مین نہین ہے کیونکہ خاص کیاردہ دون تو صرف ایک گانو ہے اور قصبہ کلسی جو آگے بڑا آباد تہا اب ویران
ہوچکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا سات پرگنون مین منقسم ہے اور آبادی پچہتر ہزار پانسو پچانوے
آدمی کی ہے یہہ راجہ سرمور کا پندرہ نسلون سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اسکے پہلے جیسلمیر کے
ملک کی حکومت کرتے تہے جب ۱۰۹۵ء مین جیسلمیر فیروز شاہ تغلق کے قبضہ مین آئی تو بزرگ انکا اس
پہاڑ کا جاگیردار بنا تب سے برابر یہہ اس جگہہ پشت بپشت حکومت چلی آتی ۱۸۰۳ء مین گورکہیون نے
اس ملک پر قبضہ پایا اور راجہ کو بیدخل کر دیا مگر ۱۸۱۵ء مین سرکار انگریزی نے گورکہیون کو بیدخل
کرکے پہر یہہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس جنگی فوج کچہہ بہت بڑی نہین رہتی صرف
چار سو پیادہ مسلح اور دو ضرب توپ ہاتہی [illegible] یہہ ایک پہاڑ [illegible] چوٹی دار جنگلی قلعہ [illegible]

کوہ ہتا کا بہت اونچی ہے بلکہ سرمور کے علاقہ مین ایسی خوشنما گہاٹی پہاڑ کی اور کوئی نہین ہے اور جب اسپر
چڑہ کر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور فراخ میدان ہندوستان کی خوب
نظر آتے ہین اور شمال کی سمت کو بلند پہاڑ برف سے ڈہکے ہوئے اور چمکتے ہوئے دکہائی دیتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ ہے **کانگڑہ** سرمور کے ریاست کے
علاقہ مین دریاے گری اور دریاے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریا سے تین تین میل کے فاصلہ پر
یہہ ایک قلعہ گلی کے پتہرون کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پیمایش کے وقت یہان پیمایش کا محکمہ مقرر ہوا تہا
بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چہہ ہزار چہہ سو میل کے ہے **جیتک** سرمور کے علاقہ مین ایک قطار پہاڑ
کی ڈہلوان شمال مغربی انجام کوہ کیاردہ دون سے نکلتا ہے اسکی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ تین سو فیٹ
لمبا اور پچاس فیٹ چوڑا بنا ہے جسکے چارون کونون پر چار برج اور دو منارے بنے ہوئے ہین عمارت
اسکی نہایت پختہ و مستحکم ہے ۱۸۱۴ع مین جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر گورکہون پر یورش کی تو اوس وقت موجود
اوسوقت دو ہزار دوسو آدمی مسلح اس قلعہ مین تہا جب ۲۷ - دسمبر کو انگریزی فوج ایکہزار سات
مین یہان پہونچی تو گورکہون نے نہایت سختی سے اونکا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ مین انگریزی فوج
مین سے ایکہزار آدمی میدان سے بہاگ نکلا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنون کے مقابل بڑی دلاوری
کے ساتہہ قیام رکہا بلکہ گورکہون کو پسپا کرکے قلعہ کے نیچے جا اوترے اوسوقت جنرل مارٹنڈل صاحب
افسر فوج انگریزی کے نے بہاگی ہوئی فوج کو پہر جمع کیا اس لڑائی مین چار افسر انگریزی اور ۹۰ نفری
چہوٹے افسر و سپاہی قتل ہوے دو سو اکیاسی آدمیون کو زخم شدید پہونچا پہر تیرہ مارچ ۱۸۱۵ع کو دو
بڑے توپین جنہین نو نو سیر کی گولی بارود کی پڑتی تہی انگریزون نے بڑی مشکل سے قلعہ کے سامنے قطار پر
چڑہا دین ہو لے اونکے اوس قلعہ کے مقابل اور چہہ توپین دعبارہ سے مختلف طرفون کے تہیلی کے اوسی گہاٹی پر
چڑہا کر نصب کین اور قلعہ پر آتشباری شروع کی مئی مہینے کے شروع مین بباعث گرجانے قلعہ اور ختم ہو جانے
ذخیرہ کے گورکہون نے امان مانگی اور ایکہزار پانسو آدمی مسلح معہ ایکہزار عورت و بچون کے قلعہ کے اسکے
اندر سے نکلکر چلے گئے اور قلعہ انگریزون کے ہاتہہ آگیا یہہ جیتک کا مقام چار ہزار آٹہہ سو چون فیٹ سمندر
کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایکہزار چودہ میل کا
کولڑون علاقہ کیاردہ دون سرمور کے ریاست کے متعلق یہہ ایک آبادی اور فرودگاہ مشہور
کی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کیطرف ڈیرہ کے واقع ہے کیاردہ دون
کے گرد کے پہاڑ اسمین بہت ملے ہوئے ہین اور صرف ایک ہی ندی جسکا نام بتا ہے اسمین جاری ہے

سڑک اس پہاڑ کی بہت ناصاف و ناہموار ہے اور سوائے پانی کے اور کوئی چیز یہان کم میسر ہوتی ہے
صاحبان انگریز اس پہاڑ کا نام کلسون لکھتے ہین اسمقام پر فیمابین غلام قادر خان روہیلہ و جگت پرکاش راجہ
سرمور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جسمین غلام قادر خان نے شکست کھائی فاصلہ اسکا شمال مغرب کو کلکتہ سے
ایکہزار چہاسی میل کا ہے **کیاردہ** سرمور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گانو اوس سڑک پر جو ڈیرہ
ناہن کو جاتی ہے ناہن سے اکیس میل جنوب مشرق کو واقع ہے اور یہہ ایک چھوٹی سی آبادی پہاڑ کے نشیب مین
آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکہون کے وقت کا بنا ہوا ہے مگر اب
ویران و غیر آباد پڑا ہے یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے سنہ ۱۸۳۳ء مین عطا فرمایا اور یہہ شرطین ٹھہرین
کہ راجہ انصاف کے کام مین کسیکی طرفداری نکرے اور لوگون کی خاص ذات کے اسباب کا سوای تجارتی
اسباب کے محصول نلے سڑک کا بنوانا اپنے متعلق سمجھے بردہ فروشی ہونی پاوے کوئی عورت مردہ کے ساتھ
ستی نہو بلندی اس علاقہ کی سمندر کے سطح سے ایکہزار آٹھ سو چالیس فیٹ ہے **ناہن** یہہ شہر سرمور
کی ریاست کا دار الریاست ہے راجہ سرمور کا اسی شہر مین سکونت رکھتا ہے آبادی اسکی مغربی انجام کوہ
کیاردہ دون اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سباٹو کو جاتی ہے چون میل جنوب مشرق کے سمت سباٹو سے
واقع ہے یہہ شہر ان پہاڑون کے شہرون مین بہت مصفا و خوبصورت و خوشنما ہے گھر اس شہر کے پختہ
اینٹون کے چونہ گچ بنے ہین اور آبادی کا مقام ہموار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازارون مین
بسبب نشیب و فراز زمین کے اکثر مقامات مین شہر کے پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہین اور جو ہموار پہاڑ
ہے وہان بہت صاف پتہر کا فرش ہے رہنے کی جگہہ راجہ کی شہر کے اندر ایک عالیشان محل ہے خصوصا
زنانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنما بنا ہوا ہے اس شہر مین تین مندر ہندؤن کی پرستشگاہ ہین اور
ایک انگریزی مقبرہ جسمین لفٹنٹ ہتہکری صاحب و رئتین اور افسرون کی قبرین ہین موجود ہے یہہ افسر
قلعہ جیتکہ کی لڑائی مین مارے گئے تھے یہہ شہر سنہ ۱۸۱۴ء مین سرکار انگریزی نے گورکہون سے لیکر راجہ کو دیا
سڑک اسکے پاس کی سرمور کے راجہ نے بہت اچھی بنوائی ہے اس شہر کی بلندی پر کھڑے ہوکر دیکھین تو
تمام سرہند کے میدان اور دریاؤن کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو [illegible]
فیٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار [illegible] میل کا ہے **راجگڑہ** سرمور کے
ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہہ ایک قلعہ مربع شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کونہ پر اسکی ایک
ایک برج چالیس فیٹ لمبا اور بیس فیٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس قلعہ مین تمام تعمیر پتہر کے تختون کی ہے
اور عمارت کے اندر لکڑی کے شہتیر بہت مضبوط لگے ہوئے ہین اور بڑی مضبوطی اور کاریگری سے عمارت

اسکی بنی ہے گورکہون نے اپنے حملہ کے وقت اسکی دیوار کو سرنگ لگاکر اوڑا دیا تہا بلندی اسکی سمندر کے
سطح سے سات ہزار ایکسو پندرہ فیٹ لی ہے **سابٹن** سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کی
شمال مغرب کے سمت سے جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہے اور پہیلاؤ اسکا دو دریاؤن جلال اور گری
کی درمیان واقع ہے دریائے جلال اسکی جنوب مغرب کو اور دریائے گری اسکی شرقی بنیاد مین بہتا ہے یہہ پہاڑ بالکل جدا ہی کرکے نکلا
ہی اور دریائے گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو پتہرون کے تختون کا ہی گذرتا ہے بلندی اسکی آٹہہ ہزار فیٹ
کی ہی اور بعض مقامات سے چہہ ہزار سے لیکر سات ہزار فیٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہیلاؤ پچیس میل تک برابر چلا جاتا ہے
ٹہنڈ دہوانی سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام
سے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر پختہ ہندؤن کی پرستشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر
رکہی ہے اور دور دور سے ہندو آکر اوسکی پرستش کرتے ہین مثلثی پیمایش کے وقت اس مقام پر محکمہ مذکور
ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار سات سو فیٹ کے ہے **ریاست ہنڈور یا**
نالاگڈہ یہہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گہاٹیون مین واقع ہے اسکے شمال کو کہلور شرق میں
بہاگل و دہلوگ و جنوب و مغرب مین علاقہ سرہند کل سطح اسکا دو سو تئیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ مین
تمام ڈہلوین قطارین پہاڑون کے ہین جو کہ ستلج کے بائین کنارے سے شروع ہوکر اور جنوب مشرق کے
طرف کو چلکر سباتو کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اونچے پہاڑ سے جا ملتے ہین اس پہاڑ کی بلند چوٹیون مین سے
جنٹگڈہ چار ہزار چار سو فیٹ اور رامگڈہ چار ہزار چون فیٹ سمندر کی سطح سے اونچے ہین اور دو دریا
ایک گمبہر دوسرا گمرورہ یا گنبرورہ اسملک مین بہتے ہین جو کہ ستلج کے شمال مغرب سرسہ کے مقام سے چلکر بعد طی کرنے
مسافت بتیس میل کے کنولی کے مقام پر ستلج مین شامل ہوجاتے ہین کل علاقہ مین سے گمرورہ کی گہاٹی
بہت آباد و زراعت شدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمہ اور چہوٹی چہوٹی ندیان وہان بہتی ہین انکے
کنارون پر میوہ دار درخت ناشپاتی وغیرہ کے بوئے ہوئے ہین اور راستہ کے دونو طرف بہت سے گانو
آباد ہوتے چلے گئے ہین دریائے سرسہ مین بہی بہت سی چہوٹی چہوٹی دہارین شمال و شمال مشرق کی سمت
سے آکر شامل ہوتی ہین جنمین علاوہ دریائے مذکورہ ندیان قابل ذکر کرنے کے ہین انکے سوائے دریائے ہنڈور
و نالاگڈہ دو چہوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈہلوین قطارون پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب
کرتے ہوئے ستلج مین آگرتے ہین جسقدر زمین اس علاقہ کے دو سرسہ و ستلج کے نیچے ہے وہ دریا برد بہی
ہے جب کبہی نکلتی ہے تو اوسمین پیدایش غلہ کی بکثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایکہزار فیٹ
بلند ہے آب و ہوا و پیدایش اسملک کی بہت اچہی ہے پیداوار یہان کی ملکی خانزل گندم جو روئی تو

افیون ادرک تارامیرا سن تماکو تل سرسون وغیرہ غلہ و نباتات ہین اور میوجات مین سے انار
آڑو بہیر سیب اکہروٹ زرد آلو خانی شاہ آلو رس بہری اشتاوری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار
بہت ہوتی ہے رُبّ انار کا یہان خوب بنتا ہے اور انار کا چہلکا دردو رنگ واسطے فروخت کے بہیجا
جاتا ہے اور انجیل ناس انجیر ناک صنوبر چلغوزہ و گلاب وغیرہ پہول بہت ہوتے ہین اور ملک سیاہ سنبر
ہے کہ خطہ اوسکا یورپ کے خطہ سے مشابہت تامہ رکہتا ہے بڑی بڑی آبادیان اسمین یہہ ہین نالاگڈہ
رام گڈہ پلاسی نالاگڈہ خاص راجہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ پلاسی کے مقام پر رہتا تہا اس ریاست
مین ایکسو چہتیس گانو اور تخمینًا بیس ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آمدنی ایک لاکہہ روپیہ کی ہے موضع
ٹہکوری ریورولی اس راجہ کو ماہ نومبر ۱۸۱۵ء مین مالون کے قلعہ کے عوض مین عطا ہوا اور وہ قلعہ معہ
چہہ گانو کے انگریزی فوج کے واسطے لیا گیا **چنپہ گڈہ** ہنڈور کی ریاست کے متعلق بائین
کنارے دریاے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر یہہ ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کی سمت کو بنا ہوا ہے عمارت
اسکی پختہ و مضبوط ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار چار سو فیٹ شمار مین آتی ہے **ججوری**
ہنڈور کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ اور بلند ڈہلاو پر تار پہاڑ کے بائین کنارے دریاے ستلج
کے بنا ہوا ہے یہہ قلعہ گورکہیون کی لڑائی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا تہا
جب گورکہیون کو سرکار انگریزی نے پہاڑ سے نکال دیا تو یہہ قلعہ بہی انگریزی قبضہ مین آگیا **قلعہ مالون**
ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی پہ ہے اور ستلج کے بائین کنارے
واقع ہے یہہ پہاڑ کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نیچلے حصہ کے ساتہہ شامل ہو جاتی
ہے قلعہ کے مقام پر یہان پہاڑ کا بیس گز سے لیکر بتیس گز تک چوڑا ہے شمال مشرق کے طرف کو ڈہلوان
اس پہاڑ کا دو ہزار فیٹ دریاے گمراہ تک ہے اور دوسری ڈہلوان جنوب مغرب کی طرف کی اسیدر
دریاے گمبر تک جاتی ہے یہہ قلعہ بڑا مضبوط و پختہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کہلا ہوا صحن اور حجرے سپاہیون
کے رہنے کے اور میگزین کے رکہنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا
ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار اور خندق کہنی ہے ماہ اپریل ۱۸۱۵ عیسوی مین جب امر سنگہ تہاپا
گورکہیون کی فوج کا تمام پہاڑ سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ مین آگہسا ہوا انگریزی جنرل اوکٹرلونی صاحب بہادر
ایک بڑا افواج شکن توپخانہ لیکر یہان آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپین جوڑکر ۱۰ مئی ۱۸۱۵ء
کو آتش فشانی شروع کی آخرکار فریقین مین یہہ بات قرار پائی کہ دریاے کالی سے مغرب کی طرف
جسقدر پہاڑی علاقہ ہے گورکہیہ بالکل چہوڑ کر چلے جاوین چنانچہ گورکہیہ قلعہ خالی کر کر چلے گئے اور قلعہ سرکار

انگریزی کے قبضہ مین آیا فاصلہ اس قلعہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار چھیانوین میل کا اور بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فیٹ ہے **نالاگڈہ** یہہ ایک قصبہ و قلعہ ہنڈور کی ریاست
کے متعلق جنوب مغربی گہاٹیون نیچلے قطار کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسمقام پر ہنڈور کا راجہ رہتا ہے راجہ کے
رہنے کی حویلیان قلعہ مین نہایت مقبول صورت و عالیشان بنی ہین عمارت قلعہ کی بہی سخت مضبوط و مستحکم ہے
جب گورکہیون کی لڑائی انگریزون سے شروع ہوئی تو اس قلعہ مین بہی گورکہہ فوج رہتی تہی مگر جنرل
اوکٹرلونی صاحب بڑی بہادری سے آگ برسا کر اونکو قلعہ سے نکالا اور راجہ کو اوسکی گدی پر بحال کیا فقط
پنجال یا پنجگلہ ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے گنبر کے کنارے رام گڈہ و مالون
کی گہاٹیون کے درمیان آباد ہے **پلاسی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اوس سڑک پر
جو روپڑ سے بلاس پور کو جاتی ہے دس میل روپڑ سے بسمت شمال شرق دہنے کنارے ایک دریا کے
جو کوہ پنجور دون سے نکلکر ستلج مین جا گرتا ہے آباد ہے راجہ ہنڈور کا پہلے یہان رہتا تہا اب نالاگڈہ کے
مقام پر سکونت پذیر ہے گورکہیون کی مہم کے وقت ۱۸۱۴ع مین انگریزی فوج ماتحت جنرل اوکٹرلونی
کے پہلے آکر یہان فروکش ہوئی تہی اور ارادہ محاصرہ قلعہ مالون کا تہا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب
کی سمت کو ایکہزار اسی میل کا ہے **ساہی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک گاؤن اور مسافرخانہ اوس
سڑک پر جو سپاٹو سے بلاسپور کو جاتی ہے ۸ میل سپاٹو سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے فقط —
سورج گڈہ ہنڈور کے علاقہ مین کوہ مالون کے قطار پر مالون کے قلعہ سے ساڑہے چار میل یہہ
ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے جب گورکہیون نے اس پہاڑ پر یورش کر کے قبضہ پایا تو اونہون نے اسمقام پر
ایک قلعہ بنایا مگر جب کرنیل طامس صاحب نے آکر یہان سے گورکہیون کو نکالا تو اونہون نے وہ قلعہ گرادیا
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار نو سو تالیس فیٹ ہے **تارا گڈہ** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک
پہاڑی دریاے ستلج کے پار واقع ہے اوسپر ایک قلعہ سخت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے جسکو تاراگڈہ کا قلعہ بولتے
ہین راستہ اسکا بہت دشوار گذار ہے کہ بغیر توپ و غبارہ کا نہین ہو سکتا انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ
گورکہہ فوج راجہ نیپال کی قابض ہوئی جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر مالون کے قلعہ پر لڑائی شروع
کی تو لفٹنٹ لاڑی صاحب بہادر اس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مامور ہوئے اونہون نے بڑی سخت محنت کے ساتھ
یہان تک توپین چڑہا کر آتشباری شروع کی اور چند روز مین قلعہ لے لیا فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
ایکہزار نوے میل کا ہے **ریاست کیٹار** پہاڑ کے علاقہ مین یہہ ایک بہت چہوٹی سی ریاست کا علاقہ
ہے جسکے شمال مغرب کو بہاگل اور تین طرفون پر علاقہ پٹیالہ ہے طول اسکا پانچ میل اور عرض تین میل ہے

کل سطح پندرہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانسو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانسو چھپن روپیہ ہے۔
جسمین سے ایک سو اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے رانا کے پاس
دو سو آدمی نوکر ہین مگر انکو نقد تنخواہ نہین دیتا بلکہ علاقہ ریاست کے ہر ایک ملازم کو زمین دیرکہی ہے
جسمین وہ کاشت کر کر گذارہ کرتے ہین اور عند الضرورت رانا کی نوکری مین بہی حاضر ہوجاتے ہین ۱۸۱۵ء
مین بعد نکالنے گورکہون کے یہہ ریاست سرکار نے رانا کو عطا کی **سیری** پہاڑی علاقہ مین یہہ ایک درہ
کوہی کا نام ہے پہلے یہہ کنیار کی ریاست کے ماتحت تہا پہر سرکار سے مہاراجہ پٹیالہ کو عطا ہوا یہہ درہ اوس
پہاڑ مین ہے جو فیما بین کوہ سباتو و شملہ کے واقع ہے اور سباتو کی چہاونی اسمقام سے بارہ میل ہے یہان ایک
چہوٹا سا گانو بہی اچہی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت مین مسافرون کے آرام کے واسطے آباد
ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو اٹہتر فٹ شمار ہوئی ہے **ریاست بیجا** یہہ ایک
چہوٹی سی ریاست کا علاقہ ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کیطرف کوٹہار اور مشرق کیطرف کوٹی
اور جنوب مین علاقہ پٹیالہ اور مغرب مین علاقہ ملوک ہے اس ریاست کا کل علاقہ ہیچ پانچ میل تک برابر ہے
بنجر و غیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و زرخیز ہے اسمین تین پرگنہ مین اور فی پرگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد
ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپیہ سالانہ ہے جسمین سے ایکسو اسی روپیہ سرکار کے خزانہ
مین داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ مین بہی گورکہہ قابض ہوگئے تہے سرکار نے اونکو یہان سے
نکال کر ریاست یہان کی قدیمی رئیس کے حوالے کردی اور رئیس کے پاس دو سو سپاہیون کے رکہنی کی اجازت
دی ہے **ریاست کمارسین** یہہ ایک پہاڑی ریاست درمیان ستلج اور جمنا کے ہے جسکے شمال مین
کلو ہے اور اس ریاست کے علاقے اور کلو کے درمیان مین دریای ستلج جاری ہے مشرق کیطرف اسکے
ریاست کوٹ گڈہ اور انگریزی ضلع سندوکہ و کوٹ کہاٹی ہے جنوب مین کشن غرب مین علاقہ گوند و ضلاع
متعلقہ کیتہل مین سطح اس ریاست کا چہبین میل ہواسے تنگ سے میدان بائین کنارہ ستلج کے اور سطح اسکا
بہت بلند ہے اور میدان کارسین کا سمندر کے سطح سے پانچہزار دو سو او ناسی فٹ ہے چہاونی کوٹ گڈہ
کی جو مشرق کی حد پر ہے چہہ ہزار چہہ سو چوبیس فٹ اونچی ہے اور دارتو کا پہاڑ جو اوسی علاقہ مین ہے دس ہزار
چہہ سو چہپن فٹ ہے شمال کیطرف اسکے ایک چہوٹی سی ندی آکر اور اس گہاٹی کا پانی لیکر دریاے ستلج مین
گرتی ہے اور جنوب کیطرف سے اور دو چہوٹی ندیان آکر دریاے گری مین شامل ہوتے ہین پیداوار
اس پہاڑ کی گیہون جو مکی کئی قسم کی تاکو اور کرندہ ئی پوست وغیرہ ہے پوست یہان عمدہ
و کثرت ہوتا ہے اور افیون اعلی قسم کی سینکڑون مین نکالی جاتی ہے اور دور دور تک اسکی

تجارت ہوتی ہے تل کی یہان زراعت بہت ہوتی ہے اور اوسی کا تیل جلانے مین آتا ہے شالی یہان کئی
ایک قسم کی ہوتی ہے سفید و سیاہ چنے بہی بوئے جاتے ہین سیب یہان اعلی قسم کا شیرین لذت دار خوشبو ہوتا ہے
سواے اوسکے ناشپاتی آڑو زرشک انگور اکہروٹ طرح طرح کے شاہتوت بکثرت پیدا ہوتے ہین بانسو کی
درختون کے جنگل ہرے ہوئے ہین راجہ یہان کا جو پہلے کہلور کے راجہ کا مطیع تہا اوسکو گورکہیون نے ریاست سے
بیدخل کر دیا تہا مگر ۱۸۱۵ع مین انگریزون نے گورکہیون کو نکالکر راجہ کہر سنگہ کو دوبارہ مسند نشین کیا وہ
۱۸۳۹ع مین لاولد مر گیا اور کل ریاست سرکار مین ضبط ہوگئی بعد چندے بجلدوی خدمات راجہ متوفی
کے سرکار نے راجہ پریتم سنگہ کہر سنگہ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پہر دیدیا سالیانہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار
روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی مین داخل ہوتا ہے خاص کمارسین ایک چہوٹا سا
قصبہ راجہ کے رہنے کا مقام ہے جو بائین کنارے پر دریاے ستلج کے آباد ہے گورکہیون کے حملہ کے وقت
یہہ قصبہ بالکل اوجڑ گیا تہا اور راجہ کے رہنے کے محل بہی اونہون نے مسمار کر دئے تہے اور کل آبادی مین
کل بارہ گہر زیل و کمین آدمیون کے یہان آباد رہ گئے تہے جب گورکہہ نکالے گئے اور راجہ کو پہر ریاست
سپرد ہوئی تو چند سال مین یہہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکی پختہ میدان والون کی عمارات کے طرح بنی
ہوئی ہین راجہ کے سکونت کے مکان بہی بڑے عالیشان تعمیر ہوئے ہین شہر آباد و رعیت دلشاد ہے تجارت
بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار دو سو اسی فٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال
مغرب کے سمت کو براہ سباٹو ایکہزار دس میل کا ہے **بانڈوقی** کمارسین کی ریاست کے متعلق یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے کوٹ گڈہ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگرچہ
یہہ قصبہ چہوٹی سی آبادی کا ہے مگر زیادہ تر مشہوری اسکی اس سبب سے ہی کہ یہان دو بہاری مندر پرستشگاہ ہنود
کے لکڑی اور پتہر کی عمارت کے منقش و عالیشان بنے ہوئے ہین اور دور دور سے ہندو اونکی پرستش کو
آتے ہین اس قصبہ مین بہی برہمن لوگ بہت رہتے ہین جو اون مندرون کے پوجاری ہین اور آمدنی چڑہاوہ
کی کہاتی ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چار سو اٹہائیس فٹ ہے **ناگ کنڈا**
کمارسین کی پہاڑی ریاست مین یہہ ایک درہ اون پہاڑی قطارون مین سے ہے جو کوہ دارتو کے مغرب
کے طرف سے نکلتی ہین چڑہائی اس درہ کی جنوب کی طرف سے ڈہلوان ہے اور پہاڑ سرسبز و خوشنما درختان
دیودار و چیڑ و درختون بکثرت ہین اور چشمے پانی کے مصفا جاری ہین جنکا پانی بلور کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے
اور کئی ایک مقامات مین قدرتی پہول اور سبزی ایسا ہے کہ اوسکے دیکہنے سے بہشت یاد آتی ہے
اس درہ کی چوٹی پر ایک مسافرخانہ بنا ہوا ہے جسمین مسافر لوگ آرام کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے

نوہزار سولہ فیٹ ہے **ریاست کوٹ گڈہ یا بارہ ٹہکرائی** یہہ ایک چہوٹی سی
پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین سے ہے اسکے شمال کو دریاے ستلج شرق مین علاقہ بسہر جنوب مین
کہنکیائی مغرب مین کمارسین ہے یہہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا کل تئیس میل مربع ہے اس ریاست کا
نام پہلے بارہ ٹہکرائی تہا اسلئے کہ بارہ ریاستین جو بائین کنارے دریاے ستلج و ٹونس کے تہین وہ اسکے
ماتحت تہین اور یہان کا راجہ بسہر کے راجہ کی اطاعت مین تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہون پر
فتح پائی تو نومبر کی چہٹی تاریخ ۱۸۱۵ء کی لکہی ہوئی سند کی روسے یہہ ریاست یہان کے راجہ کو مل گئی لیکن
زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سنادوکہہ جو اس ریاست کے شرقی وہ ایک ندی کے کنارے پر ہے
وہان انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چہاونی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ
اور تمام علاقہ سے نشیب مین بائین کنارے دریاے ستلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہان بڑی
زراعتین ہوتی ہین اور تمام پہاڑ سرسبز دکہائی دیتا ہے اس علاقہ مین دو باغ ہین ایک بمقام کوٹ گڈہ
نامی اور دوسرا ایک دوسرے سیدانین جو چار ہزار فیٹ چار و نظرف کے پہاڑون سے نشیب مین ہے
اور ان باغون مین کیلے و انار وسیب وغیرہ میوہ دار درخت اور انگریزی قسم کے نباتات و پہول بوٹے
بہت ہین آب و ہوا یہان کی خوش و موافق طبیعتون کے ہے جاڑون مین اول کوہر پڑتی ہے پہر برف
برستی ہے مگر تسپر بہی سردی مہلک و سخت نہین ہوتی گرمیون مین موسم دلپسند و موافق ہوتا ہے سخت گرمی
نہین ہوتی صاحبان انگریزی اس ملک کو بہت پسند کرتے ہین خاص کر جس مقام پر کہ چہاونی مقرر ہوئی تہی ہار
تو گرمی کے موسم مین اون و پشم کا لباس پہنتے ہین فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرنال و سباٹو کے
راستے ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چہہ ہزار چہہ سو چونتیس فیٹ ہی
ریاست کوٹہار کی یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اس کے شرق
کے طرف کوہ سباٹو دو باقی کے طرفون مین ریاست بہاگل اور بیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا اور
تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار
اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکہون کو جب ۱۸۱۵ء مین اس پہاڑ
سے نکالا تو یہہ ریاست یہان کی قدیم راجہ کو عطا کر دی تہی **ریاست کوٹہی** یہہ پہاڑ کے ریاستون مین
ایک چہوٹی سی ریاست ہے اسکے شمال کو ریاست علاقہ بہجی شرق کو مدہان جنوب مین شملہ و کیونتہل مغرب مین
علاقہ مہاراجہ پٹیالہ ہے کل سطح اسکا پنتیس میل مربع ہے اسمین چند قطارین پہاڑون کی بہت بلند اور
ٹولاگاڈ ایک دریا اسکے شمال کو بہتا ہے جو اس تمام گہاٹی کا پانی لیکر ستلج مین جا گرتا ہے آبادی اسکی

تین ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے پہلے یہہ ریاست راجہ کیونتھل کے ماتحت تھی اب
سرکار انگریزی کے ماتحت ہے ریاست **گونڈ** یہہ پہاڑی ریاستون مین سے یہہ بھی ایک چھوٹی سی ریاست
ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست کٹو اور شرق مین کمارسین جنوب کو بلسن و بدہان غرب مین کوٹی
وٹھیوگ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چھ میل عرض ہے اسکے راجہ کو
ٹھاکر یا رانا کہتے ہین ۱۸۶۱ء مین ٹھاکر یہان کا مرگیا اگرچہ اور بہی رشتہ دار دعویدار تھے مگر سرکار نے
سند نشینی یہان کی راجہ متوفی کے لڑکی کو ملی **مندیانہ** یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ گونڈ کی ریاست کے متعلق
اور سڑک یہہ جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شملہ سے اونیس میل شمال مشرق کے سمت کو بنا ہوا ہے
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فٹ کی ہے ریاست **جھلوگ** یہہ ایک چھوٹی سی
ریاست ستلج پار کے پہاڑ مین ہے شمال مین اسکے منڈہ و شرق علاقہ پٹیالہ و ریاست کوٹھار جنوب مین
ریاست بجا غرب مین ٹھورہ و دون وغیرہ و شمال جنوب کو طول اسکا بارہ میل شرق سے غرب کو عرض
اسکا سات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار
کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے ۱۸۲۲ء مین آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار مین آئی تھی
اور ۱۸۱۵ء مین یہہ ریاست گورکھون سے چہین کر سرکار انگریزی نے رئیس حال کو دیدی تھی فقط
ریاست **منگل** یہہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کو علاقہ
سکیت ہے جسکے اندر دریاے بیاس چلتا ہے مشرق و جنوب مین علاقہ بہاگل مغرب مین کہلور لمبان اسکا
شمال سے جنوب کو اور چوڑان شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالیانہ ایکہزار اور ایکہزار آدمی کی آبادی
ہے ریاست **راہئین** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین ہے جنوب و شمال
و شرق کو اسکی ریاست ٹہری غرب مین علاقہ تروک و ٹہری ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول
اور پانچ میل عرض ہے **رنلٹن** راہئین کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے پہاڑ وغیرہ مین
ہموار میدان مین دریاے پابر کے بائین کنارے پر آباد ہے یہہ مقام شملتی پیمایش کے وقت ایک
باے حکومت و اسٹیشن مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار آٹھ سو ستانوین فٹ ہی
ریاست **بگہاٹ** یہہ ایک ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ پٹیالہ
و بر ولی و شرق کو ریاست کیونتھل جنوب شرق و جنوب کو بہی علاقہ پٹیالہ غرب کو بجا و کوٹھار و
سباٹو ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چہہ میل کل سطح تیس میل مربع
ہے جب ۱۸۱۵ء مین گورکہون کو نکالکر سرکار انگریزی نے [illegible]

دس پرگنون اس ریاست سے چھہ پرگنہ راجہ پٹیالہ کے پاس ایک لاکہہ ستئیس ہزار روپیہ پر فروخت کر ڈالی
اور باقی کے چار پرگنہ وہان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکہیون کی مہم کے وقت سرکار
کی کچہہ امداد اور استمداد ظاہر نہین کیا تہا اسواسطے اسقدر علاقہ اُسکا سرکار مین ضبط ہوکر فروخت
کیا گیا اُسوقت آبادی اس علاقہ کی بحساب فی میل مربع اکیسو جودہ نفری اور کل تین ہزار چار سو
مین تہا سال ۱۸۴۳ع مین راجہ اس ریاست کا لاوارث مرگیا اسلئے کل علاقہ سرکار کی ضبطی مین آگیا گو کہ مہاراجہ
پٹیالہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکہہ پچاس ہزار روپیہ دینا ہی منظور کیا مگر اوسکو نملا اور آبادی کے
واسطے جا بجا تقسیم ہوا اور کچہہ حصہ انگریزی چہاونی کے نیچے آگیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹہہ سو پچاس روپیہ
تہی اوسکے واسطے یہہ تجویز ہوئی کہ اسمین سے ایکہزار دوسو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور
پنشن کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ مین داخل ہوا اُسوقت رانا کے وارثون نے اس ریاست کے ملنے کیواسطے
ولایت مین دعوی پیش کیا وہانسے لارڈ الینبرا صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور بعد
طلب ہونے کیفیت کے یہہ تجویز مسٹر کلارک صاحب اجنٹ رزیڈنٹ کے جو اوسوقت لاہور کے دربار مین
سفیر بنکر آئے ہوئے تہے راجہ متوفی کا چہوٹا بہائی وارث ریاست کا قرار پایا ابہنوز اسکی منظوری نہین
ہونے پائی تہی کہ وہ لڑکا بہی مرگیا اوسکے مرنے کے بعد اور دو برادرزادے راجہ متوفی کی ریاست
کے دعویدار ہوئے اونکی نسبت ولایت سے یہہ حکم نفاذ پایا کہ اس ریاست کے باب مین گورنمنٹ ہند
کو اختیار ہے اگر وہ کسیکو دینا چاہے تو نئے شرائط قایم کرکر از سر نو دیا جاوے اور یہہ بہی عطایات سرکار
انگریزی کی شمار ہو مگر گورنمنٹ کی راے مین مسترد ہونا اس ریاست کا راجہ کے وارثون کو مناسب
متصور ہوا اور بدستور یہہ علاقہ ضبط سرکار رہا **ریاست بہاگل** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست
پہاڑی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے شرق کیطرف علاقہ بہگی و دہامی و پٹیالہ جنوب کو کہ
کنیار غرب کو ہنڈور و کہلور و مانگل ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹہارہ میل اور دس میل عرض ہے
کل سطح اس علاقہ کا اکیسو میل شمار مین آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جسمین بہادر گڈہ کی چوٹی
چہہ ہزار دو سو تینتس فٹ اور بارادیوی سات ہزار تین فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس پہاڑ
کا پانی سعد اور چہوٹی چہوٹی بہت ندیون کے دریاے گنبر مین گرتا ہے اور ایک ندی انہین سے جسکا نام
شلئی ہے بارش کے وقت سیر کہلاتا ہے وہ شمال مغرب کیطرف کو بہہ کر دریاے ستلج مین جا گرتی ہے
بہاگل کے علاقہ مین بارہ پرگنہ اور آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ پنجاہ ہزار روپیہ
ہے جسمین سے تین ہزار چہہ سو روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے جب ۱۸۱۵ع مین

سرکار نے فوج گورکھیہ کو یہان سے نکالا تو یہان کے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور
تین ہزار آدمی کی فوج کے رکھنے کی اجازت دی **قلعہ ارکی** یہہ ایک قلعہ بہاگل کی ریاست کے
متعلق شرقی حد کے بلند اور ڈہلوین قطارون پر واقع ہے اس قلعہ مین پہلے گورکھیہ فوج رہتی تہی
۱۸۱۵ع مین سرکار نے اونکو نکالکر یہہ قلعہ بہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ ہری پور** ریاست پٹیالہ کے
علاقہ مین یہہ ایک موضع ہے ایک قلعہ کے اوس سڑک پر جو شملہ سے سباٹو کو جاتی ہے سباٹو سے پانچ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے آبادی اسکی دریاے گنبر کے ایک شاخ پر زیر حکومت و ملکیت مہاراجہ پٹیالہ کے
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تین ہزار ایکسو پنتالیس فیٹ ہے **مورنی** ستلج پار کے پہاڑی علاقہ
مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی ناہن کے شمال مغرب کے سمت سے چلکر جنوب مشرقی انجام کو پنجور دون تک
پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو مورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چہوٹی سی آبادی کا ایک
موضع بہی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہہ مقام و علاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تہا سکہون نے اوسپر
غالب آکر اپنے تحت مین کرلیا بلندی و پستی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور مثلثی پیمایش کے وقت
یہان پر ایک اسٹیشن مقرر ہوا تہا اور خاص قلعہ کے مقام کی بلندی سمندر کے سطح سے دو ہزار چارسو
تیس فیٹ ہے **قلعہ راج گڈہ** مہاراجہ پٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قلعہ دریاے
گری کے دہنے کنارے سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت پتہرون اور چونہ کی ہے
طول اسکا چہیاسٹہ فیٹ اور عرض [illegible] فیٹ بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار ایکسو چہیہتر
فیٹ ہے **سرد یو** یا یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ سباٹو کے نزدیک ماتحت حکومت پرگنہ سباٹو کے
واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک پختہ مندر شیو جی مہادیو کا بنا ہوا ہے اس سبب اس مقام کو سردیوتا
کہتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار چارسو فیٹ ہے **ریاست بشہر** کوہستانی [illegible]
یہہ ایک شہری ریاست ہے ایسکے شمال کو انگریزی ضلع سپتی مشرق کو علاقہ چینی تاتار جنوب کو ریاست
گڈہوال غرب اور جنوب مغرب کو مختلف اضلاع یا سب کلہ پہاڑی ریاستون کے مین یہہ علاقہ [illegible]
میل لمبا شمال مشرق سے جنوب مغرب اور [illegible] میل چوڑا جنوب مشرق سے شمال مغرب کو کل سطح اسکا [illegible]
میل مربع ہے اور اونچے پہاڑون اور بلند چوٹیون کے اندر واقع ہے اسقدر کہ اسکے ساتہہ کا کوئی
اور علاقہ بلند روے زمین پر نہین ہے کوہ نرٹ اس علاقہ مین جو بائین کنارے دریاے ستلج
کے ہے وہ تین ہزار [illegible] فیٹ اونچا ہے اور کوہ راٹین جو بائین کنارے دریاے پار کے ہے
وہ چار ہزار نوسو فیٹ بلند ہے اور دریاے ستلج کے پاس کے پہاڑ اور مقامات پست ہین یا بعض اونکے

ایسے بھی ہین جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہین دریاے ستلج یہان
مین شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اوسکے انہار کے سبب گویا دو حصہ مین یہہ ملک منقسم ہوگیا شمال کیطرف
کا جو حصہ ہے اوسکو کناور اور جنوبی حصہ کو بسہر بولتے ہین کناور کے ملک مین بہت کانین کچی تانبے کی
دریافت ہوئی ہین لوہا اوس پہاڑ سے کثرت کے ساتھہ نکلتا ہے اسطرح پر کہ کچہہ تو لوہے کے پتھر ہوتے ہین
اور کہین سے کچا لوہا نکلتا ہے اور کچا لوہا مقام نادا اور شیل کے جو جنوبی و مغربی حد پر اس علاقہ کے آباد
ہین نکالا جاتا ہے اور کارخانے اونکے جاری ہین یہہ لوہا کلی کی طرح چمکتا ہے کیونکہ اوسمین رنگ
بہت ہوتی ہے کانین یہان جو کہودی جاتی ہین اونکی شکل بطور زینہ دار کان کے ہوتی ہے اور
آدہی آدہی میل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہین پہلے اوس کچے لوہے کو پتھر کے کوٹون سے تاکہ
اوس کنکوٹ کو درست کرتے ہین اسطرح سے جلاتے ہین وہ اصل ہین دو تہائی جلکر ایک تہائی بچتا
ان سب کانون مین سے شیل کی کان کا لوہا بہت اچہا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ ہتہیار اوس سے بناے
جاتے ہین کچا لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکڑے مین سے تیس یا چالیس یا پچاس ٹکڑے
اچھے نکلتے ہین باقی ناکارہ پہینکدینے کے لائق ہوتا ہے آب و ہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور
جسقدر اس ملک کی نشیب و فراز و خشکی و تری مین فرق ہے اوسیقدر آب و ہوا مین تفاوت ہے رامپور کے
مقام کی زمین تین ہزار دوسو ساٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی حد سے
لیکر اون پہاڑون تک کہ جہان بسبب کثرت برف کے آجتک بنی آدم کا گذر نہین ہوا طرح طرح کے
موسم اور آب و ہوا بدلتی رہتی ہین نہایت موافق و دلپذیر آب و ہوا مقام چو آرا بادہ پارہ کی
گہرائی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹھہ فیٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیدا آور اور
اس علاقہ کی سطح کے کنارے رامپور کے مقابل سے لیکر علاقہ سرحد تک جابجا مختلف ہے رامپور کے
مقام پر بانسون کے جنگل اور میوہ دار ہر ایک قسم کے درخت بکثرت ہین اور برفانی پہاڑون پر گیاس تک
بھی پیدا نہین ہوتا ستلج کے کنارے بلندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچہزار فیٹ تک ہی اور جسقدر اوسمین
اوپر چڑھتے جاوین ہندوستانی قسم کی درخت غائب ہوتے چلے جاتے ہین اور یورپ کے درخت و نباتات و پھول بکثرت
نظر آتے ہین و چیڑ و دیودار و زیتون وغیرہ پہاڑی درختون کی یہہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ
کی طرح دکہائی دیتے ہین اس پہاڑ مین چاے کی پیدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چاے کی زراعت
دریاے ستلج و دریاے لیبی کے کنارے جو جنوبی سرے کے پہاڑ کے اندر ہے بکثرت ہوتی ہے دو قسم کی چاے
کالی و سبز یہان ہوتی ہے جو چین کی چاے سے مشابہت تام رکہتی ہے قریب ایک من سالانہ کی چاے اس علاقہ

سے سوداگر لوگ شہرلے و دارالسلطنت لداخ کو لیجاتے ہین اور وہان اسلاک کی چاے کے سواے
چین کی چاے کی کچھ قدر نہین ہے اور یہان غریب غربا و دولتمند غنی سب چاے کا استعمال کرتے ہین
کناور کے علاقہ مین انگور کی یہہ کثرت ہے کہ لاکہون من تک اوسکی پیدائش کی تعداد ہے تازہ انگور
جس قدر کہانے سے بچ رہتا ہے اوسکے ڈہیرون کے ڈہیر خشک کر رکہتے ہین اوسکی سوداگری
ہوتی ہے اور شراب بہی اوسکی بنائی جاتی ہین برسات اور جاڑے کے موسم مین وہی خشک انگور انکی
غذا ہوتا ہے جاڑے مین کشمش خشک انگور ویہہ کا پندرہ یا بیس سیر بکتا ہے اور تر انگور تیس یا پینتیس سیر
فروخت ہوتا ہے اس علاقہ مین اٹھارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور رسدار پیدا ہوتے ہین۔
عادات اور خصلتین بہی مختلف ہین اور جیسے کہ یہہ ملک نشیب سے فراز کو جاتا ہے عادات بہی بدلتی ہوئی
چلی جاتی ہین کناور کے ملک کے باشندے وضعدار بہادر و محنت کش و دیانتدار جہان نواز ہین
اور جب گورکہون کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہون نے اطاعت نہ کی اور بڑی بہادری سے اونکا
مقابلہ کر کر اونکو شکست دی اور بسہر کا راجہ جو بسہر سے بہاگ کر اونکی پاس جا کر پناہ گزین ہوا اوسکو
اونہون نے پناہ دی دریاؤن کے پل توڑ دیے راستہ اور روک لئے غرضکہ گورکہونکو
اپنے علاقہ مین داخل ہونے نہ دیا آخر اسبات پر فیصلہ ہوا کہ سپہ سالار گورکہہ نے سات ہزار پانسو
روپیہ سالانہ ان سے لینا کر کے انکے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورات زیور پہننے کی بہت شایق
ہین اگرچہ خوبصورتی و خوش خلقی اس پہاڑ مین بہت ہے مگر غیرت برای نام بہی نہین ایک عورت
کے پانچ چہہ خاوند ہونا یہان عام رواج ہے اور جو شخص ایک گہر مین پانچ چہہ مرد ہوتے ہین وہ
ایک ہی عورت کو قیمتاً خرید کر شادی کر لیتے ہین اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب
مرد نوبت نوبت اوس سے حاجت روائی کرتے ہین امرا کے یہان ایک عورت ایک مرد کی پاس
بہی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورات کے بیع و شرا کیلیے بربلا گہوڑون اور بیلون کیطرح ہوتی تہی اور
قیمت عورت کی خوبصورتی پر بڑہائی جاتی تہی جو کوئی بڑہتا تہا سو پاتا تہا اب بربلا یہہ بات نہین ہوتی
کہ سرکار انگریزی کی سخت ممانعت ہے مگر در پردہ وہی حال ہے بہت سی خاوند والی عورت سے جو اولاد
ہوتی ہے اوسکا باپ بڑا ہی کہلاتا ہے جسکی نسبت عورت کہہ دیوے کہ یہہ فلانے خاوند کے تخم مین سے ہے
علاوہ ایسکے جس باپ کے ساتہہ بیٹے کے خال و خط مطابق ہون وہ بہی کہا جاتا ہے کہ یہہ فلانے کا بیٹا ہے
اس علاقہ کے جنوبی حصہ مین اچہوت اور برہمن ہندو مذہب کے رکہتے ہین اور بکری بہیڑ سور و مچہلی کا
گوشت کہاتے اور شراب تماکو چاتے نکمین پیتے ہین سرکار کی عملداری سے پہلے عبادتگاہون پر جاکر

ہین ہوتی بسبب اسکے کہ کنارے ستلج کے بہت ڈہلوین اور بلند ہین اس علاقہ کے اندر چھ دریا گرکر
طرف سے دریاے ستلج مین آکر شامل ہوتے ہین یہہ ہین اول دریاے لی جسکو دریاے سپتی بہی کہتے ہین
دوسرا دریاے دارنگ تیسرا سچو رچو چوتہا دریا گزہنگ پانچوان دریاے گگن چہٹا دریاے شالا
اور بائین کنارے کیطرف سے دریاے ہوچو و تقلیز و ننگ و لسیا چار دریا ستلج مین آکر گرتے ہین
بلندی اس ملک کی ستلج کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی ہے آب و ہوا اس ملک کی گرم موسم مین بمقام نچلی
حصہ ستلج کے گہاٹون کے گرم و بعض موقعون پر بہت سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کی کرنین
سامنے کے اونچے پہاڑون پر پڑتی ہین اور ہوا اونکی گرم ہونے سے گرم ہو جاتی ہے خصوصاً بمقام
چینی جو آٹھ ہزار فیٹ سے بہی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انگور اس علاقہ کی بہت افضل
ہوتی ہین اور اونکا رس نکالکر جو پیا جاوے تو انگوری شراب کی طرح مستی دیتا ہے جنوبی یا نچلے حصہ
کوہ کناور مین برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصہ مین برسات کم ہے اور زراعتون کو پانی ندیون سے
دیا جاتا ہے شمالی حصہ مین برف کثرت سے برستی ہے بلکہ اسقدر کہ گانوکے گانو برف کے نیچے دب جاتے
ہین شکل و صورت یہان کے لوگون کی کوہ قاف کے آدمیون سے مشابہت رکہتی ہے رنگ کسیقدر سیاہ
اور پوشش بہی انکی ناصاف ہے مگر بلند قد و طاقت ور و بہادر و حلیم طبع و مہمان نواز ہوتے ہین
گورکہہ والونکی یورش کے وقت اونہون نے اونکا مقابلہ کرکر اپنے علاقہ مین آنے نہ دیا اور اپنے راجہ کی تابعداری
کی ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہان رواج عام ہے اور شمالی حصہ مین ایسے جہان کہ جنہان
کسی حاکم کا دخل نہین ہے بدمعاشی و زناہت رائج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورات کی نہین رکہتے
کناور کے جنوبی حصہ کے لوگون کا مذہب ہندو برہمنی ہے اور شمالی طرف کے لوگونکا لامہ مذہب یعنی بودہ مذہب ہے
اور دونو مذہب ملے ہوے ہین اس ملک مین نقل مکانی بہت رائج ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہین اور ایک مندر بڑا مشہور
عالیشان سہرن مین کالی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے جہان پہلے آدمیون کی قربانی ہوا کرتی تہی یہہ لوگ گائے کی
بہت ادب کرتے ہین اور ذاتون کا امتیاز بہی البتہ ہوتا ہے اور سواے ہندو و لامہ مذہب کے اور کسی
مذہب کا آدمی یہان پایا نہین جاتا اور مقام ہنگرنگ جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے وہان خاص لامہ مذہب
رائج ہے اس ملک مین پانچ زبانین بولی جاتی ہین شمالی ملک مین تبتی و کناوری جنوب مین ہندوستانی
و پہاڑی ملی ہوئی وغیرہ اس کل علاقہ مین نو ہزار آٹھ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی حساب فی میل
مربع پانچ آدمی کے ہے اور قصبہ سنگلہ و کانم اسمین بڑے شہر مشہور ہین ہوکیو درہ شہر کے
ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی درہ شمال مشرقی حد کوہ کناور پر واقع ہے یہہ پہاڑ ملک چینی کا

اور اس ملک مین گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اسکے ڈہلوین ہین اور
پہاڑ مین سے کلی کا پتھر و چونہ بافراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور اور قسم کے پتھر بہی نکلتے ہین
اس مقام پر چینیوالون کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اوسمین کچھہ فوج بہی انکی
رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چہبین فیٹ ہے جنگی بشہر کی ریاست کو متعلق
یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے سنگلاخ زمین پہاڑ کے بہت
صاف اور بباعث تیزی برف کے پہٹے ہوئے ہین سردی کی موسم مین یہان بڑے بڑے ٹکڑے برف
کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہین سطح اس پہاڑ کا ریگی اور پتھریلا ہے دریا کے کنارے زمین اس قصبہ کی
زرخیز ہے آباد ہے اوسمین طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہین اور قسم قسم کے میوہ دار درختون کے باغ خوب
سطح سمندر سے بلندی اسکی آٹھہ ہزار نوسو پانچ فیٹ ہے کانم بشہر کی ریاست اور علاقہ کناور کے متعلق
یہہ ایک قصبہ بلند پہاڑ کی ڈہلوین گہاٹی ایک دریا کے کنارے جو ہودگار دریاے ستلج کا ہے ایک
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی آبادی کا مقام ڈہلوان و پتھریلا اور اراضی اسکے متعلق کی بہت ار
زرخیز ہے اسکی آبادی کے تمام گہر نشیب کیطرف سے بلندی کو آباد ہوتے چلے گئے ہین اور ایسا دور سے
معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہر دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قصبہ کے اندر بہی آڑو و سیب انگور و اخروٹ
وغیرہ درخت میوہ دار بہت ہین اور باہر کی زمین مین بہی زراعت ہر ایک قسم کی غلہ کی بڑہیا اعلی
ہوتی ہے اور سبب اسکے کہ ندی اوس زمین کے اندر سے گذرتی ہے زمین یہانکی ہمیشہ نمناک رہتی ہے
خشک سالی کا یہان کے زمینداروں کو کچھہ خوف نہین ہوتا اس شہر کے رہنے والون کا مذہب بدہ لامہ ہے
اور ایک بڑا عالیشان و قدیمی مندر لامہ مذہب والون کا پرستشگاہ بنا ہوا ہے مندر کے اندر بڑا
کتبخانہ بڑا بہاری رکہا ہے اور اسمین کتابین ہر ایک فن اور دہرم کی موجود ہین ایک لغت کی کتاب
بہت بڑی ہے جسکی دو سو پچیس جلدین ہین اوس کتاب مین ہر ایک لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتہہ اوسکے لغات
و خاصیت و مقام پیدائش وغیرہ امور ضروری بیان ہوئی ہین اور ایک دوسری کتاب تصوف
کے علم کی بزبان تبتی سو جلد مین لکہی ہوئی ہے جس تمام کتاب مین سواے علم تصوف و رموز باطنی
و عالم ارواح کے اور کچھہ نہین ہے فقرا اور تارک الدنیا و طالبان مولی کے واسطے پڑہنا اوسکا
اکسیر اعظم ہے پہلی لغت کی کتاب سنسکرت کی زبان کا ترجمہ ہے اور ترتیب اوسکی بطور حروف تہجی
کے ہے اور یہہ بڑی دونو کتابین لکڑی کے ٹیپ یعنی حروف سے چہپی ہوئی ہین باقی اور کتابین
چہوٹی بڑی کا کچھہ شمار نہین ہے یہہ شہر کانم گویا علاقہ کناور مین معدن علم و دہرم ہے اور یہان کے لامہ

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و اوستاد ہین لامہ دیوتا بدہ مذہب والون مین سرپا پیشوا یا گورو گوکہتے ہیں
اگرچہ اس پہاڑ مین لامے بکثرت ہین لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لداخ کے ملک کا لامہ پسند کرکے منتخب
کرے لباس و پوشاک کا نام کے بڑے لامہ کی رسم کشتلک کے پادریون کی سی ہوتی ہے خصوصاً جوغہ
تو او نہین کے طرز کا پہنتا ہے جب یہہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو بیٹھتے ہین تو لامہ خود گھنٹہ ہاتھہ مین لیکر
بجانا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتھون مین سے کسی کے ہاتھہ مین ڈھولکی اور کسیکی سارنگی اور
کسیکی جلاجل وغیرہ ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ سُر تار کے ساتھہ بجاتے ہین اور زبان سے بہی کچھہ بولتے
جاتے ہین تھوڑی دیر کے بعد لامہ خود اوٹھہ کر اور آگے بڑھہ کر ناچنے لگ جاتا ہے اور سب حاضرین بہی
اوس رقص مین اوسکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین کچھہ دیر تک ناچ کر بس کر دیتے ہین یہہ لوگ سر پر لمبی
ٹوپیان اور گلے مین لمبی چولی یعنی کرتی پہنتے ہین اور پرستش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ پانی کا اور
ایک میٹھی روٹی رکھی ہوئی ہوتی ہے بعد ادائے رسمیات پرستش کے لامہ اوٹھہ کر اوس پانی کو پیالے کو خود
پی لیتا ہی اور اوس روٹی کو آگ مین جو اوسوقت روشن ہوتی ہے ڈال دیتا ہی اور سب کو رخصت کر دیتا ہی اوسوقت سبکو
یقین ہو جاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب مین قبول ہوئی اور ہر ایک کام مین ہماری مشکلکشائی
عنقریب آئی کانم کا جاگیردار و مالک بسہر کے راجہ کا ہمجدی ہے اوسی کی یہان حکومت ہے اور جو اسکی آمدنی
مین سے کچھہ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہاتا ہے تجارت اس شہر مین بہت ہوتی ہے اور سوداگری
مال کے محصول لینے کے واسطے یہان ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چہیانوین فیٹ ہے **درہ کیپو** بسہر کے ریاست اور
کنا ور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریاے ستلج نکلتا ہے یہہ درہ کوہ موجود
اور ستلج کی گہاٹی کے درمیان آکر دونو کو آپس مین سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار
چار سو چہبیس فیٹ ہے **درہ کیو ہرنگ** بسہر کی ریاست اور کنا ور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ
شمال مشرقی پہاڑون علاقہ کنا ور مین ہے اسکے اور چینی تاتار کے علاقہ مین کچھہ بہت فاصلہ نہین ہے
مگر بسبب برف اور سختی موسم کے لوگ یہان رہہ نہین سکتے گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا مین یہہ درہ
البتہ برف سے صاف ہو جاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹہارہ ہزار
تین سو تیرہ فیٹ ہے **درہ کیو کوچی** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک درہ اور فرودگاہ مسافرون
کے شمال مشرقی بلند گہاٹی کوہ جرنگ مین ہے یہہ درہ بسپا کی گہاٹی کو ندنگ کے گہاٹی سے علیحدہ کرتا ہے
اس مقام میں نباتات و درخت و گل و پہول قسم قسم کے ہین اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریائے لنگڑتی

پڑتا ہوتا ہے جو ایک تیز رو دریا یا ندی یہان گذر کر اور چند میل نیچے جاکر دریاے تونس میں جاملتی ہے
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار چار سو ستاون فٹ ہے **کہاب یا جہاب** بسہر کی ریاست
میں یہہ ایک قصبہ کناور کے علاقہ میں ستلج کے بائین کنارے پر پہاڑون کے بلند چوٹیون میں آباد ہے
سرسبزی و شادابی و شگفتگی پہولون کی یہان اسقدر ہے کہ اوسکو دیکہنے سے بہشت کی سرزمین
یاد آتی ہے باغی و جنگلی انگور وہان بہت ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار تین سو
دس فٹ ہے **کہابل** بسہر کی ریاست میں یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی پار کی دریا پار ایک میل پر سے
ملنے کنارے اوس سڑک پر جو سپاٹو سے بریندا درہ کو جاتی ہے بیس میل بریندا کے جنوب مغرب یا کہیلرن
آباد ہے اسکے گرد کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزارون میوہ دار
درخت اور سایہ دار وہان موجود ہین اور بیشمار ندیان اور پانی کے چشمے پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ
میں بہتے اور سیراب کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چار سو فٹ ہے **کہلیا درہ**
بسہر کے علاقہ میں یہہ ایک درہ پہاڑی قطارون کوہ ہمالہ کناور کے جنوبی حد پر واقع ہے آٹھ مہینہ
تک بسبب برف کے بند و درہ بند رہتا ہے صرف ماہ مئی و جون و جولائی میں کہلتا ہے اگست کے مہینے
میں پہر برف کا برسنا شروع ہو جاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتھہ برستی ہے کہ پہاڑ کے اوپر اور
پہاڑ پر ونکے جم جاتے ہین ناگہان برف کے برسنے کے سبب اکثر اوقات جانون کا نقصان ہی ہو جاتا ہے
بعد جولائی کے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافرون کی کم ہوتی ہے اگست و مارچ کے مہینے مین
برف اس پہاڑ کی بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوسپر سخت جاکر پاؤن رکہتا ہے تو سر تک اوسمین کہس کر مرجاتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے سترہ ہزار فٹ ہے اور ایک چوٹی پہاڑ کی اس درہ سے جنوب مغرب
کے طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے اوسکی بلندی اونیس ہزار چار سو اکیاسی فٹ سمندر کے سطح سے ہے
ہنگرم یا ہنگ رنگ یہہ ایک علاقہ بسہر کے ریاست کا کناور کے پہاڑ کے اوپر بلند تر
ہے اسکے جنوب و مغرب کو بلند قطارین اسی نام کے پہاڑ کے ہین جنمین صرف کلی کے پتہر اور مٹی ملی ہوئی ہے
شمال و شرق کے طرف اسکے لداخ اور چینی تاتار کے حدود واقع ہین اور اسی نام کا ایک پہاڑی
درہ بہی اس پہاڑ کے اندر ہے جو اس پہاڑ کے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو سڑک کہ اس درہ کے جنوب
مغرب کیطرف ہے وہ ایک پہاڑ کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اوس سڑک کے دونو طرف نیچے
فراخ میدان نظر آتے ہین یعنی جنوب کیطرف تو کناور کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف چینی تاتار کے
میدان دکہلائے دیتے ہین جنوب کیطرف اسکے پاس سواے چہوٹے قسم کے جنگلی جہاڑیون کے اور کوئی

درخت نہین ہے اور شمال کیطرف سینکڑون گز تک اونچے برف جمی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہنگ رنگ
کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑھکر دیکھین تو سواے کالے اور خشک پہاڑون کے اور کچھہ نظر نہین آتا
صرف کہین کہین بہت سے کم قامت لکڑی دکہائی دیتی ہے اور چوٹیان پہاڑون کی ایسی اونچے نظر آتی
ہین کہ دیکھنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچھہ دور ضلع کناور ہے وہ
سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعتین ڈھلوین میدانون پر ایک ایک دوسرے سے اونچے
اونچے سرسبز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین درخت چیڑ کے بھی وہان بہت ہین گرمی کے موسم مین اگرچہ
اس درہ کے پہاڑ پر برف نہین ہوتے مگر سردی ایسی ہوتی ہے کہ وہان جاکر اگر آدمی کچھہ دیر ٹھہرے
تو بدن سن ہو جاتا ہے اور ہاتھہ پاؤ حرکت نہین کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھہ سو
فیٹ ہے لنگھیا درہ یہہ درہ بسہر کے ریاست کناور کے علاقہ مین اون پہاڑون کے قطار مین
واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات سو فیٹ ہے
اور یہہ درہ دو پہاڑ چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے ||
کوٹی بسہر کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ بائین کنارے دریاے پار کے دریا سے ۲۴ میل کے فاصلہ پر
آباد ہے تین طرف اسکے بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے بسطرف دریا بہتا ہے راستہ
اسکا کوہلا ہے جہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچہزار نو سو فیٹ
اونچا ہے کوارا اباپوچالی بسہر کے ریاست مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کوٹہ سوری سے گنیش درہ
کو جاتی ہے پندرہ میل جنوب کی طرف گنیش درہ کے آباد ہے پاس اسکے دریاے ... بہتا ہے وہ دریا بہت
گہرا اور تیز رفتار ہے اور لکڑی کا پل اوس دریا پر بنا انیس فیٹ لمبا بندہا ہوا ہے اور اسمین کل
چالیس گھر آباد ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے کنو یہہ قصبہ بسہر
کے ریاست مین کناور کے متصل جنوب کنارے دریاے تدنگ کے آباد ہے گرمی کے موسم مین یہان دریا
بڑی تیزی سے چلتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا مین ہو بہا کر لیجاتا ہے اور بسبب اسکے کہ دریا مین پتھر بہت ہین
چلنے کے وقت اسکا پانی بہت شور کرتا ہے دریا کے اوپر لکڑی کا پل پندرہ فیٹ لمبا بنا ہوا ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو ستائیس فیٹ ہے قلعہ کشین بسہر کی ریاست مین
یہہ ایک قلعہ جنوب کنارے ایک دریا کے جو بدوگار دریا پار کا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک
قصبہ تجارت کا بارونق بنا ہے بازار اسکا آباد وکشادہ سر تجارت گردی کا ملک سرسبز وشاداب
قصبہ کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ لوہا نکلتا ہے اور قصبہ کے لوہے کے نکالنے

کی کارخانی بنی ہین ہان کثرت سے لوہا پکایا جاتا ہی سوداگری اوسکی دور دور تک ہوتی ہی بلندی اسکی سمندر کی سطح سے ہزار
آٹھہ سو چھتیس فیٹ ہی **قلعہ کشمن** بسہر کی ریاست مین یہہ گانو معہ ایک چھوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کناور کے آباد ہی
آبادی اسکی ایک پہاڑ کے اوپر دہنی کنارے دریای ستلج کے واقع ہی گردی کا علاقہ اسکا انگوری باغون سی محیط ہی اور
انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہی **قلعہ لپرنگ** بسہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ دہنی کنارہ دریای زنگ کے جو اس سے
دریا مدگار ستلج کا ہے آبادی یہان ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیوارین چالیس فیٹ بلند ہین اس مین
بسہر کے راجہ کی فوج رہتی ہی بلندی اسکی سمندر کے سطح سی نو ہزار دو سو چہیانوین فیٹ ہی **لیو** بسہر کی ریاست اور
کناور کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک چھوٹی سی پہاڑی اور دہنی کنارے اوس مقام سے جہان دریای لیک پاتی لی سے
شامل ہوتا ہی آبادی دریای لیک ایک تیز رو دہار امغرب کی سمت سے آکر اس مقام پر دریا سے ملے سے شامل
ہوتا ہے مشرق کے طرف اسکے ایک قلعہ ساٹھہ فیٹ اونچی ایک ٹیلی کے اوپر بنا ہوا ہی مگر اب مسمار ہوگیا ہے
آبادی اس گانو کی تاتاری خاندان کے آدمیون کی ہے جو لامہ مذہب کہتی ہین سطح اس دریا کا اس مقام پر
نو ہزار فیٹ اور گانو کی آبادی کا مقام نو ہزار تین سو باسٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس علاقہ
مین دریاے سندھ و دریاے ستلج اپنے چشمون سے پہاڑون کے اندر راستہ لیتے ہوئے آتی ہین اور بڑی
تیز روی اور گہرائی سے چلتی ہین اور دو سو ستہتر فیٹ تک اونکا چوڑان ہے **لیپی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے تیتی کے آباد ہے اور قریب چار میل کے اس گانو کے
نیچے یہہ دریا دریاے ستلج مین جا گرتا ہے بلندی اس گانو کی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار سات سو فیٹ
ہے **لوہنیا درہ** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو بسہر کے جنوبی و شمالی
علاقہ کے درمیان بطور حد فاصل کے حایل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس اور بہی تین درے
کوہی ہین جو ایک ہی میل کے اندر جاری ہین بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر ۱ ہزار فیٹ تک ہے اور
پہاڑ پر برف بہت برستی ہے اور سواے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان درون کے
راستے سے گذر نہین سکتا **میرو** بسہر کی ریاست ور کناور کے علاقہ مین یہہ ایک گانو دہنے کنارہ
دریاے ستلج کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے جولا ستلج کے ساتھہ شامل ہوتا ہے آبادی اس مقام پر انگور کی
بہت کثرت ہے بلکہ اس مقام کو اس پہاڑ مین آخری مقام انگور کی پیدا ہونیکا کہنا چاہئے کہ اس سے آگے پہر
انگور پیدا نہین ہوتا **سوہنی قلعہ** بسہر کی ریاست کوہ کناور مین یہہ ایک قلعہ دریاے راونک کے
کنارے ڈیلوین گہاٹی پرگنہ قمرو پر بنا ہوا ہے اس مقام پر ایک بڑی ہندؤن کی پرستشگاہ اور مہادیو کا
مندر بنا ہوا ہے جسکو بدری ناتہہ کہتی ہین مہادیو کے سر پر آٹھہ یا دس سیر سونے کا چھتر ہے اور مندر

بڑا عالیشان پتھر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہین اور
پرستش اسکی موجب نجات کا سمجھتے ہین **مورنگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین ایک قصبہ ستلج کے
بائین کنارے اوس مقام پر کہ جہان دریائے تدنگ ستلج کے ساتھ ملتا ہے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار
سطح مین ہے اور تین طرف اسکے بلند پہاڑ ہین اور مغرب کیطرف سے جدہر دریا چلتا ہے کھلا ہوا ہے یہان
ایک پختہ قلعہ سنگین خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوسمین فوج راجہ کی رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے
آٹھ ہزار پانسو فیٹ کے ہے **قلعہ ستگڑہ** یہہ ایک قلعہ بسہر کے علاقہ کے متعلق اوس پہاڑ
کے اوپر بنا ہوا ہے جسکی ابتدا امرال گڈہی کے شمال کیطرف سے چلتی ہے سطح اسکا اوج سے نشیب کیطرف
ساڑھے تین میل ڈہلوان پشتہ کے مقام ستلج کے بائین کنارے تک ہے بلندی اس قلعہ کی سمندر کے
سطح سے چھ ہزار فیٹ ہے سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس علاقہ مین گورکہہ فوج رہتی تھی جنکے اوپر سرکار نے
یورش کرکے اونکو قلعہ سے نکالا تہا **نکو** بسہر کے ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک گانو سب سے بڑا گانو کوہ پرکیل
کے مغربی سمت اور دریائے سپتی کے بائین کنارے پر آباد ہے آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے اور
گہرون کے چہتین چوڑی لکڑیون سے ڈہانکی ہوئی ہین اس علاقہ مین اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی
گانو نہین ہے بارہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے یہہ اونچا ہے میدا اور یہان بکثرت ہوتی ہے گیہون بہت
بوئی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لامہ کے رہنے کی جگہہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ خارا
کے پتہرون سے بہرا ہوا ہے سوائے ہر ایک قسم کے غلہ کے شلغم یہان بہت ہوتی ہین آب و ہوا یہان کی
بہت خشک ہے مگر بسبب اس ملک کے فصل یہان بڑی بہاری ہوتی ہے اس گانو کے نیچے ایک چہوٹی سی
جہیل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوسکے چارون طرف کنارون پر پہاڑی درختون چیڑ وبیتون وغیرہ
کی اسقدر کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے مین صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتون کے کام مین لاتی ہین
درہ نالگون بسہر کی ریاست کناور کے جنوبی حصہ کے پہاڑ مین یہہ ایک درہ سب درون سے
چہوٹا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھ سو اکیانوین فیٹ یا سات سو فیٹ کوہ برفانی سے
بلند ہے یہان ایک ندی بہی جسکا نام نالگون ندی ہے اسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا
رستہ طے کرکے دریائے بسپا مین جا گرتی ہے **شکیا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین کنارہ دریائے
ستلج کے یہہ ایک گانو اوس مقام سے ایک میل جہان دریائے سپتی اور ایک اور بڑا دریا جو اسکے سامنے
بہتا ہے اسمین شامل ہوتے ہین آبادی تہوڑے فاصلہ پر اسکے بڑا بہاری جنگل جنگلی درختون سے پر نظر آتا ہے
اور اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جسکی کناری پر دوسری آبادی موجود ہے اس گانون کی علاقہ مین

گندم جو شلغم کثرت سے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو بہتر فیٹ ہے **قلعہ فوالن گڈہ یا فوالن کوٹ** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اوس پہاڑ کے قطار کے اوپر جو جنوب مشرق کو مرال کنڈا سے چلتی ہے بنا ہوا ہے گرد نواح اسکے بہت بہاری جنگل ہے یہہ قلعہ اسی ریاست مین بہت پختہ اور جنگی مشہور رہا ہے سرکار کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہہ فوج رہتی تہی سرکار کی فوج نے وہان جاکر ایک طرف مورچہ لگایا اور فتح کیا اتہہ ہزار گورکہے اندر سے نکلے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو پانچ فیٹ ہے **ہرال کا کنڈا** بسہر کی ریاست کے علاقہ مین یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی مختلف بلندی کے ہے یہہ پہاڑ پہلے جنوب مشرق کے سمت کو چلکر اوسپر کے جنوبی و شمالی علاقہ کے درمیان ہو کر کوہ ار کی سرحد ریاست بہاگل تک جا پہونچتا ہے اور ستلج دریا اسکی بنیاد کے اندر بہتا ہوا جاتا ہے یہہ اوس سمت کو آتا ہے اور ایک طرف اسکے دریاے گری و ٹونس و جمنا جاری ہین **درہ شیر نگ** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو جنوبی علاقہ کنادر کے اوپر واقع ہے سلسلہ کی بطور دروازہ کے نکلا آیا ہے اور دوسرے پہاڑون کے درمیان اسکا راستہ جاتا ہے [illegible] کے قریب [illegible] سمت مشرق درہ گناس ہے اور پانچ میل زیادہ تر اوسی طرف کو درہ کا حال [illegible] ان برفون درون مین سے شیر نگ کے درہ کی بلندی سمندر کی سطح سے سولہ ہزار [illegible] فیٹ ہے **نگ** بسہر کی ریاست ضلع کنادر مین یہہ ایک گانو بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے یہہ دریا کوہ جنوبی ناسے نکلکر اور تین دن کا سفر طے کرکے اوسکو آتا ہے آبادی اس گانو کی شمالی بنیاد کوہ تانگ رنگ پر واقع ہے اور متصل اسکے درہ تنگ رنگ کا ہے جسکا راستہ بہت ڈہلوان اور دشتون سے بہرا ہے زمین یہان اس آبادی کی زرخیز بسیار اور آب و ہوا موافق بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو ستائیس فیٹ ہے **اوربنا** بسہر کی ریاست علاقہ کنادر مین یہہ ایک گانو اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے یہان اسکی [illegible] لوگ [illegible] ہین اور عبادتگاہین اونکی بہی بنی ہوئی ہین یہہ علاقہ تہا ناہموار و ناصاف ہے پہاڑ اونکی غار دار [illegible] پتہرون کے سلسلہ ہین بہت نکلتی ہین سرسبزی اور درخت یہان کم ہین سواے چہوٹے قد کے [illegible] درختون کے اور درخت اس پہاڑ مین نہین ہوتا لاکن اور کے علاقہ کے اوسط لیکن چینی تا [illegible] اسی پہاڑ کے درختون کو اخیر کے درخت کہنا چاہئے کیونکہ اس سے اوپر بسبب سردی و ہلاکت برف کے کسی پہاڑ کے اوپر درخت پیدا نہین ہوتا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار دو سو چہیانوین فیٹ ہے **درہ شیکیٹ** بسہر کی ریاست ضلع کنادر مین یہہ ایک درہ پہاڑ کے لمبی قطار مین ہے جو کہ ستلج بائین کنارے سے چلکر ضلع ناہموار متعلقہ تاتار اور سرحد ملک انگریزی تک پہونچتی ہے اس درہ کے شمال کو

تھوڑے سے فاصلہ پر ایک بڑا پہاڑ پارگیول ہے جو دہنے کنارے دریائے ستلج سے اٹھا ہے بلندی اس پہاڑ
کی اپنے نشیب یعنی دریائے ستلج کے دہنی کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے
بائیس ہزار چار سو اٹھائیس فیٹ ہے اور بلندی اس درہ شپنگسا کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ شمار
میں آتی ہے **پوارہی** بسہر کی ریاست ضلع کناور میں ایک گانو بائیں کنارے دریائے ستلج کے
واقع ہے اس مقام پر دریائے ستلج اکیس سو فیٹ چوڑا اور گہرا اور ملایم دھیرا آہستہ ہو کر بہتا ہے یہہ گانو دو سو فیٹ
دریا سے اونچا بسا ہے جسمین اکثر گہر دو منزلے لکڑی کے بنے ہوئے ہیں زمین متعلقہ ہموار اور زرخیز ہے انگور وغیرہ
میوہ جات اوسمین ہوتے ہیں سابق یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور
اوسپار لوگ بذریعہ جہولے کے پار ہوتے ہیں اور جہولے کی ترکیب یہہ ہے کہ دریا کے دونو طرف دو آدمی کھڑے
ہو کر رسی بالون کی بڑی مضبوط ہاتھون میں پکڑے رکھتے ہیں اور رسی کے درمیان میں ایک ٹیڑھی لکڑی
بندہی ہوئی ہوتی ہے اوس لکڑی پر آدمی کو بٹہلا کر دریا کے دوسری طرف کا آدمی رسی کو کہینچتا جاتا ہے اور اوسطرف کا آدمی
آہستگی سے رسی چھوڑتا جاتا ہے اور آدمی رسی پر بیٹہا ہوا رسی کے ساتھ لٹکتا ہوا چلا جاتا ہے چونکہ اونچا ہے دریا کے دونو کنارے بہت اونچے
ہیں پار اوترنے والا آدمی پانی تک نہیں پہونچتا بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھہ ہزار آٹھ
سو فیٹ کی ہے **پنگی** بسہر کی ریاست ضلع کناور میں ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے ستلج اور
جنوب مشرقی بنا وہین ایک پہاڑ کے قطار کے جو کوہ کوشنگ اور کوہ ملگن کے درمیان ہے آباد ہے بلندی اسکی
سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو نو فیٹ ہے **سرخیل** بسہر کی ریاست علاقہ کناور میں ایک پہاڑی
چوٹی دریائے سپتی اور ستلج کے درمیان چہہ یا سات میل اوس مقام سے جہان کہ یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہیں
واقع ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی بائیس ہزار چار سو اٹھاسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اسکے اوپر
سترہ ہزار فیٹ کی بلندی تک نباتات نظر آتے ہیں آگے سبزہ نہیں ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر
سوائے سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑون کے اور کچھہ نظر نہیں آتا دوسری چوٹی اس پہاڑ کی جو بفاصلہ
دو میل بڑی چوٹی سے ہے بلندی اسکی اونیس ہزار چار سو گیارہ فیٹ سمندر کے سطح سے ہے وہان اگرچہ
برف نہیں برستی مگر سردی سخت ہے **قلعہ راین گڈہ** یہہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریای پابر کے
بائین کنارہ پر چالیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا اسپر فیٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اندر اسکے فوج کے رہنے کے
مکانات اور میگزین کے ذخیرہ کے تہہ خانے بنے ہوئے ہیں بڑے بڑے برج توپون کے چڑہانے کے لئے
تعمیر ہوئے ہوئے ہیں مگر پانی کا انتظام قلعہ کے اندر کچھہ نہین ہے سوای اسکے کہ دریا سے پابر قلعہ سے چار
چہہ فیٹ کے نشیب مین بہتا ہے گورکھیہ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اسمین محصور ہوئی تو اونہون نے

پانی اسمین پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آکر قلعہ چھوڑ گئے قلعہ کے نیچے دریا پر سو گز
لمبا لکڑی کا پل بنا ہوا ہے دریا یہان بہت گہرا بہتا ہے گرد و نواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے چنانچہ شالی کوٹو
وغیرہ پیداوارین یہان بکثرت ہوتی ہین قلعہ کے پاس ایک قصبہ ہے وہان برہمن لوگ رہتے ہین اور
دو مندر عالیشان اونکے پرستشگاہ بنے ہوئے ہین ہندوستانی بولی یہان بولی جاتی ہے آدمیون کی
شکل شباہت بھی ہندوستانیون سے ملتی ہے پہلے یہ قلعہ اور قصبہ بھر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر
۱۸۱۵ع مین بعد فتحیابی اس پہاڑ کے سرکار نے یہ علاقہ معہ اور تھوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور
تین میل عرض کے اپنے پاس رکھ لیا مدت چند سے کیونتھل کے راجہ کو شملہ کے ملک کے عوض مین دیدیا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو انگریزی پچہتر میل اور بلندی قلعہ کی سمندر کے سطح سے پانچہزار چارسو
اٹھ فیٹ اور دریا سے بارہ سے چار ہزار نوسو تین فیٹ ہے **ریکیا ھم** بھر کی ریاست کے متعلق ہے ایک
موضع کوہ بیاس کے گھاٹی پر دہنے کنارے دریاے بیاس کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے بیاس کے ساتھ گرد
ندی آکر ملتی ہے ایک گھاٹی کے شگاف کے اندر آباد ہے علاقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے پاس اسکے ایک
اور پہاڑی خشک ریتلی بھی موجود ہے جسکی چوٹیان سیاہ دکہائی دیتی ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دس ہزار چارسو چھپن فیٹ ہے **کوہ رلدنگ** بھر کے ریاست اور علاقہ کنادر کے متعلق ہے ایک بلند
پہاڑ بسا گھاٹی اور رندنگ کے درمیان واقع ہے اور یہ پہاڑ ایک مجموعہ نوکدار چوٹیون کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑی
رہتی ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی اکیس ہزار ایکسو تین فیٹ ہے **رامپور** بھر کے ریاست مین بڑا
قصبہ دارالریاست بھر کے راجہ کا بائین کنارے دریاے ستلج اور مغربی کنارے ایک سینہ پہاڑ کے آباد ہے
چارون طرف قصبہ کے بلند پہاڑ سر بفلک کھڑے ہین ایسے کہ تازہ ہوا بھی قصبہ تک بمشکل پہونچتی ہے گرمی کے
موسم مین بسبب اسکے کہ چارون طرف کے پہاڑ اسکے سخت گرم ہوتے ہین گرمی ہو جاتی ہے مگر سردی کا موسم
یہانکا نہایت خوش و دلپسند ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا ناہموار گلیان بازار تنگ اور گھر دو منزلہ
سہ منزلہ پتھرون کی عمارت کے منقش و مصفا ہین راجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کونے کے اوپر
بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کی بعض مقام سہ منزلہ اور بعض مقام چہار منزلہ بنی ہے اونکی چھتین ڈھلوان بچھے بڑے بڑی
لمبی پتھرون کے پڑے ہین دیوانخانہ یعنی کچہری گھر راجہ کا بڑا کشادہ اور فراخ و منقش بنا ہوا ہے جسکو گورکہون
نے اپنی دخلیابی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبارہ آراستہ کیا ہے دیوانخانہ کے پاس اور
ایک مکان امیرون و وزیرون و رئیسون کے بیٹھنے کے واسطے بنا ہوا ہے جسمین چونہ کی جگہہ مٹی لگی ہوئی ہے
گورکہون کے حملہ سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور تین سو چار گھر آباد تھے اور ایک بڑا کشادہ بازار

تہا تجارت بکثرت ہوتی تہی اب دوبارہ یہہ آباد ہوا ہے اور تجارت کا رخانہ ہندوستانی وپہاڑی وچینی آسا
دور دور سے تجارت کیواسطے آتا ہے راجہ بسہر کا سردی کے موسم مین یہان آکر رہتا ہے گرمی کے موسم مین
سراہن کے مقام پر چلا جاتا ہے بلندی رامپور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فٹ ہے یہہ شہر شملہ سے ۸۵ کوس
اوتر کے طرف واقع ہے ہر سال یہان تین میلے ہوتے ہین اول ماہ جنوری دوم ماہ جون سیوم ماہ اکتوبر ان
میلون مین اون پشم ریشم انگور سوہاگہ نریسی کشمش گونٹ گہوڑے بہت فروخت ہوتے ہین **سنگلی** بسہر کے
ریاست علاقہ کناور مین ستلج کے بائین کنارے اوس سے تہوڑے فاصلہ پر کہ جہان دریاے تد تنگ ستلج سے
ملتا ہے یہہ ایک قصبہ آباد ہے یہان بدہ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین اور پرستشگاہین اونکے بنی ہوئے
ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹہہ ہزار چہ سو چالیس فٹ ہے **درہ وتنگ** بسہر کے ریاست
علاقہ کناور مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو کوہ رس کلنگ وپچور کے درمیان واقع ہے جاتا ہی
اس پہاڑ سے پتہرون کے تختے بہت نکلتے ہین سردی کے موسم مین بسبب برف کے یہہ درہ بند ہوجاتا ہے
اسواسطے لوگ یہہ راستہ چہوڑ کر چکردار دوسرے راستے سے ہوکر اوپر کے پہاڑون کو جاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو پچاس فٹ ہی **سراہن یا سیران** یہہ بڑا قصبہ بسہر کی
ریاست کے متعلق ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف لیکے دائرہ کے طرح پہاڑون
نے گہیرا ہوا ہے صرف سامہنے کے طرف سے جدہر کو دریا بہتا ہے کہلا ہوا ہے بڑے اونچے پہاڑ کلو کے
دکہائی دیتے ہین جو جنگل اور برف سے پر ہین اس قصبہ کے گرد کے پہاڑون کی چوٹیان شرق سے
غرب کو پہیلتے ہین گرمی کے موسم بسہر کا راجہ یہان آرام کرتا ہے اور سردی کے موسم مین یہان برف
برستی ہے جو جون مہینے کے ابتدا مین پہگل کر پہاڑ صاف ہوجاتا ہے گرد کا علاقہ اس قصبہ کا نہایت
زرخیز وسیراب وسرسبز ہے قدرتی گل اور پہول اور درخت بیشمار ہوتے ہین عمارت اس قصبہ کی پختہ
وخوشنما وبارونق وبازار کشادہ وپر تجارت ہے چینی والون کے طرز پر اسمین مکانات دو منزلہ بنے ہوئے ہین
مکانات کے اوپر بالاخانہ وبارہ دریان منقش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین کالی دیوی کا ایک
ہندوون کی پرستشگاہ یہان بڑا عالیشان مکان ہے جس جگہہ انگریزی سلطنت سے پہلے آدمیون کی قربانیان ہوتی
تہین راجہ کے رہنے کا محل ایک مقام پر بڑا بلند وفراخ وشاندار عمدہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ اس شمالی پہاڑ کے اوپر گویا
ہندوون کے مذہب کی ایک نشان تیرتہ جاتی ہے کیونکہ اس پہاڑ پر سوا ہی لامہ مذہب کے لوگون کے ہندوونکی مذہب کی لوگ نہایت نادر
ہونگی بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار دو سو چالیس فٹ ہے **یا شال** درہ بسہر کے ریاست کے متعلق ہے
درہ اس سڑک پر جو کوہ جوار اسی کناور کو جاتی ہے جنوبی قطار کوہ ہمالیہ مین جو تقریبا جنوب سے غرب شمال کو پہیلتی ہے

واقع ہے یہہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سبب سے نہین ہے بلکہ اس کے اوپر ایک مہلک سخت و
سرد تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان وہان جاتا ہے بدن اوسکا سردی سے سن ہو کر فوراً مر جاتا ہے
اوسکی چوٹی کے اوپر پٹنگ جراح کے پتھر بہت ہین مگر اس پہاڑ کے اوپر بہت ہے اسقدر کہ برف کے
ڈھیرون کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دہوپ کی لگتی ہے تو اوڑنے لگتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار پانسو پچپن فیٹ ہے **شپکی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ رس کلنگ پہاڑ کے گہاٹیون مین وارنگ درہ کے بائین کنارے آباد ہے
متصل اسکے ایک تانبے کی کان ہے مگر کئی سال سے کہودی نہین جاتی اسمین لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھ سو فیٹ ہے **شیل** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ گانو جنوب مشرقی
بنیاد کوہ وارتو کے اندر آباد ہے علاقہ اوسکا بہت زرخیز و آباد اور پاس کے پہاڑ بہی اسکے سبز و خوشنما
ہین پاس اسکے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا و تانبے نکالکر اس گانو کے کارخانہ مین پگلاتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار فیٹ کے ہے **درہ شپار** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ
ایک درہ ہے جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو اس ریاست کے حصہ جنوبی و شمالی مین حد فاصل ہے واقع ہے اسکے
جنوب مغرب میں کوہ چور اور مشرق کو بند جنوب مشرق کو کوہ جمنوتری جس سے جمنا دریا نکلتا ہے دکہائی دیتا
ہے اونکی سب چوٹیان برف سے ڈہکی ہوئی اور بلور کیطرح چمکتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین بلندی
اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار سات سو بیس فیٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلدنگ کے
پہاڑ مین ہے وہ اکیس ہزار فیٹ کی بلندی رکہتا ہے **شپکی** بسہر کے ریاست کے حد شمال شرقی کے اوپر
جو ملتی تاتار کے ملک کے ساتھ ملتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے اہل یورپ جو اس پہاڑ کے سیر کو آتے ہین آ سے
آگے نہین جاتے اور جب یہان سے آگے جاوین تو داب لنگ کے مقام سے دو سڑکین ہو جاتی ہین
ان مین سے ایک تو پنگ کہاٹ کے درے سے جسکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانسو اٹھارہ فیٹ ہے
ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تہوڑے سے فاصلہ اوس درہ سے جنوب کو گنگا کے درہ سے ہو کر گذرتی
ہے اوسکی بلندی سولہ ہزار فیٹ ہے گو کہ درہ گنگا پینگ کے درہ سے زیادہ تر اونچا ہے مگر اسکا رستہ
آسان تر ہے یہہ قصبہ بائین کنارے ستلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریاے ستلج اپنی چشمہ
سے یہان تک مسافت طی کر کے دو طرفہ ندیون او چشمون کو ساتھ ملاتا ہوا دریا بنجاتا ہے ورنہ اسکے
اوپر اس دریا کا قد و قامت کچہہ بڑا نہین ہے یہہ قطار پہاڑون کی جسکے اندر سے دہ دونو درے گذرتے
ہین شمال سے جنوب کو قریب تین میل کے فاصلے پر اس قصبہ سے ہین یہہ پہاڑ درمیان سلطنت چینی تاتار

اور انگریزی علاقہ کے بیچ حد فاصل نہین ہی بلکہ قدرتی حدود علاقہ کنادر و ریاست بھگیلی ہی پہاڑ ہی اس پہاڑ کے رہنے
والون کی شکل و شباہت بولی و طرز و وضع اور پہاڑ کے رہنے والون کے ساتھ بالکل نہین ملتی اور نہ آب و ہوا ملتی ہی بلکہ
پہاڑون کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہی سنگ جراحت و سنگ سرخ و سرخ مٹی اُسمین بہت ہی ڈہلوان بھی اس پہاڑ مین
زیادہ ہی ٹیلے بہت ہموار ہی کم ہی ملک خوفناک اور ویران ہی اور پہاڑ ایسا خشک ہی کہ ایک تنکا گہاس کا یا کوئی درخت
چھوٹا بڑا اٹھائیس میل تک برابر نظر نہین آتا البتہ کانٹے وجہاڑیان بے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک پہاڑ کے
سطح پر ہین اگر تنکے اونکے یا لکڑی ہاتھ مین لیکر ملین تو فوراً خاک ہوجاتے ہین بعض پہاڑیون کا رنگ خاکی
ہی جب ہوا وہان چلتی ہی تو ایک بڑا طوفان نمودار ہوجاتا ہی اور ایسی ہوا اکثر اوقات وہان چلتی رہتی
ہی اور خشکی اوس ہوا مین ایسی ہی کہ جس چیز مین اوسکا اثر ہوجاتا ہی فوراً خشک ہوجاتی ہی یہہ گانو جسکو
شکی کہتے ہین صرف چند گہر ہین جو ایک خشک و برہنہ پہاڑ کے ڈہلوین مقام پر آباد ہین متصل گانو کے بہت سے
محنتین کرکر گانو والون نے کچہہ زمین زراعت کیواسطے بنائی ہوئی ہی اوسمین گیہون جو شلغم کی پیداوار
ہوتی ہی گہر یہان کے پتہرون کے اور چھوٹے چھوٹے ہین گانو کے اندر چند درخت گوش بری کے ہین جو ہر ایک
گہر کے دروازہ کے آگے لگائی ہوئی ہین ان لوگون کے پاس گلہ پشمی بکرون کے بہت ہوتی ہین اور پشم
یہان کی تبت اور لداخ کے پشم سے بہی افضل ہوتی ہی جسکو وہ اوتار کر فروخت کرتے ہین کتے اس پہاڑ کے
تند آور وفادار ہوتے ہین بکریون کے گلے اور گہرون کی حفاظت اونہون کتون کے متعلق ہوتی ہی اس پہاڑ
سے پرے ملک چینی تاتار کا ہی جنکے خال و خط وضع و قطع چین کے لوگون سے تمام مشابہت رکہتے ہین آنکہین
اونکی چھوٹی چھوٹی ہوتی ہین اور سردی اور گرمی مین سر سے ننگی رہتی ہین زن و مرد بالون کے گوندہے ہوئے
رکہتی ہین اونکی پوشاک ایک لمبا کرتہ پاؤن تک اور پاجامے کہلے اونکے اور جبّرا بین پاؤن مین سرخ کمبل کے
ہوتے ہین جنکے نیچے کیطرف چمڑا لگا ہوا ہوتا ہی زن و مرد گلے مین ہار قیمتی پتہرون اور پتہرون کے بنا کر پہنتے
پیتل اور چاندی کے دستون کے جنکو چہریان ایک شخص اپنے پاس رکہتا ہی تاکو بہت پیتی ہین بلکہ ہر ایک شخص ہر وقت
چھوٹے چھوٹے حقے اوسکے اپنے پاس رکہتا ہی دولتمند لوگ چاندی کے حقے پیتے ہین اور کہا در اور تاتار
کے لوگ صرف حقہ پینے کے واسطے ہر وقت چقماق اپنے پاس رکہتے ہین جب حقہ پینے کی حاجت ہوتی ہی آگ نکال
لیتے ہین تاتار کے ملک مین عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہی مگر عورتین لوہے چاندی پیتل تانبے کے زیور سے
لدے ہوئے ہوتے ہین اونمین سے اکثر زیور تین کی بہی ہوتی ہین انگلیون کے باز ہین اور ہاتہی کا بہی یہان بہت
رواج ہی شکی کی بلندی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو ستانوے فٹ ہی بسنگا درہ یہہ ایک درہ کوہ
کناور کے جنوبی پہاڑ کے قطار مین ہی اور تین درون کے جو اسکے پاس ہین ایک میل سے زیادہ لمبان کا ہی

سردی کے موسم مین بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہوجاتا ہے اور گرمیون مین چار مہینہ تک کھلا رہتا ہے بلندی اسکی
سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فیٹ تک ہے **سوانگ** بہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین
کنارہ دریاے بسپا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہے گرد نواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درختان سیب
ناشپاتی خوبانی وغیرہ میوہ دار درخت یہان کثرت سے ہوتے ہین چیڑ و دیودار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر
ہین کہ شمار نہین ہو سکتا جیرڈ صاحب ایک انگریز سیاح نے وہان جاکر جو ایک چیڑ کے درخت کی پیمایش کی تو
بیس فیٹ موٹا پایا حالانکہ یہہ ادنی درجہ کے موٹے درخت ہین چوبیس فیٹ تک موٹے ہوتے ہین پیداوار ہر قسم غلہ
کی بھی یہان بہت اور آب و ہوا موافق ہے سردی کے موسم مین پانچ مہینے تک زمین برف کے نیچے دبی
رہتی ہے گرمی کے موسم مین موسم اس پہاڑ کا بہت اچھا و مطبوع ہوتا ہے برسات بھی متوسط درجہ
کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو فیٹ ہے **سنگلا** بہر کے ریاست مین
یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جسکے ذریعہ سے ضلع کناور و گڈہ وال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے
اس درہ کے سڑک بہت خراب ہے اور چھہ مہینے سال کے اندر یہہ درہ جاری رہتا ہے پھر برف کے سبب سے بند
ہوجاتا ہے مسافر لوگ بسبب تنگی راستہ کے بوجھہ اپنا بکرون پر لاد کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح پر
سولہ ہزار فیٹ کے ہے **سندرو درہ** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کے قطارون مین
جو شمال سے مغرب کو پہیلتے ہین جنوبی حصہ مین کناور کے واقع ہے راستہ اس درہ کا بہت مشکل گذار و تنگ پہاڑ
کے دو قطارون کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بہر مین صرف دو مہینہ کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے سولہ ہزار فیٹ ہے **سنگلا** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ دہنی کنارے دریا
بسپا کے آباد ہے قلعہ اسکی عمارت کی اچھی ہے اور ڈہلوین گہاٹی کے اوپر بنا ہوا ہے گہر اسکے ایک پر ایک
اوپر نظر آتے ہین بڑی چوٹی کوہ رلدنگ کی اسکے اوپر چہتری کیطرح سایہ کرتی ہے اگرچہ اس گانو مین پچاس
گہر سے زیادہ آباد نہین ہین مگر تجارت و کار و بار بکثرت ہے اور لوگ بھی آسودہ حال ہین اور تجار لوگ
گڈہ وال و چوآرا وغیرہ سے آکر یہان سے غلہ خرید کر لیجاتے ہین اور بعض اوقات جو یہان غلہ کی کمی ہو تو
وہان سے غلہ لاکر اوسکے بدلے یہان سے نمک خرید کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار
چھہ سو فیٹ ہے **سنگم** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ بائین کنارے دریاے دارہنگ اوس
مقام پر کہ جہان دریاے ہونگلیو شمال مشرق کے سمت سے آکر دارہنگ مین ملتا ہے آباد ہے یہہ دونو ندیان
اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہین اور اس سبب ایک سطح زمین کا جو تین میل تک لنبا ہے سیب اخروٹ
و ناشپاتی و انگور کے درختون سے پر ہے تین طرف اسکے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے ڈہلوان و ستلج کے دریا

تک کہلا ہوا ہے خوبانی کے درخت یہان بڑے افراط سے میوہ دیتے ہین جو یہان کے رہنے والے گرمیون مین
خشک کر رکھتے ہین اور سردی کے موسم مین کہاتے ہین اور اوسی کے مغز کا تیل نکالکر جلاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار تین سو پچاس فیٹ ہے **قلعہ تہر یا تہل** بسہر کے علاقہ مین یہہ چہوٹا سا
قلعہ اوس پہاڑ کے قطار پر جو کوہ وارتو کے چوٹی اور کوہ چر کے چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے اہتمام پر
انگریزی فوج کوٹ گڈہ کے چہاونی سے اکثر رہا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار سات سو
پینتیس فیٹ ہے **شنکو** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ وارتو اور چر کے درمیان ہے
اسکے مغرب کیطرف سے دریاے گری نکلتا ہے اور اسکے شمال مشرق کیطرف سے دریاے پابر کے مددگار
گذرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو دو فیٹ ہے **درہ شنگ لاک** بسہر کے
ریاست مین یہہ ایک درہ اوپر بلند قطار اوس پہاڑ کے ہی جو کوہ بسپا و تیلنگ کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو اونتالیس فیٹ ہے **کوہ وارتو** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ ایک بلند
چوٹی کوہ ہمالہ کے نچلے قطار دن کوہ ہمالہ مین ہے اوسکے اوپر بڑا گہرا جنگل ہر ایک قسم کے جنگلی درختون کا ہے
اور چونکہ گورکہہ لوگ اپنے دخل کے وقت یہان قلعہ و گاؤن بناکر رہنے لگے تہے اونکے مکانات کے کہنڈرات
اب بہی موجود ہین کوہ ہمالہ کے مثلثی پیمایش کے وقت اس پہاڑ پر بڑا بہاری محکمہ مقرر ہوا تہا اور مسٹر ہوکس صاحب
و ہربرٹ صاحب دونون حاکم تہے **پان رنگ درہ** یہہ ایک پہاڑی درہ دامنگ شو پہاڑ کے
اوپر ملک لداخ اور کنا ور کے درمیان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوفناک اور جنگلون سے بہرا ہوا ہی اور تنگی اور
مشکل گذاری اس حد تک کی ہے کہ بنی آدم کا وہان گذر بہت ہی کم ہوتا ہی کنا ور کے جنوب مشرق کے سمت سے
اسکے چڑہنے کا راستہ ہی اور دریاے وار تنگ بہی اسی درہ کے اندر سے گذرتا ہوا آتا ہے بلکہ چشمہ اوسکا بہی
پہاڑ کے اندر ہی اس دریا کے چشمہ کے اوپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے سال بہر مین چار چہہ مہینے تک یہہ درہ برف
سے صاف ملتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سی اٹہارہ ہزار چہہ سو بارہ فیٹ ہی اور بلندی وار تنگ کے چشمہ کی
پندرہ ہزار فیٹ ہی **لوسر** شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ گانوا وس مقام پر کہ جہان دریاے لوسر و پینو باہم
شامل ہوتے ہین آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فیٹ کی ہے جگہہ جہانکہ دریا بہتا ہے ایک سیدہا پہاڑ
دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بہی اوسپر ٹہہر نہین سکتی سواے چوٹی کے کہ وہان بہی برف جم کر زمین کے
سطح کے ساتھ مسطح ہو جاتی ہے آب و ہوا یہان کی خشک ہے اور پہاڑ کے گہاٹیون کے بیچ مین زمین
بہت سیرابی زرخیز ہے جسکو ندیون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانون کی آبادی عین ہموار میدان کے اندر واقع
ہے گائے بہینس بکریدن کے یہان بہت ہین اور ریشم بہت کثرت سی نکلتی ہے باشندے یہان کے تبتی و تاتاری

ونگویان نسل کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہین **ٹکلنو** بسہرکی ریاست کے متعلق یہہ ایک گہاٹی جنوبی قطار
علاقہ کناور مین ہے سطح اسکا چیڑ کے درختون سے پٹی ہے اور پانچ گانو اسکے اندر آباد ہین بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے آٹھہ ہزار آٹھہ سو فیٹ ہے **درہ پرنگ** یہہ ایک درہ مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ مین جو کہ
سپتی کے مقام سے سلطنت جموں اور علاقہ رپشو تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہے واقع ہے **کوہ جمنوتری** یہہ تین
چوٹیان پہاڑون کے پہیلے ہوئی جمنا کے چشمہ کے مقام پر ہین جنکی کل مجموعہ کو کوہ بندر پونچہ کہتے ہین ان چوٹیون
مین سے دو چوٹیان بہت بلند اور برف سے ڈہکی ہوئے ہین اور باقی کے پہاڑون کے قطار ین انہین چوٹیون
سے نکلتے ہین سطح ان چوٹیون کا جنوب مشرق کے طرف بہت کم ڈہلوان ہے اور بڑے موٹے اور مدہقا
برف اون پر پڑی رہتی ہے اسقدر کہ وہ ٹیلے کبہی برف پگہل کر ننگے نہین ہوتے سواے چند ٹیلون کے
کہ نہایت کم ڈہلوین ہین کبہی کبہی برف انکی اوپر سے ڈہل کر نیچے آ پڑتی ہے ان چوٹیون پر سواے برف کے
اور کچہہ نظر نہین آتا اور اوپر کے حصہ کی برف پگہلکر نیچے کے چوٹیون پر آتی ہے اور وہان سے پانی نکلکر نہین
بہہ جاتا ہے سیکڑون برسون کی برف وہان جمع ہوکر پہاڑون کے اور پہاڑ بن گئے ہوئے ہین البتہ اوپر کے
حصہ کی برف گرمیون مین کچہہ ڈہل کر پانی بنجاتی ہے انگریزی مورخون کے بیان کے موجب کوہ بندر پونچہ کے
چار چوٹیان ہین اور انکی اندر ایک بڑی جہیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ پر آب رہتی ہے
ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگاکر لنکا کو جلایا تہا تو وہ آگ دستے پہر یہان آکر
جہیل مین آکر بجہائی تہی بہت بلند ادمین تین چوٹیان ہین پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری بیس ہزار آٹھہ سو
سولہ تیسری بیس ہزار ایکسو بائیس ہزار فیٹ بلند ہے گرم چشمی پانی کے یہان بہت نکلتے ہین اور وہ گرم پانی کے
چشمون سے نکلکر اور برف کے اندر سے ہوکر دریاے جمنا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سبب سے برف
ڈہل ڈہل کر پانی برف کا اوسکے ساتھہ ملتا جاتا ہے چشمہ ابلتے ہوئے پانی کے یہان بیشمار ہین اور انکو
پانی سے کسیطرح کی بو گندہک وغیرہ کی نہین آتی اور گرم چشمون کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار آٹھہ سو
اونچاس فیٹ بلند ہے **کوہ لاہول** شمال مشرقی ہمالہ مین یہہ ایک انگریزی علاقہ ہے جسکے شمال مشرق کو علاقہ متعلقہ
لداخ مشرق مین سپتی جنوب مغرب کو علاقہ کلو مغرب مین چنبہ و کشتواڑ ہے یہہ ملک اڑسٹھہ میل لمبا اور چونتیس میل چوڑا
اور کل سطح اسکا ایکہزار آٹھہ سو بہتر میل مربع ہے یہہ ضلع پہاڑون سے محیط ہے درہ رتن کا جو اسکی جنوب مین
ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار تین سو فیٹ اور برالچہ درہ جو شمال کو شمال غرب کو ہے وہ سولہ ہزار پانسو
فیٹ اونچا ہے اور بعض چوٹیان جو اسکے پاس ہین پانچ ہزار فیٹ تک اوس سے بلند اور برف سے ہمیشہ ڈہکے رہتی ہین
لاہول مین بیشمار دریا چلتے ہین جنکا شمول چناب یا کے ساتھہ ہوجاتا ہے اونمین سے دو دریا بہت بڑے چندرا اور بہاگا

ہین جنکے شمول سے دریاے چناب بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑون سے بہت بڑی ہے کیونکہ گنشو آم
جو سو میل اس پہاڑ سے نیچے ہے اور چناب وہان بہت تیز رو ہوکر چلتا ہے پانچہزار فیٹ سے زیادہ سمندر کے سطح
سے اونچا ہے اس پہاڑ مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے صرف دو گانو تہوڑے گہرون کی آبادی کے ہین
انہین سے ایک کا نام گوشہ اور دوسرے کا نام پاڈری ہے جو مقام شمول چندرا اور بہاگا کے ہین مگر باوجود
بلندی ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچھی یہان ہوتی ہے **دریاے جولال** یہہ ایک
پہاڑی ندی جنوب مغربی حد کوہ سرمور سے نکلکر بہت صفائی اور تیز روی کے ساتھہ چلتی ہے پہر یہہ پہاڑون
اور گہاٹیون کے اندر جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل کا راستہ طے کر کر دریاے گری مین وطنی کنارے
کے طرف سے شامل ہو جاتی ہے **کہندالو جہیل** علاقہ کوہ منڈی مین یہہ ایک جہیل سمندر کے سطح سے
دو ہزار آٹہہ سو فیٹ اونچے اون پہاڑون مین جو جنوب مغرب کے سمت کو بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع
ہین واقع ہے یہہ جہیل ڈیڑہ میل لمبی کم آبی کے موسم مین اور آدہا میل برسات کے موسم مین ہوتی ہے باشندے
پہاڑ کے اس جہیل کو بہت عمیق اور گہری سمجہتے ہین اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی جہیل پہاڑ پنجاب کی
کیونکہ ایک سو اڑتالیس فیٹ کی رسی سے زیادہ اسکے تہہ کو پہونچی ہے صاحبان انگریز کہتے ہین کہ یہ جہیل
السواٹر کی جہیل سے جو انگلستان مین ہے مشابہت رکہتی ہے مگر اسقدر بڑی و شفاف نہین ہے صرف اسکے
چکر اور دور مین اوسکے ساتھہ اسکی مشابہت ہے چارون طرف اسکے پہاڑ ہین اور کنارے اسکے بہت سر سبز
درختون اور نباتات سے پر ہین مچہلیان اسمین افراط سے ہین مرغابیان وغیرہ کا کچہہ شمار نہین اور اسی نام
ایک گانو اسسے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانو کے پاس ایک اونچا پہاڑ ہے اوسپر کوٹہی صاحب ایجنٹ کی
رہنے کی بنی ہوئی ہے اور قلعہ بالون جو اسی علاقہ مین ہے کوٹہی اوس سے بہت بلندی اوس کوٹہی پر کہڑے
ہوکر اگر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریاے ستلج اوسمین لہراتا ہوا نظر
آتا ہے **دریاے پابر** یہہ ایک دریا بسہر کے ریاست کی علاقہ مین بہتا ہے چشمہ اسکا متصل کوہ
بربندا کی ایک جہیل ہے جسکو چراٸی بولتے ہین ایک میل کے قریب اسکا دوری اوسکے اوپر کے پہاڑ و کوہ
اسقدر کثرت سے برف برستی ہے کہ اسی اسی اور سو سو فیٹ تک اونچے انبار لگ جاتے ہین اور بہار کے
موسم مین وہ ڈہیر برف کے ہوسے کہ گلا کہون مثون کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑون سے گر گر پانی مین جہیل کے آپڑتا ہے
اور دریا پیدا ہوجاتا ہے اور بہت سے قطرے پانی بن کر اوسمین جب آتی ہے تو اوسمین طغیانی ہوتی ہے اوس جہیل سے
یہہ پابر دریا نکلکر جنوب کے سمت کو سیدہی پہاڑون مین بہتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو وہان
دریاے سپون اسکے ساتہہ آکر شامل ہوجاتا ہے اور اس مقام تک یہہ دریا بلندی سے پستی کو بہتا

فی میل آچکا ہوتا ہے اس سبب سے تیزروی اسمین زیادہ ہے پھر وہان سے گیارہ میل اوسی طور پر چلکر بمقام چرگاؤن
پہونچ جاتا ہے تو دریاے اندرپتی شمال مغرب کی سمت سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے باقی پہلا حصہ اسکا اور
نشیب مین فی وسوچون فیٹ فی میل ہے اور جس جس پہاڑ کے اندر یہہ راستہ لیے ہوے آتا ہے وہ پہاڑ بہت
خوبصورت سرسبز و خوشنما ہے آب وہوا وہان کی بہی سرد و خوش ہے یہان سے پہر دریا جنوب و مغرب کے
طرف چلکر دس میل کی مسافت طے کرکے روروتک جاتا ہے وہان سے پہر جنوب کے سمت کو پچیس میل چلکر
دریاے ٹونس مین کل راستہ اٹہاون میل کا اپنی چشمہ سے طے کر کر شامل ہوجاتا ہے یہہ دریا نہایت تیزرو
اور بہت صاف و شفاف ہے پبلو رکوہ سرمور مین یہہ ایک ندی جنوبی گہاٹی چور کے پہاڑ سے نکلتی ہے پہر وہان سے
جنوب مغرب کے سمت کو چلکر بعد طے کرنے راستے تیس میل کے دریای گری کے شامل ہوجاتی ہے سنار یہا
یہہ ایک چہوٹا سا دریا جنوبی گہاٹیون کوہ سباٹو سے نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لیکر
کوہ بہور دون مین آتا ہے اور بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی ساتہہ کوہ ہنڈور سے ملاتا ہوا متصل کوہ
کہو کے بعد طے کرنے کل راستے بیس میل کے ستلج کے شامل ہوتا ہے سپو یہہ ایک دریا بسہر کے علاقے
جنوبی گہاٹیون سوگی درہ سے پندرہ ہزار فیٹ کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے پانی اسکا نہایت شفاف
و سرد ہوتا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام کا نام اسکا وشو شو ہے اور کچہہ حصے کے راستہ مین یہہ تنگ
و تیزی سے بہتا ہے اور برفون کے انبار دن اور پہاڑی گہاٹیون کے اندر سے چلکر کہاتا ہوا آتا ہے اس دریا
کے تہہ مین سنگ جراح بہت ہے بلکہ اسکے پانی کے زور سے اسقدر سنگ جراح ہوکر آتا ہے کہ بعض مقامات پر
شگاف دریا کے بند ہوجاتے ہین اسکے چشمہ سے بعد طے ہوجانے ڈیڑہ سو راستہ پانچ میل کے ایکپا اور دریا
شمال مشرق کے سمت سے آکر شامل ہوجاتا ہے پہر شمول کے مقام سے گیارہ میل چلکر یہہ دریا پار دریا میں آگرتا ہے
یہہ مقام شمول کا آٹہہ ہزار تین سو فیٹ کے بلندی پر ہے سپتی شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ ایک
پہاڑی علاقہ تیس میل لمبا شمال سے جنوب کو اور سینتالیس میل چوڑا ہے اس گہاٹی کے اندر دریای سپتی
بہتا ہے کم سے کم بلندی اس گہاٹی کی جہان مقام ہوا آبادی ہے بارہ ہزار نوسو چہیاسی فیٹ ہے سال ۱۸۴۶ع
مین یہہ ضلع سرکار نے تین سال کے واسطے بسہر کے راجہ کو دیدیا تہا بعد اختتام اس میعاد کے پہر سرکاری بندوبست
ہوگیا اب بہی سرکاری انتظام ہے دریاے ٹانگ ریاست بسہر کوہ کناور جنوب مشرقی حد
گڈہ وال کے طرف سے یہہ دریا نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کو راستہ لیکر اور شمال مغربی بہاو ڈہری بہاگ
رودنگ کے پاس پہونچکر دریاے ستلج مین شامل ہوجاتا ہے جس گہاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ برہنہ و بلند
و غار دار پہاڑ ہے راستہ اسکا بہت خوفناک اور ویرانہ ہے جسقدر سڑکین اسکے اوپر سے گذرتی ہین وہان

لکڑی کا مندر کالی دیوی کا بنا ہوا ہے جہاں سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے آدمی قربانی کیئے جاتے تھے مگر اب یہ بدرسم بالکل موقوف ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چھ سو چھتیس فیٹ ہے

ریاست دہامی

یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کی طرف علاقہ بھجی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ پٹیالہ غرب میں بھاگل ہے طول اسکا چھ میل اور اسی قدر عرض کل سطح چھبیس میل ہے اور علاقہ اسکا ایک چھوٹے پہاڑ کے مجموعہ کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیاں علاقہ کے اندر بھی موجود ہیں اسکے شمال کی طرف سے جو پانی آتا ہے وہ ستلج میں گرتا ہے اور جنوب مغرب کا پانی دریاے گنبھر میں داخل ہوتا ہے عام بلندی اس علاقہ کی چار ہزار فیٹ سے زیادہ ہے مگر مقام سوجی جو ستلج کے پانی کے کنارہ پر ہے وہ بہ نسبت اور علاقہ کے پست اور دو ہزار دو سو تراسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے یہ ریاست بارہ ٹھکرائیوں میں سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریاے ستلج اور دریاے ٹونس کے واقع ہیں گورکھوں کے حملہ سے پہلے یہ ریاستیں خود مختار تھیں مگر گورکھوں نے انکی ریئس کو بیدخل کر دیا مگر سرکار انگریزی نے گورکھوں پر غلبہ پاکر یہاں کے رانا کو اسکی ریاست پر بحال کیا اس علاقہ میں ساٹھ آبادیاں اور تین ہزار مردم شماری اور تین ہزار پانسو روپیہ آمدنی سالانہ ہے جسمیں سے پانسو روپیہ سرکار کے خزانہ میں داخل ہوتا ہے

ریاست کانھی

یہ ایک چھوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کے ریاستوں میں سے ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت اسکے اور علاقہ کے درمیان دریاے ستلج بہتا ہے شرق میں ریاست کوٹ کھائی جنوب کو علاقہ کوٹھی ودہامی اور علاقہ پٹیالہ کا غرب کی طرف بھاگل ہے علاقہ اسکا طول میں شرق سے غرب کو بیس میل اور عرض میں جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح ستر میل مربع ہے یہ علاقہ لمبا گزارا زمین کا ستلج کے بائیں کنارے پر بسا ہے یہ ریاست بھی بارہ ٹھکرائیوں کے ریاستوں میں سے ہے جو گورکھوں کے حملہ سے پہلے دریاے ٹونس اور ستلج کے درمیان خود مختار تھیں اسی علاقہ یہاں کے رانا کو سرکار انگریزی نے عطا کیا ہوا ہے اسمیں دس پرگنہ اور پچیس ہزار آدمی کی آبادی اور تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے جسمیں سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار میں نذرانہ ملتا ہے اور یہاں کے رانا کے پاس ایکہزار آدمی مسلح رہتا ہے۔

ریاست دہورکاٹی

یہ نہایت چھوٹی ریاست ٹونس اور ستلج کے درمیان کے ریاستوں میں سے ہے جسکے شرق کو علاقہ بسہر اور تین طرفوں پر انگریزی ضلع کوٹہ کھائی کا ہے کل سطح اسکا ساڑھے پانچ میل ہے اور بہت بڑے بڑے پہاڑ کے چوٹیاں اسمیں واقع ہیں اسمیں چوٹی کوہ ڈونگر وس کے دس ہزار ایکسو دو فیٹ بلند ہے جہاں سے بہت ندیاں نکلکر اور مغرب کی طرف بہکر دریاے گری میں گرتے ہیں اور شمال کی طرف کے دریاے پابر کے شامل ہوتی ہیں اس ریاست میں ایک ہی پرگنہ ہے اور آبادی دو سو آدمی کی اور آمدنی چار سو روپیہ سالانہ ہے

دریاے ٹونس

اس دریا کو ٹونس بھی کہتے ہیں کوہ جمنوتری کے شمالی

طرف اور دریاے جمنا کے چشمہ سے فاصلہ چند میل جنوب کی سمت کو یہہ دریا نکلتا ہے چشمہ اس دریا کا پہلے
بسبب مشکلگذار ہونے راستہ اوس پہاڑ کے کسی نے نہین دیکھا تھا مگر اکتوبر ۱۸۱۹ء مین ایک انگریز ہربرٹ
صاحب نامی نے وہان پہنچکر اوسکا معاینہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فٹ چوڑا اور کچھ تک گہرا اور برف کے
انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چوراسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے وہانسے نکلکر یہہ دریا جنوب
کیطرف کو بہتا ہے جب اوسی طرف کو تیس میل کے قریب آتا ہے تو دریاے رودین اسکے دہنے طرف سے
جو بلندی پانچہزار تین سو فٹ کے آکر شامل ہوتا ہے فیلواقع دریاے ٹونس کا چشمہ سے لیکر وہان کے
شمول تک سا نشیب اوسطاً ڈھائی سو فٹ فی میل شمار ہوتا ہے چونکہ بہتدریج راستہ مین چلنا اسکا بلندی سے پستی کو
بہت ہی اسواسطے اسکی رفتار مین تیزی بہت ہے چشمہ سے لیکر اس مقام تک نام اسکا اسپین پکارا جاتا ہے شمول
کے مقام سے نام اسکا ٹونس مقرر ہو جاتا ہے اگرچہ دریاے اسپین بھی بڑا تیزرو دوسرا آب دریا ہے مگر وہان بھی
وہان پچاس فٹ گہرا اور پچاس فٹ چوڑا اور بڑا تیز رو چلتا ہے اور چلنے کیوقت بڑا غل شور کرتا ہے اور پہر یہہ دونو
ملی ہوئی دہارین ایکسو فٹ تھوڑی جنوب بغرب کے طرف کو جب دو تین میل کا راستہ طے کرتے ہین تو دریاے پابر دہنے
طرف سے اسکے آکر ٹونس مین شامل ہو جاتا ہے پابر بھی شمول کے مقام پر برابر آتی ہے تیزرو ہی وگہرا ہین مگر دریاے ٹونس
سے کچہہ کم ہے پہر وہان سے یہہ دریا گڈہ وال سے آگے بڑہکر جنوب کی سمت کو رستہ لیتا ہے اور انگریزی گنگہی
جونسہ وپہاڑی ریاستین جبل و سرمور مین گذرتا ہوا دریاے پابر کے شمول سے تیرہ میل کا راستہ طے کرکر دریاے
شالوی کے پاس پہنچتا ہے اس مقام پر دریاے شالوی اسمین آکر شامل ہو جاتا ہے شالوی دریا بھی ایک بڑا دریا ہے
جو دہنے کنارے کیطرف سے آکر اسمین گرتا ہے شالوی کے شمول کے مقام سے پہر یہہ دریا چالیس میل کا راستہ پہاڑون
اور چوٹیون اور گہاٹیون کے اندر سے بڑے زور و شور سے طے کرتا ہوا بہ بلندی سولہ ہزار چہیاسی فٹ کے دریاے جمنا مین
شامل ہو جاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہے اور اونچان سے نشیب کو آنا اسکا بحساب اوسط فی میل ایکسو دس
فٹ شمار مین آتا ہے اور دو ہزار آٹہہ سو ساٹھ فٹ مکعب فی ثانیہ اسکی رفتار ہے **دریاے گری** یہہ دریا
پہاڑی علاقے کوتہکاہی سے بہ بلندی چار ہزار چار سو فٹ کے نکلتا ہے مخرج اسکا ایک پہاڑ شہر الفف دایری کی شکل
کا ہے جو واٹو کے چوٹی سے ملکر چر کے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہان سے یہہ مشرق کے طرف کو اور پہر سمت جنوب
سفر میں پچیس میل کے راستہ کو طے کرکر بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتہہ ملاتا ہوا دریاے اشن مین
شامل ہو جاتا ہے پہر یہہ دونو دہارین ملی ہوئی پچاس میل کا راستہ جنوب مشرق کے سمت کو طے کرکر
دریاے جمن مین داخل ہو جاتے ہین شمول کے مقام پر یہہ دریا ایکسو مکعب فٹ فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریاے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریاے سندھ تک قدیمی پنجاب کے ملک کے حال مین اسمین آٹھہ تقسیمین ہین

پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود و دوآبے و ہوا و تعداد رقبہ وغیرہ ضروری احوال مین

یہہ ایک فراخ احاطہ شمال مغرب کے طرف ہندوستان ملک کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی دو لفظون سے مرکب ہے
یعنی پانچ دریا ستلج بیاسا راوی چناب و جہلم کے ہے مگر [illegible] انگریز فرماتے ہین کہ اس ملک مین
و دریاے سندھ ملا کر چھہ دریا جاری ہین اور دریاے بیاس کا اوسکا راستہ اس ملک مین بہت کم ہے چونکہ دریا
جا کر باقی پانچ دریاؤن ستلج راوی چناب جہلم سندھ کے جاری ہونے کے سبب نام اس ملک کا پنجاب
رکہا گیا ہے مگر یہہ تقریر انکی دلپذیر نہین ہے کیونکہ دریاے بیاس جو ہری کے مقام پر دریاے ستلج سے ملگیا ہے
اس شمول کو صرف اسی برس گذرے ہین پہلے یہہ دریا بھی اور دریاؤن کیطرح تمام پنجاب مین بہتا تھا اور
برابر بہتہ اسکا اب بھی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اس ملک کا نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے صوبہ لاہور
پنجاب کے پانچون دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم ہین اور دریاے سندھ اسمین شمار نہین ہوا قدیمی
حدود اسکے یہہ تہے مشرق و جنوب مشرق کو دریاے ستلج و سرہند غرب و شمال غرب کو دریاے سندھ شمال کو
کوہ کشمیر و کوہ جمون شمال مشرق کو کوہ کانگڑہ جنوب کو دریاے ستلج و گہارا جنوب غرب کو ملتان اور سندھ
ملک کے اندر شاہان چغتائی کے وقت نام بنام صوبہ لاہور علیحدہ حاکم مقرر تہا مگر اب یہہ خطہ سکہون کی عملداری
سے وسیع ہوگیا اور جس جس مقام یعنی پشاور و ڈیرہ اسمعیل خان و غازیخان و ملتان تک عملداری رنجیت سنگہ
کی پہونچی پنجاب کا ملک مقرر ہوگیا اور حدود پنجاب کے انکی تبدیل ہو کر مشرق مین سرہند شمال مین کوہستان کشمیر
جنوب مین افغانستان و سرحد ملک ٹہٹہ جنوب غرب مین علاقہ بہاولپور غرب مین کوہ سلیمان شمال غرب مین کوہ خیبر
وغیرہ سے حدود مقرر ہوگئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر و تبت و لداخ و جمون و کانگڑہ و منڈی و سکیت و کلو کے علاقہ
بہی پنجاب کے تابع اور اوسکے متعلق کہلاے اور میدانی اور کوہستانی علاقہ مین صرف اتنا ہی فرق رہگیا کہ وہ پنجاب کا
میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تہا اب انگریزی کی عملداری مین مفسدہ کے بعد اور بہی حدود پنجاب کے بڑہ گئی اور
قسمت دہلی و حصار و انبالہ کا علاقہ جیسے کہ پہلے حصہ مین ذکر کیا ہے اسکی متعلق ہوکر محکمہ گورنمنٹی پنجاب کا علیحدہ
قرار پایا وضع شکل و صورت حال کی پنجاب کے سرزمین کے نقشہ دایرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے جسکا ایک گوشہ اسمقام پہ ہے

جہان دریاے پنجند دریاے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اوسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ
کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق سے غرب کو پانسو پچاس میل اور عرض چارسو بیس میل اور کل سطح تہتر ہزار پانسو
میل اور قدیمی پنجاب کا ملک ستلج سے سندھ تک طولاً ایکسو اسی کوس اور عرضاً بہمبر سے جو کھنڈی تک چہیاسی کوس مقرر
ہین اور کل ملک میدانی پنجاب کا پانچ دوابون مین منقسم ہے جنکا ذکر علحدہ تحریر ہوگا بلکہ بعض مورخ یہہ بہی کہتے ہین
کہ بسبب واقع ہونے پانچ دوابون کے اول نام اسکا پنج دواب کہا گیا تہا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف ہو کر
پنجاب کہا گیا ڈہلوان سطح اس ملک کا شمال مشرق سے جنوب مغرب کو دریاون کے رفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ کل
دریا اوسی طرف کو بہتے ہین پنجاب کا میدان بہی ہندوستان کے غربی حصہ سے پست ہے کیونکہ سطح ستلج کا
جمنا سے اور بیاس کا ستلج سے اور راوی کا بیاس سے اور چناب کا راوی سے اور جہلم کا چناب سے اور سندھ کا جہلم
سے درجہ بدرجہ پست ہے چہہ دریاے مذکورہ بالا کے سوا اور بہی بہت ندیان و نالے چشمے پہاڑ سے نکلکر میدان
کو آتے ہین اور ملک کو سیراب کرتے ہوے دریاون مین شامل ہوجاتے ہین جنکا ذکر اونکے موقعون پر آئیگا کانین
بہی اسملک کے متعلق پہاڑون مین بہت ہین مثلاً ندی کے علاقہ مین لوہے کی کان اور نمک کا پہاڑ ہے اسیطرح کوہ سلیمان
کے نیچے کالاباغ کے مقام پر تمام پہاڑ نمک کا ہے بہت مقامات سے وہان نمک نکالا جاتا ہے پتھر کی کان بہی
وہان موجود ہے سونا بہی اکثر اوقات دریاے چناب و نالہ بہرو و سوان خصوصاً دریاے سندھ کے ریگ مین سے نکلتا ہے
سرمے کی کان بہی پنجال کے پہاڑ مین موجود ہے گندہک بہی بافراط نمک کے پہاڑ سے نکلتی ہے شورہ بہی وہان
افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینون سے بنایا جاتا ہے چند مقامات مین سرکار انگریزی
نے اب کوئلے کی کانین بہی کوہ ہمالیہ کے اندر دریافت کرلی ہین جو ریل وغیرہ سرکاری کلون مین جلایا جایا کریگا
چنانچہ کانین کوئلے کے مقامات جو بیاد میانی فی الحال تجویز دریافت ہوچکی ہین اور آیندہ بہی مصروف تنبیہ لوگ انگریزی وغیرہ
اس کام کیواسطے مامور رہتے ہین کہ وہ پہاڑون مین [illegible] دریافت کیا کرین قدرتی نہرون اور دریاون و چشمون
کے سوا سرکار نے لاکہون روپیہ خرچ کرکے دوابہ باری وغیرہ مین نئی نہرین کہود کر ملک کو سیراب کیا ہے
پنجاب کا سطح پہاڑ سے لیکر کوٹ مٹھن تک برابر ڈہلوان ہے چنانچہ جہلم کی بلندی اٹہارہ سو فٹ اور لاہور [illegible]
کے دوسو فٹ [illegible] سندھ کی [illegible] جنوبی [illegible] شمال سے جنوب کو [illegible]
ہوئی کوسون مین چلے گئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دریا ذرا [illegible] پہلے راستہ ہین اور دریاے پنجاب کے [illegible]
اپنا ایک جگہ سے دوسری جگہ [illegible] ہین چنانچہ دریاے ستلج جو پہلے لودہیانہ کے پاس بہتا تہا اب قصور
سے سات میل پر شمال کی طرف بہتا ہے اور بیاس دریا نے بالکل پہلا راستہ اپنا چہوڑ دیا ہے اور ہری کے پاس
وہ نالہ ستلج سے ملگیا ہے اور راوی جو پہلے لاہور کے دیوار کے نیچے بہتی تہی اور عالمگیر بادشاہ نے اوسکی [illegible]

سے لاہور کو بچانے کیواسطے نیچی زمین میں بند ہوا یا گیا تھا اب وہاں نہیں بہتی بلکہ یہاں سے تین میل کے فاصلے پر چلتی ہے
علی ہذا القیاس اور دریاؤں کے رستے بھی اسیطرح تبدیل ہوگئے ہیں آب و ہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک ضلع اپنی
مختلف ہے مگر اکثر گرم خشک ہے سوائے اون اضلاع کے جو پہاڑ کے نیچے آباد ہیں وہانکی آب و ہوا خشک نہیں ہے
کوہستانی ملک کی آب و ہوا اکثر مقامات پر سرد و تر ہے اور پہاڑ سے دور جسقدر مسافت نشیب کی میدانوں کیطرف
اسے جاوینا وسیقدر ہوا گرم خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکوں میں پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جنوبی
ملکوں میں بہت کم برستا ہے وسط کے ملکوں میں بارش بھی اوسط درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت
عمدہ و زرخیز اور آباد ہے بصورت اوسکی ایسی ہے جیسی کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو اسکی بابت
صاحب خلاصۃ التواریخ لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک دفعہ بقدر دریاؤں کی طغیانی پنجاب میں ہوئی کہ سندھ
سے ستلج تک تمام عالم آب ہوگیا تھا اور کل بستیاں اور شہر غرقاب ہوگئی تھی پنجاب کی زمین میں شور و کلر
بھی اکثر مقامات پر پایا جاتا ہے مگر ریگی زمین دریا کے کناروں اور شور زمین اونچی ٹیلوں پر ہے جہاں
پانی کم پہونچتا ہے پنجاب کے زراعتوں کو پانی اکثر نہروں اور دریاؤں اور بارش سے ملتا ہے کنوئیں بھی
بکثرت جاری ہیں جن پر چرخ چوبی چڑھا کر پانی نکالتے ہیں پنجاب کے میدانوں کی سردی معتدل اوسط
درجہ کی ہے پہاڑ میں سردی بہت ہے اور اکثر مقامات میں برف برستی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہوتی
ہے خصوصاً ملتان کے ضلع میں تو تمام ملک سے گرمی المضاعف ہوتی ہے گرمیوں میں گرم لو چلتی ہے اور اندھی
سرخ و سیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی میں جب ابر آسمان پر ہو تو گرد باد جو چکر کہاتی ہوئی
زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہیں گرمی کی بارش بڑی زور و شور سے ہوتی ہے اور سردی
کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہوا کرتی ہے اس ملک میں جنگل و بار و ویرانہ بہت ہیں جو کوسوں تک چلے
جاتے ہیں اگر بالفرض آدمی ان میں بھول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اونمیں درخت جھاڑ کریر جال بیری
جھاڑی کی اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ انسان کے چلنے کو زمین نہیں ملتی خصوصاً ضلع منٹگمری اور جھنگ میں تو ایسے
جنگل و ویرانہ بہت ہیں اونکی سوائے عام میدانوں میں پنجاب کے درختان پیپل و بڑ و دھریک و کیکر و نیم و شیشم و توت
و بیر وغیرہ بہت ہیں در باغات میں میوہ دار درخت ہر ایک قسم کی کثرت کے ساتھ ہیں مثلاً انار لیموں کیلا
ترنج سنترہ انگور سیب ناشپاتی وغیرہ بلکہ بار درخت ہر قسم کے باغات میں لگائے جاتے ہیں نباتات بھی یہاں ہر قسم
قسم کے ہوتے ہیں سکھوں کی عملداری میں قدیمی درخت اکثر کٹائے گئے اور نئے درختوں کے لگانے کی طرف توجہ
نہوئی مگر جب سے کہ سرکاری عملداری ہوئی ہے احباب اضلاع کی توجہ سے لاکھوں درخت سڑکوں کے کناروں پر
شیشم و بڑ و شاہتوت وغیرہ اقسام کے لگائے گئے ہیں ہزاروں تخم دیہات میں بوئے گئے سیکڑوں باغچے ہوگئے

غرضکہ تمام پنجاب عالم باغ ہو گیا شمالی کوہستان کے درختان کی پیداوار شمار سے باہر ہی مگر درختان دیودار و
چیڑ و کیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ کروڑون روپیہ کی اونکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہی اور میوون کی
اسقدر پیدائش ہے کہ سینکڑون کوسون تک انکا خشک میوہ تجار لوگ لیجاتے ہین غرضکہ اگر
فردوس بر روی زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است * شمالی پہاڑ وہین سے بعض پہاڑ
خشک بے آب ہین اور بعض سرسبز و پر آب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑون اور جنگلون
مین سوائی ہاتھی کے اور ہر ایک قسم کی دودام پائے جاتے ہین دریاؤن مین مچھلی بھی بکثرت ہوتی ہے
پیداواری پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج و روئی نیشکر و تماکو و پوست شلغم و پیاز و خربوزہ و تربوز
وغیرہ ہے اور دامن کوہ کے علاقہ مین نیل بھی بکثرت ہوتا ہے کشمیر مین زعفران نشادر مین نایاب بھی
پیدا ہوتا ہے جسکے ثانی روی زمین پر کہین جانور نہین ملتا کارخانجات بھی ہر ایک قسم کے پنجاب کے
شہرون مین جاری ہین جنمین سے بڑا کارخانہ شالبافی ہے پنجاب کے رہنے والے آدمی بھی سب طرح کے قومین ہندو
اور مسلمانون کے ہین ہندون کے قومین کہتری اروڑے برہمن جٹ و چمار سکھ وغیرہ ستلج سے لیکر چناب تک
بکثرت اور مسلمان کم ہین شاید وجہ سے ہندو اور ایک حصہ سید مغل پٹھان قریشی جاٹ ارائین وغیرہ لیکن
مگر چناب سے پرے سرحد تک ہندون کی قومین کم اور مسلمان بکثرت بلکہ پشاور و ڈیرہ جات ہزارہ مین تو
ہندو کہین شاذ و نادر ہوتا ہے اگر ہوگا تو برائے نام اور سلطنت الاسلام ہوگا مسیدان ہندو شہرون کے [illegible]
مالدار سوداگر ساہوکار سود خور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متمول ہین اور مسلمان سب اونکی قرضدار
زیر دست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ مین تحریر ہو چکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے
اسواسطے قلم انداز ہوا مسلمان بادشاہون کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندون مسلمانون
کو پڑہائی جاتی تھی ہندو اپنے پنڈتون سے شاستری و سنسکرت بھی پڑہتے تھے سکھون کے وقت ایک تازہ
نو ایجاد علم گورمکھی رائج ہوا جو ہندو کم اور سکھ بکثرت پڑہتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری مین بڑی ترقی
علم انگریزی کی بدرجہ اول اور فارسی کی بدرجہ ثانی اور عربی کی بدرجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی
پانچوین چھٹے درجہ پیچہے گورمکھی شاذ و نادر کوئی پڑہتا ہوگا مردون کی تعلیم کے سوای عورتون کی تعلیم بھی
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین پہیل گئی ہے مگر جسقدر سرکار کی توجہ اسکے باب مین ہے رعایا کی توجہ کم ہے
لوگ نہین چاہتے کہ اونکی عورات انگریزون کیطرح خواندہ ہوین جسبہر چاہین اپنے آپ ہی خط کتابت کرلین
سرکار کی توجہ سے پختہ سڑکین بنوانے کیطرف بہت ہوا اور ایک بڑی سڑک شاہی ہندوستان سے پنجاب کو آئی ہے اور
امرتسر و لاہور و وزیرآباد و جہلم اٹک ہوتی ہوئی پشاور و کابل کو چلی گئی ہے اور دو سڑکین خاص لاہور سے

ملتان و فیروزپور کی طرف گئی ہین بڑی سڑکون کے دونو طرف تار بجلی لگائی گئی ہے دو طرفہ درخت نصب
ہوئے ہین سوا ے بڑی سڑکون کے چھوٹی سڑکین بھی بے انتہا بنوائی گئی ہین اور ہر ایک شہر سے دوسرے شہر تک
پہونچائی گئی ہین بڑے بڑے شہر پنجاب مین جالندہر ہوشیارپور امرتسر لاہور ملتان پشاور وزیرآباد و قصور
پنڈدادنخان ڈیرہ غازیخان ڈیرہ اسمعیلخان لدہیانہ جہلم جلالپور شجاع آباد وغیرہ ہین پہاڑون مین سری نگر جمون
کانگڑہ جوالا دیوی نورپور ریاست منڈی کا مشہور ہین پہلے بڑی لڑائی سکندر اعظم کے حملے کے وقت راجہ
پورس کے ساتھ پنجاب مین ہوئی بعد ازان سلطان سبکتگین و محمود غزنوی کے سکھون کے آخر سلطنت تک ہزارون
لڑائیان و خونریزیان و غارتگریان ہوتی رہین جنکا کچھہ مجمل حال حکام کی تقسیم مین تحریر ہوگا سنہ ۱۸۴۹ع مین
سرکار انگریزی کا عمل و دخل پنجاب مین ہو کر سکھون کی ریاست ضبطی مین آئی اور کل فتنے و جھگڑے
و لڑائیان طے ہو کر امن و امان ہوگیا آٹھہ سال کے بعد جب فوج ہندوستانی ملازم سرکار انگریزی کی مفسد و شریر
ہوئی تو دوبارہ تزلزل پیدا ہوا مگر عنقریب فہم و دفع ہوگیا اونکا شمہ احوال بھی حکام کی تقسیم مین شائقین کی
خدمت مین عرض کیا جائیگا اب اس سال تک کہ سنہ ایکہزار آٹھہ سو اٹھتر عیسوی اور ایکہزار دو سو پچانوے ہجری
ہے ہر ایک طرح ملک آباد و رعایا دلشاد ہے صرف بیکاری و بیروزگاری و افلاس و تنگدستی سفید پوشون
و عزت والون کے واسطے باقی ہے چھوٹی قومین لوہار بڑہئی معمار قلی سہیس فقیر اہل قلم و کاریگر حسب چاہ
گہر بیٹھے کمائین خون جگر کھا رہے ہین عدالت کے وقت شاہ و گدا ایک ہے کسیکی رعایت و حمایت نہین ہوتی مگر شریر
فریبی بازجعلساز شیخ ہو گئے ہین چار بدمعاش ملکر ایک مدعی اور تین گواہ بنجاتے ہین اور جسکو چاہین مقدمہ
دائر کرکے لوٹ لیتے ہین اور جسکی نسبت چاہین جہوٹا الزام لگاکر ماخوذ کرادیتے ہین حکام انگریزی باوجودیکہ
اصل حال سے واقف بھی ہون تو بھی مثل کے روئداد کے برخلاف فیصلہ کر نہین سکتے اور قانون کی پابندی
کے سبب سے ناچار ہوجاتے ہین زمیندار خوش و ملک سیراب نہرین جابجا جاری ہین معاملہ کی تخفیف ہی ہوتی گو کہ
بڑتی ہے بیوپاری خصوصاً غلہ فروش ہر طرح آزاد ہین جا ہین گران بیچین یا ارزان کہ دین سرکاری ملازمونکو
مہینے گذرے پوری تنخواہ ملجاتی ہے وکیلون نمبردارون اہل نویسون کو ہزار ہا روپیہ کی آمد ہے غرضکہ بہت
لوگ ہین کہ انکی اچھی طرح سے خوش گذران کرتی ہین سوائے سفید پوشون اور اشرافون کے کوئی شخص تنگدست نہین
ہے اونکے سوا ے ملازمت کے اب بھی بیکار بحال زار بیٹھے ہین کیونکہ سابق وہ دینی علم پڑھ جانتے اور قرآن سکھلاتے
تھے اب دینی علم کوئی نہین پڑہتا اور نہ کسیکو قرآن کی طرف رغبت ہی سوائے انگریزی کے اور علوم کی قدر
نہین اسواسطے وہ لوگ بہی بحق بیکار ہوگئے ہین اور ہزار در ہزار بیکاری مین گرفتار ہو رہے ہین اگر
ایسی عمدہ عملداری مین نہوتا تو سبحان اللہ پھر تو کیا ہی بات تھی مگر سچ ہے ؎ ہر لالہ را داغی و ہر گلی را خاری

است تو نقص ذات اوس خالق بیچون و بیچگون کی ہے تو بھی حق را بنا یا نہفت انگریزی عملداری ایسی عملداری
ہے کہ زمانہ سلف کے بادشاہ در ایسے باوجودیکہ بڑے بڑے عادل رحیم و کریم و سخی ہوگذرے ہیں مگر ایسے دانا و
ذی ہوش و حلیم الطبع و بردبار نہ تھے علاوہ ترلطف یہ ہے کہ انگریزی حکاموں کو کسیکے دین و مذہب کے رسوم میں
دخل نہیں ہے اور نہ چاہتے ہیں کہ کسیکے اوپر زبردستی کرکر اپنے مذہب میں ملاویں ایسی بے تعصب عملداری کا
ملنا مشکل ہے ہم لوگون ہند کے رہنے والون کو چاہیے کہ اونکی ذات جامع الکمالات کو غنیمت سمجھیں اور احکم الحاکمین کا شکر بجا لاویں

دوسری تقسیم ازروی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمہ جات مدارس و پولیس و ریل گاڑی و تار بجلی وغیرہ کے بیان میں

گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کل خطہ پنجاب کا سواے علاقجات قسمت دہلی و حصار دانا ایک سات قسمت اور
بتیس ضلع میں منقسم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جو ان قسموں کے ماتحت ہے یہ سبب ہے کہ اکثر اوقات کبھی علاقے
ادہر اودہر بدلتے رہتے ہیں بدلتا رہتا ہے اور تعداد اوسکی بخوبی قایم نہیں رہتی مگر فی زمانا جسقدر کہ ان
قسمون کے زیر حکم رقبہ ہے جغرافیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کرکر اس مختصر میں قسمت وار درج ہوگا پہلی قسمت
پنجاب کی قسمتون میں سے قسمت دوابست ہی اسکا علاقہ دریاے ستلج کے غربی کنارے سے بیاس کے شرقی کنارے
تک پھیلتا ہے اور صاحب کمشنر حاکم اس قسمت کی جالندہر میں رہتے ہیں اور تین ضلع جالندہر و ہوشیارپور و کانگڑہ
اس سے علاقہ رکہتے ہیں اور آٹہہ ہزار نو سو تیئیس میل اسکا کل رقبہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اسمین بھی
خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ تین ضلع ہین اور پانچہزار انچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور
اسکے متعلق بھی خاص لاہور و فیروزپور و گوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھہ ہزار نو سو نو اسی میل رقبہ زمین ہے
چوتھی قسمت ملتان کہ اسمیں خاص ملتان و منٹگمری و جہنگ و مظفرگڈہ چار ضلع علاقہ رکہتے ہین اور اوتیس ہزار
تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچوین قسمت ڈیرہ جات و سرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسمعیلخان و غازیخان و بنون
تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چھٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم و راولپنڈی و شاہپور و گجرات
چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چہاسٹہہ میل مربع ہے ساتوین قسمت پشاور اسمین خاص پشاور و ہزارہ و
کوہاٹ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانسو اٹھاون میل مربع ہے اور کل میل ان ساتون قسمتون کے اٹہتر
ہزار نو سو سینتالیس ہے اور اس ایک ایک قسمت میں صاحب کمشنر اور ایک ایک ضلع میں صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم
ولایت نا فوجداری و دیوانی و کلکٹری میں با اختیار قانونی مامور ہیں اور ڈپٹی کمشنرون کے ماتحت حاکمان
درجہ اول اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و دوم و کمشنر اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول و دوم و سوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ متفرق

اور جسقدر جس جس ضلع مین پرگنہ مقرر ہین وہان ایک ایک تحصیلدار ہندوستانی یا پنجابی معاملہ کی تحقیقات کیواسطے
مامور ہے اور کل پنجاب کا دارالحکومت و دارالسلطنت شہر لاہور ہے جناب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب اور
حکام اعلیٰ چیف کورٹ پنجاب فنانشل کمشنر بہادر سب کا قیام لاہور مین ہے اور آجکل شہر لاہور پشاور سے لیکر دہلی تک
کل شہرون اور قصبون پر حکومت کرتا ہے اور اعلیٰ حکام کے تشریف رکھنے سے اوسکو وہ فخر حاصل ہے کہ کبھی نہین
ہوا تھا ۔ **محکمہ مدارس پنجاب** تعلیم کا سررشتہ پنجاب مین شہر شہر قصبے قصبے گانو گانو جاری ہے
اور جابجا معلم رعایا کی تعلیم کیواسطے مامور ہین اور وہ فیض جاری ہے کہ خاص و عام فقیر و امیر اشراف اجلاف
اس سے بہرہ ور ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے لاکھون روپیہ کا خرچ سالانہ اس کار خیر کے واسطے منظور
ہوچکا ہے ہزارون روپیہ ماہواری کی کتابین خرید ہوکر طلبا کو انعام مین تقسیم ہوتا ہین اور بھی طرح طرح کے
خرچ زنانہ مدارس یعنی استری سکشا سبھا و کالج سرکاری واقع لاہور و نورمل سکول یعنی تعلیم اہلیت کے جہان
معلم دیہاتی و قصباتی آکر تعلیم و تکمیل پاتے ہین و مدارس جیل جہان قیدیون کو تعلیم دیجاتی ہے بحساب
شامل ہین آخر ۱۸۷۶ع کی رپورٹ مجموعی مین تعداد مدارس کی دو ہزار آٹھ سو چھیالیس لکھی ہے اب اس سے
بھی زیادہ ترقی ہے اور ۱۸۷۶ع و ۱۸۷۷ع دو سال مین نو لاکھ انچاس ہزار اٹھاون روپیہ کل مدات اور
خزانہ سرکار سے پانچ لاکھ باسٹھ ہزار چھ سو چھیالیس روپیہ صرف مین آیا اور خزانہ ضلاع سے چھیالیس ہزار
چھ سو دو روپیہ سالانہ مدارس کے مکانات کے بنوانے اور انکو درست کرانے پر خرچ ہوا اور چوراسی ہزار
نو سو چون کتاب قیمتی باسٹھ ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ بکی دفتر محکمہ ڈائرکٹری پنجاب سے فروخت ہوئین اور
تین ہزار نو سو نوے کتاب و نقشجات قیمتی ایکہزار نو سو تہتر روپیہ تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو چھیانوے کتابین قیمتی
تین ہزار چھ سو چونسٹھ روپیہ انعام مین طلبا کو عطا ہوئین اور باوجود اسقدر خرچ کے طلبا سے کل سترہ ہزار چار
سو تہتر روپیہ فیس کی رقم وصول ہوئی ۔ اور واسطے انتظام و اہتمام اس کار خیر کے ایک افسر اعلیٰ ڈائرکٹر صاحب
بہادر لاہور مین تشریف رکھتے ہین جنکی تحریر ہر ایک کام مین بلا واسطہ یا بذریعہ کسی اور افسر کے گورنمنٹ سے ہوتی
ہے اور محکمہ ڈائرکٹری اور دفتر بھی لاہور مین رہتا ہے کل ممالک متعلقہ پنجاب مین انکے ماتحت چار حلقے مقرر
ہین اور حلقون کے اندر ایک ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ایک ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین یعنی چار ان حلقون مین چار ان
انسپکٹر اور چار ان ڈپٹی انسپکٹر ہین انسپکٹر بھی اپنے اپنے حلقہ کے بااختیار حاکم ہین اور منظوری ڈائرکٹر صاحب
کے کل کام انجام دیتے ہین اور ڈپٹی انسپکٹر کل مدارس کی خبرگیری و گرد آوری کرتا ہے اور طلبا کا امتحان
لینا بھی اوسی کے متعلق ہے پہلا حلقہ لاہور کا اسکے متعلق ضلع لاہور و فیروزپور و امرتسر و منٹگمری و ملتان
و جالندھر و گورداسپور و ہوشیارپور و کانگڑہ نو ضلع ہین دوسرا حلقہ انبالہ کا اسمین ضلع انبالہ و لودھیانہ

وشملہ و حصار و رہتک و کرنال و دہلی و گوڑگانوہ و سرسہ نو ضلع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسکے متعلق ضلع راولپنڈی
و گوجرانوالہ و سیالکوٹ و گجرات و جہلم و شاہپور سات ضلع ہین چوتہا حلقہ سرحدی اسکے متعلق ضلع پشاور
و کوہاٹ و ہزارہ و بنون و مظفرگڈہ و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان سات ضلع ہین اور ہر ایک حلقہ
مین طلبا کو جو وظیفہ دینے کے لائق ہین سرکار سے وظیفہ ملتا ہے سوای ان مدارس کے جنکا ذکر تحریر ہو چکا ہے
بڑا اعلی فیض سرکار کا یہہ جاری ہے کہ مدرسہ میڈیکل کالج یعنی مدرسہ ڈاکٹری مین سرکار طلبا کو تنخواہ و وظایف
دیکر تعلیم دیتی ہے اور بعد تعلیم پانے کے وہ بیمار بیمارون کی خبرگیری کے واسطے مامور ہوتے ہین اور خیراتی
ہسپتالونمین جہان بیمار دن کو سرکار کیطرف سے دوا و غذا ملتی ہے اور گہر سے زیادہ انکی تیمارداری و خبرگیری
کیجاتی ہے وہ وہ لوگ جاکر خبرگیری کرتے ہین اور جسقدر طالب علم اس مدرسہ مین تعلیم پاتا ہے کوئی سرکار کے
فیض عام سی محروم نہین رہتا سب عالم و فاضل و سرفراز ہو جاتے ہین

محکمہ پولیس پنجاب

یہہ محکمہ بہی ایک بڑا محکمہ پنجاب مین ہے جسکے ساتہہ رفاہ انام و حفاظت خاص و عام وابستہ ہے جسکے فواید ماحاطہ
تحریر و تقریر سے افزون ہین اسکے چار حلقے ہین اور ایک ایک حلقہ پر ایک ایک انگریز ولایتی بعہدہ ڈپٹی انسپکٹر اور اسکے ماتحت
ایک ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ مامور ہے اور افسر اعلی ان کل حلقون کا ایک صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہے
جو بلا کسی اور افسر کے ذریعہ کے براہ راست گورنمنٹ کی خدمت مین کار سرکار کے واسطے وہ جا سکے تحریر کرتا ہے
پہلا حلقہ انبالہ اسکے ماتحت ہین انبالہ لودیانہ شملہ کرنال دہلی گوڑگانوہ حصار سرسہ رہتک نو ضلع ہین دوسرا
حلقہ لاہور اسمین لاہور گوجرانوالہ فیروزپور امرتسر گورداسپور سیالکوٹ جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ نو
اضلاع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسمین راولپنڈی جہلم شاہپور گجرات چار ضلع ہین چوتہا حلقہ ملتان اسمین
ملتان جہنگ منٹگمری مظفرگڈہ چار ضلع متعلق ہین اور ان اضلاع کے سوای جو ضلع پشاور و کوہاٹ و ہزارہ و بنون
و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان دریاے سندہ کے پار ہین وہ ان چار حلقون سے باہر ہین وہانکے
اہل پولیس صاحبان اضلاع کے ماتحت کام کرتے ہین کوئی علیحدہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اونپر مقرر نہین ہے
عملہ پولیس سرکاری کا اکتالیس لاکہہ روپیہ سالانہ خرچ ہی جسمین سے انسپکٹر جنرل ایک ڈپٹی انسپکٹر چار پرسنل اسسٹنٹ
انسپکٹر جنرل ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ چھتیس اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اونتیس انسپکٹر چالیس ڈپٹی انسپکٹر
چارسو تیرہ محرر سوار و پیادہ اٹہہزار نوسو چہتیس کانسٹبل سوار ایکہزار چارسو ساٹہہ کانسٹبل پیادہ گیارہ ہزار پانسو
اٹہاون ہین کل نفری سترہ ہزار پانسو اڑسٹہہ تنخواہ پاتے ہین اور پولیس شہری کا خرچ جنکو تنخواہ میونسپل کمیٹی
اور فی چوکیدارہ دو آنگی وغیرہ سے ملتی ہے تین لاکہہ پنسٹہہ ہزار پانسو چہیاسٹہہ ہی اسمین سو انسپکٹر ڈپٹی انسپکٹر
چہتیس ہیڈ محرر تین سو چہتیس کانسٹبل سوار تین کانسٹبل پیادہ چار ہزار چار سو چالیس تنخواہ پاتے ہین اور اس تعداد مین

اکثر اوقات عندالضرورت کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے جیلخانجات یعنی محبس پہلے کل پنجاب میں چھبیس تھے اب پینتیس
ہو گئی ہیں انمیں سے ایک جیلخانہ قیدیان اہل فرنگستان کے واسطے ضلع جالندہر میں بنایا گیا ہے بڑا جیلخانہ لاہور سنٹرل
جیل ہے جیلخانہ میں قیدی باستثناء ہر ایک طرح کا کام کرتے ہیں اور کوئی ایسا کارخانہ یا حرفہ یا پیشہ نہیں ہے
جو جیلخانہ میں نہیں ہوتا بڑی بڑی اعلیٰ قسم کے شالین اور کپڑا اور دریان شطرنجیان بنے جاتے ہیں کاغذ بھی
کثرت سے بنتا ہے

محکمہ ریلوی و سڑک آہنی پنجاب

کے ملک میں ریلوی یعنی آہنی سڑک کے
اجراء سے ایک فیض عام جاری ہوا ہے گویا معنی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلی ہی چند سال تک کارخانہ
تعمیر اور تیاری سڑک خاص لاہور و ملتان میں نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری رہی اور سڑک کے بنانے اور
تیاری کے کام میں لاکھوں معمار و مزدور و کارخانہ دار و لکڑی و اینٹ و چونا کے ٹھیکیدار نے خاطر خواہ فائدہ
اوٹھائے جب ریل جاری ہو گئی تو مسافروں و مہاجنوں و بیوپاریان کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تحریر میں نہیں سکتا
جو مسافر و بیوپاری راستہ کی سخت تکلیفیں اوٹھا کر دس دن کے عرصہ میں ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب
ایک ہی روز کے سفر میں معہ مال و اسباب وغیرہ نہایت آسانی کے ساتھ پہونچ جاتا ہے اور کرایہ بھی چندان
نہیں دینا پڑتا علاوہ اسکے ریل میں سونے یا اوٹھنے کا بھی مسافر کو اختیار ہے اور وہ ہر طور نہ فہم و اثر خرچ کو
انسان کی بھی جس جگہ اور ہر ریل ٹھہرے مسافر اوتر سکتا ہے کارخانہ ریل کا سنہ ۱۸۵۹ء میں پہلے لاہور میں
جاری ہوا اور جان لارنس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ملک پنجاب نے بذات خود پہلا اوسکے موقع پر آکر چاندی کے بیل سے پہلے اوسکی
کچھ بنیاد کہودی اور سرزمین سے کل کارخانجات تعمیر ہوا اور تیاری سڑک کی جاری ہو گئی جب لاکھوں روپیہ
خرچ ہو کر سڑک تیار ہوئی اور پہلا دن چلنے کو پہلے پہل دسویں ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۲ء کو لاہور و امرتسر کے درمیانی
راستہ پینتیس میل میں ریل گاڑی چلی پھر پانچویں مئی سنہ ۱۸۶۲ء ملتان سے شیرشاہ تک تیرہ میل اور ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۶۵ء
کو لاہور سے ملتان تک دو سو اٹھائیس میل اور پہلی نومبر سنہ ۱۸۶۵ء کو امرتسر سے بیاس تک چھبیس میل اور یکم جنوری
سنہ ۱۸۶۹ء کو دہلی و انبالہ کے درمیانی راستہ میں ریل گاڑی کا اجرا ہو گیا پھر بعد چندی کل ہندوستان کی ریل کے ساتھ پنجاب
ریلوی بھی شامل ہو کر چلی اور دور دور سفر دہلی و آگرہ و لکھنؤ و کلکتہ وغیرہ کا دنوں میں طے ہونے لگا جو مہینوں میں طے ہوتا تھا
بلکہ لاہور سے پشاور تک آہنی سڑک کے بنانے کیواسطے کام جاری ہو گیا یہ کام بھی چند سال میں بہت جلد
انجام پاکر مسافروں کو وہ سہولت ہوئی کہ اب جہلم تک ریلوی جاری ہو چکی ہے آمد و رفت ہوتی ہے
فی الحقیقت آہنی سڑک کا بنانا اور اوسپر ایسے وزن دار آہنی گاڑی کا بہاپ کے ذریعہ سے چلانا ایک بڑا کمال
صنعت اور نہایت ہنرمندی کا ہے — اس عمدہ صنعت کی ابتدا اسطرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلی بہاپ کے ذریعہ
سے کام لینے کا ایجاد مسٹر لومی صاحب انگریز سے ہوا اور بعد ازاں مسٹر جیمس واٹ صاحب نے بھی اس کام کو ترقی دی اور بعد

پہونچایا پھر جب جارج اسٹیون صاحب کو اس کام مین کمال شوق ہوا تو اونہون نے کمال صنعت اور محنت کے ساتھہ آہنی
سڑک بنائی اور گاڑی اوسپر چلائی مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۲۶ع مین جب شہر مانچسٹر و لیورپول کے درمیان نہر
کھود کر کشتیون کے ذریعے سے تجارت شروع ہوئی تو نہر کی کشتیان سوداگرون کے مال لادنے کے واسطے کافی
نہین ہوتی تہین اسلئے آہنی سڑک کے بنانے کی تجویز ہوئی اور اس امر کے اہتمام کیواسطے مسٹر جارج اسٹیون صاحب
تجویز ہوئے اونہون نے اس کار خیر مین سخت جانفشانی کی اور ایک اشتہار جاری کیا کہ جو کوئی دخانی گاڑی
بنائیگا بشرطیکہ پسند ہو پانچہزار روپیہ قیمت اور پانچہزار روپیہ انعام پائیگا چنانچہ دو شخصون نے اپنی اپنی طور کی گاڑیان بنائین
اور چھٹی تاریخ جون ۱۸۲۹ع کو امتحان گاڑیون کا اجتماع عام مین ہوکر وہ دونون گاڑیان ناقص نکلین اوسٹیون
صاحب نے جو اپنی تجویز کے تیسری گاڑی بنائی تہی وہ امتحان کے وقت پوری نکلی اور ایک گھنٹہ مین ایکسو بارہ
من بوجھہ انتیس میل تک کھینچ کر لیگئی اوس روز سے شہر مانچسٹر اور لیورپول مین جنمین چودہ کوس کا فاصلہ ہے
ریل جاری ہوگئی پھر ۱۸۳۳ع مین شہر لنڈن سے برسٹل تک اور شہر لنڈن سے برمنگہم تک ریل کا اجرا پایا الغرض جب
انگلستان مین جابجا ریل گاڑی جاری ہوگئی تو ہندوستان کی تجارت کی ترقی اور مسافرون کی آسایش کی
طرف سرکار کا خیال ہوا اور یہہ فیض حسب المراد سرکار کے تمام ہندوستان مین جاری ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ فقط۔

تار برقی پنجاب تار کی اجرائی کا حال مسٹر ویوا کر صاحب کی کتاب سے جو اونہون نے ۱۸۵۰ع مین تصنیف کیا
کی ہے اسطرح منکشف ہوا کہ چند سال گذرے ہین کہ اس عجیب و غریب صنعت کا ذکر صرف حکما کے زبانون پر ہی
جاری تہا پھر کچہہ عرصہ کے بعد چند حکما نے اس فن تار کے اسکام مین دست اندازی کی تو باوجود بہت سی محنت کے
کچہہ نتیجہ اسکا ظہور مین نہ آیا اور سب کو یقین ہوگیا کہ یہہ سر انجام نہین پائیگا مگر بعض عالی حوصلون نے پھر بہی اسکا
پیچھا نہ چھوڑا اور کوشش کرتے کرتے اس کام کی اصلیت کو پہونچ گئے اونمین سے ایک تو مسٹر ویٹ سٹون صاحب
انگریز تھے جنہون نے بخوبی دریافت کر لیا کہ ان چیزون اور آلون کے ذریعہ سے ایک مقام کی علامات دوسرے
مقام تک پہونچائی جاسکتی ہین اس صاحب کے ساتھہ ایک اور صاحب عظیم الہمت و آزمودہ کار و محنتی مسٹر کوک صاحب
تھے جنہون نے اپنی ہوشیاری اور کارگذاری سے اس کام کو جاری کیا اونکی محنت کا یہہ حال تہا کہ ہمیشہ وہ ریل گاڑی
کے ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر مین ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک ریل گاڑی
کو ہی گویا اوسنے اپنا گھر بنا رکہا اونکی اسقدر سخت جانفشانیون کا یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اوسنے اسکو جاری کر کے
ابنای جنس کو اپنا ممنون منت و احسان بنایا اور سرکار سے بڑا بہاری انعام پایا اور سچ ہے جو کام جاری
ہوگیا ہندوستان مین پہلے جب کلکتہ سے میرٹھہ تک تار بجلی قایم ہوگئی تو اول ڈاکٹر اوشانسی صاحب نے ایک شگفتہ جاری
ہونے کی خبر میرٹھہ سے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین کلکتہ آدھ گھنٹہ کے اندر پہونچائی اور اسقدر

عرصہ مین دنیا نے جواب آگیا گویا آٹھ سو تیس میل پر تار برقی کے ذریعہ سے سوا گھنٹہ مین خبر پہونچ گئی یہہ تار اب تمام
شہرون کے اندر جو ہند کی سرزمین مین بڑے بڑے شہر ہین پہونچائی گئی ہے اور پنجاب مین بھی لاہور و
امرتسر ملتان پشاور وغیرہ شہرون کے درمیان اجرا اسکا بخوبی ہو چکا ہے — عمل اس کام کا اصل مین صنعت
کہربائی ہے اور اسکے اجزاے کیونکہ بہت سے آلے بنی ہوئی ہین دو آلے اونمین نہایت ضروری ہین ایک کا نام
بیٹری ہے جس سے کہربائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی مقناطیسی جسکے گردش کے حروف قرار دیکر
پیام بھیجنے والے کا مطلب دریافت ہوجاتا ہے پہلا آلہ بیٹری یہہ آلہ تانبے اور جست کی کئی تختون سے بنایا گیا ہے
یہہ تختیان ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش پانی مین جسکو گندہک کا تیزاب کہتے ہین اسطرح لٹکتی ہین کہ پہلے پہر جست کی تختی
ہو پہر دوسری تانبے کی چنانچہ ہر دو کنارہ اس آلہ کا قطب نما کہلاتے ہین تانبے کے سرے کو قطب نما زجاجی اور جست کے سرے کو قطب نما
رالنجی کہتے ہین ان دو قطبون مین سے دو قسم کی علیحدہ علیحدہ کہربائیان پیدا ہوتی ہین جنکا نام قطبون کے نام کے مطابق
زجاجی و کہربائی رالنجی ہے یہہ دونو کہربائیان آپس مین ملنے کا بڑا شوق رکہتی ہین چنانچہ اگر ہم دونو قطبون کو بوسیلے
کسی تار کے جو کہ کہربائی کا موصل ہے یعنی جسمین وہ کہربائی گذر سکتی ہے ملا دین تو یہہ دونو کہربائیان بلا توقف ملجائینگی اور
اونکے ملنے کے وقت عجیب عجیب خاصیات پیدا ہونگی دوسرا آلہ سوئی مقناطیسی اسکا یہہ حال ہے کہ یہہ ایک چپٹی سوئی فولاد
کی ہے جسپر چقماق پتہر گڑا ہوا ہے اوسکے بیچون بیچ ایک پتلا سا سوراخ ہے اگر اوس سوراخ مین کوئی سلاخ لوہے کے
نوکدار پر رکہ کر کہڑی کر دین تو یہہ سوئی چارون طرف بے روک گہومیگی اور چونکہ اوسمین چقماق پتہر گڑا ہوا ہے اسلئے
اوسمین بہی اوسی کی خاصیت پائی جاویگی یعنی ایک سرا اوسکا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کیطرف پہرا رہیگا اور دوسرا
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگرچہ ہم اس سوئی کو کسی طرف پہیر دین مگر وہ گہوم گہام کر اوسی طور آ ٹہہریگی اور اگر
ایک پتلا سا تار تانبے کا کئی گز لمبا لیا جاتا ہے اور اوسپر ریشمی تاگا اسطرح لپیٹتے ہین کہ سواے دونو سرون کے
کوئی اور حصہ اوسکا دکہلائی نہ دے وہ تار ریشمی لچہی کے موافق لپیٹا جاتا ہے جیسے کوئی ڈورے کو اپنی چارون انگلیون پر
لپیٹے اور پہر اونگلیان اوسکے اندر سے نکال لے تو اوس ڈورے کے بیچ مین ایک لمبا خالی مکان رہ جائیگا اوس خالی
مکان کے بیچون بیچ سوئی رکہی گئی ہے یہہ سوئی اوترا اور دکہن کہڑی ہوئی رہیگی اوس حالت مین اگر لچہی کے تار کے دونو
سرونکو بیٹری کے دونو قطبون سے ملا دیوین تو دونو کہربائیان اوس تار مین گہوم گہوم کر آپس مین ملینگی کیونکہ یہہ تار بہی
موصل ہے اور ہر ایک پیٹی کے درمیان ریشم جو غیر موصل ہے لگا ہوا ہے پس اس صورت مین یہہ سوئی اوترا اور دکہن کیطرف
سیدہی نہ رہیگی بلکہ دہنی یا بائین کو گہوم جاویگی اور وجہ اسکی دہنے یا بائین گہومنے کی یہہ ہے کہ اگر زجاجی بیٹری کا
اس لچہی کے اوپر کے سرے سے ملا یا جاوے اور نیچے کا سرا قطب رالنجی سے تو سوئی کا شمالی حصہ بائین طرف کو
دہنی کو گہوم جائیگا اور اگر قطب زجاجی نیچے کے سرے سے ملا یا جاوے اور قطب رالنجی اوپر کے سرے سے تو شمالی حصہ

سوئی کا دہنی سے بائین کو گہوم جائیگا پس اس سی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک سوئی کلکتہ مین ہو اور اوسکی لچھی کا
سرا لوہے کی سٹرک کے تار کے سرے سے باندہ دیا جاوے اور مقام میرٹھ کے تار کا سرا بیٹری کے ایک قطب تک
سے ملا دیا جاوے تو سریان کہربائی کا ہونے لگیگا بشرطیکہ دوسرا قطب بھی میرٹھ کے بیٹری کا دوسرے تار کے وسیلہ
کلکتہ کی سوئی کی دوسری سرے سے ملا دیا جاوے پر یہہ دریافت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگانے کی کچھ حاجت
نہین ہے صرف اتنا ضرور ہے کہ میرٹھ کے بیٹری کے دوسرے سرے سے ایک تار جسکے سرے پر بیٹری ہو اور تانبے کی
تختی ہو میرٹھ کی زمین مین نیچا گاڑ دیا جاوے اور اوسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لچھی کے دوسرے سرے سے ایک تار
کلکتہ کی زمین مین گاڑ دیا جاوے تو اس صورت زمین کے اندر ہو کر کہربائی جاری ہوگی کیونکہ تمام زمین کی بھی
موصل کہربائی ہے اب تو یہہ جاننا ضرور ہے کہ چونکہ کہربائی دو قسم کی ہوتی ہے مثبت اور منفی جبتک کہ دونو اہین اوسکو
نہ ملینگے تب تک وہ اپنی نہ مل سکینگے اور اگر ایک تار بیٹری کا جو ایک ہی قطب سے ملا ہوا ہو جبتک وہ دوسرے قطب
کے ساتھہ دوسری تار کے وسیلے سے نہ ملا یا جاوے اوسمین کہربائی نہ پائی جائیگی پس جس وقت کہ میرٹھ کے بیٹری کا
ایک قطب لوہے کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین مین ہے تو کہربائیان دونو قسم کی ایک تار مین ہو کر اور
دوسری زمین کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک لحظہ سی بھی کم عرصہ مین کلکتہ پہونچ جائینگی کیونکہ یہہ معلوم ہوچکا
کہ کہربائی جو کہ دوسری صورت بجلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تار کی کہربائی سوئی کی لچھی کے ایک
سرے مین ہو کر داخل ہوگی اور زمین کی کہربائی دوسرے سرے مین ہو کر اور لچھی مین گردش کر کر سوئی کو بائین طرف
ہٹا دیوی گی بشرطیکہ میرٹھ کی بیٹری کا قطب جاجی لوہے کی تار سے ملا ہوا ہوا اور راتنجی زمین سے اور کلکتہ کی سوئی
کی لچھی کا اوپر کا سرا اوسی تار کے دوسرے سرے سے لگا ہوا ہو اور اگر میرٹھ کی بیٹری کا قطب راتنجی لوہے کی تار سے
ملا ہوا ہو اور جاجی زمین سے تو دہنے طرف کو سوئی ہٹ جائیگی اس اسطرح ہم میرٹھ مین بیٹھکر کلکتہ کے سوئی کو دہنی
سے بائین کو اور بائین سے دہنی کو ہٹا سکتے ہین اگر لوہے کی تار کو بیٹری کے ایک قطب یا دوسرے سے ملا دین اور
انہین سوئی کی حرکتون سے حرف کا سمجھنا اور اون سے لفظون کا بنانا تجویز ہو سکتا ہے اسطرح کہ جب سوئی کے
اوپر کا حصہ دہنی طرف مائل ہوتا ہے تو اوس سے انگریزی خط حرف اے یعنی الف سمجھا جائیگا جب سوئی دو دفعہ
دہنی طرف مائل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی ب سمجھا جائیگا علی ہذا القیاس تو یہہ حرکتین ہم میرٹھ مین بیٹھکر اسطرح پیدا
کر سکتی ہین کہ اگر ایک تار جو بجلی کے سٹرک کے تار سے ملا ہوا ہے بائین ہاتھہ مین لین اور وہ تار جو زمین کے ساتھہ
ملا ہوا ہے دہنی ہاتھہ مین لین تو ہم آسانی سے کبھی بائین ہاتھہ کے تار سے بیٹری کے قطب جاجی کو چہو سکتے ہین اور
دہنی ہاتھہ سے قطب راتنجی کو چہوئینگے پس سریان کہربائی کا ہو کر کلکتہ کی سوئی کو فورًا بائین طرف کو ہٹائیگا اور کبھی
ہم بائین ہاتھہ کے تار سے قطب راتنجی سے چہو سکینگے اور دہنے ہاتھہ کے تار سے جاجی کو بموجب اون حروف کی جسکا

پہنچانا منظور ہے لیکن تار دینے یا تحفہ مین گڑنے اور اسطرح عمل کرنے سے کئی قباحتین وقوع مین آجاتی ہین اسلئے
اون قباحتون کے رفع کرنے کے واسطے ایک ادہ آلہ بنایا گیا ہے جسکو مبدل السریان کہتے ہین اوسکی ذریعے سے ہم
بہت جلد اور آسانی سے سریان کہربائی کا کبھی تختی کے اوپر اور کبھی تختی کے نیچے سے کر دسکتے ہین اور جسطرح کہ
ہم دستہ گہومائینگے ویسی طرف کلکتہ کی سوئی بھی مائل ہو جائیگی پس جب میرٹھ کا خبر رسان ایک لفظ کئی حرفون سے
بنا کر کلکتہ بہیج چکا تو وہ شہر کے تار کو جہٹ جدا کر کے اپنی سوئی مین لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی
سوئی کو جدا کر کے اوس تار کے شہر کے مبدل السریان سے لگا دیتا ہے اور میرٹھ کے سوئی کو ایک دفعہ بائین
اور ایک دفعہ دہنی حرکت دیتا ہے اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ مین اس لفظ کو سمجھ گیا اور اگر وہ نسمجھا ہو تو حرکت اوسکی
بخلاف کرتا ہے جس سے میرٹھ سے وہی لفظ پھر بہیجا جاتا ہے - اسیطرح ایک گہڑی بہی ہے جسمین ایک لوہا
کہربائی کے سریان سے مقناطیس بنجاتا ہے اور گہڑی مین ایک گہنٹہ کو بجانے لگتا ہے یہان تک کہ مہتمم خبر
اگر غافل ہو تو آگاہ ہو جاوے یہہ آلہ اکثر رات کے وقت کام آتا ہے - سوا اسکے جسقدر شہر کہ میرٹھ اور کلکتہ
کے درمیان واقع ہین اور وہان تار گہر مقرر ہین وہان کے مہتمم بہی اپنے اپنے سوئیان اور آلہ تیار رکھتے ہین
اور شہر کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے پہیون کے ساتھہ ملا ہوا رہتا ہے پس جب ایک مقام کی سوئی متحرک
ہوتی ہے تو سب شہرون کی سوئیان ویسی طرح ہلنے لگ جاتی ہین اور جو خبر ایک شہر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب
مخبرون کے مقامات پر لکہنی شروع ہو جاتی ہے اسکا یہہ انتظام ہے کہ خبر بہیجنے سے پہلے اونہین سوئیون کی حرکت سے
ہر ایک کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہہ خبر تمہارے شہر کے واسطے نہین ہے تب وہ تختی کے سری کو تار کے
سلسلے سے ہٹا لیتے ہین اور جہان خبر بہیجنی منظور ہوتی ہے وہان ہی پہونچتی ہے - اکثر اوقات اس تار کو دریا کے
پار لیجانا منظور ہوتا ہے تو جس دریا کا بہنا و کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گذر جاتی ہے بڑے دریا کے پانی کے اندر
تار کو دبا کر دوسری طرف کے زمین کے اندر سے نکالا دیا جاتا ہے اسمین شرط یہہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو پانی مین ڈوبا
ہوا ہو کسی ایسی چیز غیر موصل سے مڑہا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کہربائی کو نکلنے دے کیونکہ پانی
موصل ہے او مین کہربائی بلکہ ضایع ہو جائیگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند بڑا مفید ہے جسکو گٹا پرچہ کہتے ہین
وہ تار پر لپٹا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر سیسہ کا پتر لپیٹا جاتا ہے اسطرح کہ وہ اندر
کے تار کو چہونا نہ پاسے فقط یہہ استعمال کہربائی کا اور بہت سی کامون کے لئے مفید ہے اور بڑے شعبدے اس سے
پیدا ہوتے ہین زجاجی کہربائی جو شیشے کے رگڑنے سے ظاہر ہوتی ہے اسلئے اوسکا نام زجاجی رکہا گیا دوسرے
راتنجی کہربائی رال ولاکہہ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تہی اسلئے راتنجی مشہور ہوئی یہہ دونون کہربائیان رگڑنے کے
سوائے اور بہی بہت طرح سے پیدا ہوسکتی ہین اور اصول اس علم کے یہی ہین بلکہ بسبب جسمون کے اندر یہہ دونون کہربائیان

سے ملے ہوئے ہین پر غیر محسوس رہتے ہین آپس مین رگڑنے اور تیزاب وغیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتی ہین
جن جسمون مین بآسانی ہوکر گذر سکتی ہین وہ موصل کہلاتے ہین مثلاً ہر ایک قسم کی دہات دبانی ومٹی و
جسم حیوانی وغیرہ نم دار چیزین اور جن جسمون کے اندر بجلی نہین جاسکتی وہ غیر موصل کہلاتے ہین مانند
رال ولاکہہ وشیشہ وغیرہ — اگر کسی جگہہ کسی بلہ پر بجلی گرے تو بجلی کے کہربائی تار کے ذریعہ سے
مخزون کے مقام پر پہونچ کر سب اسباب کو برباد کر سکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک مخزن کے مقام
کے باہر لوہے کے اونچے سلاخین جنکو موصل البرق کہتے ہین لگے ہوئے ہین پہر اگر کسی جگہہ کسی بلہ کے اوپر بجلی
گرے تو کہربائی اوسکے مخزون کے مقام کے اندر نہین پہنچنے پائیگی اور موصل البرق کے راستے زمین کے اندر
چلی جائیگی اگرچہ یہہ موصل البرق سڑک کے تار کو چہوتی ہوئی نہین ہے لیکن تار سے بہت ہی تہوڑی فاصلے پر
ہے اور بیٹری کے کہربائی کو کہ بہت لطیف ہے یہہ طاقت نہین ہے کہ اپنی راہ کو چہوڑ کر اوس فاصلے کو پہاند
کر موصل البرق مین جاسکے اور اسکے ذریعے سے زمین مین داخل ہو مگر بجلی کے کہربائی کو کہ بڑی طاقت ور ہے
یہہ قوت حاصل ہے کہ وہ اسقدر فاصلے سے کود کر موصل البرق مین اور اوسکے ذریعے سے زمین مین چلی
جاوے اور کہربائی کی یہہ عادت ہے کہ اگر اوسکو دو راہین ملجائین تو وہ وسیع تر راستی اور بڑی موصلون
کو پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اسطرح بجلی کی کہربائی بہی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہے موصل البرق
کے پاس آتی ہے تو تار کو چہوڑ کر موصل البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کرکے اوسمین چلی
جاتی ہے اور اوسکی ذریعے سے زمین مین گہس کر نیست ونابود ہوجاتی ہے فقط —

تیسری تقسیم

دریاؤن کے ضروری حالات اور اون کے چشمون و رفتار وسافت وطول و عرض کے بیان مین اور مجمل حال اون نالون وندیون کا جو اون سے نکلتے یا داخل ہوتے ہین

فی زمانہ جس ملک کا نام پنجاب ہے اوسمین پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم بہتے ہین اور مشمول
ان دریاؤن کا اپنی اپنی موقع پر دریاے سندھ کے ساتہہ ہوتا ہے جو آخری چھٹا دریا اسملک کا ہے چونکہ
ضرور تر ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ مفصل حال تحریر ہوا سواسطے تحریر ہوتا ہے —

دریاے ستلج پہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہے جسکا اخراج کوہ برفانی سرحد ملک
چینی تاتار اور جہیل مانسرور دو میں ہے اور اوس جہیل کا سطح پینتالیس کوس ہے اور دیان ہمالہ اور راون

ہردہی اوسکو کہتے ہین اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جہیل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ
سے چلکر یہہ بہت سی ندیون اور چشمون اور جہیلون کے پانی جو شرقی کوہ ہمالیہ مین ہین ساتھ لاتا ہوا مان سرور
کی جہیل مین داخل ہوتا ہے اور پھر اوس جہیل کے شمال مغربی کنارے سے نکلتا ہے اسواسطے یہی کہا جاتا ہے
کہ دریاے ستلج کا چشمہ مان سرور کی جہیل ہے جہیل سے تیس فیٹ چوڑا نکلکر اور شمال مغرب کے سمت کو ایکسو اٹہائیس
میل کا راستہ بہت خوفناک و بلند و ناہموار و ویران پہاڑون کو طے کرتا ہوا کوہ جنا کے مقام پر پہونچتا ہے
اوس جگہہ دریاے سپتی شمال مغرب کی سمت سے آکر اسکے شامل ہوتا ہے اس شمول کے مقام سے تہوڑا سا
اوپر یہہ دریا چہتر فیٹ چوڑا ہے اور بہتہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار چہہ سو فیٹ اونچی
اور دریا بہت گہرا ہے اور انشی میل اس مقام سے اوپر دریا بے نہایت چوڑا ہے اور لوہے کی
زنجیرون کے ذریعہ سے اوسکے اوپر سے پار ہوتے ہین شمول کے مقام پر پہنا دریا کا ایکسو بیس گز اور گہراو
کم سے کم ڈیڑہ سو فیٹ ہے اور تیز روی سات یا آٹھہ میل فی گہنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہہ حالت ہے کہ اگر دریا
کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بہی آدمی پیادہ اوس سے پار نہین ہو سکتا موضع لنگ جو اسی
راستہ مین دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو یا نو سو فیٹ ہے پاکہ
اوس پہاڑ کے اس دریا کو مختلف مقامات پر مختلف نامون لنگزینگ و کہیا و لکسنگ و ساتپو و زینگ تگتی
و سمید رنگ سے پکارتے ہین پہاڑ کے علاقے مین اسکا نام شتدر مشہور ہے بلکہ ہندون کے قدیم تواریخ مین
بہی اسکا نام شتدر لکہا ہے و ماننے آگے اسکا نام زد اور رس و ہیسودرس بہی پکارا جاتا ہے پہر نیچے آکر
عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور یہی سے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے درمیانی مسافت
مین جا بجا نام اسکے متغیر ہوتے جاتے ہین اوپر کے حصہ مین اگرچہ یہہ دریا بہت تیز چلتا ہے اور چلنے کے وقت
غل کرتا ہوا اور ڈہیرون جہاگ اپنی ساتھہ لیتا ہوا آتا ہے مگر اوج سے نشیب کو اتار اسکا حساب اوسط
فی میل ڈیڑہ سو فیٹ سے زیادہ نہین چونکہ ثابت ہوا اس دریا کے پہاڑی رستہ کے ہر فانی ہے اسواسطے
دو چہتی تک یہہ دریا دو سو میل کے راستہ تک تنگ ہوا رہتا ہے اور پہاڑ مین جن جن مقامات مین یہہ
پایاب نہین ہے وہان تنبے چہولون کے ذریعہ یا لکڑی کے پلون سے مسافر اس سے اوترتے ہین اور بعض لوگ
گہاس کے پولے باندہکر اور اون پر سوار ہوکر دریا پار جاتے ہین مگر وہ پولے اکثر اوقات بہیگکر غرق
ہو جاتے ہین تو اپنے سوار کو بہی غرقاب کر دیتے ہین بعض مقامات پر آہنی بڑی بڑی موٹی زنجیرون کے ذریعہ
سے دریا کے اوپر سے آمد و رفت ہوتی ہے دریاے ستلج و سپتی کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہے اور پانی کا
وہان بڑا گرداب پڑتا ہے اوس جگہہ دریاے سپتی جو بلند پہاڑون کے اندر سے نہایت تیزی و شتابی کے ساتہہ

نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا یہہ زمین کے اندر سے نکلا ہے سپتی کا پانی وہان صاف وعمیق و تیز رو ہی
اور ستلج کا پانی میلا خاک آمیختہ ہے اور شور کرتا ہوا چلتا ہے پہناؤ سپتی کا تین سو فیٹ اور ستلج کا ستر فیٹ
ہے پھر سپتی کے ملنے سے بجہہ بڑا دریا نہایت تیز و عمیق اسقدر ہوتا ہے کہ اوسجگہہ تہہ دریا کی معلوم نہین
ہوتی کہ کہان ہے اور چند رسی تہہ باندہ کر لٹکاتے جائین نیچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ
اس دریا کا جنوب مغرب گوشہ کو ہے وانا سے چلکر بتو کے مقام پر بلندی اسکی آٹہہ ہزار دو سو بیس فیٹ
اور چوڑان اکسو چہہ فیٹ ہی اور ونگتو کے مقام پر بلندی اسکی سطح کی پانچہزار دو سو فیٹ اور چوڑان
بانوین فیٹ ہے اور رام پور کے مقام پر بلندی تین ہزار تین سو ساٹہہ اور چوڑان دو سو گیارہ فیٹ ہے
اور یہہ پیمائشین ایسے اون مقامات پر ہوی ہین جہان یہہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگون کی آمد رفت کیواسطی
راستے وگذر مقرر ہین اور پل لکڑیون کے بنے ہوے ہین سوا ان کے اور مقامات پر پہناؤ دریا کا ڈیڑہ سو گز
تک چوڑا ہے رام پور سے لیکر بلاسپور تک اکثر راستہ اسکا مغرب و جنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسپور کے پاس
چوڑان اسکا سو گز ہے اور سخت تیز رو ہوکر جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو طی کرتا ہے تو یکایک رخ اسکا
شمال مغرب کے سمت سے جنوب مغرب کو ہوجاتا ہے اور پھر دو شاخون کے ذریعہ سے دو ریتلی پہاڑون اور
کوہ چیوان مین سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدانین روپڑ کے پاس داخل ہوجاتا ہی یہان اگر وہ دونون شاخین ایک
ہوجاتے ہین اسمقام پر طغیانی کے وقت یہہ دریا تیس فیٹ گہرا اور پانسو گز چوڑا ہوتا ہے اور بذریعہ کشتیون کے
دریا سے اوترتے ہین وہان سے پھر اوسی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہونچتا ہے جہان سردی
کے موسم مین اڈہائی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اوسط درجہ کا تیز رو اور طغیانی کے وقت سات سو
گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اسمقام سے آگے چلکر جب ہری کے مقام پر پہونچتا ہے تو دریای بیاس آکر
اسکے شامل ہوجاتا ہے جو پرآبی مین اس سے بڑہ کے ہی تمام راستہ اس دریا کا مان سرو در کے جہل سے لیکر
دریاے بیاس کے شمول تک پانسو پچاس میل شمار مین آتا ہے بیاس کے شمول کے بعد نام اسکا ستلج سے بدلکر گہارا
نام سے موسوم ہوجاتا ہے پھر اس شمول سے تین سو میل چلکر شمول اسکا چناب کے ساتھہ ہوجاتا ہی اور پنجند نام پاکر
دریاے سندہ کے ساتھہ جاملتا ہے قدیم زمانہ مین یہہ دریا ہیدرا درس زد ادرس ہسودرس وہیاں نس کے نامون سے
موسوم تہا اور اسمین بہت سے پہاڑی ندیان و نالے پہاڑ مین شامل ہوتی جاتے ہین جنکا ذکر پہلے حصہ کے
پانچوین تقسیم مین تحریر ہوچکا ہے فلور کے پاس اسپر سے شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہی گذرتی ہی
اور شاہ گذر مقرر ہی اور سرکار کے حکم سے اسمقام پر کشتیون کا پل بندہا رہتا ہی اور ایک مستحکم شکتہ آہنی پل
ریل گاڈی کے آمد رفت کے لئے بنا ہوا ہے اور آمدرفت انجن کی جاری ہے

دریای بیاس

پنجاب کے دریاؤن مین یہہ دوسرا دریا ہے جو درہ روتانگ کے جنوبی سمت کوہ لاہول کے پاس سے جو ہمالا کے
شمال مشرقی حد پر واقع ہے نکلتا ہے بلندی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دو سو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے
وہان سے یہہ دریا بہت سی چشمون اور پہاڑی ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا کلو مین اور کلو سے جنوب کے
سمت کو بہتا ہوا بعد طے کرنے چکردار راستے اسی میل منڈی کے متصل آپہونچتا ہے وہان پر بھی اور چشمون
اور ندیون کے پانی اسکے ساتھہ ملکر بہنا اسکا ڈیڑہ سو گز سے دو سو گز تک اور عمق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ
تک ہوجاتا ہے پہر منڈی سے مغرب کے سمت کو سکیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چلکر بعد طے کرنی
مسافت پچاس میل کے نادون کے نیچے آتا ہے جس جگہہ سردی کے موسم مین بھی چوڑان اسکا ایکسو پچاس گز سے
کم نہین ہوتا وہان نادون کے شہر پناہ دریا کے کنارے بہت اچہے بنے ہوئے ہین اور اوسی مقام پر ایک ندی کنیار نام
پہاڑ سے نکلکر اسکے شامل ہوجاتی ہے پہر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کیطرف بہتا ہوا اکانوان
و ریہوال کے پاس پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے پہر وہان سے جنوب کے سمت کو اسی میل چلکر متصل موضع
اندریسہ دہیری کے دریای ستلج کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے جاڑے کے موسم مین رفتار اسکی فی گھنٹہ ساڑہی
تین میل ہے مگر گرمیون مین اس سے المضاعف چلتا ہے جوالا مکھی کے علاقہ مین اس دریا کے کنارے پر ایک
بڑا عالیشان مندر مہادیو کا اور ایک بارہ دری راجہ سنسار چند کی بنوائی ہوئی ہے اسمقام پر اس دریا کے اندر
بڑا گرداب پڑتا ہے اور اگر کبھی کشتی اوسکے اندر آجاوے تو چرخی کے طرح چکر کہا کر ڈوب جاتی طول اسکا چشمہ سے لیکر ستلج
کے شمول تک دو سو نوے میل اور بعض تین سو میل کہتے ہین اور شمول کے بعد دونو دریا گہارا نام پاکر چلتے ہین پہر
وہ دریا دیپالپور کے پاس پہونچکر دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے ان مین سے ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور دوسری
شاخ جنوب کے سمت کوٹ قبولہ و کہائی کے پاس ہو کر بہنے جاتی ہے اور ایکسو کوس کا رستہ طے کر کے پہر دونو
شاخین آپسمین ملجاتے ہین پہر وہان سے فیروزپور کے علاقہ مین یہہ دریا بہتا ہوا بہاولپور کے حدود مین دریای زرنوشا
یعنی راوی و چناب جہلم کے ساتھہ ملجاتا ہے اور پنجند نام پاتا ہے پہلے یہہ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان مین
طے کر کر ستلج کے ساتھہ ملتا تہا اب اسی برس گذرتے ہین کہ شمول اسکا ستلج سے بمقام ہریکے ہوگیا ہے اور پرانا
رستہ اسکا خشک پڑا ہوا دور تک نظر آتا ہے چنانچہ قصبہ چونیان اوسی پرانے راستے کے کنارے پر آباد ہے
اول یونانی لوگون نے اس دریا کا نام ہائی فیسس کہا ہوا تہا جو سبب گذرنے زمانہ دراز کے بگڑتے بگڑتے
بیاس رہ گیا مگر ہندو لوگ وجہ تسمیہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہین کہ کوہ برفانی ہمالہ مین ایک جہیل بیاس کنڈ
نام ہے اوس سے یہہ دریا نکلکر آتا ہے اور اس جہیل سے کچہہ تہوڑی فاصلہ پر ایک مندر بیاس جی کا بنا ہوا ہے جب
یہہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہان اور ندیون کا پانی اپنے ساتھہ ملاکر دریا بیاس نام پاکر آگے کو چلتا ہے غرض شہرہ

اس دریا کو بیاس جی سے جو انکے بزرگون مین بید کے علم کا بانی ہوا ہے منسوب کرتی ہین بخلاف مورخان انگریزی
کے کہ اونھون نے اس دریا کے حال مین کہین بیاس گنگ کا ذکر بھی نہین کیا اس دریا کا غربی یعنی دہنا کنارا
بہت بلند اور دوسرا کنارا زمین کے ہموار ہی اور طوفان اسمین ہمیشہ شام کے وقت آتا ہی کیونکہ اسمین ہمیشہ
طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گذر اس
دریا کا وزیر بہلرو ویرووال کا ہے اور شاہ سڑک بھی وزیر کے گذر سے گذرتی ہے اور وہان ہی کشتیون کا
پل بندہا رہتا ہے کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہین جنکے کنارہ بہت پست ہین اور بہت جلد غرق ہو جاتے
ہین پنجاب سے جو ریل گاڑی دہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گذرتی ہے اور ایک سخت آہنی بڑا مضبوط
پل اوسپر بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے ریل گاڑی کا گذر ہوتا ہے **بیین نہر** اس نام سے دو نہرین
دوابہ بست جالندھر مین بہت بڑی نہرین ہین اسمین سے جو نہر کہ ستلج کے طرف جاری ہے اسکو سفید اور
دوسری نہر جو بیاس کیطرف ہی اوسکو کالی بیین بولتے ہین اور یہہ دونو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد سے
نکلکر تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بیاس مین داخل ہو جاتے ہین برسات کے موسم مین انمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھہ چلتی ہین اسقدر کہ سوای معین گذرون کے اور کہین سے لوگ اوتر نہین
سکتے اور ہر ایک گذر پر کشتیان چلتی ہین ان دو نہرون کے سوا سے ستلج اور بیاس کے اندر کے میدانی
ملک مین نکال قدیمی نہرین جتنی مصنوعی و قدرتی بہتے ہین جنمین سے اکثر برسات کے موسم مین جاری ہوتی ہین
اور بعضی تھوڑے سے پانی کے ساتھہ ٹانڈہ و اوڑمڑ پیچی پور وغیرہ کے پاس بہتی ہین اور ایک نہر حاجی پور
کے پاس دریاے بیاس سے نکلکر ملک کو سیراب کرتی ہے اور چکیان بھی اوسکے کنارے پر بہت چلتی ہین
حاجی پور کے شرق کے طرف ہی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بیاس مین جاکر ملجاتا ہے اور ایک ندی ہوشیارپور
کے پاس برسات مین بہتی ہی **دریاے راوی** یہہ دریا تیسرا دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہی اصلی چشمہ اسکا کلو کے پہاڑ کے
پاس ہی جسکو کوہ بنگال بھی کہتے ہین جو کوہ روتانگ سے تھوڑی سی فاصلہ پر واقع ہے چشمہ اپنے سے سمت مغرب جب یہہ دریا
چالیس میل کا فاصلہ طی کر لیتا ہی تو دریاے تی اور بدہل دھو دریا اور پہاڑون کے اندر سے ہوتی ہوئی اسمین شامل ہو جاتی ہین انمین سے بدہل دریا ہی
بڑا دریا ہے جو کوہ بہدرال و من مہیش کی جھیل سے جسکا نام مہادیو کے جھیل ہے نکلتا ہے وہ جھیل اگرچہ عرض مین
ایک سولہ فٹ تک ہے مگر طول مین بہت ہی اور ہندو لوگ اوس جھیل کو بہت متبرک سمجھتے ہین اور غسل کیواسطے
دور دور سے آتے ہین داتی جلکر چنبہ کے نیچے اور چشمہ سے اکیسو میل اس دریا پر ایک بڑا پل سیاہ فام
چوب رسی تہ بنا ہوا ہے اوس سے گذر کرتی کوہی راستی علیحدہ علیحدہ ہین وفلق و حفالا و کشمیر کیطرف
جاتے ہین اور چنبہ کے راجہ کے طرف سے یہان محصول سوداگرون سے لیا جاتا ہے وہان سے چلکر مقام سولی

یہہ دریا ایکسو بیس گز چوڑا چلتا ہے اور اوسی مقام سے یہہ رخ اپنا جنوب مغرب کی سمت کو کرلیتا ہی اور اوسی
سمت کو شاہ پور و نور پور کے نیچے ہوتا ہوا اسجان پور کے قریب پہاڑون سے نکلکر میدانون مین آجاتا ہے بادشاہی پور
وشہان کوٹ و کلانور و ڈیالہ و ڈیرہ نانک ودریسر ورسے گذر کر لاہور کے متصل شاہدرا جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے پہونچ
جاتا ہے اور اوسی مقام کے مغرب کیطرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گذر ہے اور کشتیون کا پل سرکار کیطرف سے
بندہا رہتا ہے جسکا اہتمام سرکار کیطرف سے رای بہادر کنہیا لال اکزکٹو انجینیر لاہور ڈویژن کے سپرد ہے عمق
اس دریا کا کچھ بہت نہین اکثر مقامات پر بارہ فٹ سے لیکر چودہ فٹ تک برسات کے موسم مین گہرا ہوتا ہے
سردی کے موسم مین پانچ یا چہہ فٹ سے زیادہ گہرا اسمین نہین ہوتی لاہور سے تین میل نیچے جاکر یہہ دریا
مغرب جنوب کی سمت کو چلتا ہے اور تیس میل تک راستہ طے کرکے تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے برسات
وہ تینون شاخین جاری ہوتی ہین اور بہت طغیانی کے وقت تینون ملکر ایک ہوجاتے ہین سردی کے موسم مین
بڑی شاخ پر آب اور دو شاخین خشک ہوتی ہین برسات مین پانی اسکا پہیل بہت جاتا ہے کیونکہ اسکے
کنارے ہموار و زمین کے برابر ہین اور اسی سبب سے یہہ عمیق کم ہے اور پہیلاو بہت رکہتا ہے راستہ اسکا بہت
پیچدار ہے اور خم بہتیرے رکہتا ہے اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے سیر سفر کرتے ہین راستہ اونکا بہت کم طے
ہوتا ہے اور اسی سبب سے اسمین جہاز رانی نہین ہوتی کہ اگر دن بہر جہاز چلے تو رات تک نہایت درجہ
بارہ کوس راستہ طے ہوتا ہے سقدر کل راستہ مین جو لاہور سے شمول چناب تک ہے سیدہا راستہ اسکا متصل
موضع جلینیہ ہو لیکر رام چوترہ تک ہی کہ اوسقدر راستہ مین یہہ نہایت سیدہا چلا جاتا ہی کہین سے کناری نہین توڑتا
اور دونو کنارون پر اسکے بڑے بڑے درخت پرانے سایہ دار کہڑے ہین اور کبہی کبہی درخت کو بہی اسکی ابتدا سے
صدمہ نہین پہونچتا سندر کہتے ہین کہ جب اسکندر رومی پنجاب مین آئی تو وہ موضع جلینیہ کے قریب کشتیون پر اوتر کر
نہانے لگی اور رام چوترہ تک برابر دریا مین تیرتے ہوئے چلے گئے چونکہ کوئی شخص کشتیون کا محافظ پاس نہ تہا
دریا اونکی حکم سے سیدہا ہوگیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کشتیون پر پڑتی رہی پہر بمقام رام چوترہ وہ دریا سے
نکلکر بیٹھے جہان اب تیرتھ گاہ بنی ہے اور اوسی دن سے یہہ دریا اوسقدر راستہ تک سیدہا چلتا ہے اور قیامت تک
اسیطرح رہیگا اسقدر راستہ تک اس دریا کو شنکر داہ کہتے ہین اور مشہور ہی کہ شنکر نام ایک راجہ نے یہان ایک
کہود کر اوسکا نام شنکر داہ رکہا تہا اور کنارے اوس نہر کے بہت پختہ ہوکر درخت لگوا دئی تہے بعد
گذرنے کچہہ زمانہ کے اوسی نہر مین یہہ دریا آگیا مگر نام اوس نہر کا آج تک مشہور چلا جاتا ہی بلکہ یہہ سبب
کہ سبب پختہ ہونے کے دریا اون کنارون کو توڑ نہین سکتا اور اوسقدر راستہ سیدہا چلتا ہے رام چوترہ کے
لنگر سرای سے ہوکر قصبہ فاضل شاہ کے پاس جاکر یہہ دریا چناب و جہلم و ملی ہوئے ندیون مین ملجاتا ہے

اور تینون ملکر ترسون نام پاتے ہین پانی اسکا بہ نسبت چناب سرخ و مکدر ہے اور آٹھ مہینے سال بھر مین کئی
بہت مقامات سے پایاب ہوجاتا ہے لاہور سے چناب کے شمول تک اگر سیدھا راستہ اسکا شمار کیا جاوے تو دو سو میل
کا ہے اور اگر پیچ وخم اسکے شمار مین آوین تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض ایکسو اسی میل تو صرف خم و پیچ ہو
چناب کے پاس جاکر بعضے تین دہانون کے ذریعہ سے اسمین شامل ہوتا ہے جنمین ایک دہانہ بڑا اور دو چھوٹے ہین مورخان
انگریزی اسکا نام ہائیڈراٹیز کہتے ہین اور سنسکرت کے زبان مین نام اسکا ایراوتی اور غلط العام راوی مشہور ہے
اس دریا پر متصل شاہدرہ لاہور سے جانب شمال دو میل ایک آہنی پل ریل گاڑی کا بنا ہے اور بالفعل جہلم تک
آمد ورفت جاری ہے **شاہ نہر انگریزی** چونکہ پنجاب کے اکثر دوابہ باری مین پانچ کا ملک بہت
اونچا تھا اور زراعتین صرف بارش کی امید پر ہوتی جاتی تھین اور خشک سالی کی حالت مین زمیندار اس سرزمین
مین اپنی بوئی ہوئی تخم کو بھی تلف کر بیٹھتے تھے سو اسلئے سرکار انگریزی نے ارادہ کیا تو ازی بعد چاہا کہ ایک نہر
کھود کر اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمینداران کو بالکل پانی کی طرف سے بے پروائی ہوجاوے
اسواسطے اول منظوری اس نہر کے کھودنے کی ۱۸۴۹ع مین گورنمنٹ ہند سے ہو کر ۱۸۵۰ع مین کام شروع ہوا اور
بارہ سال تک تمام وکمال کام بصرف باون لاکھ چھتیس ہزار نو سو ستر روپیہ کے ختم ہو کر پانی چھوڑا گیا مادھوپور کے
مقام دریاے راوی کے بائین کنارے سے یہ نہر شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینانگر تک
بڑی چوڑی چلی آتی ہے وہان موضع ٹیری کے پاس ایک اور شاخ اس سے علیحدہ ہو کر کالا بالا تک جاتی ہے
پھر آگے اوسکے بھی دو شاخین ہوجاتی ہین ایک شاخ تو موضع بال گڈہ و سبر آوان و دہرم کوٹ وشاہ مسود و اکر
ومیان نیلہ و سوکل وغیرہ ہوتی ہوئی دریاے بیاس کے پرانے راستہ مین جاگرتی ہے اور دوسری موضع ٹہکری والہ
وچیمی و تلنگہ امین و حسنہ پالہ و ناگریان و مینڈوری و ترن تارن و شہباز پور و دیپال پور و کلسیان و محمود پور
ہوتے ہوئے اوسی بیاس کے پرانے راستہ مین جاگرتی ہے یہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخون کا تحریر ہوچکا اب
باقی بڑی اصلی نہر کا یہ حال ہے کہ دو موضع ٹیری علاقہ دینانگر سے چلکر موضع تہانی وال و مصطفی آباد کے پاس
ہوتی ہوئی ریٹر ڈال تک پہونچتی ہے وہان آکر اوسکے دو شاخین ہوجاتی ہین جنمین سے ایک تو موضع شدی
قادیان و رام پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریاے راوی مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ موضع
کلیان پور و دینا و قلعہ لال سنگہ و خان فتا و چنڈی وغیرہ پاس پاس بہتی ہوئی تلونڈی تک پہونچ جاتی ہے یہان
اگر پھر موضع رلیا کے متصل اوسکی دو شاخین بن جاتی ہین اونمین سے ایک شاخ تو موضع ککو وال و قلعہ کہنا سنگہ
و داتو دلپورہ و بازید پور کے دونیری کی و کنجری کا تیل و دہوہی و دواگی و جلو و سہجپال و چہاونی سیانمیر و مسجد واہ
دینار بیگ و شاہ پور ہوتی ہوئی راوی مین جاملتی ہے مگر اب سرکار کا یہ ارادہ ہے کہ اس شاخ کو قصبہ ناگتہ

اہل ہند نے اسکو چندر بھاگا مشہور کیا اب مشہور نام اسکا چناب ہے جو چین اور آب دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی دریا
چین یا ورنہ یہ نام صرف اسواسطے مقرر ہوا کہ نکاس اسکا کوہ سرحد چینی تاتار سے ہے پنجابی زبان مین اب چناب کا
لفظ بھی بگڑ کر نام اسکا چہناؤ مقرر ہو گیا ہے ستلج و بیاس و راوی و جہلم چارون دریاؤن سے یہ دریا اپنی
پر آبی و عمق و پہناؤ و طول و تیز روی مین فی الحقیقت زیادہ ہے چشمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جو لداخ
سے جنوب اور تبت کے وسط مین ہے بہت بلند واقع ہے وہان ایک درہ کوہ زنگ کے درون سے جسکی
بلندی تیرہ ہزار فیٹ نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اوس درہ کے نیچے کیطرف ایک بڑی جہیل ہے جسکو
چندر بھاگ بولتے ہین اوس سے نکلکر یہ دریا چندر نام سے موسوم ہوتا ہے اور پہاڑون کے اندر ہی اندر جب
چالیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو بمقام ٹانڈے ایک اور دریا سورج بھاگا نام پر آبی و تیز روی مین اسکی نظیر
شمال کیطرف کو بہتا ہوا اس سے آکر شامل ہوجاتا ہے اخراج سورج بھاگا کا بھی اوسی جہیل چندر بھاگا سے ہے جس سے
چندر نکلتا ہے اور یہ دونو دریا چالیس چالیس میل کا راستہ اپنے اپنے ایک مخرج سے مختلف راستون مین طے کر کے
بمقام ٹانڈے کے باہم ملجاتے ہین چنانچہ یہ دونو ملے ہوئے دریا چندر بھاگا نام پاکر سٹھ گز کے پہناؤ
اور تیزروی کے ساتھ ایکسو بیس میل کا راستہ طے کر کے کشتواڑ کے ملک مین پہونچ جاتے ہین اس مقام
ایک بڑی ندی جسکو سہ ندا اور مورو ندی دونون بھی کہتے ہین شمال کے طرف کے کوہستان سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے
اوسکے ملنے سے یہ دریا بڑا دریا ہو جاتا ہے وہانسے پھر جنوب مغرب کیطرف بہتا ہوا اوتنے میل کا راستہ
طے کر کے پنجاب کے میدان کے قریب آجاتا ہے اسمقام پر ایک اور ندی کو بھی شمول ایک اور ندی کے کہ وہ دونو
ندیان توی شہرہ و منگلا دیوی سے گذر کر کانگڑہ کے قلعہ کے متصل باہم ملتے ہین موضع حمید پور کے نزدیک پہاڑ
سے نکلکر اس سے ملجاتی ہے پہاڑ سے نکلکر یہ دریا بہت سا پہیل کر اٹھارہ شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اور وہ
کل شاخین پھر قصبہ بہلول پور کے پاس آکر ایک ہوجاتے ہین وہان سے یہ قصبہ سودرہ و وزیر آباد و رسول نگر
و پنڈی بھٹیان و چنیوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع ملیانہ کے کہ جھنگ سیال سے دو کوس پر ہے دریا
جہلم کے ساتھ شامل ہوجاتا ہے اکہنور سے ساٹھ میل نیچے وزیر آباد تک راستہ اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و
پر آبی و پر گردابی کے ساتھ ہے اور سردی کے موسم مین آدھا میل اور برسات مین اڈھائی میل تک چوڑا چلتا ہے
اس دریا مین جہاز رانی اچھی ہوتی ہے اور اکہنور کے مقام سے سوداگر لوگ بڑے بڑے لکڑیان دیودار
اور چیڑ وغیرہ کے جو پہاڑ سے خرید کر پنجاب کو لاتے ہین اس دریا مین چھوڑ دیتے ہین اور وہ کشتیون کیطرح
پانی پر دوڑتے ہوئے آتے ہین جہلم کے شمول تک کل طول و درازی اس دریا کی چشمہ کے مقام سے چھ سو
پانچ میل ہے اور تیزروی اسکی پوری چڑہائی کے دنون فی گھنٹہ پانچ میل اور سردی کے موسم مین فی گھنٹہ اڈہائی میل

شمار ہوتی ہے دریاے جہلم کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چلکر دریاے راوی اسمین آپڑتا ہے اور
گرمیون مین ایک میل کے قریب چوڑا چلتا ہے اور عمق اسکی مختلف ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہین ہوتی راوی
کے شمول کے بعد بعد طے کرنے راستے اکیسو دس میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریاے گہارا یعنی ستلج و بیاس ملے ہوے
دریا اسکے شامل ہوتے ہین شمول کے مقام پر گہارا کا پانی زرد اور چناب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا
کوسون تک نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسکا چشمہ سے لیکر گہارا کے شمول کے مقام تک سات سو نو میل ہے
اس سے آگے اسکو چناب کوئی نہین کہتا دریاے پنجند پکارتے ہین **دریاے توی** مشہور یہہ دریا چناب کے
چھوٹے دریاؤن اور دریاے چناب کے مددگارون مین سے ہے اول یہہ کوہ پنچال کے جنوبی گھاٹی سے
نکلکر شمال مغرب کے سمت کو گھاٹی کے نیچے نیچے درمیان درہ بیر پنجال و رتن پنجال کے بہتا ہے جب دس
پچاس میل طے کرکر قصبہ پونچھ کے پاس پہونچتا ہے تو ایک اور ندی پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے اس
ندی کے شمول کے بعد رخ اسکا جنوب مغرب کو ہوکر بڑی تیزی اور سختی و زور و شور کے ساتھ چلتا ہے اسقدر کہ
اگر سوار یا پیادہ بلا کسی ذریعہ کے اوسکے پار اوترے تو فی الفور بہہ جاوے یہہ حالت اکثر طغیانی کے وقت
ہوتی ہے اور پونچھ سے گذر کر بعض اسکو ندی اور بعضے تہانگ کہتے ہین پھر جنوب مغرب کے سمت کو چالیس میل
چلکر موضع کوٹلی تنگے متصل دریاے راجوڑ اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے اوس شمول سے پھر تیس میل اوسی سمت
کو چلکر یہہ دریا دریاے چناب مین جاگرتا ہے **نالہ ڈیک** اس ندی کا منبع کوہستان علاقہ جمون سے
ہے اور پہاڑ کے حد تک اسکا نام دیوکا ندی پکارتے ہین اور پرمنڈل کہ ایک خاص عبادتگاہ ہنود کی
مہاراجہ جمون کے علاقہ مین واقع ہے اسی ندی کے کنارے پر ہے وہان یہہ ندی ایک تیرتہ سمجھی جاتی ہے
اور دور دور سے ہنود غسل کے واسطے وہان جاتے ہین اور والی جمون نے بڑے بڑے مندر و عمارات
عالیشان اسکے کنارے پر بنائے ہوے ہین پہاڑ سے نکلکر سیالکوٹ کے علاقہ مین اسکا نام ڈیک مشہور ہے
اس سے آگے بڑھ کر لاہور کے ضلع مین اسکو باگھ بچہ پکارتے ہین برسات کے موسم مین جب اسمین طغیانی ہوتی
ہے تو ایسی زور شور سے چلتی ہے کہ گذر آدمی یا چارپایہ کا اسکے اندر سے نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے تہہ کے
اندر ریگ رواندار ہے اوسپر پانو ٹھہر نہین سکتا سبب پانی کے وہ ریگ پانو کے نیچے سے سرک جاتی ہے
اور اوپر سے پانی کا زور دہکا دیتا ہے اس سبب سے آدمی ہو یا جانور فی الفور گرکر غرق ہوجاتا ہے بعض
مقامات پر اسکے تہہ مین سخت دلدل ہوتی ہے وہان بھی گذر نا گھوڑے و بیل و اونٹ کا محال ہے برسات
کے بعد اکثر مقامات سے یہہ ندی خشک ہوجاتی ہے اور بعض جگہہ پانی رہتا ہے اور یہہ ندی علاقہ تحصیل
ظفروال و پسرور سے گذر کر تحصیل رعیہ مین آتی ہے اور وہانسے شرقپور کے علاقہ مین گذر کر بلا کو سیراب

کرتے ہوے متصل موضع چھانبرہ علاقہ سیدوالہ دریاے راوی مین جا گرتی ہے لاہور و گوجرانوالہ کے درمیانی
راستہ مین اس ندی کے اوپر ایک پرانا پل شاہ دولہ کا بنوایا ہوا موجود ہے **نالہ آیک** یہہ ندی
دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسکہ مین سے گذرتی ہوئی تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو چلی گئی ہے منبع
اسکا بھی کوہستان جمون ہی ہے سال بھر مین پانچ چھ مہینے برسات سے پہلے بعض مقامات سے یہہ خشک ہو جاتی ہے جب
کبھی بہت جگہہ پانی اسکا جاری رہتا ہے لیکن قریب چھ مہینے تک سال مین برابر یہہ جاری رہتی ہے مگر خاص سیالکوٹ کے
نیچے سواے زمستان کے موسم مین یہہ کم آب ہو جاتی ہے کہ کاغذی لوگ واسطے دھونے اور بنانے کاغذ کے بند باندہ
کر پانی اسکا ایک جگہہ روک لیتے ہین کیونکہ سواے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کاغذ
بنانے مین صرف نہین ہوتا اور اسکے پانی سے کاغذ بہت عمدہ و صاف اور روشن بنتا ہے مگر جب وہ بند
توڑ دیتے ہین تو پھر برابر جاری ہو جاتی ہے برسات کے دنون مین بڑی زور شور سے اسمین سیلاب آتا ہے اسقدر کہ ندی
کے اونچے اونچے کنارون سے بھی جو اندازہ بیس بیس پچیس پچیس فٹ بلند ہین پانی نکلکر پھیل جاتا ہے مگر وہ سیلاب جلد تر
اتر بھی جاتا ہے فایدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ و ڈسکہ کو بہت پہونچتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ
کے مقام پر اس ندی کے کنارے بڑا بھاری میلا ہوتا ہے اور ہندو نہانے واسطے جمع ہوکر سرناہون پر تیرتے ہین
اور اپنی اپنی ہنرمندیان دکھلاتے ہین اور ایک پل حضرت شاہ دولہ کا پختہ بنوایا ہوا اس ندی پر بھی موجود ہے
نالہ گوندل المعروف دہن یہہ بھی ایک پہاڑی نالہ ہے جو کوہ جمون سے نکلکر سیالکوٹ کے
علاقہ مین بہتا ہوا متصل موضع بھاوڑپور کے دریاے چناب سے مل گیا ہے اسمین اکثر مقامات پر زمین سے بھی
پانی نکلتا ہے جسکو وہان کے لوگ سم کا پانی کہتے ہین اسکے کنارے پر چکیان بھی بہت چلتی ہین **نالہ رنگ پور
المشہور بلواہ** یہہ نالہ جنگلہ بنا ہوا علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور پھر اوسی علاقہ کے اندر متصل موضع
کلووال کے متصل دریاے چناب سے ملجاتا ہے اسمین بھی قدرتی پانی سم کا زمین سے نکلتا ہے اور زمینداروں کو
بہت فایدہ پہونچتا ہے **علاوہ** ان نالون کے کول علی مردان خان و نالہ بلیو و نالہ سنبر کوٹ و گدگوڑ و نالہ کاہ
نالہ بہاوان و نالہ موہنا توالی و نالہ ایمنا توالی و نالہ جشری و لنڈا وغیرہ ضلع سیالکوٹ مین جاری ہین اور یہہ سب
یعنی چھوٹے بڑے پینتالیس شمار مین آتی ہین **نالہ توہی** یہہ نالہ بھی کوہ متعلقہ ریاست جمون
سے نکلتا ہے بلکہ شہر جمون اسی کے اونچے کنارہ پر آباد ہے اور شہر کے رہنے والے اسی ندی کا پانی
پیتے ہین ناپتے یہہ ندی بتیس میل جنوب مغرب کی سمت کو بہتی ہوئی دریاے چناب مین اکر شامل ہو جاتی ہے
میدانی راستہ مین اسکے زمیندارون کو اس سے بہت فایدہ پہونچتا ہے برسات کے موسم مین اسمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی پانی کے ساتھہ چلتی ہے **نالہ گھوت ندی ایک** واقع ضلع

سیالکوٹ سے یہہ نالہ نکلتا ہے اور اوسی ضلع مین موضع بوکبان والہ کے پاس اسکا منبع ہے وہان اسکا نام نالہ
بوکبانوالہ مشہور ہے وہانسے ضلع گوجرانوالہ مین ہوکر کچھہ ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اوسکا پھیل کر کئی مقام پر چھنب
یعنی چھوٹے جھیلین بن جاتا ہے پھر امین آباد کے قریب بصورت نالہ بنکر چلتا ہے اور علاقہ شرقپور ضلع لاہور
مین متصل موضع سیداد پور نالہ ڈیک مین ملجاتا ہے پانی اسکا زمینداروں کے لئے بہت فایدہ بخش ہے بعض اوقات
طغیانی نقصان بھی پہونچاتی ہے **نالہ پلکھو** یہہ نالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکلکر جاری ہوتا ہے
اور اوس علاقہ سے چلکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ مین آتا ہے اور خاص وزیرآباد کے حد مین متصل ستمن برج
دریاے چناب کے ایک نالہ کے ساتھہ شامل ہوکر چناب مین جا پڑتا ہے پانی اسکا نہایت صاف ہے کہ دور دور سے
دھوبی لوگ سواے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہین دہوتے بلکہ وزیرآباد کے دھوبی جو پارچہ شوئی مین
اوستاد مشہور ہین نالہ پلکھو کے پانی نے اونکو اوستاد بنا رکہا ہے پانی اسکا زراعت کو فایدہ بخش نہین ہے
پن چکیان چلتی ہین **نالہ نندن واہ** یہہ نالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ بلکن کے پاس نالہ ایک سے نکلا علاقہ
ضلع گوجرانوالہ مین آتا ہوا اور متصل موضع چک ستنا نالہ پلکھو کے شامل ہوکر کچھہ حصہ تو دریاے چناب مین چلا جاتا ہے
اور کچھہ پانی وہانسے آگے چلکر کہلڑی نام پاتا ہے جب متصل موضع سوہدل پہونچتا ہے تو نندن واہ نام اسکا مشہور ہوجاتا ہے وہانسے آگے
چلکر اور نالاب بہرن قیار تک جاکر پانی اسکا ارگرد کی سرزمین مین جذب ہوجاتا ہے اسکے پانی سے زمینداروں کو بہت فایدہ
پہونچتے ہین زراعت سونجی کی اسکے حد سے سنگھہ دین گہا نو ہوتی ہے اور متصل موضع ارایانوالہ وجھہ دور دکوٹ شاہ محمد
بصورت جہیل اسکا پانی ٹہھر جاتا ہے اور اسمین مچھلی کا شکار بہت حاصل ہوتا ہے **نالہ ڈگ** تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
موضع واکی سے اس نالہ کا آغاز برسات مین ہوتا ہے وہانسے چلکر موضع چک بہٹی کے متصل دریاے چناب کے شامل ہوجاتا ہے
اسکے پانی سے بذریعہ چھٹہ و جہلار زراعتون کو آبپاشی ہوتی ہے **نالہ سکھہ چین** یہہ نالہ موضع پھلیان
متعلقہ تحصیل وزیرآباد کے پاس دریاے چناب سے نکلتا ہے و موضع کوٹ سلیم و باغ و باہری و کوٹ میان جان و
علاؤالدین و کوٹ میان محمد و کاکشال کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع جاگو کے پھر دریاے چناب کے ساتھہ ملجاتا ہے
موضع کوٹ سلیم و باہری کے حد مین اسکے اندر سوما نکلتا ہے یعنی چشمہ کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ۔
نالہ نکاین والہ یہہ نالہ مسمات راجکوران المشہور نکاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے موضع
ننگل وناسنگہ تحصیل گوجرانوالہ کے پاس نالہ ڈیک سے نکلواکر براہ شیخوپورہ موضع بھکی تک پہونچایا تہا مدت تک
یہہ جاری تہا اور زمینداروں کو بڑے بڑے فایدے اس سے ہوتے اب تخمین سال کے عرصہ سے یہہ بند ہے
اگر صفائی ہو تو پھر پانی اسمین جاری ہوجاوے **دریاے جہلم** کشمیر کے پرانی تاریخون مین نام اسکا
بدستا اور فارسی کتابون مین بہت لکہا ہے اور یونانی لوگون نے اسکا نام ہداس پس رکہا تہا پنجابی مین

اسکو دریاے جہلم پکارتے ہین مگر یہہ نام اسکا قدیمی نہین ہے بلکہ تھوڑی عرصہ سے نام اسکا جہلم صرف اسیواسطے
مشہور ہوگیا ہے کہ پہاڑ سے نکلکر قصبہ جہلم کے نیچے بہتا ہے مخرج اسکا کوہ کشمیر ہے اور کشمیر کے کل پہاڑی چشمون
اور ندیون اور نالون و دریاؤن کا پانی اسی کے ذریعہ سے پنجاب کے میدانمین بہتا ہوا آتا ہے پہلے یہہ دریا
چشمہ ویرناگ یا کسانا گ کی جہیل کوہ پیرپنجال سے نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے پنجاب کے میدانمین آتا
ہے اور دیگر اسکا دریاے لدر ہے اور یہہ دریا پہلے شمال مشرق کے گہاٹیون کوہ کشمیر سے نکلکر شیش ناگ
کے جہیل مین آتا ہے پھر اوسکا پانی لیکر جنوب مغرب کے سمت کو پچاس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے
ترنگ یا جو جنوب مشرق کے سمت کو بہتا ہوا آتا ہے اسمین ملجاتا ہے پھر وہانسے دس میل کے مسافت شمال
مغرب کی طرف کو چلکر ایک اور بڑی ندی جو کہ سندرین و دشا و ویہری اور وغیرہ چہوٹے چہوٹے ندیون سے ملکر
بہہ آب ہوکر اور چالیس میل کا راستہ طے کر کے آتی ہے اسمین شامل ہوجاتی ہے پس وہ دریای لدر انتی چشمون
اور ندیون کا پانی لیکر دریاے جہلم سے آکر شامل ہوجاتا ہے ان ندیون مین سے وشنو ندی دریاے
لدر کے دیگار بہت بڑی ہے چشمہ اوسکا اور دریاے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے دریاے وشنو کشنا ناگ
کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے اور کشنا ناگ ایک چہوٹی سی جہیل بہت گہری کوہ پیرپنجال کے
چوٹی کے پاس ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہے وہان سے دریای جہلم
اپنے دیگار ندیون کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور و شور کے ساتھ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہوجاتا ہے
وہانسے نکلکر ایک بڑی جہیل کے اندر جسکا نام ولر ہے داخل ہوتا ہے اور ولر کے داخل ہونے سے پہلے ایک
اور ندی سند نام شمالی پہاڑون سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے پھر ولر جہیل کے دوسرے طرف سے نکلکر بارہ مولہ
کے طرف جاتا ہے اور مقام مظفر آباد جو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بستا ہی پہونچکر اسمین دریای نین سکہہ حدود
تبت سے بڑی تیزی و سردی کے ساتھ نکلکر آگرتا ہے پھر سجادہ دیکھلی دریای کشن گنگا شمول ایک اور ندی کے جو کوہ گوری
سے نکلکر اوسمین داخل ہوتی ہے اسکے شامل ہوتا ہے یہہ دریا کشن گنگا بھی اپنی تیزروی و پر آبی و گہراؤ
و چوڑان مین اوسمقام پر جہلم سے کچھہ کم نہین ہے بارہ مولہ کے مقام پر جہلم کے اوپر سات محراب کا قدیمی پل بنا ہوا
ہے جسکے اوپر سے آمد و رفت ہوتی ہے بعد شمول کشن گنگا کے جہلم سمت جنوب کو گکہر و چب کے علاقہ کے اندر بہتا ہوا
سو جنم او پنہار کے متصل بعد طے کر لینے مسافت اکیونتیس میل کے جہیر کے مقام سے آ پہونچتا ہے اوسی نزدیکی مین ایک
اور ندی جسکا نام پونچہ ہے کوٹلی کے سمت سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے اوس مقام سے بنا و اسکا ست چوڑا
لیکن قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے وہانسے چلکر پہر یہہ دریا قصبہ جہلم کے نیچے آتا ہی جہان شاہ گذر ہے اور
سوائے تین چہینے برسات کے وہان کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے وہان اکثر اوقات سوائے برسات کے بھی یہہ دریا پایاب

جسمین شمار جھیلین پانی کے موجود ہین اوس مقام پر سولے برسات کے بعد دریا ساٹھہ گز چوڑا ہے اور عمق کا
حد وحساب نہین ہے سردی کے موسم مین وہان بسبب کثرت برف کے اکثر مقامات مین دریا کا پانی بھی جم
جاتا ہے وہان سے پھر تین میل جنوب مغرب کی طرف جاکر راستہ دریا کا شمال مغرب کی سمت کو بدل جاتا ہی
اور بمقام ادکشی جو تین سو تیس میل چشمہ کے مقام سے ہے ہو سنکر پچاس گز چوڑا ہو جاتا ہے اور اوسی چوڑان
کی حالت مین تیس میل اور طے کر کر شہر لی کے نیچے جو دار الریاست لداخ کے ملک کا ہے پہونچ جاتا ہے اس موضع
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی اور مسافت چشمہ کے مقام سے تین سو ساٹھہ میل ہے اور
بائیس فیٹ کی بلندی سے پستی کو گرتا ہے پھر شہر لی سے شمال کو اٹھارہ میل جاکر مقام نیموں پہونچتا ہے
وہان دریاے زنسکار کوہ زنسکار سے نکلکر جنوب مغرب کے گوشہ سے شمال مشرق کی طرف بہتا ہوا اس دریا
مین آگرتا ہے دریاے زنسکار بہت تیز رو اور گدلا ہے اور اسکا پانی مصفا وشفاف اسلئے دور تک
بعد شمول کے دونو دریاؤن کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر وہان سے بیس میل اور چشمہ کے
مقام سے چار سو آٹھہ میل جاکر کلت زی کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہان اس دریا پر لکڑی کا پل بنا ہوا ہے
پل کے نیچے پچیس گز دریا چوڑا ہے وہان سے جاکر جب پچیس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے دراس
کوہ شمالی ومشرقی کشمیر سے نکلکر اور شمال مشرق کی سمت کو نوے میل جاکر شمالی ومغربی نہرون اور چشمون و
ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور شور سے اسمین آپڑتا ہے اس شمول کے بعد یہہ دریا شمال کے
سمت کو چلتا ہے اور سینتالیس میل جاکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے اس مقام پر دریاے شیوک شمال کے سمت سے
بہت سے دریاؤن اور چشمون کے پانی لیتا ہوا اسمین آپڑتا ہے شمول کے مقام سے پرے دریاے شیوک
ایکسو پچاس گز اور یہہ دریا اسی گز چوڑا ہے مگر یہہ نہایت عمیق دریا اور وہ چوڑا و کم آب ہے اس شمول
کے بعد نام اسکا سنگھہ باب سے بدل کر اباسین یا ابا سندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے اس مقام سے پچیس میل اور
جاکر دریاے سنگر کوہ اسکردو کے شمال کی طرف سے نکلکر اسمین داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال مغرب
کو بہکر ناگل پونیال کردن کے علاقہ مین آتا ہے وہان سے تین میل طے کر کر ایک بڑی ندی کوہ گلگت سے
نکلکر اسمین پڑتی ہے وہان سے پچیس میل جاکر بمقام کوہ الکو پہونچتا ہے وہان پر بہت سا حصہ اس دریا کے
پانی کا ایک پہاڑ کے غار مین گھستا چلا جاتا ہے وہان سے چالیس میل تک راستہ اسکا جنوب مغرب کو ہے
پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایکسو دو میل کے دربند کے مقام پر آتا ہے جو شمالی سرحد
صاحبان انگریز کی حکومت کا مقام ہے اور دریا برسات مین وہان سو گز چوڑا پایا جاتا ہے اس مقام تک
کل راستہ سندہ کا چشمہ سے لیکر آٹھہ سو بارہ میل شمار ہوتا ہے وہانسے آگے ساٹھہ میل اور جاکر وضع میر والا کے

متصل پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے چونکہ وہان پھیلاؤ اسکا بہت ہوا اسلیئے پانچ چار مقام سے وہان پایاب بھی
ہوجاتا ہے وہان سے چلکر اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہان بھی بعض بعض وقت سردی کے
موسم مین پایاب ہوجاتا ہے مگر تیزی اسقدر رہتی ہے کہ کوئی چیز اوسمین ٹھہر نہین سکتی رنجیت سنگھ والی لاہور ایکدفعہ
اسمقام سے پایاب اوترا مگر اسکا لشکر جب دریا مین پہل کر اوترنے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے ٹل کر گہرے
پانی مین جا پڑا اور بارہ سو آدمی غرق ہو گئے اسیطرح شاہ شجاع الملک نے سنہ ۱۸۰۹ء مین اسی جگہ سے پایاب
عبور کیا مگر اسوقت کہ دریا اپنی اوج اور چڑہاؤ پر تھا اور گرمی کا موسم تھا تحقیق عبور اسکا گویا کرامت دربادشاہ
کی اقبال مندی مین گنا جاتا ہے بسبب تیزی پانی کے وہان اکثر کشتیان غرق ہوجاتی ہین اور چونکہ ایک بڑا پتہر جلالہ
نام دریا کے کنارے پر ہے اوسسے اکثر اوقات کشتی ٹکر کہا کر ٹوٹ جاتی ہے اور اوس پتہر کو جلالہ اسواسطے
کہتے ہین کہ جب اکبر بادشاہ کے وقت جلالہ مفسد نے اس علاقہ مین فساد شروع کیا تو اکبر ادہر آکر اس
دریا سے گذرا اوسوقت کشتی خزانہ کی بھری ہوئی اسی پتہر کے ساتھہ ٹکر کہا کر غرق ہو گئی جب خزانچی نے
یہہ رپورٹ بادشاہ کی خدمت مین کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہہ پتہر بھی جلالہ تھا اب گر گیا ہے اوسی دن
سے اوس پتہر کا نام جلالہ مشہور ہو گیا اٹک کے نیچے تھوڑے سے فاصلہ پر دریاے کابل جسکو اہل کابل جوئی شیر
کہتے ہین شمال کے گہاٹیون کو اسفید اور جنوب کے گہاٹیون کو ہندوکش و خیبر اسکے اندر سے بڑے بڑے
نالیون اور چشمون اور نالون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور و شور اور اوج کے ساتھہ اس دریا مین
شامل ہوجاتا ہے دریاے کابل بھی اوسمقام پر سندہ کی طرح پر آب و تیز رو و گہرا و چوڑا ہے بلکہ ایک وصف
اوسمین سندہ سے بھی زیادہ ہے کہ سندہ کے شمول سے اول دریاے کابل چالیس میل تک قابل جہاز رانی کے
ہے بخلاف دریاے سندہ کے کہ باعث تیز روی اور نیز بباعث اسکے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی چٹانین ہین
قابل جہاز رانی کے نہین ہے ان دونو دریاؤن کے تہ کے ریگ مین اکثر مقامات مین سونا نکلتا ہے بلکہ دریاے
سندہ کے اوپر کے راستے مین بھی لوگ اور اسکے شاخون کے ریگ مین سے سونا نکالتے ہین چنانچہ دریاے گدہ ٹوپی
سیوگ و اسکردو کے شمول کے مقامات پر ریگ دہوکر سونا نکالا جاتا ہے اور نیز حدود کاشغر و کشمیر و کافرستان و
پکہلی و دہنتور کے پاس بھی دہقان لوگ اسکی ریت کو دہوکر سونے کی ریگ نکالتے ہین چشمہ سے لیکر دریاے
کابل کے شمول تک آٹہہ سو پچہتر میل سندہ کا راستہ گنا جاتا ہے دریاے کابل کے شمول کے بعد دریاے سندہ
قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے اور بہت سے چھوٹے جہاز ملک سندہ وغیرہ سے تاجر لوگ وہان تک لیجاتے ہین
اور اسی دریا کے ذریعہ سے لاکھون روپیہ کے مال کی سوداگری شاہدرہ و کابل و خراسان و ایران
وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اٹک کے نیچے سواے تین مہینے برسات کے نو مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے

اور اوسی شاہ گذر سے بڑی سڑک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر پانسو چالیس فیٹ چوڑا ہے اور برسات
مین ساٹھہ فیٹ گہرا ہو جاتا ہے اور یہہ مشہور مقام اٹک کا ایکہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ
ہزار فیٹ اس دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھہ سو بہتر میل ہے اس مقام کی پستی کو
اگر آٹھہ سو بہتر میل تک اوس مسافت پر پہیلاوین تو واضح ہوتا ہے کہ یہہ دریا بیس فیٹ کے قریب فی میل بلندی
سے نشیب کو آیا پھر اٹک کے مقام سے سمندر تک پستی اسکے میلون پر پہیلاوین تو فی میل ایک فیٹ گنا جاتا
گویا جسقدر اٹک سے سمندر تک اسکے راستے کے میل ہین نشیب بہی اوسیقدر فیٹ ہی پھر اٹک کے مقام سے
یہہ دریا بسمت جنوب اور کچہہ مائل بجنوب مغرب بہتا ہوا انکہین پہاڑون کے قطار کے اندر گہس جاتا ہی جو کہ
مشرقی استحکام کوہ سفید و کوہ ہمالہ کے بنیاد مین واقع ہے اٹک سے دس میل طے کر کے یہہ دریا پہاڑ مین
داخل ہوتا ہے وہان سے سو میل چلکر کالا باغ کے پہاڑ مین آتا ہے اور بلند بلند چوٹیان پہاڑون کے
سنگہڑون کر بلند اسکے کنارون پر دکہائی دیتے ہین چونکہ اس مقام پر آکر پانی دریا کا صاف نسبت کے
رنگت کا ہے سو اسلئے یہان اسکو نیلاب کہتے ہین اور ایک بستی بہی وہان نیلاب کے نام سے موسوم ہے
اس راستہ مین مقام گہوڑا ترب جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے دریا دو سو فیٹ تک چوڑا اور ایکسو اسی فیٹ
تک عمیق ہوتا ہے اور تیزرو ہی ایسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گھنٹہ مین طے کر لیتا ہے پہر دریا
کالا باغ تک بہنا و اس دریا کا ایکسو فیٹ سے چار سو فیٹ تک مختلف مختلف مقامات مین ہے اور بلندی اسکے
کنارون کی پہاڑون کے اندر ستر فیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک ہے طغیانی کی حالت مین اس حصہ کے اندر
دریا کی چڑہائی قریب پچاس فیٹ کے ہو جاتی ہے جب یہہ دریا کالا باغ کے نیچے کے میدانون مین آتا ہی تو
پانی اسکا میدان کے اندر پہیل جاتا ہے بلکہ کالا باغ سے کچہہ اوپر بہی بعض مقامات مین چار سو اسی گز تک پہیلاو
اسکا نظر آتا ہے کالا باغ سے نیچے کے میدانون مین شرقی کنارہ اسکا پست ہی اور غربی کنارے پر ایک بلند
پہاڑ ہے جو دور سے قلعہ کے شکل اور دریا اوسکے نیچے خندق کیطرح نظر آتا ہے کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک
یہہ دریا جنوب و جنوب بمغرب کے سمت کو قریب تین سو پچاس میل کے بہتا ہے اور اسقدر راستے مین دونو کنارے
اسکے پست ہین سو اسلئے برسات مین پانی اسکا تمام ملک بگتیان و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ دین پناہ و
ڈیرہ غازیخان وغیرہ علاقون مین پہیل جاتا ہے اور جہان تک نظر کام کرتی ہے سوای پانی کے اور کچہہ
نظر نہین آتا اس دریا کی طغیانی بعد گلنے برفون کے موسم بہار ہوتی ہے بلکہ چڑہاو و گہٹاو اسکا نہایت باسلوب
دریافت ہو گیا یعنی کہ اوائل مارچ مہینے کے اخیر مین چڑہاو اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست مہینے مین
طغیانی اسکی اوج پر ہوتی ہے ستمبر کے اخیر اسکی گہٹاو کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری مہینے

برفین بالکل منجمد ہوتے ہین بہت ہی پست ہوتا ہے طغیانی اسکی کالا باغ سے لیکر کوٹ مٹھن تک بمقدار آٹھہ فیٹ
کے ہوا کرتی ہے اور اسقدر راستہ مین اور بھی بہت سے ندیان کوہ سلیمان و مختلف مقامات سے نکلکر اسمین
آتی ہین چنانچہ دریاے کرم بنون کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اسمین داخل ہوتا ہے اور ایک اور دریا بڑا
عمیق و چوڑا جسکا پانی نہایت صاف ہے مغرب کے طرف سے آکر اسمین شامل ہوتا ہے علی ہذا القیاس دریاے ہرو
و دریاے سوان بھی بائین کنارے یعنی مشرق کے سمت سے آکر اسمین گرتے ہین اور بہت ندیان ایسی بھی
ہین جنکا پانی طغیانی کے وقت اس دریا تک پہونچتا ہے نہین سردی مین وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہوجاتی ہین
کالا باغ و کوٹ مٹھن کے درمیانی راستہ مین بسبب بہت چوڑی ہونے دریا کے بارش کے پانی کے طغیانی اسمین
کم ہوتی ہے مگر کالا باغ سے اوپر جہان جہان اسکا راستہ تنگ ہے وہان البتہ بارش کے پانی کے داخل
ہونیکے سبب سے آٹھہ یا نو فٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہوجاتا ہے کوٹ مٹھن اور بھکر کے
درمیان طغیانی کے وقت پانی اسکا مغربی کنارہ سے اوچھل کر ملکون مین پھیل جاتا ہے اور تیس میل تک برابر
پانی ہی پانی نظر آتا ہے اوسوقت کوٹ مٹھن کے نیچے تین میل چوڑا اور اکثر چھیاسی فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے
دو یا تین میل نیچے کوٹ مٹھن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریاے پنج ند یعنے دریاے ستلج و بیاس و راوی
و چناب و جہلم پانچون ملے ہوئے دریا شرقی کنارے کے طرف سے اسمین آکر شامل ہوتا ہے اوس جگہہ ایکطرف
دریا کے گڈہی اختیار خان ماتحت ریاست بہاولپور اور دوسرے طرف قصبہ راجن پور آباد ہے یہہ شمول
کا مقام سمندر کے دہانہ تک چارسو نوے میل کا راستہ ہے دریاے پنج ند اس شمول سے اول اگرچہ سندہ سے
زیادہ چوڑا ہے مگر سندہ مین گہرائی تیزی رفتار اور پانی زیادہ ہے بعد شمول کے دریا کم سے کم دو ہزار گز
چوڑا یا سوا میل پہناؤ مین ہوجاتا ہے اوسجگہہ کنارے اسکے بہت پست ہین اور پانی میلا و گدلا خاک آمیختہ ہے
کوٹ مٹھن کے پاس بسبب پستی کنارون کے پانی سندہ کا پھیل کر شکار پور تک پہونچ جاتا ہے روڑی شہر کے
نیچے جاکر یہہ دریا کوہ سنگ چقماق کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور یہہ وہ پہاڑ ہے جو مقام کچ گنداوہ
سے شروع ہوکر سرزمین شرقی علاقہ جیسلمیر تک پہونچتا ہے اور پہلے علامات سے پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے
یہہ دریا مشرق کے طرف رخ کرکر کوہ چقماقی کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اوس تمام ہموار ملک کو
سیراب کرتا تھا مگر اب جب سے اوسطرف سے رخ دریا کا ہٹ گیا ہے تمام ملک ویران ہوکر جنگل بن گیا ہے
اس چقماقی پہاڑ کے اندر صرف یہہ دریا سندہ ہی جاری نہین ہے بلکہ چند میل شرق کیطرف چلکر روڑی
کے اوپر کچھہ کم فاصلے پر ایک اور ندی اس پہاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی سیرابی موسمی مین چھوٹی ندیون سے
زیادہ ہے اور وہ ندی پہاڑ کے اندر جنوب مشرق کیطرف بہتی ہوئی جنگلون اور ریگستانون مین پھیل کر ختم

ہوجاتی ہے اور بارش کے موسم مین چھوٹی بھی طغیانی مین آکر اوسمندر کے طرف مایل ہوکر کوڑی کے مقام
تک پہونچ جاتی ہے شہر روڑی کے پاس چار جزیرے چھوٹے چھوٹے ہین بڑا انمین بھکر ہے اور قلعہ بھکر عین دریا کے
اندر بنا ہوا ہے قلعہ کے پاس پہونچکر دریا دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اور دونو شاخین قلعہ کو احاطہ
کئے ہوئے چلتے ہین قلعہ سے آگے چلکر پھر وہ دونو شاخین ایک ہوجاتے ہین بھکر کے قلعہ سے پچاس میل
آگے چلکر مغربی نالہ جو ایک بڑی شاخ سندہ کی ہے اس سے علیحدہ ہوکر اور ایکسو بیس میل چلکر اوس موقع
پر کہ چار میل سہوان کے جنوب مشرق کو ہے پھر اسی دریا مین ملجاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک بڑی
جھیل مانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی نالے سے اسمین پانی پہونچتا ہے مانچر کی جھیل تین میل سے
لیکر پچاس میل تک دور ہے بلکہ طغیانی کے وقت پچاس میل سے بھی زیادہ دور اوسکا ہوجاتا ہے اور
جسقدر حصہ زمین کا دریاے سندہ اور مانچر جھیل کے درمیان ہے اوسکو اڑدل کہتے ہین سہوان کے مقام
سے آگے چلکر اسمقام تک کہ شاخ دریا فولیلی کی سندہ سے جدا ہوتی ہے اسی میل کا فاصلہ ہے وہان دریا اپنے
اپنے کنارون سے بہت پست چلتا ہے سوا اسے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہین اوس علاقہ
کے حصہ مین طغیانی کا پانی بہت کم پہیلتا ہے اور زمیندارون کی زمینین دریا کے پانی سے سیراب نہین ہوتین
زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے - شاخ فولیلی کی ایک بڑی شاخ سندہ کے مشرقی کنارہ سے بارہ
میل شہر حیدرآباد سے سمت شمال نکلکر کوہ گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو بہتی ہے اور اسی پہاڑ کے
اوپر شہر حیدرآباد آباد ہے وہان پر وہ شاخ مغرب کے سمت کو رخ کرکر بعد طے کرنے مسافت پندرہ میل کے
پھر دریا سے مقام ترنگل جا ملتی ہے اس شاخ کا نام فولیلی اوس مقام پر ہے جہان کہ دریا سے علیحدہ
ہوتی ہے آگے کچھ تھوڑا سا راستہ جنوب مشرق کو چلکر ایسکو گونی کے نام سے پکارتے ہین طغیانی کے وقت بہت
سا پانی دریاے فران کا بھی فولیلی کے شاخ مین آپڑتا ہے اور وہ پانی دہانہ کوری تک پہونچکر سمندر مین
جا گرتا ہے دہانہ کوری کے مقام کو خلیج سمندر بھی کہتے ہین کیونکہ اوسکا پانی سمندر کیطرح بالکل کھارا ہے جب
کبھی بہت سی طغیانی سندہ مین ہوتی ہے تو شاخ فولیلی اور سندہ آپسمین ملکر ایک ہوجاتے ہین تین میل سمندر
سے ورے دریاے سندہ سات میل چوڑا اور بیس فیٹ گہرا بڑے دہانہ کے اندر رہتا ہے سندہ کے
شاخون سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو بیری کہتے ہین اور وہ مقام سہاسی دریا سے نکلکر اور چالیس
میل کا راستہ طے کرکر حیدرآباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اسمین جہاز بھی چلائے جاتے ہین پھر
شاخ بیری کے دہانہ کے راستے سمندر مین جا گرتی ہے دہانہ کے متصل بعدہ شاخ دو میل چوڑی اور بہی
لیکن بارہ فیٹ تک گہری ہے بیری کا دہانہ کوڑی کے دہانہ کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے - شہر ٹھٹھہ

سے فاصلہ چھہ میل کے ایک در شاخ گلیری نام کی مغربی یا دہنے کنارے سندھ سے نکلتی ہے اگر پانی اسکا بحال
اور ریگستان مین جذب ہوتا تو شہر ٹھٹھہ کو ہمیشہ جزیرہ بنائی رکھتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت یہہ شہر کو احاطہ
کر لیتی ہے شہر ٹھٹھہ سے پانچ میل اور سمندر سے ساٹھہ میل دور دو شاخین سندھ سے نکلتی ہین اونمین سے ایک
کا نام بگھاڑ ہے جو مغرب کے طرف بہتی ہے اور دوسرے کا نام سیتا ہے جو دریاے سندھ کا پرانا رستہ لیکر جنوب
کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتھہ روان ہوتی ہے - مول اور موتنی اور دو شاخین سندھ سے نکلکر سیتا
کے مشرق کے طرف کو چلتی ہین اگرچہ اب وہ خشک ہین مگر دہانہ اونکی قائم ہین اون دونون مین سے
مول کا دہانہ بہت چوڑا ہے کہا سیر کے دہانہ کے مغرب کے طرف جاری ہے اوسکو موتنی کا دہانہ بھی
کہتے ہین اوسکے بعد چند میل مغرب کے طرف دہانہ کوکی واڑی ہے مگر اب باعث کثرت ریت کے بند ہو گیا
اوراسکے وقت ایکہزار ایکسو گز چوڑا تھا دہانہ سیتا کا پانی طغیانی کے وقت دہانہ گیدی واڑی مین بھی جاکر
گرتا ہے جو ایک اور دہانہ مغربی سمت کو ہے یہہ دہانہ سنہ ۱۸۴۸ع کے طغیانی کے وقت تبدیل ہو گیا تھا اس
شاخ مین بوقت طغیانی پانی بقدر آٹھہ فیٹ کے ہو جاتا ہے شمال مغرب کے کنارے کے پاس اوسکے دہانہ حجامری
ہے اوسکے پاس ایک اور دہانہ جو بائکا ہے جو بانگر مین جاکر گرتا ہے اور چوڑا اسقدر ہے کہ طغیانی کے وقت
اسمین جہاز رانی ہوتی ہے حجامری وجو باد واو دہانے بموجب ریاہا باب ہوتے ہین سوائے اونکے شاخ وبایو
گورانی دو شاخین سندھ کے نکلکر ایک اور دہانہ علیحدہ بناتا ہے اوسکے پہلے دہانہ کدی اور اوسکے بعد دہانہ
ہیتی کر کے مشہور ہے یہہ ہیتی دہانہ بہت چوڑا اور گہرا ہے کہ یہہ دہانون ہی شمار ہوتا ہے اور اوسکی ذریعہ سے کراچی
کے طرف آمدرفت ہوتی ہے اور دخانی جہاز چلتی ہین کوڑی دہانہ کے جنوب مشرقی گوشہ لیکر کدی کے شمال مشرقی
گوشہ تک ایکسو تیس میل کا فاصلہ درمیان ہے اس فاصلے مین سمندر ہی اور کبھی ہو گئی ندیاں وشاخین وہ ہے
جاری ہین جنکا شمار کرنا فضول ہے جہہ سردی کے موسم مین تو سندھ کا پانی سمندر مین ایک یا دو شاخ کے ذریعہ سے
گرتا ہے طغیانی مین سب دہانے اور شاخین جاری ہو جاتے ہین دہانہ سیتا جسکو سیکہا و دنیانی بھی بولتے ہین
سردی کے موسم مین بھی جاری رہتا ہی سمندر کے مثول کے وقت یہہ دریا بڑا زور شور کرتا ہی سیتا کی دہانے کے اسنے مین ریگ بہت
ہے اس سبب اکثر اوقات جہاز ریگستان مین پھنس جاتا ہی مشہور دہانے سندھ کے جنکے ذریعہ سے پانی اسکا سمندر مین جاتا ہی سوائے چھوٹے
چھوٹے دہانون کے کل تیرہ شمار ہوتی ہین پہلا کوڑی دوسرا سیر تیسرا مول چوتھا کہا پانچوان کوکی واڑی
چھٹا گدی واڑی ساتوان حجامری آٹھوان جوا نوان دیارہ دسوان تیبانی گیارہوان کندی بارہوان
ہیتی تیرہوان گدرہی اہل دریا کے اندر جب سمندر کے جوش اور اوچھلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹھٹھہ تک
جو سمندر سے ستر میل ہے پہونچ جاتا ہے اور سندھ کے کل دہانون اور شاخون سے کوسون تک زمین

سیراب ہوتی ہین اور جہان جہان تک طغیانی کا پانی نہین پہونچتا وہان کے زمیندار بڑے شاخون سے اور خلیج
کہود کر اپنے اپنے قصبون اور آبادیون کی طرف لیجاتے ہین سمندر سے بیس میل اوپر طغیانی کے وقت
سندہ کا پانی اسقدر پہیلتا ہے کہ چارون طرف زمین پانی سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہے مگر پانی میلا اور خاک آمیختہ
ہوتا ہے بلکہ دانایان فرنگ نے جو پانی سے مٹی کو الگ کر کر اندازہ کیا تو دو حصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی
اور طغیانی کے سات مہینے ہین اسقدر مٹی اسکے پانی مین ملکر آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک نیا جزیرہ بیالیس
میل لنبا اور ستائیس میل چوڑا اور چالیس فیٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جمع ہو کر
نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اوس مین کے اندر بہت سی گلی سڑی لکڑیان و درخت وغیرہ چیزین جو دور
دور سے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہین پائی جاتی ہین اس دریا کے طغیانی کے پانی مین اگر خاک ملی ہوئی
نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیرین و ذائقہ دار و ہاضم ہوتا ہے - اس دریا مین بڑی بڑی مچھلیان و مگرمچھ
نہنگ بے شمار قطار در قطار ہین جب مچھلیان کنارون پر آتی ہین تو دور سے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اون
مچھلیون مین ہزارون قسم ہین جنکے سینکڑون نام ہین اونمین سے پولہ مچھلی عمدہ و بڑی ذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر
لاکھون مین پکڑ کر اور خشک کر کر بیچتے ہین بڑی اعلی سوداگری سندہ کے ملک مین اوسی مچھلی کے گوشت کی ہے
جسکا سوداگر دور تک لیجاتے ہین کشتیان و ملاح اس دریا پر بیشمار ہین بلکہ ملاح اونہین کشتیون کو اپنا گہر تصور
کر کر ہمیشہ اونہی مین رہتے ہین ہر ایک آدمی اسملک کا تیرنا جانتا ہے اور سرنا مین چڑہنے کی بہت تیزی کے
ساتھ چلاتے ہین کشتیون مین صرف مال لادا جاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیون کے محتاج نہین بلکہ
خود تیر کر یا سرناوے کے ذریعے سے اوتر جاتے ہین پولے گہاس و لکڑی کے بھی بہت لوگ بنا کر دریا پر آمد و رفت
کرتے ہین کشتیون کے اقسام مین سے ایک قسم کی کشتی دوندا ہوتی ہے جو پندرہ سو من تک بوجھہ اوٹھا سکتی ہے
امیرون کی سیر کے کشتیان بہت بہت عمدہ و خوشنما بنی ہوئی ہوتی ہین - ڈگا نام ایک قسم کی کشتی اس دریا
پر بمقام کالاباغ چلتی ہے جو دریا کی تیز روی مین بہت کام دیتی ہے کبھی غرق نہین ہوتی بڑے پانی مین
بہت چلتی ہے اور کم پانی مین کام نہین دیتی سرکار انگریزی کے عملداری سے اس دریا پر جہاز رانی
ہوتی ہے بلکہ اب جہلم تک جہاز چلتا ہے اور جہازون کے ذریعے سے لاکھون روپیون کا مال تجارت کابل
قندہار و ترکستان کو جاتا ہے اور ادہر کا مال ہند و سندہ کو آتا ہے اور بعض تجارت کی ترقی کے واسطے
سرکار نے بمقام کراچی و سکہر وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہین لمبان قابل جہاز رانی اس دریا کا سمندر
سے لیکر اٹک تک نوسو بیالیس میل ہے اور اوپر کا حصہ چشمہ سے لیکر اٹک تک آٹھہ سو ساٹھہ میل کا ہے اسی
حساب سے ایکہزار آٹھہ سو دو میل کل طول اس دریا کا چشمہ سے سمندر تک گنا جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت و

راستہ سندہ کا اٹکہہ ار آٹھہ سو چودہ میل شمار کرتے ہین اور ان دونو شمارون مین کل بارہ میل کا فرق ہے نشیب
اس دریا کے چشمہ سے لیکر اٹک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فیٹ اور اٹک سے لیکر کالاباغ تک بفاصلہ ایکسو دس میل
فی میل بیس انچہ پھر کالاباغ سے کوٹ مٹھن تک بفاصلہ تین سو پچاس میل فی میل آٹھہ انچہ پھر دہانے
سمندر کے دہانہ تک فی میل چھہ انچہ ہے اور یہہ دریا بڑا بھاری دریا ہند کے دریاؤن سے ہے بلکہ
ہند کی سرزمین مین سوا تین دریاؤن کے اور کوئی بڑا دریا نہین اول دریا برہم پتر دوسرا گنگا
تیسرا سندہ اور سوا انکے اور جسقدر دریا ہین وہ سمندر تک نہین پہونچتے انہین کے اندر داخل ہو جاتے
ہین - ہندوؤن کے مذہب مین پہلے اس دریا سے اوترنے کی سخت ممانعت تھی مگر اب وہ ممانعت جاتی رہی
ہے وہ کہتے ہین کہ یہہ دریا بھی ایک دریا منجملہ پانچ گنگا کے ہے اسطرح پر کہ جب سری گنگا جی سمیر پربت سے
نیچے اوترین تو پانچ دہارا یعنی پانچ شاخین ہوگئین اور وہ پانچون ٹکڑے پانچ جگہہ پانچ گنگا بنکر جاری
ہوئی پہلی گنگا دریا سے بھاگیرتی دوسری وہ ندی جو الکناوری کے نیچے چلتی ہوئی سری بدری ناتھہ
تک پہونچتی ہے اور اٹک نندا اوسکا نام ہے تیسری دہارا گودا اور ہی چوتھی دہارا الکدار کے مقام پر
مندا کنی پانچوین سندہ ندی یعنی یہہ پانچ دریا گنگا کی شاخین ہندوؤن کے مذہب مین گنی جاتی ہین اور جتنی
خاص گنگا ندی ہے پر یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہہ پانچون دریا گنگا سے نہین نکلتے بلکہ مخرج انکے
الگ الگ ہین اور گنگا سے دور دور فاصلے پر بہتے ہین - چونکہ اس دریا کی طغیانی کے وقت بسبب تیزی و
تندی پرآبی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیان غرق ہو جاتی ہین اور مسافرون و تجارون کے جان و مال کا
اندیشہ ہوتا تھا اسلئے سرکار انگریزی نے بنظر فایدہ عام یہہ تجویز کی کہ اٹک کے پاس اس دریا کے نیچے پہاڑ کو
کہود کر راستہ آمد و رفت کا بطور سرنگ کے لگا جاوے اسقدر کہ عام و خاص سوار و پیادہ گاڑی چھکڑا اوس سے
باسانی پار ہو سکے یہہ کام کہودائی کا ایک مدت تک جاری رہا تہوڑا سا کام باقی تھا کہ بسبب ٹپکنے
پانی وغیرہ چند امور موانع کے ماہ نومبر ۱۸۶۳ع مین یہہ کام ملتوی ہو گیا اوسوقت منجملہ ایکہزار اٹہسو پانچ
فیٹ کے دو سو پچاسی فیٹ کہودائی باقی رہ گئی تھی جو پچھلے برس ۱۸۶۶ع مین پھر کہودنا اوس کا شروع ہوا
تاکہ جو یہہ امتحاناً بنانا منظور ہے وہ پورا ہو جاوے پہلی سرنگ کے طرف جو کنوئین تھے اونمین سے پانی نکالا گیا
بعد ازان کہودائی شروع ہوئی مگر وہ کام بہم نہ پہونچا اور بند ہو گیا اب پل کے اوتارنے کے لئے تجویزین
ہو رہی ہین — اس دریا کی ذخاری و مواجی و تیزآبی کے سبب مختلف اوقات مین بڑی بڑی صدمات غرق
ہو جانے کشتیون وغیرہ کے لوگون پر عاید ہوتے رہے ہین بلکہ سمت ۱۸۹۹ بکرماجیتی عہد سلطنت مہاراجہ شیر سنگہ مین
ایک ایسی آفت اس دریا کے سبب لوگون پر نازل ہوئی کہ اب تک وہ صدمہ لوگون کے دلون سے فراموش

نہین ہوا مجمل حال اوسکا یہہ ہے کہ سال سمت مذکور مین پہلا پستہ اس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہوکر
پانی کا آنا بالکل بند ہوگیا اور کئی مہینے تک دریا کا اجرا بند رہا ایک مدت کے بعد ایکایک ایک روز دوپہر دن
رہے کے وقت ایک سیاہ بادل سا آسمان کے برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگون کو نظر آیا لوگون
نے جانا کہ شاید یہہ آندہی ہے جب وہ نزدیک ہوپہنچا تو اوسکے زور شور سے زمین مین زلزلہ سا ہوا
معلوم ہوا کہ یہہ سندہ کا پانی آتا ہے ہرچند لوگ بہاگے اور اونچے اونچے مکانون و درختون پر چڑہے
مگر وہ کب بچا سکتے دریا تہا پانچ پانچ کوس تک دونو کنارون کے آدمیون کو اوسنے آنا فانا بوریا کی طرح
لپیٹ کر اپنے مین لے لیا ہزارون انسان لاکہون از قسم مویشی غریق لجہ فنا ہوگئین اور سینکڑون بڑے
بڑے باغون و مکانون و قلعون کا غرقاب ہوکر نشان تک باقی نرہا اوسوقت پانی دریا کا قلعہ اٹک کے اونچی
دیوار تک چڑہ گیا تہا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر رہتی اوسمین ایک شخص یہہ سمجہا تہا ہے پر وہ زبانی
کے اوترنے کے بعد وہ لوگ جو اونچے درختون اور مکانون پر چڑہ گئے ہوئے تہے بمشکل جانین [illegible]

چوتہی تقسیم

پنجاب کے پانچون دوابون اور اونکے عرض و طول و غیرہ ضروری حالات کے ذکر مین

پنجاب کا ملک چہہ دریاؤن کے جاری ہونے کے سبب سے پانچ حصون مین منقسم ہوگیا ہے جنکو دوابہ کہتے ہین اور
ہر ایک دوابہ کا الگ الگ نام ہے جنکا ذکر ذیل مین درج ہوگا یہہ پانچون دوابہ نہایت سیراب سرسبز ہین
اور بڑے بڑے شہر اور قصبے و دیہات آباد ہین آب ہوا اسملک کی معتدل ہے رہنے والے ہر ایک دوابہ
کے غریب وضع خوش لباس خوشگو ہین سوا سکہان پانجہہ کے جنکا ذکر آگے بیان ہوگا فقط ۔

پہلا دوابہ بست جالندہر یہہ دوابہ چارون دوابون سے چہوٹا ہے مگر آبادی
وکثرت زراعت مین سب پر فوق رکہتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی اسقدر ہے کہ زمیندار لوگ
خشک سالی مین بہی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور نیشکر بہت کثرت پیدا ہوتا ہے نیشکر
کی پیدایش کا حد و حساب نہین ہے گُڑ اس دوابہ کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت دور دور تک
جاتا ہے نہرین قدیمی چند اسمین جاری ہین جو سب بارش کے موسم مین چلتی ہین اور دو نہرین جنمین سیاہ و
سفید ہمیشہ جاری رہتی ہین یہہ دوابہ طول مین اٹہہتر کوس عرض مین پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث
مختلف الاوضاع شمار کی گئی ہے اور بہ نسبت ستلج کے دریائے بیاس زیادہ تر اسکو مائل ہے پہاڑ کے اندر
اس دوابہ مین راجہ منڈی و چنبہ و سیبہ وغیرہ حاکمان با اختیار حکومت کرتے ہین کل سطح اسکا تین سو چوہتر میل

برنج ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے ستلج وبیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دوابہ بست بولتے ہین یعنے
ب بیاس کے اور س و ت ستلج کا ملاکر بست نام رکھدیا اور یہہ نام بعہد شاہنشاہ اکبر قرار پایا تھا اور جو دوابے
پانڈو کے عہد مین نام اس دوابہ کا ہرا کہشن دیش تھا زمین بارانی و نہری وچاہی اسمین ملی ہوئی ہے
دوابہ باری یہہ دوابہ پنجاب کے دوابون سے دوسرا دوآبہ ہے جسکا سطح دریاے بیاس اور
دراوی کے درمیان ہے حرف ب اول لفظ بیاس کا اور ری راوی کی لیکر اسکا نام باری رکھا گیا چارون
دوابون سے بہت بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دونو طرف سے تنگ اور بیچمین فراخ زمین اسکی دوابہ
بست سے بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط مین بیالیس میل ہے زراعتین نہری بارانی
وچاہی اسمین بہت ہوتے ہین پہلے سرزمین ماہجہ کی جو اسکے شرقی وجنوبی حصہ مین واقع ہے محض کم آب تھی
خشک سالی مین گویا تک پیدا نہین ہوتا تھا اب شاہ نہر انگریزی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ سیراب
ہوگیا ہے لاکھون من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہرون لاہور و امرتسر و قصور و ملتان وغیرہ
کی اسمین بہت ہی آب وہوا اسکی معتدل ہے جنگل ویرانہ و ریگستان بھی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہے
دوابہ رچناب یہہ تیسرا دوابہ پنجاب کے پانچون دوآبون سے دریاے راوی اور چناب کے
درمیان واقع ہے ر راوی کی چناب کے نام کے ساتھہ ملاکر نام اسکا رچناب رکھا گیا طول اسکا دو سو اسی
کوس اور عرض اگرچہ مختلف ہی مگر وسط مین شاہدرہ سے لیکر وزیرآباد تک چالیس کوس ہے اسمین بڑا بھاری
جنگل ہے جسکو ساندل بار کہتے ہین نالہ ڈیک بھی اسمین گذرتا ہوا جاتا ہے زراعتین اسمین بارانی و نہری
وچاہی ہوتے ہین اکثر مقامات پہ ریگستان بھی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بھی مثل وزیرآباد وشاہدرہ
وشیخوپورہ وغیرہ اسمین بہت ہین **دوابہ چج** یہہ چوتھا دوابہ پنجاب کے دوابون مین
دریاے چناب وجہلم کے درمیان ہے چ چناب کی اور ج جہلم کا ملاکر نام اسکا چج رکھدیا گیا طول اسکا
ایکسو پینسٹھ میل اور عرض وسط مین تینتیس میل ہے زمینین اسمین اکثر بارانی ہین اور رہنے والے مسلمان سنی
مذہب ہین دریاے نالے ندیان اکثر چلتے ہین ریگستان بھی دریاؤن کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے ۔
دوابہ سندھ ساگر یہہ پانچوان دوابہ پنجاب کے دوابون مین سے دریای جہلم اور سندہ
کے درمیان واقع ہے اصلی نام اسکا دوابہ سن ہے یعنی س بہت سے جو اصلی نام دریای جہلم کا ہے
اور سن سندہ سے لیکر سن نام رکھا گیا مگر اب بسبب ملحق ہونیکے دریاے سندہ کے سندہ ساگر اسکو
کہتے ہین طول اسکا شہر جہلم سے اوس حد تک جہان یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہین دو سو پچھتر کوس اور یہہ
عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جہلم سے قلعہ اٹک تک نوے کوس ہے اور پنڈدادن خان کا حصہ بھی کالی

تک ساٹھہ کوس اور خان گڈہ سے ڈیرہ غازیخان تک تیس کوس شمار مین آتا ہے اسکی زمین کچھہ کوہستانی
وکچھہ جنگل و ویرانہ اور کچھہ ریگستان ہے جسکو تھل بولتے ہین تھلون کی زمین مین آبادی کم اور پانی بھی کمیاب ہے
بڑی بستیان کم اور چھوٹے چھوٹے گانو بہت آباد ہین مسلمان سنی مذہب بیشمار بڑے بڑے قلعہ جنگی مثل قلعہ
روہتاس وغیرہ اسی مین واقع ہین —

پانچوین تقسیم

پنجاب کے میدان کے قصبون اور شہرون اور بڑی بڑی بستیون کے حالات مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم وجدید و باغات وقلعجات جو اون شہرون سے متعلق ہین

ستلج دریا سے جب او تر کر پنجاب کے حد مین داخل ہون تو پہلا بڑا شہر **شہر جالندہر** ہے یہہ شہر بہت
پرانا ہے اسکا ابتدا سے حال بخوبی دریافت نہین ہوتا کہ آیا اسکو پہلی پہل کسنے آباد کیا مگر اسقدر دریافت
ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین نام اسکا جگبندہر تھا پہر ویران ہوگیا سنہ ۳۱ بکرماجیتی مین جالندہر نام جوگی نے
اسکو پہر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت پہر ویران ہوا اور صدہا سال اوجڑ رہا سال سات سو اکیانوین
ہجری مین بعہد ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن فیروزشاہ باربک بن ناصرالدین ایک امیر امرائی شاہی سے باغی
ہوکر اول چندے کانگڑہ کے قلعہ مین پہر ناکہیر پہاڑون سے نکلکر اسجگہہ اوسنے سکونت اختیار کی اور پہر اوسنے
قلعہ کو مرمت کرایا لوگون کو بلا بلاکر اسمین بسایا اسوقت کی آبادی کے بعد شاہی فوجدار یہان رہنے لگا
سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین یہہ دوابہ ملک طغا کو جاگیر مین ملا اوسنے بہی اوسکی آبادی مین کوشش کی جب بہلول
لودی سلطنت کے حصول سے اول ناظم پنجاب کا بنا تو اوسکی توجہ بہی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور اپنی
قوم کی بستیان اسنے آباد کراکر اونکو اسکا مالک بنا دیا بڑی بڑی سنگین عمارتین بنوائین ہمایون شاہ بادشاہ
کے عہد مین قصبہ بجواڑہ حاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ ہوئی مگر شیرشاہ و اسلام شاہ کے وقت
پہر آبادی اسکی بڑہ گئی اور جالندہر کے پٹھان امیرالامرا و صاحب جاگیر و علم و نقارہ ہوئے پانچ کوٹ و
قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب مین پشم کا شکارگاہ بہی شہر قرار پایا تب سے اب تک دستور آبادچلا آتا ہے
چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت جب سکہون کی غارت شروع ہوئی تو اونہون نے دو مرتبہ اسکو لوٹا
تیسری مرتبہ جب جیت سنگہ نے اسکا محاصرہ کیا اور بدہ سنگہ اگلے قابض سے اسکا قبضہ چہوڑا یا تو سکہی فوج نے

خودسر ہو کر بلا حکم رنجیت سنگہ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر امن ہو گیا چار طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے مگر
اب بہت مقامات سے گر گری دیوار رہی ہے اور اصلی شہر کے گرد گرد پٹھانون کی بستیان اور کوٹ و قصبے
آباد ہین گرد نواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنمین طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہین اور آم
کی پیدائش اسقدر کثرت سے ہوتی ہے کہ ہزارون درخت آمون کے بہار کے موسم مین پربار ہوکر
نظر آتے ہین انگور یہان کا تمام پنجاب کے ملک سے اچہا ہوتا ہے پرانی عمارتین مسجدون اور مقبرون کی
شہر کے باہر بیشمار ہین شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا بڑا نامور مقام ہے اور سید علاء الدین
چشتی کا مزار بہی مشہور و معروف ہے شہر پناہ سے باہر ورین شتاف صاحب حاکم ضلع نے ایک نیا بازار
پختہ باقطع بنوایا تہا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہین چلتی چار کوس شہر سے ایک
چہوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سرستی بولتے ہین ملکیت اسمین کہتریون اور قانونگوؤن کی ہے اونمین
بعض ہندو اور بعض مسلمان ہین باشندے یہان کے کہتری ہندو اور بڑے مسلمان پٹہان وغیرہ ہین اور
کل شہر کی قریب چالیس ہزار کی مردم شماری ہے دوابہ بست کے عین وسط مین یہہ شہر آباد ہے دریاے
بیاس یہان سے بیس کوس اور ستلج پچیس کوس پر بہتا ہے یہان کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو اجلاس کرتے ہین کمشنری
کے ماتحت تین ضلع جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلین جالندہر فلور نکودر نوان شہر
ہین کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تہی تو معلوم ہوا تہا کہ اسکے کل ضلع مین سات لاکہ ایک ہزار
تین سو چہاسی آدمی رہتے ہین اور جنوری ۱۸۶۸ء مین جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنجاب کے ضلعون کے
بحساب اوسط فی میل زیادہ نکلی اور پانسو اٹہانوین آدمی فی میل شمار مین آئی **فلور** یہہ ایک قصبہ
جالندہر دوآب کی سرزمین مین لدہیانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کو سات میل کے فاصلہ پر دریاے ستلج
کے دہنے کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پاس ستلج کا شاہ گذر ہے جہان پل کشتیون کا بندہا رہتا ہے اور
شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اوسکے اوپر سے گذرتی ہے یہہ شہر بہت پرانا اور پختہ بنا ہوا ہے
بادشاہون کے وقت اسکی آبادی بہت بارونق تہی مگر سکہون کے وقت پے درپے غارت ہونے کے سبب سے
اوجڑ گیا جب صاحبان انگریز اور رنجیت سنگہ کے ملک کی آپسمین حد و دبندی ہو کر انگریزی فوج لدہیانہ
کی چہاونی مین رہنے لگی تو رنجیت سنگہ نے بہی اپنی فوج سنہ ۱۸۰۹ء مین یہان مامور کی اور قدیمی سرای بادشاہان جو
بہت مستحکم و مضبوط یہان بنی ہوئی تہی اوسکو قلعہ بطور کر کے چارون طرف اوسکے خندق کہود ڈالی اور
ذخیرہ بہی کیا توپین و سامان جنگ کا اوسمین مہیا کیا اوسروقت سے وہ سرای فلور کا قلعہ بنا اور بسبب رہنے
فوج کے شہر دوبارہ آباد ہو گیا اب بہی اس قلعہ مین انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی دیوار

دریا کے اندر ہے جب طغیانی ہوتی ہے تو چاروں طرف قلعہ کے پانی پھیر جاتا ہے اس شہر میں بڑا بازار ہے
تجارت ہر ایک طرح کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کے یہاں کچہری کرتا ہے فقط۔
نوان شہر ضلع جالندھر دوآبہ کے اندر ایک قصبہ دریائے ستلج سے مغرب کی سمت تھوڑا فاصلہ پندرہ میل اور
لاہور سے سمت جنوب مشرق اکیانوے میل آباد ہے آبادی اس قصبہ کی چندان پرانی نہیں ہے شہنشاہ اکبر
کے وقت بسبب اسکے کہ یہ سرزمین نہایت سرسبز و خوشنما و سیراب تھی بادشاہی فوج کی چھاؤنی یہاں مقرر
ہوئی اور جو لوگ کہ فوج سے علاقہ رکھتے تھے انہوں نے یہاں آکر بود و باش مقرر کی چند سال میں یہ
ایک قصبہ آباد ہو گیا لیکن کوئی نام اسکا مقرر نہ ہوا صرف بسبب نئی آبادی کے لوگ اسکو نوان شہر کہتے تھے
آخر رفتہ رفتہ یہی نام قرار پا گیا سلطنت چغتائی کے قیام تک اسکی آبادی دن بدن ترقی پر تھی اور بڑے بڑے
پختہ عالیشان مکانات تعمیر ہو گئے تھے جب سکھ شاہی کا زمانہ آیا تو انہوں نے بہت مرتبہ دل کھول
کھول کر اسکو لوٹا آخر جب رنجیت سنگھ کے وقت امن ہو کر دیوان محکم چند ناظم دوآبہ کا بنا تو اسنے یہاں
رہنا شروع کیا اسکی توجہ سے دوبارہ اسمیں رونق ہوئی اسکے بنوائے ہوئے باغ و حویلیاں و تالاب
اب بھی یہاں موجود اور پرانی عمارات کے کھنڈرات بھی بہت نظر آتے ہیں اس شہر میں ایک سیدھا بازار
ایک سرے سے دوسرے سرے تک پختہ بنا ہوا ہے اور عمارتیں بھی پختہ و بارونق اچھے اچھے بالاخانہ
بنا ہو کر یہاں دوکانیں کرتے ہیں تجارت بکثرت ہوتی ہے مسلمان کھتری برہمن ہر طرح کی قوم سکونت
ہے گرد نواح شہر کا آباد و زرخیز باغات بکثرت روئی و غلہ و نیشکر بہت پیدا ہوتا ہے آم کے درخت
بکثرت ہیں تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع جالندھر کے یہاں ہوتی ہے قصبہ راہون یہاں سے تین کوس
اور جالندھر سے بیس کوس ہے ضلع جالندھر میں تحصیل نکودر و راہون نوشہرہ نہایت زرخیز ہیں زراعت اونمیں
بکثرت ہوتی ہے زمین چاہی و بارانی دو قسم کی ہے اور خاص ضلع میں جالندھر خاص و پھلور و کرتارپور و
راہون و کپورتھلہ و نور محل نامی شہر ہیں جنکے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر ہونگے ضلع میں ہندو مسلمان ہر طرح
کے قومیں رہتی ہیں بڑی پیداوار عمدہ اس ضلع میں نیشکر کی ہے جسکے ہزاروں من گوڑ شکر کھانڈ بنتی ہے
ابریشمی پارچہ روئی کا کپڑا اچھا قیمتی بنایا جاتا ہے خصوصاً پارچہ گلبدن و دارائی عمدہ قسم کی ریشمی بنتی ہیں اگرچہ
لاہور و امرتسر کے مقابلہ برابر نہیں ہیں تاہم ضلع کے رہنے والے بدرجہ اوسط آسودہ حال ہیں اور سکھ بھی
تمام قصبہ جات یہاں لوازم جسم سادہ مزاج ہیں تجارت شکر تری کی بہت ہوتی ہے مرد و عورتیں لالہ رسم
بازار کی بدران ہوتی ہیں قبیلہ ہوتا اسلئے لوگوں کی تعریف ہی نکودر جالندھر دوآبہ کے بڑے قصبوں سے
ایک قصبہ ضلع کے ستلج کنارہ سے گیارہ میل شمال کو اور لاہور سے ستر میل جنوب مشرق کو آباد ہے اسمیں اکثر

اور پختہ و خام عمارات سکے بلے ہوئے مکان ہین تجارت بہت ہوتی ہے زمین متعلقہ اسکی بڑی زرخیز و سیراب و
سرسبز ہے دو فصلین اعلی ہوتی ہین مسلمان راجپوتون کی یہہ ملکیت ہی پرگنہ اسکا علیحدہ ہے تحصیلدار سیاتھی ضلع
جالندہر کے یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کرکے مشہور ہی اوسکی آبادی بھی
خوشنما و سرسبز ہے پٹھان زمیندار و نانکے مالک ہین **کپورتھلہ** جالندہر دواب کی سرزمین مین یہہ ایک قصبہ
اٹھ میل بائین کنارے دریای بیاس اور چھتیس میل جنوب مشرق شہر لاہور سے آباد ہے سابق یہہ شہر چھوٹا سا گانو
پرگنہ شیخوپور کے ماتحت تھا بعد آنے نادر شاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر ہوئے
اور چغتائی سلطنت بالکل کمزور ہوگئی تو رائے ابراہیم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر
قابض ہوگیا اور اسمین اوسنے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اوسکی ریاست بہت بڑہ گئی اور فوج رکہہ کر وہ حاکم با اختیار
بنا رہا جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو آدینہ بیگ کے محکمہ کے اچھی اچھے اہلکار و امرا اسکے پاس آکر نوکر ہوئی اس سبب سے
آبادی اسکی بڑہ گئی بعد ازان جب سکہون نے زور پکڑا اور جسا سنگہ اہلو والیہ نے اس دوابہ مین ملک گیری کا
ارادہ کیا تو رائی ابراہیم سے اوسنے بڑے معرکے کر کے یہہ قصبہ لے لیا اور یہان ہی بود و باش اختیار کی اور اسی
کو اوسنے دار الحکومت و دار الریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پہر فتح سنگہ اہلو والیہ
نے بڑی عمارتین جلو خانے حویلیان باغات کوٹہیان یہان تعمیر کین علی ہذا القیاس سردار نہال سنگہ بہی اوسکی آبادی
مین مصروف رہا اور اسی مقام کو دار الحکومت قائم رکہا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑہتی گئی اور ایک شہر
بن گیا پہر راجہ رنبیر سنگہ نے یہان عمارتین عمدہ بنوائین اور شہر کے بازار بنوائے ہے کرائی راجہ کے اہلکارون کی بہی
عالیشان حویلیان تعمیر ہوئین اب کہڑک سنگہ اوسکا بیٹا اس پر قابض ہی اور بسبب موجودگی فوج رئیس سکے رونق زیادہ
ہی رہنے والی بڑی بڑے ساہوکار مالدار تجار ہند و مسلمان وغیرہ ہین دور دور سی سوداگر تجارت کا مال لیکر یہان آتی ہین ۔ دریای
بیاس یہان سی سات کوس ستلج سولہ کوس امرتسر اٹھائیس کوس ہوشیارپور پچیس کوس ہے **ذکر ریاست کپورتھلہ**
یہہ ریاست پنجاب کی ریاستون مین سی بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہی کہ بزرگ اس رئیس کا
اول ایک شخص بہاگو نام موضع آلو ضلع لاہور مین رہتا تہا اور گذارہ معاش شراب فروشی سے کیا کرتا تہا اتفاقاً گانو مین
اوسکو فایدہ نہوا تو خاص لاہور مین بمحلہ گنج آکر اوسنے دوکان جاری کی مگر یہان بہی اوسکو کچہ صورت فایدہ کی نظر نہ آئی
اسواسطے اوسنے وہ پیشہ چہوڑ دیا اور بیاہل لیکر سکہہ بنا بہاگ سنگہ نام رکہا یا اور فیض اللہ پوریون کی سکہون کی مثل کے
ساتہہ ملکر غارت و تاراج مین مصروف رہا چونکہ کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ اوسکی خدمات سی بہت راضی و مہربان تہا اوسکو
بہاگ سنگہ کی بہانجے جسا سنگہ کو اپنی پاس رہنے کا حکم دیا اور اپنی ریاست کی کارخانہ مین اوسکو کلی اختیار عنایت کیا اور سارے
مثل کے سکہون پر اوسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان ہوا دار بست کا ناظم مرگیا تو جسا سنگہ نے اپنی علیحدہ مثل قایم کی اور سرہند کی ملک

جا کر شہر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راے ابراہیم رئیس کپورتھلہ کے ساتھ جنگ کر کر کل ملک اور املاک اوسکا دبا
لیا اور علیحدہ اپنی ریاست قایم کر لی جب جسا سنگھ مر گیا تو بھاگ سنگھ گدی نشین ہوا بھاگ سنگھ کے بعد فتح سنگھ نے
ریاست حاصل کی اس رئیس نے رنجیت سنگھ کے حکم سے پنجاب کا ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگھ اسکی
خدمات سے بہت راضی و خوشنود تھا فتح سنگھ کے پیچھے سردار نہال سنگھ گدی پر بیٹھا اسکے وقت ۱۸۴۵ء میں سرکار انگریزی
اور سکھوں میں دریاے ستلج پر لڑائیاں ہوئیں چونکہ سردار نہال سنگھ جانب دار سکھوں کا تھا اسلیئے سرکار نے
حسب اشتہار ۱۳ - دسمبر ۱۸۴۵ء کل علاقہ اس ریاست کا جو ستلج پار کے علاقہ میں تھا جسکی پانچ لاکھ
روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دوابہ بست میں پانچ لاکھ روپیہ کا تھا وہ بعوض نذرانہ ایک لاکھ تیس ہزار
روپیہ بعوض نوکری از سر نو معہ خطاب راجگی سردار نہال سنگھ کے نام واگذار ہوا راجہ نہال سنگھ کے تین بیٹے
تھے زوجہ اول سے رندھیر سنگھ اور زوجہ ثانی سے کنور بکرما سنگھ و سوچیت سنگھ اونکی نسبت راجہ نہال سنگھ نے
یہہ وصیت نامہ اپنے حین حیات لکھکر گورنمنٹ میں منظور کرایا کہ میرے بعد بڑا بیٹا رندھیر سنگھ گدی نشین
ہو اور تینوں بھائیوں کا بصورت صفائی یکجائی معاملہ رہے ورنہ ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر چھوٹے دونو
بھائیوں کو کل ریاست میں سے علیحدہ کر دی جاوے جب راجہ نہال سنگھ مر گیا تو چھہ مہینے کے بعد سوچیت سنگھ
نے اپنی جاگیر الگ کرالی مگر پھر صلح ہو کر یکجائی معاملہ ہو گیا دہلی کے غدر کے وقت اس رئیس نے بڑی بڑی
خدمتیں سرکار کی کیں اسلیئے بعوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا نذرانہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا
خلعت ملا بکرما سنگھ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت و بہادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ جب ۱۸۵۸ء میں راجہ صاحب
لکھنؤ گیا تو راجہ صاحب کو پھر خلعت دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری بھی ایک لاکھ روپیہ کی نصف جمع پر بصیغہ
استمرار مرحمت ہوئی بکرما سنگھ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت پایا اور ایک تعلقہ کی زمینداری متعلقہ پرگنہ
اکونہ پینتالیس ہزار روپیہ کی مالگذاری کا ماہ اپریل ۱۸۶۶ء میں بکرما سنگھ کی بھی راجہ صاحب سے بگڑ گئی اور دونو
بھائیوں سوچیت سنگھ و بکرما سنگھ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ میں درخواست دی اور گورنر جنرل
کے حضور سے حسب وصیت نامہ راجہ نہال سنگھ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اوسکا اپیل راجہ صاحب
نے ولایت میں حضور ملکہ معظمہ دائر کیا وہانسے حکم گورنر جنرل کا منسوخ ہوا اور گذارہ دونو کا مقرر ہو کر علیحدگی
جاگیر کی موقوف رہی **پھگواڑہ** جالندھر دوابہ میں یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے
پندرہ میل اور چودہ میل جالندھر سے سمت شرق آباد ہے یہہ قصبہ بہت بارونق تجارت کا سند و جاٹون
کی وراثت میں ہے جو چغتائی سلطنت کے تنزل کے وقت صاحب جاہ و حشمت ہو گئے تھے جب فتح سنگھ اہلو والیہ نے
اس شہر کو فتح کیا تو اوسوقت یہہ قصبہ نہایت آباد تھا کیونکہ اس قصبہ کے ساہوکار دن نے احمد شاہ ابدالی کے

امرا کو سے راہ و رسم پیدا کر کے قصبہ کو غارت سے بچا لیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہہ بستی
درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اسواسطے دور دور کے لوگ اسکی امید پر یہاں آ رہے اور آبادی
بڑھ گئی تب سے یہہ اب یہہ زیر حکومت راج اہلووالیہ کے ہے اور تحصیلدار راجہ کا یہاں رہتا ہے بازار اسکا آباد
اور تجارت بھی بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانیں کرتے ہیں سرزمین اسکی آباد و زرخیز و سیراب ہے باہر
شہر کے پختہ باغات موجود ہیں رونق و زینت اس قصبہ کے ہیں **حاجی آباد** پھگواڑہ کے پاس یہہ قصبہ
بھی ایک رونقدار مکان ہے اسکی عمارت پختہ و عمدہ بازار ہے پٹھان زمینداروں کی وراثت یہاں
بہت ہے **سرای نورمحل** جالندھر دوآبہ کے علاقہ میں یہہ قصبہ آباد کیا ہوا نورجہان بیگم شاہ
جہانگیر کی بیگم کا ہے اور ایک پختہ سرای بے نظیر کی عمارت کی اوسنے یہاں بنوائی اگرچہ اب سرای کی
عمارت گر گئی ہے مگر بقیہ اوسکا جو دیکھا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار میں ایسی کوئی اور عمارت
ہند کی سرزمین میں کم بنی ہوگی سنگتراشان چابکدست نے ایسی صنعت کے ساتھ پتھروں کے اندر نقش
اور بیل بوٹے کہودے ہیں کہ دیکھنے والا بصورت تصویر حیران رہجاتا ہے سرای کے دروازے پر اسکی
تعمیر کی تاریخ کا یہہ مصرع تحریر ہے ع آباد شد ز نورجہان بیگم این سرا ۔ سکہوں کے قبضہ سے
پہلے محمود خان راجپوت یہاں قابض تھا جب سکہہ دخیل ہوئے تو اونھوں نے سراے کا قلعہ بنا لیا پر جب
رنجیت سنگھ نے قبضہ پایا تو اوسنے ہزاروں پتھروں کی سلیں سراے سے اوکھڑوا کر امرتسر میں لگوائیں اور
رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت میں لگائیں بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر جو پتھر کی گنبدیاں
ہیں وہ اسی سراے کی عمارت سے اوتروائے گئے تھے عمارت اس قصبہ کی کچھ پختہ اور کچھ خام ہے لیکن
مطبوع مقام ہے بازار کشادہ بارونق ہے تجارت بھی اچھی مالدار دوکاندار دوکانیں کرتے ہیں سردار
پرتاب سنگھ نورمحل کا جاگیردار یہاں رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ باوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر
زیارتگاہ ہے جسکی معتقد سب خلق اللہ ہے **آدم پور** دوآبہ جالندھر ضلع جالندھر کے متعلق یہہ ایک مشہور
قصبہ اور آباد مقام ہے آدم پور اسلیئے اسکا نام ہے کہ پہلے یہہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا تھا نواح اسکا بہت
سرسبز و شاداب ہے آب کے درخت بکثرت ہیں غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے شہر میں اچھا بازار ہے تجارت
کی بہار ہے ہر ایک زمیندار با فراغت و مالدار ہے **شاہ کوٹ** یہہ قصبہ دوآبہ جالندھر میں ایک نامی
مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہروں کی عمارت بہت خراب ہے بازار میں اکثر دوکانیں
ہیں اور تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بلسیان** یہہ آبادی ضلع جالندھر تحصیل نکودر کے متعلق ہے
آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سرسبزی و شادابی میں ثانی ہے عمارت اسکی پختہ اور خام ہے تجارت

نام ہے ساہوکار بہت مالدار دوکاندار ہین **اوڑ** ضلع جالندہر دوابہ جالندہر کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے چہوٹا سا بازار ہے کوئی کوئی دوکاندار ہے غلہ کا ہوتا رہتا ہے **لونڈالہ**
علاقہ ضلع جالندہر تحصیل فلور مین یہہ ایک مشہور بستی ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین کہ لونڈالہ اسکا نام کیونکر
رکہا گیا **قصبہ لوہیان** یہہ بہی ایک بڑی بستی جالندہر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی پختہ
اور عمدہ بازار ہے **قصبہ سلطانپور** دولتخان لودی ناظم پنجاب نے یہہ قصبہ بحکم شاہ ابراہیم
لودی شاہ دہلی کے جو اس علاقہ مین سرسبز و شاداب تہا پسند کرکے آباد کیا اور اپنے شکار کہیلنے کیواسطے شکارگاہ بنایا اور
جب آپ بہوا اس بستی مین کئی اوسکے مطبوع طبع ہوئی تو یہان رہنے لگا اور دور دور سے لوگون کو بلا بلا کر یہان آباد کیا
اسکے بعد بہی کثرت شکار کے سبب یہہ قصبہ حاکم نشین رہا اور آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی اورنگ زیب عالمگیر
بادشاہ بہی شاہزادگی کے عالم مین مدت تک یہان رہا آخر جب چغتائی سلطنت مین ضعف آگیا تو فتحسنگہ اہلووالیہ
نے اسپر قبضہ پاکر کپورتہلہ کی ریاست کے شامل کر لیا یہہ قصبہ سکہون کی غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا
گیا اور بہت سا اجڑ گیا قدیمی مکانات اور پرانی کہنڈرات اسمین بہت ہین اور ایک کاروانسرای شاہی
عمارت پختہ یہان موجود ہے اور شمال کیطرف شہر کے رود بئین بہتی ہے دریای بیاس اس قصبہ سے شمال کو بفاصلہ
پنجکروہ اور ستلج یہانسے نو سات کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے **بجواڑہ** یہہ شہر اگلے زمانہ مین بڑا شہر تہا
بلکہ دوابہ بست مین پرگنہ اسکا علیحدہ تہا اس شہر کے حاکم کی تمام دوابہ پر حکومت ہوتی تہی سکہون کی تاراج سے
بہت اجڑ گیا اور کچہہ لوگ یہان سے اوٹہہ کر کپورتہلہ مین آباد ہوگئے اب تہوڑی سی آبادی باقی ہے باقی مکانات
سب مسمار ہوئے ہوئے موجود ہین **تلونڈی رای سلطان** یہہ قصبہ پہلے چہوٹا سا گانو تہا جب ادہر
گانو کے رہنے والون سے چودہری قادر بخش فتحسنگہ اہلووالیہ کا دیوان بنا اوسنے اسکی آبادی کو بڑہایا حویلیان
و مسجدین پختہ تعمیر کین شہر پناہ پختہ قصبہ کے چارون طرف بنوا کر اور قصبون کے لوگون بلوا بلوا کر آباد کیا اوس روز
سے آبادی اسکی بڑہ گئی اور ایک اچہا قصبہ بن گیا **ہوشیارپور** دوابہ بست جالندہر مین یہہ ایک شہر
اوس سڑک پر جو لاہور سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے پچانوے میل شرق کیطرف آباد ہے چغتائی سلطنت کے
وقت اول ہوشیار خان خواجہ نے اسکو آباد کیا اوس وقت یہہ چہوٹا سا گانو تہا پہر سکہی حکومت کے وقت جب پہلی بار
لاہور سے اس دوابہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو اونہون نے اس خطہ کو سرسبز
و شاداب دیکہہ کر یہان سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دار الحکومت بنایا اور اسکی آبادی مین بہت کوشش کی
حاکم کی توجہ دیکہہ کر بہادر نگر سجوارہ کے کاریگر وہان سے اوٹہہ کر یہان آرہے بڑی بڑی عمارتین و حویلیان
و باغات یہان تعمیر ہوگئے دن بدن رونق بڑہتی چلی گئی سرکار انگریزی کے وقت یہہ ضلع کا مکان مقرر ہوا اور

پانچ تحصیلیں ایک ہوشیارپور دوسرے گڈہ شنکر تیسری اونہ چوتھی دسوہہ پانچویں ہریانہ اسکے متعلق ہوئیں علاقہ
اس ضلع کا کچھہ کوہی اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ میں پہاڑی ندی نالے بہت جاری ہیں اور زمین بارانی
اور زرخیزہ نہری بہت ہے باغات بکثرت ہیں چنانچہ ماہلپور سے گڈہ دیوالہ تک کہ چھبیس کوس کا فاصلہ ہے پہاڑ
کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہیں اور آم اس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ تمام پنجاب میں اسی ضلع کا
آم خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک پہاڑی نالہ ہے جو برسات میں طغیانی میں آکر شہر کے مکانات تک
پہنچ جاتا ہے یہہ شہر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہہ ہے پہاڑ سے ہزاروں روپیہ کا مال پہاڑی
آکر فروخت ہوتا ہے اور پھر تو ہمیشہ سوداگروں کی معرفت اور ملکوں میں مال چلتا ہے سنہ گذشتہ صاحب
ڈپٹی کمشنر نے یہاں اپنے قلعہ کی جگہہ نیا گنج بنوایا اور شہر کے بازاروں کو آراستہ کیا اس شہر میں ایک حصہ
کھتری اور مختلف قومیں اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار دوجہ قوم ہیں پچھلی مردم شماری میں کل آبادی
اس ضلع کی آٹھہ لاکھہ تینتیس ہزار آٹھہ سو سترہ شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری میں کل آبادی بحساب
اوسط فی میل مربع چار سو پچاس گنی گئی اس شہر سے جالندہر بیس کوس لودہیانہ تیئیس کوس جوالامکھی تیس کوس ہے
اور کپڑا سفید اسکے کارخانوں میں اچھا بنا جاتا ہے **اونا** جالندہر دوابہ کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ ستلج کے
دہنی کنارہ سے آٹھہ میل اور جالندہر سے بسمت شرق وشمال چالیس میل آباد ہے گرد نواح اسکا
نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیداوار ہر ایک قسم کی غلے و روئی وشکر وغیرہ کی ہوتی ہے بیدی اولاد
بابا نانک کی یہاں رہتی ہے اسواسطے سکھہ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہیں اب بھی بابا سپورن سنگھہ کہ بیدی
پوتے صاحب سنگھہ کے وہ جان سنگھہ بکرمان سنگھہ بیدی کا بیٹا اس شہر میں جاگیردار و فیض خوار ہیں پختہ مکانات
اس شہر میں بہت ہیں بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور کے یہاں کام دیتا
مشہور شہر یہی تھا تو اس ضلع میں خانپور بجواڑہ شام چوراسی ہریانہ گڈہ دیوالہ بستی کلان ماہلپور رشتو گڈہ
نورپور کریت پور رشید پور حاجی پور بکیرمان ہیں حاجی پور کے پاس مزار حضرت نوربال ولی کی زیارتگاہ خلق
ہے اس ضلع کے علاقہ میں دو پہاڑوں کے اندر ایک ندی سواں نام جاری ہے اوس ندی کے وار پار
حصہ میدان دو پہاڑوں میں ہے اوسمیں شالی بہت پیدا ہوتی ہے اوس سرزمین کو جسوان دون کہتے ہیں
علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے **ٹانڈہ** جالندہر دوابہ کے علاقہ میں یہہ ایک مشہور قصبہ ہے پختہ خام دونو
قسم کی عمارت کے گہر و بازار بنے ہوئے ہیں پہلے زمانہ میں حکومت دوبراشت یہاں افغانوں کی تھی جنکو
سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت بڑا اقتدار حاصل ہوگیا تھا آخر یونس خان پٹھان سے جودہ سنگھہ نکئی
نے جبرا یہہ قصبہ چھین لیا اور یونس خان کو اوسکے زیست تک جاگیر میں رکھا زمین متعلقہ اس قصبہ کی

وسیراب و زرخیز ہے اور ایک رود بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قصبہ کی سیراب ہوتی ہے دریاے بیاس یہان سے سات کوس اور ستلج چوبیس کوس کے فاصلہ پر ہے **یحیی پور** یہہ قصبہ محمد شاہ بادشاہ کے وقت خان بہادر صوبہ لاہور نے اپنے بیٹے یحیی خان کے نام پر آباد کیا تھا سرزمین اسکی اور ٹانڈہ کی آپسمین ملتی ہے **اوڑمڑ** جالندہر دوآبے کے قصبون مین یہہ بھی ایک مشہور و آباد قصبہ ہے عمارات اسکے اکثر سختہ ہین اور گرد نواح کی زمین مین نہرین جاری ہین غلہ کی پیداوار بکثرت ہے باہر اس قصبہ کے ایک سختہ گنبد کے اندر ایک پتھر رکھا ہے جسپر نقش قدم جناب علی المرتضی علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیواسطے باعتقاد دلی حاضر ہوتے ہین **دسوہہ** یہہ قصبہ جالندہر دوآبے کے علاقہ مین بڑا قصبہ و آباد مکان ہے پرگنہ اسکا علیحدہ ہے اور تحصیلدار حاکم پرگنہ یہان رہتا ہے عمارت قصبہ کی سختہ و خام مخلوط ہے اور آبادی کی افراط ہے پانڈون کی سلطنت کے وقت یہہ قصبہ بڑا شہر و حاکم نشین تھا پھر کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ آباد ہوا قصبہ کے اندر کنوون کا پانی نمکین اور باہر کا پانی میٹھا و خوشگوار ہے اسمین قدیمی دراٹ جو لوگ ہے جو پہلے ہندو تھے اور اب مسلمان ہین دو طرف قصبہ کے پہاڑی ندیان جاری ہی اور ایک طرف ایک بڑی جہیل بہر آئی ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتین و باغات بہت سے بنے ہوئے ہین زراعتین بڑی اعلی ہوتی ہین غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دہان اور چانول یہان کے باریک خوشبو تمام دوآبہ کی سرزمین سے عمدہ ہین جہیل کے پانی مین نیلوفر و سنگہاڑہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہین ثعلب بھی اسکے کنارون پر اوگتا ہے اس قصبہ کے لوگ اونٹ پالتے ہین اور ہر ایک قوم کے آدمی کے پاس خواہ زمیندار ہو یا بقال ایک دو اونٹ ضرور ہوتے ہین اور بعضونکا تو صرف اونٹون کی کمائی پر گذارہ ہے **مکیریان** جالندہر دوآبے کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے بائین کنارے سے بفاصلہ آٹھ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کے طرف بیانوین میل آباد ہے عمارات اسکی تمام کمال پختہ و بازار کشادہ و بارونق ہے پہلے زمانہ مین اصلی مالک اسکے علوی قریشی تھے جنکے نسب امام محمد بن حنیفہ کے ذریعہ سے مرتضی علی علیہ السلام کو جا ملتی تھی اُن قریشیون کے بزرگ اول سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان مین آئے اور کسی اتفاق سے اس گانو مین ٹہرے اوسوقت یہہ گانو بہت چھوٹا تھا پھر جب عملداری آدینہ بیگ خان کی جالندہر دوآبہ مین ہوئی تو یہان کے قریشیون نے اوسکی نوکری اختیار کی اور یہہ رتبہ پایا کہ صاحب فوج و علم و نقارہ ہو گئی اسوقت اس قصبہ کی آبادی نے بھی ترقی پکڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر ہوئین مدت تک یہہ قریشی آدینہ بیگ خان کے مرنے کے بعد بھی اس قصبہ اور اسکے گرد نواح کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب سکھون نے زور پکڑا تو بسبب عداوت مذہبی اور ہوس ملکگیری

کے سب سکھ اونکے دشمن ہوگئے اور اونھون نے سکھون سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا مدت تک
اپنے قبضہ مین رکھا آخر جے سنگھ کہنیہ جو گھنیون کے مثل کا سردار تھا بڑی فوج لیکر اون پر آپڑا اور کل علاقہ
قریشیون سے چھین کر اوسنے اپنی ریاست مین ملا لیا جب وہ مرگیا تو اوسکے بیٹے گوربخش سنگھ کی عورت مسمات
سدا کنور رنجیت سنگھ والی لاہور کی ساس اوس ریاست کی مالک ہوئی اوسنے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قصبہ مین
بود وباش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر ۱۲۲۳ ہجری مین رنجیت سنگھ اوسکے داماد نے
کل علاقہ اسکا چھین کر اوسکو قید کرلیا ہے جے سنگھ کہنیہ کے حکومت سے پہلے آدہ کوس شہر سے باہر چھوٹا سا
قلعہ زمینداران قوم اوان کا بنوایا ہوا تھا اوسکو گرا کر جے سنگھ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اوسکا اٹل گڈہ
رکھا اور اپنے رہنے کی بڑی عالیشان حویلی اسمین بنوائی اب بھی سردار بدہ سنگھ وسردار سدہ سنگھ و
ندہان سنگھ اسمین جاگیردار ونپشن خوار ہین **ٹوڈہ** جالندہر دوآب مین یہہ ایک پختہ عمارت کا ناگھٹی
قصبہ ہے اسکا بازار بارونق ور بیشتر تجارت ہے وزمیندار آسودہ حال ہین ہندو مسلمان ہر ایک طرح کی قوم
آباد ہے اسکے نزدیک ایک نہر جاری ہے جو دریاے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اوس نہر سے
اورنگانو کے زمیندار بھی پانی لیجاتے ہین چکیان بھی اوسپر بہت چلتی ہین گرمی کے موسم مین اسکی سرزمین
سیرابی اور سبزہ ودرختون و دامن کوہ کی سبب سے بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدایش غلہ کی
اس کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ بھا اکٹا خرید کر اور ملکو مین لیجاتے ہین **حاجی پور** یہہ قصبہ
بھی ٹوڈہ کے پاس تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق کیطرف ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو دریاے
بیاس سے جاکر ملجاتا ہے عمارت اس قصبہ کی اکثر خام اور کچھہ پختہ ہے سرزمین آباد وزرخیز وسیراب ہے آٹھہ سو
گھر اور ڈیڑہ سو دوکان اسمین ہونگے **ڈہلوان** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریای ستلج
کے دہنے کنارے لودہیانہ سے اکیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گذر ہے جس سے
اوترکر پنجاب کے حد مین داخل ہوتے ہین **کرتارپور** جالندہر دوآب مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے اول
بابا نانک سکھون کے پہلے گورو نے اسکی آبادی کی بنا رکھی اور کرتارپور کے نام سے موسوم کیا مگر اوسکے وقت
مین کچھہ آباد نہوا اخیر مین گوبند سنگھ چھٹے گورو نے اسکی آبادی کیطرف بہت توجہ کی بڑے بڑے عمارتین
پختہ وتکلف بنوائین دہرم سالے تعمیر کیے سکھہ اس شہر کو بڑا متبرک جانتے اور زیارت کرنا اسکے مکانات
کا ثواب سمجھتے ہین اب بھی گورو جواہر سنگھ کرتارپور یہان ایک معزز آدمی رہتا ہے جسکا سکھہ بہت ادب
کرتے ہین دریاے بیاس یہان سے بارہ کوس اور ستلج پچیس کوس ہے **جلالپورہ** جالندہر دوآب
مین یہہ مشہور بستی پٹہانون کی ہے پہلے پہل ایک شخص دلاور خان پٹہان نے اس قصبہ کو اپنے بیٹے جلال خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت پختہ عمدہ عمارت کا یہان تعمیر کیا مدت تک حکومت یہان کی انہین پٹھانون کے متعلق رہی آخر جب علی خان پٹھان سے رنجیت سنگھ نے یہہ علاقہ چھین لیا اور کچھہ اوسکی گذارہ کے واسطے بھی دیا **بجواڑہ** جالندہر دوآب مین یہہ قصبہ ہوشیارپور سے دو کوس پر جانب شرق آباد ہے بسبب قدامت کے اصلی نام اسکے بانی کا معلوم نہین ہوتا مگر اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی سلطنت سے اول کسی راجہ نے اسکو آباد کیا تھا پہاڑی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے چارون طرف اسکے پہاڑی ندیان و نالے بہت جاری ہین اور باغات اور آنب کے درخت بکثرت پیداوار ی غلہ کا کچھہ حد و حساب نہین ہے پہلے یہہ قصبہ بہت آباد تھا مگر جب شیخ امام الدین ناظم کی رغبت ہوشیارپور کے آبادی کی طرف ہوئی تو یہان سے لوگ اوٹھہ کر وہان جا رہے اور آبادی کم ہوگئی اب بھی پختہ مکانات اور قدیمی عمارتین یہان بہت ہین اور بیناراجند کٹوچ والی کانگڑہ نے یہان ایک قلعہ بنوا کر فوج اپنی مامور کی تھی وہ اب انگریزون کے حکم سے گرایا گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہہ مقر حاکم نشین اور متعلق اسکے بڑا محال تھا **راہون** جالندہر دوآب کے قصبون مین یہہ بہت پرانا قصبہ ہے عمارتین اسکی بہت پختہ اور پرانے کہنڈرات بھی موجود ہین راجپوت زمیندارون کا اصلی زمیندارا ہے اونکی سواے ہندو مسلمان سید مغل قریشی بھی بہت رہتے ہین بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جسمین ہر ایک چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدائش غلہ اور رنگکار و کپڑے وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گور یہان کا لذت دستی مین مشہور ہے باہر شہر کے آمنے کے باغون اور درختون کا حد و حساب نہین ہے دریاے ستلج یہان سے تین کوس پر جنوب کی سمت کو واقع ہے **تلون** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے وقت اسکی اول مسلمان راجپوتون کے متعلق تھی جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمیندارون نے جابجا خودمختاری و خودمالکیان اختیار کرلین تو یہان کا راجپوت بھی جسکا نام عنایت خان تھا چارون طرف کے دیہات کو زیر حکم کر کے صاحب فوج و حکومت بن بیٹھا اور تمام عمر بطور اپنا بالی حکومت کرتا رہا اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا اسکا حاکم ہوا اور ادینہ بیگ خان کے وقت مین اوسنے اپنی حکومت بڑہائی اور ستلج کے چند گذرات اوسنے اپنے تصرف مین کر لیئے وہ جب مرگیا تو پوتا اوسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکھون کے ساتھ بہت لڑتا رہا اور سکھون نے بہت سے دیہات اوس سے لے لیئے اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا شہباز خان رنجیت سنگھ کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ مین بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ اسکا زرخیز و سیراب ہے **گڑہ شنکر** ضلع ہوشیارپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ بلند گھاٹی کے اوپر آباد ہے عمارتین اسکی خام و پختہ مخلوط بازار کشادہ زمیندار آسودہ حال پیداوار غلہ کی بہت ہے سفید نگینہ جو ایک پتھر

دوآبہ بست مین جاری ہی اوسکا چشمہ اس قصبہ سے دو کوس پر ہی جو کوہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد سے نکلتا ہے
شمال کیطرف نا ہیکے وہ رود دہتی ہے اور پختہ پل بادشاہی عہد کا اوس پر بنا ہوا ہے مگر اب در دروازہ پل کے
بند ہوگئے اور پنجنی نے وہ راستہ چھوڑ کر پل کے دوسری طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہ قصبہ پرگنہ کا مقام
ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **ڈیرہ دوآل** یہ قصبہ
دوآبہ باری کی حد مین دریای بیاس کے کنارے پر آباد ہے بادشاہان سلف کے وقت اکثر گذر دریا کا
اسی مقام پر تھا اور راہی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی نادر شاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان
کے اسی راستے سے گذر کیا تھا مگر دریا اب وہان سے بہت چھوڑ گیا ہے اور کشتیون کا بندہ یہین سکتا ہوا
اسلئے گذر روز بروز بیاس کے گذر پر منتقل ہو گیا ہے اور یہان سے لوگ بذریعہ کشتیون کے اترتے ہین برسات کے
موسم مین یہان دریا بڑی شور کیساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑان دریا کی سات سو چالیس گز سے کم
نہین ہوتی **ہری کی** یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریا کے گہارا کے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام
جہان دریاے بیاس و ستلج آپس مین ملکر چلتے ہین آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے جب دریا
مین طغیانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا گانو سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہ گانو تھوڑی آبادی کا ہے
مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور جسقدر مال تجارت کا پنجاب سے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گذر سے گذرتا ہی
اس تمام علاقہ مین یہ گانو غلہ کی منڈی ہے اور غلہ بافراط سوداگر یہان جمع کر سکتے ہین اسکے پاس دریا کے
اوپر سے بڑی سڑک گذرتی ہے اور گذر یہی ہری کا گذر کہلاتا ہے اس سے آگے ستلج و بیاس ملے ہوئے دریا
کا گہارا نام ہے وہان کے لوگ گہارا کے دو معنی بیان کرتے ہین ایک تو گہارا یعنی چوڑا اور تھرہ دوسرے
میلا سو یہ دو معنی وہان اوس دریا پر راست آتے ہین کہ چوڑا اور گہرا اور میلا تینون وصف اسمین پائے
جاتے ہین اسی قریب جوار مین ایک درگاہ نوا اندرسہ نام ہے جسکے پاس دونو دریاؤن کا آپس مین شمول
ہوا ہے اس مقام پر سکندر اعظم نے اپنے یادگار کے واسطے ایک منار بنوایا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے
شہر امرتسر باری دوآب کے سرزمین مین یہ شہر بڑا آباد و تجارتگاہ مشہور ہے آبادی اسکی راوی
اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسط مین واقع ہے صاحب کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو حاکم یہان
کچہری کرتے ہین کمشنری کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ اور ضلع کے متعلق چار
تحصیلین امرتسر و ترن تارن و اجنالہ و ... ہین پہلی مردم شماری مین کل آبادی ضلع کی نولاکہ چونسٹھ
ہزار چار سو چوراسی شمار ہوئی اب کی مردم شماری مین اسکی مردم شماری پہلے درجہ سے بڑی ترقی پر
ہے اور بحساب فی میل مربع کل ضلع کے پانسو تیس آدمی گنے گئے اگرچہ پہلے اس ضلع مین آبادانی پائی

زمین تھی مگر اب جب سے شاہ نہر انگریزی جاری ہوئی ہے گانو کے گانو ایسکے بنجری زمین ہو گئے ہین اور غلہ کی
پیدائش کا حد و حساب نہین رہا۔ خاص شہر امرتسر نئی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح پر
درج تواریخ ہے کہ جب امرداس تیسرے گورو کا داماد رامداس جو تھا جانشین بابا نانک کے گدی پر گدی نشین
ہوا تو اوسنے موضع گوبندوال اپنے سسرال سے اوٹھکر اس مقام پر اپنا نشیمن بنایا چونکہ وہ شخص بے تعصب
و خدا پرست تھا اکبر بادشاہ نے اوسکی تعریف سنکر پانسو بیگہہ زمین بطور انعام اسمقام پر رامداس کو عطا کی
اسمین اوسنے تالاب بنایا اور آبادی کی جسکا نام گورو کا چک مشہور ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا
اوسوقت اعتقادمند لوگون کے صرف چند گھر اسمین آباد تھے رامداس کے مرنے کے بعد ارجن اوسکے جانشین
نے یہان اور دو تالاب سنتوکسر و رامسر بنوائے اور امرتسر کی پختہ سیڑیان تعمیر کین اوسکی بعد گورو ہرگوبند
نے کولسر و بنکسر اور دو تالاب کھودوائے اور امرتسر کے بیچ کی مرمت کی گورو ارجن و گورو ہرگوبند
کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑہتی گئی بعد جب بنیاد سلطنت مغلیہ ہلی و سکھون کی طاقت بڑہ گئی تو اس شہر مین زیادہ
رونق ہوئی اور بہت سی حویلیان پختہ تعمیر ہو گئین۔ احمد شاہ ابدالی کے حملون کے وقت سکھہ اجتماع اپنا اسمقام
پر کرا و گورو رامداس کا گرداہ پر شاہ دستان کر جنگ و غارتگری پر جایا کرتے تھے ایکدفعہ لاہور مین احمد شاہ
کو خبر پہونچی کہ بیساکھی کے میلے کے تقریب سے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہ خبر سنکر بادشاہ نے معہ فوج ایکسا
روز پہلی بیساکھی سے امرتسر کو کوچ بلغار کوچ کیا ایک گھنٹہ بادشاہ کے پہونچنے سے پہلی سکھون کو خبر ہو گئی
اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہونچکر جب سکھون کا نام و نشان ندیکھا تو شہر کے ویرانی اور مکانات
کے مسمار کرنے کا حکم نافذ کیا دور و نزدیک عرصہ مین کل مکانات گرکر خاک کے برابر ہو گئے تالاب کے سیڑیان
اور مندر کے مکانات جو پختہ بنے ہوئے تھی بارود رکھکر اوڑائے گئے اور تالاب کو مٹی ڈالکر زمین کے برابر
کرا دیا احمد شاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نرہا اور سکھہ پنجاب کے سرزمین مین جابجا قابض و
حاکم ہو گئے تو دوبارہ تالاب کہودوائی گئے مندر بنوایا گیا اور از سر نو شہر کی آبادی ہوئی رامداس نگر نام
رکھا گیا بہنگی مثل کے سکھون کی یہان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر رنجیت سنگہ نے
قوت پاکر انپر یورش کرکے شہر لے لیا اور بہت اسکی آبادی و ترقی مین مصروف ہوا چارون طرف پختہ شہرپناہ
بنوایا پکی خندق کہودوائی قلعہ گوبندگڈہ لوہ گڈہ کے دروازہ کے باہر بڑا عالیشان تعمیر کیا اور اپنے دربار
کے سرداروں و امیرون کو حکم دیا کہ وہ سب شہر مین اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ کٹرے آباد کرکے حویلیان
بنوائین بازار و گلیان پختہ فرش بنے اور ایک عمدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنوا کر نام اوسکا رام باغ
رکھا پٹھانکوٹ کے مقام سے ایک شاخ شاہجہانی نہر کے اندر سے کہودوا کر امرتسر کے طرف لائی گئی جس سے رام باغ

سیراب اور تمام تالاب پر آب ہوئی خاص تالاب اور مندر کی عمارت ایسی عمدہ مطلا و سنگین ہی کہ اس زمانہ مین
ایسی کوئی عمارت سنگین و مضبوط ہندوؤن کے مندرون کے پنجاب مین نہین ہے تالاب کے وسط مین بڑا عالیشان
مطلا مندر ہے اور چارون طرف تالاب کے سیڑہیون کے اوپر وسیع میدان سنگ مرمر و ابری کا فرش بنا ہوا ہے
مندر مین جانے کے واسطے ایک پختہ پل تالاب کے اندر ہے اور سیڑہی سنگ مرمر کے سلین برابر نصب ہین اور
پل کے دونو طرف چہوٹے چہوٹے سنگ مرمر کے مینار خوبصورت گنبدی دار ہین اور مینارون کے درمیان کٹہری
سنگ مرمر کے جالیون کے لگائے گئے ہین خاص مندر کی عمارت مربع نیچے سے سنگ مرمر کی ہے جسمین عقیق و
سبزہ وغیرہ قیمتی پتہرون کے بیل بوٹی بنے ہین اور اوپر کی عمارت گنبد دار و مطلا ہے مندر کے اندر کا
مکان بہی مطلا و منقش بنا ہوا ہے اور نیچے سنگ مرمر کا فرش ہے وہان گرنتہ رکہا ہے جو ہر وقت پڑہا جاتا ہے
اور قوال بہار فارسی کافیان گاتے رہتے ہین زائرین کا صبح و شام اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ پل کے اوپر چلنے
پہرنے کی جگہہ نہین ملتی جب رنجیت سنگہ اس مکان کو بنوانے لگا تو بسبب دستیاب نہونے پتہر کے یہہ تجویز کی کہ جسقدر
مزارات و مقبرے سنگین مسلمان مشایخ و امراء کے لاہور مین ہین ان سب کے پتہر اوکہڑوا کر اس عمارت پر
خرچ کئے جاوین اور سب سے اول شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے پتہر اوکہڑنے شروع ہوئے اور اوپر کی چہت کے چارون
طرف کے کٹہرے جالیدار جسقدر مع ستونون کے تہے اوکہڑوا کر امرتسر بہیجے گئے اور اونکی جگہہ خشتی عمارت کا کٹہرہ
بنوایا گیا نیچے کے میدان اور باغ کے سڑکون کے سلین سنگ ابری و سنگ سیاہ و سرخ اور مقبرہ کے چبوترہ کے
دیوار کے پتہر سب اوکہڑوا کر بہیجے گئے بعد ازان مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی کے جو مقبرہ جہانگیری کے
شمال کی طرف بادشاہی سرائے کے دیوار بدیوار بنا ہوا ہے نوبت آئی اور اوس بلند و عالیشان مقبرہ
کا سنگ مرمر ایسے بنیاد تک اوکہڑوا لیا گیا اور مقبرہ کے اندر کا فرش جو مرمر و ابری و سنگ موسی کا تہا نکل
اوکہڑ گیا صرف قبر کی تعویذ کا پتہر باقی رہگیا کہ اوسپر نود و نہ نام کندہ ہوئے ہوئے تہے اور اس لائق نہ تہا
کہ وہ امرتسر کے عمارت کے صرف مین آوین علی ہذا القیاس مقبرہ علی مردان خان و حضرت خان بہادر خان و
زیب النسا بیگم وغیرہ مین سے جہان جہان رنجیت سنگہ کو پتہر کے سل نظر آئے فی الفور اوکہڑوالی سواے
مقبرہ حضرت میانمیر بالا پیر لاہور کے اور کوئی مقبرہ رنجیت سنگہ کے ہاتہہ سے نہ بچا اوسکے بچ جانے کا یہہ اتفاق
حسنہ ہوا کہ ایک روز خود رنجیت سنگہ پتہرون کے اوکہڑوانے کے واسطے لاہور کے مقبرون کو دیکہتا پہرتا تہا
جب میانمیر صاحب کے مقبرہ کے پاس پہونچا تو اول حضرت ملا شاہ کے مقبرہ کے چار دیواری کے اندر جہان
اب موضع میانمیر آباد ہے گیا اور اوس رنگین و سنگین مکان کو جسکی تیاری مین لاکہہا روپیہ دارا شکوہ شاہجہان
بادشاہ کے بیٹے نے صرف کرکے عمارت اوسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و ابری و عقیق و لاجورد و سنگ موسی

شام کے حاضر ہونے والے غسل نہین کرتے صرف گرنتھ سنکر اور نذر دیکر واپس ہو جاتے ہین - اس عالیشان
شہر مین پشمینہ و ریشم اور کپڑا و غلہ و ادویات و روئی و پنبہ و تیل و شکر و قند وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس کی کثرت
کے ساتھہ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سرزمین مین گو یا یہی شہر دار التجارت ہے ساہوکار ہندو و مسلمان بہت
بڑے بڑے مالدار ہین جنکی کوٹھیان کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و آگرہ و لکھنؤ و پشاور و کابل و کشمیر و خراسان
و ترکستان مین ہین اور مال تجار کا دور دور تک جاتا ہے اور باہر کا مال لیکر بڑے بڑے تجار و بیوپاری
یہان آتے ہین قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ یہان کوئی نہین ہے رنجیت سنگہ کے وقت کا رام باغ و قلعہ
گوبند گڈہ بنا ہوا ہے یہ قلعہ رنجیت سنگہ نے ۱۸۰۹ء مین بنوایا اور خزانہ اسمین رکھا اور اس قلعہ کے
اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنے ہوئے ہین اب جب سے انگریزی تحت مین آیا ہے اور بھی عمارت
فوج کے رہنے کے اسمین ایزاد کی گئی ہین اور ذخیرہ و میگزین بھی اسمین موجود رہتا ہے رام باغ کی عمارت
بھی رنجیت سنگہ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سرا نورجہان بیگم سے پتھر اکھڑوا کر اسمین لگوایا تھا
مگر اب کچھہ رونق نہین رہی اور ضلع کی کچہریان اسمین ہوتی ہین انگریزی عملداری مین اس شہر نے
بڑی رونق پائی بازار کا پختہ فرش بنا بطرفہ نالیان بنوائی گئین آبادی کی ترقی ہوئی مسافرون کے لیے
سرائین تعمیر ہوئین باہر شہر کے بارکین و کوٹھیان انگریزون کے رہنے کی اور ریل کے کارخانے کے مکانات
تیار ہوئے سڑکین پختہ نکالی گئین اس شہر کے اندر کی عمارتون مین ایک عمارت کوتوالی کی نہایت عمدہ
و مستحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد میان محمد جان صاحب رئیس امرتسر کی جسکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر مین
نہین ہے یہ مسجد بلند گنبد دار پختہ رنجیت کار ہے اور کلس طلائی گنبدون کی اوپر لگی ہوئی ہین جن شہر کے اندر
و باہر پختہ تالاب و شوالے و دہرم سالے و ٹہاکر دوارے بہت ہین پہلے مسجدین بہت کم تہین مگر اب انگریزی
عملداری مین مسلمانون نے بہی مسجدین بہت بنالی ہین کہتری برہمن سکہہ اور بڑے کشمیری مسلمان اس شہر مین
رہتے ہین مسلمان کشمیری یہان شالبافی کا کام کرتے ہین پنجابی مسلمان کشمیریون سے نصف بہی نہین ہین اس شہر
کے دور کی جو پیمایش کی گئی تو پانچہزار ایکسو گز ہوتی اور پنجاب کے اکاس مین تین سو ساٹھہ گز کا ایک کوس
اور تین ہاتھہ کا ایک گز اور دو بالشت کا ایک ہاتھہ ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے مغرب کی طرف پینتیس
چھبیس کوس ہے اور دریاے بیاس مشرق کی طرف بیس کوس اور دریاے راوی شمال کی سمت گیارہ کوس
ہے بڑے بڑے گانو ضلع امرتسر مین قصبہ دہیان کلان و بوندہ الہ و سلطانپور و ٹہ دیو تالہ و منی وال و
مجیٹھا کوٹ خالصہ بٹالہ گوبند وال فتح آباد و بیرو وال و جلال آباد و رنگڑہ اٹاری و شستہ نارو وال جکریکیا
کالہ وکالی خنیٹہ بالہ کا سیانوالہ و لیالہ الہ رانہ اس جمہاری چھتبر وال ہین فقط او رمسجدون مین بڑی مسجد میان

محمد جان کی بنوائی ہوئی مشہور ہی یہہ شخص ایک امیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ آنریری مجسٹریٹی کا بھی اسکو
ملا ہوا ہے سوا اسکے غلام محمد شاہ ایک اعلی درجہ کا رئیس مسلمان اس شہر میں جامع فیض ہے عہدہ آنریری
مجسٹریٹی کا اسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوآب کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ بیاس کے
دہنی کنارے سے پچیس میل اور شہر لاہور سے بسمت جنوب مشرق پینتیس ۳۵ میل آباد ہے سکھوں کی قوم اس
قصبہ کو بہت متبرک سمجھتی ہیں اور دور دور سے غسل کے واسطے یہاں آتے ہیں ایک بڑا تالاب پانچویں
گورو ارجن کے وقت کا یہاں بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاص اسی تالاب کا نام ہے جسکے نام سے اب
قصبہ بھی موسوم ہو گیا ہے سکھوں کا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب میں غسل کرنے سے نجات
ہوتی ہے ہر اماوس روز یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے یہہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع امرتسر یہاں
مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارات خوشنما و دکاندار مالدار و عزت دار بہت رہتے ہیں یہاں کے
والے قصبہ کے بکثرت سکھ و ہندو و کھتری اروڑے مسلمان کم ہیں ترن تارن کے تالاب کو رنجیت سنگھ نے
دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار یہاں نونہال سنگھ رنجیت سنگھ کے پوتے نے بنوایا تھا۔
کوٹلہ باری دوآب کے علاقہ میں یہہ ایک قصبہ بیاس کے کنارے اکیسو چوبیس میل بسمت مشرق و شمال
شرق لاہور سے آباد ہے **کھنڈور** باری دوآب کے علاقہ میں یہہ گانو بیاس سے ورے سات
کوس کے فاصلے پر آباد ہے اسمیں بہنا المشہور انگد دوسرا گورو سکھوں کا جو نانک کے بعد جانشین ہوا تھا
رہتا تھا اسکا ڈیرہ گانو کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت پہلی خام تھی پھر رنجیت سنگھ نے پختہ و تکلف بنوائی
سکھ دور دور سے یہاں آکر زیارت کرتے ہیں **سرائے نورنگ آباد** دوآبہ باری
مانجھہ کی سرزمین میں یہہ قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک پختہ سرائے
بنانی شروع ہوکر عمارت اسکی اورنگزیب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اوس وقت سے اورنگ زیب کی
سرائے کہلاتی رہی اب اوسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سرائے کے باہر ایک قدیمی پختہ تالاب ہے ترن تارن کا
تالاب بھی اسی مقام سے ڈھائی کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اجنالہ** امرتسر کے ضلع میں یہہ بڑا قصبہ اور مشہور
مقام ہے تحصیلدار ماتحتی صاحب ضلع امرتسر یہاں کام دیتا ہے اسکے گرد نواح میں نہر کہیں جاری ہے
اور دریائے راوی بھی بہت نزدیک ہے آبادی اسکی پختہ و خام مختلط ہندو مسلمان سکھ اسمیں آباد ہیں
سنوڑیان دوآبہ باری ضلع امرتسر میں یہہ ایک مشہور قصبہ تحصیل اجنالہ کے پاس ہے مسلمان پٹھان
قریشی راجپوت اسمیں بہت رہتے ہیں اسکی نواح میں نہر کرن دریائے راوی سے نکلتی ہے علاقہ سرسبز و
شاداب ہے سیرابی کنارے دریائے راوی کے ہی ایسکے دریسے پانچ میل ایک درہ مشہور نام آباد ہے

جسکے اندر زمیندار راجپوت مسلمان گوت منج رہتے ہین اگرچہ عمارت اوسکی خام ہے مگر مطبوع مقام ہے
پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجدین وغیرہ مکانات پختہ بھی اوسمین ہین **کلکہ** دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ بڑا
قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ وخام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اوسکی متعلق زمین مین پیدایش
غلہ کی بہت ہوتی ہے **اٹاری** دوابہ باری ضلع امرتسر کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ آباد ہے آبادی
اسکی لاہور و امرتسر کے عین وسط مین واقع ہے اسکے پاس آہنی سڑک جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و
امرتسر سے آکر یہان ٹھہرا کرتی ہے ریل کا بڑا اوتھان بنا ہوا ہے سردار شام سنگہ اٹاری والہ جو ایک
معزز سردار امرا ئے لاہور مین سے تھا یہان رہتا تھا وہ سکہون کی لڑائی مین جو انگریزون کے ساتھ ستلج
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اوسکے لواحق اس گانو مین رہتے ہین سرداران اٹاری والون کی بڑی
بڑی پختہ حویلیان یہان بنی ہوئی ہین بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہے مکانات پختہ وخام ملے ہوئے ہین
راجا سانسی امرتسر سے شمال کی طرف بفاصلہ چہہ میل یہہ قصبہ آباد ہے سرداران سندہانوالیہ
جو ہم جدی رنجیت سنگہ کے تھے اسی گانو مین رہتی تھی جب سردار جیت سنگہ ولہنا سنگہ نے مہاراجہ شیر سنگہ کو قتل کیا
اور خود بھی اوسکی پاداش مین قتل ہوئے تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت نے غصہ مین آکر اس قصبہ کو اوجاڑ دیا
کل حویلیان سرداران سندہانوالیہ کی مسمار کر دین جنسے یہہ قصبہ ویران رہا پھر راجہ ہیرا سنگہ کے قتل کے
بعد سردار شمشیر سنگہ وگہور سنگہ وغیرہ نے پھر حویلیان اپنی بنوائین اور قصبہ کو آباد کیا اب بخوبی آباد ہوگیا ہے
اور سردار شمشیر سنگہ جاگیردار و مجسٹریٹ اسکے اندر سکونت رکہتا تھا اب دو برس گذرے ہین کہ وہ مر گیا
مجیٹھہ ضلع امرتسر کے متعلق یہہ بھی ایک مشہور و پختہ عمارت کا قصبہ ہے سردار لہنا سنگہ مجیٹھہ جو ایک
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانو کا رہنے والا تھا اب اوسکا فرزند سردار دیال سنگہ جاگیردار
امرتسر مین نامدار ہے پرانی نہر شاہجہانی جو مادہوپور سے لاہور کو آئی ہے اسکے پاس جاری تھی جس سے
رنجیت سنگہ ایک شاخ کہود واکر امرتسر کو لے گیا تھا **جنڈیالہ گورو کا** یہہ قصبہ امرتسر سے دس میل
کے فاصلے پر بر سر راہ واقع ہے اصل مین نام اسکا جنڈوالہ تھا اور جنڈو نام ایک جاٹ کا تھا جسنے اسکو
آباد کیا تھا اس قصبہ مین ایک مندر گورو ہندال کا پختہ بنا ہوا ہے جسنے بابا نانک سے فیض پایا اور گورو کہلایا
ہے اوسکی اولاد سے گورو جاقلداس بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہون کے وقت سے ہوگذرا ہے
اسواسطے اس قصبہ کا نام بھی گورو کا جنڈیالہ مشہور ہوگیا **گورداسپورہ ضلع گورداسپور**
یہہ ضلع بہت آبادی آبادی اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک نزدیک بستی ہین کوئی ویرانہ جنگل اسمین
نہین اگر کوئی زمین بیمتر دو بے کاشت ہوگی تو وہ شور زمین ہوگی یا کسی گانو کے شاملات بضرورت

چارہ مویشی کے عمدہ کاشت سے بہی رکہی ہوئی ہوگی آب وہوا نہایت عمدہ و معتدل اس ضلع کے رہنے والے
ہندو جاٹ اور کہتری اور مسلمان ہین یہہ دونو قومین ہندو مسلمان آدہو آدہ اسمین ہین زمیندار پہلے
مفلس تہے اب انگریزی عملداری مین آسودہ حال ہین سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز ہین
پہلے سکہان مثل رامگڈہیہ و کنہیا کا تصرف اس علاقہ پر تہا چنانچہ سری ہرگوبندپورہ مین جسا سنگہ رامگڈہیہ اور وڈالہ
وغیرہ پر بہی سردار جی سنگہ کہنیا اور بٹالہ پر رانی سدا کنور زوجہ گوربخش سنگہ بن سردار جی سنگہ کہنیا حاکم تہی فتحگڈہ کے
علاقہ مین جیمل سنگہ خسر مہاراجہ کہڑک سنگہ اور نکہہ منگل پر سردار ارجن سنگہ وغیرہ قابض تہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے سب کو مغلوب کیا اب بہی اون خاندانون کے آدمی سرکار سے گذارہ پاتے ہین خاص گورداسپورہ
پہلے چہوٹا سا گانو تہا بسبب اسکے کہ وہ علاقہ کے وسط مین واقع تہا سرکار نے اوسکو مقام ضلع قرار دیا اور
سرائے اور کوٹہیان اور کچہری کے مقامات ڈاک بنگلہ و چہاونی کے عمارات بننے سے آبادی اسکی بڑہ گئی
قدیم آبادی کے اندر ایک پختہ پرانی بنی ہوئی دیوار ہے اوسمین ایک کرشمہ قدرت الٰہی کا ایسا ہی کہ
وہ دیوار بہت لمبی چوڑی چونہ گچ پختہ کی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہے پانچ دروازے محرابی اسمین ہین
ہر ایک دروازہ مین ایک ایک ستون بیچ ہی سا خوبصورت واقع ہے اوس دیوار کے اوپر اگر چڑہکر
کوئی ہلائے تو دیوار بنیاد تک ہلتی ہے بلکہ جہولنے کیطرح جہولتی ہے مگر گرتی نہین سیکڑون آدمی اوس دیوار
کے دیکہنے کو جاتے ہین اور اوپر چڑہکر ہلاتے ہین مشہور یہہ ہے کہ ایک مہنت فقیر نے یہہ دیوار بنوائی تہی
اور معمارون کو تاکید کی تہی کہ نہایت پختہ دیوار بنانا جب دیوار بن چکی معمارون نے مہنت کے روبرو جاکر
اوسکی مضبوطی کی تعریف کی اوس مہنت نے دیوار پر چڑہکر کہا کہ یہہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ ہنسے اور کہا کہ دیوار
کبہی ہلا کرتی ہے چنانچہ مہنت نے ہلائی تو جڑ تک ہلنے لگی اوس روز سے آجتک برابر ہلتی ہے اوس مہنت
کی اولاد سے باری ناتہہ مہنت اب تک زندہ ہے وہ بڑا رئیس ہے نصف علاقہ گورداسپور خاص کا اسکی
جاگیر مین ہے لاکہون آدمی اوس خاندان کے سیوک یعنی مرید ہین چار تحصیلین ضلع گورداسپور کے متعلق ہین
ایک خاص گورداسپور جسکے متعلق سات سو چہہ موضع اور تین لاکہہ ستانوین ہزار آٹہہ سو تیس روپیہ معہ جاگیر
جمع سالیانہ ہے دینانگر اور کانودان دو قصبہ اسکے متعلق ہین دوسری تحصیل بٹالہ کی ہے اسکی متعلق
چارسو ستانوین موضع اور تین لاکہہ اکسٹہہ ہزار تین سو اٹہانوین معہ جاگیرات جمع ہے سری ہرگوبندپورہ
اور ڈیرہ بابا نانک یہہ دو قصبہ اسکے ساتہہ علاقہ رکہتے ہین تیسری تحصیل شکرگڈہ کی اسکی گانو سات سو
انچاس اور تین لاکہہ تین ہزار نو سو باسٹہہ جمع سالانہ معہ جاگیرات ہی چوتہی تحصیل پٹہان کوٹ ہی اسکے
تین سو چہیاسی موضع اور ایک لاکہہ نوے ہزار تین سو پچانوین جمع معہ جاگیر ہے غرض کل ضلع کے متعلق دوہزار

تین سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ چھپن ہزار پانسو ستاسی جمع ہے بڑا کارخانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق بمقام
ماڈھوپور رہتا ہے اور اوسی مقام سے کل نہرین جو کام کاٹ کر لائے ہین جنسے تمام علاقہ دوابہ باری کا اور ملک
اپنے سیراب ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریاے بیاس و سرحد کمشنری جالندھر ہے نہر کرن اور
سنگھا نالا اور نہر تیلی جسکو ہنسلی بھی کہتے ہین اور نہر بسنتین سے بھی پانی چلا جاتا ہے اور جابجا تاسو بھی پانی
لیا جاتا ہے چاہات کا پانی بدرجہ اوسط بتیس ہاتھ پر نکلتا ہے پچھلی مردم شماری اس ضلع کی سات لاکھ
چالیس ہزار ایکسو پچاسی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پھیلا کر حساب فی میل چار سو چھیاسٹھ
آدمی شمار ہوئے **بٹالہ** باری دوابے کے قصبون مین یہہ قصبہ ایک مشہور قصبہ ہے عمارات اسکے پختہ
وبارونق ہے پختہ ومضبوط مکانات پہلے زمانہ کے اسمین بہت ہین بازار اسکے کشادہ وآباد و پرتجارت ہین
بڑے بڑے ساہوکار رہا کرتے یہان دوکانین کرتے ہین دور دور سے تاجر لوگ یہان مال فروخت کیواسطے
لاتے ہین پہلے یہان ضلع مقرر تھا اب تحصیلدار یہان رہتا ہے اور تحصیل کی کچہری ہوتی ہے لودی بادشاہون
کے وقت بھیل رام دیو بھٹی راجپوت نے یہہ شہر آباد کیا اور جن دنون مین کہ مسمی تاتارخان سلطان بہلول
لودی کیطرف سے پنجاب کا ناظم تھا اون دنون یہہ رام دیو شیخ عبدالجلیل قریشی سہروردی لاہوری کی
خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تاتارخان ناظم پنجاب بھی شیخ صاحب کا مرید تھا شیخ صاحب
نے رام دیو کو مرد لائق وہوشیار تصور کر کر تاتارخان کی خدمت مین بھیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت پر
اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تاتارخان کے پاس نوکر ہوا اور ان مدارج تک پہونچا کہ تاتارخان نے کل پنجاب
کے زر کا اجارہ نو لاکھ ٹکہ پر اوسکو دیدیا اور بڑا بھاری فایدہ اوسنے اوٹھایا اوسنے آٹھ سو چہتر سنہ ہجری مین
اس شہر کی بنا رکھی اور آباد کیا اور یہان ہی فوت ہوا قبر اوسکی باہر شہر کے شرق کیطرف موجود ہے اس
شہر کی آبادی سے اول بھی کبھی کسی زمانہ مین یہان آبادی ہو چکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب اسکے متصل
دیوان خانے حکومت کے کنوان کھودا گیا تو زمین مین سے ایک دوکان رنگریزی کی دبی ہوئی نکلی جسمین سے
چند خم گلی نیل کے تھے پہلی یہہ شہر کچہہ بڑی رونق نہین رکھتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیرخان
راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اوسنے اسکی آبادی مین بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کیطرف
ایک باغ بنوایا اور اوسکے اندر تالاب کھودوایا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی نہر کے پانی سے تالاب پر آب کر کے
کشتیان چھوڑین جنپر نماز پڑہنے والے سوار ہوکر مسجد مین جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیرخان کا
بھی تالاب کے جنوبی کنارے پر موجود ہے جب شیرسنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا وٹالہ کا جاگیردار بنا تو اوسنے بھی اس شہر
مین اچھی آبادی کی اوسنے تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ دری بنوا کر سیر گاہ مقرر کیا اور ایک باغ وبارہ دری

ہوا کرانا اسکا نام رکہا شمشیر خان کے وقت بسبب قدردانی اوس حاکم کے بڑے بڑے عالم و فاضل و مشایخ و سادات
و اہل حرفہ و پیشہ کثرت سے جمع ہوئی اور شہر کی آبادی بہ ایں قدر بڑہ گئی کہ کل دور شہر کا اندازا ... کے ہو گیا تہا
اچہی عمارتیں عالیشان پختہ و مضبوط التعمیر بنیں شہر کے باہر بڑے بڑے باغ بنوائے گئے اور رنگ برنگ کے
میوہ ... میں شیخ محمد فاضل شاہ قادری اس قصبہ میں تشریف لائے مسجد و مدرسہ و حویلیاں بنوا کر تعلیم ظاہری
و تلقین باطنی جاری کی اب مقبرہ حضرت کا زیارتگاہ خاص و عام ہے اور چشمہ نام اونکی تاریخ وفات ہے اونکی
اولاد سے پیر حسین شاہ ایک فاضل اجل لاہور میں فوت ہوئے اور پیر حیدر شاہ سجادہ نشین اس خاندان کے تہے
وہ بہی اب فوت ہو گئے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت جب مرتبہ سکہوں نے حملے کئے اور غارت کیا آخر
جے سنگہ کنہیہ کے قبضہ میں آیا اوسکے بعد رنجیت سنگہ اور رنجیت سنگہ کے بعد صاحبان انگریز حاکم ہوئے انگریزی سلطنت
کے وقت چندے یہ شہر راجہ تیجسنگہ کی جاگیر میں شامل ہوا اور اوسکی حکومت رہی مگر اونکے مرنے کے بعد ضلع
گورداسپور کے ضلع کے شامل ہوا وہ قوم کہتری ایک بازاری دوسری پوندی شہر بٹالہ میں نامور ہیں
پارچہ سوسی کہیس ہمیانیکا تہند اور قیمتی کپڑا وہ رنگ جاتا ہے ریشمی کپڑا اچہی قسم کا بنتا ہے شہر کے تین
کوس پر موضع مسانیان میں حضرت شاہ بدر گیلانی کا مزار ہے اور مسالیہ میلا بڑا بہاری ہوتا ہے شہر کے اندر
بڑی بڑی مسجدیں و مندر ... ان کے پختہ بنے ہوئے ہیں قلعہ بہی وسط میں پختہ تعمیر ہوا ہے بابا نانک
کی شادی اس شہر میں ہوئی تہی جہاں اب مندر بنا ہوا ہے اور جہنڈا گڑا رہتا ہے کلانور ضلع گورداسپور
میں یہ شہر دریائے راوی سے دور پانچ کوس آباد ہے اور شہر سے شمال کو ایک نہر جاری ہے جسکو کرن
کہتے ہیں یہ برام پور سے کلانور تک جسقدر فاصلا ہے اسمیں بہت مقامات پر چشمے نکلتے ہیں اور پانی چشموں کا جمع کر
یہہ نہر روان ہوتی ہے اکبر بادشاہ نے تیرہ برس کی عمر میں کلانور کے مقام پر تخت شاہی کا اجلاس کیا تہا
اور اس مقام کو مبارک جانکر ایک شاہی باغ یہاں بنوایا اور بڑی بڑی پختہ و سنگین عمارتیں حمام وغیرہ باغ کے
اندر تعمیر فرمائیں جو سکہوں نے شہتیروں کی طمع سے گرا دیں مگر نشان اونکے اب تک موجود ہیں چغتائی سلطنت کے
اخیر تک یہہ شہر بڑا وسیع پر آباد رہا آبادی اسکی دن بدن ترقی پر تہی آخر جب یہاں تارا سنگہ کا دور شروع
میں ہوا تو اسکو بہی اونہوں نے لوٹ لیا اور اونکے خوف سے لوگ جا بجا بہاگ گئے تہوڑی سی آبادی باقی
رہگئی اور اس باقیماندہ آبادی پر انگریز سردار قابض ہوتا اور جب حقیقت سنگہ کنہیہ نے یورش کی تو
باقیماندہ شہر بہی غارت ہوا مکانات جلائے گئے پہر تو آبادی کا نام و نشان بہی اسمیں نرہا چند سال کے
ویرانی کے بعد جیمل سنگہ حقیقت سنگہ کے بیٹے نے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور تیس برس تک دوبارہ
آبادی کی بعد وہ ... رہا ... آباد ہو گئی

جمیل سنگھ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگھ اسپر قابض ہوا اب انگریزی قبضہ میں ہے رنجیت سنگھ کے وقت سے اب
دوچند ان سے آباد ہوگیا ہے تجارت کثرت سے ہوتی ہے شہر کی عمارت کل پختہ ہے بازار میں دکانداران
ساہوکار دوکانیں کرتے ہیں گرد نواح اس شہر کا ایسا سرسبز و سیراب ہے کہ خشک سالی میں بھی پانی کی حاجت
نہیں ہے غلہ کی پیداوار کا کچھ حد و حساب نہیں ہے روئی تماکو بھی بکثرت ہوتی جاتی ہے ہر ایک قسم کا ساگپات
طرح طرح کے پیدا ہوتے ہیں باہر شہر کے جنوب کی طرف مزار شیخ محمد افضل کا نوری کا بنا ہوا ہے جو پنجاب میں
ایک کامل ولی ہو گذرے ہیں شجرہ اونکا قادریہ خاندان میں بذریعہ شیخ ابو محمد قادری کے شیخ محمد طاہر لاہوری
کو ملتا ہے اور شیخ محمد فاضل جنکا روضہ بنا ہوا ہے انہیں کے جانشین و خلیفہ تھے اور انہیں کے حکم سے
بٹالہ میں مدرسہ بنایا گیا تھا جسمیں اب تک درویش پڑھتے ہیں اور لنگر جاری ہے **دینانگر** پہاڑ کے
نیچے کے علاقے میں جو باری دوآبہ علاقہ گورداسپور ہے ایک عجیب خوش وضع سرسبز پر فضا سیراب
پختہ مکان ہے چغتائی سلطنت کے اخیر وقت یہہ شہر آدینہ بیگ خان ناظم دوآبہ بست جالندھر نے آباد کیا
اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ نگر رکھا بانی کے عہد میں جب آبادی اسکی بڑھی اوج پر تھی دور دور سے
علما فضلا مشایخ ہنود اہل پیشہ و حرفہ صاحب کمال یہاں آباد ہوئے اور بانی نے اونکو بکمال التجا یہاں لاکر
رکھا اوسوقت گویا یہہ شہر مجمع علما و فضلا و مرجع اہل ہنر و پیشہ تھا علاوہ اسکے ایک وجہ جلد تر آباد
ہوجانے اس شہر کی یہہ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک میں سکھہ غارت کرتے تھے سوائے علاقے آدینہ بیگ خان
کے اوس سے اونکو کمال خوف تھا اسلئے پنجاب کے دور دور ملکوں سے لوگ اوٹھکر یہاں آرہے آدینہ بیگ
خان نے یہاں ایک باغ بنوایا اور شاہ نہر جو بادہو پور سے لاہور کو گئی ہے باغ کے درمیان سے لی اور
بڑی بڑی عمارات عالیشان اوسمیں بنوائیں اور بھی شہر کے گرد اسقدر باغ اور چشمے جاری ہیں کہ گویا وہ
تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے آموں اور سنگتروں وغیرہ درختوں کا کچھ حد و حساب نہیں ہے پانی نہروں کا سجا
ہوا ہے شہر کے شمال کی طرف ایک بھاری نالہ ہے جو ہمیشہ بہتا رہتا ہے اور اوس نالہ کے اوپر پل بناکر
بادہو پور کے نہر کا پانی اوسکے اوپر سے گذارا گیا ہے جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو سکھوں نے دل کھول کھول اسکو لوٹا
اور ایسی بار نہیں وہ آباد شہر کو وہیں لوٹ میں ویران کر دیا چند سال یہہ ویران پڑا رہا پھر جید اسنگہ کنہیا نے
اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال تھوڑے میں اچھی آبادی ہوگئی بیس برس تک وہ اسپر قابض و متصرف
جب وہ مرگیا تو گلاب سنگھ اوسکے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد رنجیت سنگھ نے اوسکو بیدخل کر دیا
اور کل علاقہ دینانگر کا رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگیا رنجیت سنگھ نے یہہ مکان بادلنشین و سیراب و سرسبز
دیکھکر اسکی آبادی کی طرف بدل توجہ کی اور اچھی اچھی عمارتیں بنوائیں ایک باغ سرکار کا بنوایا کل امرا کو

بھی حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مکانات یہاں بنوائیں اس حکم کی تعمیل ہوکر آبادی بہت بڑھ گئی اور خود رنجیت سنگھ سال بھر میں دو دو تین تین مہینے یہاں رہکر گرمی کا موسم بسر کرتا اور شکار کھیلتا اب بھی اس شہر میں بڑی رونق ہے بڑے بڑے سوداگر بھاڑسے مال لیکر آتے ہیں بازار اسکا چورستہ قطع پر بنا ہوا نہایت خوشنما واقع ہے میوے ہر ایک طرح کے بکثرت پیدا ہوتے ہیں خصوصاً آموں کی حد سے زیادہ افراط ہے جا بجا نہروں اور چشموں کے پانی لہراتے ہیں آبادی اسکی بیاس اور دریاے راوی کی عین وسط میں ہے اس سے کوس پر دریاے بیاس اور پانچ کوس پر راوی چلتی ہے **کھرا ملو** ضلع گورداسپور میں آدینہ نگر سے اڑہائی کوس کے فاصلہ پر یہ شہر آباد ہے عمارات اسکی پختہ و بازار ذی رونق واقع ہیں قدیم سے مالک یہاں کہتری چلے آتے ہیں اب مسلمان بھی بکثرت رہتے ہیں اسکے پاس ایک پانی کی جھیل ہے جسکا عرض و طول تین کوس شمار میں آتا ہے وہ جھیل ہمیشہ پر آب رہتی ہے کنول کے پھول اسمیں اس کثرت سے پیدا ہوتے ہیں کہ دور سے جھیل کا سطح ایک گلزار پھولی ہوئی نظر آتی ہے مچھلی و مرغابی کا شکار عام ہے رنجیت سنگھ و شیر سنگھ مہینوں یہاں آکر شکار کھیلا کرتے تھے نہر کرن جو کلانور کے نیچے بہتی ہوئی اجنالہ کو جاتی ہے وہ اسی جھیل سے نکلتی ہے گرد نواح اسکے آم کے درخت بیشمار ہیں بہار کے موسم میں یہاں کے لوگ گویا جنت العدن کے مقیم ہوتے ہیں آب و ہوا یہاں کی خوش اور خطہ دلکش ہے **پٹھان کوٹ** گورداسپورہ کے ضلع میں یہ شہر تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورداسپورہ کے کام کرتا ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی لودیوں کے سلطنت کے وقت تاتار خان لودی پنجاب کے حاکم نے کی اور پٹھان کوٹ نام رکھا شاہجہان بادشاہ کے وقت ایک قلعہ نہایت مضبوط پختہ شہر کی شرق کی طرف بنوایا گیا اور شاہی فوج قلعہ میں مامور ہوئی اور حکم ہوا کہ کل پہاڑی راجے جنکا علاقہ پنجاب کی جنوبی سمت سے ملتا ہے وہ سب پٹھان کوٹ کے قلعدار کے ماتحت رہیں اور قلعدار سال بسال نذرانہ راجوں سے وصول کرکے داخل خزانہ شاہی کیا کرے غرض کہ یہ سرحدی قلعہ کوہ شمالی کے تمام راجوں پر حکومت کرتا تھا اخیر سلطنت کے اخیر تک یہ انتظام قائم رہا آخر جب غارتگری سکھوں کی شروع ہوئی تو یہ قلعہ و شہر کہنیہ مثل کے سکھوں کے قبضہ میں آگیا اور رامدسی مثل سے تارا سنگھ نام ایک سکھ یہاں کا حاکم بن بیٹھا قلعہ کے اندر اپنی رہنے کے گھر ادنے بڑے بلند بنوائے ۱۱۸۸ ہجری میں جیدا سنگھ و گھنڈا سنگھ بھنگی مثل کے سرداروں نے اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا اور رامگڑہیہ سکھوں کے اتفاق سے ادہر کو روانہ ہوئے جب دینانگر تک پہنچے تو ایک سردار ان دونوں میں سے مرگیا دوسرے نے اس مہم کو نامبارک سمجھکر فوج واپس کر لی اور تارا سنگھ بدستور پٹھان کوٹ کی حکومت پر روشن رہا جب رنجیت سنگھ کا وقت آیا تو تارا سنگھ کے دو بیٹے باپ کے مخالف ہوکر رنجیت سنگھ کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ رنجیت سنگھ انکا حامی ہوکر پٹھان کوٹ پر انکا قبضہ

کرادیا سیہ جسونت سنگہ کہ اپنے ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا فوراً لاہور سے چڑھ آیا اور سیہ اکبر اپنی ساس کی
فوج مدد لیکر پٹھان کوٹ آ پہونچا اور خفیف سی لڑائی کر کر قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جما کر واپس
چلا گیا اور تارا سنگہ کے دو تین لڑکوں کو بھی جو اپنے باپ کے بدخواہ ہوے تھے ایک خرچ پہرہ دیا اب بعد
شہر انگریزی حکومت میں ہے اور سرکار نے وہ قلعہ مسمار کر کر اینٹیں اوسکی بارہ دری واسطے بڑی نہر کے
پلون وغیرہ عمارات میں صرف کی اور زمین قلعہ کی نیلام کر کر روپیہ داخل سرکار ہو گیا **شاہپور**
یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے کرہ ون کے اندر راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اور اسی کے نزدیک اوسکی
پہاڑ سے نکلکر میدان میں بہتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ نہیں کچھ لوگ تو پہر و مکان رہتے ہیں اور کچھ کچے
مکانون میں آباد ہیں فی الحال اس قصبہ کا بارانی ہے شمال کے طرف قصبہ کے ایک مضبوط قدیمی قلعہ اگلے
راجون کا بنا ہوا موجود تھا بسبب اسکے فی الحال بارانی کے زمیندار یہان کے چندان آسودہ حال نہیں ہیں
یہہ قصبہ شاہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اسکی آبادی کا یہہ تھا کہ یہہ ملک قدیمی عہد سے
نورپور کے راج کے تابع چلا آتا تھا شاہجہان بادشاہ کے وقت جگت سنگہ برادرزادہ راجہ راجروپ والی
نورپور کا اوس سے رنجیدہ ہو کر مقام دہلی بادشاہ کے خدمت میں پہونچا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان
ہو کر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے از روی انصاف نورپور کے کل راج میں سے نصف ملک اوسکو دلایا
اوس نے یہان پہونچکر یہہ قصبہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اسکا شاہپور رکہا اور اپنا دار الریاست
بنایا مرید خان کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا بخت خان مسند نشین ہوا اوسکے پیچھے محمد خان پہر سعید خان
اپنے اپنے وقت تک ریاست کے ہوتے رہے سعید خان کے وقت چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی پرتھی سنگہ نورپور
کے راجہ نے قدیمی عداوت کو پہر تازہ کیا اور پہاڑی راجون کی مدد لیکر سعید خان پر یورش کی اور ملک چہین لیا
اوسپر جسونت سنگہ نے غالب آکر یہہ کل علاقہ اپنی قبضہ میں کر لیا **سجانپور** گورداسپور کے ضلع اور
باری دوآبہ کے علاقہ میں یہہ ایک مشہور آباد قصبہ ہے پہلے یہہ اسکا نون تلوا اگرہ گاؤن کی وراثت کا
تہا جب امر سنگہ کٹوچ نے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت اپنا تصرف یہان بٹھایا تو اوسنے اسی جگہ کو پسند اختیار
کی اور ایک قلعہ چار برج اور پختہ ڈیوڑہی کا بنوا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے پختہ حویلیان بنائیں تعمیر
قلعہ کے تعمیر ہونے سے یہہ گاؤن جائے امن ہو گیا اور گرد و نواح کے گاؤن کے لوگ جو سکہان غارتگری سے
یہان تنگ آئی ہوے تھے یہان آکر بسنے لگے جب آبادی بڑہ گئی تو کچا شہر پناہ بنوایا گیا اور تین دروازے
رکہے گئے مدت تک امر سنگہ کی حکومت اوسپر رہی اور ایک باغ بہی اوس نے یہان بنوایا اوسکے بعد جسونت سنگہ
نے یہان قبضہ پایا تو ایک باغ اوسکے وقت میں بہی بنا اور شاہجہانی نہر پر جو اس قصبہ سے آدہ کوس

پر سے پختہ پل باندھا گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز و شاداب پہاڑ کے نیچے ہے غلہ افراط سے
پیدا ہوتا ہے خصوصاً چانول نہایت باریک خوشبو ہوتے ہیں ہلدی کی پیدایش کا یہاں حد و حساب نہیں ہے گنا
یہاں کا بہت میٹھا و لذیذ مشہور ہے محال یہاں کا نہری و بارانی ہے کشمیری لوگ یہاں بہت رہتے ہیں اونکے
پٹیان بہت عمدہ بنتی ہیں دریاے راوی یہاں سے اڈہائی کوس اور بیاس گیارہ کوس پر ہے اور بسبب سبزی
و شادابی کے گرمی کے موسم میں یہہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کانووان** ضلع گورداسپور و باری
دوابہ کے علاقہ میں یہہ قصبہ دریا کے کنارے نالہ کے آباد ہے شاہان دہلی کے وقت میں بسبب اسکے کہ اکثر
بادشاہ اکثر اوقات یہان آکر شکار کہیلا کرتے تہے یہہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے ٹہرنے کے
مکانات امیرون نے یہان پختہ و عالیشان بنوائے اس شہر سے بیاس تک چہہ میل چوڑی اور چہتیس کوس
لمبی زمین ہرا بہرا آب خیز اور پست ہے بہت گانو اوسمین آباد ہین اور بعض مقامات پر بسبب اشجار و جنگل بسیار
گذر پیادہ و سوار کا بہی وہان مشکل ہوتا ہے آہو و گوزن وغیرہ جنگلی درندون کا شمار نہین ہے شیران
مردم خوار و پلنگان آہو شکار جو کہ خلق آزار ہیں وہان اتنے رہتے ہین کہ کہین نہین رہتے اور ایک جہیل
بڑی عرض و طول کی یہان موجود تہی جسکو کانووان کا چہنب بولتے تہے اوسمین مچہلی مرغابی کا شکار بہی انتہا سیر و
شکار کے شوق مند وہان کشتی مین بیٹہہ کر شکار کہیلتے تہے کنول کے پہول سنگہاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پہول
پیدا ہوتی تہین سنگہاڑہ خشک و تر کی یہان تجارت ہوتی تہی جہیل کے اندر شہنشاہ اکبر نے حویلیان و نشیمن و سیرگاہین بنوائی تہین
جنکے نشان موجود ہین شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے بہی اپنی عملداری کے وقت اس جہیل کے اندر ایک
بارہ دری تعمیر کی اور مدت تک یہان شکار کہیلا کیا غرضکہ پنجاب کے ملک مین ایسی شکارگاہ اور کوئی
جگہہ نہین تہی کہ جہان دشتی و آبی دونو قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اتنی بڑی جہیل کا
پانی نکلوا کر زمین خالی کر دی اور تمام آباد و قابل زراعت کرا دی اب اوس جگہہ لاکہون من غلہ پیدا ہوتا ہے
اور کئی گانو نئے آباد ہو گئے ہین **سری گوبند پور** باری دوآبہ ضلع گورداسپور تحصیل
بٹالہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریاے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو بفاصلہ [illegible]
میل کے آباد ہے آبادی اسکی دریاے بیاس کے اونچے کنارے کے اوپر واقع ہے بانی اسکا گورو ارجن سکہون کا
[illegible] جالندہر سے [illegible] یہہ بستی ہرگوبند چہوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول یہہ گانو بہت چہوٹا تہا
بعد ازان جسقدر ترقی سکہون کی ہوتی گئی اوسیقدر یہہ گانو آباد ہوتا چلا گیا پہلے تمام شہر مین مغلون کے محلہ
مین ایک ہی مسجد بنی ہوئی تہی سکہہ مسلمانون کو دوسری مسجد بنانے نہین دیتے تہے اب جب سے سرکار
انگریزی کی عملداری ہوئی ہے مسجدین بہت بن گئی ہین اور بسبب وسیع ہونے زمین قصبہ کے گردون کا

پانی بہت دور اور عمیق ہے مجال اس قصبہ کا اکثر بارانی ہے قصبہ مین مکانات پختہ بہت بنی ہوئی ہین
بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہی بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین **فتح آباد** یہ بھی دوآبہ
کے علاقہ مین یہہ قصبہ شاہنشاہ جہانگیر کے عہد مین ونبے بلند کنارے دریاے بیاس پر آباد ہوا اور
نام اسکا شاہ آباد رکہا گیا پھر آدینہ بیگ خان کے حکومت کے وقت بسبب اسکے کہ وہ اور اوسکا لشکر
آدینہ نگر کے آباد ہونے سے پہلے یہان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑہ گئی اور نوبت آبادی کی چار ہزار
گھر اور ایکہزار دوکان تک پہونچ گئی مگر آدینہ بیگ کے مرنے کے بعد سکہان سنگہ اسکے طرف بہت
متوجہ ہوئے کئی مرتبہ غارت کیا مکانات اسکے جلا دئے بڑے بڑے عمارات کو منہدم کرکے شہتیر نکالکر لے لئے
غرض سکہون نے اسکی ویرانی و بے چراغی مین ایک دقیقہ باقی نچھوڑا چند سال تک یہہ اجڑا ہوا پڑا رہا کچھہ
مدت کے بعد اسکی آبادی پھر شروع ہوئی اور بھاگے ہوئے لوگون نے پھر آکر اپنے مکانات بنہائے
اور کچی پکی عمارتین مختلط تعمیر کین بعد ازان جب فتحسنگہ اہلو والیہ نے اسکو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدل کے
فتح آباد نام رکہہ دیا اور فتحسنگہ کے اہلکار جو اکثر مسلمان تھے اونہون نے چند مسجدین و حویلیان پختہ
تعمیر کین **ڈیرہ نانک** یہہ قصبہ دریاے راوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس بگوشہ
شمال مشرق آباد ہے سکہون کی عملداری مین اس قصبہ مین بڑی آبادی ہوئی پختہ مکانات بنے
بازار کشادہ بنایا گیا تجارت کی ترقی ہوئی اور ایک سبب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبہ کا یہہ ہوا کہ بید
نانک کی اولاد یہان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکہہ ہزارہا روپیہ نذر کے اونکو دیتے اور
نانک کے مندر پر چڑہاتے تھے رنجیت سنگہ کے وقت پانسو گانو اوس مندر کے مصارف کے واسطے واگذار
ہوئے اور بیشمار روپیہ نقد نذرانہ سے بھی نذر انہیں جاتا کئی مرتبہ خود بھی رنجیت سنگہ وہان گیا اور ہزارہا
روپیہ و جواہرات و اشرفی نذر کئے رنجیت سنگہ کی عملداری مین کئی مرتبہ بیدیون کی آپس مین جنگ و جدل
و کشت و خون وقوع مین آیا مگر رنجیت سنگہ نے بپاس ادب اونکے معاملات مین دخل ندیا بلکہ وہ اسقدر
مطلق العنان تھے کہ جو چاہتے سو کر دیتے کوئی اونکا پرسان حال نہوتا مندر نانک کا جسکو نانک کا ڈیرہ
کہتے ہین رنجیت سنگہ نے بڑا عالیشان بنوایا گنبد طلائی کرایا ہندو کہتری مسلمان اس قصبہ مین بہت رہتے ہین
مگر بیدی بکثرت ہین ان مین سے اب بھی بعض جاگیردار و پنشن دار ہین **شکر گڈہ** ضلع گورداسپور
مین یہہ ایک قصبہ اور پرگنہ کا صدر مقام ہے تحصیلدار اسسٹنٹ صاحب ضلع گورداسپور کے یہان کام
کرتا ہے عمارت اسکی خام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تھانہ کا مکان پختہ بنا ہوا ہے پہلے یہہ غیر
مشہور قصبہ تھا مگر اب بسبب مقرر ہونے تحصیل کے مشہور ہوگیا ہے شکرگڈہ اصل مین نام ایک ذات کا

ہے جسمین اب کچہری تحصیل کی ہوتی ہے یہہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگہ نے بنوایا تھا جو آغاز سلطنت سکہی
مین اس علاقہ مین قابض ہوا تھا پھر سرداران سندہانوالیہ نے جنکی جاگیر مین یہہ علاقہ تھا اس قلعہ کو درست کیا
گانو کا نام اصل مین کوٹلی ہے لیکن اس علاقہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہے قوم گوجر اس پرگنہ مین بکثرت رہتی ہے
اور موضع دینپور مین تمبر گنڈہ بیری کی ہے وہان سال بسال میلہ ہوتا ہے **شہر لاہور**
یہہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد
ہے عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تو اگلے زمانون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوہور
اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی اس شہر کو کتاب قران السعدین مین لاہور کے نام سے یاد کرتے ہین اور
شعر مندرجہ ذیل اوس کتاب کا یہہ ہے ~ از حد سامانہ تا لاہور ہیچ عمارت نہ مگر در کثور ~ اس سے معلوم
ہوا کہ آٹھوین صدی سنہ ہجری کے ابتدا مین جب امیر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شہر کا نام لاہور
ہی تھا اصلی نام اس شہر کے بانی کا بسبب گذرجانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ آیا یہہ اصل
کس راجہ نے اسکی بنیاد رکہی عموماً یہہ مشہور ہے کہ راجہ رامچندر کے بیٹے لو نے اسکو آباد کیا اور لوپور نام رکہا
پھر لوپور سے لاہور بغلط العام مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بھی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے
لیکن سواے خلاصۃ التواریخ کے اور کسی تاریخ پرانی مین لاہور کا کہین ذکر نہین آیا ہے بلکہ صاحب رسالہ
تحفۃ الواصلین جسکو مسمی احمد بخاری نے سال ۱۲۴۳ھ مین بنا بر فرمایش کے وقت لاہور کے علما و
مشایخ کے حال مین تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اس شہر کو
اول راجہ بکرماجیت نے جو پانڈون کی اولاد سے تھا بنایا اور نام اسکا پور رکہا اور وہ
آبادی اسکی قائم رہی پھر کچہہ مدت کے بعد یہہ شہر ویران ہوگیا مدت بعد راجہ کے
حکم سے اسکی آبادی کی بنا رکہی گئی ہنوز آباد نہین ہونے پایا تھا کہ بکرماجیت مرگیا اور سمندپال کی تخت نشینی
ہوا اوسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہونچی اور سمند نگری نام مشہور ہوا بعد ازان جب راجہ دیسنگہ دہلی
کے تخت پر بیٹھا تو اوسنے یہہ شہر لوہارچند اپنے برادر زادہ کی جاگیر مین بمعہ کل ملک متعلقہ پنجاب کے عطا کیا
اوسنے اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی اور سمند نگری سے نام بدل کر لوہار پور
رکہا بعد مدت کے بسبب کثرت استعمال کے لوہارپور کے لفظ سے یا اور دال حذف ہوکر لاہور رہگیا تب سے
یہہ دار السلطنت مقرر ہے سلطان سبکتگین و سلطان محمود غزنوی کے وقت راجہ اس شہر کا جی پال تھا جسکے
بعد انندپال اوسکا بیٹا راجہ بنا اور پیچہے سے جب سنگہ کے عہد تک برابر تسلط اہل اسلام کا رہا اس عرصہ
یہہ شہر بہت مرتبہ لوٹا گیا اور غارت ہوا کہ حال مفصل اون صدمون کا ذکر کرنا کی تواریخ مین علیحدہ تحریر ہوگا اکبر یا او

جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری عہد میں اسکی آبادی نے بڑی ترقی پائی حصار کے باہر بھی دور تک آباد ہو
چلا گیا تھا مسجد موضع مزنگ جو اب لاہور سے ایک کوس پر ہے وہ عین ایک محلہ باہر کی آبادی میں تھا
جنوب مشرق کے سمت کو اسکی آبادی میانمیر کے روضہ کے در سے تک تھی اور موضع گنج جو لاہور سے تین
میل پر ہے وہ بھی گنج پورہ محلہ کہلاتا تھا بہت سے محلے مثل گذر لنگر خان و دولی دواری و لکھی محلہ و سید مٹھہ
خوجہ محلہ وغیرہ شہر کے باہر آباد ہو گئی تھی اور آبادی کی یہ حالت کہ جہانگیر بادشاہ کے عہد میں فی الحال ہزار ہا روپیہ میں فروخت ہوتی تھی
انھیں بادشاہوں کے عہد میں قلعہ لاہور و مثمن برج و شالامار و مسجد وزیر خان و بادشاہی مسجد وغیرہ اور
ہزاروں عمارتیں عالیشان لاکھہا روپیہ کے صرف سے تیار ہوئیں بلکہ شاہجہانی عملداری میں ایک مکان عالیشان
آصف خان وزیر کا اس شہر میں بائیس لاکھ روپیہ کے تیاری کا تھا جسکا نام و نشان سکھوں نے بجز ایک چبوترہ کے نہ
دارا شکوہ شہزادے نے بھی اپنی حویلی کے دہلی دروازہ کے باہر ایسا بنوایا تھا جسکے ساتھ کا اور دوسرا خوب
ہند کی سرزمین میں نہ تھا وہ بھی سکھوں کی دست درازی سے گرا دیا گیا جسکی بنیاد کی اینٹیں لگا لگا کر اب سلطان محمد
ٹھیکہ دار نے سرائے بنوائی عالمگیر کے عہد میں دریا سے راوی شہر کے قریب آگیا قریب تھا کہ شہر غرقاب ہو جاتا
بادشاہ نے بہت سارا روپیہ صرف کر کے ایک پختہ بند تین کوس تک بنوایا اور سینکڑوں پانی کے غرقیاں تھمیں یہ بند
جسکے نشان اب تک موجود ہیں جب تباہی سلطنت کی آئی اور وقت سکھوں نے دست درازی کی کھول کھول کے
اس شہر کو لوٹا اور جلایا گھر مسمار کر دئے لکڑیاں تک اکھاڑ لے گئے اس سبب حصار سے باہر جسقدر آباد تھا کل
اجڑ گیا بلکہ حصار کے اندر بھی جو حصہ آباد رہ گیا باقی سے لوگ سکھوں کے ظلم کے مارے بھاگ کر چلے گئے
شہر جالندھر کی وہ آفت آئی کہ آدھا اس سے بھی زیادہ گھروں کی اینٹیں بک گئیں گھر ویران ہو کر کھنڈر ہو گئے
کے دروازے بند کر کے مر گئے کوئی کسی کا حال پرسان نہ تھا اور شہر میں تین حاکم سکھوں کے علیحدہ علیحدہ بادشاہ
آبادی میں حکمران تھے وہ رعایا سے بھی زیادہ تر ہوسکے تھے آخر جب رنجیت سنگھ کی ہوئی تو اول تیرہ روز تک
رات دن سخت محنت کی اور بہت تکلیف شہر کی اور دوبارہ صورت آبادی کی ظہور میں آئی اور بہت
بڑی کوشش سے حصار کے اندر کا شہر آباد کیا شہر پناہ کے مرمت کی بنیاد ڈالی اور دروازے دوہرے درواز
بنوائے امرا و وزرا نے بھی مثل جمعدار خوشحال سنگھ و دھیان سنگھ و فقیر عزیز الدین و نور الدین و راجہ دینا ناتھ
وغیرہ بڑے امیروں نے بڑے بڑے عمارات عالیشان بلند و وسیع بنوائیں باغ بنوائے اگرچہ بادشاہی عمارات
مثل مسجد بادشاہی و مقبرہ جہانگیر کے مرمت کیطرف رنجیت سنگھ نے توجہ کی تاہم اونکی پتھر اوکھڑوا کر
ویران کر دیا تھا گر نئے مکانات حویلیاں باغ وغیرہ اونکی بنوائے تھے الغرض سکھوں کی اخیر سلطنت
تک لاہور کی آبادی دن بدن ترقی پر تھی صرف کوچہ بازار میلے اور کچے کچے بے ہودہ تھے

جب انگریزی زمانہ آیا تو انہون نے آتے ہی شہر کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا مقطع وخوشنما تعمیر کرایا
ہزارون کوٹھیان بارگین نئی تعمیر ہوئین پرانے کھنڈرات لاہور کے برابر کرا کے بڑی بڑی مٹاکین ناہموار
زمینون کو ہموار کیا پرانے بادشاہی مکانات کی مرمت کرائی میان میر کے میدان مین جہان آبادی کا نام
نتھا چھاونی فوج کی مقرر کی اور اسقدر آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور وہان آباد ہو گیا شہر کے خندق
بھروا کر خندق کی جگہہ چارون طرف باغ لگوا دئے ایک چھوٹی سی نہر لاہور کے زیر دیوار کہدوا کر
فیض عام جاری کیا زنانے مردانے گہاٹ نہانے دہونے کے نہر کے اندر پختہ بنوائے شہر پناہ لاہور کا
جو بڑا بلند و بہو قوع تھا گروا کر پست بنوایا شہر کے بازارون کے سڑکون کے از سر نو فرش کروا کر یکطرفہ نالئین
رکہوائین دوکانون کے آگے چوبی چھپر خوشنما بنے ریل کا بڑا اڈا ایسا پختہ وخوشنما وخوبصورت بنا کہ ایسی اور کوئی عمارت
انگریزی عہد مین پہلے نہ بنی تھی غرضکہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب وزینت کے بڑھانے مین کوئی دقیقہ
باقی نہین چھوڑا اور فیض علم کا اسقدر جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کوچہ کوچہ مدرسے سرکاری اور شہر والون
کے جاری ہین بڑے مدرسے سرکاری کالج وتعلیم المعلمین ہین اور سکے شاخین شہر کے اندر جا بجا پہیلی ہوئی
ہین دوسرا بڑا مدرسہ مشن کہلاتا ہے جو پادریکا ہے اور سکے شاخین بھی بہت ہین یونیورسٹی وانجمن کی
کمیٹیان ہوکر رسالے معرفت ترقی علم اور رفاہ عام کی تدبیرین سوچی جاتی ہین ڈایرکٹر صاحب جو بڑے
افسر مدارس پنجاب کے ہین وہ بھی لاہور مین رہتے ہین اس سبب سے اور بھی علم کی ترقی مین ترقی ہوتی چلی جاتی ہے
اشراف اجلاف ہندو مسلمان انکی چار حصہ جو ہے سو علم پڑہتے کسیکو مناسبت نہین ہے علاوہ اسکے ایک بڑا
موجب ترقی علم کا یہ ہے کہ خاص لاہور مین اکثر چھاپے خانے جاری ہین جنمین ہر ایک علم کی کتاب چھپتی ہے
اور جو کتاب پہلے روپیون کو ملتی تھی اب پیسون کو ملجاتی ہے - عمارت اس شہر کی پختہ دکنجان ہے مکانات
دو منزلہ سہ منزلہ چار منزلہ پنجم منزلہ بکثرت ہین اکا منزلہ بہت کم ہین کوچے بازار تنگ ہین کارخانے پشمینہ
وردی وریشم کی بہت جاری ہین گلبدن ریشمی دریان بڑا اعلی بنا جاتا ہے اور صدہا کارخانے جاری ہین
جنکی تفصیل لکہنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم ہندو کہتری اروڑے مسلمان سید قریشی مغل پٹہان
شیخ خوجے کشمیری بکثرت یہان رہتے ہین آب وہوا لاہور کی اچھی ہے گرمی وسردی بدرجہ اوسط ہے شہر کے
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش پوش خوشگو مدارات ہین مگر اب جہوٹہہ اور فریب اور دغا اور بہت تکرار
اور دورنگی بہت پہیل گئی ہے - یہہ شہر دار السلطنت کل پنجاب کا ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر وصاحبان
چیف کورٹ وفنانشل کمشنر بہادر وڈایرکٹر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر وغیرہ حکام اعلی جنکی حکومت کل پنجاب پر ہے یہان قیام
رکہتے ہین ضلع وکمشنری کی کچہری بہی یہان ہوتی ہے کمشنری سے متعلق لاہور گوجرانوالہ فیروزپور تین ضلع اور

ضلع کے متعلق چار پرگنے لاہور چونیان قصور شرقپور ہے اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کے کچہریان باستحقاق صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے الگ ہوتے ہین ایک کچہری آنریری مجسٹریٹون کی جنمین نواب نوازش علی خان و نواب
عبد المجید خان و فقیر قمر الدین و شیخ شاہ دین خان و رائے مول سنگہ و دیوان بھگوان داس و پنڈت جوالا ناتھ و دلسکھ رام عالم
ہین لاہور کے اندر ہوتی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان بخیا تھہ ضلع مین کچہری کرتے ہین اور ہموا میران
رئیسون کے اور رؤسا لاہور کے مثل راجہ ہربنس سنگہ و نواب غلام محبوب سبحانی وغیرہ اگرچہ عدالت کے کام
لاہور کمشین ہین مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورت وکمیٹی مین وہ بلائے جاتے ہین شہر کی صفائی کا کام بھی میونسپل
کمیٹی کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے چونگی کی مد سے ہوتے ہین اوسی کمیٹی کے تجویز سے
ہوتے ہین کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے موجب چھہ لاکہہ چھتالیس ہزار تین سو تین تھے مگر اب زیادہ تر
ترقی ہے ضلع کی کچہری کا مکان نہایت عالیشان بن رہا ہے — فقیر غلام سرور جامع اوراق بھی خاص
لاہور کا رہنے والا ہے بزرگ بندہ کے ملتان سے لاہور مین آئے تھے اور اپنے رہنے کا محلہ علیحدہ آباد کر لیا
تھا جو اب تک مفتیون کی کوٹھی کہلاتا ہے چالیسی قحط کے تفرقے مین بندہ کے بزرگ بھی لاہور سے جا بجا
نکل گئے اور تو اس کے وقت واپس آگئے صرف میان محمد بخش قریشی برادر عم جدی بندہ کا موضع منج ضلع امرتسر
رہتا ہی اور احمد بخش جو کمشنری کا بہی رہتا تہا احمد بخش کا باپ چچا زاد بھائی ہے اور بندہ کا دادا مفتی رحیم اللہ تینون
حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد بتوسل سسرال کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہان بود و باش اختیار
کی اور محمد بخش کا دادا مفتی مولی بخش موضع منج مین جا کر رہے اونکے بعد مفتی نبی بخش و امیر بخش و عمر بخش و حسن علی چار
بھائی وہان [illegible] اب وہین ہے [illegible] امیر بخش کا بیٹا رہتا ہے لاہور مین بندہ او [illegible]
برادر زادگان پسران [illegible] و مظفر دین و فصیح الدین پسران و غلام محی الدین پسر مفتی غلام رسول مرحوم رہتا ہی
ان سب شیخ عماد الدین کا ذکر یا ملتانی کے احوال مین تحریر کریگا — شہر لاہور کے مسلمان رئیسون مین سے نواب
نوازش علی خان فرزند نواب علی رضا خان قزلباش بڑے رئیس و جاگیردار و فیاض صاحب خیر و برکت ہین
اگرچہ مذہب شیعہ رکھتے ہین مگر تعصب کا نام بھی نہین ایام محرم مین اونکے دولتخانہ مین سے برابر فیض سنی و شیعہ
کو ہوتا ہے بہت سادہ وضع اس ہستی کا کارخیر و دینی و دنیاوی مین صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہے
اونکے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال خلیق و حلیم اور خیرخواہ خلائق ہین — دوسرے رئیس
نواب غلام محبوب سبحانی ہین جنکے باپ نواب شیخ امام الدین اور دادا شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کے عہد مین کشمیر کے
ناظم تھے یہ رئیس سخن سنج و سخن فہم بھی ہے فارسی شعر بہت اچھا شستہ لکھتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہین
البتہ آمدنی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہے اس خاندان کے معزز رئیسون مین سے

وباذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت خلیق ہے۔ لاہور کے نیکنام اہلکارون مین سے فی زمانا سردار جھنڈا سنگھ
کوتوال اس لائق ہین کہ اونکا ذکر خیر کتاب مین درج ہو یہ شخص صحبت وخلق کے وقت نہایت نرم اور کارہائے
سیاست مین نہایت گرم ہے طرفہ یہ ہے کہ اوسکے نیک عادتون سے حاکم ورعایا دونو خوش ہین ملازم پولیس
ہوکر نیکنام رہنا اوسی مرد کا کام ہے باوجودیکہ کار سرکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
کرتا چورون وبدمعاشون کو برابر سزائین ہوتی ہین تسپر بھی شہر والون مین سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک
کیا بد اس شخص کے مداح وثناخوان ہین۔ رلے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویژن بھی سرکاری
عہدہ دارون اور رؤسائے نامی گرامی مین سے ایک چشمہ فیض ودریائے مروت مشہور ہین اونکے اوصاف
حمیدہ وخصائل پسندیدہ کی تشریح احاطہ تحریر وتقریر سے افزون ہے ہزارون آدمی اونکے خوان
مروت واحسان سے بہرہ پاتے ہین مولف کتاب غلام سرور بھی چھ سال کے عرصہ سے اونہین کے
ملازمون ونمکخوارون کے سلک مین منسلک ہے طبیعت رای صاحب کی نہایت موزون ہے اور فارسی
نظم لکہنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی ویادگار ہندی وجنگ نامہ وظفر نامہ رنجیت سنگھ
المعروف رنجیت نامہ اونکے مصنفہ ومنظومہ کتابین بار بار چھپ کر مشہور ہوچکی ہین اردو مین بھی اخلاق
ہندی ومناجات ہندی دو کتابین مقبول ومنظور خاص وعام ہین ہندی اونکا تخلص ہے اب ایک جلد بڑی
تصنیف اونکی تاریخ پنجاب مشہور ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے۔ لاہور کے علما وفضلا مین سے حافظ ولی اللہ
کو ایک پہلوان دین تصور کیا جائے تو بجا ہے کہ علم مناظرہ مین بڑے بڑے پادری عیسائی اونکی رد و
لاجواب ہوچکے ہین شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہین کہ کوئی بول نہین سکتا آجکل لاہور مین
اسی بزرگ کا فتوی احکام دین مین مانا جاتا ہے باوجود نابینائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی
اسقدر عنایت کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو زبانی یاد ہین اگرچہ مولوی خلیفہ حمید الدین وغلام محمد وغیرہ
اور فضلا لاہور کے خاندانی مولوی وفاضل موجود ہین مگر حافظ ولی اللہ کے حافظہ کو کوئی نہین پہونچتا
اور جو اس زمانہ کے نو تعلیم یافتہ مولوی وفاضل یونیورسٹی سے سند یافتہ پیدا ہوئے ہین وہ مروجہ علم
ریاضی ومنطق وتحریرات قلیدس ونظم ونثر کے فاضل ہین دینی علوم مین اونکو بہرہ نہین اگرچہ ورد آتا
تاہم با دیگر نسبت سے قدر رہا ہو اونمین ہے خلق وادب غیر ستانی نام کو نہین اونکو اظہار نام مین صرف تضیع
اوقات ہے اسواسطے متروک ہین لاہور کے شعرا سے شیرین کلام مین سے پرانا شاعر ونام آور فرید الدین
المتخلص بہ فرید ہے سکہون کے وقت وہ استاد مشہور تھا فی الحقیقت اوسوقت سخن گوئی مین وہ ثانی
نہین رکھتا تھا مگر جب سے دولت انگریزی عملداری ہوئی اوسنے شعر لکہنا ترک کردیا ہے عمر بھی ضعیفی کی آگئی ہے

علاوہ اسکے نکتہ داری کے کام نے اوسکا مغز خالی کر دیا۔ دوسرے الٰہی بخش رفیق اگرچہ خاص لاہور کے
رہنے والا نہین مگر آجکل وہ لاہور کے شعرا مین سے تصور کیا جاتا ہے شعر اردو لایق تعریف کہتا ہے مفتی امام بخش
بٹالوی ایک مشہور شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسین آزاد بھی نہایت اچھا اردو
فارسی شعر لکھتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہین سید شاہ سردار گیلانی شایق تخلص بھی نہایت شستہ شعر
لکہتے تھے افسوس کہ اب وہ فوت ہوگئے ہین اونکے شاگردون مین سے میان ذبیح اچھے شاعر ہین اردو
غزل انکی نہایت اچھی ہوتی ہے مصر رام داس قابل تخلص فرزند مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے بھی اعلی درجہ کے شاعر مین مثنوی فارسی لایق تعریف لکھتے ہین چند کتابین منظوم فارسی ان کی لکھی ہوئی
مشہور ہین صاحب تصانیف لاہور مین رائے بہادر کنہیا لال ہندی تخلص ہین جنکا ذکر پہلے بارہا ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویسون مین
مولوی فضل الدین فرزند میان محمد بخش صحاف کے نہایت مشہور و معروف آدمی ہین فی الحقیقت [illegible] فارسی و نو خط انکی عمدہ
علاوہ اسکے کار نقاشی وغیرہ مین بھی اوستاد مین آدمی جامع الفنون با مروت خوش مزاج و خوش خلق و نرم دل و حلیم دوسرے مشہور
خوشنویس میرزا امام ویردی کابلی ہین تیسرے میان سید محمد بخش بھی نہایت اچھا لکھتا ہے غرض
ان تینون خوشنویسون کو لاہور مین خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردون مین
شمار ہوتے ہین میان فضل الدین کے اوستاد میر بخش مرحوم خوشنویس سکھی عہد مین ایک لاثانی خوشنویس
تھے جنکے شاگردون مین سے فضل الدین بیشک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی میان میر بخش کا شاگرد
تھا اس شہر مین قدیم خاندان قاضیان لاہور کا نہایت نامور رہا ہے اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد
مین بزرگ اس خاندان کا شیخ عبد الباقی اپنے کمال علم و اتقا کے سبب قاضی قرار پایا مدت العمر اوسنے اس
عہدہ کا حق بکمال دیانت و امانت ادا کیا اونکے بعد اونکا بیٹا قاضی نظام الدین باپ کا جانشین ہوا مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو بھی عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا اونکے تین بیٹے
تھے ایک مسیح الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین مسیح الدین عہدہ قضا پر ممتاز ہوا اور امام الدین
کو عہدہ افتا ملا اور معین الدین اونکے مددگارون مین شمار کیا گیا مسیح الدین کے وفات کے بعد اونکا بیٹا عظیم اللہ
قاضی قرار پایا اب اوسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سکھی عہد مین شہر کا کام مثل تحریر قبالجات
وطلاق و نکاح و فتوی مسائل شرعیہ انکے متعلق تھا اب یہ کام بالکل انکی ہاتھ سے نکل گئے ہین اور سرکار
انگریزی سے کسیطرح کی پرورش اس خاندان کی نہین ہوتی کسیقدر نکاح وطلاق کا تعلق باقی رہ گیا ہے [illegible] الدین
کا فرزند حفیظ الدین اور اوسکے بیٹے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہین امام الدین کے دو فرزند [illegible]
کار تاج الدین و فقیہ الدین لاولد فوت ہوگئے۔ پنجابی و ہندی شعرا اگرچہ پہلے زمانہ مین وارث شاہ وغیرہ

بہت سی گذر چکے ہین جنکے اشعار زبان زد خاص و عام ہین مگر آجکل کے زمانہ مین سید فضل شاہ المتخلص بہ فضل
نے گوی سبقت لے گیا ہے اسکے کلام مین تجنیس بتکرار بہت ہے چند کتابین پنجابی زبان کے مثل سوہنی مہینوال
و ہیر رانجھا و سسی پنون و یوسف زلیخا و لیلی مجنون وغیرہ اسنے پنجابی چھپوا کر مشتہر ہو چکے ہین اس شاعر پنجابی
کی طبیعت مشکل پسند بہت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکھتا ہے بسبب تجنیس اور کثرت تکرار کے شایق
اوسکے پڑھنے مین ناچار ہو جاتے ہے نہایت شاق و محنت اٹھی اور پر گوارا کرکے وہ تجنیسی اشعار لکھتا ہے جس سے
فائدہ لوگ کم اوٹھاتے ہین - شہر لاہور کے تیرہ دروازے ہین ایک دہلی دروازہ دوسری اکبری
تیسری موچی چوتھے شاہ عالمی پانچوین لاہوری چھٹے موری ساتوین بھاٹی آٹھوین ٹکسالی نوین روشنائی
دسوین مستی گیارہوین کشمیری بارہوین خضری تیرہوین دہلی اور دیوار اکبری فصیل کی جو بڑی بلند اور پختہ
تھی انگریزون نے گرا کر اینٹین فروخت کر لین اور چھوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر
کی شان و شوکت جو فصیل کے پرانی دیوار سے تھی اب نہین رہی اس شہر کے اندر و باہر بادشاہی وقت
کے عمارتین مسجدین و مقبرے اور علما و صلحا و مشایخ کے مزارین و سرائین بہت ہین اگرچہ سکھون کے وقت
صدہا مقبرے اور مسجدین خشت فروشون نے گرا کر اینٹین فروخت لی ہین تو بھی بہت باقی ہین اور نئے
عمارتین سکھی اور انگریزی عہد کے بھی بیشمار ہین جنمین سے تھوڑے سے نامی مکانون کا حوال لکھا جاتا ہے
سراے محمد سلطان یہہ نئی سراے انگریزی عہد مین محمد سلطان ٹھیکہ دار نے بنوائی
شاہجہان کے وقت یہان داراشکوہ کا حوض بنا ہوا تھا عمارت اسکی عالیشان و پختہ بنی ہوئی ہے سراے
کے شمال کی طرف ایک نیا بازار آباد ہوا ہے جسکو لنڈہ بازار کہتے ہین شرق کے طرف سراے کے ایک عمدہ
باغیچہ بنا ہے دور دور سے مسافر آکر اسمین ٹھہرتے ہین اور زیادہ تر باعث رونق کا یہہ ہوا کہ تعمیر کے
بعد کئی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سراے مین لوگ مفت رہتے ہین **دیوان رتن چند کی سراے** یہہ سراے دیوان رتنچند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عملداری مین
تعمیر کی یہہ سراے بھی بڑی سراے پختہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے آگے ایک چھوٹا سا تالاب ہے
جو شہر کے پانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹھاکردوارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان رتنچند
رنجیت سنگھ کے وقت حضور نویس تھا اور اب چند سال سے مرگیا ہے **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنیاد
شاہنشاہ اکبر کے وقت رکھی گئی جہانگیری عہد مین بھی اسمین اچھی اچھی عمارتین بنی شاہجہان بادشاہ
نے اسکو خوب آراستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و خوابگاہ ہین لاکھہا روپیہ کی تیاری بعمارت سنگ مرمر
و سرخ تعمیر ہوئی ہین ثمن برج بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس قلعہ کے چارون طرف بڑی اونچی

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے پختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عملداری مین گرائی گئی اور گورون کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئین سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت کی اسمین نہایت مطبوع مکان ہے جسکو موتی مسجد کہتے ہین رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدل کر موتی مندر رکھدیا اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اسمین رکھا کرے اب بھی انگریزی خزانہ اسمین رہتا ہے قلعہ مین سکھہ زمین بہت بلند ہوا ہے گورہ فوج یا موتبانی رہتی ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہین جو بالفعل دو بند ایک کھلا ہے غربی کے دروازے کے آگے جسقدر میدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد بادشاہی کے درمیان ہے وہان رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضوری باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت بارہ دری تعمیر کرائی اسمین زیب النسا بیگم کے روضہ سے پتھر اوتار کر لگایا گیا اور قبر کے تعویذ تک پتھر نچھوڑا اور روضہ ٹوٹا پھوٹا موضع نوان کوٹ مین موجود ہے اور جسقدر پتھرون کی کمی ہوئی وہ اور مقبرون سے اوتار اگیا —

شالامار باغ یہ باغ شاہجہان بادشاہ [illegible] نے سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین بنوایا اور عمارت و قطع وضع اسکی ایسی رکھی کہ تمام ہندوستان مین ایسا باغ کوئی دوسرا نہین ہے پہلے یہ باغ پانچ قطعون مین منقسم تھا مگر اب نہین ہے دو باغ تو سکھون کی بدعملی مین اوجڑ گئی عمارات اوسکے منہدم ہوگئین اور تین باغ حیات بخش و فیض بخش و فرح بخش موجود ہین اس باغ مین بڑے عمارات سنگین و مضبوط خوشنما عجیب بنا نشست و بارہ دریان و آبشارہ و حوض و فوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہین کہ دیکھنے سے نظر سیر نہین ہوتی پہلا باغ پست ہے اونچا ہے دوسرا پہلے سے ایک قد آدم پست ہے سیڑھیان اوتر کر اسمین جاتے ہین اسمین بڑا وسیع حوض مع بیشمار فوارے ہین بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ مین ہوئی ہے شرقی و غربی قطعہ پست اور وسط کا قطعہ جہان حوض مع فوارے و آبشار ہے بلند ہے تیسرا باغ دوسرے سے بھی پست ہے چارون طرف باغ کے بڑی پختہ اونچی دیوار ہے باغ کے خاتمہ کے مقام پر پختہ برج بنے ہین جنکے اوپر سنگ سرخ ہشت پہلو گنبد دار بارہ دریان ہین ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقارخانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین بنا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چارسو پچاس ہین اور شاہ نہر کے پانی سے یہ باغ سیراب ہوتا ہے ہزارون قسم کے درخت میوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ بہار کے موسم مین باغ شالامار جنتی گلزار بن جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریون مین سے دو بڑی بارہ دریان اور ایک چھوٹی بارہ دری سنگ مرمر کی سرتاپا بنی ہوئی تھین ایک بڑی اونچی بارہ دری جو آبشار اور تخت کے سر پر ہے اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی و غربی پہ تھا رنجیت سنگھ اونکا پتھر اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور پتھر اوکھڑوا کر سفیدی کرا دی ایک حوض سنگ یشب کا تھا وہ رنجیت سنگھ سے پہلے گوجر سنگھ نے جو لاہور کے

ہیں حاکموں میں سے ایک حاکم تھا اوکھڑوا کر پتھر اوسکا کوڑیوں کے مول جگاکوں کے پاس فروخت کرڈالا
اتنا رکے جا درکے سامنے ایک شاہجہانی تخت سنگ مرمر کا حوض کے کنارے کے اوپر بنا ہوا ہے وہ بھی بخت سنگہ
نے چاہا کہ اوکھڑوا کر امرتسر لیجائے اور مندر کے اندر نصب کرکے اوسپر گرنتھ رکھا کریں مگر وہ اوسکا تکیہ
اوکھاڑنے کے وقت بڑے سے تختہ میں شکن آگیا اسواسطے وہ پھر یہاں ہی قائم کر دیا گیا باغ کی تیاری کی تو
کسی شاعر نے مادہ تاریخ اس باغ کا نمونہ خلد بریں لکھا اور بادشاہ سے انعام پایا اب یہ باغ انگریزی
سرکار کے تصرف میں ہے اور انگریزوں نے جنوبی بارہ دری کی دیوار توڑکر نیا دروازہ نکالا ہے قدیمی دروازہ
اسکے شرقی وغربی دو تھے اور ایک غرب کیطرف چھوٹی کھڑکی تھی اب ایک دروازہ جنوبی بڑا کیا ہے
نئے دروازہ کے پاس بخت سنگہ نے بھی دیوار توڑکر ایک دروازہ نکلوایا تھا وہ اب بند ہوگیا ہے
ہرسویں روز چراغوں کا میلہ بہار کے موسم میں یہاں بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے امرتسر و لاہور و
قصور وغیرہ شہروں سے لوگ بکثرت یہاں آتے اور سیر کرتے ہیں **مقبرہ شاہ جہانگیر بادشاہ
غازی** اس مقبرہ کی عمارت ایسی مضبوط وخوبصورت وسنگین بنی ہوئی ہے کہ اسکے ساتھ کا اور
کوئی مکان تمام ہندوستان میں سوا اسکے روضہ تاج محل کے ہوگا پتھر مرمر سفید وسنگ سرخ وابری وسیاہ وغیرہ
سینکڑوں قسم کا اسمیں صرف میں آیا ہے چار مینار بڑے بلند عالیشان سنگ مرمر کے اسکے چاروں کونوں پر
بنے ہوئے ہیں مقبرہ کی چھت پر کئی طرح سے بیت پتھر کا فرش ہوا ہے چھت کے چاروں طرف سنگ مرمر
کے جالیاں طرح طرح اور قسم قسم کے کٹی ہوئی لگی تھیں اور اسمیں برابر سنگ مرمر کے ستون مقطع وخوشنما
بنے ہوئے تھے وہ سب کے سب رنجیت سنگہ اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور تالاب کے پل اور مندر کے باہر چاروں
طرف نصب کرادی اونکے سوا اور سینکڑوں قسم کا پتھر اس مقبرہ سے اوترواکر امرتسر پہنچوایا گیا اور قبر
کے اندر مرقد مبارک کے پاس جب انسان جاتا ہے تو بلا ریب خلد بریں یاد آتا ہے عجب پر رونق و پرنقش
مکان ہے جسکو دیکھکر آدمی کی جسم میں تازہ جان آجاتی ہے اور بے اختیار بول اوٹھتا ہے ع اگر
فردوس بروئے زمین است ٭ ہمیں است وہمیں است وہمیں است ٭ مقبرہ کے چاروں طرف بڑے بڑے
فراخ حجرے اور اونکے آگے دالان قیمتی پتھر کے بنے ہوئے ہیں جنکے وسط میں مزار پر انوار کا مکان ہے وہاں چاروں
طرف نیچے اوپر سوائے مجلا ومصفا سفید مرمر کے اور کچھ نظر نہیں آتا شرق مغرب جنوب شمال کے طرف جا
لیدے جالیاں مرمر کے لگی ہوئے ہیں اور وسط میں اونکے مرمر کا چبوترہ ہے اوسپر تعویذ قبر کا نہایت
خوبصورت وخوشنما بنا ہے قبر کے اوپر سنگ میں کندہ کی ہوئی نو ننانوے نام باریتعالی جل شانہ کے
معہ بسم اللہ شریف وآیات قرآنی لکھے ہیں اور پائنتی کی طرف اسم شریف حضرت کا معہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری تحریر

چبوترے اور قبر پر طرح طرح کے گلکاریاں عقیق و لاجورد و سنگ سلیمانی و نیل گنٹھ کے بنی ہوئی ہیں اور چبوترے
کے نیچے فرش سنگ مرمر و سنگ مریم و سنگ موسی کا گلکاری کے طور پر بنا ہے مزار کے برابر چھت کے اوپر بھی
پہلے تعوید بنا ہوا تھا اب انگریزوں نے ڈالکر آئینے لگے ہوتے ہیں باہر مقبرے کے ایک خوشنما مقطع باغ بہت وسیع
اور چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک سمت کی دیوار جس طرف راوی بہتی ہے دریا کے صدمہ سے
مسمار ہوگئی ہے بلکہ عنقریب یہہ بھی خوف تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہونچ جاوے اور نقصان پہونچاوے
اس خیال سے سرکار انگریزی نے بہت سا روپیہ خرچ کر کر بند بندھوایا اور دریا کے صدمہ سے مقبرہ کو بچایا سرکار
کی طرف سے ہمیشہ اس مکان کی درستی ہوتی رہتی ہے مگر جسقدر نقصان پتھروں کا سرکار کی عملداری سے پہلے ہو چکا ہے
اوس سے مفقود ہے **سرای شاہجہانی** یہہ سرائے لاثانی دیوار بدیوار مقبرہ شاہ جہانگیر کے
شاہجہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سوا
اس دروازے کے دو عالیشان پتھر کے جنوبی و شمالی دروازے اور ہیں چاروں طرف مضبوط چار دیواری اور
حجرے مسافروں کے رہنے کے بنے ہوئے ہیں اور ایک مسجد غربی دیوار کے ساتھ ملی ہوئی سرخ پتھر کی چھوٹی سی
بنی ہوئی ہے جسکو دیکھ کر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے **مقبرہ آصف جاہ
وزیر شاہجہانی** یہہ مقبرہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے دیوار بدیوار سرائے کے بنوایا گیا چاروں
طرف اسکے بڑے بلند و پختہ دیوار ہے جسکے اندر وسیع میدان باغ کا باغ کے وسط میں ایک سنگین چبوترہ
ہے چبوترے کے اوپر بڑا بلند و فراخ گنبد عالیشان مرتب بنا ہوا ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا اگر تمام و کمال پتھر
اسکا رنجیت سنگھ کے حکم سے اوکھاڑ کر امرتسر بھجوایا گیا صرف قبر کے تعوید کا پتھر باقی ہے جسپر آیات قرآنی و چند
ورود دیکھ مرقوم ہیں باقی اندر کے فرش اور دروازے کے دہلیزوں اور باہر کے چبوترے کے فرش میں سے
بھی کچھ باقی نہیں چھوڑا **مقبرہ نورجہان بیگم** یہہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر تھوڑے
ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے تعوید قبر کا تختہ خالی کے اندر تھا اور اوپر کے عمارت تمام پتھر کی
تھی مگر اسکا پتھر بھی تمام و کمال رنجیت سنگھ کے حکم سے اوتروایا گیا تعوید قبر کا بھی منہدم ہوگیا اب اسمیں تمام سرمایہ
نورجہان بیگم شاہنشاہ جہانگیر کی منکوحہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی وہاں سے نہ بند اور اپنے باندھنی اینٹ
اور گور کے ڈھیر لگے ہیں سبحان اللہ ؎ گردش گردون گردان گردوں کا بڑا گرد کرد ؎
لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر کی کوٹھی اگرچہ انگریزوں کی عملداری کے ابتدا سے
اعلیٰ اعلیٰ عمارت کے کوٹھیاں لاہور کے باہر بنے ہیں مگر یہہ کوٹھی سب کوٹھیوں سے اعلیٰ اور عجائبات سے
ہے اسکے احاطہ کے اندر بڑا بھاری باغ ہے طرح طرح کے درخت قسم قسم کے میوے رنگا رنگ کے پھول اسمیں

موجود ہین پہلے یہان ایک سیاگیلانی نور الدین نور العالم کا خوش قطع عالیشان روضہ بنا ہوا تھا اور پہلوان
لاہور کے اسکے میدان مین آکر کشتی کیا کرتے تھے اسلیئے کشتی والا گنبد مشہور ہوگیا سکھون کے وقت مین جمعدار
خوشحال سنگھ نے اسجگہہ کو پسند کر کے کوٹھی بنوائی اور مدت تک رام سنگھ اسکے بھائی کا یہان ڈیرہ رہا انگریزی
عملداری کے وقت پہلے میجر میکگریگر صاحب پرسنل اسسٹنٹ رزیڈنٹ نے یہان قیام کیا پھر لاہور کی کمشنری کے
صاحب یہان متوطن رہے اسیطرح کئی سال تک صاحبان انگریز کا یہان قیام رہا مگر اصلی مالک اسکے راجہ تیجسنگھ
تھے آخر انگریزون نے راجہ تیجسنگہ سے یہہ کوٹھی لے لی اور اسکے بدلے حویلی دیوان حاکمرای کی جو سیالکوٹ مین
ہے راجہ تیجسنگہ کو دیدی اوس روز سے آجتک برابر اسکی رونق و آبادی بڑہتی چلی جاتی ہے اور لفٹنٹ
گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب وغیرہ اسمین رہتے ہین اس کوٹھی کے جنوب کیطرف اور دو مکان عالیشان
سرکاری لارنس ہال و منٹگمری ہال بنے ہین جنکی عمارت لائق دید ہے وہ دونو مکان اون دونو افسرون
کی گویا یادگار ہین جو پنجاب کے خطہ مین بڑے اعلی افسر اور حاکم با اختیار تھے جان لارنس صاحب بہادر پہلے
چیف کمشنر پنجاب تھے پھر لفٹنٹ گورنر ہوئے پھر گورنر جنرل بہادر کشور ہند قرار پائے اونکی یادگار مین لارنس ہال
بنایا گیا روپیہ اسکے صرف رؤسا پنجاب و راجگان و مہاراجگان پنجاب نے اپنے اخلاص باطن سے دیا
اسیطرح منٹگمری ہال کے نام سے یادگار قایم ہوئی ہے وہ صاحب پہلے لاہور کے کمشنری کے کمشنر قرار پائے
پھر حاکم بورڈ ہوئے پھر لفٹنٹ گورنر پنجاب بنے جب وہ ولایت تشریف لے گئے تو یہہ مکان چندہ کے
روپیہ سے تعمیر ہوا اور اون تمام رؤسا و عظام کے نام جنہون نے چندہ دیا تھا فارسی و انگریزی و گورکہی
حروف مین سنگ مرمر پر کندہ ہوکر مکان کے اندر پتھر نصب کرائی گئی یہہ دونو مکان بڑے عالیشان لائق
تعریف تعمیر ہوئے ہین

مکان صدر کچہری صاحب ضلع لاہور یہہ عجیب وغریب
عالیشان نہایت وسیع خشتی عمارت چونہ کار اثنا عمدہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا ہے کہ جسکی خوبی
قطع و وضع کو دیکھنے سے انسان خوش ہوجاتا ہے شمالی طرف کا مکان دو منزلہ ہی محراب دار ہے نیچے کے
منزل کے کمرونمین صاحب ضلع وغیرہ حکام کچہریان کرتے ہین اور اوپر کے منزل پر دفتر دیوانی و فوجداری
کا نگاری کا رہتا ہے شرقی سمت کے طرف کوارٹر خانہ خزانہ و حاکم خزانہ وغیرہ ہے غربی طرف کے کمرہ مین
صاحبان ڈپٹی کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ کچہریان کرتے ہین جو آمدن مین مستغیث حاضر رہتی ہین
صحن مین درختان لگائے ہین جنکے سایہ مین مستغیث آرام پاتے ہین جنوبی طرف کہلا ہوا ہے چار دیواری
اور دروازہ نہایت مضبوط ہے اور مکانات مالخانہ و حوالات و پولیس وغیرہ بھی صحن کے اندر ہین یہہ مکان
... بنایا اور راے بہادر کنہیا لال انجنیر لاہور کے ڈیزائن سے افسری و نگرانی

تجویز و تدبیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لاثانی بنکر تیار ہو گیا اور ایک لاکھ روپیہ سرکار کا اسکی تعمیر پر صرف
ہوا **مکان میو ہسپتال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات میں سے یہہ مکان بھی اس لائق
ہے کہ ذکر اسکا درج کتاب تاریخ ہو یہہ مکان سرکاری ہسپتال ہے عمارت دو منزلہ بڑی عالیشان پختہ چونہ گچ
بنی ہے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ لاگت کے خرچ کی منظوری تھی رائے بہادر کنہیا لال صاحب نے اسکو بھی بکمال
صنعت و عرق ریزی بنوایا اور اسکے [illegible] سنگ سیاہ کے ہین اور ایک بلند مینار خوش قطع ہے جو دور سے
نظر آتا ہے سرکاری ڈاکٹر یہان رعایا کا علاج کرتے ہین اور بیمارون کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے صحن مین
باغیچہ خوش قطع بنا ہوا ہے اور دو منزلہ محراب دار عمارت دور سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہہ عمارت شرقاً غرباً
مستطیل ہے اور دونو طرف دو منزلہ محرابین ہین ہسپتال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئی ہین
میو ہسپتال اسکا اسواسطے نام ہے کہ لارڈ گورنر جنرل ہند میو صاحب بہادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے ۔
مکان میو کالج یہہ عالیشان مکان تین لاکھ روپیہ کے لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اسکے
بھی مہتمم و کار فرما رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویزن ہے یہہ مکان ابھی بن رہا ہے عمارت اسکی
نہایت عمدہ و پختہ دو منزلہ بنی ہوا اسکے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہین اور پتھر چنیوٹ کے کہان سے
منگوایا گیا ہے یہہ شاندار مکان طلبا علم کے پڑھنے کے لئے بنا ہے مکان بہت بڑا اور فراخ ہے سرکاری
عمارات جسقدر پنجاب مین تعمیر ہوئی ہین سب سے اعلیٰ و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہہ مکان دیکھنے کے
لائق ہے قلم کے زبان سے اسکی تعریف کا بیان ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ سنہ ۱۸۷۵ع کے آغاز مین جب جناب
پرنس آف ویلز ولیعہد ہند و انگلنڈ لاہور تشریف لائے تو اور کوئی مکان انکے دربار کے لائق تصور نہوا اور
ابھی ناتمام مکان کو کہ وسعت اور خوبی مین ثانی نہین رکھتا تھا دربار کے لئے درست کیا گیا اور رائے صاحب بہادر
انجنیر نے چند روز مین اسکو درست کرکے ایک نقشہ بنا دیا اور حکام عالیمقام نے رائے صاحب کی کارگذاری
سے نہایت خوش ہوکر مورد تحسین و آفرین فرمایا **سینٹ ہال** یہہ مکان سرکار نے مدرسہ یونیورسٹی
کے لئے تعمیر کرایا ہے تیس ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان نہایت عمدہ و خوش قطع بنا ہے
رائے بہادر کنہیا لال صاحب ایگزیکٹو انجنیر نے اس مکان کے تعمیر مین بھی اپنے کمال کا اظہار ایسا کیا ہے کہ
دیکھتے ہی انسان انکی حسن تدبیر پر آفرین کہتا ہے **ریل کا گھر** یہہ مکان سرکاری نہین بلکہ ریل
کمپنی کا بنوایا ہوا ہے مثل ہسپتال عالیشان مکان تعمیر ہوا اسکی عمارت کی خوبیان دیکھنے کے لائق ہین
یہہ ایک مکان نہین ہے بلکہ بہت سے مکان الگ الگ ہر ایک کارخانہ کے لئے بنائے گئے ہین اور ہر ایک کی
ہر ایک مکان جداگانہ بنائی گئی ہے اور [illegible] قسم قسم کے موجود رہتی ہین بڑا مکان جسکو قاعدہ [illegible] مین ایک

ایک عجیب و غریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کمپنی کے لاکھوں روپیہ خرچ ہوئے ہین اور انجن ہندوستان و ملتان کا
اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باوجود اوس شکوہ و عالیجاہی کے کوئی
عمدہ مکان لاہور مین نہوا کرانیا یادگار نہین چھوڑا البتہ پرانی عمارتون کو گرا کر نیاک مین ملا دیا ہے صرف ایک بارہ دری
سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بمقام حضوری باغ و میان غربی دروازہ قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے
تعمیر کرائی تھی جو آجتک موجود ہے یہہ عمارت جب تعمیر ہونے لگی پتھر کے لینے کے لئے بہت سے مقبرے عہد شاہان
چغتائی گرائے گئے اور اونکا پتھر اس بارہ دری پر خرچ ہوا پادشاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت نقصان
مہاراجہ کے وقت مین ہوا چارون میناروں کی چارون برجیان جو سنگ مرمر کی تھین
اوتاری گئین ہزارون سامین پتھر کی سکھون نے اوتارلین کوئی پرسان حال نہوا دیوارین گرگئین فرش اوڑگیا
مگر اب سرکار نے وہ عالیشان مسجد مسلمانون کو دیدی اور ہزارون روپیہ چندہ ہوکر اب وہ مکان نمونہ بہار بنا
بن گیا ہے اور باقیماندہ مرمت ہورہی ہے **سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ** یہ مکان بھی لاہور
کے مکانات مین سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت
شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگہ و دلیپ سنگہ کے وقت بنتا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت اختتام
پہونچی بڑے گنبد کے نیچے پہلے معمارون نے آٹھ ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ بھاری بار
گنبد کا اوٹھا نہ سکے اور آٹھون ستون شق ہوگئے قریب تھا کہ مکان منہدم ہوتا یہہ حال جب صاحبان انگریز نے
دیکھا راے بہادر کنہیا لال ایگزکٹو انجنیر کو ارشاد کیا کہ اوس مکان کے استحکام کی تجویز کرین چنانچہ راے صاحب نے
آٹھہ ستون اور اوس گنبد کے نیچے ایزاد کردئیے اور شق شدہ ستونون پر آہنی حلقے چڑہا دیئے اس تجویز سے
وہ عالیشان مکان مستحکم و مضبوط ہوگیا اور اوسکے مسمار ہونے کا اندیشہ رفع ہوگیا **محلہ لنگر خان** لاہور کے جنوب
کی طرف بفاصلہ ڈیرہ میل کے یہہ ایک سنجیدہ عمارت کا قصبہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی مین سے لنگر خان
بلوچ کی گذر مین ایک محلہ تہا اصلی حال اسکے آبادی کا یہہ ہے کہ جب ہمایون بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ
شہزادہ کامران اوسکے بہائی کے جاگیر مین ملا تو اوسکے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اوسوقت
لنگر خان حسب الطلب ہمایون شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد ملتان سے لاہور آیا اور ایک
گذر آباد کرکے گذر لنگر خان نام رکہا اوسوقت اوسکے ساتھہ ایک بزرگ قوم کے مغل جنکا نام پیر عزیز الدین
گوت مرنگ تہا اونہون نے بہی اوس گذر کے اندر یہہ محلہ آباد کرکے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ
یہہ محلہ خوب آباد ہوگیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکہون نے لاہور کی باہر کی آبادی
ویران کردی تو لنگر خان کی اولاد بہی یہان ہی آرہی اور مغلون اور بلوچون نے ملکر اپنے محلہ کی حفاظت کی

اسلئے اسکی آبادی قایم رہ گئی بعد ازان ارائین قوم ادہر ادہر سے اوٹھکر اس مین آئی اور آبادی بڑہتی
گئی اب چند آبادیان علیحدہ علیحدہ کوٹون کے طور پر آباد ہین ایک کوٹ عبداللہ شاہ بلوچ نے جو قادریہ خاندان کا
ایک مقبول بندہ تھا پہلے پہل آباد کیا جسکی آبادی رنجیت سنگھ سے پہلے گوجر سنگھ کے وقت مین ہوئی پہر قلعہ یادو
و قلعہ محمر اور شہر وغیرہ بستیان مختلف وقتون مین آباد ہوتے رہے خاص منزنگ مین لنگر خان کی اولاد رہتی ہے
اور عبداللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اونہین کا قبضہ ہے فی زمانہ ملکیت بلوچون اور ارائیون اور مغلون کے
یہان ہے مگر اب ہر فریق مفلس و تنگدست ہو گئے ہین بلوچون مین سردار خان بڑا عالی ہمت آدمی تہا اوسکے
مرنے کے بعد کارخانہ ابتر ہو گیا ارائین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہین اور بڑی ملکیت بہی انہین کی ہے
اچھرہ لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اسکے پختہ ہین اچھے اچھے
دولتمند ساہوکار اسمین رہتے ہین زمیندار بہی آسودہ حال اور علاقہ زرخیز ہے زراعتون کو پانی کنوون کے ذریعہ
سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے پہلے یہہ قصبہ ایک شخص اچھرا کمبوہ نے آباد کیا اب راجپوت وکمبوہ دو قومین
یہان کے زمیندار ہین نوسو سینتیس گہر کی آبادی اور تین ہزار ایکسو چہہ مین مردم شماری ہے **کانہ** یہہ قصبہ لاہور
سے بسمت جنوب بارہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی
نیا کانہ اور غرب کے طرف پرانا کانہ کہلاتا ہے پہلے یہہ قصبہ کانہ زمیندار گوت سندہو نے
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکہا اوسوقت آبادی اسکی بہت تہوڑی تہی آخر جب چغتائی
سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگہ و سوبہا سنگہ وغیرہ جب کہنیہ مثل کے سردار
پنجاب کو لوٹکر سردار بنے اور بہت سا ملک اونکے تصرف مین آگیا تو
اونکے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑہ گئی کیونکہ اور غارتگر
سپاہی سکہ اونکا لحاظ کر کے اس قصبہ کے لوٹنے کو نہین آتے تہے اور لوگ اسکو مامن سمجھکر اور آبادیون سے
اوٹھکر یہان آ رہے اور آبادی ایسی ترقی پر پہونچی کہ ایک قصبہ سے دو قصبہ بن گیا اب بہی زمیندار سکہہ
قوم سندہو یہان کے مالک ہین تعمیر اسکی خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے دونو بستیون مین دو ہزار چوبیس آدمی
اور چہہ سو بیس گہر ہین **نیاز بیگ** یہہ قصبہ لاہور سے چہہ کوس راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے
ایکسو ساٹہہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مسمی نیاز بیگ مغل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قصبہ
کی بنیاد رکہی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہنوز اچہی طرح سے آباد ہونے نہین پایا تہا کہ وہ مر گیا بعد ازان
سوہندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کہوکہر و بہٹی نے اسکی آبادی کی خبر لی اور اولاد انکی اب تک مالک چلے آتے ہین عمارت
اس قصبہ کی کچی ملی ہوئی ہے کہتری ہندو و مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ یہان رہتے ہین بیوپار غلہ کا ہوتا ہے

بازار آباد ہے رنجیت سنگہ سے پہلے سوبہا سنگہ بھائی کا حاکم تھا پہر رنجیت سنگہ ہوا اب انگریزی علاقہ مین شامل
تحصیل و ضلع لاہور کے ہے ایکہزار چہتر گہر اور دو ہزار آٹھ سو چہہ آدمی اسمین آباد ہین **چھٹالہ** یہہ قصبہ
بہت پرانا ہے چغتائی بادشاہون کے تواریخ مین اکثر اسکا ذکر درج ہے پہلے پہل ایک زمیندار چھٹا نام نے
اسکی آبادی کی بنیاد رکہی پہر دو ر عرصہ ایکسو چالیس سال کے آسا سنگہ و رای سنگہ سندہو نے اسکی آبادی کو بہت
زیادہ کیا اور رونق بڑہائی اب کہتری اروڑے ہندو سکہہ جو ہے مسلمان یہان رہتے ہین غلہ کا بیوپار ہوتا
زمینداری سندہو قوم کی سکہون کی ہے لاہور سے چو دہ کوس جنوب کے طرف یہہ قصبہ آباد ہے جسمین ایکہزار دو سو
تیرہ کی خانہ شماری اور چہ ہزار دو سو نواسی آدمی کی مردم شماری ہے **بھسین** یہہ قصبہ شاہجہانی نہر کے
کنارے پر جسکو نہر سنسلی کہتے ہین لاہور سے نو کوس شرق کیطرف آباد ہے پانسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک زمیندار
بہسین نام قوم دہول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکہا اب زمیندار دہول یہان بہت رہتے ہین عمارت
اسکی پختہ اور اچہی اچہی حویلیان بنی ہوئے ہین شاہزمان بادشاہ جب کابل سے لاہور آیا تو یہان کے لوگ
سب گانو چہوڑ کر بہاگ گئے اور قصبہ ویران ہوگیا مگر اوسکے چلے جانے کے بعد پہر آباد ہوگیا رنجیت سنگہ
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اور اور مثل کے سکہون کو رشک و حسد پیدا ہوا اور یہ چاہا کہ رنجیت سنگہ کو
لاہور سے بیدخل کیا جاوے اور سب نے بہسین کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاوری اقبال سے رنجیت سنگہ
فتحیاب ہوا رنجیت سنگہ کے فوج مین یہان کے سکہہ بڑے بڑے عہدون پر نوکر تہے اونہون نے اپنی حویلیان
پختہ و عالیشان بنوائین اور قصبہ کی رونق بڑہ گئی اس قصبہ مین آٹھ سو پختہ گہر اور دو ہزار دو سو آٹھ
آدمی آباد ہین **منہالہ** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہراہ پر جہانگیر بادشاہ
کے حکم سے بنایا گیا تہا یہہ قصبہ آباد ہے چار سو برس گذرے ہین کہ اس قصبہ کو مسمی ... و ... زمینداران نے
آباد کیا تہا چونکہ قصبہ کے بانی نے پہلے پہل یہان آکر اپنے رہنے کیواسطے منہا یعنے لکڑیون پر چہونپڑا بنایا تہا
اسواسطے نام اسکا ... منہالہ مقرر ہوگیا اب صرف منہالہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو جگہہ علیحدہ علیحدہ
ہے کچے پکے عمارتین بنے ہوئے ہین سندہو زمیندار سکہہ بہت رہتے ہین شاہجہانگیر کے وقت کی ایک پختہ سرا
یہان بنی ہوئی تہی جسکی اینٹین سکہہ گرا کر لے گئے اب بہی نشان اوسکے موجود ہین امیر سنگہ نام ایک شخص کا
بنوایا ہوا یہان پختہ تالاب ہے جسمین برسات کا پانی جمع رہتا ہے **مشہور قصور** باری دواب
ضلع لاہور کے علاقہ مین یہہ ایک شہر دریاے بیاس کے دہنے کنارے سے نو میل اور لاہور سے چوبیس میل جنوب
شرق و جنوب کو آباد ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے سبب گذرنے زمانہ دراز کے دریافت نہین ہوتا کہ ابتدا پہل
اسکی آبادی کی بنیاد کسنے رکہی اور قصور اسکا نام کیواسطے رکہا گیا اور ہندو کہتے ہین کہ یہہ شہر راجہ کش

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا کس پور رکھا اب غلط العام کسور مشہور ہے کس اور لو دو نو حقیقی
بھائی رام چندر کے بیٹے تھے لو نے تو لاہور آباد کیا اور لو پور نام رکھا اور کس نے کسور کی آبادی کی بنیاد رکھی
مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتی شاید ایسا ہی
وقوع مین آیا ہو یہہ بات البتہ ثابت ہو چکی ہی کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلون کی فوج کے حملون
اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب مین آیا تو اوسنے یہہ سرزمین معہ
غیر آباد شہر کی اپنے خیر خواہ افغانون کو بخش دی اور آباد کیا پھر خضر خانیہ سلطنت مین جب ملک بہلول لودھی
افغان دیبالپور و لاہور کا حاکم بنا اور شیخا کہوکہر کے اغوا سے اوسنے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا
تو اوسنے اور بہت سے پٹھان اپنے ہم قوم یہان آباد کئے اور بڑے بڑے روزینہ و جاگیرین اونکو
دین کہ وہ مہم کی وقت پر کام آوین بلکہ زمینداری اور ملکیت قصور کی بھی اونہین کو عطا کر دی چونکہ یہہ
لوگ شاہی ملازم اور دولتمند تھے تھوڑے سے عرصہ مین یہہ شہر بڑی رونق کی ساتھ آباد ہو گیا پھر اکبر شاہ
کے وقت مین ترقی ان افغانون کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد مین قطب الدین خان ولد نذر محمد خان نوابی کے
خطاب سے سرفراز ہوا اور عالمگیر کے وقت مین شہداد خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد مین حسین خان یہانکا
رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت عبد الصمد خان ناظم لاہور سے ہو گئی اور آپسمین بمقام چونیان
لڑائی ہو کر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعد ازان بھنگی مثل کے سکھون
نے اور مثلون کی مدد لیکر بسبب عداوت مسلمان کرنے ایک برہمن بچہ کے قصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب اپنی
قلت کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہو گیا اوسوقت اس شہر سے اسقدر دولت چاندی سونا و جواہرات سکھون
نے لوٹا کہ سب امیر ہو گئے گور بخش جبا سنگھ رامگڑھیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقرئی اسقدر ملا کہ اونھون نے
وہ زیور جمع کر کر ایک مضبوط چارپائی کے اوپر رکھا فی الفور اونکے بار سے چارون چولین چارپائی کی ٹوٹ گئین
مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دونو نے ملکر یہ چاہا کہ مثل کے کل سکھون کو اسکا
حصہ نہ دین خود ہی ہضم کر لین اس ارادہ پر اونھون نے وہ مال رات کے وقت بہت پوشیدہ جنگل مین گاڑ دیا
اس نیت سے کہ چند روز کے بعد نکال لینگے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہو گئی اور جنگل مین پانی بھر گیا
اسواسطے وہ نکال نسکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع جہان اونھون نے مال گاڑا تھا بھول
گیا اور وہ مال اوسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا قصور کے فتح کے بعد سکھون نے بہت سا نذرانہ
لیکر غلام محی الدین خان پٹھان کو اپنی طرف سے قصور کا حاکم مقرر کیا اور قرار ہوا کہ غلام محی الدین خان قصور مین
گاؤکشی نکرے مسجدون مین [illegible] بلند آواز سے اذان نہ دین کوئی ہندو یا سکھ مسلمان نکیا جاوے جب سکھ [illegible] تو اسلامی [illegible]

پہر سب قصور مین جاری ہوگئین اس سبب سے قصور کی ہندوون نے ناراض ہوکر اطلاع اسکی امرتسر مین
بہنگیون کو کی اور اونہون نے جمع ہوکر دوبارا یورش قصور پر کی اوسوقت افغانی فوج ایک قلعہ مین محصور ہوکر
سکہون سے لڑتی رہی چند روز کی بعد سکہون نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلئے اوس قلعہ کا نام اب تک
قتل گڈہی مشہور ہے اوسوقت قصور پٹہانون کی قبضہ سے نکل گیا اور شہر مین چند سے سکہون کی حکومت رہی
پہر چندنون مین کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور مین آیا اور جابجا فوج اوس نے سکہون کے قتل و
گرفتاری کے واسطے مامور کی تو سکہ قصور کا قبضہ چہوڑکر بہاگ گئے جب شہر خالی رہگیا تو نظام الدین خان
افغان نے فی الفور قصور پر اپنا قبضہ کرلیا اور علاقہ مین اپنی عمال و فوج مامور کردی شاہ زمان کی واپس جانے
کے بعد پہر بہی کئی حملے سکہون کے بڑے بڑے اجتماع کرکر قصور پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتہ اون سے
لڑتا رہا جب خوب سا حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بہائی بندون کو حسد و بغض پیدا ہوا اور ایسے منتظم
آدمی کو اونہون نے موقع پاکر شہید کردیا اوسکے بعد اوسکا بہائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹہا چہہ برس تک
اوس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتہ ریاست کی جہت حملے پے درپے رنجیت سنگہ نے اوسکے وقت
مین قصور پر کئے مگر قطب الدین اوسکا جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر رنجیت سنگہ نے اوسکے نوکرون
اور اہل دربار کے ساتہ سازش کرلی اور اونکی نمک حرامی سے رنجیت سنگہ نے قصور پر قبضہ پایا اور علاقہ ممدوٹ کا
معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے واگذار رہا جو اب تک اوسکے لواحقون کے قبضہ مین ہے
اب یہ شہر انگریزی حکومت مین ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر حاکم با اختیار یہان رہتا ہے شہر کی سب عمارت پختہ ہے مکانات پختہ دو منزلہ سہ منزلہ خوشنما یہان بنے ہوئے
ہین بازار دلچسپ و کشادہ ہین بڑی مالدار ساہوکار ہندو و خوجہ مسلمان یہان تجارت کا کام کرتے ہین ہر ایک
جنس کی سوداگری یہان بکثرت ہوتی ہے رہنے والے یہان مسلمان افغان خوبصورت بہت ہین ہندو کم ہین آدمی یہان
کے سفید پوش عزت طلب عقیل ذی ہوش باعزت ہین عورات کو پردہ مین رکہنے کا یہان بہت رواج ہے کل شہر کی
آبادی بارہ قلعون مین تقسیم ہوئی ہے اول پرانا قلعہ یہہ قدیمی قلعہ ہے اسکے بانی کا حال معلوم
نہین کہ آیا کس نے کس عہد مین بنوایا دوسرا قلعہ محی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محی الدین خان افغان نے
بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتے ہین اسکی بنیاد مراد خان نے رکہی تہی مگر حد و بست اسکے
قصور کی حد و بست سے علیحدہ ہے چوتہی قتل گڈہی اس قلعہ مین سکہون نے قتل عام کی تہی جسکا ذکر پیچہے ہو چکا
ہے پہر عبد الغنی خان نے یہان ایک کوٹ بنوایا پانچوین کوٹ اعظم خان چہٹو کوٹ بدر الدین خان ساتوین کوٹ
عثمان خان آٹہوین کوٹ رکن الدین خان نوین کوٹ فتح الدین خان دہم قلعہ نظام الدین خان نے

اپنے بیٹے فتح الدین خان کے نام پر آباد کیا تھا دسوین بنا قلعہ یعنی قلعہ حلیم خان و عظیم خان پٹھانون نے بنا کر بیٹا کو
نام رکھدیا گیارہوین پیر انوالہ کوٹ یعنی کوٹ پیر عبد الرحمن خان نے بنوایا تھا بارہوین حسین خان کا کوٹ
یعنی حسین خان پٹھان کی تعمیر ہے الغرض ہر ایک قلعہ اس شہر کا اوسکے بانی کے نام منسوب ہے اب منجملہ بارہ کوٹون کے
حسین خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹون کی آبادی اسمین شامل ہوگئی ہے اسیطرح عظیم خان
و فتح دین خان کے دو قلعون کے آبادیان مل گئی ہین باقی سب کوٹون کی آبادیان الگ الگ ہین قصور مین
پرانے و نئے مقبرے بہت ہین اونمین سے بلھے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بہت مشہور ہے تحفہ یہان کا جوتا اور
میتھی خوشبودار ہے جو ملکون مین جاتا ہے گلی برتن بھی پختہ و قطع دار و مضبوط بنتے ہین اس شہر مین پانچہزار
سات سو اونتیس گھر اور سترہ ہزار دو سو نو آدمی آباد ہین پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریا ستلج
و بیاس دو دریا ملے ہوے اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہین اور منجملہ دیہات تحصیل ہذا کے دو حصہ تو ملک
مانجہہ یعنے سرزمین بلند اور ایک حصہ ہٹھار یعنے پست زمین آباد ہین اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان ارائین و ڈوگر
محنت کش زمیندار ہین ہٹھار کے چاہات کا پانی عموماً شیرین ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے مانجہہ
کے سرزمین مین اکثر سندہو جاٹ قوم گل و سندہو و سدہو و سکہہ وار وڑہ و کہتری مانجہہ کے زمین کا پانی کہاری
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو اب نہری ہوگئی ہے پہلے مانجہہ کے لوگ تنگ حال تھے جس سال بارش نہین
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے مگر اب جابجا نہرین جاری ہوگئی ہین اس سبب آسودہ حال ہین پہلی
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب واقع تھی آبادی اوسکی بہت مختصر تھی اور قوم کہتری
کوٹ پورہی اسمین آباد تھی اور منجملہ روسا خطہ مکانیر کے راجہ رائے سنگہ نام اس شہر و علاقہ پر اپنا تسلط رکھتا
جب شاہ بھلول لودی کا وقت آیا تو بسبب ہم قومی کے کابل وغیرہ مقامات سے افغان بکثرت پنجاب مین آکر سکونت
پذیر ہوے چونکہ اوسوقت ہیرا نام ایک نامی قزاق اس علاقہ مین اکثر زمیندارون کو لوٹ لیجاتا تھا راجہ اوسکے
ہاتھہ سے بہت تنگ تھا اوسنے چند افغان اوس قزاق کے سرکوبی کے لیئے نوکر رکھے افغانون نے قزاق کی سرکوبی
بخوبی کی جسسے راجہ بہت خوش ہوا اور افغانون کو اپنے یہان جگہہ دی پھر تو یہہ قصبہ گویا افغانون کا گھر
بن گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب راجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان ہی بنے
اور منجملہ حسین خان ایک صاحب عزت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب
کو دیندار خان کا لقب بھی ملا اور یہہ علاقہ اوسکی جاگیر قرار پایا اسکے بعد افغانان قصور مین سے جو شخص
صاحب ہمت و دولت ہوا اور بادشاہی دربار مین اوسنے خدمات نمایان کین تو اوسکو نوابی کا خطاب
ملتا رہا اور بارہ کس نواب ایسے ہی وقت پیدا ہوئے مثل نواب نعمت خان و نواب مولی داد خان و پیر محمد خان

وحسین خان ومنصور خان وبھادر خان وغیرہ اور پرگنہ قصور وچونیان وپرگنہ ممدوٹ ودکھائی وغیرہ انکی جاگیر مین تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی کہ کل آبادی طولاً چھ میل اور عرضاً دو میل تھی اور ہر ایک نواب نے علیحدہ علیحدہ آبادیان اپنی قایم کرلین آخر وہ آبادی سکھون کے بار بار حملون اور رنجیت سنگہ کے یورشون سے برباد ہوگئی فی زمانا شہر مین دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو ہین منجملہ مسلمانون کے قوم خوجہ کی بڑی کثرت ہی اور وہ ہر طرح کا بیوپار کرتے ہین اور جوتا اس شہر کا بنا ہوا تحفہ مشہور ہے قوم خوجہ پہلے ہندو اروڑے تھی اونکو حضرت شمس الدین تبریزی ملتانی نے مسلمان کیا منجملہ سبزی ترکاری کے میتھی قصور کی مشہور ہے جو نہایت خوشبودار ہوتی ہے دور دور تک بطور تحفہ بھیجی جاتی ہے بزرگان دین کے مقبرے بھی یہان بہت ہین چنانچہ مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری وشیخ عبد الخالق ومیان بادشاہ وپہلے شاہ وشیخ لال چشتی وغیرہ مشہور مقبرے ہین بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی کا ہے جنکی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبد الرسول چند ماہ گذرے ہین کہ فوت ہوئے ہین یہہ بزرگ ظاہرے وباطنی علم مین کمال رکہتے تھے ہندو فقیر وہین بابا اتہین مشہور فقیر ہوچکا ہے جنکی سمادہ پر ہر وزبیساکہی بڑا میلہ ہوتا ہے اور اوس میلہ پر مرد وعورتین آپسمین مغلظات بکتی ہین عورت کے وارث باوجودیکہ ساتھہ ہوتے ہین کچہہ غیرت نہین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کا سخت جواب دیوے تو وارث عورت کے بہت خوش ہوتے ہین **پٹی** دوآبہ باری ضلع لاہور پرگنہ قصور کے علاقہ مین یہہ قصبہ گیارہ میل دہنے کنارے دریاے بیاس کے اور پنتالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پرانے اور پختہ عمارت ہی اسکی آبادی کا حال اسطرح پر ثابت ہوتا ہے کہ ۹۲۹ھ مین مسمی ہیبت خان جاگیردار نے بموجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے آکر اسمقام پر یہہ قصبہ آباد کیا اسکی آبادی سے اول یہان ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیبت پور پٹی رکہا گیا اور یہہ نام دو نامون سے مشترک ہے یعنی ہیبت کا لفظ تو ہیبت خان کے نام سے مراد ہے اور پٹی ایک عورت کا نام تھا جو موضع آصل مین رہتی تھے اور ہیبت خان کی معشوقہ ومطلوبہ تھی ہیبت خان نے اوسکا نام بھی اس نام مین شامل کرکر نام اسکا ہیبت پور پٹی رکہا آبادی اسکی بعمارت پختہ ایک میل کے دورہ مین ہے مغل سید راجپوت قاضی کہتری اروڑے بھاٹرے وغیرہ اسمین رہتے ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے لوہار بھاگکر لوہے کا کام اچھا بناتے ہین پختہ قلعہ خوشحال سنگہ پوریہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے ایکہزار نو سو تنتیس گہر اور چھ ہزار تین سو اٹہتیس آدمی اسمین آباد ہین بادشاہون کے وقت مین یہہ قصبہ حاکم نشین اور پرگنہ کا صدر مقام تھا قصبہ کے اندر کے کنوون کا پانی شور اور باہر کا پانی میٹھا ہے **نوشہرہ** یہہ قصبہ پٹی سے

چہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زمینداران قوم تیوہیان رہتے اور زمینداری کرتے ہین علاقہ اسکا زرخیز ہے اور
زمین بارانی و چاہی **سور سنگھہ** یہ قصبہ قصور سے اونیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سور سنگھہ نے بہر و عرصہ چار سو
برس کے اسکو آباد کر کی اپنے نام سے موسوم کیا زمینداران قوم دہون وہان آباد ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے
چونکہ سکہون کی سلطنت مین اس گاؤن کے لوگ رنجیت سنگہہ کی سرکار مین اچہی اچہی عہدہ دار تہی اس سبب سے
اچہی اچہی حویلیان اور پختہ عمارتین یہان تعمیر ہوگئین ایکہزار بیس گہر اور چار ہزار چہہ سو چونسٹہہ آدمی یہان آباد
ہین **چونیان** قصور سے بفاصلہ سات کوس مشرق کی طرف یہہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا
عرصہ گذرا ہے کہ اس قصبہ کو سندہو زمیندارون نے آباد کیا پہلے وہ موضع بگہیانہ پرگنہ چونیان
رہتی تہی آبادی کی رو سے اسپر کبہی کوئی تنزل نہین آیا عمارت اسکی خام ہے اور زمیندار سندہو وکہتری واروڑی
اسمین رہتی ہین کہتری یہان کے ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہین اور قحط کی امید پر ہزارون روپیون کا
غلہ خرید کر رکہتے ہین آٹہہ سو اونتیس گہر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمین آدمی آباد ہین **الگون** یہ قصبہ
بہت پرانا ہے اگلے زمانہ مین کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثے کی سبب
سے یہ اجڑ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا رہا دوبارا پہر ہندو شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلی ہی نام سے
موسوم رکہا ایکسو بیس برس ہوئے ہین کہ دوست سنگہ نام ایک سکہہ سردار نے یہان آکر کچا قلعہ بنوایا اور
اپنا مسکن مقرر کیا چونکہ اسوقت غارت گر سکہہ تمام پنجاب کو لوٹ رہے تہے اسواسطے لوگ قلعہ کو جائے
پناہ سمجہکر دور دور سے یہان آرہی اور قلعہ آباد ہوگیا پہر جب نظام الدین قصوریہ نے اس علاقہ پر اپنا تسلط
جمایا تو اوسکے خوف سے اور بہی گرد نواح کے لوگ یہان آرہے اور موضع الگون کی جگہہ دوستا سنگہ کا
قلعہ آباد ہوا بعد ازان جب رنجیت سنگہ کی عملداری قائم ہوکر ملک مین امن ہوگیا تو زمیندارون نے
پہر قلعہ سے نکلکر الگون کو آباد کر لیا جو اب تک آباد ہے راجپوت یہان بہت رہتے ہین اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
اسوقت تک تین سو اکتیس ۳۳۱ گہر اور ایکہزار چہہ سو پچاس آدمی اسمین آباد ہین **ولٹوہہ** یہ قصبہ مانجہہ
کی زمین مین اچہا آباد مکان ہے چغتائی سلطنت کی وقت مسمی لوگا جاٹ سنارہ والہ سے آکر اسکو آباد کیا
وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے کہ آیا ولٹوہہ نام اسکا کیون رکہا گیا سندہو زمیندار یہان اب بہی بہت رہتے ہین
تین سو چہبیس گہر اور ایکہزار نو سو آدمی اسمین آباد ہین **کہیم کرن** باری دوآب ضلع لاہور کی علاقہ
مین قصور سے بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹون مین علیحدہ علیحدہ منقسم ہے تینون کوٹون کی
چہار دیواریان پختہ بنی ہوئی ہین اکبر بادشاہ کے زمانہ مین دلپت راے وکہیم کرن ککنوناہی چند کی بیٹون نے
قصور سے آکر یہہ قصبہ آباد کیا چونکہ دلپت راے بادشاہی دفتر مین بمقام اکبرآباد اور کہیم کرن گاؤن مین رہتا تہا

اسواسطے قصبہ اوسکے نام سے موسوم ہوگیا اونکے وقت مین دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اونکی وفات کے
بعد ہنگت راے اونکی بھائی بیجے نے آباد کیا اس جگہہ کی ملکیت کے کمبو مالک چلے آتے ہین اونکا بھان بڑا ہوشیار ہے
بہورہ باقی کے کارخانے بہت جاری ہین یہان کے بنے ہوے بہورے سوداگر جا بجا لیجاتے ہین اونکی تجارت
سے فائدہ اوٹھاتے ہین خانہ شماری اسکی ایکہزار چار سو تریسٹھ ہین اور پانچہزار آٹھہ سو سینتالیس مردم شماری ہے
مانجھہ باری دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک فراخ خطہ کا نام ہے زمین دوآبہ سے اونچی ہے اور مانجھہ
پنجاب کی زبان مین بھی اونچی زمین کو کہتے ہین شرقی حد اسکی موضع ویرووال دریاے بیاس کا کنارہ ہے اور
حد غربی شہر لاہور جنوبی حد شہر قصور و چونیان وغیرہ شمالی حد شہر امرتسر ہے سینکڑون گانو اور قصبے اسمین آباد
ہین مانجہی کی شرقی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بے رحم و چور و غارتگر مشہور ہین اور قوم مشرک سکھون
کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اونکے حالات لکھنے کی کچھہ حاجت نہین ہے عیان راچہ بیان کہ کس کس طرح کی
چوریان و غارتگریان و خونریزیان اونکی ذات سے اس قوم مین آتی رہی ہین اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر
رہتے ہین سابق زمین مانجھہ کی بارانی و چاہی تھی اب شاہ نہر انگریزی جاری ہوکر تمام مانجھہ نہری ہوگیا ہے لاکہون
من غلہ و روئی و کماد و شالی وغیرہ یہان پیدا ہوتا ہے **چونیان** یہہ قصبہ لاہور سے جنوب کی طرف
چالیس کوس دریای بیاس کے پرانے اونچے کنارے کے اوپر آباد ہے اس قصبہ کے آبادی کا حال اسطرح پر ثابت
ہوا کہ ۸۱۵ ہجری مین سید شاہ کمال پیر جہانیان بخاری اوچ کے مقام سے اس ویرانہ مین آئے اور دریاے
بیاس کے کنارے پر کہ اوسوقت دریا یہان بہتا تھا خس پوش جھونپڑہ بناکر سکونت اختیار کی چونکہ ولی باکمال
تھے چارون طرف سے اعتقاد مند لوگ حاضر ہونے لگے اور ایک بوڑھیا چونی نام نے راسخ الاعتقاد ہوکر ہمیشہ
حضرت کی خدمت مین رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد سب مریدون نے ملکر یہان آبادی کی تجویز کی اور ایک
چھوٹا سا گانو بناکر حضرت کی اجازت سے نام اوسکا چونی اوسی عورت کے نام پر رکھا جب قندہاری پٹھانون کی حکومت
اس خطہ کی اوپر پھیلی تو اس کثرت کی ساتھہ یہان آبادی ہوئی کہ بڑی بڑی سات بستیان یہان آباد ہوگئین
اول پرانی چونی دوسری چھوٹی چونی تیسری محرم خان کا کوٹ چوتھے پہلوان کی کوٹلی جو جبوان زمیندار بہل کی قوم
کی رہتی تھے پانچوین قلعہ ٹوڈرمل چھٹے راجہ کا کوٹ ساتوین چونیان موجودہ حال اور ٹوڈرمل جو بانی قلعہ مذکور
کا تھا وہ قصور مین قصوری پٹھانون کے دفتر مین دیوان تھا جب یہہ ساتون قصبے بخوبی آباد ہوچکے تو کسی زمانہ
ان پر آفت آسمانی اوتری جس سے یہہ بستیان عالیشان اجڑ گئین اول یہہ کہ جب محمد شاہ بادشاہ کے وقت مین
نصیر الصمد خان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اوسکے وقت مین حسین خان رئیس قصور اور اوسکی عداوت ہوگئی
اور دونون طرف سے فوج کشی ہوکر چونیان کے پاس جہان عیدگاہ بنی ہے سخت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا گیا اوسوقت بہت سی رعایا بخوف غارت و تاراج فوج لاہور کے یہان سے اوٹھکر چلی گئی دوسرے جب سلطنت
چغتائی کمزور ہوگئی اور سکھون نے جا بجا قبضہ کرلیا تو اس قصبہ کو بھی سرداران شمل بہنگی وغیرہ نے بہت مرتبہ لوٹا
اور باقیماندہ پھر انگہ نکئی نے تاراج کئے تیسرے جو لوگ ان سے بچ رہے وہ چالیسی قحط نے برباد کئے غرضکہ ایسے
صدمات سے چھ بستیان اوجڑ گئین کہ پرانے کہنڈرات اب تک موجود ہین اون کہنڈرون سے بشمار انٹین ریل کے ٹہراو
پر خرچ ہوئین عمارت شہر کی معہ شہر پناہ پختہ بازار بارونق خوشنما بنا ہوا ہے بڑے بڑے ساہوکار اور بیوپاری
یہان رہتے ہین مگر مسلمان کم اور ہنود زیادہ ہین شہر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین مزار شاہ کمال پیر چانیان
بنجاری زیارتگاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی سید بنجاری اس قصبہ مین موجود ہے پہلے آبادیون مین قوم کمبوہ
یہان کاشتکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی مین جو ویرانی کے بعد ہوئی اوسمین اب کمبوہ مالک ہین
اونکی ملکیت اسبب سے ہی چونکہ یہ قصبہ اونچے ٹیلے اور پرانے راستہ پر دریا بیاس کے آباد ہے اسلیے کنوئین یہان کے بڑے
عمیق ہین مگر پانی ہاضم اور صحت بخش ہے پختہ حویلیان اور چھوٹے کل مکانات اسمین دو ہزار اور سات ہزار نو سو
پچپن آدمی کی مردم شماری ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع لاہور یہان کچہری کرتا ہے اور پولیس کا تھانہ بھی موجود ہے

کہڈیان دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان کے متعلق چونیان سے چودہ کوس کے فاصلہ پر
یہ قصبہ آباد ہے پہلی مالک اسکے ڈوگر زمیندار تھے اور دیوان کے کہڈیان نام تھا مگر وہ پہلی آبادی فوج
مغلیہ کے حملون سے اوجڑ گئی جب بابر کے آنے کے بعد قصوری پٹھانون کا یہان تسلط ہوا تو مسمی لطیف خان افغان
قصور کے رہنے نے پھر اسکو آباد کیا اور اوسی پہلے نام سے موسوم رکھا اوسکی اجازت سے جاٹ و کمبوہ و کہتری
وغیرہ یہان آکر آباد ہوئے اور مزارعان کے طور پر کاشتکاری کرتے رہے جب قصوری پٹھانون کا تسلط
اوٹھ گیا تو رنجیت سنگہ کے وقت مین وہی کاشتکار مالک بن بیٹھے یہ قصبہ اب خوب آباد ہے کچی پکی ملی ہوئی
قصبہ کی عمارت بازار بارونق ہے کہتری کمبو غلہ کا بیوپار بہت کرتے ہین کل ایکہزار اٹھتیس گہر اور تین ہزار
ایکسو ستائیس آدمی اسمین بستے ہین

موکل چونیان سے چودہ کوس پر یہ قصبہ آباد ہے عرصہ سو سال کا
گذرا ہے کہ پہلے خزان سنگہ گیان سنگہ قوم جاٹ سندہو نے موضع سلطان کی پرگنہ لاہور سے آکر اسکو آباد کیا چونکہ
وہ دونو بانی موکلون کے خاندان سے تھے اسواسطے اونھون نے اس گانو کا نام بھی موکل رکہا اور خود بھی
یہان ہی رہنے لگے تہوڑی مدت کے بعد جوند سنگہ موکل نے جو رنجیت سنگہ کے دربار مین معزز آدمی تھا اور اپنے
بہتیجون خزان سنگہ و گیان سنگہ قصبہ کے بانیون سے عداوت رکھتا تھا اپنی جاگیر علاقہ کنگن پور سے آکر اس
قصبہ پہ یورش کی اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ قصبہ اوسکے تصرف مین آگیا اور قصبہ کے بانی نکال دیے گئے
اونھی اپنی قبضہ کے بعد اور گانو بھی چھوٹے چھوٹے یہان آباد کئے جب جوند سنگہ مرگیا تو اوسکا پوتا سرمکہ سنگہ

اوسکا وارث بنا مگر انگریزون کے وقت جب چترسنگہ و شیرسنگہ اٹاری والون نے گجرات کیطرف فساد برپا کیا تو سرجن سنگہ
بھی مفسدون کے ساتھہ ملگیا اسلیئے اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی مگر وہ اوسی جگہہ رہتا رہا اب سرجن سنگہ مرگیا اوسکے بیٹے
یہان رہتے ہین عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے قوم سندہو جاٹ یہان رہتی ہین غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چارسو
تیئس گھر اور ایکہزار چہہ سو چہتر آدمی رہتے ہین **کنگن پور** دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان
کے متعلق یہہ قصبہ چونیان سے جنوب کو بفاصلہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت مسمات کنگنا نے
بعرصہ ایکہزار دوسو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قبضہ کے وقت اُجڑ گئی اور کئی سو برس تک
یہہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دوسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ پٹی سے آکر حال کے قصبہ کو
پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم کیا اوس روز سے مغل کی قوم یہانکی
مالک بنی کہتری اروڑے و راجپوت بھی باہم مختلف یہان آکر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی
بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے پکے دونو طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین بازار بارونق ہے تجارت غلہ کی
ہوتی ہے قصوری پٹھانون کی عملداری جب یہان ہوئی تو اونھون نے ایک قلعہ یہان بنایا جسمین اب
پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چونتیس گھر اور ایکہزار تین سو نوے آدمی اسمین رہتے ہین جودہ سنگہ سوکل نے
بھی اپنی جاگیرداری کے وقت یہان قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے مسمار ہوگیا ہے ڈیوڑھی اوسکی موجود
ہے **بہڑوال** یہہ قصبہ چونیان سے دس کوس بطرف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے
اُجڑ چکی ہے کھنڈر اوسکے موجود ہین آبادی موجودہ حال سرداران سکہہ نکئی نے آباد کی اصلی مالک یہانکے
سندہو جاٹ اور قصبہ کے مالک اروڑے و برہمن و بلوچ ہین یہہ قصبہ پرانا آباد قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ و خام
ملی ہوئی ہے نکئی مثل کے سردارون کے وقت یہہ قصبہ دارالریاست تھا اسواسطے اور سکہون کی غارت سے
یہہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کاہن سنگہ نکئی یہان کا جاگیردار ہے اور بہ حیثیت
مجسٹریٹی فوجداری و دیوانی کا کام کرتا ہے بیٹا اوسکا امیر سنگہ ذیلداری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارونق
ہے بیوپار ہر کارہ و بیوپار ہر قسم کا ہوتا ہے رن سنگہ نکئی نے یہان ایک قلعہ بنایا تھا اوسمین اب کاہن سنگہ رہتا ہے بجائے صاحب ضلع ہونے
قلعہ کے نشان کہنہ ہین چہہ سو نوانوین گھر اور ایکہزار آٹھسو اکتیس آدمی اسمین بستے ہین **میان کی و بھائی پھیرو**
اس قصبہ کی دو آبادیان ہین ایک میان کی جسکو میان قوم موڑ نے بعرصہ چار سو برس کے آباد کیا اور اب تک
اولاد اوسکی قابض ہے دوسری اوسکے متصل بڑی آبادی بھائی پھیرو کی ہے جو خاص گورو نانک کا چیلہ تھا اوسنے یہان
آکر اپنا مسکن بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے یہان قوم اروڑہ بہت رہتی ہے یہہ قصبہ لاہور سے
بیس کوس جنوب کیطرف ملتان کی سڑک کے اوپر قائم ہے چارسو پینتالیس گھر اور ایکہزار آٹھسو اٹھائیس آدمی اسمین آباد ہین بستی یہانکی

قصبہ کے اندر بنا ہوا ہے تھانہ پولیس کا اسکے مغرب کیطرف سڑک کے اوپر بنا ہوا ہے **منٹگمری** ملتان کی قسمت مین یہہ ایک ضلع کا مکان ہے
کی سڑک کے اوپر واقع ہے پہلے نام اسکا ساہیوال تھا اب اس نام بدل کر بسبب یادگار منٹگمری صاحب سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے
منٹگمری رکہا گیا پہلی آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی اب منٹگمری مین پختہ مکانات تعمیر ہوگئے اور کوٹھیان بن گئی ہین
ریل کا بڑا اوٹیشن عالیشان یہان بنایا گیا ہے اور آہنی سڑک اسکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان
کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے یہان آکر ٹہرتی ہے نیا بازار اور نئی عمارتین بارکین بے حساب اور آبادی بارونق
ہوگئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ یہان آکر آباد ہوئے ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین یہہ مقام لاہور سے اکیانوے میل
ملتان کی سڑک راوی کے کنارے پر واقع ہے اسمین جنگل بار کوسون تک ہے اور لاکہون درخت جنڈ کریر پیلون
کیکر جہاڑی جہچہرا موجود ہین صاحب ضلع یہان معہ اپنی اسسٹنٹون کے کچہری کرتے ہین پانچ تحصیلین ایک تحصیل حضور
یعنی خاص منٹگمری دوسری تحصیل حجرہ تیسری تحصیل پاک پتن چوتھی تحصیل دیپالپور پانچوین تحصیل سید والہ جسکا ذکر
رچناب دوآبہ کے مواضعات کے ذکر مین آویگا کل مردم شماری اس ضلع کی تین لاکہہ اٹہہ ہزار دو سو اور پہلے
یہہ ضلع مقام گوگیرہ تہا جو لاہور سے اسی میل بسمت جنوب مغرب دریای راوی کے بائین کنارے پر آباد ہے -
ضلع منٹگمری کی شرق کیطرف دریای ستلج بہتا ہے غرب کیطرف حدود ضلع جہنگ کی شمال کیطرف ضلع لاہور اور
ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب کو ضلع ملتان ملحق ہے سطح زمین ہموار میدانی ہے کوئی پہاڑ یا ریگستان نہین ہے آب و
ہوا معتدل ہے مگر دو تین جنگل اسمین بہت گہرے واقع ہین ایک ساندل بار کا کچھ حصہ ہے جسکا ستر کوس
طول اور چالیس کوس عرض ہے اوس جنگل مین ایک نہر بہی دریاے راوی سے نکالکر سرکار نے دی گئی ہے دوسرے
لکہی بار کے حصے جنکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریاے راوی کہین ضلع کی سرحد پر
اور کہین ضلع کے اندر جاری ہے نالہ ڈیک بہی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دریاے
ستلج و بیاس شامل ہوکر بہتے ہین دریاے راوی پر مقام چیچہ وطنی کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے اور بار لکہی و ساندل
مین جنڈ و کریر وغیرہ جنگلی درخت ایسی کثرت و گنجایش کے ساتھ ہین کہ اگر انسان اوسمین راستہ بہول جاوے تو زندہ
نہ نکلے پرگنہ سید والہ کی زمین اس ضلع مین بہت زرخیز و خوشنما و ہموار ہے ہر ایک جنگل مین زمیندارون کا مال چرتا
اور زر ترنی سرکار مین ادا ہوتی ہے قوم کہرل مسلمان دولو بکثرت آباد ہین ارڑی و کونہری بہت کم قوم
کہرل و ڈٹو پہلے عموماً چوری کرتے تھے مگر اب عموماً زمیندار ہین جنگجو ہین و فساد مین اپنا ثانی نہین رکہتے
تجارت روغن زرد و غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات و میوہ دار درختون کا کہین نام و نشان نہین آم کا
درخت اس علاقہ مین ہوتا ہی نہین البتہ پیلون سے میوہ پیلون جو جنگلی میوہ ہوتا ہے زمیندار بڑے شوق سے
کہاتے ہین بلکہ ماہ مئی مین تو تمام زمیندارون کی خوراک یہی پہل ہوتا ہے گہوڑے کی سواری اس ضلع مین بہت

رائج ہے عورت مرد ہندو مسلمان اوسپر سوار ہوتے ہین اور علاقہ کچھی مین جو اس ضلع کے متعلق ہے یہہ بھی ایک
عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی نہو جاوے بحالت دوشیزگی وہ بعد پاخانہ پھرنیکے استنجا نہین کرتی اور جب تک
عورت کچھ بیمار نہو جاوے اوسکی شادی نہین کرتے اور شادی شدہ عورتون مین بھی ایک عجیب دستور ہے کہ جب وہ پاخانہ پھرنے
جاتی ہے مسواک ساتھ لیجاتی ہے جب تک پاخانہ پھرتی رہتی ہے دانت صاف کرتی رہتی ہے جب فارغ ہوتی ہے مسواک کو پھینک دیتی ہے اور
عورت و مرد ٹیلا تہہ بند باندھتے ہین پاجامہ برای نام نہین ہوتا **پاک پٹن** دوآبہ باری ضلع
منٹگمری کے متعلق دریاے گھارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ چودہ میل یہہ مشہور قصبہ آباد ہے آبادی اسکی
بہت پرانی ہے اور اصلی بانی اسکا راجہ اجودہن تھا جسنے یہہ قصبہ آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا سکندر
اعظم کے حملے کے وقت اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اوسنے پنجاب فتح کرکے اپنی یادگار کیواسطے یہان چند
مینار سنگین بنوائے تھے مگر اب تک ونکا نشان بھی باقی نہین رہا چھٹی صدی ہجری کے ابتدا مین جب خواجہ
فریدالدین گنج شکر چشتی متھرانسی سے اوٹھکر یہان آئے تو اونکی ہدایت سے یہانکے رہنیوالے مسلمان ہوگئے
اور نام اسکا اجودہن سے بدل کر پاک پٹن مشہور ہوگیا مقبرہ حضرت کا یہان موجود ہے اور شاہان اسلام کے
وقت سے یہہ قصبہ اور اسکے گرد نواح کے دیہات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر مین چلی آتی تھی اور سجادہ نشین
باختیار خود یہان حکومت کرتا تھا جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکہون نے جابجا زور پکڑ کر غارتگری شروع کی
تو ہیرا سنگہ نکئی نے بھٹروال سے آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اوسوقت شیخ سبحان سجادہ نشین تھے اونہون نے جانبازانہ
کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا یعنی قصبہ مین ایک سخت لڑائی ہوکر ہیرا سنگہ مارا گیا شیخ سبحان مظفر و منصور رہے پھر بھی کئی
مرتبہ سکہہ حملے کرکے یہان آتے رہے مگر جواب ترکی بترکی پاتے رہے آخر جب رنجیت سنگہ تمام پنجاب پر متسلط ہوگیا
تو اوسنے براہ تملق و چاپلوسی و فریب اپنا عقیدت جتلا کر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلا کر نظر بند رکہا اور تمام اونکے
متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کرلیا اوسوقت سے کل علاقہ متعلقہ مزار کا سکہی حکومت مین آگیا اب زیر حکومت انگریزی
ہے یہہ سوین ذی یا پنجوین محرم کو یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور بہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ پر
سے ایک دروازہ ہے اوسی روز کہلتا ہے یہہ قصبہ گویا صدر کا مقام ہے تحصیلدار یا تحتی ضلع منٹگمری کے یہان
مال کا کام دیتا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلند ٹیلے کے اوپر اور احاطہ مزار کا بیچ مین ہے عمارت قصبہ کی بہت
خوشنما پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار پر تجارت و آبادی اچھے اچھے ساہوکار مالدار یہان ساہوکارہ و تجارت
کرتے ہین جمع پرگنہ کی تخمینا پچاس ہزار روپیہ ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس مین پرانا راستہ دریاے
بیاس کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پرگنہ مین واقع ہے اوسمین زمستان خند و کریر و گہاس بہت ہوتی ہے خاص
پاک پٹن مین پارچہ قسم لونگی وجوتھی اچھا بنا جاتا ہے اور خراط کا کام چوبی خراطی لوگ نہایت تحفہ بعمدہ

کرتے ہین کہلونے لکڑی کے اور چھوٹے چھوٹے کے جنپر پیتل کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پاک پٹن کا تحفہ دور دور تک جاتا ہے
چلمین سرپوش دار نہایت عمدہ بنتے ہین **دیپال پور** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ دریاے
گہارا کے ونپے کنارے سے بفاصلہ اکیس میل آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے پہلے پہل راجہ دیپال یا دیپال
راجا جو دہن کے بہائی نے اسکو آباد کیا عملداری شاہان اسلام مین یہہ بڑا شہر اور حاکم نشین تھا صوبہ بادشاہی
یہان رہتا تھا اور محاصل اس صوبہ کا تیس لاکہہ تینتیس ہزار تین سو تریسٹھ روپیہ سالانہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتا تھا
سکہون کی بربادی کے وقت اس شہر کو سکہون نے کئی بار دل کہول کہول کر لوٹا اور ویران کر دیا ایسا کہ
آبادی کا نشان باقی نہ چہوڑا آخر جب رنجیت سنگہ کے وقت کچہہ صورت امن کی نمودار ہوئی تو بہاگے اور لٹے ہوئے
لوگ پہر اسمین آکر آباد ہوئے اور مختصر سی نئی آبادی قایم ہوئی پرانے عمارات کے کہنڈرات اب تک موجود
ہین بادشاہون کے وقت ایک نہایت مضبوط قلعہ اسی برجون کا یہان بنوایا گیا تھا اب کی آبادی مین کہتری
بہت رہتے ہین اور ایک مندر لالو جسراے کا یہان بنا ہوا ہے جہان کہتری قوم کے دور دور سے آکر چوٹیان
اوترواتے ہین **شیر گڈہ** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد
کرمانی قادری کا روضہ یہان بنا ہوا ہے جسکا علحیدہ ذکر تحریر ہوگا اس قصبہ کی بنیاد پہلے سید شیر شاہ قادری نے
جو شیخ داود کے پیر بہائی تہے اور روضہ اونکا ملتان کی نواح مین ایک مشہور روضہ ہے رکہی اور آباد
کراکے اپنے نام سے نام اسکا شیر گڈہ رکہا ہندو مسلمان ہر فرقہ اور ذات کے لوگ یہان بہت رہتے ہین آبادی بارونق و
بازار تجارت بہی بہت ہے ہر سال شیخ داود کے مزار پر بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **حجرہ شاہ مقیم محکم الدین** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ بہی ایک مشہور اور نامی قصبہ ہے سال نوسو تریسٹہ
ہجری مین اول بنیاد اس قصبہ کی سید بہاول شیر گیلانی قادری نے قایم کی اور صرف اپنے رہنے کا حجرہ یہان
بنوایا اوسکے وقت بہت مختصر آبادی ہوئی بعد سید محمد مقیم محکم الدین اونکے پوتے نے اوسکی آبادی پر
بہت کوشش کی اور اونہین کے نام سے اس قصبہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بہاری جاگیر
اس خاندان کی سجادہ نشینون کے واسطے مقرر تہی اور وہ اپنے علاقہ مین با اختیار حکومت کرتے تہے جب سکہون
کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب سنگہ بیدی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتہہ سخت عداوت ہوگئی اور ارادہ
کئی مرتبہ کیا کہ حجرہ کو غارت کرے اور ریاست سیدون کی چہین لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اوسکو
بہت سا روپیہ رشوت کا دیکر ٹالے رکہا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ تعصب نزاع جو اوسکو
اسلامیہ فرقہ کے ساتہہ دل مین متمکن تہا مستعد بربادی اس خاندان کے ہوا سید سردار علی نے جو یہہ خبر پائی
تو اپنی فوج و شاہان سب یہان چہوڑکر جریدہ اونکے پاس چلے گئے کہ کسطرح اوسکو اس ارادہ سے ہٹائیں اور

بہت سی وفاداری اوس سے پیش آئین مگر صاحب سنگھ سنگدل نے جاتے ہی حضرت کو قید کر لیا اور ارادتمند مریدون نے
بھی یہہ خبر پا کر اوس قلعہ پر جہان حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور چاہا کہ کسیطرح حضرت کو وہان سے رہا کرا لائین اور
ایک لوہار کو پوشیدہ قلعہ مین بھیجکر بیڑیان کٹوا دین مگر رات کے وقت جب قیدیون کو دیوار سے نکالنے لگے تو اون
سب دانستہ ہوا اپنے کو دو آسے جب حضرت کے آنے کی نوبت پہونچی تو قلعہ والون کو خبر ہو گئی اور حضرت معہ
اور دو رفیقون کے پکڑے گئے اور صاحب سنگھ کے حکم سے اونھون نے جام شہادت نوش کیا اونکی شہید ہونے
کے بعد صاحب سنگھ نے کل علاقہ ضبط کر لیا اور شہر برباد کرکے ہاتھ ہلائے اب سید سردار علی کے صاحبزادے
سید مراد علی یہان رہتے ہین اس قصبہ مین مسلمان بہت اور ہندو کم رہتے ہین پیرزادہ محمد شاہ مقیم اور بہادر آباد
کی اولاد بھی کثرت سے آباد ہے شہر کی عمارت پختہ بازار بارونق تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے
علاقہ کے اندر تین نالہ دریاے ستلج کے جاری ہین ایک نالہ خانواہ جسکو نواب خانخانان نے بعہد اکبر بادشاہ
کھدوایا تھا دوسرے نالہ سوہاگ نو تیسرا سوہاگ کہنہ سواے اسکے ایک اور نالہ بودہ نام زمین کو سیراب
کرتا ہے علاقہ اوسکا ہے پانی چاہات کا بیس یا چالیس ہاتھ پر نکلتا ہے **چوچک** یہہ قصبہ دوابہ باری
ضلع منٹگمری کے متعلق دریاے راوی کے بائین کنارے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو بفاصلہ ساٹھ
میل آباد ہے تھانہ پولیس کا ملتان کی سڑک کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قصبہ کی بارونق وخوشنما
مگر جنگل ویرانہ اسکے گرد بہت بھاری ہے **چیچہ وطنی** باری دوابہ کے قصبون مین یہہ
ایک مشہور قصبہ دریاے راوی کے بائین کنارے ملتان سے بہتر میل شمال مشرق کی طرف آباد ہے سڑک اور
ریل گاڑی کی اسکے پاس سے گذرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور بڑا اور ریل کا اسکے پاس بنا ہوا ہے یہہ مقام
کشتیون کا پل دریاے راوی سے بندھا رہتا ہے **شیخپور** یہہ قصبہ باری دوآب پنجاب مین دہنی کنارے
دریاے گراوا کے ملتان سے بفاصلہ پنجاہ میل ماتحت ضلع منٹگمری کے آباد ہے اسکے متصل قصبہ گوگیرہ بھی ایک
بارونق کا مقام ہے جہان پہلے ضلع تھا اور اب وہان سے ضلع برخاست ہو کر ساہیوال المشہور منٹگمری کے
مقام پر آگیا عمارت شیخپور کی خام اور رہنے والے مسلمان **ہڑپہ** باری دوآب کے علاقہ مین
یہہ ایک قصبہ بائین کنارے راوی کے عین ویرانہ اور جنگل کے اندر آباد ہے اسکے پاس اکثر پرانے عمارت کے
نشان بھی نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد مکان ہوگا انگریزی مورخون کا
قول ہے کہ پہلے یہان ملکالہ کی قوم رہتی تھی اور اوسی مقام پر مقابلہ سکندر اعظم کا ہند کے راجون سے ہوا تھا
اب آبادی اسکی خام و شکستہ ہے اور سڑک ریل گاڑی کی اسکے پاس ہو کر ملتان کو جاتی ہے پختہ مکانات بھی اکثر یہان
بنے ہوئے ہین تحصیلدار ماتحت ضلع منٹگمری کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ہڑپہ کے علاقہ مین اکثر

آبادی دریاے راوی کے کنارے کنارے بہت ہی باقی علاقہ جنگل بہت ہی اور آبادی کم اور باشندے
ہندو قوم اروڑے و کاہنہ و دہنی وال و بگہیلا و کہرل بکثرت ہین پیشہ انکا اول علی العموم چوری تھا اب بعد تقرر
پہرہ کمی ہوگئی ہے سبزی اس علاقہ مین بہت ملتی ہے پیدایش گندم نخود پدر روی کی ہوتی ہے نیشکر کا نام و نشان
نہین جمع تحصیل کی اونتالیس ہزار تخمیناً ہے سواے زر مالیہ آمدنی زر ترنی گھاس اور زر قیمت لکڑی جنگل
کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کا ٹہریہ کی آبادی سے نزدیک ہے **حویلی** بارہی دو آب کے متعلق یہہ
ایک قصبہ دریاے گہارا کے دہنی کنارے سے دس میل اور لاہور سے نو میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے
ملتان یہہ شہر بہت مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہرون مین سے ہے آبادی اسکی دریای
چناب کے کنارے ایک بلند ٹیلے کے اوپر جو پرانے عمارتون کے مسماری سے بنا ہوا ہے واقع ہے چونکہ اسکی آبادی کو
ہزارون برس گذر چکے ہین کچھہ دریافت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلے پہل اسکی آبادی کی اتنی بات بتاریخ
ثابت ہوتی ہے کہ ہندو راجون کے وقت وقت بوقت یہہ شہر اُجڑتا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے بایام
مختلف بدلتی رہی اب سیا توان نام اسکا ملتان ہے ہندون کا قول ہے کہ پہلا نام اس شہر کا ہرناکش نگری تھا
اور وہی ہرناکش اس ملک کا راجہ تھا جب ہرناکش نے خداپرستی چھوڑ کر خود پرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی
پرستش کے واسطے ہدایت کی اور پہلاد ہرناکش کے بیٹے نے برخلاف اپنی باپ کے جو لوگون کو خداپرستی کی تعلیم
دی تو ہرناکش اوسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بھگوان کو ایسے خودپرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتار کی
شکل بنکر بھگوان اوسکے گہر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور انہون نے اوسکے سینہ کو پہاڑ ڈالا اس واقعہ کے بعد اس شہر
کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازان جب پہلاد ہرناکش کے بیٹے کی سلطنت نے رونق پکڑی اوسنی اس شہر کا
نام پہلاد پوری رکہدیا اوس کے پیچھے بھی مختلف وقتون مین ہنسہ پور و باگ پور و اہرس پور بھی مقرر ہوتے آخرش
نام اسکا ملتان ہوا اگرچہ یہہ نام اسکا بہی کوئی آجکا نام نہین ہے بلکہ جب یونانی سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تھا
تب بھی اسکا نام ملتان ہی تھا بعضی تاریخون مین یہہ بھی درج ہے کہ اصلی نام اس شہر کا مالی تھان یعنی مالی کا مقام
ہے اور مالی نام ایک راجہ تھا جسنے اسکا نام مالی تھان رکہا تھا اور اوسی راجہ کی حکومت کے وقت سکندر یونانی
حملہ آور ہوا اور فتح پائی تھی دین اسلام کے شیوع کے بعد بعہد خلافت خلیفہ ولید محمد قاسم عرب حسب الحکم حجاج بن یوسف
حاکم خراسان کی کابل و قندہار و بلوچستان و سندہ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تھوڑی سی توجہہ مین اوسنی شہر اور
علاقہ ملتان کا لے لیا اور اسکو دار الریاست بنا کر رہنے لگا اوسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تک مختلف عملداریان
ملتان مین ہوتی رہین جنمین اکثر صاحب اسلام تھے پہر سلطان محمود غزنوی نے اسپر قبضہ پایا اور مدت تک اوسی
خاندان کے زیر حکم رہا اوسکے بعد مختلف وقتون مین فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

پھر محمد خان جہانگیر نے بھی جب اسپر فتح پائی تو بہت لاشا ہوئی پھر جب اکبر بادشاہ کی سلطنت کی نوبت آئی تو اول یہہ شہر
خوب آباد ہوا پھر مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے بابر کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو ایسا لوٹا کہ پھر
اسکی آبادی کی امید نہ رہی مگر لنگر خان بلوچ نے پھر بڑی کوشش سے اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان نے
جب یہہ شہر شہزادہ عالمگیر کے جاگیر میں دیا تو اوسنے بھی اسکی آبادی کے طرف توجہ بہت کی آخر جب
اسلامیہ سلطنت نے ضعف پکڑا تو ملتان کا ناظم کابل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سکھوں نے بہت مرتبہ حملہ
کیئے تھے ایک مرتبہ قابض ہوگئے مگر قبضہ قائم نہ رہا پھر رنجیت سنگھ نے اپنی اوج کے وقت چار مرتبہ چار مہم ملتان پر
کیں آخری مہم کے وقت پچیس ہزار فوج سکھی ملتان پر گئی اور نواب ملتان کا تین ہزار پٹھان کے ساتھ
دست بدست لڑتا رہا آخر نواب نے شہادت پائی اور سکھوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا لوٹا کہ شہر والوں کے
پاس لنگوٹیاں بھی نہ چھوڑیں اور تمام شہر لوٹ کر ویران کر دیا رنجیت سنگھ نے مال لشکر غارت کو جمع کرنے
کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھ روپیہ کا نقد و جنس جمع ہوا مگر سکھوں نے غارت شدہ مال سے نصف بھی واپس
نہیں دیا تھا اگرچہ اس مہم میں رنجیت سنگھ فتحیاب ہوا لیکن تین ہزار پٹھان ہی ایسی بہادری اور شجاعت
کیساتھہ لڑے کہ سکھی فوج پچیس ہزار میں سے اونمیں تین ہزار زیادہ کھیت رہی اور چھہ ہزار زخمی ہوئے بعد ازاں جب
دیوان ساون مل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار پایا تو اوسنے ملتان پھر بسایا اور ایسی نرمی رعیت کے
ساتھہ کی کہ آجتک لوگ اوسکو خیر کے ساتھہ یاد کرتے ہیں وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا مولراج اوسکی قائم مقام ہوا اور
دلیپ سنگھ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی اگنیو صاحب انگریز و سردار کاہن سنگھ مان کو مار ڈالا
سو اسلیئے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اوسکی سزا دہی کے واسطے مامور ہوئی کئی مہینے تک ملتان کا محاصرہ
رہا اور لڑائیاں پے درپے ہوتی رہیں سو اسلیئے دوبارہ شہر اوجڑ گیا اور لوگ شہر سے نکلکر بھاگ گئے اب بعد
سقوط سلطنت لاہور کے جب سے صاحبان انگریز حاکم ہوئے ہیں روز بروز اسکی آبادی ترقی پر ہے صاحب کمشنر
و ڈپٹی کمشنر یہاں کچہری کرتے ہیں ملتان کی کمشنری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹگمری و جھنگ و مظفرگڈہ
اور ضلع ملتان کے ماتحت پانچ تحصیلیں خاص ملتان سرائے سدہو شجاع آباد لودہران و میلسی ہیں بڑے بڑے
مکانات سرکاری کوٹھیں و بارکیں چھاونی اور ریل کا اڈا یہاں تعمیر ہوئے ہیں اور سرکاری فوج کے
رہنے کے سبب روز بروز آبادی میں ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان میں بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے
جاری ہیں ابریشمی کپڑا لنگی کھیس شال سوتی و اونی قالین بہت تحفہ دار آرائی خوب اور ریشم کے دری و قالین
اور پارچات مکلف و کشیدہ و منقش بنی جاتی ہے چھینٹ بھی ہر ایک رنگ کی یہاں رنگتی ہیں بلکہ ولایتی چھینٹ کو
اسنے سے پہلے تمام پنجاب میں ملتان کی ہی چھینٹ امرا لوگ پہنتے تھے کلابتون و کار چوبی کا کام یہاں بہت

تحفہ ہوتا ہے ساہوکار بڑے بڑے مالدار و تجار باوقار یہان تجارت کا کام بڑی کثرت کے ساتھ کرتے ہین
جنکا مال بذریعہ دخانی جہازون کے بمبئی و کراچی بندر وغیرہ دور دور کے ملکون سے آتا ہے اور پھر بذریعہ
ریل کے لاہور امرتسر و ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے اور کچھ دریا کے راستہ پشاور و کابل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے
بسبب جاری ہونے ریل اور دخانی جہازون کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و بمبئی و ہندوستان کی تجارت کی منڈی
کہنا چاہیے ہر طرح کا مسافر اہل ہنر و پیشہ و سوداگر اس شہر مین آکر اوترتا ہے جتنے ہزارون طرح کے فائدہ
شہر والے اوٹھاتے ہین - ملتان کا قلعہ بہت پختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا چھہ کونہ شکل کا
تھا جسکی پیمایش شمال مغرب کی طرف کو چھہ سو گز ہوگی دیوار اوسکے باہر سے بعمارت پختہ چالیس فیٹ بلند
اور اندر کے طرف سے چھہ فیٹ تھی تیس اوسکے برج تھے اور چارون طرف پختہ خندق عمیق کھدی ہوئی تھی
مولراج کی لڑائی کے وقت توپون کے گولون سے پہلی دیوارین قلعہ کی بہت سی گر گئین تسپر چند مہینے بعد فتح ملتان
کے قلعہ پر یہہ صدمہ آیا کہ دریاے چناب اسقدر طغیانی ہوئی کہ پانی قلعہ کے خندق مین بھر گیا اور خندق کے
اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیوارون کی بنیاد اور تہہ خانون مین داخل ہوگیا اور یہہ تاثیر کیا کہ چند گھنٹون کے
عرصہ مین ایک طرف کے بڑی دیوار معہ برجون اور پشتبانون کے گر پڑے اور توپین جو برجون کے اوپر چڑھی ہوئے
ہوئی تھین نیچے آ پڑین دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اوسیطرح مسمار ہوگئی اور کل مکانات قلعہ
کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب و مسمار ہوگئے ہر چند حکام نے اوسکی بچانے مین کوشش کین مگر پانی کی
ایسی تاثیر ہوئی کہ انسانی طاقت کی وہان پیش رفت نچلی اوس مسماری کے بعد اگرچہ دہلی کے مفسدہ کے وقت کچھہ
مضبوطی و درستی قلعہ کی کی گئی مگر وجوہات کہان اب سرکار کے اسکے بنانے مین بہت توجہ ہے - پاس کا ملک ملتان کا
چناب کے پانی کے طغیانی سے سیراب ہوتا ہے میوجات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کھجورین
اور انب و انار و سنترہ پیدا ہوتے ہین یہان کے کھجور کی دور دور تک تجارت ہوتی ہے آب بھی بطور تحفہ و
تجارت ملکون مین بھیجا جاتا ہے چینی یہان کثرت سے بنائی جاتی ہے آندھی و غبار گرمیون مین یہان بہت ہوتی
ہے اور گرمی ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان گھبرا جاتا ہے پیرون اور بزرگون کے قبرین یہان گلی گلی کوچہ کوچہ
بازار بازار مین پائی جاتی ہین بڑے مقبرون مین سے ایک مقبرہ تو شیخ بہاؤالدین ملتانی سہروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے
اندر ہے دوسرا روضہ شاہ رکن الدین ابوالفتح اونکی پوتے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان بڑا معزز ہے اور دور
دور تک ملکون مین انکی مرید ہین انکی اولاد قریشی ہاشمی کہلاتی ہے بلکہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی اپنی خاندان
کے سلسلہ مین سے ہے تیسرا روضہ شاہ شمس الدین تبریزی کا بھی مشہور و معروف ہے علاوہ انکے اور روضے بھی بہت
ہین شہر کے باہر کھجورون اور آمون کے باغ بھی اکثر ہین سب باغون سے نواب مظفر خان کے باغ مین رونق زیادہ

ہے اس ضلع کے علاقہ مین آبادی بہت کم اور جنگل بار بکثرت ہے زمیندار مویشی بہت پالتے ہین کل ضلع کے
مردم شماری چار لاکھ گیارہ ہزار تین سو چھیاسی ہے اور خاص شہر و چھاونی کی آبادی اسی ہزار نو سو چھیاسی
ہے ضلع ملتان کے چار حدود یہہ ہین کہ شمال مین علاقہ ضلع منٹگمری و جھنگ و گوشہ شرق و جنوب مین دریا
ستلج جسکے پار علاقہ ریاست بہاولپور غرب علاقہ تانگٹہ واقع ہے ضلع مین قوم ہنود یعنی کہتری داڑہ وڑہ وغیرہ
و سارسوت و سکرن اور مسلمان سید قریشی افغان شیخ جاٹ وغیرہ آباد ہین پہلے جب حکومت افغانون کی تھی
افغان بکثرت آباد تھے مگر اب تھوڑے ہین اب ہوا ملتان کی نہایت ناقص ہے دریاے چناب ملتان سے چار کوس پر
بہتا ہے اور نالہ شاہپور والہ اور نالہ ولی محمد خان اور نالہ سکندرآباد والہ اور نالی منعلوا بہتے ہین کہ دریاے چناب سے نکلکر علاقہ ملتان و سکندرآباد
و شجاع آباد کے علاقون کو سیراب کرتی ہین اور سطح ملتان سے بجانب جنوب دریاے ستلج سے اونین نالہ جاری ہو کر علاقجات میلسی و کہرور
و گیلہ وغیرہ سرسبز کرتے ہین ضلع ملتان کی سرزمین بطرف غرب جنوب جہان جہان نالون سے آبپاشی
ہوتی ہے نہایت آباد ہے اور شرق اور شمال کیطرف جنگل بار ہے جسکی طوالت سو کوس تک ہوگی خاص شہر
ملتان مین بارہ ہزار تخمینًا گھر اور تین ہزار پانسو دوکانین ہین عمارات و شہر پناہ پختہ ہے پوشاک زن و مرد
کے گہیردار پاجامہ اور کھلا پیراہن ہے اور کہتری دار پگڑی سرد باندہتے ہین میلہ پوش بکثرت اور تیل بالون کو
اسقدر لگاتے ہین کہ پیراہن پشت اور سینہ سے فی الفور چرکین ہوجاتا ہے مردون کے سر کے بال نہایت دراز
و بدزیب ہوتے ہین جسسے تمام زمانہ نفرت کرتا ہے تلون کی تجارت اس ضلع مین بہت ہے کہجور کے تجارت کا مال
دور دور تک جاتا ہے زمانہ سابق مین بڑے بڑے ولی و بزرگ اس شہر مین گذر چکے ہین مثل شاہ بہاؤ الحق
و شیخ عارف و شاہ رکن عالم و شاہ گردیز و شیر شاہ وغیرہ اور مقبرون کی بہت کثرت ہے کہ چار چیز است
تحفہ ملتان * گرد و گرما گدا و گورستان * پیر صاحب کا مقبرہ سب سے زیادہ مشہور ہے پیرون کے معتقد ہندو
مسلمان دونو فریق ہین شہر ملتان کے ہندو بھی چندان پابند رسوم ہندون کے نہین ہین کسی کے مرنے کے بعد
مردہ کا کریا کرم کوئی نہین کرتا سب مہاجن کہان جاتے ہین روٹی کہا لیتے ہین چوکہ کی حاجت نہین سمجھتے
اور دال و برنج پختہ بازار مین بکتا ہے ہندو خرید کر کہا لیتے ہین بشرطیکہ ہندو کا پکایا ہوا ہو اور یہی طریق
اسلام کے سمہنون کا ہے

شجاع آباد

ضلع ملتان مین یہہ ایک قصبہ دریاے چناب کے شرقی کنارہ
سے بفاصلہ چار میل اور ملتان سے تیس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے یہہ ایک قصبہ پختہ عمارت کا نامی گرامی مکان
ہے شہر پناہ اسکا پختہ و مضبوط و بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت ہر ایک قسم کے اجناس کی بہت ہوتی ہے
علاقہ اسکا تمام سرسبز و شاداب پیداوار غلہ و روئی وغیرہ بہت ہے کارخانے پارچہ بافی کے یہان بہت جاری
ہین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ملتان یہان کچہری کرتا ہے بانی اس شہر کا نواب شجاع خان بن زاہد خان بن

اور سکندر کے زخمی ہو جانے کے سبب سے تعاقب اجمیرین کا اُس روز ملتوی رہا یہانکے لوگ اونٹ بہت پالتے ہین اور انکے
کرایہ وارانی سے اوقات بسری کرتے ہین اونٹنیون کا دودھ یہان بہت ہوتا ہے اور کوٹ کمالیہ سے تین کوس پر
حین ہاڑ مین ملتان کے راستہ پر رنجیت سنگھ نے ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار تیار کرایا اور کچا قلعہ بنوا کر فوج کا تہانہ
کی باولی کے سر پر پتھر کے اندر یہہ عبارت کندہ ہے — اکال سہاے بخت بلند نصرت پیوند رنجیت سنگھ باولی
درماہ اسوج سمت ۱۸۶۹ تیار شد اس قصبہ مین پارچہ جونتی بہت اچھا بنایا جاتا ہے جسکی سوداگری دور دور تک ہوتی
ہے

سید والہ دوآبہ رچنا ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ مین ساندل بار اور جنگل کے اندر
آباد ہے پہلے پہل سید میر قادری گیلانی نے اسکی آبادی کی بنا رکھی اور سید والہ کے نام سے موسوم کیا شہر کا
شہر پناہ خام ہے اور عمارتین گھرون کی کچے بنے ہوئے ہین شہر کے شرق کی طرف ایک کچا قلعہ بھی قدیمی تیار
بنا ہوا تھا جنوب کی طرف شہر کے دریاے راوی کے سیلاب سے پیدایش گیہون اور چنے و نخود کی گذارہ سے موافق
ہو رہتی ہے باقی رقبہ اسکا شور زمین و جنگل و ویرانہ ہے یہان کے رہنے والے مویشی بہت پالتے ہین بلکہ گذارہ بھی
اونکا دودھ دہی وغیرہ کے اوپر ہے یہہ قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع
منٹگمری یہان تحصیل کا کام دیتا ہے

ساندل بار یہہ ایک قطعہ بڑا بھاری جنگل پنجاب کے ملک مین ہے پنجابی
زبان مین اسکو ساندل بار کہتے ہین اسمین درختون کی اسقدر کثرت ہے کہ شاید اگر کوئی انجان اسمین رستہ بھول جاوے
تو چھٹی ہی پھر باہر نہ آوے اور بعض مقامات پر گھاس اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سوار معہ گھوڑے اوسمین چھپ جاتا ہے
جانیکا کوئی راستہ نہین ملتا ابتدا اس جنگل کا شیخوپورہ کے سرزمین سے ہے اور انتہا اگرچہ دور تک چلا جاتا ہے مگر بڑا
بھاری جنگل وہانتک شمار ہوتا ہے جہان راوی و چناب دونو دریا ملتے ہین درازی اسکی اکیوستر کوس اور عرض
دونو دریاون کے اندر کہین چالیس کوس اور کہین تیس کوس اور کہین کم و زیادہ بھی ہے اس جنگل مین پانی
بہت کم ہے زمین اسکی بلندی مائل ہے سواے بعض بعض مقامات کے جہان نشیب ہے پانی برسات کا ٹھہر سکتا
اگر کنوان کہودا جاوے تو اسی گز عمیق پر جا کر پانی نکلتا ہے کنوان کہودنے پر روپیہ بھی بہت صرف ہوتا
اور پانی بھی اوس سے بمشکل کھینچا جاتا ہے اسکے اندر درخت جنڈ و کریر و ببول و پیلون و بیری و جہاڑی و کیکر
و شیشم وغیرہ بے تعداد و بیشمار ہین ایسے انبوہ کے ساتھ کہ آدمی کا گذر سواے رستہ کے بمشکل ہوتا ہے جابجا
جگہہ نہین ملتی زمین اسکی تمام شور و نونیرا نہ کوسون تک چلی گئی ہے لاکھون خوک و بھیڑیے ہرن تیتر لومڑی گیدڑ
وغیرہ جانور جنگلی و صحرائی اسمین ملتے ہین سانپ بھی ہزارون قسم کے ہوتے ہین اس جنگل کے اندر سیکڑون گانو
بھی آباد ہین اور لوگ جنگلی عقل سے خالی و وحشی سیرت چور قزاق رہزن شتر دزد بد وضع طویل القد و زراکو
وہانوہ ہین مویشی بہت پالتے ہین بلکہ مویشی کے چرانیکی اونکی ایسی دسترس اور مہارت ہے کہ اگر اونکا

ایک گانو سے گائے چورا وین تو اپنی پیٹھہ پر اوٹھا کر صبح ہوتے پچاس کوس نکل جاتے ہین اور گائے کا قدم
زمین پر لگنے نہین دیتے اور بعض مویشی کا سراغ بازمین ہی گم کر دیتے ہین اور اگر کسی کھوجی کی سعی سے پکڑے بھی
جاوین تو اور گانو والے روپیہ لیکر گواہی شہادت کی مدد دیکر حتی الامکان چور کو قید ہونے نہین دیتے بار کے
لوگ اناج کم کہاتے اور دودہ بہت پیتے ہین عورتین انکی بھی طویل القامت جسیم محنت کش زور آور ہین ہر ایک کام مین
مردونکی مدد کرتے ہین زنا و بدکاری کم اور عورات مین وفاداری زیادہ تر ہے کھرل وٹو کاٹھیا مشیانہ وغیرہ
بہت قومین بار مین بستی ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہہ قومین خود مختار ہوگئی تھین رنجیت سنگھ کیوقت
کچھہ متمرد اور کچھہ مطیع رہے اور زرمالیہ سوای فوج کی ماموری کے وصول نہین ہوتا تھا اب انگریزی اقبال کا یہہ حال
ہے کہ تمام مطیع و منقاد ہوگئے کوئی متمرد و مفسد و شریر باقی نرہا دہلی کے مفسدہ کے وقت انہون نے بھی موقع
پاکر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسی ایسی سخت سزائین دین کہ آئندہ کیواسطے فرمانبردار
ہوگئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی **فرید آباد** یہہ ایک قصبہ دریا میراوی
کے دہنے کنارے پر بسیدوالہ سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے بہٹی راجپوت اسمین زمینداری کرتے ہین پہلے پہل
محمد خان بھٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اوسوقت اکہزار گہر اور ڈیڑہ سو دوکان
آباد ہوگئی تھی قدیمی عمارت اسکی سب پختہ اور نئی عمارت تو نہین ہے کچہہ پختہ اور کچھہ خام اور گھر خس پوش ہین فصل خریف
مین یہان کچہہ پیدا نہین ہوتا شلغم وگاجر وغیرہ بہت بوئے جاتے ہین اور وہی سردی کے موسم مین وہ خود
کہاتے اور مویشی کو چراتے ہین اسکے پاس ایک گذر دریا کا ہے جو فرید آباد کا گذر کہلاتا ہے

جھنگ سیال رچناب دوآب کی سرزمین مین یہہ ایک مشہور و آباد قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت
صاحب کمشنر ملتان کے اپنی اسٹنٹون کے ساتھہ یہان ضلع کا کام دیتے ہین تین تحصیلین جھنگ چنیوٹ شورکوٹ
اس سے علاقہ رکہتے ہین اسضلع مین جنگل بار و ریگستان بہت ہی خاص شہر جھنگ اسکا صدر مقام ہے اسکی آبادی
کے باب مین مفتی خیرالدین کے کتاب مین لکھا ہے کہ آبادی اس شہر کی بہت پرانی ہے پہلے پہل بنیاد اسکی ایک
شخص لعل ناتھہ جوگی نے رکہی اور بسبب کثرت درختون کے نام اسکا جہنگی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان مین جہنگی اسکو
کہتے ہین جہان بہت سے درخت ہون چونکہ جوگی ایک آدمی ریاضت کش و صاحب برکت تھا اوسکی خدمت مین
اعتقادمند لوگ جوق جوق حاضر ہونے لگے اور یہہ آبادی تہوڑے ہی عرصہ مین آباد ہوگئی اوسکے پیچھے جب نندیارا
قوم سیال یہان آکر آباد ہوئے اور یہہ مقام خاص ملکیت اونکی قرار پایا تو جھنگ کے ساتھہ سیال ملکر نام اسکا جہنگ سیال
مشہور ہوگیا اصلی حال اس قوم کے آنیکا اسطرح درج تاریخ جہنگ ہے کہ اول بزرگ اس قوم کا رائے سیال نامی
شنکر کا بیٹا قوم راجپوت پنوار شہر جونپور مین بستا تھا مگر بعہد سلطان علاء الدین غوری اسکے خاندان چاہ جنگی

ہوئی اور قتل و خون کی نوبت پہونچی سوا اسکے چند کس مثل رائے سیال و کہرل و چڈہر و ٹوانہ و کہیبہ و کہیرا وغیرہ
راجپوت جنکی اولاد اب بھی انھیں کے نام سے موسوم ہے پنجاب مین آئے اور شہر سلطانی و غزنویوں کے ہوا خواہی سے
ذکر اس ویرانے مین آچھپے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوتے گئے ۔ رائے سیال نے اونہین سے حضور خواجہ فرید الدین
گنج شکر چشتی حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضرت نے اوسکو بھی اسی ویرانہ مین بسنے کا حکم دیا اور بشارت
دی کہ تیری اولاد اسملک مین بعزت اور دولت کے ساتھہ ہوگی اور نام تیرا قیامت تک قائم رہیگا ۔ بعد
رائے سیالکوٹ سے اسملک مین آیا اور اسی بہادر خان ایک معزز زمیندار اسکے مسمات سوہاگ سے شادی کی جو بہلال
مین بیاہا تھا اوس عورت کی بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ایک بھرمی دوسرا کوہلی تیسرا مہنی چنانچہ بھرمی
کی اولاد قوم بھرمی اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور مہنی کی اولاد قوم مہنی اسملک مین کثرت کے ساتھہ ہے چنانچہ
بھرمی کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم و امیر و جاگیردار اور مہنی کی اولاد چور و غارتگر ہوئے
پھر بھرمی کے چھہ لڑکے ہوئے اچھیرا ابیترا اکہبار نہ جیبرنہ ڈہڈہا کوملا انہین جیبرنہ لاولد مرا اور باقی کی اولاد
ہوئی جو انھین ناموں سے اب پکاری جاتے ہین کوہلی دوسرے لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھوبتی اسر دہنیہ
انہین اسر لاولد مرا مہنی کے چار لڑکے ہوئے موکا و سیجو و لکہنو و پانڈو انہین سے صرف موکا صاحب اولاد ہوا اسی طرح
یہہ قوم ترقی کرتی بیشمار و بے تعداد ہوگئی اور ہر ایک قوم مثل چیلا و بھرمی و جھیرا و سنپال و موکلو و بھروانہ
و ناگہیانہ وغیرہ بیشمار و بے تعداد قومین اپنے بزرگون کے نام سے موسوم ہین اور اس قوم مین پہلا سردار
بعد تغیری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا پھر دولت خان پھر غازی خان و جلال خان و رشید خان و فیروز خان
و کبیر خان و جہان خان و خان خان و غازی خان ثانی و سلطان محمود خان و مغل خان و محرم خان و ولی داد خان
و کہیوہی خان بانی قصبہ کہیوا و شاہ میر خان و عنایت اللہ خان و سلطان محمود خان ثانی و صاحب خان و احمد خان
نوبت بنوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ مین کبھی بحیثیت حاکم با اختیار اور کبھی مطیع صوبہ لاہور
یا ملتان کے رہے آخرین رئیس احمد خان سیال کے وقت یہہ ریاست بڑی اوج پر با اختیار تھی اسی کے وقت مین حملہ رنجیت سنگہ کا جہنگ پر ہوا اور
فریقین مین جنگ ہو کر احمد خان ملتان کو بھاگ گیا اور رنجیت سنگہ کا علاقہ پر قابض ہوگیا اگر رنجیت سنگہ کی لاہور پہونچتے ہی احمد خان نے
پھر یورش کی اور رنجیت سنگہ کے کاردار اٹھا دیے اسواسطے دوبارہ فوج کی مامور ہوئی اور رنجیت سنگہ کا
دخل قرار واقعی ہوکر احمد خان مقید ہوگیا اور دو سال تک قید مین رہکر اور قبضہ سپرد الی مالیت بارہ ہزار
روپیہ کا جاگیر پا کر دینے سے رہا ہوا اور تین روپیہ یومیہ نقد بھی قرار پائی احمد خان کے مرنے کے بعد عنایت خان
احمد خان کے بیٹے اٹھارہ ہزار اور پھر بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر پائی مگر جن دنون مین کہ ساونمل ناظم ملتان
اور راجہ گلاب سنگہ کی فوج کا آپس مین تکرار ہوگیا تو عنایت خان اوس معرکہ مین بندوق کی گولی سے مارا گیا اور

اسماعیل خان اور احمد خان کے دو سپوت تھے سرکار نے نقد صرف پچیس روپیہ قرار پایا پھر مولراج ناظم ملتان کے بغاوت
گزشتہ وقت میں سرکار انگریزی کے فتح جھنگ و چنیوٹ میں خدمات لائقہ کین اور رسالداری کا عہدہ پایا اب پنشن دار
ایکہزار نوسو روپیہ نقد سالانہ کا ہے - شہر جھنگ کئی مرتبہ اُجڑا اور آباد ہوا ہے ایک مرتبہ آبادی اسکی مل خان
سیال ہیں نے کی تھی اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب جوجک سیال اٹھارہ میں سیالون کا مر گیا تو اوسکے قایم مقام مل خان
اوسکا بھتیجا رئیس ہوا اوسنے دریاے چناب سے اوتر کر چناب کے شرقی کنارہ کے اوپر متصل مقبرہ شاہ مداری کی
جہان پہلے آبادی کے کھنڈرات تھے شہر کو آباد کیا مگر وہ آبادی بھی دریابرد ہوگئی اور علامتیں اوسکی
ویرانی کے اب تک موجود ہیں اور یہہ شہر موجودہ حال شاہ مداری کے مقبرہ کے شرق کے طرف اوس آبادی
کے دریابرد ہونے کے بعد آباد ہوا چارون طرف اسکے کچا شہر پناہ ہے دکانین متفرق بنے ہوئے ہین گھرون کی عمارت
کچی خام اور کچھ پختہ ہے سکھون نے دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کردیا مگر پھر آباد ہوگیا دریاے چناب طرف
شمال مغرب یہان ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کے سمت کو یہان سے بفاصلہ بیس کوس پر بہتی ہے زراعتین بھار
بارانی و سیلابہ و چاہی ہوتی ہین خربوزہ و تربوز عمدہ پیدا ہوتا ہے اور جھنگ سے اوکوس کے فاصلے پر دو دریاے
جہلم اور چناب باہم ملکر بہتے ہین دریا کے کنارے کے زمین مین سب طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے شرق کے طرف
اوسکے وہ جنگل ہے جسکو ساندر بار بولتے ہین جو دریاے راوی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد آخر
گجرات اور شاہپور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھ ملتی ہے اور ضلع لیہ اور اس ضلع کے درمیان ایک ریگستان ہے
جسکو تھل بولتے ہین اگرچہ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن ریگستان اور بے آبی کے سبب دشوار گذار
ہے کل مردم شماری ضلع جھنگ کی دو لاکھ اکیانوین ہزار جو سنہ پہلے خانہ شماری مین ہوچکی ہے اور جھنگ کی
سنہ ۱۸۶۸ع کی مردم شماری مین فی میل کسقدر آدمی کے حساب فی میل مربع شمار مین آئی چونکہ یہہ شہر مولد و مسکن مسمات
ہیر رانجھے کی معشوقہ کا ہے اور مقبرہ ہیر کا بھی جھنگ و رنگپانہ کے درمیانی فاصلے مین بنا ہوا ہے سو اسکو
مختصر احوال اونکا بھی درج ہوتا ہے کہ جوجک بن اعظم قوم سیال کے وقت ایک شخص دھیدو نام قوم رانجھا
جو تخت ہزارہ کے رہنے والا تھا اپنی بھائیون سے ناراض ہوکر جھنگ مین آیا اور جوجک کے پاس آکر مویشی چرانے
پر نوکر ہوا اور ایسی خدمتین نمایان کین کہ جوجک کو اور نوکرون سے زیادہ تر عزیز تھا اتفاقا میان ہیر جوجک
کی لڑکی کہ خوبصورت نوجوان و شکیلہ تھی اور دھیدو کا آپسمین تعشق ہوگیا اور اس کمال کو پہونچا کہ دونون ایک دوسرے
کے دیدار کے بغیر ایک لحظہ صبر و قرار نہ تھا جب یہہ حال لوگون مین پھیل گیا تو ہیر کے والدین نے اوسکو ایک شخص
سیدا نام اجو جو دیہری کے بیٹے کے ساتھ جو رنگپور ضلع مظفرگڑھ مین رہتا تھا بیاہ دیا اگرچہ ہیر کا دل رانجھے
کے طرف مایل و مشتاق تھا اور نہین چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر بناوے لیکن باپ کے شرم اور لحاظ سے خاموش

ہو رہی اوسکے جانے کے بعد دہید و رانجھا سخت بیقرار ہوا اور نوکری چھوڑ کر جوگی بنکر جنگل مین پھرتا رہا پھر لباس جوگیون کا
پہن اور بدن پر راکھ ملکر رنگپور جہان ہیر تھی پہونچا وہان جاتے ہی راز فاش ہوگیا اور سید ہیر کے شوہر نے ہیر کو
طلاق دیکر گھر سے نکالدیا اور ہیر اور رانجھا دونو کو پکڑ کر حکم دیا کہ انکو ریگستان بے آب مین جو رنگپور کے مشرق
کی طرف ہے چھوڑ آؤ سید کے نوکرون نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازان کسی معتبر کتاب سے اونکا اصلی
حال دریافت نہین ہوا کہ وہ دونو کہان گئے اور ہیر کی قبر جھنگ اور گھیانہ کے درمیان کیونکر ہوئی البتہ بعض
کتابون مثل ہیر وارث شاہ وغیرہ مین درج ہے کہ رانجھا ہیر کو رنگپور سے لیکر پھر جھنگ کے گھر آیا اور ہیر کے والدین
اوسکو اپنے پاس رکھکر رانجھے کو حکم دیا کہ تو اپنے گھر تخت ہزارے مین جاکر اپنے بھائی بندون کی برات لے آ
کہ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کر کے رخصت کرین گے حکم پاکر رانجھا تخت ہزارے کو روانہ ہوا اور
پیچھے چوچک نے ہیر کو زہر دیکر ہلاک کر دیا جب ہیر کے مرنے کی خبر رانجھے کو پہونچی تو وہ بھی ہیر کے قبر پر آکر مر گیا
دوسرا قصہ اوسی سرزمین مین صاحبان و مرزا کا ظہور مین آیا تھا جو تمام پنجاب مین مشہور ہے شمہ اوسکے حال کا لکھتے ہیں
کہ چند روز ملتان مین لنگاہی قوم کی سلطنت اور دہلی مین لودیہ حکومت تھی اوسوقت ایک شخص کھیوے خان
قوم مہنی بلوچ نام ساندل بار کے علاقہ پر قابض ہوگیا اور قصبہ کھیوا اپنے نام پر آباد کر کے ریاست گاہ بنایا
کھیوے خان کی لڑکی مسمات صاحبہ اور خواہرزادہ مسمی مرزا رئیس دانا آباد قصبہ دانا آباد قوم کھرل بسبب قرابت
قریبی کے آمد و رفت مرزا کی اکثر اوقات دانا آباد سے قصبہ کھیوا مین رہتی تھی اور کھیوے خان بھی بسبب رشتہ
خواہرزادگی کے زنانہ محل کی آمد و رفت سے مرزا کو مانع نہین ہوتا تھا اتفاقاً مرزا اور صاحبہ مین کہ دونو جوان
اور اوائل عمر تھے عشق پیدا ہوا چونکہ صاحبہ مسمی خان طاہر پسر چدھڑ قوم کے رئیس کے ساتھ منسوب تھی اوسکی
شادی کی تیاری ہوئی اوسوقت دونو عاشق و معشوق گھبرائے اور تجویز کی کہ دونو باتفاق ایک دوسرے
کے یہان سے نکل چلین مگر موقع نہ ملا آخر وہ رات آپہونچی کہ جس رات نکاح مقرر ہوا تھا اور خان طاہر قوم چدھڑ
کی برات مع ہجوم کے ساتھ لیکر قصبہ کھیوا مین آموجود ہوا اوسی رات مرزا صاحبہ کو لیکر ایک گھوڑے پر سوار
ہوا قوم مہنی اور چدھڑ دن کو جو یہ خبر پہونچی کہ وہ مرزا کے تعاقب مین دوڑے اور دانا آباد کے قریب جو مرزا
کا مسکن تھا عاشق و معشوق کو جا گرفتار کیا مرزا گھوڑے سے اوتر کر مقابلہ مین آیا مگر تن تنہا کیا کر سکتا تھا آخر
مارا گیا اور صاحبہ کو گرفتار کر کے کھیوا مین لے آئے اور [illegible] اور کھیوے خان نے دوسری لڑکی
خان طاہر کی شادی کر کے برات کو رخصت کیا اور اس دن سے قوم کھرل اور چدھڑ و مہنی مین نزاع و تفرقہ
مین آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہے اور اسی سبب سے قوم مہنی وغیرہ مین دختر کشی کی رسم جاری ہوئی [illegible]
ہوتی رہی گھیانہ المشہور [illegible]

والی لاہور سمت ۱۸۶۲ بکرمی مین اپنی فوج لیکر چنیوٹ آپہونچا اور قلعہ چنیوٹ کا محاصرہ کرکے جسا سنگہ کو نہایت تنگ کیا
جب توپ کے گولون سے قلعہ کی دیوار مسمار ہو گئی تو جسا سنگہ نے اپنا وکیل سخبت سنگہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ اگر
خود سخبت سنگہ بعذر ان کا ضامن ہو کر دیگا اور گورو گوبند سنگہ کا نام لکہہ کر عہد نامہ میرے حفظ عزت و آبرو
و بحال سے گذارہ کا لکہہ بہیجے تو مین حاضر ہوتا ہون پس سخبت سنگہ نے اوسکی درخواست قبول کی اور عہد نامہ ہو کر
جسا سنگہ سخبت سنگہ کے پاس حاضر ہو گیا اس فتح کے بعد سکہی فوج شہر مین گہس گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا
جسا سنگہ پر اسکے بعد شہر سکہون کی زیر حکومت رہا اب متعلق ضلع جہنگ سے ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جہنگ
کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **اوچ** یہہ ایک قصبہ تحصیل کا مقام دو آبہ رچنا و ضلع جہنگ مین ہے
مگر اب تحصیل یہانکی ٹوٹ گئی ہے آبادی اس شہر کی کچہہ بہت پرانی نہین ہے عنایت اللہ خان سیال رئیس جہنگ نے
یہہ قصبہ آباد کیا حال اسکی آبادی کا اسطرح ہے کہ اوچ نواح شیخ جہنگ ہے کہ سید لطف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد
سید احمد علی شاہ کا صاحبزادہ جو سید میر شاہ خلیفہ عبدالوہاب ملوتی کی اولاد اور مرید سید نور سلطان کے تہے
سنہ ہجری مین اس مقام پر جہان قصبہ اوچ اب آباد ہے آکر بلند ٹیلہ کے اوپر رہنے لگے اوسوقت اسجگہ تمام جنگل
تہا صرف ٹیلہ کے شرق کی طرف ایک کنوان تہا جس سے وہ اگر اسطرح پانی لیتے تہے جو کہ حضرت سید باکمال صاحب
حال و قال تہے تہوڑے ہی دنون مین حضرت کی عبادت و ریاضت کی اشتہار پایا اور جوق جوق ارادتمند
خدمت مین حاضر ہونے لگے جب یہہ خبر عنایت اللہ خان رئیس جہنگ کو پہونچی تو وہ بہی خدمت مین حاضر ہو کر
مرید ہوا اوسکے مرید ہونے سے مریدون کی اسقدر کثرت ہوئی کہ حضرت کو بیعت لینی اور مرید کرنے کی فرصت
نہین ملتی تہی انہین دنون مین پہلے اوچ کے قلعہ کی بنا عنایت اللہ خان کے حکم سے رکہی گئی اور شہر کی
آبادی بہی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط مین حضرت کے رہنے کا ایک مکان عالیشان بناکر نور محل
نام رکہا گیا شرق کی طرف قلعہ کے جو ایک بڑا تالاب مٹی کے کہودنے کے سبب بن گیا تہا اوسمین اہلم سے
نہر لاکر پانی بہر اگیا باغات و درخت لگائے گئے عمارت قصبہ کی بہت عمدہ بازو پختہ و خام بنی باہر بازار آباد
ساہوکار ہندون نے تجارت شروع کی بیوپاری آنے لگے بہت سی جاگیر حضرت کے لنگر کے واسطے عنایت اللہ خان
نے واگذار کی یہہ پرگنہ اوچ کا علیحدہ قرار پایا اوسمین جا بجا کہت ہو قلعہ بنائے گئے جب قصبہ خوب آباد ہو گیا تو
سید صاحب سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین وفات پا گئے اور فقیر نور شاہ سید سجادہ اونکی جگہہ یہان حاکم و جاگیردار و سجادہ
نشین قرار پائے سنہ ۱۲۳۱ مین وہ فوت ہوئے اور فقیر ناگ سلطان اونکے جانشین بنے اونکے وقت قصبہ
کا جہنگ کے علاقے مین ہو گیا اور احمد خان سیال قید مین آیا سکہون نے اوچ پر بہی یورش کی اور ایسی گڑبڑی
سکہون سا تہہ لوٹا کہ اوچ کے بسنے والون کے کپڑے بہی بدن کے اوتر گئے بہت سے لوگ اوسوقت بہاگ گئے

قصبہ ویران ہوگیا پھر جب کچھ صورت امن کی نمودار ہوئی تو لوگ پھر آکر آباد ہوئے ناگ سلطان کے بعد فقیر نور سلطان نے سجادہ پایا اب انگریزی عملداری مین آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی پر ہے۔

شورکوٹ رچناب دوآب ضلع جھنگ کے متعلق یہ ایک پرانا قصبہ اوس سڑک پر جو جھنگ سے تلمبہ کو جاتی ہے چند میل تلمبہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہ قصبہ بہت پرانا اور قدیمی آبادی ہے اس سبب سے اسکی اصل بانی کا حال دریافت نہین ہوسکتا اور پرانے کھنڈرات سے بھی پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہ بڑا آباد شہر ہوگا آئین اکبری مین بھی سیالکوٹ و شورکوٹ دونو کا ذکر لکھا ہے ایک قلعہ بہت بلند یہاں بنا ہوا جسکا سطح اور میدان اندرونی بہت فراخ ہے ایک میل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار قوم سیال آہیر آباد ہے نواب مظفر خان والی ملتان اسکی آبادی پر بہت متوجہ ہوا اچھے اچھے پختہ مکانات بنوائے لوگون کو اور گانوسے بلا کر اسمین آباد کیا آبادی بڑہائی آخر رنجیت سنگہ کے وقت جب سکھون کے پے درپے حملے ملتان پر ہوے تو اس شہر کو بھی انھون نے لوٹا شہر کی بڑی عمارتون کو جلا دیا منجملہ چار ہزار گھر اور ایکہزار دوکان کے کچھ باقی نہ رہا مدت تک یہ بالکل ویران رہا جب امن ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا مگر وہ پہلی سی آبادی کہان مختصر سی آبادی ہوئی اور مکانات کچھ پختہ اور کچھ خام بنے غرب کی طرف اسکی ایک بلند ٹیلا موجود ہے وہان بھی بیشک کسی زمانہ مین آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوسپر اب تک موجود ہین اس مقام سے جنگل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہ قصبہ بھی عین بار مین ہے دریاے جہلم و چناب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کی جانب دو کوس پر بہتی ہے کھجورون کے درخت یہاں بہت ہین اور کھجور بھی بہت لذیذ و اعلیٰ ہوتی ہے ضلع جھنگ کے ماتحت یہان تحصیلدار رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ مین مقام موضع اوان ایک مقبرہ حضرت سلطان باہو کا بہت متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اوسکی زیارت کے واسطے دور دور سے آتے ہین پہلے یہ تحصیل جو اب شورکوٹ مین ہے قادرپور مین تھی ۱۸۶۱ع مین وہ تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی

گھاٹی میر شہزادے کی یہ گانو دریاے راوی کے کنارے عین جنگل بار مین آباد ہے اگرچہ آبادی مختصر ہے مگر مشہور گانو ہے اور مقبرہ میر شہزادہ بلوچ بانی دیہہ کا گانو کے باہر بعمارت گنبد دار بنا ہوا ہے یہ میر شہزادہ لنگاہی سلطنت کے وقت بڑا امیر الامرا و صاحب اقتدار تھا

پنڈی شیخ موسیٰ یہ گانو عین جنگل بار مین راوی کے کنارے کے اوپر آبادی اڑہائی سو گھر اور چالیس دوکانین ہین کوٹ کمالیہ یہان سے پچاس کوس کے فاصلے پر ہے زمین متعلقہ اسکی راوی کے دونو کنارون پر ہے پہلے بلوچون کی ملکیت یہان تھی اب متفرق قومین یہان کی مالک ہین پہلے ایک پختہ قلعہ بھی گانو کے پاس بنا ہوا تھا جو اب مسمار ہوچکا ہے گانو کے چارون طرف جنگل بار درخت بیشمار کثرت سے ہین ایسے ہجوم کے ساتھ کہ سوائے چند مقرری راستون کے اونمین گذر

سوار و پیادہ کا ممکن نہین ہی **قادرپور** ضلع جھنگ مین یہہ چھوٹا سا قصبہ بعمارت خام ہے پہلے یہان
تحصیلدار ضلع جھنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیتا تھا مگر اب یہان سے اٹھکر شورکوٹ کو چلی گئی ہے تو علاقہ
تھال شاہ جو بہ واڑہ مین کوٹ عیسی شاہ قادربخشا بھیری ماڑی جہلم کے دونو طرف اسکے متعلق تھے ہین
شاہ جو یہ وقادربخشا دکوٹ عیسی شاہ بڑے بڑے قصبے کچی عمارت کی ہین **پنڈی بھٹیان** یہہ
قصبہ چنیوٹ سے پندرہ کوس جنوب کیطرف موروثی بھٹی راجپوتون کا ہے آبادی اسکی قریبی تین ہزار گھر اور
اڈہائی سو دوکان ہے عمارت کچی پکی مختلط مقبرہ شیخ خیر محمد قادری کا قصبہ کے اندر پختہ بنا ہوا ہے قصبہ کے
چار طرف شہر پناہ خام ہے غلہ کی پیدائش عام ہے دریاے چناب یہان سے سات کوس پر بہتا ہی ۔ + ۔
جلال پور بھٹیان یہہ قصبہ پنڈی بھٹیان سے بیس کوس کے فاصلے پر آباد ہی پہلے پہل احمد خان
راجپوت بھٹی نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قصبہ کو آباد کیا اب بھی پانچہزار گھر اور آٹھ سو دوکان
اسمین آباد ہین عمارت شہر کی تمام دکمال پختہ اور شہر پناہ مضبوط ہے شرقی و غربی دو دروازے آمد رفت کے
پختہ بنے ہوے ہین پہلے مالک اس شہر کے بڑے عزت دار صاحب فوج و خزانہ تھے رنجیت سنگھ نے اونکو برباد کیا
اور ملک چہین لیا زمین یہان کی ایک طرف بارانی اور دوسرے طرف سیلابہ ہے دریاے چناب یہان سے
شمال کو دو کوس پر بہتا ہے **چک کی کھامی** دوابہ رچناب مین یہہ مشہور و معروف قصبہ تین
آبادیون مین منقسم ہے سنام ہونسیدار ان کے یہان وراثت ہی اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسمی جاگسل نامی
نے بنیاد رکھی تھی اب بھی ساڑھے تین ہزار گھر اور چار سو کے قریب دوکانین اسمین آباد ہین گھرون کی عمارت
پختہ و خام مختلط ہے **سیالکوٹ** دوابہ رچناب مین یہہ ایک شہر بائین کنارے دریاے چناب کے
تربسیٹھ میل لاہور سے مغرب شمال کی طرف کو آباد ہے اسکی ابتدا مین اہل تواریخ کے تین قول ہین بعضی کہتے ہین
کہ اسکو راجہ شل نے جو رشتہ دار پانڈون کا تھا اور کیرون پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تھا آباد کیا جسکو پانچہزار
برس کا عرصہ گذرا ہے اونسے اپنے نام سے نام اسکا شل کوٹ رکھا تھا اور بعضون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت
کے عملداری مین راجہ سلوان یا سالباہن نے یہہ قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قایم کرکے سیالکوٹ نام رکھا
راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہو گیا تھا دوسرا سالو جسنے اپنی دختر سارن کو راجہ ہوڈی
کی ساتھہ شادی کی تھی اور اوسی رانی سارن نے شہر سارنگڑا جہنگ کے ملک مین آباد کیا تھا جو لاہور سے بارہ میل
پرگنہ اجنالہ مین اوسکی آبادی کے نشان موجود ہین اوسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ جمون کی ریاست کا شامل
رہا تیسری روایت یہہ ہی کہ پہلے پہل آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت سے دوابہ رچناب مین آباد
ہے یہہ شہر بھی اونکے نام سے سیالکوٹ کہلایا چنانچہ اور آبادیان بھی سیالون کی مثل جھنگ سیال وغیرہ موجود ہین

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور پرانی ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور یہہ بھی کچھہ بعید نہین ہے کہ پہلی آبادی
کا نام کچھہ اور ہو اور پھر سیالون کی آباد ہونے کے سبب سے یہہ سیالکوٹ کہلایا ہو شہ ہجری مین جب سلطان خسرو ملک
غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا مالک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاء الدین
غوری نے پنجاب پر یورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیالکوٹ کے
ضلع مین پہنچا تو سیالکوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھکر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ مین لاکر فوج اپنی یہان مامور کرے اسوقت
راجہ سیالکوٹ کا جسکے قبضہ مین یہہ قلعہ تھا مقابلہ پیش آیا اور اسمین اوسکی اور سلطان علاء الدین غوری کی تین
لڑائیان ہوئین پہلی لڑائی پسرور کے مقام پر ہوئی جسمین میران پور شور سردار امام علی الحق کے بھائی شہید ہوئے
دوسری لڑائی بمقام آدم درانہ قوم مین ہوئی وہان خریل غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اور بہت
جسقدر مسلمانون نے شہادت پائی اونکا گنج شہیدان تھا اور ہندو کچھہ جلائے گئے اور کچھہ دریا برد ہوئے وہ گنج شہیدان
ابتک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیالکوٹ کے محاصرہ کے وقت ہوئی جسمین امام علی الحق نے جام
شہادت پیا اور قلعہ کے مفتوح ہونیکے دن میران محمد فتح المعروف میان سرخ شہید غازی جو قلعہ کے دروازے
کے آگے شہید ہوئے کہ اونکی قبر قلعہ کے دروازے کے اندر موجود ہے بعد ازان قلعہ مفتوح ہوا اور شہر مین قتل عام
ہوئی اس لڑائی مین ہندو مسلمان دونو فوجون نے بڑی بہادری سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا اور امام علی
لاحق جو خواجہ فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی معہ اپنی مریدون اور بھائیون کے صرف شہادت کے حصول کی
امید پر اسلامیہ لشکر کے ساتھہ شامل ہوئے تھے آخر مراد اونکی برآئی اور شہادت پائی سلطان علاء الدین نے قلعہ پر
قبضہ پاکر قلعہ کو جو بسبب محاصرہ و توپ رانی کے گر گیا تھا دوبارہ بنوایا اور اپنی فوج و فوجدار یہان مامور
کیا۔ یہہ قلعہ سیالکوٹ کی آبادی کے شمال کیطرف لاہوری نہایت پختہ پختہ کی عمارت کا ہے باہر سے قلعہ کی اونچائی
کہین پندرہ اور کہین بیس گز اور اندر سے کہین دو گز اور کہین ڈیڑھ گز ہے دیوار مین بسبب پیچ پیچ کے جن پر
توپین چڑہائی جاتی تھین شکل وصورت قلعہ کی مربع چارگوشہ ہے زمین اندر کی ناہموار کہین پست اور کہین بہت
بلند علاء الدین غوری کے وقت کی عمارت اب بھی قلعہ مین باقی ہے مگر راجہ کے وقت کی عمارت کا کوئی نشان باقی
نہین ہاں مگر تھوڑی سی فصیل کی دیوار بقدر پانچ چھہ گز کے جسکی اینٹین بہت بڑی ہین راجہ کے وقت کی بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے غوری سلطنت کے بعد جب سلطنت تاتاری فوجون کے پے در پے حملے ہوا کیے تو یہہ شہر بھی
بسبب اسکے کہ سر راہ تھا کئی مرتبہ لوٹا گیا اور کئی دفعہ جمون کے راجہ نے موقع پاکر اسپر یورش کی اکبر بادشاہ نے
یہہ شہر راجہ مانسنگہ کی جاگیر مین عطا کیا اوسنے اسکو پھر آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اور جب عالمگیر کے وقت
محال ہرا کی وال و بھاگو وال و سمبریال و گھنگر اس پرگنہ کے شامل تھے اور نولاکھہ روپیہ کل محال کی آمدنی تھی محمد شاہ

چغتائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شامل یہ علاقہ بھی کابل کی
سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بہت سا ملک ظفروال و سنگترہ و اورنگ آباد و جنڈہ
و چوبارہ و منوڈی راجہ رنجیت دیو راجہ جموں کے تصرف میں آگیا پھر جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھوں
کی غارتگری کا زور شور ہوا تو سکھوں نے افغانوں کو سیالکوٹ سے نکال دیا اور خود قابض ہو بیٹھے اور سب نے جمع ہو کر
سب علاقہ راجہ جموں سے چھین لیا اور ایک بڑی لڑائی سکھوں کی راجہ برج راج رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ جوڑا
کے متصل ہوئی جس میں راجہ برج راج مارا گیا اور بھنگی وغیرہ مثلوں کے سکھوں کا قبضہ ہوگیا جب رنجیت سنگھ
کے اقبال کا ستارہ چمکا تو اوسنے سیالکوٹ پر قبضہ پا کر جیون سنگھ وارث سیالکوٹ کو بیدخل کر دیا اوس وقت سکھوں نے
اسکو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے جا بجا بھاگ گئے جب اچھی طرح سے امن ہوگیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگھ
کے وقت مختلف حاکم و کاردار یہاں مامور ہوتے رہے ایک مرتبہ یہ شہر کشمیرا سنگھ کی جاگیر میں ملا اوسنے قلعہ کی
مرمت کی دلیپ سنگھ کی سلطنت کے وقت یہ علاقہ راجہ تیجا سنگھ کی جاگیر میں عطا ہوا اوسنے قلعہ کے اندر ایک کوٹھی
بنوائی جہاں اب کمشن کی کچہری ہوتی ہے پھر راجہ تیجا سنگھ سے یہ علاقہ لے لیا گیا اور قصبہ سیالکوٹ [illegible] میں ضلع
یہاں ضلع مقرر ہے صاحب کمشنر اپنی اسٹنٹوں کے یہاں کچہریاں کرتے ہیں چار تحصیلیں تحصیل سیالکوٹ ظفروال
و پسرور و ڈسکہ اس ضلع کے ماتحت ہیں بڑی بھاری چھاؤنی فوج کی یہاں مقرر ہے شہر و چھاؤنی کا [illegible]
و بارکیں و کوٹھیاں سرکاری یہاں بنی ہیں بازار بھی نہایت اچھا آباد ہوا ہے اس سرکار کی رونق شہر کی پہلے سے
دو چنداں سہ چنداں ہوگئی ہے اور روز بروز ترقی پر ہے کل مردم شماری ضلع سیالکوٹ سات لاکھ چالیس ہزار
آٹھ سو باسٹھ آدمی اور خاص اس شہر کے اوندر اٹھاون ہزار [illegible] ہے شہر کی آبادی میں سے سات ہزار سات سو چالیس
آدمی ہندو اور باقی مسلمان ہیں اور خاص شہر کی خانہ شماری چار ہزار پانسو اکیاون اور اکہتر سو
اٹھتر دوکانیں شمار میں آئیں شہر کے باہر بھی چند بستیاں علیحدہ علیحدہ آباد ہیں جنکو پورہ کہتے ہیں پہلا پورہ امام صاحب
اسکو شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی نے بعہد شاہجہان بادشاہ آباد کیا تھا یہ شخص ایک عالم فاضل ہر دو کامل علم میں طاق
یگانہ آفاق تھا اوسکی اولاد اب تک اس پورہ میں رہتی ہے دوسرا پورہ رنگپورہ تیسرا امیران پورہ چوتھا [illegible]
پانچواں [illegible] چھٹا حاجی پورہ ساتواں پورہ اصفی یعقوب آٹھواں محال [illegible] ان میں علیحدہ علیحدہ قومیں آباد ہیں اور
ایک بڑا گروہ کاغذ بنانے والوں کا ان پوروں میں رہتا ہے جنکا کاغذ بنایا ہوا سیالکوٹی کاغذ مشہور ہے اور
دور دور کے ملکوں میں اوسکی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کا کاغذ جہانگیری یہاں بنایا جاتا ہے جو بڑی [illegible] اور
صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ندی شہر سے جانب شرق جنوب کو بہتی ہوئی غرب کو نکل گئی ہے اور اسکے
کنارے پر موضع رنگپورہ و راسے پورہ و [illegible] سکنہ کاغذ سازوں کے آباد ہیں اور کاغذ کے [illegible]

پانی بہت سفید ہے عمارت اس شہر کی پختہ ہے بڑی بڑی مکان عالیشان بنے ہوئے ہین بازار مین شمار کیفیت
ہوتی ہے گرد و نواح اسکے گنا عمدہ و شیرین پیدا ہوتا ہے دریائے چناب یہان سے سات کوس مغرب کو اور دریا
راوی تیس کوس پر مشرق کو بہتا ہے - نامی مکانات ضلع اور اس شہر مین بہت ہین بڑا مشہور مقبرہ یہان امام علی
الحق شہید کا شہر سے شمال کیطرف بنا ہے اس مقبرہ کو حضرت شاہ دولہ گجراتی نے بنوایا ہر ایک ہفتہ جمعرات کے روز
اور عید و محرم کو یہان بڑا میلا ہوتا ہے امام علی الحق کے دوسرے بھائی امام ناصرالدین جالندہر مین مدفون ہین
دوسرا مکان مقبرہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا سیالکوٹ سے شمال کو بفاصلہ ایک میل کے میانہ پورہ کے آبادی کے اندر
پختہ بنا ہوا ہے انکی بہت سی تصنیفات عربی و فارسی مین مشہور ہین انکے عہد مین کئی عمارتین پختہ شہر کے گرد
بنائے گئی ہین کہ جنمین سے ایک مسجد بڑی تحصیل کے مکان کے پاس قلعہ مین بازار مین اور ایک تالاب موجود ہے
تیسرا مکان شوالہ راجہ تیج سنگہ کا دیوان حاکم رائے کی حویلی کے پاس بنا ہوا ہے یہ شوالہ بلند و وسیع عمدہ بنا ہوا
ہے تین تین چار چار کوس سے نظر آتا ہے چوتھا مکان گرجا گھر چھاونی مین عبادتگاہ عیسائیونکا بہت پختہ و بلند و
عالیشان بنایا گیا ہے پانچوین تالاب مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے عہد اورنگ زیب عالمگیر بنوایا تھا اب دوبارہ
پرنسپ صاحب کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی چھٹا شاہ دولہ کا پل چھ میل شہر سے جنوب کیطرف ایک ندی کے اوپر
بنا ہوا ہے اسکے اوپر سے سڑک پسرور و ظفروال کو جاتی ہے یہ پل شاہ دولہ گجراتی نے جو ایک نامی فقیر گجرات مین
تھا بنایا تھا اب سرکار انگریزی نے اس پل کو آگے سے زیادہ وسیع کیا ہے شاہ دولہ اصل مین باشندہ سیالکوٹ
کا تھا شاہ سیدا مجذوب پسروری سے اونسے نعمت فقر کی پائی اونے اپنی زندگی مین بہت سی یہان سرائے
و مسجدین و مقبرے و پل و خانقاہین بنوائین جو اب تک اونکی یادگار موجود ہین اس پل کے سوا ایک اور پل نصف
میل پر جو پسرور کے متصل ہے شاہ دولا کا بنوایا ہوا موجود ہے شیرپل نالہ ڈیک پر لاہور و گوجرانوالہ
کے راستہ مین ہے ساتوین ہنودونکی عبادتگاہون مین بابا نانک کا بیرا اور باؤلی ہے یعنی ایک نوبیر کا درخت
بابا نانک سے منسوب ہے جہان بابا نانک نے اپنی زندگی مین آکر مقام کیا تھا وہان اب بہت اچھا مکان بنا ہوا ہے
اور ایک باؤلی یعنی چاہ زینہ دار جسمی مولا سنگہ سیالکوٹ نے جو بابا نانک کا چیلہ سمجھا جاتا تھا بنوائی تھی اور اپنے گورو
کے نام سے موسوم کی وہان بھی مکانات پختہ بنے ہوئے ہین اور جاگیر وہان کے مکانون کے نام سے بعہد مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد سے معاف ہے آٹھوین شہر سیالکوٹ کے باہر جانب جنوب مشرق ندی کے پار فاصلہ ایک میل کے
خانقاہ شیخ حمزہ غوث کی ہے مقبرہ پختہ بنا ہوا ہے ماہ بیساکھ کے پہلے اتوار کو یہان بھاری میلہ ہوتا ہے بستی بھی
بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے نوین سماد حقیقت رائے کی جسکی اصلی سماد لاہور مین ہے یہان بھی ایک
نمونہ سماد بنائی گئی ہے یہ حقیقت رائے بھاگمل کہتری گوت پوری ساکن سیالکوٹ کا بیٹا تھا اور لاہور مین

بعمر اٹھارہ سال کے بادشاہی مدرسہ مین فارسی علم پڑہا کرتا تھا ایک دن مذہبی تذکرہ اسکا ایک مسلمان طالبعلم
کے ساتھہ ہوگیا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ مسلمان نے دیوی کو اور اوسنے پیغمبر صاحب کے حق مین برا کہنا شروع
کیا مدرسہ کا مولوی اس ہندو کی گستاخی پر بہت غضبناک ہوا اور اوسکو قاضی کے پاس بہیجدیا قاضی نے حکم دیا
کہ اگر حقیقت رای مسلمان ہوجاوے تو امان پاوے ورنہ بجرم بے ادبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم گردن مارا جاوے
چنانچہ حقیقت رای نے اسلام قبول نکیا اور قتل ہوا لاہور مین اصلی سمادہ اوسکی بنی ہے اور ہندو بسنت کے روز
ہر سال وہان جمع ہوتے ہین دسوین ضلع سیالکوٹ مین چاہ پورن بھگت شہر سیالکوٹ سے جانب شمال بفاصلہ چار میل
کرم پور جنم کرول کے پاس واقع ہے یہہ شخص پورن چند نام راجہ سالباہن بانی سیالکوٹ کا بیٹا تھا راجہ سالباہن
کے دو زوجہ تھی ایک کا نام اچہرا رانی تھا جسکے پیٹ سے یہہ لڑکا تھا دوسری لونا راجہ چنبہ کی بیٹی جسکو لونا چماری
کہتے تھے چونکہ پورن لڑکا نوجوان نہایت خوبصورت تھا لونا اوسپر عاشق ہوگئی اور درخواست کی کہ پورن اوسکے
ساتھہ ہمبستر ہو پورن نے جواب دیا کہ تو ماں میری والدہ ہے مجہسے ایسا بد کام کب ہوسکتا ہے اس سبب سے لونا پورن
کی جانی دشمن ہوگئی اور موقع پاکر راجہ کی خدمت مین ظاہر کیا کہ پورن میرے خوابگاہ مین پوشیدہ آیا اور چاہا کہ
بزبردستی میرے ساتھہ ہمبستر ہو ایسے گستاخ لڑکے کو سزا دینا چاہیے چند کنیزین اپنی اسباب مین اوسنے گواہ گذرانین
یہہ بات سنکر راجہ بہت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ پورن کنوئیں کے اندر قید کیا جاوے چنانچہ اس چاہ کے اندر وہ
قید ہوا اور چند سال قید رہا آخر گورو گورکہناتھہ کا گذر اسطرف ہوا تو اوسکو وہ نکالکر لے گیا اور پورن فقیر ہوگیا
پانچ سال کے بعد بحالت فقیری پورن سیالکوٹ کے باہر آکر مقیم ہوا اور اسقدر مشہوری ہوئی کہ تمام شہر کے لوگ
معتقد ہوگئے لونا بہی راجہ کو ساتھہ لیکر اس فقیر کے پاس اس مراد کے حصول کے لیے آئی کہ اوسکے گہر اولاد ہو
جب راجہ اور لونا دونو فقیر کے روبرو آئے تو پورن پہچانا نہ گیا راجہ اور رانی دونو نے اولاد کے حاصل ہونیکی
خواہش ظاہر کی پورن نے جواب دیا کہ اگر یہہ رانی اسوقت ایک بات سچ کہہ دیوے تو امید ہی کہ اسکے بیٹا
اولاد ہو رانی نے منظور کیا پورن نے کہا کہ پورن راجہ کا بیٹا تجھپر عاشق ہوا تھا یا تو اوسکی خواہش کرتی تھی لونا
کو اوسوقت سوای سچ کہنے کے کچھہ بن نہ آئی اور صاف کہہ دیا کہ اوسمین اوسکا کچھہ جرم نہ تھا وہ میری تہمت
سے قید کیا گیا سال تک تہا اب کچھہ نہین معلوم کہان گیا ہے یہہ بات سنکر راجہ حیران ہوگیا اور غور سے جو دیکھا تو پورن کو
پہچان لیا اور بہت خواہش کی کہ پورن بدستور اپنے گہر چلے اور ولیعہد ریاست کا ہوکر اوسنے نمانا اور ایک
دفعہ محل مین جاکر اپنے والدہ اچہرا کو ملا اور فقیرون کے ساتھہ کہین چلا گیا پھر اوسکا نشان معلوم نہ ہوا اکثر
قصہ پورن کا تمام پنجاب مین زبان زد خلق اللہ ہے اور لوگون نے اسکے گیت بنائے ہوئے ہین گیارہوین خانقاہ
پیر ببر بچہ خانقاہ نالہ نلواہ کے کنارے پر بنی ہوئی ہے اور مشہور ہے کہ یہہ بزرگ بہی ہندو مسلمان کی لڑائی

شہید ہوا تھا ہر سال کاتک کے مہینے میں یہاں میلہ ہوتا ہے قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتے ہیں بارہویں
خانقاہ شاہ بلاق موضع کلووال کے پاس یہہ مزار پختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی پختہ معہ باغ کے
تعمیر ہوئی ہے ماہ چیت میں یہاں تین روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے اس مزار کے
ستون بہت ہیں لوگ کہتے ہیں کہ یہہ ستون شمار میں نہیں آ سکتے گنتا گنتا آدمی بھول جاتا ہے تیرہویں خانقاہ
عمر شہید موضع سیانوالی کے حدود میں واقع ہے یہہ بزرگ بھی ہندوؤں کے لڑائی کے وقت شہید ہو کر یہاں
دفنایا گیا تھا کاتک کے مہینے میں یہاں میلہ ہوتا ہے چودہویں خانقاہ گلو شاہ یہہ خانقاہ موضع کوری کے تحصیل
پسرور میں واقع ہے ساتویں ماہ اسوج کو ہر سال یہاں میلہ ہوتا ہے چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں
مویشی بھی یہاں بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے غرض عمدہ میلہ بنتا ہے پندرہویں جنگی شاہ خاکی یہہ خانقاہ اور
اسی نام کا ایک گاؤں تحصیل پسرور میں واقع ہے مکان مزار نہایت عمدہ دارا شکوہ شاہجہان بادشاہ کے بیٹے کا
بنوایا ہوا ہے یہہ بزرگ حضرت میان میر بالا پیر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بیساکھ میں ایک قسم کے سفید رنگ تنہ
بگلے کی شکل سے مشکل اس مزار پر اکٹھا کرتے ہیں چونکہ اس طرح کے جانور سوائے ماہ بیساکھ کے کبھی نظر نہیں
آتے اور نہ کسی نے کبھی کسی ملک یا علاقہ میں ایسے پرند دیکھے ہیں لوگ انکو اس بزرگ کی کرامت و تصرف پر حمل
کرتے ہیں سولہویں مقبرہ کوٹلی یہہ مقبرہ تحصیل پسرور میں واقع ہے مکان نہایت عالیشان ہے مقبرہ سنگین
عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ دری محرابوں پر پتھر لگے ہیں اور گلکاری کا کام بنا ہوا ہے مقبرہ کے چار مینار بہت بلند
ہیں جو دور سے نظر آتے ہیں عمارت کے نیچے تہہ خانہ ہے اوسمیں قبر بنی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبد النبی ہے

قصبہ چپڑار یہہ قصبہ سیالکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جسمیں ایکہزار چہ سو نوے
باشندے اور تین سو تیس گھر اور ستر دکانیں اوسکے بازار میں آباد ہیں بانی اسکا مسمی چپڑار قوم جاٹ گوتا
اہیر تھا مدت تک اوسکی اولاد اسمیں رہتی رہی جب وہ نیست و نابود ہو گئی تو راجپوت منہاس موضع سیال
کلاں سے اوٹھکر اسمیں آ رہے اونھوں نے اگرچہ نئے سرے سے اسکی آبادی کی مگر نام پہلا ہی مقرر رکھا —

گوندل یہہ قصبہ چپڑار سے غرب کو اور سیالکوٹ سے شمال کیطرف بفاصلہ چھہ کوس کے آباد ہے جسمیں چار سو اٹھہ گھر اور
ستر دکانیں آباد ہیں بانی اسکا جاٹ قوم گوندل مسمی تھوپا ہے جو بٹالہ گوال پہاڑی کا مالک تھا **کوٹلی لوہاران** یہہ دو بستیان
غربی و شرقی ایک دوسرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہیں دونوں کی آبادی میں چھہ سو چھتیس گھر اور نوے
دکانیں اور دو ہزار دو سو باشندے ہیں ان دونوں قصبوں میں لوہاروں کے دکانیں بہت ہیں جو کاریگری
میں شہرہ آفاق ہیں اونکے ہاتھ کے بنائے ہوئے آہنی چیزیں عجائب خانوں میں پہنچی ہیں اور اونمیں
اکثر گلکاری طلائی و نقرئی ہے تو قیمتی ہیں اور لوہے کے اوپر سونے کا کام یہہ قصبہ والے کرتے ہیں

ظفروال یہہ قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے یہان کچہری کا کام
متعلق کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب مشرق کے گوشہ مین آبادی اسکی واقع ہے عمارت اسکی
کچھ پختہ اور کچھ خام بلکہ خام بہت اور پختہ کم ہے پانچہزار تین سو انیس باشندے اسمین رہتے ہین جنمین دو ہزار
تین سو تینتیس مسلمان باقی ہندو ہین ایکہزار تین سو ستر گھر اور تین سو اٹھتالیس دوکانین قصبہ مین موجود ہین
اور ایک قوم کھاجن بیوپاری جنکو اوس ضلع کے لوگ کراڑ کہتے ہین اور قومون کی نسبت کثرت سے آباد ہے
اور قصبہ کو مدت بہت گذری ہے کہ جعفر خان قوم باجوہ نے اس مقام پر کہ جنگل ویرانہ تھا آباد کیا اور جعفروال
نام رکھا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد ازان سو برس تک اوسکی اولاد قابض رہی پھر وہ لوگ سقیم الحال
ہوکر چلے گئے اور قصبہ ویران ہوگیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد مین مسمی عبد الخیر راجپوت کہ گڈہ مہیانہ سے کہ متصل
اس قصبہ کے بوضع جامن آباد تھا پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہوگیا اور کسی خدمت کے عوض مین اونسے
اس ضلع کی چودہرات حاصل کی اوسوقت اوسنے اس قصبہ کو کہ محض ویران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ اب تک
اوسکی اولاد قابض ہے اور یہ ان راجپوتان سے پہلے مجمل اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبد الخیر نام رکھا یا تھا
قصبہ کے باہر ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پختہ بنا ہوا ہے اس پرگنہ مین چاول اچھے ہوتا اگر بویا جاوے تو
گرم پڑتا ہے **سنکھترہ** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس شرق کی طرف آباد ہے پانسو دس گھر
اور ایکہزار نوسو چالیس آدمی اسمین رہتے ہین کہتری اور بھابڑے اور قومون کی بہ نسبت زیادہ تر
سے مین ہیراج ولد داری مل کہتری نے بعہد اکبر بادشاہ جنگل ویرانی مین اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام
اسکا ہیم نگر رکہا سو برس تک بعد انتقال اسکا ہیم نگر مشہور رہا بعد ازان ایک شخص جاٹ سنکھترا نام فقیر یہان آیا جسکی تمام
لوگ معتقد ہوگئے اور شہرت اوسکی اس کمال تک پہونچی کہ یہہ گانو بھی اوسی کے نام سے مشہور ہوگیا اب تک
سمادہ اوس فقیر کی قصبہ کے باہر شمال کی طرف موجود ہے **چوبارہ** یہہ قصبہ ظفروال سے غرب کو آٹھ
میل پر آباد ہے اسمین دو سو بارہ گھر اور پچاس دوکانین اور ایکہزار ایکسو انیس آدمی آباد ہین اول یہی
پرتو قوم کہاسل نے علاقہ شکر گڈہ سے آکر چار گانو کے رقبہ سے کچھ کچھ زمین لیکر یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک گڑھی
بناکر اوسمین رہے اور ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ تعمیر کیا اس سبب سے اس گانو کا نام بھی چوبارہ مشہور ہوگیا
اب بہولر اور ارائین برہمن کہتری مہاجن سلہریہ قومین اسمین رہتی ہین **چوہڑ** یہہ قصبہ ظفروال
سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب مشرق آباد ہے اسمین آٹھ سو انیس گھر ستر دوکانین
چار ہزار دو سو چوسٹھ آدمی رہتے ہین اونمین سے ایکہزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہین سب سے
زیادہ قوم جاٹ گوت باجوہ اسمین رہتی ہے اور اونہین کی ملکیت ہے چار سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مسمی نانک

قوم جاٹ باجوہ نے پسرور کے علاقہ سے آکر اس قصبہ کو جنگل ویرانہ کے اندر آباد کیا اور اپنی چار لڑکیون کو
ملکیت اسکی چار حصے کر دی اور چونڈہ نام رکھا کیونکہ چونڈہ پنجابی زبان مین عورت کے سر کو کہتے ہین —

پسرور یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جانب شمال مائل بشرق سترہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تخمیناً ایکہزار
آٹھ سو چالیس گھر تین سو پچیس دکانین سات ہزار نوسو چھتیس آدمی آباد ہین قصبہ کی عمارت سب کی سب
پختہ آور عمدہ ہے پختہ کی حویلیان عالیشان بھی بہت سی ہین کیونکہ یہان کے باشندے اکثر نوکری پیشہ اور عہدہ دار
و متمول تھے پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی مالگا ولد امانند قوم جاٹ باجوہ نے آباد کیا اور ملکیت اسکی مسمی
پرسرام کو کہ اوسکا برہمن پروہت تھا بخش دیا اور پرسرام کے نام سے ہی نام اسکا پرسرور رکھا مگر کو
یہہ بھی کہتے ہین کہ اسلام کے وقت کوئی بادشاہ یہان آیا اور علاقہ پر فضا دیکھکر فرمایا کہ یہہ مکان عجب پر سرور ہے
اوسی وقت سے نام اسکا پسرور مشہور ہوا قوم باجوہ کے ملکیت خاص قصبہ مین کچھ نہین ہے اور خاص پرسرام کے
اولاد مین سے بھی صرف ایک ہی گھر آباد ہے مگر مالک کچھ نہین کھتری ہندو مین سے کھتری چلکہ و دہوسہ و کنگا
قانونگو یہ قدیمی باشندے اس قصبہ کے ہین اور مسلمانون مین سے گلی زئی زیادہ ہین باقی ہندو و مسلمان مختلف
قومین اور مختلف گوت کے اور آٹھ آبادیان علیحدہ علیحدہ بطور پورہ سنیاریان پتی اندرونہ سرائی بھائی [illegible]
ٹاہلی کی مالو ستال مہیونی جو شہر کے گرد اگرد بطور محلات کے واقع ہین اونکی مالک بھی شہر مین [illegible]
خربوزہ بہت اچھا ہوتا ہے خصوصاً توری خربوزہ جو شکل کدو دراز ہوتا ہے نہایت لذیذ شیرین ہوا کرتا ہے
سید میران برخوردار شہید کا مزار جو امام علی الحق سیالکوٹی کے بھائی تھے یہان ایک مشہور مکان ہے جو شہر کے
وسط مین بنا ہوا ہے اور محرم کے دسوین کو وہان میلہ ہوتا ہے اور ایک چھوٹی سی جھیل دیو کا نام ہندونکے
غسل گاہ شہر کے باہر پُر آب بہتی ہے پہلی یہان نالہ ڈیک جاری تھا اوس سے یہہ پر آب ہوتی تھی اب برسات
کے پانی سے بھر جاتی ہے سنا ہے مندر اسکے چارون طرف بنے ہوئے ہین بڑ و پیپل کے درخت بھی بہت ہین سوا
اوسکے شہر کے باہر غرب کی طرف ایک شمن تالاب پختہ بہت بڑا قدیمی موجود ہے جسکو بعہد اکبر شاہ کالو نام
کھتری نے بنوایا تھا عالمگیر کے وقت پھر اسکی مرمت ایک شخص سنگت رای کھتری نے کرائی اب بحکم صاحب [illegible]
کو [illegible] اوسکی عمارت [illegible] **قلعہ سوبھا سنگھ** پسرور سے پانچ میل جنوب شرق مین آباد
عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے [illegible] دکانین [illegible] چار ہزار ایکسو چوالیس آدمی اسمین بستے ہین نوسو برس گذرے
کہ سردار سوبھا سنگھ اہلووالیہ نے یہان آکر اور [illegible] سے زمین لیکر ایک قلعہ بنایا اور قصبہ کی آبادی
کی بنیاد رکھی اور سوبھا سنگھ اپنے بیٹے کے نام سے قلعہ سوبھا سنگھ اسکا نام رکھا پہلے اسمین کھتری مہاجن و
بیوپاری اسبابی [illegible] کشمیری کثرت کے ساتھ آباد ہو گئے جو شالبافی کرتے ہین [illegible] اسمین بہت [illegible]

اور کانسی کے برتن بناتے ہین باہر آبادی کے ایک تالاب راجو مل کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب سمیرو چند کا اور
تیسرا موہن سنگہ کا تالاب یہہ باغ موجود ہین **کلال والہ** یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا
قصبہ ہے جسمین چھہ سو اکیاون گھر اور ستر دوکانین اٹھہ ہزار ایکسو باشندے ہین پہلے یہی کلاس قوم جاٹ باجوہ
نے اسکو آباد کیا اور کلاس والہ نام رکھا اب بغلط العام کلال والہ مشہور ہوگیا ہے اب جاٹ زمیندار اسمین بہت ہین
ہین بعض لوگ نوکری پیشہ و سوداگر بھی ہین باہر قصبہ کے رانی چند کنور زوجہ سردار جودہ سنگہ کا بنوایا ہوا ایک باغ
پختہ تالاب ہے جو بارش کے پانی سے پر آب رہتا ہے اور ایک باغ و شوالہ بھی اوسکے پاس ہے **ڈسکہ کلان** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جنوب کو دو
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اور اس سے شمال کی طرف ایک میل سے کچہہ کم فاصلہ پر دوسرا قصبہ ہے جسکو کوٹ ڈسکہ کہتے ہین اس
کی آبادی کے میانہ مین تحصیل و تھانہ بنا ہوا ہے جہان تحصیلدار رہتا ہے اس ڈسکہ مین تین سو سینتالیس گھر
اکہتر دوکانین دو ہزار چھہ سو باشندے ہین جنمین سے ایکہزار دو سو ستر ہندو اور ایکہزار تین سو تیس مسلمان
ہین یہان کے قانونگوون کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہین اونمین نام اسکا شاہجہان آباد
تحریر ہے اور کاغذات اراضی وغیرہ جو پرانی قبالجات زمینداروں کے پاس ہین اونمین بھی تحقیق ہوا کہ قصبہ کا نام شاہجہان آباد
لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آبادی اسکی شاہجہان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہجہان آباد
نام رکھا گیا مگر وہان کے لوگ یہہ کہتے ہین کہ مدت تخمینا پانسو برس کے ہوئی سو جو قوم جاٹ ساہی چند و نے خوشحال
سنگہ لالو والہ سے اکر اسجگہہ کو کہ اگلی آبادی کے پرانے کھنڈرون کا ٹہلہ تہا آباد کیا مگر چونکہ پہلے یہان آبادی
قوم ڈسکہ کی تہی اور اونہین کے نام سے وہ اجڑے ہوئے کھنڈر موسوم تہے اور نیا نام بھی رکھا گیا اور وہی
پہلا نام مشہور رہا پہر افغانون کے تاراج اور سکہون کی غارتگری سے یہہ قصبہ اجڑ گیا اور مالک اسکے کوٹ ڈسکہ
مین جا اون دنون مین وہان کچا قلعہ بنا ہوا تہا جا رہے پہر جب سرداران سندہانوالیہ کی حکومت ہوئی
تو مسمی دیسراج نے کہ اوسی موجب پہلے بانی آبادی کی اولاد مین سے تہا دوبارہ اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے
کانسی وغیرہ کے ظروف اسمین بہت عمدہ بنتے ہین اور سال تیار کر کے گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ مین بہیجا جاتا ہے
کوٹ ڈسکہ یہہ آبادی ڈسکہ کلان سے شمال کو پون میل کے فاصلہ پر آباد ہے تین سو چار اسی گھر
نوسو دوکانین دو ہزار اونتالیس باشندے اسمین آباد ہین جنمین سے ایکہزار دو سو اکتالیس ہندو اور سات سو
اٹھانوے مسلمان شمار مین آئے ہین یہی کرم چند ساہی نے سمت اٹھارہ سو ایکسو گیارہ سال کے ڈسکہ کلان سے نکلکے
قصبہ آباد کیا تہہ بہت سنگہ کی عملداری مین پہلے سردار ندہان سنگہ اٹہوالیہ جاگیردار تہا اور اوسنے ایک قلعہ خام
بنوایا ہوا تہا اور لوگ جاہی اسمین سکونت رکہتے تہے کشمیری [illegible] آباد ہوگئے اسمین سکونت رکہتے ہین
[illegible] نے خود اگر اس قصبہ کو فتح کیا کشمیری یہان کے کمبل عمدہ بنتے ہین اور ٹہٹیار برتن بناتے ہین

اور ایک مشہور بات اس ملک میں یہ بھی ہے کہ چونکہ یہاں سے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ وزیرآباد دس دس
کوس کے فاصلے پر آباد ہیں اسواسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کوہ کہتے ہیں **سمبڑیال** ضلع سیالکوٹ
میں یہ بھی ایک مشہور قصبہ ہے اسمیں آٹھ سو اونہتر گھر اکیسو ساٹھ دوکانیں تین ہزار آٹھ سو چوبیس باشندے
ہیں جنمیں ایکہزار پانسو چار ہندو اور دوہزار تین سو ساٹھ مسلمان شمار میں آئے ہیں پانسو برس گذرے ہیں
یہاں جنگل ویرانہ تھا پہلے سمات سنبان گوجری رہنیکے ملک سے مویشی چرانے کو آئے یہاں اونکی
چونکہ گھاس وچارہ کثرت سے تھا اونہے یہاں جنکو ٹھی ہوائی اور رہنیکی بنا ڈالی اوسکا نام ہوا اوس وقت
سے بھنگانو سنبل وال کہلانے لگا متصل ہوتے ہوتے اب سمبڑیال مشہور ہو گیا چند سال وہ گوجری یہاں رہی پھر
مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلی گئی اور یہ آبادی ویران ہو گئی چغتائی سلطنت کے وقت میں پھر سمبڑیال قوم
جاٹ گہن نے جو خاندان راجہ گڈہ کا یا اہین تھا اور شہر کو آباد کرا دیتے بادشاہ کے یہاں اون کی عزت بائی تھی اور یہ
علاقہ اوسکو بطور ملکیت عطا ہوا تھا اسلئے اوسنے ازسرنو اسکو آباد کیا اور خود بھی یہاں ہی رہنے لگا شہر روز بروز
ترقی اسکی ہوتی گئی خوشنویس فارسی خط کے یہاں بہت رہتے ہیں **جاملکی** قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال مشرق
کے طرف آباد ہے سات سو اکہتر گھر دو سو بیس دوکانیں تین ہزار سات سو اکیاون باشندے اسمیں
رہتے ہیں جنمیں دو ہزار دو سو اڑتالیس ہندو اور ایکہزار پانسو تین مسلمان ہیں پانسو برس کا عرصہ ہوا ہے
کہ سہی جام جاٹ گوت چیمہ نے سنا ہے والے سے آکر اسکو آباد کیا اوس وقت سہی جنڈی قوم کہتری دو کنگی بھی جام
کے ساتھ اس آبادی کے آباد کرنے میں ہمدم وہمساز تھا اسواسطے نام اسکا پہلے جاملکی جنڈی ہوا دونوں کے نام
کے شمول کے ساتھ رکھا گیا تھا پھر جاملکی مشہور ہو گیا اب جنڈی کا نام کوئی نہیں لیتا **ڈوڈالہ** قصبہ
ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر گوشہ جنوب مشرق آباد ہے پانسو چیاسی گھر اکیس دوکانیں دوہزار آٹھ سو
چھ باشندے ہیں جنمیں سے ایکہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایکہزار چار سو اٹھارہ مسلمان ہیں پہلے کسی برہمن
دو برہمنوں نے جو آپس میں دو بھائی تھے یہاں دو گاؤں آباد کیے تھے بڑے بھائی نے اپنی بستی کا نام ڈوڈالہ اور
چھوٹے نے نانڈالہ رکہا کہ پنجابی زبان میں ڈوڈا بڑے کو اور نندا چھوٹے کو کہتے ہیں مدت تک یہ دونوں بستیاں
آباد رہیں پھر بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گئیں پھر چند سو برس کا عرصہ ہوا کہ سہی بدہی دہالا قوم جاٹ سندہو نے
سونٹم موکہل سے آکر ڈوڈالہ کے رقبہ کا قبضہ کر لیا سہی مذکور نے تو پرانی آبادی کے نام سے پھر گاؤں ڈوڈالہ آباد
کیا اور دہالا نے علیحدہ گاؤں آباد کر کے کوٹلی نام رکہا وہ دہالا کی کوٹلی مشہور ہے اور اوسکی اولاد اسمیں رہتی ہے
مگر سکہوں کے ظلم وتعدی سے تنگ آکر کوٹلی کی آبادی کو اونہوں نے چھوڑ دیا اور ڈوڈالہ میں آ رہے اسی طرح
دوسرا گاؤں نندالہ بھی اب قوم جاٹ سندہوں نے آباد کر لیا ہوا ہے تیس دوکانیں شاملا پور کے اسمیں ہیں

چوہلہ (رچنا دوآبہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای راوی سے بارہ میل بسمت شمال اور اکیس
میل لاہور سے آباد ہی شیخم ملی یہ ایک قصبہ رچنا دوآبہ کے علاقہ مین بائین کنارہ دریاء چناب کے
اور بہتر میل شہر لاہور سے آباد ہے آبادی اسکی بارونق علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے پیداوار ہی غلہ کی ہوتی ہے
بارانی و سیلابہ بحال اسمین بہت ہی پٹیالہ (رچنا دوآبہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق ہے ایک قصبہ
نالہ ڈیک کے کنارہ پر آباد ہے تین سو برس سے اسکی آبادی ہوئی ہے راجپوت کہتری کنبوہ ہندو و مسلمان بحیثیت
مالکی ہین عمارت قصبہ کی پختہ نوسو ستائیس گھر چالیس دکان ایکہزار تین سو اسی آدمیون کی آبادی ہے —
کوٹ سنڈیداس (رچنا دوآبہ ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق ہے قصبہ شیخوپورہ کے شرق
نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے مالک یہان کے زمیندار قوم لبانہ ہین ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ
سنڈیداس نے اسکو آباد کر کے اپنے نام پر کوٹ سنڈیداس نام رکھا عمارت اسکی خام ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
چانول بہت عمدہ یہان پیدا ہوتے ہین ملکیان (رچنا دوآبہ ضلع لاہور مین ہے یہ گاؤن ہے قوم جاٹ
ورک ہندو و مسلمان یہان رہتے ہین ملکی زمیندار نے پہلے اسکو آباد کیا چار سو پچاس برس گذرے ہین آبادی عمارت
کچی پکی ملی ہوئی ہے تجارت غلہ کی ہوتی ہے دو سو اسی گھر اور آٹھ سو اٹھتر آدمی اسمین آباد ہین —
پاسنہ یہ قصبہ بھی نالہ ڈیک کے کنارے کے اوپر آباد ہے اول اسکو سمی پاسو کنبوہ نے بعرصہ ڈیڑھ سو
برس کے آباد کیا اسمین کنبوہ و سید و جاٹ وغیرہ اسمین بستے ہین عمارت خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے چانول یہانکے بہت
عمدہ مشہور ہین شرقپور (رچنا دوآبہ ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ ہے آبادی کا مقام ہی ایکسو
تین برس کا عرصہ گذرا ہے کہ آبادی اسکی ہوئی وراثت وملکیت یہان ارائیون کی ہی خام عمارت بہت اور
پختہ کم ہے ایکہزار چار سو اکیس گھر ایکسو دو دکان چار ہزار ایکسو باسٹھ آدمی یہان رہتے ہین مسجدین اسمین پختہ
بنی ہوئی ہین تحصیل و تھانہ و مدرسہ بھی سرکار کے حکم سے یہان پختہ بنایا گیا ہے شہر مین تجارت و بیوپار و
دوکانداری مسلمان خوجون کی ہے بازار کشادہ ہے تجارت ہی غلہ کی تجارت بہت ہوتی ہے علاقہ اسکا چاہی
و بارانی ہے مقبرہ خواجہ محمد سعید کا یہان زیارت گاہ خلق ہے ہرسال ہندو ہوین ماہ اساڑہ کو وہان میلہ ہوتا ہے
لاہور وغیرہ دیہات قرب وجوار سے مخلوق وہان جاتی ہے یہ حضرت اسی قصبہ مین رہتے تھے اور سنہ ۱۱۳۲ھ
مین اونہون نے وفات پائی در یتیم کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے شاہدرہ (رچنا دوآبہ
ضلع لاہور کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے راوی کے دہنے کنارے کے اوپر لاہور سے بفاصلہ تین میل
آباد ہے آبادی ابتدائی اسکی بعہد شاہجہان بادشاہ کے ظہور مین آئی اور شاہدرہ نام رکھا گیا باعث آبادی
اسکی کا یہ ہوا کہ جب شہنشاہ جہانگیر غازی کا مقبرہ عالیہ ملکہ معظمہ نورجہان بیگم کے باغیچہ مین بحکم شاہجہانی بعمارت

لاثانی دریائے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا تو مجاور و حافظ قرآن خوان و خادم و فراش و مشعل سوز و غبار روب
و حفاظ مقبرہ کے بقدر دو ہزار آدمی کے نوکر رکھے گئے اور ایک عام لنگر جاری ہو کر باورچی وغیرہ مہتمم لنگر کے
بقدر پانسو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ یہ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت میں مامور رہیں کبھی
غیر حاضر ہونا نہ پائیں پس انکی درخواست کی بموجب مقبرہ کے پاس ایک قصبہ آباد ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ
سب اپنے عیال و اطفال کو یہاں لے آویں اور مقبرہ کی خدمت سے غیر حاضر ہونا نہ پاویں پس یہ قصبہ محمد شاہی
عہد تک بخوبی آباد رہا جب سکھوں کی غارتگری شروع ہوئی تو انہوں نے کئی مرتبہ اس کو لوٹا اور لاکھوں روپیہ
کا اسباب مقبرہ کا از قسم فروش پشمینہ و اطلس و کمخواب و فتیل سوز و شمعدان نقرئی و طلائی و غلاف مزار جو کئی لاکھ روپیہ
کی تیاری کا تھا اسکو ہاں کفن چور و گرسنہ چشم اوٹھا کر لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بہت سے قیمتی پتھر جواہرات
سمجھ کر نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ جسقدر افغانی فوج بار بار کابل آتی رہی اور مقبرہ کو مقام
چھاؤنی ہوتی رہی اونسے بھی ایسی ہی اعمال صادر ہوتی رہے اور پتھروں کے اوکھاڑنے میں انہوں نے بھی
حتی الامکان دریغ نہ کیا اور بہت سے نگینہ عقیق و زمرد و فیروزہ و سلیمانی و لاجورد وغیرہ کے پتھروں کو توڑ
اوکھاڑ لیے رنجیت سنگھ کی عملداری میں اگرچہ قصبہ کی آبادی میں ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت میں زیادہ تر ظلم
اگر کیا تو اوسی رنجیت سنگھ نے جتنا سنگ مرمر وغیرہ یہاں سے اوتروا کر امرتسر لے گیا عمارت شاہدرہ کی سنگین اور بازار کی
دکانات وہ جہان بہت سے ساہوکار مالدار دکانیں کرتے ہیں دریائے راوی اسکے زیر دیوار بہتا ہے جب طغیانی
پر ہوتی ہے تو اوسکے غرق ہونے کا بہت خوف ہوتا ہے **شہر گوجرانوالہ** پہلے آبادی اسکی بہت عرصہ تک
سے ... خان جاٹ گوت سانسی نے قائم کی اور نام اسکا خان پور سانسی رکھا ابتدا درکسیقدر عرصہ کے قوم جاٹ
ہر ہٹ گوجر اس گانو میں قابض و دخیل ہو گئی اور بانی کی اولاد بالکل بیدخل ہو گئی گوجروں نے اسکا نام
بدلکر گوجرانوالہ رکھا جب سلطنت چغتائی کمزور ہو گئی اور پنجاب کا ملک لاوارث متصور ہو کر ہر فرقہ غارتگری کا
میدان بن گیا اوسوقت زمینداران گوت باجوہ چند بار اس آبادی کے غارت کرنے پر مستعد ہوئے اسواسطے
زمینداران موضع کہیالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کوس آباد ہے چڑت سنگھ سانسی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دادا
کو جو باشندہ موضع راجہ سانسی ضلع امرتسر ایک زبردست قزاق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اور سردار اس قصبہ کو
مقام قیام گاہ مقرر کر کے یہاں سکونت اختیار کی اور حویلی پختہ و سفید ہوائی فصیل کے گرد بھی مضبوط بنا ہوا جب کو انتقال کا
شہرت ہوئی کہتے ہیں جسوقت وہ مر گیا اور اسکا بیٹا مہان سنگھ جانشین ہوا تو اوسنے اس گانو کو ایسا آباد کیا کہ ایک قصبہ خوشنما بن گیا
اپنی پانچ حویلی کے پاس اوسنے پختہ کچہری کا مکان بنوایا اور قصبہ سیدنگر کو ویران کر کے وہاں کے رہنے والوں کو
اجازت دی کہ وہ بخوشی آکر اس قصبہ میں آباد ہوں چنانچہ وہ سب یہاں آکر آباد ہو گئی کہ اب تک ایک حصہ

قصبہ کا اونکے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہین مہان سنگہ کے وقت زمینداران قوم گوجر بھی یہان سے
بیدخل ہوکر نکل گئی مگر نام مین کچھہ تغیر و تبدل نہوا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت یہہ قصبہ زیادہ تر آباد
ہوگیا اور سندہ پو کہتری نے موضع بڈا کہ ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹرہ یہان بسایا پھر سردار دیسا سنگہ
نے ایک کٹرہ بنایا اور ایک کٹرہ سردار ہری سنگہ نلوہ نے آباد کیا اور ایک عالیشان حویلی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے باوجود دیکہ اوسکا مسکن و مولد بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر پھر کچھہ توجہ نکی لاہور مین قیام پذیر ہوکر اس شہر کو
بالکل بھول گیا البتہ بجانب شرق اپنے باغ کے دیوار پختہ بنوائی اور اوسمین بارہ دری عمدہ تعمیر کی سمادہ سردار
مہان سنگہ کی بھی اسی باغ مین ہے اور قصبہ سے بجانب غرب چڑت سنگہ کے سمادہ ہے غرض سردار چڑت سنگہ کے
عہد سے آجتک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جب پنجاب مین عملداری انگریزی ہوگئی تو پہلے
ڈپٹی کمشنری کرنیل کلارک صاحب بہادر حویلی مہان سنگہ کے ایک بازار مربع تیار ہوکر رنجیت گنج نام رکہا گیا
اور مسٹر ارتھر برنڈرت صاحب نے دروازہ کہیالی والہ و لاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والا از سر نو
تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے بہت سی آبادی بڑہ گئی مگر شہر پناہ آجتک بعض جا اور سوا سے دروازون
کے اور راستہ بھی بہت آمد و رفت کی ہین ایک قلعہ خام بھی یہان سردار ہری سنگہ نلوہ کا بنایا ہوا موجود تھا جبکہ اوسکے
مرنے کے بعد بسمات دیسان وجہ اوسکی ارجن سنگہ اپنے بیٹے کو لیکر محصور ہوگئی تھی اور مہاراجہ کہڑک سنگہ تو خفیف
سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ سے بیدخل کر کے قصبہ شیرا ضلع سیالکوٹ مین بہیجدیا اور قلعہ ویران کرا دیا برتن
پیتل اور تانبے کے یہان بہت اچھے بنتے ہین سوداگری اونکی دور دور تک ہوتی ہے اور بھی اچھے اچھے کام ہوتے ہین
ہندو مالدار اور ساہوکار بہت ہین پرانی آبادی مین زمینداران قوم سانسی رہتے ہین اور باہر کی آبادی مین
متفرق قوم آباد ہے علم کا چرچا بھی بہت ہے مولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تین مسجدین مسلمانون کی
اس شہر مین ہین اور ہندؤن کے مندر بھی بہت ہین راجہ تیجا سنگہ کا شوالہ سب سے اچھا ہے سوداگری ہر ایک جنس کی
ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ ہے چار ہزار چار سو گہر اور ایکہزار سات سو دکان اور سترہ ہزار تین سو
اکیاسی مردم شماری ہے یہہ قصبہ سڑک کلان لاہور و پشاور کے سر پر لاہور سے بفاصلہ پچیس کوس جانب شمال
آباد ہے سرای پختہ مسافرون کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
معہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ و تحصیلداران یہان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کمشنر
قسمت لاہور کے کام کرتا ہے سرحد ضلع کے لاہور سے بیس میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شروع عملداری انگریزی
مین یہہ ضلع ضلع شیخوپورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلین شیخوپورہ خاص و حافظ آباد و رامنگر اسکے ساتھ متعلق تھین پھر
۱۸۵۲ع مین مقام ضلع تبدیل ہوکر گوجرانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلین قرار پائین خاص گوجرانوالہ

وزرام نگر و حافظ آباد و شیخوپورہ ۱۸۵۶ء مین تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اوسکے حافظ آباد وغیرہ
تحصیلون کے متعلق ہو گئے اور تحصیل شرقپور متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع مین تحصیل وزیرآباد قایم
ہوئی حد شرقی اس ضلع کے سیالکوٹ کے ضلع سے و حد غربی جھنگ کے ضلع کے ساتھہ اور شمالی دریای چناب سے
ملتی ہے جو اس ضلع و ضلع گجرات و شاہپور مین بہتا ہے اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھہ ملحق ہی اور گوشہ شرق
و جنوب کا امرتسر کے ضلع کے ساتھہ ملحق و ملصق ہے طول اس ضلع کا بہ ہئیت شرق و مغرب ستہتر میل اور عرض جنوبا
و شمالا چالیس میل ہے فی زمانہ اس ضلع کے متعلق ایکہزار دو سو دیہات اور اکیانوین رکہہ یعنی چراگاہ ہین
جنکا محصول علیحدہ مالگذاری سے زمیندار دیتے ہین اسکا نام زرترنی ہے آب و ہوا اکثر اس ضلع کے قرین
اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے پرگنہ کے زمین بار کے نام سے موسوم ہے وہان کی آب و ہوا نہایت
عمدہ ہے اور مال مویشی اور آدمی اوس علاقہ کے نہایت زبردست و قوی زورور و تندرست ہوتی ہین باقی علاقونکی
آب و ہوا ایسی عمدہ نہین ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریای چناب اور سات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہین
مردمشماری اس ضلع کی مرد و زن پانچ لاکھ پچاس ہزار پانسو چہتر ہے اور ایک بھاری جنگل متعلقہ ساندل بار کے
اس ضلع کے حدود مین بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جھنگ کے ہے اوس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چور رہتے
ہین اور مویشی دور دور جا کر چورا لاتے ہین ضلع کے علاقہ مین ہر ایک قسم کے لوگ سکونت رکھتے ہین بشمول گوجرانوالہ
مین اکثر خاندان رئیسون کے ہین منجملہ انکے خاندان سردار ہری سنگہ نلوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگہ ایک
مشہور سردار دربار مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تھا اصل حال اوسکا یہہ تھی کہ ایک شخص گوردا اس نام کہتری گوجرانوالہ
مین رہتا تھا سردار مہان سنگہ سکرچکیہ کے گھر مین وہ اور اوسکی عورت کام خدمتگاری کا کرتے تھی سردار مہان سنگہ
نے گوردا اس کو بامیل دیگر گوردا اس سنگہ بنایا گوردا اس سنگہ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام ہری سنگہ رکھا اوسنی
پرورش سردار مہان سنگہ کے گھر پائی اور لایق کار ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے ترقیون کے وقت وہ ہمرکاب رہا
۱۸۰۷ء مین جب رنجیت سنگہ نے قصور پر حملہ کیا تو ہری سنگہ خدمات شایستہ بجالایا اور سردار و جاگیردار بنا پہر ۱۸۱۸ء مین رنجیت سنگہ نے جب ملتان پر فتح
کی تو ہری سنگہ ہمراہ تھا وہان اسکا بدن باردت سے جل گیا اور چند ماہ بیمار رہا ۱۸۱۹ء مین سالار لشکر ہو کر کشمیر پر حملہ آور ہوا بعد
کشمیر کے نظامت و صوبہ داری کشمیر کی ہری سنگہ کو ملی اوس جگہہ اسنے باختیار حکومت کی لوہا اپنے نام کا سکہ جاری کیا چنانچہ ایک روپیہ ہری سنگی مشہور
معروف ہے اور آٹھہ آنہ کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنے والون پر اسنے بڑے بڑے ظلم کئے اور لوگ سخت تنگ آگئے
مہاراجہ نے جب یہہ حال سنا اوسکو کشمیر سے بلایا اور افسری فوج کی اوسکو دی جب پکہلی و دہنتور کے زمینداران
نے فساد کیا تو سات ہزار فوج لیکر اودہر گیا اور اس ملک کو لوٹ کر مطیع کیا پہر یکہ ایک چہہ ہزار روپیہ کو مامور
ہوا اور صوبہ داری اوس ملک کی اسکو ملی وہان بھی اسنے رعایا کو لوٹ کر برباد کر دیا آخر مہاراجہ کو یقین ہو گیا

کہ جو شخص ایک جنگ کے کام کا ہے نظامت کا کام اوس سے نہیں ہوتا سنہ ۱۸۲۳ع بمقام ٹہیری ٹبہ مامور ہوا اور
محمد اعظم خان کا مقابلہ اوسنے بڑی جمعیت کے ساتھ کیا باوجودیکہ سکھون نے اوس پہاڑ سے شکست کہائی مگر اوسنے بڑی
ہوا نہر دریا کے ساتھ محمد عظیم خان کو پشاور سے آتے ہوئے روکا اور کشتیان دشمنون کی گولی مار کر غرق کرادین
پھر بعہد ابی کنور نونہال سنگہ کے پشاور کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسفزئی و بارک زئی کے ساتھ
اوسنے بڑے بڑے معرکے کئے اور قلعہ جمرود بنوایا جب امیر دوست محمد خان قلعہ جمرود کے ویرانی کے لئے اکبر خان اپنے
اپنے فرزند کو معہ سات ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و اٹھارہ توپون کے مامور کیا اور افغانون نے قلعہ کا
محاصرہ کرکے ایک طرف سے آگ لگا دی اور فصیل توڑ دی اور دیوارون کے نیچے نقب لگا دی تو ہرسنگہ
قلعہ والون کی امداد کو پہونچا اور ایک ہولناک لڑائی کرکے تین سو آدمی افغانون کا قتل کر ڈالا اور چہہ توپین
چہین لین جب سکہی فوج لشکر پیچہ دڑہ خیبر کے اندر افغانون کا تعاقب کر گیا تو سکہی فوج لوٹ پر پڑ گئی اور یہ چند
سوارون کے ساتھ رہ گیا اوسوقت شمس الدین خان افغان معہ چند پٹہانون کے ہری سنگہ پر حملہ آور ہوا ایک
گولی بندوق کی بمقام سینہ اور دوسری پہلو مین لگی اور گہوڑے سے گرا اور سکہ اوسکو اوٹہا کر قلعہ مین لے
آئے بعد دو گہڑی کے مرگیا اوسوقت میان سنگہ سپہ سالار نے اوسکی وفات کو پوشیدہ رکہا جب تک کہ لاہور سے
راجہ دہیان سنگہ شہزادہ کہڑک سنگہ و نونہال سنگہ و جنرل ونتورا صاحب وغیرہ سردار پہونچ گئے سردار ہری سنگہ
نے سکہی کے عہد مین کبہی جابجا نشانیان کین ہری سنگہ کے مرنے کے بعد ہری سنگہ کے خاندان مین شر و فتنہ
برپا ہوا یعنی مسمات دیسان زوجہ ہری سنگہ کی معہ پنجاب سنگہ و ارجن سنگہ پسران بطنی اپنی کے قلعہ مین محصور
ہوگئی اور جواہر سنگہ و گوردت سنگہ کو جو شکم سے مسمات دیا انکوران دوسری زوجہ کی تہی کسی تقریر پر دخل نہ پایا
جواہر سنگہ نے اطلاع اسکی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو کی مہاراجہ نے کنور کہڑک سنگہ اپنے فرزند کو واسطے قضیہ کے فیصلہ کرنے کو مامور کیا
اور شہزادہ نے ہرچند چاہا کہ وہ حاضر ہوکر فیصلہ کرے مگر اوس ناوان عورت نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور
قلعہ توپون کے گولون سے گرا دیا محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے قصبہ ستراہ متعلقہ ضلع سیالکوٹ اوسکو گذارا
کے لئے عنایت کیا اور جواہر سنگہ و گوردت سنگہ کو گوجرانوالہ مین رہنے کی اجازت دی اس فیصلہ پر بہی تصفیہ نہ ہوا
اور باہمی نزاع قایم رہی آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ہری سنگہ کی کل جاگیر ضبط کرلی لاکہا روپیہ کی جاگیر اور
منقولہ مین سے صرف اونیس ہزار روپیہ سو روپیہ وارثون کو دیا اور شہر گوجرانوالہ مسمی پرام کو بخش دیا غرضکہ
اوس عورت کی نااتفاقی سے سردار ہری سنگہ کا مال جو تمام عمر مین نایافتہ کو لوٹ کر جمع کیا تہا برباد ہوگیا بعد
بعد فتح پنجاب جب سکہون نے سرکردگی چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والہ کے فساد برپا کیا تو جواہر سنگہ ہری سنگہ
کا بیٹا مفسدون کے طرف تہا اس جرم مین سب جاگیر اوسکی ضبط ہوگئی اور روپیہ ماہانہ بطور نفقہ دی گئی

مین ناجب ۱۸۵۷ع مین مفسدہ فوج انگریزی کا قایم ہوا تو فوج کے ملازم رکہنے مین جواہر سنگہ نے امداد کی تو سرکار
نے اوسکو عہدہ رسالہ داری کا دیا اور اون خدمات کے عوض مین جو اوسنے مفسدون کے مقابلہ مین کین سرکار
نے جاگیر بھی ایکہزار تین سو چہانوے روپیہ سالانہ کی اوسکو مرحمت کی۔ آنریری مجسٹریٹ شہر گجرانوالہ بھی وہ رہا
گوردت سنگہ جواہر سنگہ کے ہمراہی مین تہا پنجاب سکہون کے مفسدہ کے وقت وفادار سرکار رہا اوسکی
جاگیر بھی ضبط ہوئی اور مسمات دلیان کو آٹھ سو روپیہ سالانہ اب تک سرکار سے ملتا ہے **قصبہ ایمن آباد**
سرزمین دوآبہ رچنا مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لاہور سے وزیرآباد کو جاتی ہے تیتیس میل شمال کی طرف
لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اسکا پانچ کوس شمار مین آتا ہے پرانی تاریخون سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بانیہ اس قصبہ کی مسمات ایمنہ سلطان فیروز شاہ خلجی کی دایہ تہی اوسنے یہہ قصبہ پختہ بنوایا دیوار فصیل کی بہی
پختہ تعمیر کی اور نام اسکا اپنے نام پر ایمن آباد رکہا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصبہ کی
بہت اچہی رہی جب سکہون کی نوبت آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہنے والے متفرق ہو گئے مسلمانون کے عہد
مین یہہ قصبہ حاکم نشین تہا اور نولاکہہ روپیہ کا محال اسکے متعلق تہا اور ایک اور کتاب مین حال اس قصبہ کا اسطرح
لکہا ہوا نظر آیا کہ پہلے یہہ مقام پر جنگل ویرانہ تہا راجہ شالباہن والی سیالکوٹ کے یہان شکارگاہ تہی بعد مین
ایک گانو آباد ہو گیا جسکا نام سیدپور مشہور تہا مدت تک وہ بحال رہا جب شیر شاہ سور افغان نے ہمایون بادشاہ
کو شکست دیکر ہند پر قبضہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تہا شیر شاہ سے لڑا شیر شاہ جب اوسپر غالب آیا
تو اوسنے اس قصبہ کو بیچراغ کر دیا اور اوسکے پاس ایک قصبہ اور آباد کرکے اوسکا نام شیرگڈہ رکہا جب سلطنت
افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا ہند کا شاہنشاہ ہوا تو اوسنے شیرگڈہ کو اجاڑ دیا اور محمد امین
کروڑی کو حکم دیا کہ وہ سیدپور آبادی مقام پر آباد کرکے اپنے نام پر اوسکا نام رکہے چنانچہ اوسنے قصبہ موجودہ
حال آباد کرکے امین آباد کے نام سے اسکو موسوم کیا اور وہ آبادی اب تک آباد چلی آتی ہے اور بسبب
کثرت استعمال ایمن آباد مشہور ہے عہد حکومت شاہان چغتائیہ تک یہہ قصبہ نامی وگرامی پرگنہ تہا متقدمین کاغذات مین
اسکا نام چہار محال امین آباد لکہا ہے بعہد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب اوسنے بعد غارت وتاراج شہر دہلی
شہر سے معاودت کی تو پنجاب کا ملک اوسنے اپنے تحت مین رکہا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنے نظامت علاقہ پنجاب
کی دیکر لاہور مین قایم کیا اور سردار جہان خان سپہ سالار فوج پنجاب کو اوسکے پاس چہوڑ کر قندہار کو چلا گیا اوسکے
جانے کے بعد آدینہ بیگ خان حاکم سابق دوابہ بست جالندہر بفراہمی شمار فوج سکہہ وہندوستانی کے [illegible]
فوجداران شاہی کو جو اوسکی طرف جالندہر مین حاکم تہا شکست دیکر جالندہر سے نکالا بعدہ سرہند کا بندوبست کیا
پہر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تیمور کے پاس اوسوقت فوج بہت کم تہی اوسنے اوسکے ساتہ لڑنا مناسب نہ جانا

اور ہم مقام پر آکر عریضہ حال خدمت مین احمد شاہ کے لکہا اور بانتظار فوج امدادی کے اسیمقام پر ٹھہرا تا آنکہ سکہون
نے لاہور پر بھی قبضہ کر لیا اور ایک شخص مسمی میرزا جان کو اپنی طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری
فوج شاہزادہ تیمور کے اخراج کے لئے امین آباد کو روانہ کی سردار جہان خان اگرچہ اسوقت بڑی مضبوطی کے
ساتھ لڑا مگر آخر کار شکست کھائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر اٹک کیطرف بھاگ گیا اور یہہ قصبہ آونہ سکہ خالصہ
فوج کے قبضہ مین آگیا — یہہ قصبہ نہایت دلچسپ اور خوشنما ہے باغات بھی اسکے نواح مین بہت ہین ایک مکان
ہندوؤن کا روڑی صاحب نام معہ تالاب باغ و باولی یہان موجود ہے جہان ہنود بروز بیساکہی نہاتے ہین اور
ہر سال وہان میلہ ہوتا ہے مسجدین بھی اس شہر مین بہت ہین ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بہت اچھی بنی
ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بیگم کا یہان مشہور ہے اسکا حال اسطرح پر تحریر ہے کہ بعہد فرخ سیر
بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر نیکر دہلی سے ان اثنا سے کشمیر کو جاتا تھا جب اس قصبہ کے پاس پہونچا تو زوجہ
اوسکی مر گئی اور یہان مدفون ہوئی اور مقبرہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بھی اسیمقام پر کی اور اسکا نام
بیگم پورہ رکہا وہ آبادی اب ویران ہو چکی ہے مگر نشان اوسکی نمایان ہین بیگم کے مقبرہ کے سر کے طرف درخت
مولسری کا نہایت خوشنما ہے — اس قصبہ مین اچھے اچھے شریف لوگ قیام پذیر ہین اور دیوان جوالا سہاے
مدار المہام ریاست جمون وکشمیر بھی اسی قصبہ کے رہنے والا ہے اور اوسکے حویلیان عالیشان بنی ہوئی ہین
تمام قصبہ کی عمارت پختہ ہے کل مردم شماری اس قصبہ کی چہ ہزار سات سو گیارہ نفوس نو سو چار گہر اور سات سو
ستہتر دوکانین ہین ہر ایک قسم کے لوگ ہندو مسلمان یہان قیام پذیر ہین مگر ہنود بسبب جاہت و رعایت دیوان
جوالا سہاے کے یہان اپنے آپ کو صاحب اقتدار سمجھتے ہین اور مسلمان مغلوب و محکوم ہین پہلے یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ
کے متعلق و مقام تحصیل تہا ۱۸۵۶ء مین شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہو گیا اور تحصیل یہان سے اوٹہ گئی اوسروز
سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے **قلعہ دیدار سنگہ**
تخمینًا اسی برس کا گذرتا ہے کہ بعہد حکومت سردار مہان سنگہ مسمی دیدار سنگہ جاٹ گوت سندہو نے پہلی اسیمقام پر
ایک کچا قلعہ بنایا پہر گانو کے آبادی کی بنیاد رکہی اور اپنے نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگہ رکہا جاٹ سندہو
اوتہہ وڑانچ یہان کے زمیندار و مالک ہین کپاس اون کا یہان اچھا بنا جاتا ہے اور بیوپاری لوگ اونکو خرید کر
دور دور لیجاتے ہین اور ایک چہوٹی سی منڈی تجارت کی یہان موجود ہے عمارت اس آبادی کی اکثر خام ہے
مگر اب جوالا سنگہ کہتری نے سرای پختہ بنوائی ہے اور مسافرون پر وقف کر دی ہے چارسو اس قصبہ کی خانہ
شماری اور دو ہزار چارسو آدمی رہتی ہین اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق
یہہ گانو ہے **موضع ننگل دوناسنگہ** یہہ آبادی بعہد حکومت سردار مہان سنگہ کے مین مسمی دونا سنگہ

زور آبادی سے کبھی بھہ ویران نہین ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم ورک ہین اور پختہ سمادہ کامون
بانی قصبہ کی گانوکے پاس موجود ہے بعد آبادی لب سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری
سرای اور ڈیرا اور بردشت خانہ اور تھانہ بھی یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چار سو چونتیس گھر
اوپچاون دوکانین ہین اور دو ہزار چار سو تئیس مردم شماری ہی اونکے خرید و فروخت یہان بہت ہوتی ہے
اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین **موضع نوشہرہ** پہلے پہل اس گانوکو زمینداران جاٹ قوم
چنڈہیر نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا پھر عہد شاہجہان بادشاہ مین ستمی گگہر جاٹ قوم
ورک نے موضع کریال متعلقہ ضلع گوجرانوالہ سے آکر اسکو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اسوقت سے مقرر ہوگیا کہ پورانی
آبادی کا مقام جسکو پنجابی زبان مین تھہ کہتے ہین اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ پرانی آبادی
بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہوگئی اوسکا نام تو تھہ چنڈہیران والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ
یعنی شہر جدید مقرر ہوا مالک اس بستی کے زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب
باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے پختہ اور دو طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکردوارہ اور
اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ بنا ہوا ہے دو سو گھر اور بیس دوکانین اسمین موجود ہین اور
مردم شماری ایکہزار ایکسو چھپن ہے **موضع کوٹ بھوانیداس** بعہد سلطنت شاہ
بادشاہ دہلی کے بھوانیداس کہتری گوت تلی نے یہہ گانو آباد کیا اور اپنے نایب ستمی دوئلی قوم سیہر کو
اسجگہہ چھوڑکر خود دہلی کو جہان وہ نوکر تھا چلا گیا اور اوسی طرف رہا پھر نہ آیا اس سبب سے مالک اس گانو
کے قوم سیہر ہوگئی اور کچھہ ملکیت بقبضہ کہتریان قوم سہگل کے ہی اور خروے ملکیت پر کہتریان گوت تلی
بھی قابض ہین تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانین موجود ہین اونمین سے پانچ گھر اور پانچ دوکانین
پختہ بنی ہوئی ہین باقی خام ہین اور ایک تالاب پختہ تعمیر کیا ہوا ذریہ ہرسہای کا اور ایک باولی پختہ بنی
ہوئی لچھمی سہای کہتری کی ہے اور ایک سمادہ باوا اکانشی گر کے برلب تالاب ہی بیساکہی کے روز وہان
میلہ ہوتا ہے اور ایکہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اسمین سکونت رکھتے ہین **موضع جھلن**
پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی جھلن قوم دہوتر نے موضع دہونی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے آکر آباد کیا اور نام
اوسکا اپنے نام پر جھلن رکھا سو برس تک آباد رہا پھر بسبب خسارہ و نقصان کے ویران ہوگیا اور چار
سال تک ویران پڑا رہا پھر ایک شخص جوسیان نام جھلن کے پوتے نے ضلع سیالکوٹ سے آکر اپنی موروثی
ملک کو آباد کیا اوسدن سے پھر ویران نہین ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ [illegible]
کے بانی قصبہ تک تیرہ پشت گذر چکے ہین دو سو چھیانوین گھر اور پندرہ دوکانین قصبہ کی [illegible]

پانسو اونتالیس ن و مرد و مردم شماری ہے گانوں کے زمیندار آسودہ حال ہین **موضع چھینہ سند صوان** پہلی آبادی موجودہ حال سے یہان ایک گانو ابھانون کا آباد تھا وہ کسی سبب سے اجڑ گیا اوس ٹیلہ غیر آباد کا نام چھینہ مشہور تھا پھر بعرصہ اٹھائی سو برس کے اوس تھہ کو سمی اجی سندھ جاٹ گوت سند ہونے آباد کیا پہلے یہ موضع ہزارہ متعلقہ تحصیل چونیان ضلع لاہور مین پڑتا تھا پھر بسبب ناتفاقی شرکا کے نکل آیا اور یہان آکر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا سند ہو تھا یہ گانو بھی چھینہ سند ہوان مشہور ہوا اسکا مالک سکھا اقوام متفرق قوم قریشی و ارائین و سند ہو و کمہن و کھتری ہین عمارت اسکی خام دو سو گھر اور دس دوکانین الکھڑا ہین سوا اٹھائیس مردم شماری ہے زمیندار دولتمندی مین اوسط درجہ کے ہین

قصبہ قلعہ مہیان سنگھ پہلے اس قبہ زمین مین جو متعلق اس قصبہ کے ہے دو گانو تھے جنکا نام کوٹلی اور شاہ پور تھا آباد تھے عرصہ سو برس کا ہوا کہ بسبب غارت سکھان غارتگر اجڑ گئی جب زمانہ سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ کا آیا تو مہان سنگھ کھتری سوتی ساکن متعل چاٹہ نے مہاراجہ کے دربار مین اقتدار پایا اور مہاراجہ نے اوسکو فوج کا افسر بناکر جرنیلی کا خطاب دیا اور سرداری کے مراتب پر پہونچا کر نظامت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدید تک صوبہ کشمیر کا رہا آخر کار جب مہاراجہ شیر سنگھ نے رانی چند کنور پر غالب آکر لاہور لیا اور بسبب انتظام جدید کے چند فوج خود سر ہوئی تو کشمیر کی باسورہ فوج نے جو اوسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھکر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنے یہ قصبہ اپنے نام پر آباد کر کے قلعہ مہیان سنگھ نام رکھا اور اپنی رہنے کے مکانات پختہ تعمیر کرائے مہان سنگھ کے مرنے کے بعد بسنت سنگھ بیٹا اوسکا بھی مہاراجہ کی حکم [illegible] آخر وہ بھی مر گیا اور سکھدیو بی بی بسنت سنگھ کی زوجہ معہ ایک دختر کے باقی رہی جو اب تک حیات ہے اس گانو مین مالک اقوام متفرق سید و کھتری وغیرہ ہین اور ایک بام جرنیل مہیان سنگھ کا تیار کرایا ہوا موجود ہے اور ایک بارہ دری شہر کے اندر ہے اس قصبہ مین چرچا علم کا بہت تھا اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متبحر و فاضل اجل فقیر صورت درویش سیرت خاندان نقشبندیہ کے مرید تھے اس قصبہ کی زیب و زینت بلکہ تمام پنجاب کے اوستاد تھے لاہور کے لوگ جب تمام اونکے معتقد ہو گئے اور عزت اونکی بڑھ گئی تو ایک حاسد تیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسے موقع پر کہ سرکار انگریزی دہلی کے مفسدہ کے جھگڑے مین پھنسے ہوئے تھے اونکی نسبت معرفت پادری فورمن صاحب کے یہ ظاہر کرا دیا کہ یہہ مولوی لوگون کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے یہہ بات حاسد کی اوسوقت اثر کر گئی اور مولوی صاحب نگرانی سرکار مین آگئے اور حکم ہو گیا کہ مولوی اپنے گانو سے کہین جانے نہ پاوے غرض کئی سال تک اونکی آمد و رفت بند ہو گئی اور نظر بندی کے طور پر اپنے ہی گانو مین بسر کرتے رہے اوس نور احمد تیرہ باطن نے ایک زمانہ کو اونکی فیض عام سے محروم کر دیا اور وعظ اونکا بالکل بند رہا اگرچہ نور احمد کو اس بات مین سخت بدنامی ہوئی اور لوگ اوسکو دشمن دین سمجھنے لگے مگر تیر چل چکا تھا چند سال کے بعد بہت سی کوشش کی بعد اونکی آمد و رفت جاری ہوئی اور وعظ بھی ہونے لگا اب

حضرت فوت ہوگئے ہین خدا رحمت کرے بسبب عدم مزاجی حضرت کے آخر دو چار سال سے لوگ از مذہب وہابیکا
ظن کرنے لگے تھے اسواسطے کہ وعظ کے وقت کبھی کوئی مسئلہ منبر دید وہجو اوس فرقہ کے بیان تفصیل کرتے تھے
کہ اوسمین اونکو خوف ظاہر ہوتی عداوت اور برپا ہونے فساد کا تھا اسواسطے اونکا وعظ صرف خدا و رسول کے
احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے مملو ہوتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کبھی نہین کرتے تھے اور
کبھی سے لڑنا نہین چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام سرور مولف کتاب نے بھی کی اور فیض وقت سے
بہرہ یاب ہوا سبحان اللہ ؎ اگر مرد خدا اندر جہان بود دو جہان بود دو جہان بود و بہار است
اس قصبہ کی پختہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھر اور ایکسو سولہ دوکانین ہین اونمین آٹھ گھر اور دو پختہ
دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار چار سو پچیس مردم شماری ہے **موضع مرالی والہ** پہلے اس قصبہ
کی آبادی سے ایک شکارگاہ حاکم پنجاب نے یہان بنایا ہوا تھا پھر بعرصہ تین سو برس کے میرزا محمد شفیع
قوم مغل نے اسجگہہ گانو آباد کرکے شفیع آباد نام رکہا وہ گانو ایکسو برس تک آباد رہا پہر بسبب بادی ندی اعت کے
بے چراغ ہوگیا پہر سنہ ۶۵ ہجری مین مسمی مرالی قوم راجپوت گوت کہٹی نے اوسی جگہہ گانو آباد کرکے اوسکا نام اپنے
نام پر مرالی والہ رکہا تب سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا ملکیت اسکی بقبضہ اقوام مختلف مثل مغل و
کہتری تھابل وغیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف سادہ ہانی دیہہ کی پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک دہرم سالا
آبادی کے اندر جسمین سادہ مسمی تارارام سادہ کے بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ جیٹھ وہان میلہ ہوتا ہے اور
دو روز تک میلہ رہتا ہے اور باہر گانو کے ایک تالاب ہے جسکی ایک دیوار پختہ اور تین طرف خام ہے اوسپر
ایک ٹھاکردوارہ بنا ہوا ہے وہان لوگ ہر روز بیساکہی جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اس گانو کے پانسو بانوے گھر
اور بتیس دوکانین اور دو ہزار ایکسو اٹہتر مردم شماری ہے **موضع گوندلان والہ** پہلے اس
گانو کو زمینداران قوم گوندل سے آباد کیا اور گوندلان والہ نام رکہا عہد آبادی انسے ہے کبھی ویران نہین ہوا
زمانہ غارتگری سکہان مین مسمات راجکوران زوجہ گوجر سنگہ بہنگی کسقدر فوج لیکر اس قصبہ پر حملہ آور ہوئی مگر
زمینداران قوم وڑائچ نے مقابلہ کرکر مار دہولی اور اوسکو قصبہ مین دخل نہ دیا دو ماہ تک اسمین کشاکشی رہی آخر
وہ بے حصول مرام واپس چلی گئی اب ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم وڑائچ ہے ظروف مٹی کی عمدہ اس
قصبہ مین اچھے بنتے ہین اور چند دوکان ظروف بنانیوالونکے جاری ہین عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو پچاس گھر
اور پچاس دوکانین موجود ہین اونمین سے دس گہر پختہ باقی سب کچے ہین اور ایک تالاب اور ایک شوالہ پختہ
تعمیر کرایا ہوا بسر دیوان چند کا یہان ہے اور بسر دیوان مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت امیر کبیر و افسر فوج تھا
وہ اسی قصبہ کا رہنے والا تھا اوسکے وقت مین یہ قصبہ بڑی بدولت تہا آخر وہ لاولد مر گیا اور خاندان اوسکا

اجناس تعداد ہزار دو سو چھتیس آدمی مرد و زن یہان رہتی ہین اور پانسو پچاس گھر اور پچاس دوکانین اور ایک سجد پختہ ہے
قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے زمینداران بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین **موضع کڑیال** عہد ہمایون
بادشاہ مین سمی کرن جاٹ قوم ورک نے اسکو آباد کرکے کڑیال نام رکہا روز آبادی سے سمت ۱۹ انگریزی تک برابر
بے آباد رہا بعد ازان پہلے راج انگریزی مہاراج سنگہ سفند مفرور چیلہ بہائی بیر سنگہ کا سرکار کے خوف سے بہاگ کر
اس قصبہ مین پناہ لایا گانو والون نے اوسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اوسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گانو والون
نے اوسکو بہگا دیا گرفتار ہونے نہ دیا اس جرم پر سرکار نے اس گانوکو ویران کرا دیا اور زمیندار اپنی ملکیت سے بالکل
بیدخل کیے گیے چند ماہ کے بعد سرکار کی مہربانی ہوئی اور دوبارہ زمیندارون کو اسمین بسنے کی اجازت دی گئی
تب سے پہر آباد ہوگیا پانسو اکتیس گہر اور چوبیس دوکانین اسمین ہین جنمین سے چند گہر اور دو دوکانین پختہ
باقی سب خام ہین دو ہزار ایکسو اٹہہ آدمی مرد و زن کی آبادی ہے صاحب سنگہ ورک نمبردار اس گانو کا بعہدہ
ذیلداری ممتاز ہے **موضع فیروز والہ** پہلے اس گانو کو مسمی فیروزدین نام زمیندار قوم بہٹی
نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروز والہ نام رکہا چونکہ اوسکے یہان نرینہ اولاد نہ تہی دو بیٹیان اوسکی ایک تو
خاندان قوم پوٹرا اور دوسری خاندان قوم رانجہ میں بیاہی گئین اور بانی نے دونو بیٹیون کے خاوندون کو
ہبہ کرکے ملکیت اس گانو کی دیدی زمانہ حکومت سلطنت مغلیہ مین مسمی رحامت خان زمیندار اس قصبہ کا خودسر ہوگیا آخر
چہان سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے باپ نے یورش کی اور فریقین مین چند بار مقابلہ ہوکر بہت سے آدمی قتل ہین آخر
اوسوقت کرم سنگہ بہنگی دونو کے درمیان آگیا اوسنے براہ فریب رحامت خان کو اپنے پاس بلا کر نظر بند کر لیا اور
قبضہ قصبہ چہان سنگہ کا ہوگیا اور رحامت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اسوقت تک
اونہین دو قومون پوٹرا اور رانجہ کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین مین قسم اول پیدا ہوتا ہے جسکو داؤدخانی
اور وڈانک کہتے ہین اوسکی تجارت دور دور تک ہوتی ہے ایک خانقاہ پختہ رضا علیشاہ فقیر کی آج تک
سے ہے وہان ہر سال بارہ بہادون میلہ ہوتا ہے اور رحمان خان زمیندار پوٹرا اس قصبہ کا نمبردار سرکار کی حکم سے
ذیلداری پر ممتاز ہے عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو دو گہر اور بیالیس دوکانین ہین اونمین سے ایک گہر اور
ایک دوکان پختہ ہے دو ہزار آٹہہ سو اٹہائیس زن و مرد مردم شماری ہے **موضع ابدال** اس
گانو کو مسمی ابدال قوم چٹہ چیمہ نے آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام بہی ابدال رکہا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے
اور وہ اپنا شجرہ گیارہ پشت کے ذریعہ سے ابدال تک پہونچاتے ہین روز آبادی سے کبہی ویران نہین ہوا
دو سو پچیس گہر اور پندرہ دوکان اور ایکہزار ایکسو اٹہاون مردم شماری ہے **موضع سنت پورہ**
زمانہ سلطنت مغلیہ مین مسمی مند ربیہ بیاسی نانک پوترا نے اس گانو کو آباد کرکے اپنے بیٹے سنت سنگہ کے نام

پر اسکا نام ستّت پور رکھا رفتہ رفتہ آبادی بڑھ گئی اور آبادی ہے اب تک رونق پر ہے کبھی ویران نہیں ہوا
ملکیت اس قصبہ کی سیدوں کے قبضہ میں ہے نمبردار صاحب بانی دیہہ کی سمادہ گاؤں میں بنی ہوئی ہے اسکو چھبا اوپر
گھر اور تینتیس دوکانیں انمیں سے اوبس گھر پختہ ایکہزار دو سو ستائیس مردم شماری ہے **موضع ازرق**
قدیم زمانہ میں اس مقام پر ایک پختہ آبادی راجہ زور چند کی آباد کی ہوئی موجود تھی وہ کسی سبب سے ویران
ہوگئی اور مدت مدید تک وہ ٹیلہ غیر آباد پڑا رہا پھر عرصہ تین سو برس کے ہمی اوڈو جاٹ قوم سندھو
نے دکن کے ملک سے آکر اس دیہہ کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے ازرق قائم رکھا اب زمینداران
قوم جاٹ سندھو وغیرہ دو نمبردار ہیں زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ میں بسبب شدت قحط کے بہت سے گھر اس قصبہ
کے اجڑ کر چلے گئے تھے غرب کی طرف باہر قصبہ کے مزار شاہ بہمن ولی کی مع ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے
اور دوسری خانقاہ شاہ گوڈڑولی کے مشہور ہے اور ایک سمادہ اڈو بانی دیہہ کی موجود ہے عمارت اسکی
پختہ و خام بنی ہوئی تین سو باون گھر اور آٹھ دوکانیں ہیں جن میں ایکسو چھپن گھر اور چار دوکانیں پختہ ہیں اور دوہزار ایکسو [illegible] مردم شماری
ہے اور دولو جاٹ [illegible] یہاں کا نمبردار ذیلداری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قصبہ کے آسودہ حال ہیں
موضع بٹالہ پہلے اس مقام پر بھی ارڈہ راجات قوم وڑائچ نے موضع ترکھہ متعلقہ گوجرانوالہ سے
اٹھ کر اس مقام پر ایک گاؤں آباد کیا اور ایک ٹھاکر دوارہ بنا کر مورت ٹھاکر جی کی رکھی اوس سبب کے
سب مسلمان اس گاؤں کو بت والا کہنے لگے یہاں تک وہی نام مقرر ہوگیا رفتہ رفتہ بت والہ سے بٹالہ نام
ٹھہر گیا چند پشت تک اوسکی اولاد یہاں قابض رہی پھر بوقت ضعف سلطنت چغتائیہ کے جب پنجاب کی ملک میں
گھر گھر راج ہوگیا تو زمینداران قوم چٹھہ نے اس گاؤں کو لوٹ کر برباد کر دیا اور مالک اسکی یہاں سے اٹھ کر
موضع اوگوں میں جا رہے اور بیس برس تک اُجڑا رہا بعد ازاں بعہد سکھاں اوسی ارڈہ وڑائچ بانی دیہہ کے
اولاد میں سے ہمی شاہ محمد جو پانچویں پشت سے اوس ٹھاکر دوارہ کا پوتا تھا اور مسلمان ہوچکا تھا موضع اوگوں سے آکر
دوبارہ اسکو آباد کیا مگر یہہ آبادی پرانی آبادی سے بجانب جنوب کسیقدر فاصلہ پر آباد ہوئی پھر جہان سنگھ
پدر رنجیت سنگھ کے باپ کے اشارے سے قوم چٹھہ اسپر حملہ آور ہوئی تمام وڑائچ قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی
اور قوم چٹھہ کو سر [illegible] نہ دیا اب ملکیت اس گاؤں کی زمینداران قوم وڑائچ و قوم کھتری [illegible] کی ہے
سردار جیند اسنگھ اس قصبہ کا رہنے والا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار سردار صاحب توقیر تھا اب بھی وہ
جاگیردار ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹی کے اوسکو حاصل ہیں ذیلداری عہدہ بھی اوسکو ملا ہوا ہے
اوسکی حویلیاں و مدرسہ اور سرای و باغ مع بارہ دری وشوالہ باعث زیب و زینت اس قصبہ کے ہیں اور
گنڈا سنگھ کی حویلی بھی [illegible] پختہ بنی ہوئی ہے عمارت اسکی خام ہیں اور خانہ شماری [illegible] اور تین سو [illegible]

ہے اوس مین سے گیارہ مکان اور آٹھہ دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار نوسو بیالیس آدمی ہے اور زمیندار آسودہ حال
ہین یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع منڈیالہ** پہلے یہہ آبادی مسمی مال جٹ قوم ڈیاگ
نے خطہ غزنی سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا ملیالہ رکھا تھا ازان بکثرت استعمال منڈیالہ مشہور ہوگیا
روز آبادی سے آجتک کبھی ویران نہین ہوا اولاد اوسکے اتبک کہ چودہ پشت گذری ہین برابر مالک ہین
مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس قصبہ پر یورش کی اور سردار دل سنگہ جاٹ جو اوس زمانہ مین قابض و متصرف تھا
مطیع ہوگیا اب بھی زمینداری اس قصبہ کی بقبضہ زمینداران وڑائچ ہے دو سو بیاسی گھر اور پچاس دکانین
ایکہزار آٹھہ سو مردم شماری ہے **موضع پنڈ لکھہ** زمانہ قدیم مین اس سرزمین مین مسمی بلیا
چمیال ایک راجہ تھا جسکی بیٹی مسمات لونا راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کی رانی تھی اوسنے اس جگہہ ایک شہر
آباد کیا ہوا تھا جب مسمات لونا جوان ہوئی اور شہرہ حسن و جمال اوسکی کا عالمگیر ہوا تو راجہ سالباہن نی درخواست
کی کہ ناطہ لونا کا اوسکے ساتھہ ہوجاوے مگر بلیا نے منظور نکیا اسبات سے راجہ سالباہن کمال غضبناک ہوا اور فوج
لیکر اوسپر یورش کی اور بہت سی لڑائیان آپسمین ہوکر راجہ بلیا مارا گیا اور لونا کو راجہ سالباہن بزبردستی لیگیا
اور اپنی رانی بنایا اوس جنگ مین یہہ شہر بھی ویران ہوگیا مدت مدید تک ویران رہا اوس ٹیلہ کو لوگ
پنڈ لکھہ کہتے تھے اوسی مقام پر مسمی نہر جاٹ وڑائچ نے جدید آبادی کی اور نام گانوکا اوہی قدیمی نام مشہور
رہا اوسدن سے برابر اب تک آبادی اور اسی بانی کی اولاد قابض ہے جنکی پشت پندرہ پشت تک بعد بانی
کے ساتھہ ملتی ہے سکہون کے وقت جب اس قصبہ پر سردار مہان سنگہ قابض ہوا تو بازی خان زمیندار گوت
بازی خان کا اسپر حملہ آور ہوا اور ایک لڑائی کے بعد مغلوب ہوکر واپس چلاگیا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین بباعث
تاخت و تاراج اکثر بسنے والے اس گانوکے اپنا اپنا گھر چھوڑکر دہلی و لاہور و کلانور و بٹالہ و سیالکوٹ و جمون و
رہتاس امرتسر و راولپنڈی مین جاکر آباد ہوگئے بلکہ یہانتک مشہور ہے کہ خاندان بھاٹرہ گوت بڑے مین چہار
کوئی شخص ہے اوسکے بزرگ اسی قصبہ سے اوٹھکر گئے ہونگے اور اوس قوم کا بزرگ مسمی بابا گنجا تھا جسکی سمادہ
یہان موجود ہے اور اب یہہ قوم جب اپنی اولاد کا بیاہ کرتے ہین دولہ کو یہان لاکر طواف سمادہ کا کراتے ہین
چنانچہ تھوڑی دن ہوئے بہت سے بھاٹرے یہان آکر رسم اپنے بزرگون کی ادا کرتے ہین اس قصبہ کے چار سو سات گھر
اور بیس دکانین اور ایکہزار آٹھہ سو بیس مردم شماری ہے **موضع ڈوگرانوالہ** پہلے یہہ گانو آباد
کیا ہوا قوم ڈوگر کا تھا چند مدت تک آباد رہا پھر ویران ہوگیا پھر عرصہ تین سو سال سے مسمی تخت جاٹ وڑائچ
نے موضع کلاچور ضلع گجرات سے آکر یہہ گانو از سر نو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اوس روز سے کبھی ویران
نہین ہوا اب بھی مالک اسکے زمینداران قوم وڑائچ ہین عمارت اسکی خام ہے ایکسو گھر اور سات دوکانین

اور ایکہزار ترپن مردم شماری ہے اور ایک خانقاہ پختہ شاہ جلال فقیر کی بنی ہوئی ہے **موضع لدھوالہ**
زمانہ قدیم میں بھی یہاں آبادی تھی جسکا نام لدہوالہ تھا بحصہ مسمی امرو جاٹ گوت وڑایچ نے دوبارہ اسکو آباد
کیا اور نام وہی قدیمی قائم رہا اب وہی بانی کی اولاد قابض و مالک ہے جنکی پشت اونیں پشت مسمی امرو سے
ساتھ ملتی ہے ساکنان وپھد نہ سے ایک ہرسنگہ سردار تھا جسکی لڑکی مسماۃ پریم کنور مہاراجہ شیر سنگہ کی رانی
اور کنور پرتاپ سنگہ کی والدہ تھی اب تک وہ لاہور میں قیام پذیر ہے اس قصبہ میں دو پختہ خانقاہیں
ایک شاہ مالک شاہ کی اور دوسری محب شاہ کی اور ایک مقبرہ پختہ زمانہ قدیم کا ہے اوسکا حال معلوم نہیں
اور دو مسجدیں پختہ بنی ہوئی ہیں اور عمارت دوسو چوراسی گھر اور سولہ دوکانیں ہیں اور ایکہزار چار سو
مردم شماری ہے اور مسمی عطر سنگہ جاٹ قوم تڑ ایچ ذیلدار مقرر ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے۔
موضع مان عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ مسمی لدہا جاٹ قوم مان نے اسکو آباد کیا اور اپنی
ذات کے نام پر مان نام رکھا اوسوقت سے برابر آباد ہے اب بھی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران گوت مان
کہتریان قوم سوڈھی بھی مالک ہیں ایک تالاب پختہ مع شوالہ یہاں بنا ہوا ہے جہاں ہر دو برس بیساکہی میلہ ہوتا ہے
دو سو ستر گھر اور بیس دوکانیں اور ایکہزار پانسو چھتر آدمی ہیں اور یہاں کے زمیندار سکہوں کے وقت مشہور
سردار جی سنگہ وبچار سنگہ و مانا سنگہ و نار سنگہ وغیرہ بڑے نامی گرامی آدمی تھے سردار فتح سنگہ مان بھی اسی گانو
کا رہنے والا تھا جو بمقام جموں سردار جواہر سنگہ کی وزارت میں مارا گیا اب بھی سردار فتح سنگہ مان ثانی
عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے اور سردار مہر سنگہ وغیرہ پسران بدہ سنگہ بھی جاگیردار ہیں **موضع نوگہر**
عرصہ تین سو سال کا گذرا ہے کہ مسمی خوجو جاٹ گوت سکہو نے ملک دکہن سے آکر یہ گانو آباد کیا چونکہ اوسکے
خاندان کی مشہوری بخطاب نوگہرہ تھی اسکا نام بھی نوگہر رکھا مگر زمانہ سلطنت مغلیہ میں یہ گانو آخرکار
بیچراغ ہوگیا اور چالیس سال تک ویران پڑا رہا جب عہد حکومت سردار چہان سنگہ سکرچکیہ کا آیا تو اونہے پھر
اسکی آبادی کی اور مسمی دہرم سنگہ کو اسکی حکومت عطا کی دہرم سنگہ نے اسکو آباد کرکے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا
اور ایک آبادی علیحدہ کی سرحد مقرر کرکے دوسرا گانو بسایا اور اوسکا نام تاندہ دہرم سنگہ رکھا مگر سردار
ہرسنگہ نلوہ نے اپنی جاگیرداری کیوقت اوس گانو کو ویران کردیا اور یہ بستی رونق پر آگئی اب ملکیت اسکی
بقبضہ زمینداران قوم سید اور سکہوں کی ہے تین سو پانچ گھر اور گیارہ دوکانیں اور ایکہزار چہیاسی آدمی ہیں
زمیندار آسودہ حال ہیں **موضع چاہل** زمانہ قدیم میں یہ گانو آباد کیا ہوا زمینداران قوم سہارا
کا تھا کسقدر مدت تک وہ آباد رہکر ویران ہوگیا اور وہ ویران تھہ یعنی ٹیلہ سندل والہ کہ مشہور تھا کسیقدر
عرصہ تین سال کا گذرا ہے کہ دوبارہ اس آبادی کو مسمیان ٹہکر و بہاگو ومغل زمینداران جاٹ گوت چاہل مسلمان

اور پیچھے ہندو جاہل نے دوبارہ آباد کیا اور برعایت گوت اپنی کے اسکا نام بھی جاہل رکھا اوس وقت سے
آباد ہے کبھی ویران نہیں ہوا مالک اسکی فی زمانہ زمینداران قوم جاہل و کہتریان گوت تلی وغیرہ ہیں اور
آبادی قصبہ کی نشیب میں واقع ہے برسات کے موسم میں بہت سا پانی گانو کے گرد جمع ہوجاتا ہے اور آمد و رفت
مشکل ہوجاتی ہے اور بجانب غربی قصبہ کے ایک پل کہتریوں کا بنا ہوا ہے جہاں آمد و رفت ہوتی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے دوسو اسی گھر اور اٹھارہ دوکانیں اور ایکہزار تین سو اٹھاسی مردم شماری ہے *

موضع کھٹری شاہ رحمان زمانہ قدیم میں اس مقام پر ایک گانو رنگین پورہ نام آباد تھا
وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا اور اسکے تھیہ یعنی ٹیلے کو رنگین پور ٹولا کا تھیہ کہتے تھے اوس ویرانی کو جب بہت برس
گذر گئے تو منجملہ مالک جاٹ قوم ہیر اپنے بھنیر کے ملک کر اسکو از سر نو آباد کیا چونکہ پرانی جگہ آباد تھیہ کو بزبان
پنجابی تھیڑ کہتے ہیں اوسکے آگے باے تصغیر زیادہ ہوکر اسکا نام کھٹری مشہور ہوگیا اور اورنگ زیب عالمگیر کے وقت
ایک فقیر کامل جید اور رسیدہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاہی قادری کا تھا یہان آکر متصل قصبہ ہذا کے
بجانب شمال مکان بناکر مقیم ہوا ہزارہا آدمی اوسکے مرید ہوگئے اور بخوبی شہرت ہوئی بڑے بڑے امیر و دولتمند
اوسکی آستانبوسی کرنے لگے تو اس گانو کی شہرت بھی اونہی کے نام پر ہوگئی اور نام گانو کا کھٹری شاہ رحمان قرار پایا
یہہ بزرگ قوم کا دہوبی ساکن گجرات تھا اور تمام عمر اپنے نوشہ گنج بخش کے خدمت میں حاضر رہکر ہدایت طریقت کی
پائی اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا سلسلہ نوشاہی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گہر کوئی بیٹا نہ تھا چار
لڑکیاں تھیں اونکی انتقال کے بعد مریدون نے باجازت لڑکیون کے مقبرہ پر چار دیواری تیار کرایا جو تا حال
موجود ہے وہ مکان بہت بارونق ہے مسافرین کو جو وہان شب باش ہون بہت آرام ملتا ہے سجادہ و فقرا
خانقاہ کے متواضع ہیں اب ملکیت اس موضع کی بقبضہ قوم ہیر اور بہ وجہی کی ہے اس خانقاہ پر ہر سال ماہ جیٹھ
میلہ ہوتا ہے قریب بیس ہزار آدمی کے لوگ جمع ہوجاتے ہیں سمت ۱۸۴۰ بکرمی کے قحط میں یہہ قصبہ ویران ہوگیا تھا
چند سال کے بعد پھر آباد ہوگیا عمارت اسکی سب خام ہے اکسو بارہ گھر اور چار دوکانیں اسمین ہیں اور چہہ سو
چودہ مردم شماری ہے **قصبہ وزیر آباد** گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک مشہور و نامور قصبہ
دریای چناب کے بائین کنارہ پر بفاصلہ تین میل کے آباد ہے اور دریا کا پل جو اسکے دوار کے نیچے بنا ہے یہہ قصبہ آباد کیا ہوا
نواب وزیر خان صوبہ لاہور کا ہے جو عہد شاہجہان بادشاہ میں لاہور کا صوبہ اور پنجاب کا فرمان فرما تھا
اوسنے اسکو آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام وزیر آباد رکھا اور ایک جامع مسجد عالیشان لاہور میں تعمیر کرائی
جو ابتک اوسکی یادگار موجود ہے یہہ شخص قوم کا شیخ لاہور کا رہنے والا تھا علیم الدین اسکا اصلی نام تھا
طبیب حاذق طبابت کا علم اسکو بتصدق تھا لاہور میں کسی طبیب کو دعوی ہمسائی کا اسکے ساتھہ نہ تھا اتفاقاً نورجہان بیگم

محبوبہ و ملکہ جہانگیر بادشاہ بیمار ہو گئی اور اسنے اوسکا معالجہ کرکے اچھا کر دیا اوس روز سے رسوخ اسکا بادشاہی
دربار میں ہو گیا رفتہ رفتہ اس رتبہ کو پہونچا کہ نواب وزیر خان خطاب اور خدمت حکومت پنجاب کی اسکو
ملی اسنے پنجاب میں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں خاص لاہور کے اندر جامع مسجد ایسی عمارت کی بنی ہوئی ہے
کہ کاشی کاری ایسی تمام ہندوستان میں نہیں ہے دوسری ایک محل تھا اب گر چکا ہے اور بعض دیواریں و دکانیں
اوسکے موجود ہیں تیسری ایک تہ خانہ سے اور رہنے کی محل نواب وزیر خان کی ٹکسالی دروازے کے پاس تھی
وہ بھی سکھوں کے عہد میں بسبب گرا دی گئی صرف نشانہ نشیب موجود ہے جو اب بامر و انہ ہے یہ قصبہ گنہگا
مسافرین خطہ تھا وہ ہے جس شخص کو لاہور سے براہ راست دریا پار جانا منظور ہوگا وہ ضرور جناب اس قصبہ
کے پاس سے عبور کر آئیگا اور اوس گذر سے گذریگا جسکو گذر وزیر آباد کہتے ہیں یہ گذر نہایت عمدہ ہے اور
پل کشتیوں کا اوس پر سرکاری بندھا رہتا ہے روز آبادی سے یہ قصبہ ویران نہیں ہوا البتہ فتن اسپر
بہت سی برپا ہوتی رہی ہیں جب احمد شاہ درانی و شاہ زمان وغیرہ کی آمد و رفت اس طرف ہوتی رہتی
تو لاہور سے اول یہ قصبہ لٹ جاتا رہا جب افغان رہ چکے تو بعد انکے ان سکھوں کی غارت گری کا بازار گرم ہوا
اور سکھوں نے کئی مرتبہ اسپر حملے کئے آخر جب سردار مہان سنگھ نکئی کے حکومت کا زور شور ہوا تو اوسکی
اجازت سے سرداران گوربخش سنگھ وجودھ سنگھ یہاں قیام پذیر ہوئے اور صورت امن کی نظر آئی پھر مہاراجہ
رنجیت سنگھ تین مرتبہ اسپر حملہ آور ہوا اور یہاں کے سرداروں کو نذرانے دیکر ٹالتے رہے آخر فقیر عزیز الدین
ایک بڑی فوج لیکر رنجیت سنگھ کے حکم سے اسپر حملہ آور ہوا اور انکے سرداروں نے مغلوب ہو کر شہر دیدیا اور
رنجیت سنگھ کی عملداری ہو گئی کاردار مختلف یہاں آتے رہے جب ونیطویلہ فرانسیس کاردار یہانکا ہوا
تو اوسنے اس شہر کو بڑی رونق دی اور ایک نئی طرز و نئی قطع کا شہر بنا دیا بازار بنائے ایک دم سیدھے
کہ ہر چہار دروازوں تک رکھے اور وسط میں چوک تجویز کیا سڑکیں ایسی سیدھی ہیں کہ اگر ایک دروازہ کے
کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسرا دروازہ نظر آتا ہے بلکہ پلکھو ندی کے کنارے پر ایک ثمن برج مستحکم و خوشنما
رنجیت سنگھ کے حکم سے بنوایا جسمیں خود وہ آکر اترا کرتا تھا باغ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بنوایا ہوا یہاں تھا جو
مقام سوہدرا کے کا باغ بنا یا گیا تھا پہلے وہاں مکانات عجیب و غریب ان کی بنائی ہوئی موجود تھی وہ سب
گرا دی گئی اور باغ و برج بد ستور ایک موجود ہے چنانچہ اصل سرکار انگریزی نے یہاں فوج کی چھاونی قرار دی تھی
مگر بسبب خرابی آب و ہوا کے برخاست ہو گئے اس شہر میں اکثر اشیاء پارچہ قلمدان و صندوقچہ و ڈبیا وغیرہ
خوشنما بنتی ہیں اور واسطے خوشنمائی کے سونے کا پتا اوسپر چڑہایا جاتا ہے یہ صنعت اسی شہر میں ہے اور کہیں
نہیں ہے وقت ضلع بندی ملک پنجاب کے یہ قصبہ بھی مقام ضلع قرار پایا تھا مگر بعد ۱۸۵۱ء میں سیالکوٹ ضلع

مقرر ہوا اور یہہ قصبہ ایک تحصیل اوسی ضلع کے قرار پایا بعدہ ۱۸۵۳ء مین یہہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہوگئی اور عملہ تحصیل تحصیل ڈسکہ مین ماسور ہوگیا ۱۸۵۶ء مین قصبہ رام نگر سے تحصیل اوٹھکر اس قصبہ مین ماسور ہوئے چنانچہ اب تک بھی نشان کچہری دیوانی کا یہان بحث بل سکتا ہے مالکان دیہہ زمینداران اقوام متفرق ہین مگر ارائین بکثرت ہین اور جاٹ بھی کسیقدر رہین خاندان قاضیون کا قدیمی ہے اور قاضی غلام قادر ایک طبیعت فاضل آدمی اوس خاندان مین مشہور ہے اور قوم جاٹ مین سے چودھری غلام قادر جاگیردار ہے اس قصبہ مین بادکش بنتے ہین کہ عمدہ بنتا ہے اور پشاور سے منگایا جاتا ہے کوہستانی لکڑی لائق عمارت کے یہان کثرت سے بکتی ہے اور ایک نامی منڈی لکڑی کے یہان ہو وجہ عمارت اسکی عموماً پختہ ہے چار ہزار تین سو پچاس گھر اور ڈیڑھ سو پچاس دوکانین ہین اور منجملہ پانسو ساٹھہ گھر اور ایکسو ساٹھہ دوکانین خام ہین باقی سب پختہ ہین اور سترہ ہزار سات سو تیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہین منجملہ ان مین سے باغ دیوان ٹھاکر داس چوپڑہ وکرپا رام چوپڑہ کا اچھا اور سٹر پیم صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی بنوائی ہوئی منڈی جسمین غلہ بکتا ہے نہایت اچھی ہے جسکا نام پیم گنج رکھا ہے اس قصبہ مین میلا بساکھی کا بڑی ہجوم سے بکنارہ دریا اور شہر کے بازار مین ہوتا ہے۔

رسول نگر عرف رام نگر ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد سے متعلق یہہ قصبہ بائین کنارے دریاے چناب کے آباد ہے عرصہ ایکسو پچیس برس کا گذرتا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چٹھہ نے اسکو آباد کرکے نام اسکا کوٹ نور رکھا اور اسکو بحالت خودسری وحکومت اپنی کے دار الریاست ٹھہرایا اسکی لوہ پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنی مرشد بندہ الرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر رکھا یہہ خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تھا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوگئی اور سکھون کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو اونہون نے اپنی زمینداری وحفاظت کے لیے فوج نوکر رکھی اور برجین بنوائین اور بارہا سکھون سے لڑائیان کین اور اپنی جوانمردی وبہادری سے اپنی علاقہ مین اونکو قدم نہ رکھنے دیا آخر جب مہان سنگہ سکرچکیہ کا زور و شور ہوا اور راوسنے اور سکھون کی مدد لیکر رسول نگر پر یورش کی اور کئی لڑائیان لڑا مگر کامیاب نہوا جب دیکھا کہ اب لڑائی سے کام نہین نکلتا تو اونسے دوستی کا نقشہ جمایا مگر پیغام اوٹھایا اور قسم کہائی اور فریب دیا کہ تم ہمسے دوستی کرو تاکہ باتفاق ایک دوسرے کے اور ملک فتح کرین وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس تیرہ باطن کے فریب مین آگیا اور اوسکے جہوٹھی قسم اعتبار کرکے بیدھڑک اوسکے ملنے کو آگیا دشمن آتے ہی اوسکو مع جان محمد اوسکے بھائی کے قید کرلیا اور کل علاقہ پر دخیل ہوگیا اسوقت مہان سنگہ نے رسول نگر کو اسقدر لوٹا تھا کہ رعایا کے گلی برتن بھی سکہہ اوٹھاکر لے گئے تمام مسجدین گرادین بڑی بڑی حویلیان جلاکر خاک کر ڈالین اور حکم دیا کہ آیندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نکہی رام نگر کہے اب دونو نام مشہور ہین مسلمان رسول نگر کہتے ہین اور ہندو رام نگر سرکاری دفترون مین بھی انکا
نام یہی لکھا ہے یہہ قصبہ بہ باد و دنز مشہور دا آباد تھا نمک کی خرید و فروخت اس جگہ بہت ہوا کرتی تھی سکہون کے وقت
بھی یہہ تعلقہ مشہور تھا عملداری صاحبان انگریز مین جب تک یہ ضلع تھا تو یہہ قصبہ تحصیل کا مقام تھا ۱۸۵۲ع
مین بجاے اسکے قصبہ وزیرآباد مین تحصیل کا محکمہ مقرر ہوگیا اور اس قصبہ کی رونق جاتی رہی سمت ۱۹۰۵ بکرمی مین
جب سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والے نے مجمع سکہون کا کرکے سرکار انگریزی کے ساتھہ جنگ کیا تو اس
قصبہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین مین سے ہزارون آدمی مارے گئے صاحبان انگریز جو اوس معرکہ مین
کام آئے اونکی قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہین اس قصبہ مین
تجارت لکڑی کی بہت ہوتی ہے روغن زرد و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز بکثرت فروخت ہوتی ہے ایک گذر
دریاے چناب کا اس قصبہ کے ساتھہ منسوب ہے جس شخص کو گوجرانوالہ سے شاہپور جانا ہو وہ اس گذر سے اوترنگا
کمبل اس قصبہ مین بہت اچھا بنایا جاتا ہے دب گرہی اپنا کام عمدہ کرتے ہین کشتی بنانے والے ترکہان اس
قصبہ کے اوستاد مشہور ہین تربوز اس سرزمین کا نہایت شیرین و خوشگوار ہوتا ہے قوم کھوجہ اس قصبہ مین لیکن زمین
زمینداروں سے رکھتی ہین عمارت اسکی دو حصہ خام اور ایک حصہ پختہ ہے تین ہزار دس گھر اور پانسو
ترانوین دوکانین ہین جسمین سے دو ہزار نوسو اکیس گھر اور چارسو چھین دوکانین پختہ ہین اور سب خام ہین آبادی
سات ہزار پانسو اٹھارہ آدمی ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم ارائین اور وڑائچ وغیرہ اقوام متفرق
ہے تمام عمارتون مین سے حویلی جواہر سنگہ لنبنی کی لائق تعریف ہے اور باکہ سنگہ کہتری اس قصبہ کا رئیس والا
ونیلدار ہے شہر سیاہ بھی اس قصبہ کا تھا مگر اب مسمار ہوچکا ہے دریاے چناب اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر بہتا ہے
اور ایک نالہ دریا کا اسکے پرلے طرف کو بہتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گہرا ہے اور فی گھنٹہ ڈیڑھ میل
اوسکی رفتار ہے دو میل شہر سے پرے ایک اور نالہ دریا کا ملتا ہے جسکی گہران سردی کے موسم مین تین
فٹ تک ہوتی ہے **فائدہ** چونکہ بانی قصبہ رسول نگر نور محمد کا قصبہ کے ذکر مین تذکرہ مذکور ہوا اسلئے
مناسب متصور ہوا کہ شمہ احوال اس خاندان کا جو کبھی وقت حاکم باختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جاوے جو لطف سے
خالی نہوگا وہ یہہ ہے کہ موضع منچر متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے زمینداروں قوم چٹہ مین سے ایک شخص نور محمد نام نے
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین ملک بے مالک دیکہہ کر کچھہ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ مین کرلیا اور خود
حکومت کرنے لگا اور یہہ قصبہ یعنی رسول نگر آباد کرکے دار الریاست بنوایا کل علاقہ جو اوسکی زیر حکومت تھا
جمعی چہہ ہزار روپیہ تھا وہ مرگیا تو چودہری پیر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمان فرما رہا جب وہ
فوت ہوا تو غلام محمد اوسکا بیٹا قابض و حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھون کے ساتھہ بمقام متفرق لڑنا پڑا

اور اسنے ہر ایک میدان میں مستانہ جنگ کی آخر بمقام منچر مہان سنگہ سکر چکیہ کے ہاتھہ سے شہید ہوا اور مہان سنگہ نے
بعد قول و قسم اسکو اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور وہ قید کی حالت میں مارا گیا سنہ [illegible] میں اسکا سال شہادت تھا اسکے
شہادت کے بعد چوہدری جان محمد بحالت تنزل مالک ریاست کا بنا اوسکو رنجیت سنگہ نے بمقام رام نگر شہید
کیا اور ملک مقبوضہ اوسکا اپنی تصرف میں کر لیا اوس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی ہے۔

قصبہ علی پور عرف اکال گڈہ

یہ قصبہ اپنی زمانہ اختیار و حکومت کے وقت [illegible] سردار
قوم چیمہ نے آباد کیا اور اپنے بیٹے یونے علی محمد کے نام پر اسکا نام بھی علی پور رکھا چند سال زمینداران قوم چٹھہ
اسپر قابض رہے جب سردار مہان سنگہ زمینداران چٹھہ کی ریاست پر قابض ہو گیا تو یہ قصبہ اونسے ایک شخص
سردار دل سنگہ اپنے مصاحب کو دیدیا اور دل سنگہ اس قصبہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض و دخیل ہو گیا جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب سنگہ والی گجرات کے ساتھہ پیہے در پیہے اونکے لڑائیاں ہوئیں تو
اکثر تہ صاحب سنگہ نے سردار دل سنگہ کے ساتھہ سازش کرنے چاہا کہ دونو ملکر رنجیت سنگہ کو مغلوب کریں یہ خبر
جب رنجیت سنگہ کو پہونچی بہ تملق و فریب دل سنگہ کو اپنے پاس بلا کر قید کر لیا اور فوج لیکر اکال گڈہ پر چڑہ
گیا دل سنگہ کی عورت مقابلہ پیش آئی اور اسنے حمایت پر صاحب سنگہ بہنگی حاکم گجرات و سردار جودہ سنگہ حاکم
وزیر آباد کو بلایا جب رنجیت سنگہ نے اونکے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چہوڑ کر اونکے مقابلہ کو روانہ
ہوا اور آپسمیں لڑائی ہو کر صاحب سنگہ بیدی کے وسیلہ سے صلح ہو گئی اور سردار دل سنگہ قید سے رہا ہوا مگر
وہ اوسی غم و غصہ کی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا اور رنجیت سنگہ نے بہانہ ماتم پرسی علی پور میں جا کر
شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا اس مکر و فریب سے رنجیت سنگہ اس قصبہ پر قابض ہوا چونکہ علی پور کے نام پر
حضرت علی کا نام سکہوں کے زبان پر آتا تھا اسنے تبدیل کر کے اکال گڈہ نام رکہہ دیا اوس روز سے
مسلمانوں میں علی پور اور ہندوؤں میں اکال گڈہ مشہور ہے کہتریان قوم چوپڑہ اس قصبہ میں صاحب ثروت ہیں
اور انہیں میں سے دیوان ساون مل تہا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک کمال
نیکنامی انصاف ملتان پر فرمان فرما رہا وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا دیوان مولراج صوبہ بنا مگر وہ آخر الامر باغی ہو گیا
اور کئی ماہ تک لاہور اور صاحبان انگریز کے فوج کے ساتھہ لڑتا رہا آخر تنگ آ کر حاضر ہو گیا اور بجرم [illegible]
جلا وطن کیا گیا اوسکے ریاست کے وقت مسقف عمارت عالیشان دیوان ساون مل کی اس قصبہ میں تہی
[illegible] سرکار انگریز نے مسمار کرا دیں اوس وقت سے آبادی اس قصبہ کی بے رونق ہو گئی رشتہ دار دیوان
ساون مل کے اب بہی اس قصبہ میں دولتمند و پیشہ دار ہیں اونمیں سے دیوان دیویدیال آنریری مجسٹریٹ
صاحب عزت و اقتدار ہے وہ تجارت کا کام کرتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم چٹھہ و چوپڑہ وغیرہ

[illegible]

اقوام متفرق کے ہے عمارت اسکی زیادہ تر خام ہے ایکہزار پندرہ گھر اور تین سو پچاس دوکانین انمین سے
چارسو گھر اور ایکسو دوکان پختہ ہے اور پانچہزار اٹھتیس مردم شماری ہے اور قصبہ کے رہنیوالے آسودہ
حال ہین یہ قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے ہے [illegible] اس قصبہ کی آبادی بہت پرانی
ہے اصلی بانی اسکا ملک ایاز غلام سلطان محمود غزنوی کا تھا جسنے پنجاب کی حکومت کے وقت دریا
چناب کے کنارے ایک شہر آباد کرنا چاہا تھا چونکہ اوسکی تجویز یہ تھی کہ اس شہر کے ایکسو دروازے ہون
اور ہر ایک بڑا شہر ہو اسی سبب سے اسکا نام سودرہ مشہور ہو گیا اوسنے یہان کئی پختہ قلعہ کی بنا ڈالی اور
فصیل و عالیشان حویلیان تعمیر کین مگر ابھی تمام شہر آباد نہین ہوا تھا کہ وہ لاہور کی آبادی مین مصروف
ہو گیا جو اوسنے انندپال کے محاصرہ کے وقت اجڑ گیا تھا اور اس شہر کی آبادی کی طرف اوسکی توجہ نرہی
سلطنت مغلیہ مین اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی شاہجہان بادشاہ نے جب یہ علاقہ امیر الامرا نواب
علی مردان خان کی جاگیر مین دیا تو اوسنے اس قصبہ کی آبادی مین بہت کوشش کی اور بڑی بڑی عالیشان
حویلیان اور ایک باغ سنگین عمارت کا بنوایا طرح طرح کے درخت اوسمین لگوائے فوارے و آبشارہ و نشیمن تیار
کرائے اور چمن پختہ بنوائے اور ایک پختہ نہر دریا سے لاکر باغ کو سیراب کیا اور اوسی نہر سے تمام علاقہ
جاگیر کو پانی دیا وہ نہر اب بھی علی مردان خان کی کول کہلاتی ہے تمام عمارات و باغ مین ایک لاکھ روپیہ
صرف کیا اور اس گانو کا نام اپنے بیٹے ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد نام رکھا مگر وہ نام مشہور نہوا
جب مغلیہ سلطنت ضعیف ہو گئی تو سکھون نے اس قصبہ کو کئی مرتبہ لوٹا آخر سردار مہتاب سنگھ بہنگی کا قبضہ
ہوا اگرچہ مہان سنگھ سکرچکیہ نے بہت مرتبہ یورش کی مگر کامیاب نہوا جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا عمل ہوا تو اوسنے
ریاست صاحب سنگھ بہنگی کی نیست و نابود کر ڈالی تو یہ قصبہ بھی لے لیا مالکان اس قصبہ کے اراضین وغیرہ اقوام
متفرق ہین اور گذر دریای چناب کا جو اس قصبہ کے پاس ہے وہ گذر سودہرہ کہلاتا ہے عمارت اسکی کچھ خام کچھ پختہ ہے
ایکہزار دوسو پانچ گھر اور ایکسو پانچ دوکانین ہین اونمین سے صرف ستائیس گھر خام ہین باقی سب پختہ ہین اور
چار ہزار سات سو پینتالیس مردم شماری ہے پرانے شہر کی آبادی کے نشان اب تک موجود ہین جنکو سکھون نے
اوجاڑ دیا تھا خرید و فروخت اس قصبہ مین ہر ایک چیز کی ہوتی ہے اور یہی جلال قوم چیمہ نمبردار ذیلدار
کا عہدہ بھی رکھتا ہے بادشاہون کے وقت یہان بڑے بڑے عالم و فاضل و خوشنویس ہوتے تھے اب بھی ایک دو
خوشنویس عربی و فارسی لکھنے والے موجود رہتے ہین موضع اکال گڑھ پہلے ابراہیم بادشاہ کے سمی چوگی جٹ
گوت چیمہ نے آباد کیا تھا اور آباد کرنیوالے کے نام اسکا اپنے بیٹے گکھڑ کے نام پر گکھڑ رکھا تھا [illegible]
زمیندار ... کے ویران ہو گیا اور پہلی آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی عہد سلاطین چغتائیہ

مین یہہ پرگنہ مشہور تھا بعہد نور محمد و سیر محمد قوم چٹھہ اسپر قابض رہے جب سردار مہان سنگہ سکر چکیہ ادہر پنجاب
آیا تو اوسپر بھی قبضہ مہان سنگہ کا ہوگیا مالک اسکے اب زمیندار جات چیمہ ہین اور قصبہ سڑک پشاور کے کنارہ پر
آباد ہے لشکر کے مقام کے لیے ایک پڑاو بھی یہان بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چارسو دو گھر
اور پچپن دوکانین موجود ہین اونمین سے پچیس گھر اور دو دوکانین پختہ ہین اور دو ہزار نوسو تین مردم شماری
ہے محمد خان نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہوا اور زمیندار آسودہ حال ہین **موضع منچر** اکبر بادشاہ
کے عہد مین مسمی کشنو جاٹ قوم چٹھہ نے یہہ گانو آباد کرکے اپنی بیٹے کے نام پر منچر اسکا نام مشہور رکھا اخیر
سلطنت مغلیہ تک یہہ آبادی برابر آباد رہی جب قیام مین سردار مہان سنگہ شکر چکیہ و غلام محمد چٹھہ کے
لڑائیان ہوئین اور سردار مہان سنگہ فتحیاب ہوا تو سردار مہان سنگہ کی فوج نے یہہ گانو لوٹ کر ویران کر دیا
چہہ ماہ تک ویران رہا سردار مہان سنگہ نے دوبارہ زمیندارون کو تسلی و دلاسا دیکر آباد کیا اور شہر کی آبادی
پہلی آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر ہی جو اب تک آباد ہے اس قصبہ مین آہنگران ہندو تفنگ ساز بعہد سکہان بہت
مشہور تھے جنکا کارخانہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اقوام چٹھہ اور اقوام متفرق مین منقسم ہے عمارت اسکی
خام ہے دوسو اکہتر گھر اور پندرہ دوکانین اور ایکہزار اکیاون مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ آسودہ حال
ہین اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے **موضع احمد نگر** ایکسو برس سے زیادہ مدت گذری ہے
کہ احمد خان زمیندار قوم چٹھہ نے موضع منچر سے اٹھہ کر اس گانو کو آباد کیا اور نام اسکا برعایت نام اپنے کے
احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خودسر کے قابض ہوا پہلے چڑت سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دادا
نے اسپر یورش کی مگر ناکامیاب رہا پھر سنہ ۱۸۶۲ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت نے اسپر حملہ کیا اور احمد خان سے یہہ
قصبہ چھوڑا یا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی چھین لی سنہ ۱۸۹۵ بکرمی مین بسبب قحط کے یہہ گانو
ویران ہوگیا اور زمیندار جابجا چلے گئے دو سال کے بعد پھر وہان ہی آکر آباد ہوئے اب بھی مالک اسکی زمینداران
قوم چٹھہ ہین عمارت اسکی سب خام ہے چارسو اونتیس گھر اور ایکسو ستائیس دوکانین اور ایکہزار پانسو نوے کے
مردم شماری ہے مسمی خدا بخش نمبردار اس قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے **موضع نظام اباد**
پہلے پہل عہد شاہجہان بادشاہ مین مسمی نظام الدین خان قوم مغل نے یہہ گانو آباد کرکے اپنے نام پر نظام اباد
نام رکھا اور ایک باغ عالیشان بنوایا اور ایک نہر دریاے چناب سے لاکر باغ کو سیراب کیا اس باغ کا اب
نام و نشان نہین ہے جب سلطنت مغلیہ ضعیف ہوگئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب مین ہونے لگی
تو ایک مرتبہ فوج افغانی اور قصبہ والون کے درمیان تکرار ہوگیا اور افغانون نے اس قصبہ کو لوٹ کر جلا دیا
دوسال تک غیر آباد رہا پھر دلا دیانی نے اسکو آباد کرلیا ملکیت اسکی اب بھی بقبضہ قوم مغل ہی اس قصبہ کے

اس قصبہ کے لوہار اپنے کام مین اوستاد مشہور ہین چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہین کہ ولایتی کام کے برابر
کر دیتے ہین سکھی عملداری مین ان لوہارون کے بنائی ہوئی بندوقین دور دور بطور تحفہ جاتی تھین کوفتگری کا
کام بھی اسجگہ نومین بہت اچھا ہوتا ہی چار سو پندرہ گھر اور پچاس دوکانین اس قصبہ مین ہین ان مین سے باسٹھ
گھر اور چھتیس دوکانین پختہ ہین باقی سب خام ہین اور ایکہزار چار سو چورانوے مردم شماری ہے ۔

موضع ڈہولکل اصل مین اس قصبہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قصبہ کا دہرکیل نام ایک جاگیردار
راجہ جیپال والی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا
تو دہرکیل کی دولت مین بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا یہان موجود تھا منہدم ہو گیا
تا اب تک نشان اوسکے موجود ہین موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی پھر ۵۵۵ ہجری مین سید احمد المعروف
سخی سرور سلطان بن سید زین العابدین جنکا مزار بمقام نگاہہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اسجگہہ تشریف
لاکر مصروف عبادت ہوا اونکی برکت سے وہان ایک چشمہ پانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگون کی رجوعات
اونکی خدمت مین شروع ہوئی انہین دنون مین جو لشکر قوم مغول کا ہمراہی قولی خان نبیرہ چنگیزخان کے اسطرف
آیا تو اوسکی ہمراہی ایک شخص لوٹر از زمیندار قوم جوہنڈہ کو بیگار مین پکڑ کر کابل کو لے گئے اوسکے ماباپ نے
بیٹے کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے جب اونھون نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی
خدمت مین حاضر آئے اور بعجز و نیاز اپنے بیٹے کے ملنے کی دعا چاہی حضرت نے اونکی التجا قبول کی اور بزور
کرامت اونکا بیٹا کابل سے منگوا دیا یہ خوارق دیکھکر وہ تینون شخص مسلمان ہو گئے اور مریدون مین
داخل ہوکر خدمت کرنے لگے چند سال کے بعد حضرت اپنے وطن کو چلے گئے اور یہہ مکان لوٹر کے تحویل مین رہا
پھر زمینداران گوت کلیر یہان مالک بن گئے اور جہندا نام ایک زمیندار نے اسکی آبادی کو رونق دیکر
نام اسکا اپنے بیٹی ڈہولکی کے نام پر ڈہولکل رکھدیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا وہی
نام کثرت استعمال سے بگڑ کر ڈہولکل مشہور ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
نے یہان آکر سماع حجرہ عبادتخانہ مسجد بنوا دی اور چشمہ کے مقام پر چاہ پختہ تعمیر کرایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کیوقت
اوس چاہ پر بنظر حفاظت پانی کے گنبد تعمیر ہوا حضرت کے عبادتخانہ مین ہر سال ماہ اساڑہ کی پہلی جمعرات
سے ماہ ساون کے پہلی جمعرات تک ایکماہ میلہ رہتا ہے ملک ملک سے ہزارون قافلے زائرین کے آتے ہین
پنجاب کے میلون مین سے یہہ انکا میلہ مشہور ہے زائرین اسجگہہ سے پنکھی اور جھنڈی خرید کر بطور تبرک لیجاتے ہین
اب تک زمینداران جوہنڈہ اور کلیر مالک ہین تین سو پچاس گھر اور اکیس دوکانین ہین اور دو ہزار تین سو
اونتیس مردم شماری ہے **موضع بدوکی** چہلہ یا بابر بادشاہ کے وقت سے یہ قوم جاٹ

چیمہ نے موضع تلونڈی کھجور والی سے آکر اس قصبہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بدو کے رکھا روز آبادی سے اب تک آباد ہے زمینداران قوم چیمہ و گورایا ہیں فقیر یہاں آباد ہیں پانسو چھبیس گھر اور اکتیس دوکانیں ہین جن میں سے باون گھر پختہ ہین دو ہزار چھ سو اٹھائیس آدمی کی مردم شماری یہان ایک سمادہ اور مشہور مندر رشنادون کا ہے اور جگہ سادہ ایک ... ہندو کی سمادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی اسکا گرد تھا بعد آبادی موضع ہذا اسکے وہ بھی موضع تلونڈی علاقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر یہان مقیم ہوا جب مرگیا تو رام باسنا اوسکا چیلا جو صاحب کرامت مشہور ہوا اوسکی سمادہ بھی اسجگہ بنائی گئی اور دیوان جوالا سہائے ساکن امین آباد نے ... ریاست جموں و کشمیر تھے اون دونو سمادہون پر عمارت پختہ بنوائی اب ایکسال مین تین مرتبہ یہان میلا ہوتا ہے پہلا میلا چیت چودس کو دوسرا اکم بیساکھ تیسرا بیساکھ تیج نورماشی کو زمینداران اس قصبہ کے آسودہ حال ہین اور بہت سے نمبردار عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہین **موضع سید نگر** پہلے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے ... جاٹ گوت ... نے بھمہ گانو بسایا ... زمیندار بہولر ارا وابنے کے آباد کیا اور نام اسکا بہولر انوالہ رکھا اور ... ملکیت اس موضع کی ... پٹھان زمیندار بہنڈر ... اور نام وہی مشہور رہا بعد اسکے سید لطف شاہ جاگیردار نے بزور حکومت اوسپر قبضہ پایا اور آبادی ... سید نگر نام رکھا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین تو ... حاکم ہوا ... سردار چڑہت سنگہ ... نے چھین لیا اور اس گانو کو لوٹ کر ویران کر دیا باعث ... لوگ گانو سے اوٹھ کر گوجرانوالہ مین سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سید نگریون کا گوجرانوالہ مین مشہور ہے کسیقدر مدت کے بعد پھر یہ گانو آباد ہوا اب ملکیت اس گانو کی قبضہ زمینداران بہنڈر اور سید کے ہے ایک خانقاہ شیخ خرم نوشاہی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ مین موجود ہے عمارت خام ہے ایکسو چوالیس گھر اور آٹھ دوکانین اور چھ سو ستر مردم شماری ہے **کوٹلہ پیران** عالمگیر بادشاہ کے وقت سید احمد علیشاہ قادری شیخ الہند بغداد سے اس ملک مین تشریف لائے اور بہ ہدایت و ارشاد طالبان حق مصروف ہوئے اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بنا کر سکونت اختیار کی بعہد حضرت سید گیلانی عبدالرزاق تھے محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبدالقادر جیلانی کے ساتھ۔ انکا شجرہ ملتا ہے تمام عمر اسی مقام پر قیام پذیر رہے آخر جب بندا بیراگی جانشین گورو گوبند سنگہ نے دکن سے آکر پنجاب مین شور و فساد برپا کیا اور سرہند وغیرہ بڑے بڑے شہرون کو لوٹا تو یہ بھی مسلمانون کے ہمراہ باعث شہادت باجتماع مریدان کے مقام قصبہ بٹالہ لے گئے اور بندا کے ساتھ لڑکر شہید ہوئے مریدان نے نعش حضرت کی یہان لاکر دفن کی اور ارادتمند لوگون نے جمع ہوکر یہان ایک گانو آباد کیا نام اوسکا کوٹلہ پیران رکھا اسمقام پر حضرت کا مزار

یادگار ہیرن کا قائم کیا ایک نہر بھی جو موضع گھرمولہ تک کھدوائی جسکو رنجیت سنگہ کے عہد مین راجہ چند
رشتہ وار دیوان ساون مل ناظم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ مین اس بستی کا حال اسطرح
تحریر ہے کہ جہانگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو بتاثیر دعای شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ اکبر
نے اوسکا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکھا تھا اور ابتدا عمر مین شیخ سلیم اس شہزادہ کو شہزادہ
شیخو کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوسنے اس مقام کو شکارگاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولتخانہ بنوا
اس ویرانہ جنگل کو آباد کیا اور نام اسکا شیخوپورہ رکھا تھا جب اکبر بادشاہ مرگیا تو وہ شہزادہ بادشاہ بنا تو
چودہوین سال جلوس کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کرکے جہانگیرآباد نام رکھا اور
متصل اسکے تالاب و منار و چاہ تعمیر کیا اس سبب سے کہ جب بادشاہ اس مقام پر واسطے شکار کے آوے تو فوج کو
اس جنگل مین پانی کی تکلیف نہو اور جو فوج بار مین راستہ بھول جاوے تو وہ منار کو دور سے دیکھکر ادہر کو
چلی آوے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بادشاہ کا اس عمارت مین خرچ ہوا اور اوسی سال مین اکبرآباد سے
لاہور تک ہر ایک کوس پر ایک ایک منار اور چاہ مسافرون کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہ قصبہ بعہد حکومت
مغلیہ پرگنہ و تپہ حویلی مشہور تھا اور یہ قصبہ بڑا شہر دلچسپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کیطرف پرانی آبادی کے
نشان نظر آتے ہین جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہوگئی اور قلعہ لاوارث رہگیا تو اوسوقت سکہون کی غارت سے
یہ شہر ویران ہوگیا اور بعض شہر والون نے قلعہ کے اندر سکونت کرلی اس قلعہ پر کسی شخص کو اوسوقت
بذریعہ حکومت قبضہ نصیب تھا لیکن سکہان رہزن کے واسطے مدت تک جای پناہ بنا رہا جب سلاطین درانیہ
کابل سے شاہ زمان لاہور مین آیا اوسوقت تین ہزار سکہ مفسد اس قلعہ مین جمع تھا بادشاہ نے حافظ شیرمحمد خان
اشرف الوزرای مختار الدولہ بہادر کو مع چند ضرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ مفسدان شیخوپورہ کو سزا دیوے
جب اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکہہ باطاعت پیش آئے اور بشفاعت ملا عبدالغفار خان کے کہ وہ پہلے
وہ بھی سکہہ تھا اور بعہد احمد شاہ بادشاہ درانی مسلمان ہوکر اوسنے علم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ
کو پہونچا تھا تقصیر اون سکہون کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آیندہ یہہ لوگ رہزنی نکرین زمینداری سے صورت
گذارہ کی پیدا کرین جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی پہلی رہزنی و غارت شروع ہوگئی بعد ازان مسمی
اندر سنگہ ہیرن ساکن موضع بانو کے اسپر قابض ہوگیا اور لہنا سنگہ بہنگی حاکم لاہور نے اوسپر یورش کی اور
لڑکر پہانسی دیدیا اگرچہ قلعہ کے اندر مینا ... زوجہ اندر سنگہ بدستور محصور رہی پھر مسمیان سہا سنگہ و صاحب سنگہ
زمینداران قوم ورک ساکنان ... بھی اسپر قابض ہوئے اونکے زمانہ مین مسمی دل سنگہ جاٹ گوت گل ساکن ...
قلعہ امرتسر شیخوپورہ پر حملہ آور ہوا اگرچہ ناکام رہا پھر مسمیان امیر سنگہ و لہنا سنگہ و ارجل سنگہ ولد صاحب سنگہ

چند سال سے یہ قابض رہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہ جمعیت فوج اور توپخانہ معہ شہزادہ کھڑک سنگھ کے اونکی
سرکوبی کو لاہور کیا چند روز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہوا آخر مہاراجہ معہ توپ احمد شاہی المشہور بھنگیان والی
کے یہان آیا اور چند گولون سے دروازہ توڑ ڈالا امیر سنگھ و اربیل سنگھ ناچار ہوکر حاضر ہوگئے اور فتح ہو
یہہ قلعہ و قصبہ مہاراجہ کے تصرف مین آگیا اور یہہ تمام علاقہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرزند کھڑک سنگھ اور اوسکی
والدہ راج کوران المشہور نکاین کے جاگیر مین دیدیا اور نکاین نے تمام عمر اس قلعہ مین سکونت پذیر رہی اوسنے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکالکر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالیشان
حویلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ دری تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بہت بوسیدہ ہے مگر حویلی رانی نکاین کی
بہت عمدہ ہے مہارانی جندان والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ بھی بعلت مفسدہ پردازی لاہور سے بیدخل ہو کر چندے
اسجگہ قیام پذیر رہی مگر جب یہان اوسکے ذمہ پر چند در چند افترا پردازی ثابت ہوئی تو جلا وطن کرکے بنارس کو
بھیجی گئی بعد ازان جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا تو چندے یہہ شہر مقام ضلع قرار پایا تھا
یہہ قصبہ و علاقہ راجہ ہربنس سنگھ نبیرہ پتی راجہ تیجا سنگھ کے جاگیر مین ہے اور تھانہ سرکاری مقرر ہے شیخوپورہ کا
قلعہ بطور قلعہ بنا ہوا نہین ہے کیونکہ قلعہ کے واسطے خندق و دمدمہ و مورچہ لابدی چیزین ہین سو ان کا اس قلعہ
کی عمارت مین نشان بھی نہین پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سرائے کی صورت بنی ہوئی ہے اور بیرون مینار جسقدر
اب موجود ہے ارتفاع مین اکتیس گز اور ایک فٹ اشکل مخروطی ہے اور زینون کی تعداد ایکسو ایک ہے
یہہ عمارت بہت بوسیدہ ہوچکی تھی مگر سرکار انگریزی نے بنظر قیام یادگار شہزادہ شیخوپورہ بہت سا روپیہ خرچ
کرکے تالاب و مینار کو دوبارہ درست کرایا اور رائے کنہیا لال صاحب بہادر اکزیکٹو انجنیر عمارات لاہور ڈویژن
نے نہایت سرگرمی و محنت و نگرانی کے ساتھہ اس عمارت کی مرمت کی گویا نیا بنوا دیا دورہ اس مینار کا
نیچے سے چونتیس گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ یہہ مینار بلندی مین اسی قدر زیادہ تھا مگر دو منزلین
اوسکے مسمی پیرا زمیندار ورک ساکن موضع منگوکی نے بضرورت تیاری چاہ اور مطلوب ہونے اینٹون کے گرالیا
چونکہ اوسوقت سکھا شاہی اور بے پرواہ گردی زمانہ تھا کوئی پرسان حال اوسکا ابتدا مین نہوا اور اوسنے دو
منزلین اس نامور مینار کے اوتار ڈالین مگر اس عمل قبیح سے تمام گانوُ والے اسکے دشمن ہوگئے آخر
زمینداران جاٹ گوت ورن کے ہاتھہ سے وہ مارا گیا تالاب جو اس مینار کے پاس ہے وہ بہت وسیع ہے طول
اوسکا دو سو چہیانوین گز اور عرض دو سو اکیاون گز اور عمق سات گز ہے تالاب کے وسط مین ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنا ہوا ہے افسوس ہے کہ اس تالاب مین پانی نہین
ٹھہرتا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہو جاتا ہے اگر پانی ٹھہرا رہتا تو ایسے جنگل مین اس تالاب کا ہونا

غنیمت و فایدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر جو نہر کی تہہ ڈالا دیوے تو پانی اوس خشک زمین مین جذب
ہو اور خلقت کو بڑا فایدہ پہونچے — آبادی اس قصبہ کے بارگی بڑی واقع ہے شکار ہرن وغیرہ کا یہان بہت
دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران درک و بیراگی و قانونگو و ارائین عمارت اسکی پختہ و خام چار سو
اٹھاسی گھر اور بیالیس دوکانین اور ایکہزار سات سو اکہتر مردم شماری ہے چونکہ قصبہ شیخوپورہ کے ذکر مین
اتفاقاً راجہ ہربنس سنگھ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب ہے کہ اس عزت دار رئیس لاہور کا حال بھی جو اوسکا
ہو وہ یہہ ہے کہ موضع انگیٹی ضلع میرٹھہ مین سے ایک شخص خوشحال نام گوڑ برہمن تلاش روزگار کیلئے
لاہور آکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لشکر پلٹن جو تنکل سنگھ مین سپاہی مقرر ہوا ایک رات پہرہ اسکا خاص مین
تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دولتخانہ سے باہر آکر بنظر امتحان سپاہیان پہرہ بتغیر لباس پہر اندر جانے کو
متوجہ ہوا خوشحال سپاہی نے روکا مہاراجہ نے نمانا اور اندر گہسنے لگا خوشحال نے وہ تکر پکڑ لیا اور بستہ رکھی
رات نہ چہوڑا اسواسطے پہرہ مین دیدیا بعد ازان معلوم ہوا کہ خود مہاراجہ تھا مہاراجہ نے اس ہشیاری کے
عوض مین وسیہ کمال مہربانی کی اور جمعدار ڈیوڑھی کا بنا دیا پہر تو دن بدن عزت اسکی بڑہنی لگی اور سلطنت
کے ارکین مین سے شمار ہونے لگا اسنے اپنا مذہب چہوڑ کر سکھی مذہب قبول کیا اور اپنے بھائی رام سنگھ اور
تیجا سنگھ برادرزادہ کو بھی سکھ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر مین بڑی بڑی عمارتین
بنوائی ہین جو اب تک موجود ہین ۱۸۴۴ع مین جمعدار خوشحال سنگھ مرگیا اور سردار بھگوان سنگھ اوسکا بیٹا
جاگیردار فتحگڈہ کا موجود ہے اوسکی فیاضی کا تمام زمانہ معترف ہے قیام اوسکا امرتسر مین ہے اور سردار تیجا سنگھ
جمعدار خوشحال سنگھ کا برادرزادہ انگریزون کا بہت خیرخواہ تھا انگریزون نے اوسکو راجگی کا خطاب بخشا
اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۸۶۳ع عیسوی مین مرگیا اوسکے بعد راجہ ہربنس سنگھ راجہ تیجا سنگھ کا برادر حقیقی
کے شکم سے ہے اور اوسکو راجہ تیجا سنگھ نے متبنی کیا ہوا تھا جانشین ہوا اوسکے جاگیر مین قصبہ شیخوپورہ معہ دیہات
جنکی جمع پنجہزار چار سو پینسٹھ ہے اور ایک بیٹا صلبی راجہ تیجا سنگھ کا نرندر سنگھ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیر مین
شریک سہیم ہے **قصبہ پنڈی بھٹیان** گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک قصبہ آباد ہے
اسکی بنیاد کا حال اسطرح پر واضح ہوا کہ اکبر بادشاہ کے وقت مسمی اجالہ زمیندار قوم بھٹی نے اسکو آباد
کرکے نام اسکا پنڈی بھٹیان رکھا یعنی ہندو لنگا گانو اور بزبان پنجابی زبان مین گانو کو کہتے ہین اور پنڈی چہوٹی کو
آبادی کا نام ہے اور تا بادشاہی اوسوقت تک کہ سلطنت چغتائیہ ضعیف ہوگئی تھی گانو اجالہ کے اولاد کے قبضہ مین
رہا جب سکہون کی تانگری کا وقت آیا تو بھی مسمی جلال بالاک گانو نے اپنی حکومت علیحدہ قایم رکھی اور کسیکا مطیع
نہوا ۱۸۵۹ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگھ بہت سی فوج لیکر زمینداران قوم بھٹی کے تادیب کو سوار ہوا

چند لڑائیوں کے بعد قصبہ جلال پور بھٹیان فتح کیا پھر اس قصبہ پر یورش کی جلال خان اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پیش آیا اور متصل عیدگاہ کے آپس میں لڑائی ہوئی پہلے بھٹی خوب لڑے آخر کار توپ کے خوف سے بھاگ نکلے جلال خان بھی جھنگ سیالان کی طرف بھاگ گیا سکھوں کی فوج نے قصبہ کو خوب لوٹا سب زمیندار ملکیت سے بیدخل ہو گئے اگرچہ پھر جلال خان اور اسکا کنبہ مہاراجہ کی فوج میں نوکر ہو گیا مگر ملکیت اوسکو نہ ملی اوسکے مرنے کے بعد اوسکے بھائی فتح خان اور اوسکے بیٹے رحمت خان نے بھی مہاراجہ کی نوکری کر لی اور گذارہ کرتے رہے آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ کے اخیر سلطنت کے وقت جب سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والے نے اسطرف شورش و فساد برپا کیا اور سرکار انگریزی کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑا تو اس گاؤں کے رہنے والے سرکار انگریزی کے خیر خواہ رہے اور رسد کی کافی امداد لشکر کو پہونچاتے رہے اس خدمت سے سرکار اونپر مہربان ہوئی اور تمام ملکیت گاؤں کے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور مکانات اونکی جو بمدت مدید سے ضبط ہو چکی تھے واپس دلائے چنانچہ آجتک قلعہ میں ایک مقبرہ قدیمی پختہ مسمی خیر محمد کا یہاں بنا ہوا ہے اور سابق جو قلعہ بنا ہوا تھا وہ اب مسمار کرا دیا گیا ہے سرائے اور تھانہ سرکاری یہاں موجود ہے گھوڑوں کے زین پنجابی طور کے یہاں تیار ہوتے ہیں اور روغن زرد کی تجارت بہت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گھی دور دور تک جا کر فروخت ہوتا ہے عمارات اسکی پختہ و خام ایکہزار پانسو گھر اور تین سو دوکانیں اور پانچہزار چھیالیس مردم شمار ہے اور رحمت خان نمبردار و ذیلدار مقرر ہے اس قصبہ میں سوت کا بیوپار بھی بہت ہوتا ہے اور بیوپاری دور دور سے خریدنے کو آتے ہیں خصوصاً پشاور و کابل کے طرف یہاں کا سوت بہت جاتا ہے۔

کوٹ پارچھہ المعروف جلال پور بھٹیان

یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آباد کیا ہوا زمینداران قوم بھٹی کا ہے عرصہ اٹھسو بارہ برس کا گذرا ہے کہ مسمی پارچھہ زمیندار قوم بھٹی نے بوقت ضعف سلطنت مغلیہ و حالت خودسری اپنی کے یہ گاؤں آباد کیا اور نام اسکا کوٹ پارچھہ رکھا چونکہ اس سے پہلے قصبہ جلال پور اسکے قرب میں آباد تھا اسکا نام بھی جلال پور مشہور ہو گیا ہنگام شورش سکھان میں اس قصبہ کے حاکم نے کسیکی اطاعت نہ کی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ سمت ۱۸۵۹ بکرمی میں حملہ آور ہوا اور زمیندار یہاں کے لڑائی میں مغلوب ہوئے رنجیت سنگھ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکوں سے ملکیت چھین لی جبتک رنجیت سنگھ کی سلطنت رہی ملکیت ضبط رہی واپس نہ ہوئی آخر جب سرکار انگریزی کا لشکر سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ مفسدان کے سرکوبی کو اسطرف آیا اور اس قصبہ کے زمینداروں نے خدمات رسد رسانی کی نمایاں کیں تو سرکار نے اصلی مالکوں کو اونکی ملکیت پر قابض کر دیا ایک خانقاہ نعمت علیشاہ کی اس قصبہ میں ہے جہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے یہ بزرگ فقیر خدارسیدہ قوم کے بھٹی تھے اب اونکی اولاد پاس

پندرہ روپیہ سالانہ وجہ پنشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے اس قصبہ کی زمین مین خربوزہ بہت اچھا شیرین ذائقہ دار خوشبو ہوتا ہے پختہ اسکا شہر پناہ ہے مکانات شہر کے بھی پختہ بنے ہوئے ہین ایکہزار ایکسو پچاسی گھر اور ایکسو تیس دوکانین اور دو ہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قادر بخش نمبردار قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے۔

جنڈیالہ شیرخان پختہ آبادی کا قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین شاہی امیرون اور نوکرون مین سے تھا اور متصل اسکے ایک اور بستی آباد کرکے اوسکا نام شیرکوٹ رکھا دونو قصبون اور بستیون کا ایک ہی نام قرار پایا چونکہ اس آبادی سے اول اسمقام پر ایک پرانا تھیہ یعنی ٹیلہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو جنڈیالہ کہتے تھے جنڈیالہ کا لفظ اسکے نام سے علیحدہ نہوا اور رفتہ رفتہ جنڈیالہ شیرخان مشہور ہوگیا شیرخان بانی کے عمارات سے ایک باولی اور ایک تالاب پختہ موجود ہے اوس باولی کے تاریخ کسی اوستاد نے منظوم کرکے اوسپر لکھ رکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باولی سنہ ۹۷۵ ہجری مین تعمیر ہوئی وہ قطعہ تاریخ یہ ہے **قطعہ تاریخ** بعہد شہنشاہ اکبر لقب ٭ ہمایون نسب خسرو کامیاب ٭ امیر محمود سپہ غزنوی ٭ رفیع المکان خان عالی جناب ٭ بنا کرد چاہے بمین کرم ٭ کہ شد رشک سر چشمہ آفتاب ٭ ز دیوش بود دلو گردون خجل ٭ ز چرخش بود چرخ در پیچ و تاب ٭ ز تاریخ او گفت ہاتف چنین ٭ بہ از چاہ نخشب بود در حساب ٭ مادہ تاریخ اس قطعہ کا بہ از چاہ نخشب ہے جس سے سنہ ۹۷۵ ہجری حاصل ہوتا ہے پہلی آبادی اسکی چہہ بستیون پر منقسم تھی زمانہ شورش سکہان مین مسمی جی سنگہ المعروف بوڈہا دل سنگھ اسپر متصرف ہوگیا اوسکے بعد سمت ۱۸۲۱ بکرمی مین سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اسپر متصرف ہوگیا اوسنے یہہ قصبہ مسمی اڑو سنگہ گڑیالیہ کو بطور جاگیر دیدیا اوسوقت چہہ بستیون کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی بقبضہ قوم افغان وغیرہ ہے گہوڑون کی زین اور پاپوش اس قصبہ مین تحفہ بنتی اور تیار ہوتی ہین یہہ ایک رسم ہے کہ جب امساک بارش باران ہوجاتا ہے اور مینہ نہین برستا تو مسلمانون اور ہندون کے عورتین باجتماع تمام گہرون سے نکلکر باولی پر جمع ہوجاتے ہین اور خداتعالی کی جناب مین بارش ہونے کے لئے دعا مانگتے ہین اکثر اوقات اونکی دعا قبول ہوجاتی ہے اور پہر گہر نہین آتے ہین اگر شاید اوس روز بارش نہو تو دوسرے تیسرے روز تو ضرور ہی بارش ہوگی عمارت اس قصبہ کی اکثر پختہ ہے سات سو گہر اور ستین دوکانین اور دو ہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ اکثر نوکری پیشہ بھی ہین **موضع ونیکی** عرصہ چار سو پچاس برس کا گذرا ہوگا کہ مسمی ونیا زمیندار قوم تارڑ نے یہہ قصبہ آباد کرکے اسکا نام ونیکی رکھا اور آبادی سے کبھی ویران نہین ہوا مگر دو تھیہ یعنی ٹیلے پرانی آبادیون کے اسکے حد کے اندر موجود ہین زمانہ صفدر سلطنت

مغلیہ مین جب گکھڑ حکومت ہوگئی تو بھی حسن محمد زمیندار قصبہ بذا بھی خودسر ہوگیا اور اوسپر چند بار عزت بخش
زمیندار موضع کو لو نے حملے کئے اور آپسمین لڑائیان ہوتی رہین ابھی یہہ دونو لڑ ہی رہے تھے کہ سردار جھنڈا سنگھ
سنگھ نے ان دونو پر حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر دونو گانوان اپنے تصرف مین کرلئے اب بھی ملکیت
اسکی بقبضہ زمینداران تارڑ ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو ستائیس گھر اور بارہ دوکانین اور
دو ہزار تین سو نو مردم شماری ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے زمیندار آسودہ حال ہین ✲
خانقاہ ڈوگران صاحب عرصہ تین سو تیس سال کا گذرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب
ساکن موضع لادھوانہ متعلقہ ضلع لاہور فقیر خدا پرست اسجگہہ پر بیٹھکر خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے اوس وقت
یہی ہو تو قوم ڈوگر اسمقام پر بطور رہزنانہ بدوشون کے رہتا تھا وہ حضرت کا مرید ہوا اور چار دن کے بعد سے
لوگ اونکی کرامات کا شہرہ سنکر اونکے مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدون کا اونکی خدمت مین رہتا تھا
کہ صورت آبادی کی قائم ہوگئی اور بہت سی لوگون کو صحبت حضرت کی پابند ہوگئی کہ اونھون نے سکونت
یہان کی مقرر کرلی سنہ ایکہزار گیارہ مین حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے کسی شاعر نے اونکی تاریخ
وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہرکہ خواہد مراد از دل و جان ۞ سید بادشاہ نعمت اللہ دان ۞
والی شہر جود فصیح زمان ۞ سال تاریخ او زروضہ بخوان ۞ اسی روز سے نام اسکا خانقاہ ڈوگران
مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسماعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ مین بخدمت
شیخ محمد نوح سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت وکرامت مین کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد نے تمام
ملکیت اس گانو کی بھی سولن شاہ کو جو چوتھی پشت سے حضرت کے مزار پر سجادہ نشین تھا ہبہ کردی شاہ زمان
بادشاہ کی آمد ورفت کے وقت ایکمرتبہ گانو لوٹا گیا اور تھوڑے عرصہ تک گانو ویران رہا پھر آباد ہوگیا
حافظ مزار کا بارونق ہے چار روضہ پختہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی کئی
مرید ہین اور تمام علاقہ اس خاندان کا بدل وجان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایکہزار [illegible] روپیہ
سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے سرکاری تھانہ پولیس کا اس قصبہ مین مقرر ہے قصبہ بارونق ہے عمارت اسکی
خام ہے اور پختہ تھوڑی ہے اور مالک زمینداران قوم ڈوگر ترانوے گھر اور دوکانین ہین اور
چار سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع جوہڑ کا** چار سو سال کا عرصہ گذرا ہوگا کہ پہلے پہل
جوہڑ زمیندار قوم ورک نے اس گانو کو آباد کیا اور موضع راجہ سے اوٹھکر یہان سکونت کی چونکہ وہ ایک
آنکھ سے کور تھا اور کانا پنجابی زبان مین ایک آنکھ والے کو کہتے ہین اس گانو کا نام بھی جوہڑ کا مشہور ہوگیا
زمانہ ضعف سلطنت مین جب آمد آمد فوج افغانی کی اسطرف سے ہونے لگی تو اس گانو کو بھی سپاہیون نے لوٹ لیا

اور گھرون کو جلا دیا اور کسیقدر مدت تک اس گانوکے زمیندار موضع چھبر مین سکونت پذیر رہے جب اوس
فوج کی آمد ورفت ہوچکی تو دوبارہ یہہ گانو آباد کیا پھر جب یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آیا تو باہم زمینداران
اس بستی کے ایسی نزاع وعداوت قایم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور مہاراجہ نے دس ہزار روپیہ جرمانہ ازر
ڈیاتی کا گانو والون سے وصول کیا اس جرمانہ کے بعد باہم صلح تو ہوگئی مگر اتفاق آبادی جدید پھلی آبادی
کے پاس قایم ہوگئی سکھی عملداری کے اخیر مین جب مہاراجہ شیر سنگہ چہاچہ بھائی بھیر سنگہ کا سرکار انگریزیکے برخلاف
مفسد ہوکر بھاگا تو اس گانو مین آیا گانو والون نے اوسکی خاطر کی سامان خورد و نوش اوسکو دیا جب فوج اوسکی
گرفتاری کو آئی تو اوسکو بھگا دیا اس جرم مین سرکار نے یہہ گانو جلاکر خاک کردیا اور گانو والون کی ملکیت بھی ضبط کی
کسیقدر مدت کے بعد سرکار پھر مہربان ہوئی اور بستی آباد ہوئی ایک مکان متبرک اور مندر سکہون کا یہان تھا
ہر لیتے جسکا نام منگانہ اور سودا گھرا کہا ہوا ہے چارسو روپیہ سالانہ کی جاگیر اوس مندر کے متعلق ہے وجہ تسمیہ
اوس مکان کا یہہ ہے کہ بابا نانک سیر کرتا ہوا یہان آیا اور بہت سا اسباب یہان بیٹھکر اوسنے خیرات کیا اور
فرمایا کہ یہہ گھر اسودا ہے یعنی اسمین نقصان نہین ہوا اوس روز سے یہان مندر بن گیا اور سودا گھرا نام
قرار پایا عمارت اسکی خام ہے پانسو پندرہ گھر اور چہتر دوکانین اور دو ہزار ایکسو چہیاسی مردم شماری ہے
اور الوکہ سنگہ نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہے اس گانو مین بادہ گاو دوگا وبیش عمدہ پیدا ہوتی ہے - +

موضع چھبر — ایکسو پچیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہہ آبادی ہوئی چنو زمیندار ورک نے موضع سرگودہا
متعلقہ ریاست جمون سے آکر آبادی کی اور مہاجن نام دادا اپنی کے جسکا نام چھبر تھا اسکا نام بھی چھبر رکہا تھا
صرف سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو گنڈا سنگہ بھنگی کے قبضہ مین آگیا اوسنے یہان ایک قلعہ بنوایا پھر مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد مین یہہ گانو مسمات راجکوران والدہ مہاراجہ کھڑک سنگہ کے جاگیر مین ملا اور مہاراجہ
کھڑک سنگہ اسی مقام پر مشغول ہوا سرکار انگریزی کی عملداری مین وہ قلعہ گرایا گیا پھر جب شورش مولراج و شیر
چتر سنگہ وشیر سنگہ کے برپا ہوئی تو عطر سنگہ دہاری وال مفسد نے یہان آکر فوج نوکر رکھنی شروع کی اوس فوج
مین اس گانو کے لوگ بھی بھرتی نوکر ہوئے سرکار انگریزی نے اس جرم مین بعد فتحیابی اس گانو کو لوٹ کر
ویران کردیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس بستی مین زمینداری قوم ورک کی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے چارسو چہیاسی گھر اور ستر دوکانین اور دو ہزار بائیس مردم شماری ہے - + —

موضع کولوتارڑ — عرصہ تین سو برس کا گذرتا ہے کہ ایک کولو تارڑ نے موضع سید وعلاقہ گجرات سے
آکر کنارہ نالہ دگہ صرف اپنی سکونت بطور خانہ بدوشان کے مقرر کی اور موضع احمد پور اور دستا ہی سے کچھ
زمین مستعار لیکر کاشتکاری شروع کی اوسکے قیام کے سبب اور بھی چند زمیندار مفلس محتاج اسکے پاس نشتا

پذیر ہوئی اتفاقاً ایکدفعہ کوئی لڑائی زمینداران احمد پور کے ساتھہ ہوگئی اور دو تین خون ہوگئے جسکے عوض
کو لو کے چھہ بیٹے اور خود کو لو پھانسی ملا اور بستی ویران ہوگئی صرف مسمات رادہی کو لو کی زوجہ حاملہ تھی
باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے مارے جنگل مین نکل گئی وہان اسکو ایک فقیر خدا پرست ملا اور اوسکی حال زار
پر رحم کہا کر فرمایا کہ تیرے شکم مین جو لڑکا ہے وہ صاحب اقبال ہوگا مگر جب پیدا ہو اوسکو مسلمان بنا کر
مسلمانی نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکا نام میرزا رکہا
اور ختنہ کرا کر مسلمان بنایا جب بڑا ہوا تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار مین اوسکی پہنچ
ہوگئی بادشاہ نے چالیس بہات ملک قوم تارڑ کا اوسکو مقدم و چودہری بنایا اوسنے پھر یہہ قصبہ آباد
کر کے اسکا نام کو لو تارڑ رکہا اوسدن سے برابر آباد ہے سکہون کے شورش کے وقت سردار مہان سنگہ
سکرچکیہ نے چاہا کہ اسپر قابض ہوجاوے تو سب قوم نے اتفاق کر کے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکی اطاعت منظور
نکی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اونکو مطیع کیا اور ایک بہت بڑا نالہ اس قصبہ سے بفاصلہ آدہ کوس کے واقع ہے
اوسکو اسکنب کہتے ہین حال اوسکا اسطرح پر مشہور ہے کہ راجہ اسکنب نامی جو راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کا رشتہ دار
تہا یہان شہر آباد کیا تہا وہ بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گیا نالہ و گہہ بہی اوسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ
کے کنارے پر ایک قطعہ زمین نہایت سفید رنگ کے ہے اوسکو گاؤن والے متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ
پیر عبد القادر نامی فقیر خدا رسیدہ اس جگہہ پر آکر بیٹہا تہا اوسروز سے اس زمین کا رنگ بدل گیا ہا کہ اس
قصبہ کے زمینداران قوم تارڑ ہین عمارت اسکی خام پانسو سترسٹہ گہر اور اڑتیس دوکانین اور آٹہ ہزار آٹہہ سو
اکہتر مردم شماری ہے اور پیر محمد نمبردار ذیلدار مقرر ہے اور عہد اکبر بادشاہ مین یہان دو فقیر منیر گوہر شاہ
ذات و ہمر بذات اس پراگی اچہے صاحب عبادت ہوئے تہے اونکی سمادہین موجود ہین وہان میلہ ہوتا ہے ۔

موضع اچیان والی یہہ گاؤن پرانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عہد مین
اوسکے رشتہ دارون مین سے ایک شخص اچہا نام ملک پنجاب مین حاکم و جاگیردار تہا اوسکے حکم سے پہلی پہل
یہہ آبادی قایم ہوئی کسقدر مدت کے بعد وہ آبادی برباد ہوگئی اور مدت مدید تک ویرانہ جنگل پڑا رہا
پہر میسمی امر قوم جاٹ نے یہہ گاؤن آباد کیا اور امرکوٹ نام رکہا مگر وہ نام قایم نہوا وہی پہلا نام برقرار
رہا وہ سمری بانی کی اولاد اب تک موجود ہے جسکا شجرہ اٹھارہ پشت کے بعد اوس سے ملتا ہے عمارت اسکی
پختہ و خام ہے چارسو بیس گہر اور گیارہ دوکانین اور دو ہزار دوسو بارہ مردم شماری ہے سکہی
مذہب اس کہتری فقیر جنے مذہب تازہ سرجن داس نے ایجاد کیا ہے اس قصبہ مین رہتا ہے انکو اس مذہب
کے اصول گلاب داسیہ مذہب کے ساتھہ ملتے ہین جسکا ذکر مذاہب کے ذکر مین مذکور ہوگا اور ایک سمادہ شاہ

فقیر کی یہان موجود ہی ہرسال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے **موضع بہاکی** عرصہ چودہ سو ستر برس کا گذرتا ہے کہ بہیلے مسمی بہکہی زمیندار ورک نے یہہ قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بہاکی رکہا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین زمینداران قوم کہرل نے اس قصبہ مین پے درپے حملے کیے اسواسطے آبادی ویران ہوگئی اور زمیندار یہان سے اوٹھہ کر قلعہ شیخوپورہ مین سکونت پذیر ہوئے جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا قبضہ قلعہ شیخوپورہ پر ہوا تو یہانکے زمیندار وہان سے نکلکر جنگل تلکی مین جارہے اور مہاراجہ شیر سنگہ کے وقت تک جابجا سکونت کرتے رہے کہین اصلی مقام اونکو نملا آخر مہاراجہ شیر سنگہ نے انکو اجازت دی کہ اپنی اصلی مقام پر آکر قابض ہون چنانچہ اونہون نے دوبارہ یہہ گانو آباد کیا ایک خانقاہ میران شاہ بہلول قادری کی جو مشہور بزرگان پنجاب سے ہین یہان بنی ہوئی ہے ہرسال ماہ چیت کے بیسوین تاریخ وہان میلہ ہوتا ہے مالک اسکی زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے دوسو اکیاسی گہر اور اٹھارہ دوکانین اور نوسو چوراسی مردم شماری ہی فوجدار سنگہ بہاکا نمبردار ذیلدار یہین رہتا ہے اور شورہ قلمی تہوڑا یہان بنتا ہے تجارت اوسکی ہوتی ہی **موضع چک بہٹی** یہہ گانو آباد کیا ہوا عالم خان زمیندار قوم بہٹی کا ہے اوسنے یہہ گانو آباد کرکے چک بہٹی نام رکہا قریب ڈیڑہ سو برس کے عرصہ سے یہہ برابر آباد ہے زمینداران قوم بہٹی اسکے مالک ہین عمارت اسکی خام و پختہ ملی ہوئی ہے چارسو چورانوے گہر اور چہہ دوکانین اور دوہزار چارسو ستتر مردم شماری ہے **موضع شہرہ المعروف میان علی** زمانہ قدیم مین اسجگہہ ایک شہر اودہونگری آباد تہا جسکو راجہ جول نے آباد کیا تہا راجہ کا مرونے اوسپر غالب آکر یہہ شہر لے لیا اور آبادی کو روند ڈالا ازان کسی سبب یہہ ویرانہ ہوگیا بعد کسقدر مدت کے میان علی نام فقیر قوم سیرا صاحب کمال موضع لالی ضلع شاہپور سے اسمقام پر آکر سکونت پذیر ہوا اوسکے مرید بیشمار قوم مین ہوگئین اونسے یہان آبادی کی صورت بنائی اور نام موضع کا اوسی کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پہر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو مسمی سیرو قوم وڈ گرنے اسکو آباد کیا اور اسمرو رمیان علی نام مقرر ہوگیا پہر شیرشاہ بادشاہ افغان قوم سور نے اسجگہہ ایک پختہ مسجد بنوائی جو ابتک موجود ہے اور میان علی فقیر کا مزار بہی پختہ بنا ہوا موجود ہے زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین پہر یہہ گانو بے چراغ ہوگیا سوائی سجادگان خانقاہ میان علی کوئی شخص یہان مقیم نرہا ابتدا عملداری سرداران مہا سنگہ سکرچکیہ مین تہوڑا سا آباد ہو کر ویران ہوگیا سجادگان خانقاہ پہر بہی یہان موجود رہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین پہر یہہ آباد ہوا مالک اسکے زمینداران قوم سیرا اور اسمرو رمین شورہ اس قصبہ مین بہت بنتا ہے عمارت اسکی اکثر پختہ ہے ایکسو سولہ گہر اور چار دوکانین اور چار سو گیارہ مردم شماری

ہے گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع جلال پور کہنہ** زمانہ قدیم مین اسجگہ ایک قصبہ
جلالپور نام آباد تھا اوسکا شہرہ بہت بڑا ہوا تھا تعمیر ہوئے عرصہ پانسو ساٹھ برس کے ہوا میان ناصر و کہوکہر
زمینداران قوم [illegible] نے اوسکو آباد کرکے قدیم نام پر موسوم کیا پھر افغانی فوج کی آمد و رفت کے وقت غارتگرون
نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا چند سے ویران پڑا رہا پھر مسمی [illegible] نے نئی آبادی متصل پرانی آبادی
کے آباد کی اور پرانی آبادی کے جگہ بھی آبادی ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت بھی زمینداران اس گانو
کے مقابلہ پیش آئے اور [illegible] کی لڑائی کے بعد مطیع ہو گئی ایک خانقاہ حضرت سلطان فقیر کے یہان مشہور ہے
ہر سال پھاگن کے مہینے وہان میلہ ہوتا ہے عمارت اسکی پختہ ہے ایکسو ستائیس گھر نو دوکانین اور نوسو
اکتیس مردم شماری ہے قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے اور زمیندار آسودہ حال ہین **بدوملی**
رچناب دوآب مین یہ قصبہ موروثی زمینداران بدوملی کا ہے اونکے سوا اور قومین بھی اسمین رہتی ہین
عمارت قصبہ کی کچی بہت اور پختہ کم ہے قصبہ کے گرد بھی خام دیوار ہے مگر مسجد پختہ تعمیر ہوئی ہوئی ہے علاقہ اسکا
سرسبز و سیراب دریا سے راوی کے کنارے پر ہے غلہ بہت پیدا ہوتا ہے دریا سے جانب [illegible] آباد ہے
سے تیس کوس پر ہے **پسرووال** رچناب دوآب مین یہ ایک قصبہ موروثی راجپوتون کا ہے
قصبہ کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے ایکہزار گھر اور پانسو دوکانین ہین **نارووال** یہ قدیمی شہر
راوی کے کنارے موروثی زمینداران قوم باجوہ کا ہے چار ہزار کے قریب گھر اور [illegible] سو دکان
سکھون کے عملداری کے وقت یہان آباد تھی اب اور بھی زیادہ ترقی ہے اسمین خوجے شیعہ مذہب
بہت رہتے ہین جو سادات شمسی کے مرید ہین وہ سب بھی شیعہ مذہب رکھتے ہین محرم کے دنون مین یہان ماتم کی
مجالسین بہت ہوتی ہین سید شمسی سید شمس الدین ملتانی کی اولاد ہین جنکا مزار تبرک روضہ ملتان کے باہر
موجود ہے اونکی کل اولاد شیعہ مذہب رکھتی ہے مگر خاص حضرت کا شیعہ ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ سلطان
غزنوی کی بہن اونکی منکوحہ تھی اور سلطان محمود شیعہ مذہب والون کا سخت دشمن تھا اگر سید شمس الدین
شیعہ ہوتے تو یہ رشتہ اونکو کبھی ملتا [illegible] نارووال کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے اور قصبہ کے پاس سکھون
کے وقت ایک قلعہ بھی بنا ہوا تھا مگر اب گرا دیا گیا ہے شہر کے باہر ایک قدیمی پختہ باغ بھی موجود ہے
پھلووال رچناب دوآب کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای راوی کے دہنے کنارے سے [illegible] فاصلہ
[illegible] اور شہر لاہور سے [illegible] فاصلہ پر [illegible] آباد ہے عمارت قصبہ کی اکثر خام ہے یہ ایک قوم [illegible]
[illegible] رچناب دوآب کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ بائین کنارے [illegible] کے لاہور سے
سمت مغرب شمال [illegible] آباد ہے **[illegible]** یہ قصبہ رچناب دوآب مین دہنے کنارے دریای راوی کے

سے آبادی جب راوی مین طغیانی ہوتی ہے تو اسمقام پر دریا پانسو ہیرہ گز چوڑا ہوجاتا ہے اور عمق بھی
بارہ فیٹ سے کم نہین ہوتی آبادی اس قصبہ کی اوس سڑک پر ہے جو لدہیانہ سے براہ امرتسر اٹک کو
جاتی ہے میانی کا گہاٹ بھی ایک مشہور گہاٹ ہے سردی مین دریا اسمقام پر بہت جگہ سے پایاب
ہوجاتا ہے **چک قاضیان** یہہ ایک قصبہ مشہور و معروف سیدون کا جناب دو آبہ
کے علاقہ مین ہے اکبر بادشاہ کے وقت سے قضا اس علاقہ کی سیدون کے سپرد تھی اور یہہ سید شاہ بدیع الدین
شہید حسینی بغدادی کی اولاد مین ہین جنکا مقبرہ موضع سہاری مین زیارتگاہ خلق ہے غلام محی الدین عرف
بوٹی شاہ کتاب تواریخ پنجاب مین لکہتے ہین کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کے وقت اسملک مین
آئے ایک روز حضرت متوجہ بیٹھے تھے کہ گوجر مسلمان مرید آپ کے زمیندارون بلہیون سے مار کہا کر آئے اور
کہا کہ بلہیون نے ہمارے آدمیون کو قتل کر دیا ہے اگر آپ مدد نفرمائینگے تو باقیماندہ کو بھی قتل کر دینگے یہہ
عرض سنکر حضرت اونکی مدد کے واسطے سوار ہوئے اور اسی لڑائی مین شہید ہوگئے اور باوجودیکہ سر تن سے جدا
ہوچکا تھا تو بھی جسم پر سر بدستور تھا اور کفار کو قتل کرتا جاتا تھا دو کوس تک برابر یہی حال رہا بعد ازان جسم بھی
گہوڑے سے متصل موضع سہاری کے گر پڑا اور اوسی جگہ حضرت کا مقبرہ بنا اون حضرت کی دو مقبرہ
ہین ایک تو سر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دونو مقبرون مین دو کوس کا فاصلہ ہے اونکی شہادت کے
بعد سید فیروز اونکے فرزند جانشین ہوئے اونکے صاحبزادے سید موسی نے استعداد ظاہری و باطنی علم حاصل
کیا کہ اپنے وقت کے قطب ہوئے اونکی خدمت مین اکبر بادشاہ بہت اعتقاد رکہتا تھا ہر چند لاکھون روپیہ
نذر گذرانتا وہ قبول نکرتے آخر کچہ زمین خانقاہ کے متعلق کرکے ایک موضع اکبرپور نام آباد کرادیا اسیا
اوسی اکبرپور کا نام قاضیون کا چک مشہور ہے اونکے بعد شاہ عصمت اللہ بڑے بزرگ ہوئے اور بادشاہ کی طرف
سے تمام اس علاقہ کی قضا اونکے سپرد ہوئی شاہ جہانگیر اونکا بڑا معتقد تھا اوس خاندان سے سید قاضی مشہور
ہوئے سید ابو الفتح محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کے اولاد مین سے تھے آخر جب سکہون کا عمل و دخل
اس علاقہ پر ہوا تو اونہون نے چاہا کہ موضع سہاری مین حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبرے کے پاس قلعہ
بنوائین مگر ممکن نہوا جب اوسطرف کی دیوار بنواتے تو صبح تک گرجاتی آخر وہ عمارت ناتمام رہ گئی ۱۲ —
جسروٹہ یہہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان متصل سلسلہ کوہ
ہمالہ کی بنیاد کے جنوبی سمت کو واقع ہے جسکا راج اوپر ریاست اس قصبہ کی جمون سے علیحدہ تھی
اب جمون کے ریاست کے شامل ہے قصبہ کی عمارت بہت خوشنما و پختہ و باموقع ہے رئیس
کے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین قلعہ بہی اونکا مضبوط و مستحکم ہے جسکے چار برج اونچے بنے ہوئے ہین

بازار کشادہ اور اچھا ہے تجارت بکثرت ہے زمینداری یہاں راجپوتوں کی ہے گرد و نواح
کی زمین میں سے شمالی زمین اسکی کہ لیوہ دار و ناہموار ہے تمام شہر میں لوگوں کے پانی پینے کے
واسطے ایک ہی کنواں ہے نیچے قصبہ کے نہر اوجھ جاری ہے سب شہر والے اوسی نہر کا پانی پیتے ہیں
نہر کے کنارے کے اوپر باغ بہت ہیں آم طرح طرح کے میوے اوسمیں پیدا ہوتے ہیں اسکے علاقہ میں
گنا اور ہلدی اور ادرک کی بہت پیدائش ہوتی ہے **کہٹو** یہہ شہر قدیمی موروثی راجپوتوں کا ہے
اسمین اڈہائی ہزار گھر اور ڈیڑھ سو دکان آباد ہے عمارت پتھر کی نام کو بلکہ بہت سے لوگ چھپروں
میں رہتے ہیں آبادی اسکی راوی کے کنارے کے اوپر واقع ہے راوی اسکی پاس بہت پھیلی ہوئی
اور پایاب چلتی ہے اور ایک یہہ بھی سبب ہے کہ زمیندار نہریں دریا سے کاٹ کر اپنے زراعتوں کے طرف
لیجاتے ہیں اور دریا میں پانی کم ہوجاتا ہے زمین اس سرزمین کی نہایت سرسبز و شاداب و دلپسند ہے
نہروں کی کوئی تعداد و شمار نہیں ہے ایک نہر خاص شہر میں جاری ہے برسات کے موسم میں جب
اوسمین طغیانی ہوتی ہے تو اوسکے اوپر سے اوترنا موقوف ہوجاتا ہے ایک طرف کے لوگ دوسری
طرف جا نہیں سکتے اس علاقے میں فصل [illegible] و خریف دو نو اچھی ہوتے ہیں راوی کا گذر جو اسکی پاس ہے
وہ کہٹو کا گذر کہلاتا ہے اس شہر سے بست پور تک جہاں راوی پہاڑ سے نکلکر میدان میں بہتی ہے تمام
دریا نہروں سے بھرا ہوا ہے کہٹو کے پاس پاس نروٹ و لکھن پور دو اور قصبے موجود ہیں جنکے حدود
آپسمیں ملے ہوئے ہیں **پسرور** یہہ قصبہ سوا سو پسرور کے ہے جسکا ذکر پہلے تحریر ہو چکا ہے اسمیں ارائیوں کی
زمینداری ہے اگرچہ بعض اونمیں سے جموں [illegible] میں رہتے ہیں مگر زمینداری انکی اس قصبہ کے متعلق ہے یہہ
قصبہ ایک بلند ٹیلے کے اوپر آباد ہے جسکے نیچے نہر اوجھ چلتی ہے فاصلہ اسکا جموں [illegible] سے دس کوس پر
اور دریای راوی سے بارہ کوس شمار ہوتا ہے اور جسقدر اراضی کہ دریای راوی اور نہر اوجھ کے
درمیان ہے وہ نہایت اچھی زمین و سیراب و زرخیز ہے طرح طرح کا غلہ و نباتات اوسمیں پیدا ہوتے ہیں
مگر جو زمین کہ اس قصبہ کے نواح میں ہے وہ سخت و بلند و بے آب ہے کنوان دو ڈہائی سو گز عمیق
ہوتا ہے بلکہ یہاں سے پٹہان کوٹ کے حدود تک ایسی ہی زمین ہے اور یہہ نہر اوجھ ادہر سے باقی ہوئی
کوٹ پٹہان کے پاس راوی سے نکالی گئی ہے اس شہر میں مقبرہ شیخ عبدالسلام چشتی کا ہے جو خواجہ فرید الدین
گنج شکر کی اولاد سے ایک ولی اللہ ہوگذرے ہیں زیارتگاہ خلق اللہ ہے **بجوات** دوابہ جیچ کے
متعلق یہہ جگہ سیراب سرسبز علاقہ ہے اس جگہ میں قوم بجوہ راجپوت کثرت سے رہتے ہیں اور اونہیں کی
مالکی زیادہ ہے اس باعث سے یہہ جگہ بجوات کہلاتا ہے چونکہ یہہ علاقہ اس دوابہ میں چناب کے کنارہ پر [illegible]

صورت اور عجیب وضع کا ہی ہو اسواسطے ایسکے حال کا اندراج کتاب ہین ضرور متصور ہوکر لکہا جاتا ہے
کہ اس علاقہ مین بیانات بڑے بڑے نالے دریای چناب کے کہ جو دریاسے کچہہ ہی کم ہین جاری ہین اور ہر ایک نالے
سے بہت سی کولین یعنے نہرین بالکان دیہات نے اپنے اپنی طرف کی زمین کی سیرابی کے واسطے کہود رکہی ہین
اور ان سب کولین تو بہت سی ہین کہ وہ بہی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہین پہر ہر ایک نالے
سے کئی نالیان اور آگین آبپاشی کے واسطے زمینداروں نے کہود رکہی ہین اس علاقہ مین اگر آدمی ایک گانو
سے دوسری گانو جاوی تو ایک یا آدہ میل کے فاصلے مین کئی نہرین اور کولین آتی ہین اور جسطرف نگاہ
نظر جاوی سوا سے نالے اور نہر کے اور کچہہ نظر نہین آتا اسواسطے بسبب کثرت اجرای پانی کے یہہ کل علاقہ
ہمیشہ سرسبز وشاداب بنا ہے اور فصل اس علاقے کی بسبب کثرت سیرابی کے بہت اچہی ہوتی ہے اور
اعلی اجناس آلو وکچالو ہلدی چاول گنا کا گڑہ دیونڈہ وشکرقندی اس علاقے مین کثرت سے پیدا ہوتی ہین
باغات بہت ہین درختون کی یہہ کثرت ہے کہ گویا وہ تمام علاقہ ہی سایہ دار ہے آم کے درخت خصوصًا
اس علاقے مین ہین سیالکوٹ کے ضلع مین اور جگہہ کہین نہین ہین دیہات کی اکثر خام عمارت ہی بلکہ چہپر ان کا
رواج بہت ہی مکانون کے اوپر چہت کے بدلے چہپر ڈالتے ہین کیونکہ بسبب کثرت سیلاب کے دیوارین ہمیشہ
گرجاتی ہین اور چہت کے بوجہہ کے برداشت اون دیوارون کو نہین ہوتی سردی اس علاقہ مین بہ نسبت اور
علاقون کے کم ہوتی ہے یہہ علاقہ اگرچہ سرسبزی وشادابی کے سبب غیرت کشمیر ہے مگر کشمیریون کی طرح
یہان کے رہنے والے بہی چرکین پوش وغلیظ ہین لباس مین ستہرہ وصاف نہین رہتے پانی کی تاثیر اور ہوا کی تری کے
یہان کے لوگون کا اکثر گلا بہی پہول جاتا ہے جسمین [illegible] کہتے ہین گہوڑون کے واسطے
آب وہوا اس زمین کی ناموافق ہے اسلئے گہوڑا یہان کا اچہا نہین ہوتا اور واضح رہے کہ جانب مشرق اور
جنوب علاقہ گجرات کے دریای چناب جاری ہے اور سرحد غربی پر دریاسے توی اور شمال کے طرف علاقہ مہاراجہ
جمون کا ہے اور چند نالے دریاسے چناب سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب کرتے ہین انمین سے پانچ نالے بڑے
اور مشہور ہین ایک نالہ کہک ہے یہہ نالہ موضع خیری کے پاس دریاسے نکلکر اس علاقہ مین آتا ہے اور موضع [illegible] کے
سرحد مین ایک اور شاخ دریاسے نکلکر اوسکے شامل ہو جاتا ہے موضع سکہال کے حد مین ایک شاخ اوسمین سے نکلکر
دریا مین جا پڑتی ہے اوس شاخ کا نام چانڈہ مشہور ہے متصل موضع کہوی بانڈا ایک اور شاخ اوسکے دریا کے
طرف جاتی ہے اوسکا نام جمو اگہک ہے اور اصل نالہ کہک متصل موضع [illegible] دریاسے چناب مین مل جاتا ہے
دوسرا نالہ بہاک ہے جو سرحد ملک جموں مین دریای چناب سے علیحدہ ہو کر جاری ہوتا ہے اور متصل موضع
[illegible] کی دریا مین ملجاتا ہے تیسرا نالہ [illegible] یعنے نالہ بہاک کے نالہ سے الگ ہوکر موضع خیری کے مقام مین [illegible]

کو جاتا ہے وہان جاکر اسکے دو شاخین ہو جاتی ہین شرقی شاخ کا نام تو سیرا خور ہے اور وہ شاخ موضع ڈوگران
متصل دریا مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ جہنگ سے غرب کیطرف جاکر بوچھو نام پاتی ہے اور قریب موضع
گہٹیال کے سیرا خور مین آملتی ہے چوتہا نالہ غانو ہے جو خرچ اسکا موضع بل علاقہ اکہنو رہیہ اور متصل موضع
سکاہہ دریاے توی مین ملجاتا ہے پانچوان نالہ توی ہے جسکا ذکر علیحدہ تحریر ہوا ہے **اکہنو رہیہ** ایک
مشہور قصبہ چناب کے کنارے کوہ ہمالہ اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گہر اور بیجاس دوکانین
اسمین ہین اور ہر ایک قوم راجپوت وغیرہ اسمین بستی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتان جموال کی ہے
دریاے چناب اسکے نیچے نہایت تیزی و تندی سے چلتا ہے اور ایک گذر یہان واقع ہے شرق کیطرف
شہر کے ایک پختہ قلعہ چونہ و پتہر کا بنا ہوا ہے بارہ اوسکے برج ہین قلعہ کے اندر اچہے اچہے مکان اور عمارتین
اور کنوان اور باولی پختہ بنی ہوئی ہے جنوب مغرب کیطرف قلعہ کے ایک باغ میوہ دار موجود ہے **دہول**
بہی ایک قصبہ چناب دریا کے کنارے ایک ٹیلے کے اوپر آباد ہے اور ندی توی جسکا نام فارسی کتابون مین دراجو دلکہا ہے
پہاڑون مین سے نکلکر اسی مقام پر چناب مین شامل ہوتی ہے اور دوسری ندی چہوٹی سی بہتی ہوئی آتی ہے اوسکا شمول بہی دریاے چناب
سے اسی مقام پر ہوتا ہے دہول کے مقام پر ان دونو نہرون کا پانی دریا کا پانی سے الگ الگ چلتا ہوا دور دور تک نظر آتا ہے
شہر کلور بہی قصبہ پہاڑ کے نیچے ایک مشہور قصبہ ہے کہکڑون کے وقت اسمین بڑی رونق تہی کئی مسجدین اور محل
پختہ موجود تہے اب بہت سی اونمین سے خراب ہوگئی ہین قصبہ کا بازار بہت ہی اچہا اور خوشنما و پختہ بنا
ہوا ہے جسمین ڈیڑہ سو دوکان ہے چارون طرف دیوار قصبہ کی پختہ ہے جنوب و شمال کیطرف قصبہ کے
دو نہرین ہین جنوبی نہر مین تہوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی نہر مین آبادی سے دور تو ایسی زور سے
پانی چلتا ہے کہ چکیان اسپر چلتی ہین مگر جب وہ پانی قصبہ کے نیچے پہونچتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گم ہوکر
چلا جاتا ہے پہر ڈیڑہ کوس پر آبادی سے آگے وہی پانی زمین سے باہر نکلکر اوسی اپنی راستہ مین جاری
شروع ہو جاتا ہے اور مشہور اسطرح ہے کہ اگلے زمانہ مین یہ نہر ایسی پر آب ہوکر بہتی تہی کہ عبور کرنا کوئی
سواے کشتی کے اس سے گذر نہین سکتے تہے ایک روز ایک درویش سیف اللسان اس گذر پر آ پہونچا اور
ملاح سے کہا کہ مجہکو لوگون سے پہلی دریا سے اوتار دو ملاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہون نے مزدوری
دی ہے اوتر چکین گے تو تمکو بہی اوتار آجائگا درویش نے کہا کہ مجہکو ان لوگون سے پہلی اوترنا ضرور ہے ملاح
سنکر بولا کہ اگر تمکو بہت ضرورت ہے تو پانی سے راستہ مانگ لو درویش بولا بہت اچہا یہ کہکر قصبہ کے پانی
کیطرف دیکہا دیکہتے ہی پانی زمین مین دہنس گیا اور خشک زمین نمودار ہوئی جب راستہ نکل گیا تو درویش نے
اپنا راستہ لیا اور ندی اوسی طرح اوس روز سے اوس مقام سے ڈیڑہ کوس تک برابر خشک ہے اس مین زمین

مین مولی بہت لمبی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول مین ایک گز سے اور موٹاپن مین آدمی کے ساق سے
زیادہ ہوتی ہے اس قصبہ کے نواح مین پہاڑ کے نیچے پانی نایاب ہے اگر کنوان کھودا جاوے تو پانی بڑا دور
نکلتا ہے اور بعض مقامات سے جسقدر کھودتے چلے جائین پانی نکلتا ہی نہین اور اوس خطہ مین جسقدر
آبادیان ہین وہان کے رہنے والون نے گانو گانو تالاب بنا رکھے ہوئے ہین برسات کا پانی اونمین جمع
ہوتا ہے اور وہی اونکے خرچ مین آتا ہے اگر برسات کے وقت پانی نہ برسے تو لوگون کو بہت دقت ہوتی ہے
دور دور سے گدہون پر پانی لادکر لاتے ہین زراعت اس قصبہ کی جسقدر کہ ٹیلون کے اندر ہے سب بارانی
ہے اور لوگ بہادر نکے سفاک بیباک رہزن غارتگر بادشاہون کے وقت بسبب آبی ملک اور کثرت جنگل
و بار و درختون کے فوج اسطرف کم مامور ہوتی تھی اور یہہ لوگ اپنے ملک مین خود سر رہتے تھے رنجیت سنگھ
کے وقت بھی بڑی مشکل سے اونہون نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** چج دوآبہ کے متعلق
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو وزیر آباد سے بہیرہ کو جاتی ہے بتائیس میل شمال کی طرف وزیرآباد سے آباد ہے
گجرات سندہ ساگر چج دوآب مین یہہ ایک مشہور شہر دریاے چناب کے دہنے کنارے سے آٹھ میل کے
فاصلے پر اوس سڑک کے قریب جو لاہور سے اٹک کو جاتی ہے آباد ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی
اکبر بادشاہ نے کی شہر پناہ پختہ اور پختہ قلعہ بنوایا اور گوجر لوگون کو جو اس نواح مین غارتگری کیا کرتے
اور خانہ بدوش پھرا کرتے تھے یہان آباد کیا اور لاکھون روپیہ کا محال اسکے شامل کرکے پرگنہ اسکا علیحدہ
تجویز فرمایا اور فوجدار بادشاہی یہان قایم کرکے اوسکو کل علاقہ کا حاکم بنایا محمد شاہی عہد تک آبادی
اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکہون نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی اونہون نے خوب لوٹا مکانات جلا دیئے
حویلیان گرادین شہر والون کو ٹکڑے کا محتاج کردیا تمام لوگ سکہون کے خوف سے بھاگ گئے آخر جب صاحب سنگھ
نے اسپر قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کی طرف متوجہ ہوا اور چند سال مین کچھہ صورت آبادی کی ظہور مین
آئی رنجیت سنگھ نے دو مرتبہ اس شہر پر یورش کی پہلے مرتبہ جب یہان آیا تو بہت سا نذرانہ اور بڑی توپ
احمد شاہی جسکو اب لوگ بھنگیانوالی توپ کہتے ہین لیکر واپس لاہور کو چلا گیا دوسری حملے مین بالکل قابض
ہوکر صاحب سنگھ کو محض بیدخل کردیا رنجیت سنگھ سے پہلے رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے بھی اس شہر
کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت مدت اوسکی بھی اسی مقام پر وقوع مین آئی رنجیت سنگھ
کے عملداری مین اس شہر کی آبادی ترقی پر تھی اور چونکہ یہان کے لوگ اکثر لاہور کے دربار مین معزز
عہدون پر نوکر تھے اسلئے حویلیان بھی یہان عالیشان بن گئین دلیپ سنگھ کے اخیر سلطنت کے وقت
شیر سنگھ و چتر سنگھ اٹاری والون نے انگریزون کے ساتھ یہان معرکہ آرائی کی اور شکست کہائی ضرب

توپ سکھون کے انگریزون کے قبضہ مین آئی اب اس شہر مین ضلع مقرر ہے جو قسمت جہلم سے علاقہ کمشنری
اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلین شامل گجرات و کہاریان و پھالیہ ہین ضلع کے مقرر ہونے کے بعد
آبادی اس شہر کی بڑھ گئی نیا بازار تعمیر ہوا سرکاری مکانات اور کوٹھیان تیار ہوئین خاص شہر کی آبادی
ایسی بارونق ہے کہ اس علاقہ مین اور کوئی ایسا آباد شہر نہین ہے آٹھ سو چالیس دکانین پانچہزار آٹھ سو
چھیاسی گھر عمارت شہر کی پختہ بارہ ہزار آٹھ سو بیانوین کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار میل مربع
دو لاکھ چالیس ہزار اکیس روپیہ کا سالانہ بیوپار ہے پرانی عمارات مین سے قلعہ و باولی و حمام وغیرہ
تعمیر اکبر شاہی اب تک موجود ہے شہر مین غربت طلب سفید پوش اہل حرفہ ساہوکار بیوپاری سکونت پذیر
ہین سلائی کا کام یہان بہت اچھا ہوتا ہے تلوار و کارد وغیرہ آہنی کام پر طلائی کام کا بنا ہوا تحفہ مشہور ہے شہر کے
شرق کی طرف مقبرہ متبرکہ حضرت شاہ دولا دریائی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہے شاہ جہان بادشاہ کے وقت
یہہ حضرت زندہ تھے عالمگیر اورنگ زیب کے وقت ۱۰۷۶ھ مین وفات پائی — شاہ دولا جنت رسید تاریخ
وفات ہے شاہ سیدن سیالکوٹی اون کے پیر اور سلسلہ سہروردیہ تھا ظاہری باطنی دولت اونکو حاصل تھی
عمارت کا بڑا شوق تھا پل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کی ہوئی اب تک موجود ہین لاہور کے راستے مین
بھی انکے اکثر پل ہین اس شہر مین بھی ایک پل پختہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی یہان موجود تھا
مگر مسمار ہوگیا نشان باقی ہین سیالکوٹ مین مزار امام علی الحق وغیرہ پختہ بنے اونہون نے بنوائی تھین نالہ
ایک و ڈیک وغیرہ پر بھی پل بنوائے تھے کرامتین حضرت کی بیشمار مشہور ہین بڑی کرامت یہہ تھی کہ جو کوئی
بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدا سے اولاد مانگے دعا اوسکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اوسکا
مست و مجذوب دسر چھوٹا کان ٹیڑھے پیدا ہوگا اور اوسکو وہ اس مزار پر چھوڑ جائیگا چنانچہ یہہ کرامت اب تک
جاری ہے اور نو چوہے ابھی موجود ہین اس ضلع کی آب و ہوا معتدل ہے پیداوار ربیع کی خریف سے اچھی
ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھ باون ہزار آٹھ سو ستر ہے طول تمام علاقہ ضلع کا ستر میل
اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جمون کے ساتھ ملحق ہے اور گوشہ
جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد غربی ضلع شاہپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ شرقی ضلع سیالکوٹ
سے اور گوشہ غربی ضلع گوجرانوالہ سے شامل ہے ہیئت اسکی مستطیل تحصیل گجرات اسکے متعلق مین پانسو تین
گانو پانسو ساٹھ میل کسر رقبہ دو لاکھ بہتر ہزار دو سو چھہ روپیہ جمع تشخیص اور دو لاکھ چوالیس ہزار ساٹھ
اکیاون مردم شماری ہے اور تحصیل کہاریان مین پانسو بتالیس گانو پانسو اٹھاون میل کسر ایک لاکھ
ستاون ہزار تین سو ستائیس روپیہ جمع اور ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار آٹھ سو چھتر مردم شماری ہے اور تحصیل

پھالیہ کے متعلق تین سو چوبیس گانو سات سو تینتیس میل کا ایک لاکھ اونسٹھ ہزار پانسو چھپن روپیہ جمع ایک
لاکھ اونتالیس ہزار دو سو چالیس مردم شماری ہے **جلالپور** یہ قصبہ شہر گجرات سے مشرق کی طرف
بفاصلہ پانچ کوس کے آبادی اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام جلالپور
رکھا آبادی کے بعد چودھری ہندال قوم جاٹ وڑائچ نے ہمراہ زبردستی جلال خان کو بعد قتل کر کے اپنا
قبضہ کر لیا اب اوسکی اولاد قوم وڑائچ اسپر قابض ہے اونکے بغیر کھتری و برہمن وغیرہ بھی اسمین آباد ہیں
عمارت پختہ اور خام بنی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار چھ سو چھیالیس گھر اور چودہ ہزار
چار سو بتیس کے مردم شماری چھ سو اونسٹھ دوکان ہے بازار میں ہر ایک قسم کا بیوپار ہوتا ہے کام پشمینہ کا
بھی یہاں ہے کشمیری شالباف بکثرت کرتے ہیں چنانچہ سات سو چہتر دوکان شالبافی کے بالفعل جاری ہے
ایک قلعہ خام سلام گڈھ نام شہر کی جنوب کی طرف ہے اسمین بھی دو سو تینتیس گھر آباد ہیں نمک و شکر تری و
قند سیاہ کی یہاں تجارتی بستی ہے دولتمند ساہوکار یہاں رہتے ہیں دو لاکھ چھیاسی ہزار روپیہ سالانہ کا بیوپار
ہوتا ہے اور دو لاکھ روپیہ کے قریب پشمینہ کا بیوپار ہے زیور بنانے کے سانچے اور پنکھی یہاں بہت عمدہ
بنتے ہیں ہاتھی دانت کا کام بھی اعلیٰ ہوتا ہے مسجد تالاب سرائے وغیرہ پختہ مکانات یہاں بنے ہوئے ہیں
کنجاہ یہ قصبہ شہر گجرات سے چار کوس غرب و جنوب کی طرف آباد ہے ۵۵ سنہ ہجری میں راجہ کنج پال
المشہور کنج پال دو ہزار دو راجہ کرپال قوم طور راجپوت سورج بنسی نے اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنے
نام پر اسکا نام کنجاہ رکھا مدت تک آباد رہا پھر بسبب انقلاب سلطنت اس خاندان کے ویران ہوگیا پھر تیموریہ
مغلیہ کے فتوحات کے وقت مسمی جتبو قوم جاٹ وڑائچ نے دکن سے آکر اسکو دوبارہ آباد کیا اب تک اوسکی اولاد
مالک ہے سوائے اونکے قوم کھتری برہمن مسلمان یہاں رہتی ہے آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار
نو سو گھر ایک سو چھیاسی دوکانین ہین کپڑا دیسی پوت گندم وغیرہ کا بیوپار سالانہ قریب اسی ہزار روپیہ کے
ہوتا ہے بڑی بڑی پختہ مکانات مثل حویلی دیوان کرپارام و باغیچہ بہشت آباد و باغ دیوان مذکور و باغ نہال چند
چھابڑی وغیرہ موجود ہین چغتائی سلطنت کے وقت یہاں اچھے اچھے علما و فضلا و شعرا رہتے تھے اور ایک شاعر
اورنگزیب کے وقت یہاں غنیمت نام ہو گذرا ہے جسکی کتاب نیرنگ عشق المشہور مثنوی غنیمت اب تک زمانہ
مین مشہور ہے **مکھووال** یہ قصبہ سات کوس خاص گجرات سے غرب کی طرف آباد ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین
اس قصبہ کو مسمی چندو قوم وڑائچ نے آباد کیا اور اپنے باپ مکھو کے نام پر اسکا نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی
کے حملوں کے وقت افغانوں نے اس آبادی کو ویران کر دیا گوجر سنگھ بھنگی نے جو بنیاد ... اولاد مین سے مسمی ... اسکو
پھر آباد کیا آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار آٹھ سو چھیاسی کی مردم شماری سات سو نوے گھر ایک سو ...

دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے ایک نالہ پوڑھی نام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہی **قلعہ دار** یہہ قصبہ گجرات سے جنوب کیطرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میرزا بیگ المعروف نواب قلعدار خان قوم مغل نے یہان آبادی کی تجویز کی مگر اوسکے مرنے کے بعد اوسکا سامان تباہ اوسکی اولاد نے زمیندار ہوکر یہان ہی سکونت کرلی اب تک وہی مالک چلے آتے ہین قصبہ بارونق ہے عمارت پختہ وخام دونو قسم کی ہے دوہزار تین سو اکتیس مردم شماری انکی ازانجملہ گھر اکیسو پچاس دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے **شادی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کیطرف یہہ قصبہ آبادی ہمایون بادشاہ کے وقت میں شیخ بودلا شادی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کرکر اسکو آباد کیا پہلے اسکے ایک آبادی تھی اب چار بستیان الگ الگ آباد ہین عمارت اسکی پختہ وخام مخلوط سات ہزار دوسو باون مردم شماری انکی ازانجملہ آٹھ سو تین گھر ڈیڈہ سو دوکان ہے ایک نالہ بہمرا اسکے پاس جاری ہے **لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلے سمی آدم قوم وڑایچ نے اسکو آباد کیا نام اسکا اپنے دادا لکھن کے نام پر رکھا پختہ وخام اسکی عمارت ہے مردم شماری دوہزار سات سو آٹھ گھر اٹھانوین دوکانین ہین بیوپار ہر قسم پچاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ برہان فقیر کا مزار یہان مشہور ہے جہان عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جوڑی قصبہ کے پاس جاری ہی **ڈنگہ** خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کیطرف یہہ قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کشانہ نے اسکو آباد کیا چونکہ ابتدا مین آبادی اسکی ٹھہری تھی اسلئے اسکا نام ڈنگہ یعنی ٹھہرا مشہور ہوگیا عمارت پختہ وخام دونو قسم کی چار ہزار آٹھ سو چون مردم شماری انکی ازانجملہ تین سو بتیس گھر چار سو چھتیس دوکان ہے گندم روغن زرد وغیرہ کا بیوپار ہوتا ہے **کوٹلہ** دریا ے جہلم کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے بفاصلہ بیس کوس جانب شمال یہہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین ملک حسن قوم اوان نے اسکو آباد کیا آبادی اسکی تمام خام مگر چند گھر پختہ ہین تین ہزار تینتیس آدمی کی مردم شماری سات سو پچپن گھر چوالیس دوکانین ہین **گلیانہ** شہر گجرات سے شمال کیطرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے گل محمد قوم گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام سے ملتا ہوا اسکا نام گلیانہ رکھا اوسکی اولاد اب تک قابض و دخیل چلی آتی ہے علاوہ اونکی قوم قریشی بھی یہان ملکیت رکھتی ہے آبادی اسکی خام چند گھر پختہ ہین انکی ازانجملہ پانسوکی مردم شماری چار سو آٹھ گھر بیس دوکانین ہین نالہ بہمرا اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے موسم مین جاری ہوا کرتا ہے **بانگٹ** شہر گجرات سے پندرہ کوس غرب کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلے بہلم قوم جاٹ گوت وڑایچ نے آباد کیا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے کہتری دلبانہ وغیرہ بھی رہتے ہین

عمارت اسکی پختہ وخام دونو قسم کی آپسمین ملی ہوئی ہے قوم بھاٹیہ واروڑہ وغیرہ کی بھی کچھہ ملکیت ہے
قصبہ بارونق ہے سات سو اکسٹھہ گھر اڑتالیس دکانین دو ہزار دو سو آدمی کی مردم شماری ہے —
قادر آباد خاص گجرات سے تیئیس کوس جانب غرب دریای چناب کے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے
سعادت خان قوم مغل نے اپنے بیٹے قادر خان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادر آباد نام رکھا بانی کی اولاد کے
سوای اہل حرفہ لوگ اسمین بہت رہتے ہین اسلیے قصبہ نامی ہوگیا ہے عمارت پختہ زیادہ خام کم ہے دو ہزار
اٹھہ سو چھہتر کی مردم شماری دو ہزار چار سو اٹھتر گھر ایکسو چوبیس دوکانین ہین کہتری سوداگر کھانڈ کے
گیہون کشتیون پر لاد کر ملتان کو لیجاتے ہین ایک گذر دریا چناب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے —
پھالیان یہہ قصبہ شہر گجرات سے غرب کے طرف بفاصلہ بیس کوس آباد ہے زمانہ قدیم مین پھالیا
نام کی آبادی کبھی ویران ہو چکی تھی بعہد اکبر بادشاہ کے وقت سے جسونت سنگھ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے
اس ویرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم رکھا اب جاٹ قوم گہسلو مالک ہین آبادی پختہ و خام دونو
قسم کی ہے بلکہ پختہ زیادہ ہے چار سو اسی گھر ایکہزار سات سو تین کی مردم شماری چھیالیس دکانین بازار
بارونق ہے ایک قدیمی پختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی پیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڈی اسکی سرحد مین
جاری ہے **چوکالیان** خاص گجرات سے جنوب کو بفاصلہ چودہ کوس یہہ قصبہ آباد ہے پہلے یہہ ایک
قدیمی ویرانہ پڑا ہوا تھا بعہد سہٹی قوم جاٹ تارڑ نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکھا چغتائی
سلطنت کے ضعف کے وقت غلام محمد قوم چہٹہ نے ہمقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنا یا آبادی
اسکی خام مگر دوکانین پختہ ہین دو ہزار دو سو اڑسٹھہ آدمی چھہ سو چہتر گھر چھیالیس دکانین ہین **کہاریان**
ضلع گجرات کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریای جہلم کے بائین کنارہ
پندرہ میل اور اٹھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ و خام دونو قسم کی ہے اور
دو باولیان یعنی چاہ زینہ دار پختہ بادشاہی وقت کے بنی ہوئی ہین ایک کا پانی میٹھا دوسری کا کھارا
یعنی شور ہے اسلیے کھاریان اسکا نام مشہور ہوا **دھریاچ** دو آب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو رسول نگر سے پنڈدادنخان کو جاتی ہے چودہ میل پنڈدادنخان سے شرق کے طرف بائین کنارہ دریای
جہلم کے عین جنگل بار مین آبادی ہے عمارت قصبہ کی خام مگر غلہ کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے
دریا بادشاہ ہے ملک سیراب ہے چارون طرف گویا عالم آب ہے **چیلیان** دو آبہ چج کے متعلق
دریای جہلم کے بائین کنارے سے پانچ میل یہہ ایک گانوا آبادی ہے آبادی اسکی بہت مختصر ہے اور شہرت اسکی اس
میدان لڑائی کی [illegible] ایک سخت لڑائی فوج انگریزی و فوج سکھان باتحت سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاریوالہ

کی ہوئی تو اس گانونے زیادہ شہرت پائی اور صاحبان انگریز وغیرہ جسقدر افسر کہ انگریزون کے طرف سے
مقتول ہوئے تھے اونکی یادگار کے واسطے یہان ایک پختہ مکان بنوایا گیا ہے **کارل** یہ قصبہ اوس
سڑک پر جو رسول نگر سے پنڈدادن خان کو جاتی ہے دریای چناب کے دہنی کنارہ رسول نگر سے بفاصلہ ایک میل
آباد ہے برسات کے موسم مین اس مقام پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور تجارت
بکثرت ہوتی ہے **شاہپور** دوابہ چج کے متعلق ہے ایک مشہور قصبہ دریای جہلم کے بائین کنارہ
لاہور سے بفاصلہ ایک سو چھبیس میل آباد ہے صاحب ضلع ماتحت کمشنری جہلم کے یہان ضلع کا کام دیتے ہین قصبہ
سے مشرق کیطرف چھاونی کا مقام ہے جہان فوج انگریزی رہتی ہے زمین اس ضلع مین بارانی و چاہی
ہے کوئی ندی نالہ جاری نہین ہے جنگل بار بکثرت آبادی متفرق و کم مسلمان قوم عام ہے اور ہندو برائے
نام ہے اور جسقدر ہندو ہین اونکی عادتین بھی ہندو کی سی نہین ہین زمیندار اپنے گہر اکثر اپنی جا بجا
بنا کر رہتے ہین اور دو ہی ایک یا دو گہر گانو شمار کیے جاتے ہین لباس عورتون اور مردون کا ایسا ہوتا کہ جس
سے کچھ تمیز نہین ہوتی کہ آیا یہ مرد ہے یا عورت عورت مرد سب دونون سر پر لمبے بال رکھتے ہین اور میلی کچیلی رہتی
ہین اس علاقہ کے لوگ بسبب کم پیداواری کے مفلس بہت اور مشغول کم ہین کل ضلع کی مردم شماری تین لاکھ
دو ہزار ساٹھ ہوا اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانسو میل مربع ہے آب و ہوا اس مقام کی بھی اچھی نہین ہے پچھلی
عمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جب رونق کہ یہان ضلع مقرر ہوا ہے پختہ مکانات بہت
بن گئے ہین اور آبادی بارونق ہو گئی ہے زمیندار یہان کے سید قوم ہے دو مقبرے عالیشان ایک شاہ
شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا یہان مشہور مکان زیارتگاہ بنے ہوئے ہین جن پر ہر سال دہوم
سے میلے ہوتے ہین **کانوال** چج دوابہ کے متعلق ہے ایک قصبہ ضلع جہنگ و تحصیل چنیوٹ کے متعلق
ہے پہلی یہان ضلع شاہپور کے ماتحت کچہری تحصیل کی ہوتی تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق
ضلع جہنگ کے ہوگیا پہلے یہان زمیندار قوم رہان آباد تھی مگر رنجیت سنگہ نے جب احمد خان سیال کو جہنگ سے بیدخل
کیا تو یہان کے زمیندارون کو بھی جو اوسکے حامی و مددگار تھے یہان سے نکالدیا اب اس پرگنہ مین متفرق قوم
لبوانہ کہلوتر کھوکھر افغان جدبہر سادات وغیرہ رہتی ہین جنمین سے لبوانہ و کہلوتر کی بہت کثرت ہے اس
علاقہ کے ساتھ علاقہ احمد نگر بھی ملحق ہے مگر اوسمین کوئی شہری آبادی نہین چھوٹا سا پہاڑ کہکورانہ نام دو
ڈیڑہ کوس طول مین ہے وہان سنگتراش بہت رہتے ہین اور پہاڑ سے پتھر نکالکر اور چکیان
بناکر فروخت کرتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر گورو گورکھناتھ کا استہان بنا ہوا ہے اور گرد اوسکے تھوڑا سا جنگل ہے
گرد اگرد پہاڑ کے جنگل بار ہے **بھیرہ** ضلع شاہپور کے متعلق ہے ایک مشہور شہر اور تحصیل کا

مکان ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے کہتری معزز و خواندہ یہان بہت رہتے ہین وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہے کہ ابتدا مین
باشندے یہان کے موضع بہواری جہلم پار کے علاقہ مین آباد تھے بادشاہ کے عہد مین ۹۴۶ ہجری مین شیرخان
الموسوم بفرید خان نے اوس قصبہ کو ویران کر دیا سو اسلئے وہان کے باشندے جہلم وار آکر آباد ہوے
اور یہہ قصبہ اون بہواریون نے ملکر آباد کیا اور بہیرا نام رکہا آہنی ہتہیار مثل قبض بندوق تلوار اور
پتہر کی چیزین و برتن مثل کہرل و گلاس و پیالہ و طشتری اور مثل قبض کے دستے سنگ یشم وغیرہ کی یہان خوب
بنتے ہین شطرنج کے مہرے و بساط بہی طرح طرح اور رنگ برنگ کے بہتر دن کے نہایت مطبوع و خوبصورت
بنائے جاتے ہین نمدے کا فرش بہت تحفہ بنکر دور دور بطور تحفہ بہیجا جاتا ہے لوہار یہانکے چہری کانٹا ایسا
اچہا بناتے ہین کہ اوسمین اور ولایتی چہری کانٹے مین سر مو فرق نہین ہوتا قصبہ کے باہر ایک قدیمی و
پختہ مسجد شیرشاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے **ساہیوال** پنج دوآب کے متعلق یہہ ایک قصبہ
باہین کنارے دریاے جہلم کے لاہور سے اسکو اونسٹھ میل شمال کی طرف کو آباد ہے عمارت اسکی پختہ و قائم
بنی ہوئی ہے کہتری اروڑے ہندو بہت اور مسلمان کم رہتے ہین زمیندار یہان ہندؤن کی ہیرد وین
باغ بہی یہان اچہے اچہے بنے ہوئے ہین کہ انار فالسہ سنترہ سیب انجیرہ میوے بہی یہان پیدا ہوتے ہین ظروف
پیتل کنول کٹورا رکابی آفتابہ ساگر جوئی ڈبہ یہان بہت خوبصورت و خوشنما بنتے ہین کام ہاتہی دانت کا بہی
اچہا ہوتا ہے بازار مین تجارت کا گرم بازار ہے نمک و کپڑا اور غلے کی تجارت بہت ہوتی ہے تحصیلدار تابع
ضلع شاہپور کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **جہوڑہ** یہہ علاقہ ڈیرہ آباد ہے اسمین موضع کہائی خورد و
کہائی کلان و مجوکہ قریب ستتر ہزار کے کہجور کے درخت لگے ہوئے ہین ہر سال سرکار سے اونکا ٹہیکہ ہوتا ہے
اسمین اقوام جویہ و کہوکہر و بلوچ و سید و قریشی آباد ہین **ڈہ ڈی گہاٹ** یہہ قصبہ دہنی کنارے
دریاے چناب کے ملتان سے پانچ میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گہاٹ ہے جو اسی کے
نام سے موسوم ہے اس گہاٹ سے مسافر لوگ اوتر کر ملتان سے ڈیرہ جات کو جاتے ہین **ڈلہ** یہہ ایک اچہا
رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے ربا بانتا ہے تجارت غلہ و شکر گڑ کی
و تمباکو کی بہت ہوتی ہے اس علاقہ مین دو جگہہ خوب میلا ہوتا ہے ایک مقام تخت ہزارہ شاہ شہاب الدین
سہروردی کے مزار پر ہر سال ماہ بیساکہ کے پہلے ہفتہ کے دن دوسرا بیساکہ مہینے کے پہلی اتوار کو مزار صاحب شاہ
فقیر محمد و نو میلے بہی دہوم دہام سے ہوتے ہین اون مزار ہا خلقت جمع ہوجاتی ہے اور یہہ تخت ہزارہ
وہی جگہہ ہے جہان یہہ قوم رانجہا ہیر کے عاشق کا مولد و وطن تہا اور رانجہا وہان سے آکر جہنگ سیال مین چاک
ہیر کا بنکے بہینسان چراتا کو نوکر رہا تخت ہزارہ مین زمیندار قوم رانجہا بہت رہتے ہین اور زمینداری

بھی یہان اوسی قوم کی ہے بلکہ ڈہ کی علاقہ مین بھی اکثر رانجہا قوم کے زمیندار ہین زراعت چاہی یہان
بہت ہوتی ہے کہیتون کو پانی چرخ جو کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے گوڑ اچہا بنتا
مگر آب وہوا ناقص ہے اکثر لوگون کو گلے پہول جاتے ہین تخت ہزارہ ایک گانوکا نام ہے جسکا نام پہلے
بہرا انگیر نگر تھا کسی وقت اوسکی اچہی آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وہان قیام پذیر تھی اسواسطے اوسکو تخت ہزارہ
کہنے لگے پہلی زمینداری قوم رانجہا کی یہان تھی چنانچہ اوسوقت کی ایک مسجد قدامت عمدہ بنی ہوئی موجود ہے
اگرچہ بہت سی گر گئی ہے مگر تو بھی باقیماندہ عمارت عمدہ ہے اب قوم تارڑ اوسپر قابض ہے جہلم
یہہ قصبہ دریای جہلم کے دہنی کنارے پر شہر لاہور سے ایکسو میل شمال مغرب کے گوشہ مین آباد ہے اگرچہ آبادی
اسکی کچھ بہت بڑی نہین ہے لیکن بارونق مقام ہے سکہون کے وقت صرف سات سو گہر اور ایکسو دوکان
اسمین آباد تھی اب جس روز سے کہ کمشنری و ڈپٹی کمشنری یہان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی پہلے سے دونی
بڑہ گئی ہے اچہے اچہے پختہ مکانات عالیشان و بارکین و کوٹہیان تعمیر ہو گئین ہین نیا بازار بامو قع بن گیا ہے
تجارت یہان بکثرت ہوتی ہے بڑی بڑی ساہوکار مالدار بیوپاری دوکانین رکہتے ہین نمک کی کان کے
جو اس ضلع مین ہے بیوپاری نمک خرید کر کشتیون کے ذریعہ سے بہت یہان لاتے ہین اور یہان سے اور
ملکون مین بیلون اور گدہون پر لاد کر لیجاتے ہین جہلم کے پرگنہ کے آدہے گانو جو شرق کے سمت کو آباد
ہین اونکی زمین ہموار ہے کنوون کا پانی بھی تیس چالیس ہاتہہ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت کا
ہے وہ ناہموار و کوہستانی ہے اوسمین کنوان کہد نہین سکتا ہے وہ لوگ وہان کے تالابون اور نالون
و چشمون کا پانی پیتے ہین اور اگر شاذ و نادر کہین کنوان ہے تو بھی وہ ستر اسی ہاتہہ عمیق ہوتا ہے پانی بمشکل
اوس سے کہینچا جاتا ہے باشندے اس ضلع کے سب کے سب مسلمان زمیندار جاٹ گوجر گہکہڑ ہین کل ضلع کی
مردم شماری تین لاکہہ چورانوین ہزار تین سو چھپن ہے جہلم کے کنارے جنقدر زمین ہموار ہے وہان گیہون
جو روئی گنا کماد باجرہ پیدا ہوتا ہے جب دریا مین طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شہر کی آبادی کو نقصان
پہونچتا ہے سردی کے موسم مین شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا پایاب بھی ہو جاتا ہے اوسی گہاٹ کی
سڑک اسی سے ۱۸۳۹ء مین انگریزی فوج جو افغانستان کی مہم پر مامور ہوئی تہی پایاب اوتری تہی اگرچہ اوسوقت
دریا کا پانی بہت کم تہا تو بھی اکثر آدمی دریا مین بہہ کر غرق ہو گئے تہے فاصلہ آبادی شہر جہلم کی سمندر کی
سطح سے ایکہزار چہ سو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب کرانچی بندر سے اسقدر تک جہازون کا چلانا جاری
کر دیا ہوا ہے اس ضلع کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک صدر تحصیل جہلم دوسری تحصیل پنڈدادنخان
تیسری چکوال چوتہی قلعہ گنگ اور ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچہری خاص جہلم مین ہوتی ہے **رہتاس** سندہ ساگر دوآب مین یہہ بڑا نامی
سنگین قلعہ دریاے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کے سمت کو بفاصلہ چھہ میل واقع ہے بانی اس قلعہ کا شیر شاہ
بادشاہ افغان ہے جسنے اس قلعہ کو بعد بیدخل کرنے ہمایون شاہ بادشاہ کی سنہ ۔۔۔ع مین بصرف پندرہ
لاکھہ روپیہ کے بنوایا اور خواص خان ایک اپنے معتمد امیر کو بارہ ہزار سوار جرار دیکر یہان مامور
کیا اس خیال سے کہ مغربی بادشاہون کا حملہ ہند پر نہو اور وہ آیندہ پنجاب مین آنے نپاوین یہہ قلعہ
پہاڑین ککھڑون کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی مین اپنے ثانی نہین رکھتا
بیرونی دور اسکا اڈھائی کوس اور اندرونی حصہ اڈھائی میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوارین اسکے
تیس فیٹ یا چالیس ہاتھہ چوڑی و موٹی ہین از چونہ اور پتھر کی نہایت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے
نہایت مضبوط و بلند و فراخ بنے ہوئی ہین اونمین سے خاص دروازہ و دروازہ لنگر خانہ و دروازہ
کابلی و دروازہ سوہلی ایسی بلندی و استحکام کے ساتھہ بنائے گئے ہین کہ انسان دیکھہ کر حیران ہوجاتا ہے
و دلمین قلعہ کی اور نیز جو دیوار کہ اسکے مشرق کے طرف ہے ایک ندی کے کنارہ پر واقع ہے جو کہ انسکی
پہاڑ اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے مغربی دیوار اسکی دریا سے کام ہے جو اسکی بنیاد مین بہتا ہے
دیوارون مین دوہری سوراخ گولے چلانے کے واسطے رکہی ہوئی ہین قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئین
اور ایک باولی پتھر کی بنی ہوئی ہے مگر وہ اب پانی نہین دیتی باولی کی سیڑہیان ایکسو اکیاسی ہین اور
سیاہ پتھر کی عمارت ہے سیڑہیان چوڑی اسقدر ہین کہ اگر ایک ہی دم ایکسو آدمی اوسمین اوترجاوین تو سکو
ہتے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص عام اور بڑی مسجد جو لنگر خانہ کی دروازہ کے پاس تھی سب
منہدم ہوچکی ہین باعث اسکا یہہ ہوا کہ جب افغانی سلطنت آپس کے نااتفاقیون کے سبب ضعیف ہوگئی
اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دوبارہ پنجاب کو لیا تو اٹک سے ادہر گروہ یہان پہونچا اور یہہ قلعہ
قابض رہتاس اونسے بلا جنگ و جدل لے لیا اور قلعہ کے اندر یہہ سمجھکر کہ یہہ بڑے بڑے عالیشان مکان شیر شاہ
کے بنائے ہوئے ہین سب اونکو مسمار کرادیے اور چاہا کہ کل قلعہ کو منہدم کردے مگر جلدی کے بارے دہلی
کو چلا گیا اوسوقت بہت سے مکانات گرائے گئے پھر بادشاہان چغتائی نے اس قلعہ کی مرمت کی طرف
کوئی توجہ نہوا اسواسطے مسجد بھی منہدم ہوگئی بلکہ ایکطرف کی دیوار بھی ایسی برباد ہوئی ہے کہ اندر باہر
آنے جانے والون کو کوئی روک کی جگہہ نہین رہی قلعہ کے اندر ایکطرف تو جنگل و ویرانہ ہے اور دوم
و دورتہی مین شمالی گوشہ کے اندر ایک قصبہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے ہین سکہون کے وقت چند سو گہر
اور ڈیڑہ سو دوکان اوسمین آباد تہی اب اوس سے بھی زیادہ آبادی ہے دروازہ کے طرف

اب بھی مضبوط و بلند گڑھی ہے سوا اس اوسکے اور طرف پہاڑ ہے اور اسی طرف نزدیک دیوار نالہ جاری ہے
اور وسیع میدان ہے یہہ نالہ اگرچہ تھوڑا مدت ہی تک خشک رہتا ہی برسات کے موسم میں آسمانی سیلاب
طغیانی ہوتی ہے کہ لوگ اوتر نہیں سکتے اور اوسکی تیزی کے سبب سی اکثر لوگ بہہ جاتے ہین قلعہ کے
دروازے کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اوسکا پانی پیتے ہین یہہ
قلعہ خاص جہلم سے آٹھ میل پر اولنڈی کے راستہ پر واقع ہے **بال ناتھ جوگی کا ٹیلہ**
سندھ ساگر دوآب میں یہہ ایک مشہور آبادی اور عبادتگاہ جوگی فقیرون کی ہے قلعہ رہتاس سے
جنوب بمغرب کیطرف فاصلہ اسکا دس میل یا سات کوس کا شمار ہوتا ہے یہان جوگی بہت رہتے ہین
اور برسوین روز تو جوگیون کا اسقدر اجتماع ہوتا ہے کہ ہزار ون تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسکی آخر
مین ایک چشمہ ہے جس سے شور پانی نکلتا ہے پینا اوسکا بہت مریضون کے واسطے جنکی مرض بلغمی ہو
فائدہ بخش ہے خصوصا خنازیر کے مرض کے بیمار کو تو بہت ہی مفید ہوتا ہے **کٹاس** سندھ ساگر دوآب
اور ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک مشہور آبادستی ہے اور جہلم مین کٹاس ایک تالاب کا نام ہے جو اس کے
پاس پہاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوبلتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے گہراؤ کا کچھہ
حد وحساب یقین ہے برہمن کہتے ہین کہ یہانسے طبقہ زمین کا شق ہو رہا ہے اسواسطے تہہ نہین ملتا اور یہی
اسکے بابت مین ہندو کہتے ہین کہ یہہ چشمہ زمین کی داہنی آنکھہ ہے دوسری آنکھہ جسکو بائین آنکھہ کہنا
سکتا ہے ضلع اجمیر مین امرکنڈ تالاب ہے جسکا نام پشکرجی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بہت سی مندر اور
سنیاسی اوداسی ساد ہوون کے کل اکثو بندرہ نمبر ہوئی ہین پہلی تاریخ بیساکھہ کے ہر سال یہان اشنان و میلا
ہوتا ہے دور دور سے ہندو برہمن کہتری ساد ہو فقیر غسل کے واسطے یہان حاضر ہوتے ہین ۔ ۔ ۔
پنڈ دادن خان سندھ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک بڑا قصبہ دریا جہلم
کے داہنی کنارے سے بہت نزدیک تقدر چار میل کے آبادی ہے اگرچہ عمارت اسکی ملی ہوئی تنگ و خام ہے
مگر مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیوار کی لکڑی مکانون مین بہت صرف ہوئی ہوئی ہے سکھون
کے وقت اسمین چہہ ہزار گھر اور پانسو دکان کی آبادی تھی اب بھی بسبب مقرر ہونے تحصیل ضلع جہلم
کے آمد رفت لوگون کی یہان بہت اور بازار مین تجارت بکثرت ہی تیرہ ہزار پانسو آدمی کی آبادی
ہے راجپوت کہوکہر جالب جنجوعہ راجہ بشل کی اولاد مسلمان اس پرگنہ کے زمیندار ہین شہر کی آبادی
کی مین پہاڑون کی قطارون سے بہت قریب یا شہر سے یہان سے نمک کے کہودنی کا کام بہت کرتی
ہین رنجیت سنگہ کے وقت اسی شہر مین نمک کی منڈی و خرید فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی کا یہار

محلوں مین منقسم ہے دو آبادیون کو توکوٹ کہتے ہین اور ایک کا نام گلی وال ہے جہان ارذل لوگ
رہتے ہین چوتہی آبادی کا نام پنڈی ہے یہہ آبادی نسبت اورونکے بہت بڑی ہے شہر کے باہر ایک پرانا
قلعہ ہے اوسمین تحصیل کی کچہری ہوتی ہے اور ایک بارہ دری راجہ گلاب سنگہ کے وقت کی بنوائی
ہوئی تہی ابریشم کی لنگی یہان بہت اچہی بنتی ہین اور وہی ایک تحفہ اس شہر کا مشہور ہے پنڈ دادنخان
سے جانب شرق چار کوس پر ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہین پس
جس شخص کو مسہل لینا منظور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک جام پی لیتا ہے پندرہ سولہ دست آجاتے ہین
اور خوراک غلہ گندم بریان کہاتا ہے اور نام چشمہ کا گہراٹ ہے **کوہ نمک** یہہ پہاڑ ایک سلسلہ
پہاڑون کا ہے جو کوہ سلیمان کے شرقی بنیاد سے لیکر دریاے جہلم تک پہیلتا ہے مختلف مقامون مین
نام بہی اسکے مختلف ہین اہل یورپ اسکو سالٹ رینج کے نام سے پکارتے ہین یہہ اسلئے کہ یہہ شہرا فراخ تہا
ہے اور دور دور تک اسمین نمک نکلتا ہے اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جہلم تک ختم ہو جاتا ہے مگر شمالی حصہ اسکا کوہ ہمالہ
کے جنوبی حصہ کے ساتھہ ملحق ہو جاتا ہے آخری حد اسکی قصبہ بہنبر و جموں و نورپور و بلاسپور بلکہ بعض اشخاص کہتے ہین
جس مقام پر کہ جمنا بہتی ہے اور ہردوار کے مقام تک جہان کہ گنگا بہتی ہے ہو سکتا ہے آغاز و انجام اسکا
شمال غرب سے جنوب شرق کو ہے اس پہاڑ سے مقام پنڈ دادنخان وکالہ باغ نمک نکالا جاتا ہے اور جس جس
مقام سے نکالتے ہین وسکو کہاو بولتے ہین کہاوین علیحدہ علیحدہ اور نام بہی اونکے علیحدہ علیحدہ ہین
انمین بڑی کہاو اسوجووال کی ہے مشعل لیکر کہاوین کے اندر جاتے ہین اور نمک کہاوین کے اندر شیشہ
کیطرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے سوجووال کی کہاو اگہے کی شکل پر ہے اور قریب تین سو قدم کے اوسمین اوترنا
پڑتا ہے اور مزدور نمک کے ٹکڑے کہود کر وہان سے باہر لاتے ہین پہلے یہہ نرم ہوتا ہے پہر ہوا لگکر
سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات نمک کہودنے والے پہاڑ کے نیچے دبکر مرجاتے ہین کہاوون
کے اوپر انتظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بہی اسی پہاڑ کے اندر سے نمک نکالا جاتا ہے
مگر وہ نمک اعلی قسم کا نہین ہے اور یہہ نمک پنڈ دادنخان اور کالہ باغ کا عمدہ و گلابی و سفید و اعلی ہے
اور ممکن ہے کہ اگر اور مقامات مین بہی اس پہاڑ کے اندر نمک کی تلاش کیجاوے تو بہت جگہ نمک کی کانین
نکلین بادشاہون کے وقت ان کانون کا ظہور ہوا اکبر کے وقت بہی یہان سے نمک نکالا جاتا تہا کہ آئین اکبری
مین اسکا ذکر تحریر ہے رنجیت سنگہ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکہہ من کے یہان سے نمک کہودا
جاتا تہا اور تمام پنجاب مین بہت ارزان فروخت ہوتا تہا اب سرکار انگریزی کے حکم سے کہودا جاتا ہے
اور بہت گران بکتا ہے اس پہاڑ کی کانون کے سوا ہی بہی کوہاٹ کی کان ولین دہلی ولین ستلج و دیگر

کارخانجات نمک متعلقہ گورنمنٹ پنجاب مین کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام
کے واسطے بڑے بڑے محکمے اور عملے ذی حاکم و محافظ و محصل مقرر ہین چنانچہ ابتدای ماہ مئی ۱۸۶۵ء لغایت
مارچ ۱۸۶۶ء جو پچہتر لاکہہ چہیاسی ہزار ایکسو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آئندہ روز بروز ترقی
ہوتی چلی جاتی ہے اور خرچ عملہ کا جو اس کام پر مامور ہی پانچ لاکہہ چوبیس ہزار چہہ سو بیانوین روپیہ سال
تخمیناً ہوتا ہے اور کمیشنٹ کے رقم کا خرچ اڑسٹھہ ہزار ترانوین روپیہ الگ ہی اس پہاڑ مین نمک کے
سوا اور بھی بہت کانین ہین پھٹکری و گندہک بھی اسی سے نکالا جاتا ہے گو اون کی کانین بھی اب
انگریزون نے اسی پہاڑ کے اندر دریافت کر لی ہین بلندی اس پہاڑ کی چوٹیون کے کوئی بہت بڑی نہین ہے
تمام چوٹیون مین بہت بڑی چوٹی دو ہزار پانسو فیٹ بلند ہے اس پہاڑ کے اوپر نباتات و درخت پیدا
نہین ہوتی دریا سندہ اسکے اندر جاری ہے جسکا راستہ بہت گہرا اور تنگ ہے اور کنارہ پر اوسکے
قصبہ کالا باغ آباد ہے اور جو سڑک کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ ایکسو فیٹ دریا سے اونچی ہے نمک انکا
کانون کا بعض گلابی اور بعض بہت سرخ اور بعض خاکی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک قسم کا
شفاف نمک کہلاتا ہی جو صاف ہو مثل بلور کے طرح چمکتا ہے اوسمین اور بلور کے نگینہ مین ناواقف آدمی تمیز نہین
کر سکتا اس پہاڑ کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سے جو چشمہ پانی کے نکلتے ہین اونکا پانی بھی سفید و شور
ہوتا ہے اس پہاڑ کی تمام زمین خصوصاً کالا باغ کے متصل سرخ رنگ ہے اسمین دریای سندہ بہتا ہوا اوسکا
بہاؤ ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کالا باغ کے پاس کے حصہ مین مقناطیس اور کلی کے پتہر بھی بکثرت
ہین اور ایک قسم کا سرخ ریتیلا پتہر بھی ملتا ہے خصوصاً کوئلے کی کان کے پاس ریتلے پتہر بہت ہین کچا لوہا بھی اس
پہاڑ مین بہت دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاکی و سیاہ رنگت کا ہے اوس لوہے کی صفائی ان تک کثرت ہے
کہ اگر اس پہاڑ پر چڑھ کے کمپاس لگائین تو کمپاس کی سوئی مقناطیسی اپنا کام نہین دیتی یعنی شمال نہین
بتلاتی صرف پہاڑ کے سمت ہی مائل رہتی ہے اور جو ندیان کہ اس پہاڑ کی بنیاد مین بہتی ہین اونکی تہہ کے
ریگ مین سے سونے کا ریتا نکلتا ہے بہت لوگ ندیون سے ریتا نکالکر اور اوسکو دہو کر سونا نکالتے ہین بعض
بعض وقت بعض ٹکڑے اسمین سونے کے بقدر ماش کے بھی نکل آتے ہین کالا باغ کے اندر پھٹکری بنانے کے
کارخانے بہت بنے ہوئے ہین اوسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہی کہ پھٹکری کے پتہر کے ٹکڑے پہاڑ سے نکالکر اور
نیچے اوپر رکہہ کر بیس فیٹ تک اونچا ایک انبار لگا دیتے ہین اور ان ٹکڑون کے اندر بھی برابر لکڑیان
رکہتی ہوئی چلی جاتے ہین پھر انبار کے گرد اور لکڑیان رکہہ کر آگ لگا دیتے ہین بارہ ساعت تک وہ آگ روشن
رہتی ہے اوس آگ کی گرمی سے اصل پھٹکری پگہل کر باہر آ جاتی ہے جو گلابی رنگ کی ہوتی ہے پہر اوسکو پانی

کے حوض مین ڈالکر تین دن تک رکہتی ہین اوسے رنگ اوسکا سرخ ہوجاتا ہے پہر وہان سے نکالکر دوبارہ
کچہہ مصالح مجوزہ اپنا ڈالکر بڑے بڑے برتنون مین جوش دیتے ہین بعد جوش کے وہ سرد ہوکر برتنون کی
تہہ مین بیٹہہ جاتی ہے گویا وہ اصل پہٹکری بنجکی الغرض اس پہاڑ مین بڑے بڑے فایدہ کی چیزین حاصل
ہوتی ہین ایسی کہ اور کہین پیدا نہین ہوتی اور سوا اسکے ردی زمین پر کوئی ایسا پہاڑ نہین
ہے جسمین نمک لوہا سونا گندہک پہٹکری مقناطیس شورا گوبلا کلی کے پتہر وغیرہ اسقدر فایدہ بخش
کانین ہون اگرچہ نباتاتی دولت اسمین نہین ہے مگر معدنی دولت بے انداز ہے شورا اگرچہ پنجاب
کے میدانی و شورہ زمین سے بہی ملتا ہے مگر یہان کا شورا بڑا اعلی قسم کا ہے **دہنی چکوال**
دہنی کے ملک مین یہہ قصبہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم یہان کام دیتا
مگر اس پرگنہ کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب شرق کی طرف اسکی پہاڑ غرب کی طرف کہنڈر زمین سخت پہاڑ
سے اثر ہے قوم جاٹ راجپوت لکی زئی مسلمان اسمین رہتی ہین گہوڑا اس پرگنہ کا بہت مضبوط اور
اچہا ہوتا ہے **تلہ گنگ** سندہ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے متصل دریا
سندہ کے بائین کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم کے یہان کام دیتا ہے اس پرگنہ مین
مسلمان قوم اوان بہت رہتی ہین اور ایک پہاڑ سون سوکیسر نام یہان مشہور ہے ہندو کہتے ہین پانڈوان
راجے جب جلاوطن ہوئے تو مدت تک وہ اسی پہاڑ مین رہتے تہے ایک تالاب بہت بڑا دو کوس کے طول
عرض کا یہان موجود ہے جسکو سمندر کہتے ہین پانی اوسکا کہاری ہے اور ایک کنوان گنگا اصل نام پانی اوسکا
میٹہا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار یہان پیدا ہوتی ہے اوسکو سرک کہتے ہین اوس مین
لونگ کی بو آتی ہے مسواکین اوسکی [illegible] جاتی ہین خوشبو اوسکی اس حد تک ہوتی
کہ ایک دفعہ مسواک کرنے سے تمام روز منہ سے خوشبو آتی رہتی ہے تمامسہ کا پہاڑ یہان بہی موجود ہے مگر اب
[illegible] تک نکالا نہین جاتا **خوشاب** یہہ ایک مشہور شہر ہے دو ہزار گہر اور [illegible] دوکان
کی آبادی رنجیت سنگہ کے وقت اسمین تہی اب بہی آبادی اسکی بارونق ہے تجارت کی ترقی [illegible]
[illegible] جانے جاری ہین آبادی اسکی دریا سے جہلم کے دہنی کنارے پر واقع ہے شہر کی عمارات [illegible]
قوم اوان راجپوت سید مگر کوہ کہوکہر جہت وغیرہ اسمین آباد ہے لنگی کہیس سوتی و ابریشمی [illegible]
[illegible] کلکا [illegible] اسمین اچہے بنتے ہین ایک میلہ خوشاب سے شرق کیطرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ
عنایت شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر پانچوین جیٹ کو
تیسرا میلہ مقبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتوین ذی الحج کو چوتہا میلہ شاہ فقیر کی کوٹہی کا اساڑہ کے مہینے مین
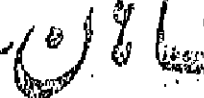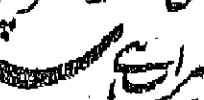
ہوا کرتا ہے **مٹھہ ٹوانہ** خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر یہہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداری و ملکیت وہان بلوچون کی ہے اور آدمی بڑے بدلا ور وبہادر رہتے ہین قصبہ مین دہ ہزار گھر اور بیچ مین کاریز آباد ہین جہان اونکا سب بارانی ہے بارش ہو تو کچہہ پیدا ہو نہین ہوتا **سارنگ کوٹ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سوان کے تیرہ میل سمت جنوب و جنوب مشرق شہر پشاور کے آباد ہے **منکیرا** واقع سندہ ساگر مین یہہ ایک مضبوط و مشہور قلعہ ہے گرد اسکے کچی دیوار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سربلند خان ہے جنے ایسا قلعہ ریگستان یعنی تہل کے زمین مین بنوایا چونکہ اسکے چارون طرف دور دور بسبب ہونے ریتلی زمین کے پانی نہین مل سکتا تھا اسواسطے دشمن اسپر بسہولیت دستیاب نہین ہوسکتا تھا قلعہ کے بانی کی قبر بھی قلعہ کے اندر ہی ہے ہین اور ایک مسجد و پختہ چاہ قلعہ مین تعمیر ہوا موجود ہے قصبہ منکیرا ایک اچہی آبادی کا مکان قلعہ کے اندر آباد ہے جسمین پانسو گہر اور ایکسو دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت پختہ و مستحکم بہت چوڑی ہے احمد شاہ درانی کے وقت علاقہ اسکا کابل کے سلطنت کے متعلق تھا اور اوسی بادشاہ کیطرف سے یہان ایک ناظم مقرر تھا جب وہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو ناظم یہان کا خود سر حاکم بن بیٹھا اور مدت تک حکومت کرتا رہا سنہ ۱۸۲۱ء مین رنجیت سنگہ نے ناظم منکیرا پر بڑی فوج لیکر یورش کی اور ایک مہینے تک محاصرہ رکہا آخر فوج سکہی بسبب بے آبی علاقہ کے بہت تنگ آئی اور عنقریب تھا کہ محاصرہ اوٹہہ جاوے اوسوقت رنجیت سنگہ نے خام کنوئین بیشمار کہودوادی اور فوج کو سیراب کرکے نہایت سختی کے ساتھہ محاصرہ کیا جب نواب نے جانا کہ اب سکہی فوج کے ساتھہ سر اٹہانا مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ رنجیت سنگہ کے حوالی کردیا رنجیت سنگہ نے کچہہ جاگیر بقدر گذارہ اوسکو ڈیرہ اسمعیل خان مین دیدی اور نواب [illegible] منکیرا چہوڑکر ڈیرہ اسمعیل خان مین چلا گیا **قلعہ ودلا** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قلعہ دریاے سندہ کے بائین کنارے سے پنتالیس میل اور ایکسو چالیس میل لاہور سے شمال مغرب کے سمت کو واقع ہے **کارلو والہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ چوبیس میل دہنے کنارے دریاے جہلم اور ایکسو بیالیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے **کالی سراے** یہہ ایک قصبہ اٹک اور راولپنڈی کی سڑک پر اٹک سے بفاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریاے کالی کے کنارے پر آباد ہے یہان ایک قدیمی بادشاہی سراے بڑی مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ سراے دریاے کالی کے پاس ہے اسواسطے سراے دریا کے نام سے موسوم ہوا اور قصبہ کا نام بھی سراے کالا [illegible] ہے **دریاے کالی** ایک چہوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہوا یہان آتا ہے اور یہان سے آگے

جاکر دریاے بہرہ مین جا داخل ہوتا ہی اس دریا کا اگرچہ پاٹ طول مین بہت کم ہی مگر عمیق بہت ہی سراے
کے پاس اسکے اوپر پتھرون کا پل بنا ہوا ہے اور صاحبان انگریز اپنے نقشون مین اس دریا کا نام دریاے
ہمراہ لکھتے ہین اس قصبہ کے شمال مغرب کو ایک کنوان زینہ دار بنا ہوا ہے جسکے نیچے اکثر مسافر اتر کر
جاتے ہین اسکے گرد سے کا ملک کوہستانی و نا ہموار و عجیب ہے **جو یا شجاب** یہہ ایک بڑی آبادی
نمکین پہاڑ کے پاس دریاے سندھ سے مشرق کی طرف قریب پچاس میل کے آباد ہے اس مقام پر بسبب تلاش
صاحبان انگریز کے ایک خاطر خواہ کان کوئلے کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کوئلا نکلنا شروع نہین ہوا
میانی یہہ قصبہ نمکسار کے پاس کے قصبون مین سے ایک مشہور قصبہ ہی عمارت اسکی پختہ اور
اچھا بازار ہے پہلے نمک کی منڈی سکھون کے وقت یہان مقرر تھی اس سبب سے اسکو میانی کہتے تھے
نمک نمکسار سے نکلکر یہان ہی جمع ہوتا اور تلا کرتا تھا سوداگر لوگ خرید کر جا بجا لیجاتے تھے اسلئے اوسوقت
شہرت اور آبادی اسکی زیادہ تھی اب بھی بارونق مکان ہے باغ اور شوالے بہت اچھے بنے
ہوئے ہین باشندے یہان کے اکثر مزدور لوگ ہین جو نمک کھودنے کا کام کرتے ہین اور اسی
آمدنی سے اونکا گذارہ ہے **علاقہ کروشت** یہہ قصبہ چھوٹا سا کچی گلی ہوئی عمارت کا ہے
جسمین پختہ عمارت بہت اور خام کم ہے قصبہ کے اندر ایک مکان ہندون کا تیرتھ گاہ [illegible]
بنا ہوا ہے جسکو دیال پور کہتے ہین ہر سال بیساکھ کو وہان میلہ ہوتا ہی دیسی کپڑے کی یہان منڈی
ہوتی ہے اور ہزار روپیہ کا کپڑا ڈیرہ جات کو بھیجا جاتا ہے **علاقہ لکیان** اس علاقہ
مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے چھوٹے چھوٹے گانو آباد ہین مگر جنگل بار کے اندر ایک مکان گورکھ ناتھ
کر کے مشہور ہے اور ایک اوپر ایک جوگیون کا مکان بنا ہوا ہے جسکو کوہ ٹلہ کی گدی بولتی ہین عید شیوراتری
کے روز وہان بڑا میلہ ہوتا ہے فقیر و انکا گدی نشین میلہ کے روز جسقدر آدمی جمع ہوون فی آدمی دو
روٹی اور آدھ سیر حلوا تقسیم کرتا ہے اگرچہ دنیا دار بھی اسمین بہت ہوتی ہین مگر بڑا اجتماع شیوہ
فقیرون کا ہے پہاڑ کے نیچے ایک پختہ تالاب اور پہاڑ کی چوٹی پر بھی تالاب پانی کے بارش کے
پانی سے بھرے رہتے ہین اور وہ ہی پانی وہان کے لوگون کو سال بھر کے واسطے کافی ہوتا ہی گدی نشین
فقیر اس عہد کا بڑا دولتمند اور لکھ پتی ہے رنجیت سنگھ کے وقت اکثر یہہ باہم بھاری فقرا کی گدی نشینی
کے اوپر تکرار رہی پہلی تھی لاگدی نشین نے چھ ہزار روپیہ نذرانہ دیکر گدی یہان کی سرکار لاہور سے
حاصل کی تھی پہلے اس عہدہ کے پجاری کے لاکھون پنجاب کے سرزمین مین ہین جو ہر سال نذرانہ فقیر کو
بڑی اعتقاد سے بھیجتی رہتی ہین اس پہاڑ کے ٹیلون مین بھی ایک مشہور ٹیلہ اور ہے جسکو بھرات [illegible] کہتے ہین

صاحب ڈپٹی کمشنر شاہپور نے بڑی تلاش کر کر لوہے کی کان دریافت کی اور چھاپہ کا پتھر بھی اوسی پہاڑ
سے نکالا گیا اور امتحان کرنے کے وقت اوس میں پتھر نے چھپائی کا کام اچھا دیا زراعت یہاں کی کل بارانی ہے چاہی
زراعت بالکل نہیں ہوتی اور ایک موضع دیپہ تپہ لکیان میں ایک فقیر کی خانقاہ پر میلہ ہوتا ہے وہان
بھی بڑی ہجوم ہوتی ہے اور ایسے ہی موضع میر سمیری خانقاہ پیر سمیری پر چیت کے مہینے بڑی ہجوم سے میلہ ہوتا ہے
علاقہ لالیان اس علاقہ میں کوئی بڑی آبادی نہیں ہے چھوٹے چھوٹے گانوں میں زمیندار رہا
کرتے ہیں جنگل میں مویشی بہت پلتے ہیں گھی بہت اعلی قسم کا ہوتا ہے بیوپاری خرید کر اور ملکوں میں
لیجاتے ہیں **علاقہ مانکروال** یہ بھی ایک علاقہ دریائے جہلم کے کنارے پر واقع ہے زمیندار
قوم بہت اسمیں زمیندارا کرتے ہیں اور ایک نالہ دریائے جہلم سے نکلا اور موضع سودہ والہ میں ہو کر اوسی کو
آتا ہے اوسی نالہ کی طغیانی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور اوسی نالہ سے زراعتوں کو آبپاشی کرتے ہیں
اور نالہ کے کناروں پر چرخ رہٹ لگا لیتے ہیں موضع شاہ یوسف میں روضہ شاہ یوسف کا کاشی کی عمارت کا
بنا ہوا ہے وہان ہرسال میلہ ہوتا ہے **علاقہ موہانگ** یہ علاقہ بھی ضلع شاہپور کے متعلق بڑا علاقہ
ہے مگر کوئی بڑی آبادی اسمیں نہیں صرف ایک مشہور کھنڈرات یعنی تہہ جنکو اردو میں ٹیلہ کہتے ہیں
موضع شیخ میر کے پاس ہے اوسکو ہوا راجہ پورن سے منسوب کرتے ہیں شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹیلہ کے اوپر ہے
برائے حضرت کے پیسے اور قطعہ و کتبہ اور بہا اوس سے کئی دیگر برآمد ہوتے ہیں اور ایک بڑا غار ہے جہان
ایسا کہ انتہا اوسکا پایا نہیں جاتا اور ایک اور موضع بیان جہانیان شاہ کے مشہور ہے وہان مزار
پیر جہانیان شاہ پاشاہ کے چیتی تاریخ بڑا میلا ہوا کرتا ہے **علاقہ سروکہ** اس علاقہ میں قصبہ سروکہ
بہت اچھا قصبہ ہے اسمیں ہندو دکانیں اور بازار ہے تجارت بھی غلہ کی ہوتی ہے اس علاقہ میں سجی ساہیوال
و ڈیرہ دارہ و ڈھونگت لالیان و لکیان میں بھی بہت بنائی جاتی ہے درخت سجی کا لانہ کہلاتا ہے جو ایک
ہاتھ تک اونچا اوسکا قد اور چھوٹے چھوٹے اوسکے پتے ہوتے ہیں برسات کے موسم میں قدرتی پیدائش
اسکی جنگل میں بہت ہوتی ہے اوسکو کاٹ کر اور جلا کر سجی بنائی جاتی ہے کاٹ کے سکھانے میں سجی بناتے ہیں
زمین میں گڑھا کھود کر اور لانہ اوسمیں ڈالکر آگ لگا دیتے ہیں عرق اوسکا جمع ہو کر تہ میں جم جاتا ہے
جلانے کے وقت پانی کی بڑی حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اوسپر پانی ڈالے تو بخار اوسکا آدمی کو بہت
نقصان پہنچاتا ہے **راول پنڈی** یہ ضلع سندھ ساگر دوآب کے متعلق ہے پنڈی دادن خان سے شمال کو
لاہور سے ایک سو اسی میل شمال مغرب کو واقع ہے آباد ہے سکھوں کی وقت آبادی اسکی تھوڑی اور جو مشہور
نہتی مگر جبسے انگریزی عملداری ہوئی اور صدر مقام چھاونی فوج کی یہاں قرار پائی تبسے بہتی آبادی اسکی

بڑھ گئی اور آیندہ بڑھتی جاتی ہے ہملٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہاں نیا بازار پختہ آباد کیا اور طرح طرح کی خوبصورت
عمارتیں اور دوکانیں بنوائیں کوٹھیاں و باغیں تعمیر کیں اب شہر کی عمارت و بازار پختہ بن گئے ہین اور
بڑی سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گذرتی ہے بڑے بازار مین جو بہت لمبا اور
چوڑا ہے بڑی بڑی دوکانیں اور ساہوکار دوکانیں کرتے ہین اور تجارت کی اسقدر کثرت ہی کہ اگر اس شہر
کو اس علاقہ کا دار التجارت کہیں تو بجا ہے کیونکہ لاکھوں روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ
کو جاتا ہے اور اودھر سے ہند کو آتا ہے یہاں آکر کھلتا ہے نمک و غلہ و ریشم و روئی وغیرہ کا بیوپار بھی بکثرت
ہوتا ہے شہر کے گرد شہر پناہ معہ دمدموں کے بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پرانے وقت کا موجود ہے رنجیت سنگھ
کے وقت ایک بڑی عمارت عالیشان شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی یہاں بنوائی تھی جس وقت کہ وہ کابل
سے بیدخل ہو کر یہاں آیا اور رنجیت سنگھ نے اوسکو یہاں رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر روضہ
حضرت شاہ چراغ ولی کا زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور ہر ہفتہ جمعرات کی رات وہان میلہ ہوتا ہے کل شہر کی
آبادی پندرہ ہزار آٹھسو تیرہ ہی صاحب ڈپٹی کمشنر ماتحت کمشنری جہلم کے یہاں اجلاس کرتے ہین اس ضلع
متعلق سات تحصیلیں ایک صدر راولپنڈی دوسری تحصیل حضرو تیسری تحصیل پنڈی گھیب چوتھی فتح جنگ
پانچوین گوجرخان چھٹی کوہ مری ساتوین تحصیل کوٹھا اور ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار رہکر مال کی تحصیل کرتا ہے
سکھوں کی عملداری سے پہلے گکھڑوں کی حکومت اسملک مین تھی جو اپنے آپ کو کیکاؤس کنیسرو کی اولاد
کہتے ہین اصل حال اونکا یہہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاوری سے اسملک پر قبضہ پایا
تو اوسنے ایک شخص گکھڑ شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے یہان کا حاکم بنایا اوسنے اٹھائیس سال حکومت کی اوسکی
اولاد برابر آٹھ سو برس تک اسملک کے فرمان فرما رہے اس عرصہ مین کبھی وہ خودمختار اور کبھی حاکم کابل یا
دہلی کے باج گذار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام انہین سے بڑا عالی ہمت و صاحب ملک و دولت تھا
اوسکی نسبت اب تک یہہ مصرع زبان زد خاص و عام ہے ؎ درمیان سندھ و جہلم شد مقرب بادشاہ ۱۱۹۹
سکھوں کا تسلط اسملک پر ہونا شروع ہوا و قصبہ دہونگل دیہ والہ جو گکھڑوں کی دارالحکومت تھی وہ سکھوں نے
غارت کر کر اوجاڑ دی سکھوں کے ساتھ گکھڑوں نے بھی بہت زورآزمائیاں اور معرکہ آرائیاں کین مگر اقبال
نے یاوری نہ دی آخر رنجیت سنگھ کا تسلط کامل ہوگیا۔ یہہ ضلع راولپنڈی کا بڑا لمبا اور چوڑا ضلع ہے حد شرقی
ائل شمال اسکو دریای جہلم سے ملتی ہے حد غربی دریای سندھ ہے شمال کیطرف علاقہ ہزارہ جنوب کیطرف ضلع جہلم
خانہ شماری مین ایکہزار چھہ سو دو موضع ایسکے متعلق شمار ہوئی تھی کل ضلع کی مردم شماری کے حساب
مین پانچ لاکھ تریپن ہزار سات سو ساٹھہ آدمی تحریر ہوئے تھے اور پانچہزار نو سو پچانوین میل رقبہ زمین کا

شمار مین آیا تھا اور کل تھانہ پولیس کے اوسمین تھے خاص تحصیل راولپنڈی کا علاقہ کلر سکھو پوٹھوہار کہلاتا ہی
اسکے علاقون مین سے علاقہ چھچھ و کہاٹر بڑی اعلی درجہ کے علاقہ ہین مگر چھچھ کہاٹر سے بھی اعلی ہے زمین
اوسکی صاف و ہموار و زرخیز ہے پٹھان وہان بہت رہتے ہین جو پشتو و پنجابی دونو زبانین بولتے ہین اور
وجہ تسمیہ کہاٹر کا یہہ ہے کہ کہاٹر خان اس قوم کا مورث اعلی تھا جسکے نام سے اب یہہ قوم موسوم ہے
اور علاقہ ہندال و تکھنہ و گہیب تحصیل پنڈی گہیب کے متعلق ہین اونمین سے گہیب کے وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے
کہ منو و سینو و کہیو تین بھائی تھے کہیو کی اولاد مین سے قوم کہیب ہوئے اور منو کی اولاد ٹوانہ مشہور ہے
سینو کی اولاد سیال کہلاتی ہے **حسن ابدال** سندہ ساگر دواب ضلع راولپنڈی کے متعلق یہہ
ایک مشہور مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت حسن نام ایک ولی یہان رہتا تھا اوسی کے نام سے
یہہ مقام مشہور ہے ایک پختہ مقبرہ بھی اس پہاڑ کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے سکھ اسکو پنجہ صاحب کہتے ہین وجہ تسمیہ
یہہ ہے کہ شہر کے متصل چیلات ندی کے کنارے کے اوپر ایک استہان سکھون کا زیارتگاہ بنایا گیا ہے وہان
ایک پتھر کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے سکھ کہتے ہین کہ یہان بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی پتھر پر
نمودار ہوگئی اور قصہ اسکا یہہ کہتے ہین کہ ایکمرتبہ بابا نانک یہان آیا اور شاہ ولی قندہاری بھی جسکا
چلہ پہاڑ کی بلندی پر بنا ہوا ہے پانی مانگا اونھون نے نہ دیا اوسوقت نانک نے اپنی پاؤن کے زور سے یہان پنجہ مارا
اور چشمہ پانی کا جاری ہوگیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا تالاب اور پختہ مندر بنا۔ آبادی قصبہ حسن ابدال
نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بہت سے چشمے سرد و خوشگوار اس پہاڑ
پر جاری ہین تالاب کے اندر مچھلیان کثرت سے ہین شکاری وہان اکثر شکار کہیلتے ہین اکبر بادشاہ نے بھی
اس پہاڑ کو سیر و شکار کے واسطے پسند فرمایا اور ایک قلعہ پختہ بنا کر فوج یہان ماسور کی [illegible]
یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا صدر مقام ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار [illegible]
بہت رہتے ہین سکھون کے وقت ایکہزار گھر اور سردار [illegible] آباد تھے اب بھی [illegible]
مسلمان [illegible] پرگنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آمد و رفت بیوپاریون اور سوداگرون کی کثرت سے
مشہور ہے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کبھی خشک اور کبھی پر آب رہتا ہے برسات کے موسم مین
بہت طغیانی ہوتی ہے **اٹک** یہہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ دریاے سندہ کے کنارے پر بنا ہوا ہے
یہہ قلعہ اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۸۲ ہجری مین تعمیر کیا اور فوج ماسور کی چونکہ یہہ قلعہ مغربی حملون کے
واسطے ایک اٹکاؤ بنایا گیا تھا اسواسطے اسکا نام اٹک رکھا گیا اور پہلی تاریخون مین اسکا نام اٹک
بنارس بھی تحریر ہے چونکہ ایکطرف قلعہ کے پہاڑ ہے اسواسطے دور سے نظر نہین آتا عمارت قلعہ کی

نہایت مضبوط پتھر اور چونے کی بنائی گئی ہے ایسی صنعت سے کہ کل عمارت قلعہ کی ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے یہہ قلعہ عرض و طول میں ڈیڑہ میل اور دو بڑے دروازے شمالی و جنوبی ہیں جنکو
لاہوری و کابلی دروازہ کہتے ہیں اور ایک دروازہ چھوٹا ہے اوسکا نام موری دروازہ ہے
شمالی دروازہ کے اندر سنگ مرمر کے تختہ پر یہہ فرد کندہ ہے سر شاہان عالم شاہ اکبر
تعالیٰ شانہ اللہ اکبر اور دروازہ گوشہ جنوب غربی کے دیوار میں ایک برج بنام آب دزدی ہے اوسکی اندر
دریا کا پانی آتا ہے دریا کے ساتھ ایک خشک پہاڑ ملا ہوا ہے اوسپر پانچ برج رو بہو قلعہ کے بیچ مقابل
قلعہ کے بنی ہوئی ہیں ان برجوں کے اوپر اگر توپ کا گولہ سر ہو تو قلعہ کے اندر ضرر پہنچتا ہے قلعہ کے اندر
کوئی شاہی مکان دیوان عام و خاص و محل شاہی بنا ہوا نہیں ہے صرف جنگی قلعہ مستحکم بنا ہوا ہے جسکے
بارہ سو کنگرے اور پچیس برج ہیں چغتائی و کابلی عہد سلطنت تک اسمیں بادشاہی فوج رہتی رہی پھر
ناظم کشمیر نے حاکم کابل سے باغی ہو کر یہہ قلعہ رنجیت سنگہہ کے حوالہ کر دیا اور سکھی فوج اسمیں رہا کی اب انتظام
انگریزی ہے - قلعہ کے اندر ایک قصبہ پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے جسمیں متفرق لوگ رہتے ہیں آمد و رفت
بیوپاریوں کی اسمیں بہت ہے کہ اوسوقت پانسو گھر اور ایکسو دوکان اسمیں آباد تھی اب بھی آبادی
اوسکی ترقی پر ہے ۔ نور پور شاہان ۔ سندہ ساگر دوابہ ضلع راولپنڈی سے متعلق ہے یہہ
ایک مشہور قصبہ اور مطبوع مقام ہے اور نور پور شاہان اسکا اسواسطے نام ہے کہ مقبرہ حضرت شاہ لطیف بری
کا وہاں زیارتگاہ خاص و عام ہے ہر سال بیساکھ میں بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک ہفتہ تک
برابر مخلوق جمع رہتی ہے یہہ حضرت شیخ خاندان قادریہ اعظمیہ اور سجادات المیر پیر غوث الاعظم کے
مرید تھے قصبہ کی عمارت اکثر پختہ اور تھوڑی خام بازار آباد ہے تجارت کا گرم بازار ہے علاقہ متعلقہ اسکا بہت
اچھا سبز و سیراب ہے ۔ سید پور ۔ ضلع راولپنڈی میں یہہ بھی ایک آبادی مشہور ہے علاقہ
اسکا ایک عجب سرسبز و سیراب ہے درختوں کا کچھہ حد و حساب نہیں ہے پانی جا بجا جاری ہے غلہ کی پیداوار
بکثرت ہوتی ہے ایک مکان عبادتگاہ ہنود کا جسکو رام کنڈ یا لا کہتے ہیں یہاں بنا ہوا ہے ہر سال بیساکھ کی
پہلی تاریخ یہاں میلہ ہوتا ہے ۔ حضرو ۔ ضلع راولپنڈی میں یہہ ایک آباد قصبہ اور تحصیل کا مقام
آبادی اسکی پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار کشادہ ہے زمیندار اسکے عموماً پٹھان اور اس علاقہ میں کاشتکاری
کرتے ہیں پٹھان قوم صرف تاکو دستکاری وغیرہ ہو کر فروخت کرتے ہیں اور ایک فرقہ اس علاقہ میں
اصلی مشہور ہے وہ فاکروبی کا کام کرتے ہیں مگر مردار نہیں کھاتے مسلمانوں کو انکے ساتھ کھانے پینے کا
پرہیز نہیں ہوتا زراعت یہاں کی بارانی ہے خریف بہت ہوتی ہیں باجرہ اور ربیع میں گیہوں کی پیدائش ہوتی ہے

فتح جنگ سندھ ساگر دوآب میں یہہ ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے ۴ میل بائیں کنارہ سندھ
کے سمت جنوب مشرق آباد ہے بازار اسکی پختہ بہت خاص کر بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت غلہ وغیرہ جنس
کی یہاں بکثرت ہوتی ہے اچھے دوکاندار مالدار ساہوکار یہاں سوداگری کرتے ہیں قوم جکھر اور کھٹر
اس علاقہ کے زمیندار ہیں اور تحصیلدار یا اسسٹنٹ صاحب ضلع راولپنڈی یہاں مال کے تحصیل کا کام کرتا
جلال پور یہہ ایک قصبہ دریاے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گرد نواح اسکے ایک گھاٹی
زرخیز و سیراب سرسبز ہے جس میں شعاع اسکی دریاے جہلم سے لیکر کالا نمک تک پھیلتی ہے الفنسٹن صاحب
اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ اسی کے پاس کے میدان میں سکندر اعظم اور راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی مگر
برنس صاحب فرماتے ہیں کہ لڑائی کا یہہ مقام نہ تھا بلکہ یہہ لڑائی جہلم کے کنارے اوس مقام پر ہوئی تھی
جس مقام پر دریاے جہلم سواے برسات کے موسم کے ہر وقت پایاب رہتا ہے اور فوج سکندر کی بھی
اس دریا سے پایاب اوتری تھی اور پنجاب میں داخل ہوا تھا اسوقت سندھ سے ستلج تک کل ملک
پنجاب کا سکندر کے حکم میں آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارات بھی یادگار بنوائی تھی **ندی دور**
سندھ ساگر دوآب میں یہہ ایک ندی جاری ہے پہلے یہہ مظفر آباد کے مغربی پہاڑ سے نکلکر دریاے سندھ
اور جہلم کے درمیانی گھاٹیوں میں جاری ہوتی ہے پھر مشرق سے مغرب کی طرف پچاس میل کا رستہ
چلکر دریاے سرن کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے پھر وہاں سے یہہ دونو ندیاں بشمول ایک دوسرے
کے چالیس میل کے متصل دریاے سندھ میں داخل ہو جاتے ہیں **نالہ ہرو** یہہ ایک
چھوٹا سا نالہ سندھ ساگر دوآب میں جاری ہے پہلے یہہ نالہ کوہ ہمالہ کی بنیاد سے نکلکر اسطرف کو
آتا ہے پھر پہاڑ کے دروں سے شمال مشرق کی سمت کو بہتا ہوا قلعہ اٹک کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طے کرنے
راستے ساٹھ میل کے دریاے سندھ میں بائیں کنارے کی سمت سے شامل ہو جاتا ہے اس دریا کی
راستہ میں اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ندیاں اور چشمے اسکے شامل ہوتے چلے آتے ہیں جنکی امداد سے
یہہ پر آب و مواج ہو کر چلتا ہے **دریاے سوان** یہہ ایک دریا کوہ ہمالہ کے نچلے قطاروں
سے جو کوہ کشمیر کی مغرب کی طرف ہیں نکلتا ہے پھر وہاں سے جنوب مغرب کی سمت کو راستہ لیکر بعد طے کرنے
مسافت اکیاون میل کے قریب بیس میل کالاباغ کے مقام سے نیچے دریاے سندھ میں اوسکے بائیں کنارہ
کی طرف سے شامل ہو جاتا ہے یہہ دریا اگرچہ بہت مقامات سے پایاب ہے مگر تیزی و تندی اسمیں اسقدر
ہے کہ سوار و پیادہ کو طغیانی کے وقت بہا کر لیجاتا ہے اور بڑے بڑے اونٹ بہہ جاتے ہیں پانی اسکا
صاف بھی مائل اور ٹھنڈا اسکی تہہ پتھریلی ہے سردی کے موسم میں بعض مقام پر ایک فٹ بھی زیادہ پانی نہیں

نہین ہوتا مسٹر فلر صاحب ڈایرکٹر افسر رشتہ تعلیم پنجاب اسی نالہ مین ڈوبکر غرق ہوگیا تھا سردی کے
ایام مین اگرچہ پانی اسمین کم ہوتا ہے لیکن تیزی بہت ہوتی ہے **نیلاب** سندہ ساگر دوآب مین
یہہ ایک موضع بائین کنارے دریاے سندہ کے اوس مقام پر آباد ہے کہ جہان دریاے ہرو دریاے
سندہ کے ساتھہ آکر شامل ہوتا ہے دریا کا پانی اسجگہہ بسبب اسکے کہ بہت عمیق اور تیز رو ہے نیلا نظر آتا ہے
اس لیے اس خطہ کو نیلاب کہتے ہین اور آبادی کا نام بھی نیلاب ہے بعض مورخون کا قول ہے کہ امیر تیمور نے بوقت
حملہ ہند کے اسی مقام سے عبور کیا تھا **کوہ مری** راولپنڈی کے ضلع مین یہہ ایک تحصیل کا مقام ہے
آبادی اسکی ایک بلند پہاڑ کے اوپر بائین کنارے دریاے سندہ کے واقع ہے ۱۸۵۱ع مین بسبب سرسبزی
و شادابی و سردی اس پہاڑ کے سرکار انگریزی نے گورہ فوج اور افسرون کے رہنے کے واسطے یہہ
مقام مقرر کیا کہ وہ گرمی کے موسم مین یہان آکر رہین اور پنجاب کی سخت گرمی سے امان پاوین اسوقت سے آبادی اسکی
شروع ہوئی اور بہت بڑی بارکین و بہت سی کوٹھیان و مکانات و بازار آباد ہوگئے آب و ہوا اسکی بہت
خوش اور سرد ملک کی سی موسم معتدل رہتا ہے گرمی نہین ہوتی مسٹر جان لارنس صاحب کمشنر نے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی تھی اب بھی آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے رفتہ رفتہ بہت آباد ہوگئی ہے
گرمی کے موسم مین ہر ایک ملک کا آدمی سوداگر بیوپاری وغیرہ جمع ہوتا ہے اور ہزارہا روپیہ کی سوداگری
ہوتی ہے میوون مین سے زرشک شفتالو اسٹرابری و رس بھری و سیب و ناشپاتی وغیرہ کی پیدایش یہان بہت
ہوتی ہے اور پھول دیسی و ولایتی اور کوہی درخت بھی طرح طرح کے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے
سات ہزار تین سو تیس فیٹ ہی **لیہ** یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سندہ آٹھہ میل تہہ
سے مشرق کی طرف اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسمعیل خان سے ملتان کو جاتی ہے آباد ہے لیہ سندہ ساگر
دوآب ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی علاقہ سے متعلق یہہ ایک آباد شہر اور تحصیل کا مکان مشہور ہے پہلے یہان
ضلع مقرر تھا اب ضلع یہان سے اوٹھکر [illegible] ملاگیا اور یہہ تحصیل ماتحت ڈیرہ اسمعیل خان کے یہان قرار پائی آبادی
اسکی دریاے سندہ کے ایک شاخ کے کنارہ پر بڑے دریا سے بفاصلہ چھہ کوس شرق کی طرف شہر لاہور سے دو سو
میل غرب و جنوب کی سمت کو واقع ہے برسات مین دریاے سندہ کی طغیانی اسطرف کو بہت ہوتی ہے
اور اچانک پانی بارہ کوس تک پھیل جاتا ہے اسواسطے زمیندار جو دریا کے قریب رہتے ہین وہ سر کے
لکڑیان زمین مین گاڑکر اوسکے اوپر ڈالکر گھر بنا لیتے ہین شہر لیہ مین تجارت بہت ہوتی ہے اور
بیوپار تیل و جھنڈے و شکر و گوڑ و ریشم و اون و روئی و کپاس و لوہا و تانبا و گھی کا اسقدر ہے کہ اوس
علاقہ مین کہین مروج نہین قصبہ کی چھہ ہزار آبادی ہے اور بازار اسکا بہت کشادہ ہے

پہلے نالیان دوکانداری کرتے ہین خیل زئی و بارک زئی و بلوچ آہین۔ یہ بستی ہین شہر کے
پاس کھجور و شاہتوت و آم کے درخت بہت ہین **دریا خان** سندھ ساگر دوآب ضلع ڈیرہ
اسمعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندھ کے بائین کنارے پر آباد ہے اسمین تحصیل اور تھانہ
ڈیرہ اسمعیل خان کے ہے **کوٹ سلطان** سندھ ساگر دوآب ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی حصہ
مین بائین کنارہ دریاے سندھ کے ملتان سے چھ میل سمت شمال و غرب آباد ہے **بھکر** سندھ ساگر
دوآبہ ڈیرہ اسماعیل خان ہی کے ضلع کے متعلق ہے ایک قصبہ [illegible] دریاے سندھ کے
مقابل بستی ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے اندازاً چالیس میل کے آباد ہے بہت بڑی آبادی کا قصبہ ہے اور
پانچ ہزار آدمی اسمین بستا ہے **سیالوالی کچھی** یہ ایک علاقہ ہے گذشتہ سندھ ساگر دوآب مین متعلق
ضلع بنون کے جو دریاے سندھ کے پار ہے واقع ہے زمانہ سابق مین اسکی سرداری اور علاقہ بلوچ
تھا اور کچھی پنجابی لغت مین دریا کے کنارے کو کہتے ہین اسواسطے اس ملک کا نام کچھی مشہور ہے و کچھی
تاریخ اس ملک کی اگرچہ دستیاب نہین ہوتی مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سکندر اعظم کے عہد تک یونانی
یہان پہنچے تھے بعد ازان گکھڑ آباد ہوئے ہمایون شاہ کے وقت گکھڑون نے بادشاہ کو بہت مدد دی اور
عداوت سے شیرشاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت انکو برباد کرکے ملک سے نکال دیا اور قوم اونکا
وجاٹ علاقہ مشرقی کی طرف آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے عہد مین گکھڑون کی سرپرستی
کی اور حکومت اس ملک کی مسمیان سلطان مقرب گکھڑ کو دیکر اونکو سلطانی کا خطاب عطا کیا
اور سلطان مقرب نے شہر معظم نگر آباد کیا اور اسکی زیست تک یہی دارالحکومت تھا سلطان مقرب کے
مرنے کے بعد اوسکی اولاد مین کثرت سے خونریزیان ہوئین اور آپس کے نااتفاقیون کے سبب سے یہ قوم
کمزور ہوگئی اور جاٹی افغانون نے اس ملک مین دخل پا لیا عالمگیر اورنگ زیب کے وقت دوبارہ حکومت
یہان کی مبارز خان گکھڑ کو ملی اور خطاب سلطانی بھی ملا مگر بسبب فساد اوسکے بھائی بندون کی حکومت اونکو
قرار نہ پائی اور سیالزئی افغان بلوچی قابض و دخیل ہوگئی [illegible] جہان افغان ناظم احمد شاہ درانی
کے حکم سے یہان آیا اور شہر معظم نگر کو اوسی سبب سے کہ گکھڑون سے لوٹ کر ویران کردیا اور ملک سے
بھی بہت زیادتیان کین اور سرکار معاملہ بھی وصول کیا جب کابل کی سلطنت مین ضعف آیا تو رنجیت سنگھ کے
باپ مہان سنگھ نے کئی مرتبہ اسپر یورشین کین اور اوسکے بعد حافظ احمد خان ومحمد خان حاکم منکیرہ کے
بار بار حملے کرتے رہے اور یہ ملک دونون مین رہا آخر جب قلعہ منکیرہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین آیا تو یہ ملک
بھی اونکے قبضہ مین آیا اب انگریزی سلطنت کے ماتحت ضلع بنون کے ہے اس خطہ کی زمین دو حصون پر

منقسم ہے ایک ریگستان یعنی تھل دوسری کچھی یعنی پست زمین جو کہ ہر سال دریای سندھ کے طغیانی سے
سیراب ہوتی ہے مگر ریگی زمین نہایت کم آب و غیر آباد ہے اس زمین کے اندر سوا سندھ کے تھل اور ریگ
کے اندر سے پانی کے پاس نکلتا ہے اور کنوا بھی اکثر عام یہ پایا جاتا ہے — خاص میانوالی کوئی بڑا
شہر نہیں مگر بباعث وارد ہونے افسری اور تحصیل کے نام اسکا بہت مشہور ہوگیا ہے اصلی بانی اس قصبہ کا
میاں علی فقیر ابن شیخ ملا فقیر تھا اتک بھیاں کے لوگ اوسکے خاندان کے مرید چلے آتے ہیں پہلی پہل آکر
اپنے رہنے کا مکان یہاں بنایا اور یہی قصبہ میانوالی کے نام سے مشہور ہوگیا ورنہ فی الحقیقت
نام اس خطہ کا کچھی ہے اس موضع کے پاس موضع بلوخیل کلاں ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے اور یہ دونوں
کے آپس میں ملے ہیں **داؤد خیل** سندھ ساگر دو آب ضلع بنوں پرگنہ میانوالی میں ایک مشہور
قصبہ ور آباد مقام ہے خانہ شماری اسکی ساتھ سو ستر ہے اسمیں پانسو [illegible] کاشتکار اور اکیس
غیر کاشتکار ہیں قوم افغان و سید اسمیں بستی ہیں علاوہ اسکا سر سبز و شاداب ہے **[illegible]**
ضلع بنوں پرگنہ میانوالی میں ہے ایک آباد قصبہ ہے کل بارہ موضع اسکے ساتھ شامل ہیں کل ایکہزار
تین سو اٹھاون گھر تعلقہ کے شمار میں آتے ہیں سرہنگ میانہ قوم اسمیں بستی ہے بارہ ہزار آٹھ سو روپیہ
اسکی کل آمدنی ہے **پپلاں** یہ بھی پرگنہ میانوالی میں ایک علاقہ ہے کل بارہ موضع اسمیں شامل
ہیں ایکہزار دو سو آٹھ خانہ شماری اور بارہ ہزار نو سو اسی مالگذاری ہے متفرق قوم افغان بلوچ جاٹ
اسمیں بستی ہے **ڈنگی** یہ ایک قصبہ بڑی آبادی پرگنہ میانوالی ضلع بنوں میں واقع
ہے اسکے ساتھ دو موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے اسکی کل خانہ شماری چھ سو چھ اور چار ہزار نو سو اٹھاسی
مالگذاری ہے افغان سرہنگ کی اولاد اسمیں بستی ہے **کندیاں** پرگنہ میانوالی میں یہ زرخیز
علاقہ ور آباد مقام ہے چار گاؤں اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے خانہ شماری اسکی ایکہزار نو اور
اکتیس ہزار ایکسو اکیس روپیہ مالگذاری ہے سنبل پٹھان و جاٹ اسمیں رہتے ہیں **موچھ** پرگنہ میانوالی
کچھی میں یہ آباد قصبہ ہے اسکے ساتھ سات موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمیں تین ہزار تین سو چار گھر
آباد ہیں اور تینتیس ہزار دو سو چھیاسی روپیہ مالگذاری ہے تاجہ خیل و سید و قریشی و جاٹ اسمیں بستی ہیں
موسیٰ خیل ضلع بنوں تحصیل میانوالی کچھی میں یہ قصبہ مشہور و معروف مقام ہے دو گاؤں
اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمیں ایکہزار اکسٹھ گھر اور بارہ ہزار چار سو اکتیس روپیہ مالگذاری ہے
قوم افغان سرہنگ وغیرہ اسمیں بستی ہیں **واں بھچراں** یہ ایک قصبہ بہت آباد پرگنہ
میانوالی میں واقع ہے اسمیں پانسو نوے گھر آباد ہیں اور چار ہزار نو سو اکیاسی روپیہ کی مالگذاری

ہے قوم بھڑ اسمین رہتی ہے اور اونہین کے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے **بھرولی** میان والی کچہری
کے علاقے مین یہہ قصبہ واقع ہے اور یہہ موضع ملکر یہہ ایک تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین سو نوے گھر آباد ہین
اور دو سو ننیانوین روپیہ مالگذاری ہے افغان اور جاٹ ملی ہوی قوم اسمین رہتی ہے **مظفر گڈہ**
قسمت ملتان کے متعلق یہہ ایک آباد قصبہ اور ضلع کا مسکان ہے آبادی اسکی سندہ ساگر دوآب مین
اونیس میل مغرب جنوب مغرب ملتان سے اور دو سو پچاس میل لاہور سے اوسی سمت کو واقع ہے پہلے
اس ضلع کی کچہری خانگڈہ مین ہوتی تھی اور اوسی نام سے یہہ ضلع مشہور تھا مگر بسبب اسکے کہ یہہ شہر خانگڈہ
سے زیادہ تر آباد تھا کچہری ضلع کی یہان آگئی اب تین تحصیلین اس ضلع کے متعلق ہین ایک حضور
تحصیل مظفر گڈہ دوسری تحصیل سیت پور تیسری تحصیل کوٹ ادو ہوا اور کل ضلع کی مردم شماری
دو لاکھ اکیاون ہزار ایکسو چار ہے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی نواب مظفر خان ملتانی شہید نے بنا ڈالی تھی
اور قلعہ تعمیر کیا اوسکی زندگی تک یہہ قصبہ خوب آباد رہا جب نواب نے رنجیت سنگہ کی لڑائی مین شہادت
پائی اور سکہی فوج ادہر آئی تو یہہ قصبہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا ٹکڑے کی محتاج ہو گئی اور تمام لوگ
اپنے گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہو گئے ایک مدت کی بعد امن ہوا تو دیوان ساون مل کے وقت دوبارہ
آبادی اسکی ظہور مین آئی اب انگریزی عملداری مین بسبب مقرر ہونے ضلع کے اور بھی رونق اسکی
بڑہ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی پر ہے **خانگڈہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک
قصبہ دریاے چناب کے دہنے کنارے ملتان سے بیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے پہلی ضلع مظفر گڈہ
کی کچہری اسی مقام پر ہوتی تھی اب ضلع یہان سے اوٹھ گیا آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوی بازار بارونق
اور غلہ کی تجارت بکثرت ہے **کوٹ ادو** سندہ ساگر دوآب مین دریاے سندہ کے بائین
کنارے پر ہے نوے میل اور ملتان سے چھتیس میل بسمت شمال مغرب آباد ہے یہہ قصبہ اگرچہ عمارت خام ہے مگر
اچھا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع مظفر گڈہ کے یہان کام کرتا ہے **سیت پور** ضلع مظفر گڈہ دوآبہ
سندہ ساگر مین یہہ قصبہ بارونق و آباد مقام ہے تحصیل کی یہان کچہری ہوتی ہے افیون اور کسوم کی
پیدایش بہت ہوتی ہے اور کہجور کے پیڑ بکثرت ہین **رنگپور** یہہ قصبہ سندہ ساگر دوآبہ مین بسا ہوا
ہے اور قدیمی مکان ہے کہتری زمیندار یہان بکثرت رہتے ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت ایک
سکہ دیوان سنگہ نام اسپر قابض ہو گیا اور قدیمی پختہ مسجد کو گرا کر اوسکی قلعہ بنوایا مگر جب تیمور شاہ احمد شاہ
کے بیٹے کے وقت یہہ علاقہ ملتان کے نواب کے سپرد ہوا تو نواب نے دیوان سنگہ کو یہان سے نکال کر اپنا تسلط
جمایا اور قلعہ گرا کر دوبارہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگرچہ ریگستانی ہے مگر غلہ کی پیدایش مین لاثانی ہے

یہہ قصبہ رانجھے کی معشوقہ ہیر کا سسرال تھا اور وہ یہان سیدا نام کہیڑے کے ساتھ بیاہی گئی تھی تھوڑی مدت
کے بعد رانجھا جوگی بنکر یہان آیا اور اوسکے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سیدا نے ہیر کو طلاق دیدی

چھٹی قسم دریاے سندھ کی پار کے ملک کی شہرون اور قصبون کے بیان مین

اس تقسیم مین ایک حصہ قسمت ڈیرہ جات کا بیان تحریر ہوا ہے بعد ازان ضلع پشاور و کوہاٹ کا ذکر کیا
گیا ہے قسمت ڈیرہ جات کو علاقہ دامن کوہ بھی کہتے ہین جو کہ مابین دریاے سندھ و کوہ سلیمان کے واقع ہے
لمبائی اسکی ملک سندھ کی حد سے تین سو میل لمبا اور عرض اسکا ایک جگہ سے مختلف چوڑا ہے مگر وسط کے مقام پر
عرض اسکا ساٹھ میل شمار مین آتا ہے اور اسمین ڈیرہ اسمعیل خان و فتح خان و غازیخان وغیرہ بڑی بڑی
بستیان اور شہر واقع ہین زمین متعلقہ اسکی تین قسم کی ہے اول ریگستان جسکو اس ملک کی زبان مین تھل
بولتے ہین دوسری خشک بنجر زمین ہے اسمین بجز چھوٹی جھاڑیون کے سوا کوئی بڑا درخت کم پیدا ہوتا
اور اگر ہو تو بہت نہین پہلتا گہاس کی پیدایش مطلق نہین ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین یہہ ہے
تو وہ جو دریاے سندھ کے طغیانی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جسکو پہاڑی نالون کے ذریعہ
سے پانی ملتا ہے اسمین بڑی بڑی پیداوارین غلہ وغیرہ کی ہوتی ہین اور زمیندار بڑے فایدے اوٹہاتے
زمین آب و ہوا اس ملک کی مختلف حصون مین متفاوت ہے مگر گرمی کے موسم مین گرمی زیادہ ہوتی ہے اس
علاقہ کے جنوبی حصہ کی زمین مین بڑا مشہور شہر **ڈیرہ غازیخان** یہہ شہر لاہور سے جنوب
مغرب کی طرف قریب ۲۰۰ سو میل پر دریاے سندھ کے کنارے سے قریب ۴ میل پرا ہے پہلی اس آبادی
کے مقام پر دریا بہتا تھا جب دریا شرق کی طرف کو چلا گیا اور زمین پیدا ہوئی تو غازیخان قوم مراثی
نے جو مال و مویشی بہت رکہتا تھا اسجگہ ڈیرہ لگایا اور جب اسنے دیکھا کہ یہان مال پھیلایا اور سکونت اختیار کی چونکہ
موقع بہت اچھا تھا یہان ایک گانوں کی آبادی کی بابرن بادشاہ کے عہد مین بنا ڈالی اور اپنے نام پر
ڈیرہ غازیخان اسکا نام رکہا چونکہ غازیخان بانی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سبب سے
روز بروز اسکی رونق بڑہتی گئی اور تمام اوس سرزمین مین جو دریاے سندھ سے دامن کوہ تک ہے سوا
اسکے اور کوئی بستی نہین ہے جسکو شہر کہا جاے اخیر عملداری مغلیہ اور بہاول خان مین اکثر اس شہر
کی رونق جاتی رہی تھی عہد سکہون مین کچھہ رونق ہوئی پھر عملداری سرکار انگریزی مین خوب آبادی
ہوگئی کہ یہہ شہر بہت آباد ہوگیا ہے اس شہر مین مکانات کثرت سے تعمیر ہوئے ہین مقام صدر ضلع و چھاؤنی
فوج کی بنائی گئی اور ایک کشادہ بازار غرب کی طرف شہر کے بنوایا گیا جہان اول قلعہ بنا ہوا تھا وہان

برسات کے موسم میں ہر اتوار کے روز وہاں میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سایہ دار درخت
لگائے ہوئے ہیں شہر بند سے دریاے سندھ جانب شرق تخمیناً فاصلہ ۹ میل تھا ۱۸۵۶ء میں دریا شہر
کے قریب آگیا تھا سرکار انگریزی نے دو بند بنا کر شہر کو بچایا اس شہر میں برتن کانسی پیتل کی و پارچات
ابریشمی بہت عمدہ بنتے ہیں شہر ڈیرہ غازیخان کے متعلق اکثر مزارات ہیں جنکا ذکر اس موقع پر ضرور ہے
اول خانقاہ پیر عادل جو مزار شہر ڈیرہ غازیخان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اصلی نام اسکا سید عادل
تھا سنہ ۹۶۹ ہجری میں شہر بغداد سے اسطرف آئے اور کفار کے ساتھ جہاد کر کے انکو قتل کیا عادل کا خون
انکو ادھر قوم سے ملا ہے جس قوم سے انھوں نے عوض خون ایک گھوڑا کے اپنے بیٹے سید علی پر قصاص
جاری کیا باوجودیکہ حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر سنہ ۹۹۶ھ میں انتقال کیا
سردار انکی تاریخ وفات ہے سید علی انکے فرزند مقتول کی قبر بھی بنی ہوئی ہے نواب غازیخان نے حضرت
کے مزار پر بہت روپیہ خرچ کیا اور روضہ عالیشان بنوایا مرید اس خاندان کے بشمار اس علاقہ میں ہیں
اور ہر ماہ چیت بروز دوشنبہ یہاں میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ و محکم شاہ
حضرت کی بھائی کی اولاد اب سجادہ نشین ہیں دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا جد حال
کر قاسم شاہ باپ نورنگ شاہ کا سندھ سے اسطرف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ میں سر کو
پیشہ عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہو گیا روضہ اسکا بنا ہوا موجود ہے تیسری خانقاہ شاہ لال
کمال کی جنکا انتقال سنہ ۱۰۶۹ میں ہوا اور ڈیرہ غازیخان میں دفن ہے یہ بزرگ صاحب ولایت و کرامات
تھے چوتھی خانقاہ شیخ احمد کرم علی کی یہ بزرگ اورنگزیب عالمگیر کے وقت فوت ہو کر یہاں دفن ہوا
گیا اور مزار سنجیدہ بنا ہے ضلع ڈیرہ غازیخان منجملہ اضلاع پنجاب کے دریاے سندھ کے پار واقع ہے کل رقبہ
چار ہزار نو سو باون میل مربع ہے طول اسکا ایک سو نوے میل اور عرض پینتیس میل شرقی حد ضلع ہذا
پر دریاے سندھ جاری ہے دریا کے اسطرف جانب شرق علاقہ تحصیل لیہ متعلق ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے
جنوب کی طرف ضلع مظفرگڈھ و علاقہ نواب بہاولپور کا ہے غربی حد اس ضلع کی کوہستان ہے جو ملتی ہے سلسلہ
کوہ سلیمان و کوہ ... ہوئے ہیں میدان دامن کوہ کا اس ضلع کے ساتھ متعلق ہے جہاں سے پہاڑ شروع
ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیکب آباد و سندھ کے
علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملحق ہے چار تحصیلیں اس ضلع کے
ساتھ متعلق ہیں ایک ڈیرہ غازیخان خاص دوسری جامپور تیسری راجن پور چوتھی سنگھڑ جو سنہ ... میں بنایا گیا
ان ضلع کے ساتھ متعلق ہیں بتفصیل ذیل تحصیل ڈیرہ غازیخان ایک سو بیانوے موضع تحصیل جامپور

ایکسو ستر تحصیل راجن پور ایکسو سینتیس تحصیل سنگھڑ ایکسو چالیس چار لاکھ چھتیس ہزار نوسو اکیس روپیہ مالگذاری
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو چالیس کل ضلع کی مردم شماری ہے کل ضلع شمالاً و جنوباً دو علاقون
مین منقسم ہے ایک علاقہ سندھ دوم علاقہ سجادہ اور جو زمین دونو علاقون کے درمیان ہے اوسکو وندا او کہتے ہین
علاقہ سندھ وہ ہے جو دریا کے قریب ہے اور سجادہ غربی طرف کا علاقہ دریاے سندھ کے پہلے متصل ضلع
نظام والہ غربی طرف اس قصبہ کے جاری تھا اور سمات سوہنی کمہاری جو مہین وال نام شخص پر عاشق
ہوکر ہر روز دریا کے پار رات کو اپنے دوست کے ملنے کو گھڑے کے اوپر تیر کر جاتی تھی اسی موضع
نظام والہ مین رہتی تھی آخر اوسکے ماں باپ کو خبر ہوگئی تو وہ پختہ گھڑا اوس جگہ سے جہان اوسی جنگل
مین چھپا رکھا ہوا تھا اوٹھا لاے اور کچا گھڑا رکھ آئی جب وہ مقررہ وقت پر وہان پہنچی اور دیکھا کہ
گھڑا کچا بجاے پختہ گھڑے کے رکھا ہے تو وہ اپنے دوست کے عالم محبت مین مست ہوئی ہوئی اوسی
کچے گھڑے کو لیکر دریا مین گئی فی الفور کچا گھڑا پانی مین گل گیا اور وہ غرق ہوگئی پنجاب مین یہ قصہ
بہت مشہور ہے بلکہ شعرا نے اسکے عشق کے بیان مین کئی کتابین بزبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہین
اور طالبان عشق اوسکو بڑی شوق سے پڑھتے ہین۔ پھر وہانسے دریا ہٹتا ہٹتا قصبہ کے شرق کی طرف
آگیا ہے دریاے سندھ کا اس ضلع مین کمال زور ہے بارش کے دنون مین کوسون تک پانی پھیل جاتا
جا بجا زمیندارون نے اپنے بستیون کی حفاظت کے لیے بند باندھ رکھے ہین اور چوڑا اسقدر ہو جاتا
کہ تمام روز مین کشتی ایک طرف سے دوسری طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اپنے تموج کے خوف
سے زندگی سے نا امید خدا کے فضل پر بھروسا کئے ہوئے کشتی مین بیٹھے ہوئے ہوتے ہین اس ضلع مین
بڑا بھاری میلہ خانقاہ سخی سرور سلطان کا ہے جہان بہت لوگ دور دور ملکون سے قافلے کے قافلے
باجا گاجا چیت مین حضرت کے مزار پر مقام لگا ہوا آتے ہین پچیس تیس ہزار سے کم آدمی میلہ مین حاضر
ہوتے دوسرے درجہ پر میلا محمد فاضل صاحب کے مزار کا جو راجن پور مین ہوتا ہے اسمین بھی بہت خلقت
دور دور سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب چشتی کے خانقاہ کا چوتھے خواجہ نور محمد صاحب
چشتی کے مقبرہ کا یہ چار میلے گویا ایسے ایسے ہین جنکی ثانی تمام پنجاب مین نہین ہین قوم بلوچ اس ضلع
مین زیادہ رہتی ہے جنکا مذہب مسلمان ہے ہندو بہت کم ہین اور مسلمان ہندوونکو ایک حقارت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین نواب غازیخان جسکا بنایا ہوا ڈیرہ غازیخان ہے قوم میرانی بلوچ اس ضلع پر متصرف حاکم تھا وہ
باجگذار شاہ دہلی کا رہا اور صوبہ ملتان کی حکومت اسپر تھی وہ سنہ نوسو ہجری مین مرگیا تو غازیخان
اوسکا بیٹا جانشین ہوا اور خاندانی رواج آیندہ کیلئے قرار پائی کہ ہر ایک پشت مین ایک جانشین کا نام غازیخان

اور بعد وفات اوسکے حاجی خان مقرر رہے چنانچہ پشت بہ پشت ریاست اسی خاندان میں رہی اور نوبت بنوبت غازیخان و حاجی خان جانشین ہوتی رہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندھار نے غضب
اس علاقہ میں آیا بلوچون نے ناحق اوسکی لشکر میں دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہوکر بلوچون
سے قتل کا حکم نافذ کیا ڈیرہ غازیخان کے رعایا کو لوٹ لیا اوس غارت و قتل میں اس خاندان کو بھی سخت
نقصان پہونچا اور ازان بعد کسقدر مدت کے بعد ریاست اس خاندان سے منتقل ہوکر محمود گوجر کے گھر میں
چلی گئی کیفیت اوسکی یہہ ہے کہ محمود مذکور یوسف قوم گوجر جو کچھہ علم بھی پڑھا ہوا تھا معرفت محمد و قم
پیشہ غازیخانی کی غازیخان پانس نوکر ہوا اور اپنی ہوشیاری کے ذریعہ سے مقرب و ہمنشین خان کا بن گیا جب وہ
مر گیا تو حاجی خان بیٹے اوسکے روبرو وزیر و مشیر و مدار المہام بنا رہا حاجی خان مر گیا تو غازیخان اوسکا
خورد سال تھا اوسوقت محمود کے دل میں طمع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جاوے اسواسطے اوسنے غلام شاہ
کلہوڑہ حاکم سندہ کے ساتھہ سازش کرکے اوسکو طلب کیا وہ فی الفور فوج لیکر چڑھہ آیا اور ڈیرہ غازیخان
میں پہونچکر غازیخان خوردسال کو قید کر لیا اور بدلے اوسکے ایک رقم کثیر کے محمود کو بعہدہ ریاست وہ نیابت مقرر کیا یہ قصہ
سنہ ۱۱۸۳ ہجری میں ہوا اور ریاست غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخر کو غلام شاہ کے قید میں
بعمر خوردسالی سنہ ۱۱۹۴ میں مر گیا اور نعش اوسکی سندہ میں دفنائی گئی بعد ازان غازیخان کی اولاد میں
کوئی شخص باقی نرہا محمود خان گوجر کے عہد میں یہہ ملک شاہ کابل کے متعلق ہوگیا اور تیمور خان بادشاہ کیطرف سے
حاکم اس علاقہ کا مقرر کیا جاتا وہ مر گیا تو برخوردار خان اوسکا برادر زادہ جانشین ہوا مگر اوسکی وہ عزت
نہوئی اور بادشاہ نے خاص نواب کابل سے اسملک کا انتظام کیا اور بار وقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی
آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے منکیرہ فتح کیا تو اسطرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور بھاگ
گیا رنجیت سنگہ نے تمام یہہ ملک بطور اجارہ معہ کچھی نواب بہاولپور کو بعوض چار لاکھہ روپیہ سالانہ کے
دیدیا تھا پھر دیوان ساونمل ناظم ملتان کے سپرد رہا اب زیر حکومت سرکار انگریزی ہے شہر ڈیرہ اسمعیل

یہاں پہلے مقام ایک ویرانہ جنگل تھا عرصہ تخمینا آٹھہ سو برس کا ہوا ہے کہ داود نامی ایک بلوچ قوم نا ہڑ
علاقہ ہرند سے اٹھہ کر بسبب فراط گھاس کے یہان سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے یہان چرنے کو چھوڑ دی
چونکہ گھاس یہان بکثرت تھی اور مویشی دار زمیندار بھی وہان آکر سکونت کرنے لگے اور روز بروز رونق
آبادی کی ہوتی گئی چونکہ داود خان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت جال کا لگایا ہوا تھا اس بستی کا نام
داود جال مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ بگڑ کر داجل قرار پا گیا ازان بعد قوم سانگی دلکاہ وہار و دسوبرہ و دیگر
وہ نوبرزہ و ملہنی و ڈانڈلہ و سیو وغیرہ اسجگہ آکر آباد ہوتی گئیں اور شہر کے باہر بھی الگ بستی تجویز ہوئی اور

قوم کڑاڑ ہنہ دیکھی آکر سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی درخت جال کی خشک ہوئی ہوئی ابتک
کھڑی ہی کہتے ہیں کہ یہہ وہی جال کا درخت ہے جسکے سایہ کے نیچے کھیل داؤد آکر بیٹھا تھا عمارت
اسکی بہت سی خام ہے اور تھوڑی سی پختہ بازار اسکا سرکار انگریزی کے عملداری میں گڈ آکر بنایا گیا
اور پھر ایک دوکان کا تھڑہ پختہ تعمیر ہوا تاکہ اسجگہہ موسم گرما میں دھوپ سخت پڑتی ہے بازار اوپر
سرکی وغیرہ سے چھپایا ہوا ہے خانہ شماری اس قصبہ کی ایکہزار آٹھسو اونچاس اور مردم شماری [illegible]
چھہ سو ترانوے ہے اس قصبہ میں صراحی گلدان و آبخورہ وغیرہ ظروف گلی کے بہت عمدہ بنائے جاتے ہیں اور پھر لاکھ
اور گلی چوبی کھیس سوتی تحفہ بنتے ہیں تربوز و خربوزہ خوشگوار و شیرین پیدا ہوتا ہے گاؤں جلی وغیرہ مشہور
ہوتے ہیں [illegible] ہیں ایسی کوٹھیاں بنا ہوا ہیں ان سکار پور سندہ کے بیوپاری ہوتی تھیں اور وہ لوگ
یہاں کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بھیجتے تھے [illegible] اور بادام وغیرہ یہاں لاکر فروخت کرتے [illegible]
سکھوں کی عملداری میں بسبب زیادتی محصول کے وہ بات جاتی رہی پانی کی اس شہر میں اکثر اوقات
بڑی دقت ہوتی ہے کیونکہ جسقدر چاہات اس شہر میں ہیں اونکا پانی تلخ ہے پینے کے لائق نہیں ہے ایک
بڑا تالاب جام باہر شہر کے جانب شرقی اور دو تین تالاب خورد خام بنائے ہوئے ہیں اونمیں پانی بارش
اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اوسیسے پانی آدمی اور چوپایات پیتے ہیں جب پانی نہیں رہتا تو مقام ہرند سے جو بارہ
کوس اس مقام سے ہے نالے کھود کر بڑے نالے سے پانی لاتے ہیں بوقت خشکی پانی کے بڑی دقت ہوتی
ہے بعض اوقات موضع ہرند کے رہنیوالے پانی لالاکر فروخت کرتے ہیں اور عجب طرح کے کرتے ہیں البتہ
جب پہاڑ سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہیں ایک تالاب پختہ جو سرکار نے بنا دیا ہے اوسکا پانی
لوگ بھرتے ہیں اور عام و خاص اسمیں نہاتے ہیں اس شہر میں باغ کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی درخت سایہ دار
ہے اس گاؤں کی حد کے اندر ایک خانقاہ [illegible] کے جانب غرب بفاصلہ چھہ کوس ہے [illegible] بہت بڑا
ہے اور صاحب مزار مشہور ولی ہے **شہر جام پور** یہہ شہر خاص ڈیرہ غازیخان سے بفاصلہ تیس میل سمت
جنوب واقع ہے شروع آبادی کا پتا اول معلوم نہیں ہوتا صرف اسقدر دریافت ہوتا ہے کہ عرصہ
چھہ سو برس کے مسمی جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا روز
آبادی سے برابر آباد رہا کبھی ویران نہیں ہوا عمارتیں پختہ اور بلند ہیں جام بانی شہر کی اولاد سے کوئی شخص
باقی نہیں ایکہزار پانسو ستانویں خانہ شماری اور دو سو پچاس دکانیں اور سات ہزار سات سو [illegible] مردم شماری
ہے یہہ شہر بعد شہر ڈیرہ غازیخان کے اس ضلع میں بہت آباد اور بارونق مشہور ہے ۱۸۶۹ء میں سرکار انگریزی
نے ایک بازار پختہ بنوایا بازار اکثر جگہ سے کشادہ اور موسم گرمی میں چھت پوش کر دیتے ہیں [illegible]

گرمی سے امان میں رہیں اس شہر میں چوبی کام بہت اچھا بنتا ہے اچھی اچھی کھلونے اور ڈبیا اور گلاس
اور پایہ پلنگ چوبی بانہوں میں بیلو یا پر افیون اور نیل کا بہت ہوتا ہے ہندو اس شہر میں بہت رہتی ہیں بہ نسبت
مسلمانان ہیں یا دستدار رشیدہ رہیں اور ہندؤن کا لقب کراڑ ہے اور جانب غرب شہر کے مکان تھانہ و تحصیل
کچا بنا ہوا ہے اور عمارت عمدہ ہے تحصیلدار وہاں کچہری کرتا ہے اور شرق کی طرف نالہ سون جاری ہے
اوسکے کنارے پر درختان سایہ دار بکثرت لگی ہوے ہیں باشندگان شہر اتوار کے روز نالہ کے کنارے پر جمع
ہوکر سیر کرتے ہیں گویا آٹھویں روز یہاں میلہ ہوتا ہے بڑے بڑے ساہوکار ہندو اس قصبہ میں رہتے ہیں
جنکا بیوپار دور دور ملکوں میں جاری ہے اور مسلمانوں میں خاندان قوم جھکڑ کا قدیمی ہے ملکیت اونکی
بہت ہی اور اوسی خاندان سے ملک فتح محمد ذیلداری عہدہ رکھتا ہے اور چودہری ولی رام لکھی ہندو
کا مقدم و ذیلدار ہے سادات کا خاندان بھی نامور ہے جنمیں سے سلطان شاہ نامی آدمی ہے یہ قصبہ متعلق
ضلع ڈیرہ غازیخان اور مقام تحصیل ہے اس قصبہ میں ایک مقبرہ فقیر مسن شاہ کا مشہور ہے یہ بزرگ
نواب غازیخان کا ہم عہد تھا ماہ ربیع الاول میں یہاں میلہ ہوتا ہے اور مزار شہر سے جانب شرق واقع ہے
دوسری خانقاہ شیخ لعل سرور انکی جانب جنوب ہے عرصہ چارسو برس سے یہ بزرگ یہاں مدفون ہے۔

قصبہ راجن پور یہ قصبہ درعرصہ ایکسو سترہ برس کے مخدوم شیخ راجن بخش نے آباد کیا اور
اپنے نام پر راجن پور نام رکھا یہ راجن بخش اجارہ دار اسملک کا تھا اور آبادی سے اسکی رونق ہے
دو ہزار چار سو اونتیس اسکی مردمشماری اور سات سو اٹھائیس گھر اور ایکسو دوکان ہے سرکار انگریزی کی
عملداری میں جب قصبہ مٹھن کوٹ کو دریا نے گرا یا تو محکمہ اسسٹنٹی و تحصیل و تھانہ اوس قصبہ کا اٹھ کر
یہاں آگیا انگریزی فوج کی چھاونی بھی اسمقام پر ہے ایک رسالہ سواران اور کچھ پیادہ فوج یہاں رہتی ہے
ایک جیلخانہ قیدیون کا بھی یہاں بنا ہوا ہے گویا یہ جگہ ایک حصہ ضلع کا ہے صاحب اسسٹنٹ کمشنر ماتحت ڈپٹی کمشنر
ڈیرہ غازیخان کے یہاں عدالت کا کام کرتا ہے ان سب باتون کے ہونے سے رونق اس قصبہ کی روز بروز
ترقی پر ہے ایک بازار پختہ اس قصبہ میں شروع عملداری میں سرکار انگریزی کے سیدھا کرکے بنوایا تھا جو نقشہ سا
معلوم ہوتا ہے ایک خیراتی ہسپتال بھی یہاں بنا ہوا ہے شہر میں غلہ و پارچہ سفیدی وغیرہ اجناس کی تجارت
ہوتی ہے شہر کے گرد نواح میں چند باغات بھی ہیں جنسے قصبہ کی زینت زیب ہو اور ایک کنشی باغ [illegible]
ہیں ہے۔ اس قصبہ [illegible] شمال ایک [illegible] چار دیواری یہاں [illegible]
جات عمر وغیرہ [illegible] ہوکر یہاں [illegible]
ہیں ڈپٹی صاحب [illegible] وہ سب گرا دیگی

سکے اندر رہتی تھی کوئی بڑی آبادی اور آرامگاہ اس قوم کے لئے پہاڑ سے نکلکر نہ تھا اسواسطے مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے عہد میں بعرصہ پنجاہ سال ہوئی بھرام خان تمندار قوم مزاری نے پہاڑ سے نکلکر اسکی آبادی
کی بنیاد رکھی اور نام گانوکا روجھان جسکے معنی بلوچی زبان میں آرامگاہ ہے رکھا اب دو ہزار سات سو
تین آدمی اسمیں رہتے ہیں قوم مزاری سب سے زیادہ ہیں ہندوں کے دوکانیں کچھ پختہ و خام بنے ہوئے ہیں
شہر پناہ صرف خام بنا ہوا ہے اب امام بخش خان تمندار نے اگلی آبادی سے بطرف غرب بفاصلہ ایک میل
کے نئی آبادی کرکر اوسکا نام نیا روجھان رکھا ہے اوسمیں اپنے رہنے کے محلات پختہ اور پختہ مسجد عالیشان
بنوائی ہے اور ایک بنگلہ حکام کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اوس جنگل میں گل بہار سے مشہور
نظر آتی ہے آبادی درخت بہت ہیں باریان کوہی کی اس گانو میں بکثرت بہت فربہ ہیں سو کے گھر اور دوکانیں
اسمیں بنیے ہیں قصبہ آسودہ حال ہے لگادہ ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے متعلق یہ ایک مشہور آبادی
دامن کوہ میں مقام ڈیرہ غازیخان سے جانب غرب بفاصلہ تیس میل کے ندی کے کنارہ پر آبادی مشہور ہے
اس گانو کی صرف حضرت سید احمد سخی سرور سلطان کے مزار کے سبب سے ہوا اور یہ خانقاہ پنجاب میں مشہور مزار
ہے پوڑیان یعنی پشتہ شمالی خانقاہ کا فی کے اندر ہے دروازہ کلان اوسکا جنوب کی سمت کو آبادی اسکے ساتھ
ملا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول یہ خانقاہ پختہ بنوائی پوڑیان پختہ دیوان لکھپت رائے جسپت رائے سرد فتر
صوبہ لاہور نے بعہد نواب ذکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے بنوائیں جنکے حویلیان لاہور خاص میں ابتک مشہور
موجود ہیں غربی دالان میں مزار حضرت سخی سرور کی ہے چند ستون عالیشان زیر سقف کھڑے ہیں چراغ
ہر وقت صبح و شام دن رات جلتا رہتا ہے شمال غرب کے گوشہ میں بابا نانک کا مکان بنا ہوا ہے جہاں آکر
قیام کیا تھا اور جانب شرق دوسری کوٹھڑی میں بی بی بائی جو زوجہ سخی سرور کی تھیں ایک چرخہ رکھا
جسپر سوت کاتتی تھیں تیسری کوٹھڑی اندر ہی میں ہندوں کے دیوتا بھیرون کا مقام بنا ہوا باہر کے
مکان کے غرب کی طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اوسی جانب غرب باہر
چار دیواری سے درخت کنڈہ سبز کھڑا ہے مجاور لوگ کہتے ہیں کہ یہاں گھوڑی کی حضرت کی باندھی گئی
تھی جال کی جگہ کیلا اگاڑی کا اور کنڈہ کی جگہ کیلا پچھاڑی کا تھا اور حضرت کی کرامت سے دونو کیلے
سبز ہوکر درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک مکان سید راو دین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا ہے
اور ایک اور مکان پختہ شیخ دہوڑ کے نام سے موسوم ہے ان دونوں مکانوں میں قبر کوئی نہیں ذرا تھوڑا
فاصلہ پر خانقاہ سے بجانب غرب سمی نور و اسحاق کی دو قبریں ایک بلند ٹیلہ پر بنی ہوئی ہیں یہ دو شخص حضرت
سرور کے دوست تھے پھر اوسکے جانب شرق دو قبریں میاں علی و عثمان کے ہیں یہ دونو بھی حضرت کے

حضرت کے ہمنشین اصحاب تھے خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گوجر کا پختہ بنا ہوا موجود ہے
کہ بانی اوسکا منجملہ معتقدین تھا۔ انکا اسلاف جو ہے یہ ثبوت پہونچا کہ سید احمد سخی سرور کا باپ سید زین العابدین
بغداد سے ۵۲۰ ہجری مین داخل ہند ہوا اور بمقام شاہکوٹ متعلقہ ملتان قیام پذیر ہوا اسی پیرا قوم کھوکھر زمیندار
گاؤن کے نے اپنی لڑکی مسمات عائشہ اوسکے نکاح مین دی اور اوسکے بطن سے سید احمد سخی سرور پیدا ہوا جب
زین العابدین ۵۳۵ھ مین مر گیا تو سید احمد برادران خانزاد اوسکے مزاحمت سے تنگ آکر بغداد کو چلا گیا اور
حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ مودود چشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی پھر تھوڑے
سے وقت چند ہی بمقام دھونکل متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام رکھا پھر ملتان مین آیا اور حاکم ملتان نے اپنی
لڑکی کی شادی اس سے کر دی جسکا نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبد الرزاق کی لڑکی کے ساتھ
ہوئی پھر سید احمد لاہور مین گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر شاہکوٹ آکر سکونت اختیار کی
ہزارہا آدمی شہرہ کرامت کا سنکر خدمت مین حاضر ہوئی جب شہرت اسکی برادران خالہ زاد کو پہنچی تو
اونہون نے چاہا کہ اسکو قتل کر ڈالین جب سید احمد کو اونکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبد الغنی اپنے
بھائی و بی بی بائی زوجہ و سید سراج الدین خورد سال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنون سے گھر سے نکل آیا اور
اس مقام پر جہان اب خانقاہ بنی ہے عین جنگل مین قیام پذیر ہوا مگر برادران خالہ زاد نے پیچھا نہ چھوڑا اور بڑا
اجتماع کر کر ان پر آ پڑے اور حضرت کو مع بھائی و فرزند و بی بی بائی کے شہید کر دیا اور حضرت بعد شہادت
کے یہان دفنائے گئے شجرہ حضرت کا اسطرح حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ پہونچتا ہے کہ سید احمد بن
زین العابدین بن سید عمر بن عبد اللطیف بن سید بہاء الدین بن غیاث الدین بن بہاء الدین بن صلاح الدین
بن زین العابدین بن سید عیسیٰ بن صالح بن عبد الغنی بن سید جلیل بن خیر الدین بن ضیاء الدین بن داؤد
بن عبد الجلیل بن موسیٰ بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حسب بعد مدفون ہونے حضرت کے
تین شخص ایک مسمی گوہر جسکو جذام کی بیماری تھی اور دوسرا مسمی جیون نابینا قوم لنگاہ و احمد خان افغان
جو نامرد تھا یہان آئے اور تینون اچھے ہو گئے وہ تینون اسی خانقاہ کے مجاور ہو گئے اور اب تمام مجاور اونہی
تینون کی اولاد مین سے ہین مجذوم کی اولاد قوم کلانگ اور نابینا کی اولاد قوم منہن اور پٹھان کی اولاد
قوم شیخ کہلاتی ہے تعداد ان مجاورین کی ہمیشہ ایک ہزار تین سو پچاس رہتی ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو ایک
مرجاتا ہے یہ بھی ایک کرامت حضرت کی مشہور ہے معتقدین سید احمد سرور کے پنجاب کے ملک مین لاکھون
آدمی ہین ماہ بیساکھ و جیٹھ مین ہزارون آدمی قافلون کے قافلے شہر جالندھر و ہوشیارپور و گورداسپور
و سیالکوٹ و گوجرانوالہ و گجرات و منٹگمری و ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ سے آتے ہین غرض پنجاب مین اسکے

بزرگ کی مانتا گھر گھر ہوتی ہے جہلا بے علم لوگ بہت معتقد ہین علما کا اعتقاد اسطرف نہین کیونکہ یہ شخص بقول اہل تواریخ
شیخ متوسل ہین بزرگ کے گانو کا نوشہر شوہر اوسکا نام لیکر گدائی کرتے ہین ہمیشہ ماگھ کے مہینے کی تاریخ چودھوین کو
میلہ ہوتا ہے تجارت مویشی کی ہوتی ہے اس روز کے میلے مین چالیس ہزار سے کم آدمی نہین جمع ہوتے
کل جمع موضع لنگاہ کے تمام مجاوران خانقاہ کے معاف ہین ہندو مسلمان دونو قومین حضرت سے اعتقاد
کامل رکہتے ہین ہندو یہان اکثر زناربندی کی رسم ادا کرتے ہین اور مسلمان اپنے بچون کے جونڈے یعنی
سر کے بال یہان آکر اوتروا تے ہین پانی کی یہان بڑی قلت ہے کوئی چاہ میسر نہین نالہ پانی کا جو
خانقاہ کے پاس ہے خشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم مین جاری ہوجاتا ہے لوگ پانی کے واسطے
چھوٹے چھوٹے چاہ لگا کر پانی لیتے ہین تھوڑی سی مٹی دور کرنی سے پانی نکل آتا ہے مجاور لوگ دور سے
پانی اونٹون اور بیلون پر لاد کر لاتے ہین اور گران قیمت سے فروخت کرتے ہین چنانچہ ایک گھڑا
پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک چاہ مسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر نے بنوایا ہے یہان ہندؤون کو بھی
حضرت سے اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے مردون کی ہڈیان گنگا مین لیجاتا جب نہین پانی چار یعنی ہوتا
تو اوسمین ڈال دیتے ہین باشندگان موضع لنگاہ ہندو مسلمان سب اسبات کو سبب ادب حضرت
کے چار پائی پر نہین سوتے صرف ایک چار پائی تمام گانو مین ہے جسپر مسلمان اپنے مردون کا جنازہ
قبر پر لیجاتے ہین سالانہ تمام ایک قسم کا چھینٹہ یا ساڑہ دو دیگین کلان یہان رنگا کر تقسیم کیجاتی ہین ایک قسم
کا نام بانکی ہے اوسمین گور اتھنہ مین گہی پانچ سیر دلیہ گیہون کا بیس من ہوہ وغیرہ تک مین پڑتا ہے
دوسری دیگ کا نام لنگر کی دیگ ہے اوسمین گوشت بین من روغن تین دو من دلیہ گندم کا آٹھ من پیاز
وغیرہ مین تیار پڑتا ہے جب یہ دونو دیگین پک جاتی ہین سب مردم کو تقسیم ہوجاتا ہے --

موضع تونسہ یہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان نہایت مشہور بستی ہے اگرچہ گانو چھوٹا سا ہے
مگر سبب مزار خواجہ سلیمان چشتی کی جو یہان واقع ہے مشہوری کثرت سی ہے یہ خواجہ سلیمان خلف ذکریا خان
قوم افغان گوت جعفرون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگ انکے خراسان سے آکر علاقہ گرہ واقعہ
کوہستان باغستان مین سکونت پذیر ہوئی جو تونسہ سے جانب غرب کوہ گرگوجی مین واقع ہے ۱۱۴۳ھ مین خواجہ
سلیمان پیدا ہوئی اور نام انکا تارا رکہا گیا جب یہ بالغ ہوئی تو شوق علم کا دامنگیر ہوا اور کوٹ مٹھن مین
جاکر علم پڑہا چھبیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہو کر خواجہ نور محمد مہاروی کی خدمت مین جاکر مرید
ہوئی پیر روشن ضمیر نے نام انکا سلیمان خان رکہا مدت تک اپنے پیر کی خدمت مین رہکر تکمیل پائی
۱۱۹۹ھ مین بعہد دہلی و اجمیر تک جاکر پیران عظام کے مزارات سی مستفید ہوئی پہر اپنی وطن گرگوجی کو گئی

وہانسے واپس آکر تونسہ مین مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت وکرامت مین یہانتک ہوئی کہ دور دور
لوگ آکر مرید ہوئی ہزارون بیعت سے مستفید ہوئی صدہا روپیہ روزانہ حضرت کو نذرانہ حاصل ہوتا تھا اور
وہی روز غربا وفقرا کو تقسیم کر دیا جاتا لنگر حضرت کا ہر وقت جاری تھا نواب والی بہاولپور بھی انکا
مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد ہے لایق لڑکا تہا مگر وہ اونکے روبرو فوت ہوگیا سنہ ۱۲۶۷ ہجری مین خواجہ محمد سلیمان خان
فوت ہوگئے اور حجرہ نشستگاہ مین دفنائے گئے بجائے اونکے خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین انکا حیات
ہین نواب بہاولپور نے روضہ حضرت کا پچاسی ہزار روپیہ خرچ کرکے تعمیر کیا اور غلام مصطفی خان گورانی
ملتانی نے مجلس خانہ پختہ عالیشان بنوایا جسپر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے چاہ وغیرہ
عمارتین بصرف دو ہزار پانسو روپیہ کے بنوائین اور عمارتین پختہ مسجد وغیرہ خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین نے
خود تعمیر کی ہین اب بھی اس خانقاہ پر بڑی رونق ہے لنگر جاری رہتا ہے اور کارخانہ بڑی ریاست
کے طرح ہے امارت ودولتمندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر وروزینہ مقرر نہین ماہ
صفر کے ساتوین تاریخ یہان بڑا میلہ ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے ــ

دائرہ دین پناہ آبادی اس قصبہ کی اگرچہ دریاے سندہ کے شرقی کنارہ پر ہے مگر بسبب اسکے
کہ یہہ قصبہ متعلق ضلع ڈیرہ غازیخان کے ہی اس حصہ مین اسکا حال زیب اندراج پایا یہہ ایک قصبہ دریاے
سندہ کے بائین کنارہ سے دریا سے بفاصلہ پانچ کوس اور ملتان سے بسمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل
قصبہ لیہ کے سڑک کے اوپر آباد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتین اچھی اچھی بنی ہوئی ہین تجارت
بہت ہوتی ہے سکہون کے ظہور سے اول ایکہزار گھر اور ایکسو دوکان اسمین ہے مگر مہان سنگہ سکہ چک نے
اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ ویران ہوگیا پھر رنجیت سنگہ کے وقت
جب صورت امن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر سیراب وزرخیز
و سرسبز ہے دریاے سندہ ہر سال اوسکو سیراب کر دیتا ہے پیدائش غلہ کی بہت ہوتی ہے روئی اور نیل
کی بھی زراعتین بہت ہوتی ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا اسکی
متعلق محال تھا اب علاقہ اسکا سنگہڑ کے متعلق ہے بانی اس قصبہ کا کوئی پٹہان تھا اوسنے پختہ قلعہ وباغ و
حویلیان یہان بنوائی تھین اس قصبہ کے رہنے والے اب بھی اکثر پٹہان ہین جو زبان پشتو سے بھی واقف
ہین اوسنے ایک آبادی اپنی نام کی دریاے سندہ کے اسطرف بھی آباد کرائی تھی مگر وہ آبادی بسبب
پے درپے آنے سیلاب کوہی کے ویران ہوگئی تھی اب وہان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور گانو اسی
نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا دائرہ دین پناہ اس سبب سے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حسین قوم سید

بخاری حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین اوچی کی اولاد مین سے ایک ولی کامل تھے اونکو شوق جہان گردی کا ہوا تو ہندوستان کو گئے اور مکہ و مدینہ مین سات برس تک رہے پھر اسطرف کو آکر اس قصبہ مین سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ولی خدا دوست تھے ہزارون آدمی اونکے مرید ہوگئے یہان تک کہ یہہ قصبہ بھی اونہین کے نام سے موسوم ہوگیا یہہ حضرت اول مسمات سوہاگن زوجہ اکو کے گھر رہا کرتے تھے جب مسمات رانی سوہاگن کے دختر کی شادی مسمی بکھوکول کے ساتھہ ہوئی تو سوہاگن کے پاس کچھہ جہیز دینے کا نہ تھا حضرت نے فرمایا کہ ہم رانی کے دہیز مین جاتے ہین چنانچہ لڑکی کے ساتھہ بکھوکول کے گھر آگئے حضرت کو کشتی مین بیٹھہ کر سیر کرنے کا بہت شوق تھا کشتی حضرت کی سوا ہی پانی کے خشک زمین مین تیرتے جاتے تھے بعد وفات یہان دفنائے گئے بعد ایک سال کے برادران اکو نے خفیہ صندوق حضرت کا نکالکر دریا پار کی بستی مین لے چلے بکھو کو خبر ہوگئی اور اوسنے صندوق روک لیا برادران اکو کو خواب مین اشارہ ہوا کہ تم ایک صندوق بناکر علیحدہ مکان مین رکھو ہم وہان خود آجائینگے چنانچہ اونہون نے صندوق بنوایا اور علیحدہ مکان مین رکھہ دیا دو ساعت کے بعد دیکھا تو نعش حضرت کی اوسمین موجود پائی چنانچہ اونھون نے الگ روضہ بنایا اب دریا کے وار پار دو روضے بنے ہوئے ہین اس پار اولاد بکھو کی اور اوسطرف اولاد اکو کے مجاور ہین مرید اس خاندان کے ہزارون لوگ ہین ہر سال ماہ چیت ہر ہفتہ جمعہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت مین چار دن جمعہ کے روز چار میلے ہوتے ہین۔

قصبہ حاجی پور

یہہ قصبہ نواب حاجی خان غازی خان کے بیٹے کا آباد کیا ہوا دریای سندہ کے دہنے کنارے ستائیس میل اور ملتان سے بسمت جنوب مغرب پچانوین میل واقع ہے پانی یہان کا اچھا ہے طرح طرح کا غلہ یہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریان و نیل و پوست بویا جاتا ہے افیون کثرت سے نکالی جاتی ہے اس قصبہ مین ایک خانقاہ خواجہ نور محمد نارووالہ کی بہت مشہور ہے اور مزار پر انوار قصبہ کی آبادی سے جانب جنوب پختہ بنی ہوئی ہے یہہ مزار سنہ [illegible] مین اسلام خان داؤد پوترہ شہدوا نواب بہاولپور نے تعمیر کی اور روضہ عالیشان بنوایا شرق کے طرف روضہ کے ایک عالیشان دالان مجلس و سماع کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پختہ لائق تعریف ہے پہلے یہہ بزرگ بستی میان والی مین سکونت پذیر تھے وہانسے یہان آکر قیام کیا یہہ بزرگ سنہ [illegible] ہجری مین پیدا ہوکر اور ملتان مین جاکر علم فارسی و عربی و تصوف پڑھا سنہ [illegible] مین فارغ التحصیل ہوکر خواجہ نور محمد مہاروی الہ چشتی کے خدمت مین جاکر مرید ہوئے چند سال مین تکمیل پائی اور چند مدت بمقام نارو قیام رکھا اسواسطے نور محمد نارووالہ مشہور ہوئے وہانسے حضرت کو زمینداران قصبہ حاجی پور اپنے یہان

یہ آدمی تھے بزرگی رات کو کبھی نہیں سوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے سنہ [illegible] میں بعمر ستر برس کے
حضرت نے انتقال کیا شاندار اور پختہ روضہ بنایا گیا روضہ کے تین دروازے شرقی جنوبی شمالی ہیں
اور دروازہ جنوبی بہشتی مشہور ہے جو محرم کی ۶ - اور ۷ - تاریخ کو کھلا ایک برس کے بعد کھلتا ہے اور
اوسی روز میلہ ہوتا ہے تمام لوگ اوس دروازہ سے عبور کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ مولوی عزیز اللہ
نام ایک یار حضرت کا کہا اوسنے بعالم واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ میں
کھڑے ہوئے دیکھا تھا اوس وقت سے یہ بہشتی دروازہ مشہور ہوا ۲۱ - جمادی الاول کو جس روز حضرت کا
انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہوتا ہے حضرت کی اولاد سے اب میاں غلام رسول سجادہ نشین ہے
حاجی پور میں حال خاندان میانصاحب مذکور کا قابل تحریر ہے سو اسطی لکہا جاتا ہے کہ یہ خاندان ایک
صاحب عزت وجاگیردار اس قسم میں ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ اپنا حضرت عباس عم پیغمبر صاحب علیہ السلام
کے ساتھ ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہارون رشید خلیفہ عباسی کی اولاد میں سے ہیں قریشی
عباسی قوم کی روایت ہے کہ میاں محمد رشید اعلیٰ انکا مع اپنی برادری کے شہر حلب سے اوٹھکر علاقہ ٹھٹھ
وا علاقہ سندھ میں آیا اور بادشاہ سے کلہوڑی کا علاقہ جاگیر میں پایا وہ مرگیا تو محمد داؤد اوسکا بیٹا صاحب الامر
جانشین ہوا محمد داؤد دو بھائی تھے داؤد کی اولاد داؤد پوترہ کہلاتے ہیں اور اوسی میں سے
نواب صاحب بہاولپور والی بہاولپور ہے اور محمد دوسرے بھائی کی اولاد سے میاں آدم شاہ صاحب
صاحب کرامت میں سے تھا اوسکی بیعت جہانگیر کے ساتھ ہوئی اور اوسکا مقبرہ سکھر میں مشہور ہے
اوسکی اولاد میں سے میاں نصیر محمد صاحب بلکہ مال ہوا اور یہانتک ترقی کی کہ شہر حیدرآباد سندھ
بھی اوسکی حکومت میں آگیا اور بعد [illegible] برسوں تک بعد نصیر محمد کے یار محمد وغلام شاہ فرمان فرما رہے
اور غلام شاہ [illegible] غلام شاہ نے سندھ سے [illegible] کالہ باغ تک ملک فتح کرلیا نواب غازیخان کو جو [illegible]
[illegible] غلام شاہ قندہار [illegible] سندھ کو لے گیا اور محمود خان کو حکومت دی گیا
غلام شاہ کے بعد [illegible] اوسکا بیٹا عبدالنبی اوسکا بیٹا جانشین ہوا عبدالنبی ہمیشہ نا اتفاقی اپنے وزرا
امرا سے ہوگئی دو شخصوں کو اوسنے قتل کرادیا باقیماندہ نے اوسکو ریاست سے نکالدیا وہ احمد شاہ بادشاہ
خراسان کے پاس گیا اور اوسکی بادشاہ نے اوسکو مدد دیکر دوبارہ ریاست حیدرآباد پر قابض
کیا جب بادشاہی فوج واپس گئی تو وزرانے دوبارہ اوسکو ریاست سے بیدخل کردیا وہ دوبارہ بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے عبدالنبی کو چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ میں دی اور
حکم دیا کہ جب تک تمہارا قبضہ سندھ پر نہ ہو جائیگا [illegible] گذارہ کرو چنانچہ عبدالنبی نے حاجی پور میں سکونت

اختیار کی جب نصیر خان بروہی نے سوم حصہ قصبہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اوسکو دیدیا ایکسال کے بعد بادشاہ نے سندھ پہ چڑھائی کی امیران سندھ نے بادشاہی امرا کی بہت خاطر کی اور روپیہ کے زور سے ملک بچایا امیرون نے ایک زبان ہوکر بادشاہ کو یہہ صلاح دی کہ اب موسم گرمی کا آگیا ہے واپس ہونا مناسب ہے سردی کے موسم مین پھر سندھ پہ یورش کرکے عبد النبی کو ریاست دلا دیجائیگی چنانچہ بادشاہ واپس چلا گیا اور پھر اتفاق سلطنت آپکا نہوا اور عبد النبی نے حاجی پور مین ہی قیام رکھا نواب بہاول خان نے اپنے وقت مین تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کرلیا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ اس ریاست کی رئیس سے پہلے چار ہزار پانسو سالانہ پھر نو ہزار روپیہ سالانہ لیتا رہا اس زمانہ مین پنشن گانو اس جاگیردار کے قبضہ مین ہین اور بیس ہزار دو سو پچیس روپیہ سالانہ آمدنی ہی — عبد النبی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ ۱۲۵۲ھ مین مرگیا اور احمد یار خان اوسکا بیٹا مالک بنا اور ایزد یار خان اوسکا بھائی گذارہ پاتا رہا احمد یار خان کے بعد خان محمد خان جاگیردار قرار پایا وہ مرگیا تو عطا محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بھائی اوسکے گذارہ پاتے ہین اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنواز خان کے لقب سے ملقب ہوتا ہی اور یہہ لقب سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تھا — سوای انکے بزرگون کا خطاب چلا آتا ہے اور وجہ اس خطاب کی اچھی طرح دریافت نہین ہوئی اس خاندان کے لوگ عموما شیعہ مذہب ہین اور سکھون کی طرح سر کے بال بڑہاکر سر کے اوپر جوڑا باندہ رکھتے ہین تماکو حقہ کبھی نہین پیتے ہزارون آدمی اس خاندان کے مرید ہین اونکا بھی یہی طریق ہے گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ رکھتا ہی ایک چھوٹا سا تخت بناکر اور گاو تکیہ لگاکر بیٹھتا ہے تعظیم کسیکی نہین دیتا اگرچہ ریاست جاتی رہی ہے مگر ٹھاٹ نہین گیا موضع جھوک وترا یہہ چھوٹا سا گانو متعلق تحصیل غازی خان کی دریا کے کنارہ پر آباد ہے آبادی خام ہے پیداوار غلہ کی ہوتی ہی یہان ایک خانقاہ خواجہ محمد کرم کی مشہور ہے یہہ بزرگ خواجہ محمود بن یعقوب قوم علائی پٹھان تھے ۱۱۰۱ھ ہجری مین انہون نے انتقال کیا سبب دریا بردی کے چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا آخر یہان مدفون ہوے ہین اور ۱۲۲۰ھ ہجری مین یہ روضہ بنوایا گیا ہر دو بزرگ صاحب کرامات تھے اونکی اولاد سے میان فتح محمد صاحب علم و فضل سجادہ نشین موجود ہین موضع شاہ صدر الدین یہ گانو تحصیل ڈیرہ غازی خان بارونق آبادی کا ہے جو خاص مشہور ہی اس گانو کی حضرت شاہ صدر الدین سہروردی کی نام سے ہے جنکا مزار بھی پختہ یہان بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت بہاء الحق ملتانی کے مرید تھے ہرسال ماہ چیت مین میلہ ہوتا ہے اس گانو مین پان دین غلہ و افیون کا ہوتا ہے موضع ہرنڈ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک قصبہ پہاڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اچھی اوس سڑک پر جو ڈیرہ غازی خان سے

کیچ گونڈ کو جاتی ہے واقع ہے عمارت کچھ پختہ اور کچھ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے
علاقہ اسکا اگرچہ جنگلون سے بھرا ہوا ہے مگر جانور قسم اعلی پیدا ہوتے ہین شکار جنگلی بکثرت ہے ایک قلعہ
بھی یہان بنا ہوا تھا دیوان ساونمل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شطرنجی اونی اور قالین
عمدہ تحفہ بنتا ہے پہلے تحصیل سرکاری ماتحت ضلع ڈیرہ غازیخان کے یہان رہتی تھے اسکی ملحقہ علاقہ
مین کنوؤن کا پانی تلخ ہے لوگ دریا و بارش کا پانی تالابون مین جمع کر رکھتے ہین اور وہی پیتے ہین جال کے
درخت یہان بکثرت ہوتے ہین اور اونکا پھل جسکو پیلون کہتے ہین شیرین ہوتا ہے گرمی کے موسم مین وہی پیلو
لوگون کی خوراک ہوتی ہے یہان ایک خانقاہ موضع سیرپور سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقع ہے اوس
بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اونکا نام اسحاق کہتے ہین یہہ مزار سرا ناہی کہتے ہین کہ یہہ شخص حضرت
رسول اللہ کے اصحاب سے تھے جب محمد قاسم نے اسلام پر حملہ کیا تو یہہ شہید ہو کر یہان دفن ہوئے — ٭ —

موضع سیت پور

یہہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان کے ہے پہلی آبادی اسکی دریا کے اسطرف
تھی اسبب روگردانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہو گئی ہے گانو کی آبادی اچھی
ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانو کے لوگ آسودہ حال ہین اسمین ایک خاندان سادات کا نامی ہے
اونکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ خاندان اولاد سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری
کی ہے جنکا روضہ شہر اوچ مین زیارتگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد مین سے شیخ سید حسن بخاری سیت پور
مین آکر قیام پذیر ہوا چونکہ مرد ولی و خدا پرست تھا ہزارون لوگ اوسکے مرید ہو گئے قوم لنگاہ نے جنکی حکومت
ملتان مین تھی اپنی لڑکی اونکو دی اور بہت سا ملک جہیز مین دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناہڑ اس
علاقہ پر حاکم ہوئے تو اونہون نے بھی عزت و آبرو اس خاندان کی قایم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود اسکا
بیٹا شیخ محمد راجو ہوا اوسنی بعہد بادشاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی
حکومت اونکو بطور صوبہ مل گئی یہہ شیخ محمد راجو نے اسملک کو بہت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دمندی و نالہ قطب
و نالہ مبارک و نالہ قادر الا کہون روپیہ خرچ کر کر کہودوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی
بھی بنا رکہی اور ہزارون چاہ کہودا کر زمیندارونکو دیدیئے سوای شہر راجن پور کے اونس گانو وسنے
اور آباد کر کے تمام علاقہ کو زرخیز کر دیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کبیا تھا اوسکا بیٹا شیخ مخدوم محمد راجو اسکا
بیٹا مخدوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت پر قابض ہین اب بھی اکتیس گانو مین اس خاندان کی ملکیت
موجود ہے اور ہزارون لوگ مرید ہین

بستی نیاہ علی

یہہ بستی ضلع ڈیرہ غازیخان کے
متعلق ہے اس گانو مین ایک خاندان میان بہنی بخش کا ہی مورث اعلی اس خاندان کا مسمی سلطان [illegible]

چار سو پچاس برس ہوئے کہ سندھ سے اس علاقہ میں آکر علاقہ ہرند میں سکونت پذیر ہوا اور ملتان میں جاکر خواجہ بہاؤ الحق ملتانی کا مرید ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کرامات مشہور ہوا قوم گورچانی اوسکے مرید ہوگئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اوسکا بیٹا سلطان طیب ثانی اوسکا بیٹا دوست محمد اوسکا بیٹا شاہ علی ہوا اوسنے سنگھ گانو آباد کیا اور سکونت وہان اختیار کی اوسکا بیٹا دوست محمد ثانی اوسکا بیٹا شاہ علی ثانی اوسکا بیٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا پختہ بنا ہوا موجود ہے اور عاقل محمد جانشین حال صاحب عزت دار و کرسی نشین ہے ملکیت اوسکی چند دیہات میں ہے **نور پور** ڈیرہ غازیخان کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سندھ ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس کے جنگل میں ایک دریائی جانور رہتا ہے جسکو لودڑ کہتے ہیں اوسکے بدن پر پشم بہت ہوتی ہے نہایت نرم و ملایم لوگ اسکو مار کر اوسکے چمڑے کی پوستین بناتے ہیں رنگت اوسکی خاکی اور گرم بہت ہوتی ہے ایک کہال کے دو روپیہ قیمت ہوتی ہے **سنگھر** یہ ایک مشہور و معروف قصبہ شمال ضلع ڈیرہ غازیخان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ میں بمقام سنگھر ڈیٹہ کچہری تحصیل کی ہوتی ہے اصل میں سنگھر ایک پہاڑی نالہ کا نام ہے جسکے نام سے یہ علاقہ موسوم ہے اور اوسی کے پانی سے یہ کل علاقہ سیراب ہوتا ہے چاہی زمین اسمین بہت کم ہے گیہون جوار کی پیدایش بہت ہوتی ہے گہوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور عمدہ ہوتا ہے **ہوڑا** قسمت ڈیرہ جات میں یہ ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنے کنارے سے دس میل اور ملتان سے پینتالیس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے **ہتھالی** قسمت ڈیرہ جات میں یہ ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنے کنارے سے چالیس میل اور اڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عمر کوٹ** قسمت ڈیرہ جات میں دہنے کنارے دریاے سندھ سے اور تین میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **لوشہرہ** قسمت ڈیرہ جات میں یہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سندھ کے ملتان سے اٹھاون میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **ڈیرہ اسماعیل خان** یہ شہر پنجاب کے علاقہ دامن کوہ کے متعلق بہت مشہور اور ضلع و قسمت کا صدر مکان ہے آبادی اسکی ہون سے جنوب اور ڈیرہ غازیخان سے شمال لاہور سے دوسو سولہ میل پچہم کیطرف دریاے سندھ کے دہنے کنارے کے اوپر واقع ہے حدود اربعہ اسکے ضلع کے یہ ہین مغرب کو سلسلہ کوہ سلیمان مشرق ضلع جہنگ و شاہپور شمال حدود ضلع بنون جنوب حدود ضلع ڈیرہ غازیخان ومظفرگڈہ اس ضلع کے اندر دریاے سندھ کے مغربی حصہ میں پٹھان اور شرقی حصہ میں بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد ہین ۱۸۵۴ء میں مردم شماری اس ضلع کی تین لاکھ چھیالیس ہزار بائیس شمار میں آئی اور سالانہ آمدنی چار لاکھ تیتیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار انتیس مربع میل

قمرخان نے بھی معاملہ دنیا چھوڑ دیا کیونکہ رنجیت سنگہ والی لاہور کی بارہا حملون سے اوسکو کمال دقت تھی اور فوج بھی اوسکی
کافی نہی ہوئی تھی اوسنے اپنے امداد کی بیٹ چند بار بحضور شاہ کابل عریضے لکھے اور اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھہ بندوبست نہوا
آخر اوسنے ایک قم روپیہ کی بحضور شاہ کابل پیش کرکے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کی نام منتقل کرا دیا
اور خود سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین مرگیا چونکہ اوسوقت نواب شیر محمد خان خردسال تھا منتظم امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان
کا باپ نواب قمرخان کا داماد قرار پایا اوسکو وقت سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین شاہ کابل نے کابل سے مہم کرکے علاقہ ٹانک سے ساٹھہ ہزار روپیہ
وصول کیا علاقہ کراچی ودراٹن وجو دہوان واقع دامان کوہ کہ نواب قمرخان نے بزور شمشیر فتح کیا تھا نواب سے چھین لیا
فوج شاہی کی واپسی کے بعد رنجیت سنگہ نے لاہور سے آکر نواب سے چار لاکہہ روپیہ نقد وصول کیا اس ہرج مرج مین
ملک تباہ ہوگیا ریاست زیر بار وقرضدار ہوگئی سنہ ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگہ نے پھر فوج کشی کرکے قلعہ منکیرہ کا فتح کرلیا اور علاقہ ڈیرہ
اسماعیل خان کا نواب کو واگذار رکہا دس مہار شتر اور پانچ اسپ سالانہ نذرانہ نواب شیر محمد خان پر مقرر ہوا اوسوقت صرف علاقہ
متعلقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کی پاس رہگیا تھا اوسمین سے بھی پندرہ ہزار روپیہ سالانہ رنجیت سنگہ کو خراج دینا
معین ہوا تھا انہین ایام مین شہر ڈیرہ اسماعیل خان کہ نہایت پختہ شہر بنا ہوا تھا دریای سندہ نے گرا لیا یہان تک کہ
ایک مکان بھی غرقابی سے نہ بچا نواب حافظ احمد خان وشیر محمد خان نے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ سے ہے
نئی آبادی خام کی بنا ڈالی ابھی شہر اچھی طرح آباد نہین ہوا تھا کہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین حافظ احمد خان مرگیا اور
شیر محمد خان صاحب کو اختیار ہوا اسکے وقت رنجیت سنگہ نے عہد سابق کے برخلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے
پچاس ہزار روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور بیس شتر اور دس گہوڑے نذرانہ معین کئے اس سبب سے ملک تباہ
وسپاہ تنگ وناچار ہوگئے اور نواب مراق کی بیماری مین گرفتار ہوگیا جب سپاہ بہوکہہ کی عذاب سی مرنے لگی تو مقابلہ
ومجادلہ پر مستعد ہوگئے ادہر یہ حال گذر رہا تھا اودہر سے کنور نونہال سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا پوتا فوج لیکر
ڈیرہ اسماعیل خان پر چڑہ آیا اور بابت علاقہ تہود دیورت کے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور پچیس راس
گہوڑے طلب کئے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ لے لو سپاہ کی تنخواہ دیدو اور میرے واسطے گذارہ مقرر کردو چنانچہ
تمام ملک پر سکہون کا تصرف ہوگیا اور ایک لاکہہ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد تقرر اس بات کے
نواب مہاراجہ رنجیت سنگہ کے خدمت مین بمقام لاہور حاضر ہوا مہاراجہ نے منجملہ ایک لاکہہ روپیہ جاگیر کے ساٹھہ ہزار
روپیہ سالانہ جاگیر نواب کے لیے منظور کی اور علاقہ جات کہری وبہیرو وجوہدوان نواب کے نام پر لگا دیا ہے اور
چار ہزار روپیہ نقد بابت جاگیر بمقام ملتان معرفت دیوان ساون مل کے نواب کو ملنا تجویز ہوا نواب نے اپنی بیٹی سرفراز خان کو
بسبب بیماری کی ولیعہد کیا آیندہ جب تک یہ علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہا سنہ ۱۸۴۹ع مین بعد ضبطی ریاست لاہور کی یہ بھی
شامل عمل سرکار انگریزی ہوگیا سنہ ۱۸۶۲ عیسوی مین دریای سندہ نے پہر شہر کی آبادی کی طرف توجہ کی مگر سرکار انگریزی

نے بہت سا روپیہ صرف کر کر بند باندھا اور شہر کو غرقابی کے صدمہ سے محفوظ رکھا اس ضلع کا کل سطح دو حصہ مین منقسم ہے ایک حصہ
دریای سندھ کے مشرق کی طرف دو قسم کی زمین رکھتی یعنی تھل ہے اول تھل بارانی دوسری جھنگ و رجھنگ سے مراد
ہے وہ مراد ہے جو دریا کی طغیانی سے سیراب ہو اس حصہ مین دریا خان بھکر ولیہ کوٹ سلطان بوبارہ لوان کوٹ قلعہ کیسر
واقع ہین جنکا ذکر دو آبہ سندھ ساگر کے بستیون کے ذکر مین آچکا ہے دوسرا حصہ جو دریای سندھ کی مغرب کی سمت کو ہے اسماک کہ
دامان یا دامن کوہ کہتے ہین اسمین سیلاب اور بارش کے پانی سے زراعت ہوتی ہے گندم باجرہ بکثرت
بویا جاتا ہے خربوزہ اسماک کا بہت لذیذ و شیرین و خوشبو مشہور ہے اس حصہ مین تین پرگنے ڈیرہ اسمٰعیل خان
و کلاچی و ٹانک اور ایک نالہ کوہی الموسوم لونی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو بہت فایدہ دیتا ہے
اور وہان ہی رہکر جو پانی آوے وہ خاص ڈیرہ اسمٰعیل خان کے پرگنہ مین کام آتا ہے اور تحصیل ٹانک کا علاقہ
رود ذرہ زام وغیرہ پہاڑی نالون سے سیراب ہوتا ہے اور رود ٹلواڑہ بھی اس علاقہ مین فایدہ بخش
ہے دامن کے علاقہ مین کنوان نہین ہوتا اگر کہودا جاوے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور امساک باران
مین باشندے یہان کے پانی کی سخت تکلیف اوٹھاتے ہین بلکہ اکثر مسافر جو پانی کے موقعون سے ناواقف ہین
ہین گرمی کے موسم مین مارے پیاس مرجاتے ہین اور جہان جہان پانی کم ہوتا ہے وہان کے باشندے
اپنے بستیان چھوڑ کر چلے جاتے ہین - خاص شہر کی آبادی اگرچہ خام ہے مگر نہایت رونق کا مقام ہے
کارخانہ تجارت کا عام ہے لوحانی سوداگر بہت مال یہان سے لاد کر وسط ایشیا کو لیجاتے ہین بہت
سے قسم کے اجناس کی سوداگری یہان دریاے سندھ کے ذریعے سے ہوتی ہے نمک بھی کالا باغ سے
یہان بہت آکر فروخت ہوتا ہے شہر کی گرد و نواح نہایت آباد و سرسبز ہے طرح طرح کے درخت و باغ
موجود ہین بہت سی عمارتین پختہ و کوٹھیان و بارکین تعمیر ہو گئی ہین اور بسبب اسکے کہ ضلع اور کمشنری کے
دونو کچہریان یہان ہوتی ہین آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے مقبرہ حضرت لال حسین پیر کا شہر کے
باہر شرق کی طرف موجود ہے یہ حضرت بھی اپنے وقت مین ایک ولی کامل ہو گذرے دریاے سندھ کے
بفاصلہ تین تین میل یہان مشہور ہین جنمین سے ایک گذر گھاری گذر کہلاتا ہے اس ضلع مین تحصیل کلاچی اور
ڈیرہ اسمٰعیل خان کے جانب شرق دریاے سندھ جاری ہے جانب شمال کوہستان ہے اوسمین بھی چند دیہات
واقع ہین اور کچھ علاقہ آباد دامان کوہ مین واقع ہے جنوب کی طرف کوہستان بعض ہی صاف زمین شہر اور جانب
غرب اٹھارہ کوس تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ سرحد کا کھڑا ہے جو خراسان اور
ہند مین حد فاصل ہے اس پہاڑ مین متفرق قومین شیرانی و ناصر و لوہانی خیل وغیرہ رہتی ہین جو دامن کے
کے رعایا کو سخت اذیت پہونچاتے رہتی ہین تحصیل خاص ڈیرہ اسمٰعیل خان مین قوم کرار و پٹھان کثرت

ہین گنڈاپور قوم ہنود سے مگر بہت کم ہے اور مسلمان قومین بکثرت ہین زبان پشتو بہت بولی جاتی ہے ابتدای
ماہ اسوج مین بیوپاری معروف پونڈہ خراسان وکابل سے میوہ خشک جمعیت ہمہ مقام پر لاتے ہین اور اپنے
عیال و اطفال کو ڈیرہ اسماعیل خان و دیہات قرب جوار مین چھوڑ کر ہندوستان کو جاتے ہین اور بعد
فروخت مال اجناس پشمینہ ولنگیان و کمخواب و پارچات انگریزی خرید کر لے آتے ہین انگور تر و سردہ و انار
ولایتی جو وہ لوگ لاتے ہین اونمین بڑا فایدہ اوٹھاتے ہین اور بعض سوداگر خفتان و چوغہ پشمی و
سمور و قاقم و سنجاب و پوستین و ابریشم و پارچات ششتری و اسپان کابلی وغیرہ لاکھون روپیہ کا مال لاکر
یہان جمع کرتے ہین شہر مین اکثر ودساہوکار صاحب اقتدار مثل فوجدار خان و حافظ سمند خان و حیات اللہ خان
و غلام حسن خان و گوسائین کنہیا لال وغیرہ ہین اور تین ہزار پانسو گہر شہر مین بنے ہین اور سات سو دوکانین
ہین جنمین ذخیرہ تجارت ہوتی ہے تمام تحصیل کے علاقہ مین ربیع کے فصل کا غلہ پیدا ہوتا ہے اور ایک
رود پانی کا کابل کی طرف سے آتی ہے جن جن دیہات مین وہ پانی پہونچتا ہے اونمین خریف کی فصل بھی
ہوجاتی ہے باقی زمین مین چاہات سے پانی دیا جاتا ہے بارش بہت کم ہوتی ہے اور آب و ہوا مرطوب
ہے شہر دیرہ اسماعیل خان مین ایک میلہ بیساکہی کا بڑا بھاری ہوتا ہے اور طوایف رقاصہ شہر و باہر کے
آکر وہان اپنے اپنے اکہاڑے باندہتی ہین اور میلہ والے اونکی رقص و سرود و پر خوش ہوکر اونکو انعام
دیتے ہین اور ماہ جیٹھ سے ماہ ساون تک دریا پر ایک بیس ایک ایک دن مقرر کرکے سیر کیواسطے جاتے
ہین اور مصروف تعیش و عشرت رہتے ہین اور تماشا ور لوگ آکر دریا مین تیرتے اور اپنی اپنی ہنر دکہلاتے
ہین اس میلے کو وہان کی بولی مین کو دادنی کہتے ہین ظلم و سنگدلی اس علاقہ کے لوگون کی طبیعت مین بہت ہے خون کے
وار داتین اکثر بہت ہوتے رہتی ہین و مردمان شیرانی و نصرانی جو سرحد کے باہر رہتے ہین اس علاقہ کی
ہندون کی لڑکی لڑکون کو اوٹھا لیجاتے ہین جب اونکے وارثون سے زرنقد لے لیتے ہین تو واپس دیتے ہین والپسی
کے وقت بچہ کی ایک چہوٹی انگلی کاٹ لیتے ہین **کلاچی۔ تحصیل کلاچی** اس تحصیل کے
علاقہ مین قوم افغان بہت رہتی ہے اور کلاچی بھی ایک قوم کا نام ہے جنکے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے
اور درہ کلاچی بھی اسی قصبہ کے نام سے مشہور ہے جس درہ سے لوگ خراسان وکابل کو جاتے ہین اونکو سر
کے اندر اسکا علاقہ آیا ہے اگرچہ پانی کی بڑی قلت ہے پہاڑ سے جو رود کا پانی آتا ہے اوسکو جمع کر رکہتے ہین
اور پانی پر اپنی لڑائیان ہوتی ہین کہ صدہا آدمیون کے خون ہوجاتے ہین تاجر لوگ جب خراسان سے
مال لیکر اسطرف آتے ہین تو ہزار ہزار دو دو ہزار آدمی کا مجمع ہوکر آتا ہے اور سب تلوار و بندوق
و کارد و خنجر سے مسلح ہوتے ہین تو بھی راہ مین قوم مسعودی جہنل و وزیری انکو مال اسباب کے لوٹ لیا کرتے

پہنچ جاتے ہین کوئی قافلہ شاذونادر ہوتا ہوگا جو اون غارتگرون کے ہاتھ سے سلامت کلاچی تک پہونچتا ہوگا اس درہ مین ہمیشہ خونریزی و غارتگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ مین ایک اور پہاڑی درہ ہے جسکو درہ پیرو کہتے ہین جسکے راستے سے بطرف لکی مروت و بنو و عیسیٰ خیل آمد و رفت ہوتی ہے تھانہ دار اور پولیس کے سپاہی اس درہ کی حفاظت پر مامور ہین اسجگہہ پانی بھی ملجاتا ہے کہ درہ کے اندر بقدر ایک گھاؤن کے زمین ہی اوسکو جہان سے ایک بالشت بھر کھودین تو پانی نکل آتا ہے **پلوٹ** ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مین یہہ قصبہ دریاے سندہ کے مغربی علاقہ مین آباد ہے یہہ قصبہ راجہ بل کے نام سے جو زمانہ قدیم مین مالک و حاکم اس ملک کا تھا منسوب ہے مگر وہ اگلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی ویران ہوچکی ہے جسکے کھنڈرات موجود ہین اور قصبہ موجودہ حال کو پہلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی کی ویرانی کے بعد زمیندارون نے آباد کیا مگر نام وہی پہلا قائم رکھا علاقہ اسکا دریاے سندہ کے کنارے بہت زرخیز و سرسبز زمین ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **پہاڑپور** ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بہت بارونق و خوشنما ہے تجارت غلہ کی کثرت سے ہوتی ہے پہلے زمانہ مین یہان کے رہنے والون مین سے اچھے اچھے عالم و خواندہ و معزز لوگ تھے مگر اب وہ شوق جاتا رہا اور زمینداری پر گذارہ ہے علم سے کنارہ ہے **گڑھی خسور** یہہ ایک قصبہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ مین بڑی قصبون مین شمار ہوتا ہے بلوچ و افغان وغیرہ متفرق قومین اسمین رہتی ہین بازار آبادی رعایا دلشاد ہے بخری و سیلابی زمین مین پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **ٹانک** ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق یہہ قصبہ بہت آباد ہے نام اسکا دور دور تک مشہور ہے کچہری تحصیل کی اسمقام پر ہوتی ہے اسکے پرگنہ مین بڑی آبادی کوئی نہین چھوٹے چھوٹے گانو بہت ہین مگر خاص شہر ٹانک بہت آباد اور بڑی بستی ہے یہان کا جاگیردار ایک معزز سردار اسمین رہتا ہے اوسنے اپنے رہنے کے واسطے اچھے اچھے مکان اور باغ بنوائے ہوئے ہین اسمقام پر کچھہ سرکاری فوج بھی رہتی ہے تجارت بھی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے مسعود و وزیری کے علاقہ سے لوہا اکثر تحفت بکتا ہے بوریا بہت تحفہ یہان بنایا جاتا ہے جسکی خرید فروخت کثرت کے ساتھہ ہے ٹانک کے علاقے مین بھی کنوان نہین کھودا جاتا علاقہ اسکا درہ نام کی ندی سے جسکو شورہ بھی کہتے ہین سیراب ہوتا ہے مسلمان رعایا یہان تمام ہے ہندو برای نام ہے **چودھوان** دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان مین یہہ ایک قصبہ اوستیس میل جنوب مغرب ڈیرہ اسماعیل خان اور چھہ میل شہر لیہ کے شمال مغرب کو آباد ہے ڈیرہ کے قصبون مین یہہ بھی ایک نامی گرامی معروف و مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی خوشنما اور اچھا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان و بلوچ اسمین بہت رہتی ہے -

ڈیرہ فتح خان دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی بڑے دریا سے چندان دور نہین ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان بلوچ تھا جسنے آباد کر کے اسکو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار یہان کے آسودہ حال علاقہ زرخیز مالا مال ہے روئی افیون نیشکر کی بہت پیدایش ہی غلہ کی پیداوار کا کچھہ حد وحساب نہین ہے **گورانک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارہ اور بفاصلہ چونتیس میل ملتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاہری** قسمت دامن مین ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے شاہ گذر کے متصل اوس سڑک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ اسماعیل خان گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہی اسمقام پر دریا سردی کے موسم مین ایکہزار دس گز تک چوڑا ہوتا ہے اور بہار کے موسم مین اوس سے دو چندان ہو جاتا ہے زمین اس قصبہ کی بہت زرخیز وسیراب ہے اور دریا کی طغیانی سے اوسکو بہت فائدہ پہونچتا ہے **لونی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریای گومل کی ایک شاخ پر آباد ہے **ماچ گڑہ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات مین ہے قصبہ اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوسکے درمیان ہی کوہ سلیمان کے بیچ مین بنا ہے اندر ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ اونتیس میل آباد ہی اس علاقہ کی زمین ریتلی اور پانی بہت نزدیک ہے جس مقام سے ایک ہاتھہ زمین کہو دین پانی نکل آتا ہے **ٹبیری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریای سندہ سی اڑتالیس میل اور ملتان سے اکیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **مچن قبیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ سی مغرب کے طرف ملتی اور پشاور سے ایکسو گیارہ میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی طرف دریای سندہ کے اور پشاور سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ ایکسو چودہ میل آباد ہے **راجہ پل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ کے دہنی کنارے پشاور سے ایکسو تیئیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریاے سندہ سی بتیس میل پشاور سے جنوب مغرب کو چوبیس میل آباد ہے **ہنگو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے پشاور سے چھتیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے **ضلع بنون** سرکار انگریزی کے ابتدای عملداری مین یہہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک پرگنہ تھا سنہ ۱۸۶۱ء مین ضلع لیہ ٹوٹ کر ضلع بنون ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنری سے ملحق

مقرر ہوا اور چار تحصیلیں ایک صدر بنون دوسرے لکی مروت تیسری عیسی خیل چوتھی میانوالی اس ضلع کے ماتحت قرار پائیں اس ضلع کے مغرب میں کوہ وزیری جو انگریزی سلطنت کے حد سے باہر ہے مشرق سرحد ضلع شاہپور علاقہ سٹہ ٹوانہ و ضلع جہلم تحصیل تلہ گنگ شمال میں مغربی حد سے لیکر دریائے سندہ کے منبع کنارے تک علاقہ کوہ خٹکان متعلق ضلع کوہاٹ اور بائیں کنارے سندھ کے علاقہ تکہٹہ و ضلع راولپنڈی واقع ہے جنوب کی طرف حدود اسکے ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے حدود سے ملتی ہیں طول اسکا نوے میل اور عرض شمالاً و جنوباً تخمیناً بحساب اوسط چالیس میل اور کل سطح تین ہزار چھ سو گیارہ میل مربع ہی دو لاکھ چھتیس ہزار دو سو اٹھادن آدمی ہیں آباد ہیں اور فی میل ننیہ آدمی کی آبادی کل ضلع کی بحساب اوسط شمار میں آتی ہے اس ضلع کا بڑا حصہ جسمیں تین پرگنہ بنون و لکی مروت و عیسی خیل واقع ہیں دریائے سندہ کے مغرب کی طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے خصوصاً درہ تنگ جو عیسی خیل اور لکی مروت کے حد پر رود کرم کے راستہ کے نزدیک ہی وہاں سرا پا کوہستان ہے اور جگہہ سلسلہ کوہ خٹکان و کوہ شیخ بدین کے ملحق ہو جانے سے بنون اور مروت کا پرگنہ پہاڑوں کے حلقے میں بطور دون اونچی جگہہ سے نذور میدان معلوم ہوتا ہی دوسرا چھوٹا حصہ دریائے سندہ سے جانب مشرق واقع ہے جو پہلے ضلع لیہ کے متعلق تھا اسمیں پرگنہ میانوالی اسکے شامل ہے پرگنوں میں بسبب سیرابی رود کرم کے سبب اعلی قسم کی پیداوار ہوتی ہے گہاس کی افراط ہی اور ایک قسم کی گہاس شفتالا نام یہاں مشہور ہے جسکے کہانے سے مویشی و گہوڑا جلد تر فربہ و تیار ہو جاتا ہی اور اوسکو ایک دفعہ بوکر چار مرتبہ کاٹتے ہیں بیج اوسکا رائی کے دانے کے برابر ہوتا ہے لکی مروت کے شرقی و جنوبی حصے اور پرگنہ بنون میں متصل وزیران احمدزئی کی ریگستانی زمین ناہموار ہے جسمیں چنے اور گیہوں کی زراعت افراط سے ہوتی ہے اس ضلع کی ریگ اگرچہ گرمی کے موسم میں دن کو گرم ہو جاتی ہے مگر رات کو نہایت سرد ہوا چلتی ہے پرگنہ عیسی خیل دریائے سندہ کے دہنی کنارے پر ہے زمین اس ضلع کی سوای پرگنہ بنون و مروت و میانوالی کے ریگستانی زمین جو بدون بارش کے ہمیشہ زراعت نہیں دیتی کل آباد و زرخیز ہے آب و ہوا اس ضلع کی مختلف مقامات میں مختلف ہی اور وجہ تسمیہ اس ملک کی بنون کے نام سے یہہ ہی کہ اسلام سے پہلے اس جگہہ ایک راجہ ستر رام نام راج کرتا تھا اوسکی دختر کا نام بنون تھا اوسکے نام سے یہہ ملک بنون مشہور ہوا اسوا اسکے ایک بڑی وجہ قومی یہہ ہے کہ جب بنوچی قوم کو سوال ہے اگر کبہی علاقہ بنوں کی نسبت پذیر ہوتی تو یہہ ملک بنون کہلایا پہلے زمانہ میں یہاں ہندو قوم بدھ فی رہتی تھی اور شہر ستر ام جسکو اکثر ستھر بولتے ہیں اونکا دار الریاست تھا سلطان محمود غزنوی کی فوج جو ایکبار اسطرف سے گذری تو اونکو بسبب مخالفت مذہبی کے قوم بدھی کا مقابلہ ہو گیا شاہی فوج نے اون پر غالب آکر بہت سے قتل کئے اور باقیماندوں کو

ملک بنوں کا لدیا شہر ستہرا م عرف اکرپھی علاقہ خاک کے برابر کیا بعد ازاں مدت مدید تک یہہ علاقہ ویران وجنگل
پڑا رہا پھر سلطان شہاب الدین غوری کے وقت قوم بنی و منگل پہاڑ سے اوتر کر یہان آباد ہوئی اونکی آبادی
کو جب ڈیڑھ سو برس کا عرصہ گذر گیا تو شاہ محمد روحانی کے عہد سے قوم بنوزئی کوہ شوال سے آکر یہان سکونت پذیر
ہوئی اور قوم بنی و منگل نے یہہ علاقہ چھوڑ کر چلی گئی شاہ محمد روحانی مرید دینی شاہ رکن عالم قریشی ملتانی
نبیرہ خواجہ بہاؤ الدین ملتانی کے خلیفہ آدمی خدا رسیدہ وصاحب حال وقال تھے جنکی اولاد سے اب اس علاقہ
مین بیالیس گانو آباد ہین و ہزار ہا آدمی اونکی مرید ہین ۱۱۱۲ ہجری مین شاہزادہ بہادر شاہ اورنگ زیب
عالمگیر کے بیٹے نے جو کابل کا ناظم تھا اس ملک کو فتح کر کے اصالت خان کو یہان صوبہ دار بنایا مگر قوم بنوزئی نے اسکو
نکالدیا پھر ۱۱۳۱ ہجری مین خود شاہزادہ یہان آیا اور کچھ بندوبست کر کے چلا گیا غرض نادر شاہ کے وقت
تک بادشاہی انتظام اس ملک مین ہوتا رہا جب نادر شاہ آیا تو اوسنے یہہ فتور مچایا کہ آتے ہی بنون گانو علاقہ
اور قتل عام شروع کردیا اسواسطے سب شہر ڈر گئے اور اطاعت قبول کی احمد شاہ و تیمور شاہ و فتح خان کے وقت تک
بھی یہہ حال رہا اگر کوئی امیر فوج لیکر آیا تو معاملہ وصول کر کے لیگیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نواب منکیرہ نے
بھی ایکدفعہ فوج اپنی سرکردگی دیوان مانک رام کے ادہر مامور کی اول تو کچھ علاقہ اوسکی تحت مین آگیا
پھر جب اہل بنون نے طرفداری کی تو مقابلہ مین شکست کھائی ۱۲۳۵ ہجری مین رنجیت سنگہ سکھوں کی فوج لیکر ادہر آیا
اور بلا مقابلہ وجہاد کے کل ملک لے لیا لیکن انتظام جیسا کہ چاہئے ہونے نہ پایا جو نئے ناظم یہان آتے رہے اور
جو کچھ جسقدر زیادہ وصول کر کے لیجاتے رہے اور رعایا کچھ مطیع اور کچھ باغی رہے دلیپ سنگہ کے وقت جرنیل کورٹ لینڈ
و ایڈورڈ صاحب بحکم رزیڈنٹ لاہور اس ملک کے انتظام کیواسطے مامور ہوئے اونہون نے کچھ صورت انتظام کی
پیدا کی ۱۸۴۹ء مین یہہ ملک انگریزی قبضہ مین آگیا اب ایسا انتظام ہوا ہے کہ صدہا سال سے کبھی نہین ہوا تھا
اس ضلع کے رہنیوالے افغان بکثرت اور پشتو و پنجابی بولتے ہین سوائے اونکے اور قومین سید و قریشی و جاٹ
وغیرہ بہت کم ہین ہندو بھی بعض بعض بستیون مین آباد ہین اور تجارت کا کام ہندو پراچہ قوم کرتی ہے اور
افغان اس پیشہ کا کام کرنا عار سمجھتے ہین **شہر دلیپ گڈہ یا بنون** یہہ شہر ضلع بنون کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی کچھ پرانی نہین ہے دوسری جنوری ۱۸۴۸ء کو ایڈورڈ صاحب ناظم بنون نے
بحکم رزیڈنٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا دلیپ سنگہ کے نام پر دلیپ نگر رکھا
مگر اب یہہ نام مشہور نہین ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بازار کہتے ہین اس قلعہ اور شہر کی تعمیر کے بعد
بنون مین جو تین سو قلعہ مشہور تھے سب منہدم کرا دئے گئے اب آبادی اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار عمدہ
پختہ ہے بازار دو رویہ دکانات کا ہے دکاندار دکانین کرتی ہین انگریزون کی کوٹھیان بہت اچھی بنی ہین [illegible]

ومنرو صاحب کے وقت مین جنوب کیطرف آبادی شہر کی بڑہائی گئی فی الحال ایکہزار دوسو چھبیس آدمی
اسمین آباد ہین جنمین سے نوسو دس ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہین کل خانہ شماری اس شہر کی ایکہزار
چھپن ہے اونمین سے پانسو پینتیس گھر اور پانسو اکیس دکانین ہین چارون طرف شہر کی کچی گیارہ فیٹ اونچی
دیوار ہے مگر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوسمین پختہ بنائے گئے ہین اور ایک سرا پختہ
عالیشان غلام محمد خان تحصیلدار کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہے جسکی تعمیر پر نوہزار روپیہ پانی کا خرچ
ہوا تھا گرد نواح شہر کا سیراب و سایہ دار ہے سبزہ کی بہار ہے سڑکون کے دو طرفہ طرح طرح کے درخت شیشم
و توت وغیرہ لگائے گئے ہین اور انب انار آڑو انجیر خوش ذائقہ و لذت دار پیدا ہوتے ہین

قلعہ دلیپ گڈہ یہ قلعہ شہر دلیپ نگر کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہوین ماہ دسمبر ۱۸۴۸ع کو
ستر اڈورڈ صاحب ناظم بنون نے بحکم رزیڈنٹ بہادر لاہور بدو کرم سے جنوب کیطرف تھوڑے فاصلہ پہ
اور نالہ کچکوٹ سے نیم فاصلہ پون میل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دوہرا بنانا تجویز ہوا اسطرح پر کہ اندر کا قلعہ
ایکسو گز چورس اور دیوارین بیس فیٹ بلند اور نو فیٹ چوڑی ہی اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز
دور دس فیٹ بلند چھہ فیٹ چوڑی اوسکی باہر تیس فیٹ عمیق خندق کہودی گئی ایسے موقع پر کہ عندالضرور
وہ خندق پانی سے بھر دیجاوے اور بعد تیاری کے دلیپ سنگہ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڈہ رکہا
اب قلعہ کا درجہ اندرونی گرا کر باہر کا درجہ بحال رکہا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر بسبب اسکے کہ بنون
کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اوسکی ایسی مضبوط ہے کہ بدون قلعہ شکن توپون اور محاصرہ مدت مدید
کے دشمن اوسپر فتحیاب نہین ہو سکتا **عیسی خیل** دامن کوہ ضلع بنون کے متعلق دریای سندھ کے
ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے ملتان سے نیم فاصلہ ایکسو ستر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ
تنہ بھی کہتے ہین بانی اسکا احمد خان زکو خیل ہے جسنے بماہ اسوج سمت ۱۸۰۰ بکرما جیتی میں جسکو چالیس برس
گذرے ہین آباد کیا ہندو لوگ بیوپاری یہان بہت رہتے ہین کشتیون پر لاد کر دریا کے راستے غلہ سکھر وغیرہ کو
لیجاتے ہین و بسبب اسکے کہ آبادی اسکی نشیب مین واقع ہی برسات کے موسم مین یہان پانی کی کثرت ہوتی ہی کل قصبہ
کی عمارت مین سرفراز خان عیسی خیل کا مکان قابل دید ہے یہ قصبہ پرگنہ کا مقام ہی اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے
کل بتیس گانو اسکی ملکیت عیسی خیل کا تعلقہ کہلاتا ہے اسمین چار ہزار نوسو چون گھر اور بتیس ہزار چارسو ننانوین
روپیہ آمدنی ہے قوم افغان زکو خیل و ماجی خیل و مند خیل و نظام خیل و لعل بیگ و زنگی خیل و کچی خیل و کلو و پیر خیل
و بلا خیل اس تعلقہ مین بستی ہین ضلع بنون مین پرگنہ عیسی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اسمین قوم عیسی خیل و سلطان خیل و شہزاد
و موشانی شاخہای نیازی و لودی آباد ہین انکے بڑون مین سے عیسی خان نیازی ہی جسکی اولاد قوم عیسی خیل ہے

مشہور ہے شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہوکر امارت کے درجہ پر پہونچا اور ہیبت خان اعظم ہمایون کا
خطاب پاکر پنجاب کا صوبہ دار بنا جب شیر شاہ مرگیا تو اسلام شاہ اور اوسکی مخالفت ہوگئی اور فوج شاہی
اوسکا مقام انبالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کہائی اور بہی تباہی اوٹہائی پنجاب خراب ہوا نے بھاگ کر
مقام دہن کوٹ متصل کالا باغ کے آکر پناہ گزین ہوا جب فوج بادشاہی اوسکے تعاقب کو آئی تو وہ بھاگ کر
گہکڑون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک وہان رہا اور گہکڑ اوسکے حامی ہنکر بادشاہی فوج سے لڑتے
رہے آخر گہکڑون کی بہی استیصال ہوئی اور نیازی بھاگ کر مع عیسیٰ خان کے کشمیر کو چلے گئے حاکم کشمیر نے
اونکا مفرور شاہی سمجھکر اپنے ملک مین دخل نہ دیا اور فریقین مین لڑائی ہوکر عیسیٰ خان و ہیبت خان مع
اپنی بھائیون اور فرزندون کے مقتول ہوئے اس حادثہ کے بعد قوم نیازی متفرق مقامات پر آباد رہی
اب عرصہ دو سو ستر برس کا ہے قوم اس علاقہ پر قابض و دخیل چلی آتی ہے لکی قسمت ڈیرہ جات
ضلع بنون مین رود گمبیلا یا توچی کے جنوبی کنارے شہر بنون سے ایک سولہ میل جنوب مغرب کے سمت کو
آباد ہے اوس ملک کی بولی لکی یعنی قوم یعنی انہون نے کہی ہی اسبابین ہے نام موضع مینا خیل و خونیدا خیل
کا صاحب فتح خان ٹوانہ نے بوقت کارداری سکہون کے گمبیلا کے شمالی کنارے پر قلعہ بنایا اور صاحب خان
ٹوانہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اوسوقت برانی لکی اور دیگر دیہات سے ہندو وغیرہ رعایا لاکر قلعہ کے
شمال کے طرف صاحب خان نے ایک گاؤن آباد کیا اور نام اوسکا احسان پورہ رکہا مگر وہ نام مشہور نہوا
اور لوگ اوسکو لکی کے نام سے پکارتے رہے مدت تک وہ قصبہ آباد رہا سنہ ۱۸۶۴ع مین بباعث ایذا رسانی
سیلاب دریا کے رعایا نے بحضور مسٹر ارسکن صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہہ درخواست کی کہ وہ اوس مقام کو
قصبہ کی آبادی کو منتقل کرلین صاحب نے اونکی درخواست منظور کی اور برانی جگہہ مینا خیل کے پاس یہہ قصبہ
لکی آباد کرایا اور بازار بنوایا اور ایک شفاخانہ بہی رفاہ عام کے واسطے تعمیر فرمایا یہہ قصبہ اچہا آباد اور
تحصیل کا مقام ہے پرگنہ اسکا پرگنہ لکی مروت کہلاتا ہے زمین اس پرگنہ کی ریگستان ہے مگر خالق کی قدرت
سے وہی ریگستان تہل مین گندم و نخود کی پیداوار بہی عام ہوتی ہے اور سوداگر یہان کا غلہ لادکر دیرجات ملتان وغیرہ کو
لیجاتے ہین اور ایک عجیب بات یہہ ہے کہ اونٹنیون کے دودہ سے یہان گہی نکالا جاتا ہے اور لوگ اوسکو کہاتے ہین بخلاف اور
ملکون کے کہ اونٹنیون کے دودہ سے گہی نہین نکلتا کنوئین یہان بسبب اسکے کہ زمین نیچی ہے کہود نہین جاتا رود گمبیلا کا پانی لوگ
دس دس کوس تک لیجاتے ہین اور بعض مقامات پر بارش کا پانی تالابون مین جمع رکہتے ہین اہل اسلام کی عملداری
سے پہلے یہان ہندو اور یونانی لوگ آباد ہوئے تھے اور راجہ ہندو کے ہی حکومت تہی سلطان محمود غزنوی
اور شہاب الدین غوری کے وقت وہ لوگ یہان سے جلا وطن ہوگئے اور ایک اور قوم یہیں تھے نام آباد ہوئے

مدت کے سبب اونکو قوم سرہنگ و عیسیٰ خیل و نیازی نے اونکو ٹانک کے طرف سے آکر بیدخل کیا بعد چند
اونمین بھی نا اتفاقی ہوگئی اور قوم بھیاری و ایک شاخ نیازی قوم کی ہے وہ بسبب نا اتفاقی آپس کے قوم
سرہنگ و عیسیٰ خیل سے قوم مروت کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی اور اونھون نے علاقہ [illegible] سے آکر
اس علاقہ مین ملکیت اپنی جمائی اب تین سو برس کے عرصہ سے مروت قوم برابر قابض ہے اسواسطے یہ علاقہ
کلی مروت کہلاتا ہے اس پرگنہ کے شامل پانچ تپہ اور یہی علاقہ ہے تپہ دری بلارہ یہ ایک بڑا آباد قصبہ
ہے شامل اسکے چھتیس موضع اور [illegible] کل خانہ شماری چار ہزار چار سو چھپن ہے اور [illegible] ہزار آٹھ سو باسٹھ
روپیہ آمدنی ہے دوسرا تپہ لطوطہ [illegible] اسمین اٹھائیس گاؤں ایکہزار نو سو تہتر خانہ شماری اور تیئیس ہزار
ایک سو پندرہ مالگذاری ہے تیسرا تپہ شہباز خان خیل اسمین چھبیس موضع شامل ہین ایکہزار تین سو
ننانوے خانہ شماری اٹھارہ ہزار آٹھ سو پچاس مالگذاری چوتھا تپہ موسیٰ خیل اسمین اکیس گاؤں شامل
ہین دو ہزار چار سو ننانوے خانہ شماری سولہ ہزار چھیاسی روپیہ مالگذاری ہے پانچوان تپہ تاجہ [illegible]
گاؤں شامل ہین چار سو باون خانہ شماری اور چار ہزار چھبیس روپیہ آمدنی ہے **بازار احمد خان**
بنون کے علاقے مین یہ [illegible] بڑا قصبہ دارالریاست اور مشہور تھا جسکو احمد خان جد شاہ [illegible]
نے قریب دو سو برس کا عرصہ ہوا آباد کیا تھا مگر اب بسبب [illegible] دارالریاست اور ضلع کا مکان [illegible]
اور [illegible] مین ہونے لگی رونق و آبادی اس شہر کی کم ہوگئی ہے یہ قصبہ
[illegible] **کالاباغ** یہ قصبہ دریائی سندھ کے عین مغربی کنارہ سے
[illegible] اس شہر کا شیخ او [illegible] میر عبد الرحمن [illegible] اس قصبہ
کی آبادی [illegible] ایک مشہور شہر کالاباغ [illegible] آباد تھا [illegible]
[illegible] اسلام شاہ بن شیر شاہ
بادشاہ کے عہد مین [illegible] آباد کیا اوسکے مرنے کے بعد اوسکے پوتے شاہ علی او [illegible] علی کے بیٹے سلیم شاہ نے
اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی [illegible] عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر کے مبارز خان [illegible] قصبہ
[illegible] بادشاہ درانی کے وقت مسمی معاذ خان ساغری خٹک کو ایکہزار دو سو روپیہ کے عوض جاگیر
مین دیا [illegible] تیمور شاہ بادشاہ کابل نے ملک محمد اعظم کو یہ قصبہ معاف فرمایا رنجیت سنگھ کے
وقت [illegible] ملک الہ یار خان رئیس کالاباغ کو گذارہ ملتا رہا انگریزی حکومت
مین [illegible] ہزار چار سو اٹھائیس روپیہ کے [illegible] الہ یار خان کو بحین حیات معاف ہوئین مگر جب وہ مرگیا
تو وہ گذارہ [illegible] خدمت اس خاندان کے معافی دوام کی بنام ملک مظفر [illegible]

اوسکے بیٹے کے بسنطوری گورنمنٹ قرار پائی۔ قصبہ کالا باغ بڑی تجارت کی جگہہ اور منڈی کا مقام ہے ہندو
اور پراچی مسلمان بھاٹیہ ساہوکار اور تجار رہتے ہین برتن یہان پیتل بنتے ہین آہنگری کا کام بہت خوب ہوتا ہے
روئی کا کپڑا جسکو سلاری و لاچہ کہتے ہین یہان تحفہ بنایا جاتا ہے یہی کپڑا بھی اس قسم کے بہت بنے جاتے
ہین دریا کی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو اکثر ضرر پہونچا ہے بازار کوچے شہر کے تنگ اور ناہموار
ہین عمارت اگرچہ خام ہے مگر آباد مقام ہے مکانات درشت پتھر سے بہت بنے ہوئے ہین گرمی کے
دنون مین بباعث دامن کوہ اور مقابل ہونے آفتاب کے یا دیو قریب دریا کے دھوپ کی شدت ہوتی
ہے دو درخت بڑے بڑے کے اور چند درخت جالہ کے مقام پر یہان ہوا کرتے اونکی گھر کے اندر اور باہر
کہین بیایہ کا نام نہین ہے اور نام اسکا کالہ باغ بصرف اونہین دو بڑے درختون کے سبب مشہور
ہے نمکین پہاڑ جسکے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے یہان واقع ہے دریا سندھ پہاڑ کے اندر تین سو
پچاس گز تنگ چوڑا ہوتا ہے سڑک یہان کی سو فیٹ اونچی دریا سے پہاڑ کاٹ کر بطور سیڑھیون کے
بنائی گئی ہے مگر تنگ یہانتک رہی کہ ایک اونٹ بمشکل تمام گذر سکتا ہے اور نمک کان نمک سے نکالکر مقام
ماڑی جو دریا کے بائین کنارے جو کالہ باغ لب دریا ایک میل شمال مشرق کو پہاڑ کے اوٹ مین واقع ہے
جمع ہو کر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھ بیوپاری خرید کر ہندوستان و افغانستان کو لیجاتے ہین
کٹاو پہاڑ کا جہان سے نمک نکلتا ہے بہت صاف و چمکتا ہوا بلور کے طرح ہے پتھر کی بنانے کی کارخانے
یہان بہت جاری ہین جو کالے رنگ کے پتھر پٹی ملے ہوئے آگ مین جلا کر بناتے ہین کالہ باغ مین چونکہ
کارخانے واسطے صفائی اسی ایسے قسم کے جمادات کے موجود ہین دریای سندھ سال بھر یہان بہت عمیق
اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قصبہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہے بلاکسن بنون کے ضلع مین
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پشاور سے غزنین کو جاتی ہے شہر پشاور سے فاصلہ ایکسو تین میل آباد ہے
شکر یہہ ایک بڑا آباد قصبہ ضلع بنون کے میدانی علاقہ مین مغرب کی طرف دریای سندھ کے نکلنے پہاڑ
کے بنیاد مین آباد ہے گھرون و دوکانون و بازارون کے عمارتین پختہ بنی ہوئی ہین شہر کے گرد شہر پناہ
بھی پختہ ہے بازار مین تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے افغانستان کے سوداگرون کی ہمیشہ آمد و رفت رہتی
ہے گرد و نواحی علاقہ اسکا نہایت زرخیز و آباد و سرسبز ہے پشاور یہہ ایک بڑا نامی شہر شمالی
مغربی حد سلطنت انگریزی شہر لاہور سے دو سو چالیس میل شمال غرب کو دریای سندھ کے دہنی کنارے قلعہ اٹک
اور درہ خیبر کے درمیان اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے مشرق کے طرف آباد ہے بنا اوسکی تحقیق کی
بخوبی ثابت نہین ہوتا کہ آیا کسنے پہلی پہل اسکو آباد کی بنا رکھی ہندؤن کا یہہ قول ہے کہ پہلے نام شہر کا

پرساور تھا اور پرسرام اوتار نے اسکو آباد کیا اور قلعہ جمرود پرسرام کے باپ جمدگن نے بنایا اور بعض
اسکی آبادی کا یہ ہوا کہ دارا کے وقت سے درہ خیبر کے راستے پے در پے حملے ایرانی و یونانی و ترکیون
کے ہندوستان کے ملک پر ہونے لگے تو ہندو راجون کو اس بات کا سخت خیال ہوا اور تجویز ہوئی کہ درہ خیبر
کے آگے ایک بھاری فوج کی چھاونی مقرر ہوا اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے چنانچہ فوج مامور ہوئی
اور شہر آباد ہوکر پرسرام کے حکم سے پرساور نام رکھا گیا اور بعضون کی یہ تقریر ہے کہ جب راجگان ہندوستان کی
فوج کی چھاونی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو چھاونی کا نام پیش آور قرار پایا بسبب
اسکے کہ ہندو کے چھاونیون میں سے پیش تر یہی چھاونی تھی اور بباعث ہمیشہ قیام رکھنے فوج کے یہ شہر بھی پشاور
نام آباد ہوگیا اسی پشاور کے نام کی تحقیق اکبر بادشاہ سے مشہور ہے بعض عقلمند یہ کہتے ہین کہ اصلی نام
اسکا پرشور ہے کیا معنی کہ جب راجگان پنجاب و ہندوستان کے مسلمان بادشاہون کے ساتھ لڑائیان جنگ کی
ہونے لگین تو ہندو کے راجہ مسلمانون کے ساتھ اسی مقام پر لڑتے رہے اور کوئی زمانہ خالی نہین جاتا تھا
کہ اس سرزمین مین شورش فساد و لڑائی نہین ہوتی تھی اس لئے اہل ہند نے اس خطہ کا نام خطہ
پرشور رکھدیا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اسکا پر جمایا تو مسمی ابو علی سیجوری کو یہان ناظم و
حاکم مقرر فرمایا اسنے شہر کو خوب بسایا دور دور سے تجارت کا مال منگوایا اسکے بازار کو دارالتجارت بنایا
غزنوی سلطنت کے بعد شاہان مغربی اور فوج مقابلہ کے پے در پے حملون سے اس شہر پر جو تباہی ہمیشہ
پہونچی کبھی آباد اور کبھی ویران ہوجاتا اور ویرانی کا باعث یہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس راستے
پنجاب پر چڑھ آتی تو پہلے پہل ہاتھ اسکا اسی شہر کے قتل و غارت پر دراز ہوتا اور آبادی کا یہ حال تھا
کہ تھوڑے سے امن کے وقت بھی شہر والے لوگ پھر آکر اپنی مکانات سنبھال لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ
ملکون کی تجارت اسی تھوڑے سے عرصہ مین فائدہ کثیر حاصل کرکے پھر آباد ہوجاتے اور پچھلی غارت شدہ مال
کا غم بالکل فکر دل سے جاتا رہتا اکبر بادشاہ کے وقت اسکی آبادی مین بڑی ترقی ہوئی اور بسبب مقرر ہونے
چھاونی فوج اور تعمیر ہونے قلعہ اٹک کے مغربی بادشاہون کے حملے بالکل بند ہوگئے اسلئے آبادی اسکی بڑھ گئی
پشاور کا اصل نام بھی اکبر بادشاہ کو دوسرا بانی اس شہر کا لکھتے ہین شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب
آباد کیا اکثر شاہی عمارات بنوایا اور نواب علیمردان خان امیرالامرا نے بھی بڑی بڑی
عمارتین عالیشان بنوائین اور شہر کے رونق اور بھی زیادہ ہوگئی بعد تنزل سلطنت مغلیہ کے احمد شاہ
درانی کی فوج نے اسکو کئی مرتبہ لوٹا مگر جب یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے ساتھ شامل ہوا تو پھر آبادی اسکی
ہوگئی جب سردار مہتاب سنگھ نے اسپر قبضہ پایا تو پھر اسکی بربادی کا وقت آیا سکھون نے قلعہ بالاحصار مسمار کیا

ایسا پیدا ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم میں کہیں نہیں ہوتا بلکہ کسی وقت وہ بہت خوشبو الله دار دلپسند ہوجاتا ہے
پشاور میں گورکھٹری بھی عمدہ بنتی ہے ولندیزی ہوتا ہے لونگی مردانہ و زنانہ دیکھا یہاں کا بہت عمدہ بنتا ہے باریک ہی چھاؤنی
انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کے سمت کو بڑی لمبی چوڑی بنی ہوئی ہے تخمیناً سات ہی دس ہزار فوج یہاں
رہتی ہے دو پلٹنیں گوروں کی اور ایک توپخانہ بھی موجود رہتا ہے خاص شہر کی آبادی ترپن ہزار
دو سو چھیاسی ہیں جنمیں چھ ہزار سات سو چھیاسی ہندو اور باقی مسلمان ہیں بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
ایکہزار اٹھسو فیٹ ہے اگرچہ پہلے قدیمی مکانات کی عمارات یہاں بہت ہیں مگر انگریزی وقت میں بھی
اچھے اچھے مکانات عالیشان بنے ہیں انگریزوں کے کوٹھیاں و چھاؤنی کا حاطہ بہ رچہ بلند بنایا گیا ہے ایکطرف
چھاؤنی کے فوج کی بارکیں ہیں پرانے قلعہ میں سکھوں نے بنائے ہیں پشاور کی جھیل سے جابجا پانی پھیلایا گیا اور اسکے
کناروں پر ذخیرے درختوں کے لگائے گئے پشاور میں چوب و دیوار کی لکڑی دریائے سوات اور دریا
کابل کے ذریعے سے بہت آتی ہے جسکے ہزاروں روپیہ کی خرید فروخت ہوتی ہے علاقہ یوسف زئی میں قسم
اول تماکو اکثر فروخت ہوتا ہے پشاور کے قدیمی مکانات میں سے ایک مکان گورکھٹری ہے جسمیں گورکھ ناتھ
کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سرائے بھی پختہ بنی ہوئی ہے قلعہ بالا حصار کا اگرچہ سکھوں نے گرادیا تھا مگر [illegible]
نے دوبارہ بنوایا وہ دو سو بیس گز مربع ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں چار دیواری اور خندق
پختہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی ساٹھ فیٹ باہر سے تیس فیٹ ہے اندر کے درجہ میں توپخانہ و مکانات
سپاہ وغیرہ بہت بنے ہوئے ہیں دروازہ قلعہ کا شمال کے طرف ہے اور دروازہ کے اوپر ایک بالاخانہ بنا
ہوا ہے یہ قلعہ شہر سے باہر چھاؤنی کے طرف واقع ہے باغ وزیر کا بھی قابل سیر ہے مگر سب مسمار ہوجانے عمارات
شیشہ خانہ وغیرہ کی خوبصورتی اوسکی نہیں رہی شہر کے جنوب اور مشرق کے طرف بہت باغ ہیں اور بموسم بہار
عالم لالہ زار و رنگارنگ شگوفے نظر آتے ہیں جامع مسجد شہر کے اندر عمارت پختہ موجود ہے ہندوؤں کے بازار میں
گور تورانی کا بنا مکان پختہ بنوایا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و رونق دار ہے بڑے بڑے
عمارتیں عالیشان بنی ہوئی ہیں **اکوڑہ** ایک قصبہ پشاور کے متصل دریائے کابل کے دہنے کنارے اوس سڑک پر
جو اٹک سے پشاور کو جاتی ہے اٹک سے شمال مغرب کے سمت کو بفاصلہ بارہ میل آباد ہے **فتحگڑھ** یہ
ایک قلعہ بالاقرب پشاور یعنی قلعہ جمرود سے ایک میل شمال مشرق در خیبر سے بہت نزدیک موجود ہے یہ
قلعہ ہری سنگھ کے حکم سے ناظم پشاور نے بنوایا تھا صورت اسکی مثمن پہلو ہے قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات
بنے ہیں قابل مقابلہ دشمن کے بنے ہوئے ہیں ہری سنگھ نلوہ ناظم پشاور نے اسکے اندر ایک کنواں بھی کھدوایا
مگر باوجود کثرت سعی عمیق کھودنے کے بھی پانی نہ نکلا اس قلعہ کے اندر باہر سے بذریعہ نہر کے پانی آتا ہے اگر

پانی باہر سے دشمن بند کردیوے تو قلعہ جمرود بخوبی مفتوح ہو سکتا ہے رنجیت سنگھ نے صرف بخوف حملہ کابل کے یہ قلعہ
بنوایا اور فوج اسمیں مامور کی تھی پہلے اس سے خیبری لوگ درہ خیبر سے نکلکر پشاور کے رعایا کو لوٹ لیجاتے تھے
فتحگڈھ تحصیل پشاور میں درہ خیبر کے بلندی کے پاس یہ ایک قصبہ اٹھارہ میل پشاور سے بسمت
جنوب آباد ہے **کہوڑا اترب** یہ ایک چھوٹی سی بستی دہنے کنارے دریاے سندھ کے قلعہ اٹک
سے جنوب مغرب کو گیارہ میل پشاور سے ۴۴ میل کے فاصلہ پر آباد ہے متصل اسکے دریاے سندھ کا گذر ہوتا ہے یہاں دریا
نہایت تیز چلتا ہے اور گرداب ایسا پڑتا ہے کہ اگر کشتی اسمیں پہنس جاوے تو گہڑیون چرخی کے طرح چکر کہاتی رہے یا
دریا کا کنارہ یا ایک بلندی سے بستی کو گرتا ہوا صدمات شور کرتا ہے اور عمق دریا کا بقدر ایک سو پچاس فیٹ کے
ہے اور چوڑان اڈھائی سو فیٹ اور یہ تنگ خوفناک مقام میں تیزی دریا کی اسقدر ہے کہ پانی دریا کا
ایک گھنٹہ میں چھ میل کا رستہ طے کرلیتا ہے اور یہ حالت چھ میل تک برابر رہتی دریا کا اسطرح خوفناک چلا جاتا ہے
ہشت نگر ضلع پشاور میں یہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام دریاے لنڈا کے دہنے کنارے شہر پشاور سے شمال کیطرف فاصلہ
تیس میل آباد ہے تحصیل کی کچہری یا تحت صاحب ضلع پشاور کی یہان ہوتی ہے چونکہ ہشت کے لفظ کی معنی آٹھ میں یہ
ثابت نہین ہوتا کہ ایسا نام اسکا کس واسطے رکہا گیا بعضون کا قول ہے کہ اصلی نام اسکا ہشت نگر تھا کثرت استعمال سے
ہشت نگر مشہور ہو گیا بعض کہتے ہیں کہ آٹھ بھائیون نے ملکر اسکو آباد کیا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ یہ آبادی کے اول
آٹھ قوم یہاں آباد ہوئی تہین اس سبب سے ہشت نگر مشہور ہو گیا **جمرود** یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ضلع پشاور میں
خاص پشاور سے چودہ میل بسمت مغرب خیبر کے درہ کے متصل آباد ہے وہان ایک پختہ قلعہ افغانون کے وقت کا بنا ہوا
۱۸۳۶ء میں یہ قلعہ رنجیت سنگھ کے فوج کے قبضہ میں آیا اسواسطے امیر دوست محمد خان والی کابل نے اسکی لینے کے واسطے لڑائی
کی اسوقت سکھون نے بھی بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور ہری سنگھ ناظم پشاور مارا گیا مگر باوجود اس فتح
کے سردار دوست محمد خان بھی پشاور پر قبضہ نکر سکا اور کابل کو واپس چلا گیا اسواسطے سکھون نے ایک اور مضبوط قلعہ بطرف شرق
جمرود کی بنایا اور فتحگڈھ نام رکہا کہ اب تک موجود ہے بلندی اس مقام کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چہ سو ستر فیٹ ہے **متنی** قسمت پشاور
میں یہ قصبہ اسی سڑک پر جو کوہاٹ سے پشاور کو آتی ہے چودہ میل جنوب کیطرف پشاور کے آباد ہے یہان ایک پختہ قلعہ
بنا ہوا ہے جسمین محافظ سرکاری رہتی ہین **سہاڑ گڈھی** پشاور کے علاقہ میں یہ ایک قصبہ دریاے سندھ
کے دہنے کنارے شمال مغرب کو چھتیس میل اور شہر پشاور سے شمال مشرق کو چالیس میل آباد ہے **شبقدر** قسمت پشاور
کے متعلق یہ ایک قصبہ دہنے کنارہ پر دریاے لنڈا کے شہر پشاور سے اٹھارہ میل شمال مشرق کیطرف آباد ہے
نوشہرہ قسمت پشاور کے متعلق یہ ایک قصبہ دریاے کابل کے کنارہ پر قلعہ اٹک سے اٹھارہ میل شمال
مغرب کو آباد ہے ۱۸۲۳ء میں اسمقام پر افغانی ملکیہ پشاور کی فوج نے رنجیت سنگھ کے ساتھ لڑائی سخت کی تھی

بہہ نکلکر بہت پر آبی و تیزی کے ساتھ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چشمہ شیر سے پانی اسمین بکثرت
داخل ہوکر دریا کی صورت اسمین ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت مخرج اس دریا کا چشمہ ہوی شیر نہین ہے بلکہ
جو ہی شیر سے بارہ میل پرے اصلی چشمہ اسکا کوہ اوناکے اونچی گہاٹیون کے اندر ہی وہانسے نکلکر پہوٹی سے نہر کی طرح
بہتا ہوا جو ہی شیر کے پاس آتا ہے اور اوسکا پانی لیکر ایک چہوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہان سے بائیس
کم آب چلتا ہوا بعد قطع کرنے راستہ ساٹھہ میل کے کابل تک پہونچتا ہے پھر کابل سے آگے کچھہ چلکر دریای لوگڈہ
اندر سے آکر اسمین ملجاتا ہے لوگڈہ کے ملنے سے بڑی تیزی و پر آبی اسمین ظاہر ہوجاتی ہے پھر کابل سے تخمینا
فاصلہ چالیس میل دریای پنجشیر اپنی چشمہ سے اکیس میل کا راستہ طی کرکر اسمین آپڑتا ہی پھر شمول کے مقام
پندرہ میل نیچے دریاے تگو اپنی چشمہ سے اسی میل طے کرکر اسمین آملتا ہے پھر اس شمول سے بیس میل نیچے دو
ندیان علی شنگ و علینگر اپنے اپنے چشمون سے نکلکر پہاڑون کے اندر ہوتے ہوی اسمین آپڑتے ہین طول و راستہ
ان دونون ملی ہوئی ندیون کا اونکی چشمون سے لیکر دریای کابل کے شمول تک اکیس میل شمار ہوا ہی پھر
وہان سے بیس میل کا راستہ چلکر دریای سرخ اپنی چشمہ سے ستر میل کی مسافت طی کرکر اسمین داخل ہوتا ہی
چونکہ اس دریا کے پانی کی سرخ رنگت ہی اسواسطے اسکو دریای سرخ کہتی ہین پھر وہانسے بیس میل شروع کے
سمت کو بہہ کر دریای کنار اسمین آجاتا ہی جسکو دریای کونر بھی کہتی ہین جو اول چترال پہاڑسے نکلکر کوہ کافرستان
مین بہتا ہوا یہان آتا ہی اور دریای کابل کا مددگار بن جاتا ہی اسقدر دریاؤن کے شمول کے سبب سے یہ دریا
برابر درجہ بدرجہ تیزی و تندی و پر آبی و عرض و طول مین بڑہتا ہوا اور شرق کے طرف کو راستہ لیتا ہوا
کوہ سفید کے گہاٹیون اور جنوبی ڈہلوین گہاٹیون کوہ ہندوکش کے اندر ہوتا ہوا کوہ کابل کے مشرقی کنارہ
تک آپہونچتا ہی اس راستے مین بھی دونو کنارون پر اسکی بہت سی چہوٹے ندیان اور چشمے پہاڑون سے
نکلکر اسمین داخل ہوجاتے ہین اگرچہ اوس مقام پر چوڑان اسکی بہت ہی مگر بباعث اسکی کہ اسکے تہہ مین پتھر
بہت اور تیزروی بنہایت سخت ہی وہان یہہ قابل جہاز رانی کے نہین ہے لکڑیون کے بلی بناکر لوگ دریا سے وترتے
مین بعد ازان یہہ دریا داخل ممالک زیر حکومت سرکار انگریزی ہوکر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہی اور وہ
تینون شاخین ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ بہہ کر ملک کو سیراب کرتی ہوئی مقام دوبندی اکٹہین ملجاتے ہین اسمقام سے
لیکر دریای سندھ کے شمول کے مقام تک یہہ دریا چوڑا اور عمیق قابل جہاز رانی کے ہی اور بڑی بڑی کشتیان
جنپر چودہ سو من تک بوجہہ لدا ہوا ہوتا ہے اسمین چلتی ہین علی ہذا دوبندی کے مقام پر شمال کیطرف سے دو
ندیان بہی اسمین آگرتا ہے دریای لنڈا کو وہان دریای پنجکورہ بھی کہتی ہین یہہ دریای لنڈا کوہ ہندوکش کے
الپنو شکلکلنگ مقام سے نکلتا ہے کہ جو اب تک بخوبی دریافت نہین ہوا ہے یہہ راستہ طی کرتا ہوا جنوب کیطرف

کے سمت کو آتا ہے تو گوشہ شمال و مشرق سے دریای سوات آکر اسمین شامل ہوتا ہے سوای اسکے اور بھی چھوٹی چھوٹی
ندیون اور چشمون کے پانی باشنا سے راہ اسمین شامل ہوتی چلے آتے ہین پھر دریای لنڈا ای چشمہ سے دو سو میل
کا راستہ طی کر کے بمقام دوشندی دریای کابل مین آتا ہے پھر دوشندی سے چالیس میل شرق کے طرف چلکر
دریای سندھ کے مغربی کنارے سے بمقام اٹک سندھ مین داخل ہوجاتا ہے کل طول اور راستہ دریای کابل کا
چشمہ سے لیکر دریای سندھ کے شمول تک تین سو بیس میل شمار ہوتا ہے **کوہ چملہ** اس علاقہ کے مشرق
مین دریای سندھ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ شہیر ہے شکل اس پہاڑ کی بطور درہ کے
ہے اور میدان کم زمین ناہموار اور پہاڑ ہے اور باشندے قوم منڈزئی اوسمین آباد ہین مشہور ہے کہ
اٹھارہ ہزار آدمی اسمین بستا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم ہزارہ وال پہونچ جاتی ہے۔
کوہ شہیر یہ علاقہ چملہ کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف اسکی دریای سندھ شمال ملک
سوات مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چارون طرف اسکی اونچے پہاڑ ہین جنمین سے شمال کیطرف کوہ ایلم
و کوہ دوہ سمندر کے سطح سے دس ہزار اکیوایس فیٹ بلند ہین بیچمین اسکے بطور وادی کے زرخیز
زمینین واقع ہین ملک ناہموار و دشوار گذار ہے آب ہوا اسکی معتدل ہے مگر اونچی پہاڑون کے اوپر سبب
پہنچنی برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک مین قوم یوسف زئی کے باشندے اسطرح آباد ہین کہ مشرقی حصہ
مین شاخ جغرزئی شمال مین گدائی زئی مغرب سالارزئی جنوب مین نوردی زئی وسط مین عائشہ زئی و لنت زئی
رہتے ہین اگرچہ کل قوم کا آپسمین کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دفع کے واسطے سب آپسمین یکدل و یکجان
ہو جاتے ہین پیداوار ملک کی اوسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سوات کے ملک سے غلہ خرید
لاتے ہین لکڑی دہیٹری بہت رکھتے ہین تیس ہزار اسلحہ بند مرد بھادر رہتا ہے ہزارہ سے نوتی نیل نمک سوداگر
وہان لیجاکر فروخت کرتے ہین **کوہ سوات** - اس علاقہ کے حدود اربعہ اسطرح ہین کہ شمال مین
کوہستان لرم جسکے اوپر کے طرف علاقہ دیر ہے مشرق کے طرف وہ پہاڑ جسکا سلسلہ دریای سندھ تک پہونچتا
جنوب کیطرف ملک شہیر و تحصیل یوسف زئی مغرب مین علاقہ ارنگ بزنگ و اتمان خیل و باجوڑ واقع ہے
سوات کا ملک پہاڑون کے اندر بطور درہ کے ہے طول اسکا جنوب غرب سے شمال شرق تک پچاس میل
عرض تین میل علاوہ اوسکی جنوب شمال کیطرف اور بھی پہاڑی علاقہ اوس ملک کے متعلق ہے اور ان
پہاڑون سے جو درے سوات کے وسط کے طرف آتے ہین اونکے اندر بھی دور دور تک آبادی چلی
گئی ہے اس ملک کے وسط مین غرب کیطرف دریای سوات بہتا ہے اور دریا کے دونو کنارون کے اوپر شمالی
و جنوبی پہاڑ تک برابر زمین ہموار چلے جاتے ہین اس دریا کے سوا اور بھی بہت سے چشمے پانی کے

شیرین وشفاف ہمیشہ جاری رہتی ہین جنسے زرعے زمینین سیراب ہوتے ہین پیداوار یہان کی مکی چانول
بکثرت گیہون بھی بوئی جاتی ہے دریای سوات کے جنوب اور شمال کے طرف دامن کوہ مین بہت سے گاؤن
آباد ہوتے چلے گئے ہین اور سوانتھہ کے اندرونی ملک مین زیادہ تر قوم اکوزئی نسل یوسفزئی اس تفصیل
سے رہتی ہے کہ دریا کے شمالی طرف شاخ خواجوزئی اور جنوب کے سمت کو بازیدزئی اور کوہستان جنوبی متعلقہ
سوات مین قوم رانیزئی اور بابوزئی آباد ہے مشرقی حدود سے باہر قوم گوجر کوہستانی رہتی ہے سوات
سے شمال کیطرف کاشغر وترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے برفون کے سال بھر مین چند مہینے راستہ جاری
رہتا ہے مگر نہایت پرخوف ہے بدون ہمراہی بدرقہ مضبوط کے کسیکا امکان نہین ہے کہ جا سکے سوانتھہ کے
بنی ہوئی کمبل سیاہ تحفہ مشہور ہین باز شکاری بھی بہت پکڑے جاتی ہین نمک کی قدر اس ملک مین بہت ہے
نمک کوہاٹ کے کان سے یہان تک آتا ہے غلہ وروغن زرد شہد سوانتھہ سے خرید کر سوداگر اور ملکون
لیجاتے ہین اس جگہ کے شرقی پہلو پر نادر شاہ ایرانی نے نیا راستہ بنوایا تھا مگر اب وہ بالکل خراب ہو گیا ہے
آب وہوا یہان کی نہایت معتدل خصوص موسم گرما صحت افزا ہے اور بہار وگلزار وسیرابی وشادابی مین یہ
کشمیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وہ کشادہ اور یہہ تنگ ہے اس ملک مین پرانے وقت کے کہنڈرات اور
بتخانون کے علامات ابتک موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین اہل گبر یا ہنود یہان
رہتے تھے فی الحال پچاس ہزار سے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب یہان سکونت پذیر ہین اور اسی ملک
کے مغربی حد پر پنجکورہ ندی دریاے سوانتھہ کے ساتھہ آکر شامل ہوتی ہے

ذکر مولانا عبد الغفور سوانتھی

یہہ حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خدا پرست عبد الغفور نام سوانتھہ مین رہتے ہین کل افغان سوانتھی
انکی مرید وفرمانبردار ہین یہہ حضرت ۱۲۱۲ ہجری مین علاقہ سوانتھہ مین پیدا ہوے قوم ذات انکی صافی یا صاپی ہے جسکو لفظ افغان مین
اور بعض لوگ افغان کہتے ہین خوردسالی مین حضرت مویشی چرلاتے تھے مگر پرہیزگاری اونکی اوسی عمر مین مشہور تھی کہ جس گاے
کا دودھ خود پیتے اوسکی رسی خود ہاتھہ مین پکڑ کر چرلاتے تا اس مراد سے کہ کسی کی زراعت مین وہ منہہ نہ ڈالے
اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع بربن گولہ مین جاکر حضرت نے علم ٹپہ یا بھر گوجر گڈہی علاقہ یوسفزئی مین آکر
اور عبد الحکیم اخون زادہ کے مسجد مین پڑھنے لگے پس بعد مقام نور دہیری جاکر صاحبزادہ محمد شعیب کے مرید ہو
صاحبزادہ حافظ عمرزئی اور عمرزئی پشتونی صاحب المشہور صاحب طریقت فقیر بہیر والی کے مرید تھے سلسلہ حضرت
کا نقشبندیہ مجددیہ کا تھا چار دن خاندان نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ جسمین طالب چاہتا ہو مرید کر لیتے تھے
اخوند صاحب حافظ عمرزئی کے سلسلہ نقشبندیہ مین مرید ہوئے اور وہان سے آکر موضع بیکی کنارہ دریاے سندھ آئے
خس پوش جھونپڑی مین بیٹھکر بارہ سال تک عبادت حق مین مشغول رہے اور تکمیل باطن کی اور

سکے حد فاصل ہے اس درہ کے پہاڑ کے اندر بہت سی کانین ہین مگر بسبب قبضہ خیبریون کے کہودی نہین
جاتے اور بعض بسبب موجودگی کانون کے جو ندی کہ علی مسجد کے مقام سے نکلکر آتی ہے پانی اوسکا بے مزہ ہے
اس پہاڑ کے اندر کوہ تاتارا کی چوٹی تین ہزار پانسو فٹ سطح پشاور اور چار ہزار آٹھ سو فٹ سمندر کی سطح سے
اونچی ہے چوڑان کوہ خیبر کی بیس میل تک لمبان اسکی کوہ ہندوکش سے لیکر کوہ سفید اور تکلین پہاڑ تک
پچاس میل ہے اس پہاڑ کے اندر دو قدرتی ندیان جاری ہین ایک کا نام خیبر ہے اور دوسری ندی آو
شمال کی طرف جاری ہے درہ کے اندر خیبری افغان آفریدی اورکزئی وغیرہ رہتی ہین اور کل پہاڑ مین
چار درے یعنی چار راستے واسطے آمد رفت کے جاری ہین اول درہ خیبر جو نہایت ہموار اور قابل چلانے
توپخانے اور گاڑی کے ہے دوسرا درہ تاتارا جو کہ درہ خیبر کے بعد ہے راستہ اسکا پکہ لالہ وشنکارگاہ مقام دکو
کوہ جلال آباد تک ہے تیسرا درہ افغانان اس سے سڑک افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر دریائے
کابل مقام مچنی داخل ہوتا ہے چوتھا درہ سے باہر آکر کوہ خیبر مین داخل ہوتا ہے پھر جنوبی کنارے دریا کے دونو کا سے ملکر
درہ تاتارا و خیبر کے ساتھ ملتا ہے جو تھا درہ کرایا جسکے اندر سے دریائے کابل مقام دو ندی گذرتا ہے اور نیز دو
دریا جسکو دریائے لنڈا کہتے ہین اس درہ سے گذر کر خاص مغرب کی سمت کو چلتا ہوا دریائے کابل کے ساتھ شامل
ہو جاتا ہے چونکہ یہ درہ خیبر کا حد فاصل درمیان افغانستان و ہندوستان کے ہے اور درہ پولان اسکی جنوبی
سمت کو واقع ہے درہ خیبر کو کلید افغانستان کہتے ہین شروع اور آغاز اس درہ کا پشاور سے دس میل مغرب کی
سمت کو مقام قدم سے ہوتا ہے جس مقام پر چار درون کا ایک مجموعہ ہے اور پہلاو اسکا تین میل ورکا کے مقام
پہنچ جاتا ہے آگے میدان جلال آباد کا شروع ہوتا ہے یہ پہاڑ پتھر کے تختون سے بھرا ہوا ہے بارش کا پانی اندر
جذب نہین ہوتا ہے بوقت بارش کے وقت بڑا بھاری سیلاب ظاہر ہوتا ہے گرمی کے موسم مین پتھر اسکے دہوپ سے
بہت گرم ہو جاتے ہین اور زمین نہایت خشک ہوتی ہے اس درہ مین ایک چھوٹی سی ندی بھی جاری ہے بعض اوقات
اوسکا پانی بھی پہاڑون کے اندر ہی غائب ہو جاتا ہے اس درہ کی سفر مین دو مشکلین بہت بڑی مسافرون کے واسطے
ہوتے ہین ایک تو خوف جان اور غارت ہونے مال کا جو خیبری غارتگرون کے ہاتھ سے ہوتا ہے قافلے کے سوا کوئی
بچ نہین سکتا دوسری علی مسجد کے باہر سڑک بہت تنگ ہے اور بڑے بڑے اونچے پہاڑ جنکی بلندی
ہزار ہزار گز کی ہے راستہ گھیرا ہوا ہے تاچار کبھی مسافر گھبرا جاتا ہے اور ہیبت آتی ہے سبب ... علی مسجد
کے پاس ایک قلعہ اونچے پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے مگر باعث خشکی پانی اور بلند ہونی پانچ پہاڑون کے اس لائق نہین ہے
کہ کوئی شخص وہان بہت عرصہ رہ سکے باہر کے غنیم سے لڑ سکے کابل کی مہم کے وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطے سرکار انگریزی کو اور
بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کے اندر کی فوج بسبب حاصل نہونے پانی کے قلعہ چہوڑ کر چلی گئی پہر وہ قلعہ انگریزون کے تصرف مین آگیا فوج

قلعہ کو خیبری لوگ ہر وقت مزاحم ہوتی اور اونکا نقصان کرتے تھے سو اسواسطے سرکار نے بھی آخر تنگ آکر
وہانسی فوج اپنی اوٹھالی آب و ہوا علی مسجد کے پہاڑ کی نہایت ہی علالت انگیز و زہر آمیز ہی علی مسجد سے چلکر
لالہ بیگ کی مقام تک جو آتا ہے راستہ مین ہر راستہ اس درہ کا بڑی ٹیڑہی گہاٹیون مین گھرا ہوا ہے وہانسی آگے لنڈی خانہ تک
کے متصل راستہ اسکا بہت ہی فاصلی تک زینہ دار بنا ہی اور قریب تین گز کے چوڑا ہے راستہ کے ایکطرف کو
ایک پہاڑ سیدہا اونچا دیوار کے طرح دور تک چلا جاتا ہے اور دوسرے طرف کو ایک اونچا ٹیلہ ہی یہہ درہ
اپنی آغاز یعنی مشرق کی طرف کے مدخل سے درجہ بدرجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور چلنی والی کو جو مغرب کے سمت کو
جاوے پیچھے اپنی ایک ٹیڑہی ڈہلوین گہاٹی نظر آتی ہے مگر بہت بڑا اتار یا ڈہلان نہین ہے کیونکہ جلال آباد کا میدان
پشاور سے تہوڑا ہی بلند ہے بلندی اس درہ کی چوٹی کے تین ہزار تین سو ستر فٹ سطح سمندر سے اور دو ہزار
ایکسو فٹ پشاور کی زمین سے ہے خیبری قوم بڑے غارتگر و بے رحم سلاح بند اسمین رہتی ہے جنکے پاس توڑہیدار
لمبے لمبے بندوقین اور تلوارین وغیرہ الکین مین لمبے لمبے چھرے بھی وہ بہت رکھتے ہین پہلی کابل کا حاکم
انکی خاطر کرکر ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ نقد سالانہ انکو دیتا تھا مگر امیر دوست محمد خان نے صرف تین ہزار
روپیہ نقد سالانہ انکو دینا قرار دیا اور پچیس ہزار آدمی خیبری جنگیون مین وہ روپیہ بانٹا جاتا ہی نادرشاہ
ایرانی نے بوقت مہم ہندوستان کے دس لاکھ روپیہ انکو دیا تھا اور پھر عبور بھی نکیا اور درہ خیبر کے راستہ
سے ہندوستان کے میدانین داخل ہوا **لنڈی خانان** یہہ ایک حصہ کوہی درہ خیبر کے اندر
نہایت مشکل گذار تنگ مقام ہے جو شرقی حصے خیبر مین ہی بتیس میل کے فاصلے پر واقع ہی اس مقام سے درہ
مغرب کے جانب کو بہت ڈہلوان و تنگ ناہموار ہے توپ و گاڑی وہانسے گذر نہین سکتی جنوب کی طرف ایک
کے زینہ کی شکل ڈہلوین پہاڑ کے قطار اور شمال کو ایک بلند سیدہا پہاڑ بطور دیوار کے کھڑا ہی اپریل ۱۸۴۲ع
مین لشکر انگریزی جو افغانستان کی مہم پر گیا تھا تو بہر اسکے گذر فوج کا اس مقام سے ہوا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے دو ہزار چارسو اٹھاسی فٹ ہے **گدر گلی** یہہ پہاڑی درہ ضلع پشاور مین پشاور و قلعہ اٹک
کے درمیان اٹک سے بفاصلہ پانچ میل شمال مغرب کے طرف واقع ہے چونکہ راستہ اس درہ کا بہت تنگ ہے
اسواسطے بطور مبالغہ نام اسکا گیدڑ گلی رکہا گیا یعنی گیدڑ بھی اس سے مشکل گذر سکتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ
جب اکبر بادشاہ اس پہاڑ پر شکار کہیلنے کو آیا تو یہان آکر اوسنی تیر سے ایک گیدڑ کو شکار کیا اوس دن سے
نام اس درہ کا گیدڑ گلی مشہور ہوا فارسی بعض تواریخون مین اس درہ کا نام خضر گلی لکہا ہے کیونکہ حضرت خضر کو یہی
یہہ پہاڑ بھی سرسبز و شاداب ہی اور یہی نام بگڑتے بگڑتے جہلا کے زبانون پر گیدڑ گلی بن گیا یہہ گہاٹی
[illegible] فٹ چوڑی ہی دونو طرف اوسکی اونچی اونچی ناہموار پہاڑون کے ٹیلے ہین اور آمد و رفت

مسافرون کی بھی اِس راستے سے بہت ہے **کوہ سفید** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی جنوب کیطرف دریای کابل
کے واقع ہے اور شمال کے طرف دریا کے کوہ ہندوکش ہے اور یہہ دونو پہاڑ قریب ستر میل کے ایک دوسری
سے جدا چلے جاتے ہین اور جسقدر ان دونون مین فاصلہ ہے اوسیقدر دریای کابل کو چوڑا کہنا چاہئیے کوہ سفید
کے قطار شرق سے غرب کو قلعہ اٹک کے مشرق کیطرف سے شروع ہوتی ہے اور غربی حصہ پر اپنے جاکر ختم ہوتی ہے
مغربی انجام اسکا جگدلک و ارغیلون تک شمار کیا جاتا ہے اسمین سنگ چراغ درکلی کے پتھر بہت ہین تین قطارین اسکی
واقع ہین جو ایک دوسری کے سامنے دکہائی دیتی ہین آغاز تینون کا دریا کے کنارے سے ہوتا ہے دو قطارین نیچلے
اسکے چیڑ کے درختون سے ڈھکی ہوئی ہین اور جو سب سے بلند قطار ہے وہ مقابلہ اور ڈھلوین اور ٹیلہ دار ہے مگر بسبب
سبزی و سیرابی کے خوشنما معلوم ہوتی ہے اور سب سے اور ایک نہایت بلند قطار اسکی چودہ ہزار فیٹ اونچی
او سپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے اور بسبب برف کے دور سے وہ سفید نظر آتی ہے اسی سبب سے اسکا نام کوہ سفید ہے
اِس پہاڑ مین سرخ رود و کارا سو وغیرہ ندیان بہت چلتی ہین اگرچہ پایاب ہین مگر تیز بہت ہین اور شمال
کے طرف سے نکلکر دریاے کابل مین گرتے ہین خیبر کا پہاڑ اسکے شرقی انجام پر ہے اور کوہ کرسپی اسکی مغرب کو
کوہ ہمالہ سے شامل ہوتا ہے اور وہان دونو کے درمیان جلال آباد آباد ہے **ننگنہار یا ننگرہار**
خیبر سے مغرب اور دریای کابل سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ کابل کے مشرق کو یہہ کوہی علاقہ واقع ہے
اسکی زرخیز و سیراب آباد ہے انار وغیرہ میوے یہان بکثرت ہوتے ہین جلال آباد و لعل پورہ یا سول پور یا
اِس علاقہ کے نامی قصبہ ہین اصلی حدود اسکی دریاے کابل سے دور تک شمال کیطرف تصور کرتے ہین بلکہ
علاقہ کامہ و مہمند و تیتو و کونڑ و لغمان بھی اسی مین شمار ہوتی ہین وجہ تسمیہ ملک ننگنہار لفظ نو نہار ہے
اسکے معنی نو نہرین یا شہر سے نو دریا مراد ہے مگر نونہار کا لفظ بسبب خرابی زبان پشتو کے بگڑ کر ننگنہار ہو گیا
قوم مہمند و شنواری و صافی وغیرہ اسمین بستی ہین اور مشرقی حصے مین افریدی آباد ہین اس ملک مین سے
سفید ریشم و روئی اور اون و چانول بہت تعداد و انار وغیرہ میوے پشاور کو بہیجے جاتے ہین کابل کو بھی
یہان سے بہت مال جاتا ہے او پنجاب سے نمک و چرم و نیل و انگریزی مصنوعات و اسباب انگریزی کپڑا وہان بیچکر
سوداگر فروخت کرتے ہین راستہ کابل اور پشاور کا جلال آباد ہوکر جاتا ہے فی الحال یہہ ملک زیر حکومت
امیر کابل کے ہے **تیراہ** یہہ ایک عمدہ ملک اور شاداب علاقہ کوہ سفید کے اندر واقع ہے اگرچہ اصلی
تیراہ پہاڑون کے اوپر کے میدان کا نام ہے الا جتنے میدان کی مقدار ملک مین افریدی خیل و قابض ہین
اب وسعت تیراہ کہلاتا ہے اسکے شمال مین حدود ضلع پشاور و علاقہ خیبر و ننگنہار و مغرب مین کوہ سفید اور کوہ
راجگال خواہ راجگڑھ جنوب ملک بنگش متعلق ضلع کوہاٹ مشرق کو کوہ خٹک جسکے مشرق کو دریای سندھ ہے

اس علاقہ کے حصہ شمالی اور مشرقی پر قوم آفریدی جنوبی اور غربی پر قوم اورک زئی قابض ہے جنکی جنوب مین
قوم دوشت آباد ہے خاص تیراہ کی زمین ہموار و زرخیز و سیراب اور باقی ناہموار پہاڑون کے اندر گیہون
اور جوار و مکی کی پیداوار ی کامل ہوتی ہے تلوار دیر چھوڑا تیراہ مین عمدہ اوزار بنا رہتا ہے آفریدی و اورکزئی
دونو قومین آپسمین سخت عداوت رکھتی ہین آب و ہوا وہان کی معتدل و صحت بخش ہے بڑی بڑی چوٹیان
پہاڑ کے اسکے جنوبی حصہ مین نو ہزار سات ہزار نو سو چالیس اور دو باسٹھ آٹھ ہزار سات سو ساٹھ اور
نو ہزار تین سو اسی فٹ بلند ہین **علاقہ کوہ کرم** در اصل کرم نام ایک پہاڑی ندی کا
ہے اوسکے کنارے کے اوپر یہ ملک واقع ہونے کے سبب سے کرم کہلاتا ہے اسکی شمال کی طرف کوہ سفید
مغرب کو وہ مقبوضہ قوم منگل جنوب علاقہ خوست مشرق علاقہ اورک زئی و بنگش ہے کوہ سفید کی طرف جنوبی مشرقی
و رسی شلوزان ملوانہ نیران کرآن چوبار اور توپ ہین جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہین اراضی اس پہاڑ کی زمین
اور نالہ کرم سے سیراب ہوتی ہے مکی و چانول کی پیدایش بہت ہوتی ہے انگور سب انار کی پیداوار کا حد و
حساب نہین جنکی تجارت ہنود وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اس پہاڑ کے مغربی حصہ مین مقام ارویب قوم جاجی سنی
مسلمان اور ہوار سے نیچے رافضی رہتی ہین اوپر کے پہاڑ و نہین قوم منگل و چکنی رہتی ہے کوہ سفید مین جنوب
عمارتی دیودار زیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اوسکی سطح سمندر سے سولہ ہزار فٹ کے
قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ سنید اوسکا نام ہے **رود کرم** یہ ایک نالہ کوہ سفید کے جنوبی حصہ
سے نکلکر نواح ارویب اور مقام ہوار کے پاس سے گذر کر قوم طوری کے علاقہ مین جو اسی نالہ کے نام سے
علاقہ کرم کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ بنگش و وزیران و درویش خیل کے پہاڑی ملک سے جنوب شرق کو بہتا ہوا
علاقہ بنون کے مغربی سرحد سے نکلکر میدانمین سیدھا جنوب شرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر پرگنہ بنون و مروت
و عیسی خیل کو سیراب کرتا ہوا دریا سندہ مین قصبہ عیسی خیل سے فاصلہ پانچ میل کالا باغ کے متصل داخل ہوتا ہے
یہ نالہ علاقہ کرم و بنون وغیرہ کی سیرابی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس نالہ مین پہاڑ کے اندر زرد حم کے مقام کے
نیچے ٹوچی ایک اور نالہ کیتی نام پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتا ہے اوس نالہ کا سر کوہ سفید انہین واقع ہے جہان سکو
شتل کہتے ہین اور ملک خوست ہوکر آتا ہے کل راستہ نالہ کرم کا کوہ سفید سے لیکر دریا سندہ کے شمول تک انکو ساٹھ
میل ہے جسمین سے کوہی راستہ پچاس میل اور میدانی راستہ سو میل شمار ہوتا ہے **کوہ سلیمان** یہ ایک
فراخ اور طویل قطار ہے پہاڑون کی سلطنت انگریزی کے مغربی انجام کی مغرب کی طرف واقع ہین جو شمال سے جنوب کو
پہیلی ہوئی چلی جاتی ہین ونکا ہے پہاڑون کے قریب سطح اسکا بہت بلند ہے اور تخت سلیمان اوسکا نام ہو جو اونچی
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار فٹ ہے اس چوٹی کے اوپر ہمیشہ برف سردی کے موسم مین پڑی رہتی ہے گرمی مین

برف گل کر بہہ جاتی ہے کلی کے کنکر اور ریتلی پتھر بہت ہین دریای سندھ کی طرف کے شرقی گہاٹیان اسکی بہت
ڈہلوین ہین اور بیشمار چشمے اور ندیان اس سے نکلکر ڈیرہ جات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئی سندھ مین داخل
ہوتے ہین اور بعض کا پانی راستہ مین ہی جذب ہو جاتا ہے مغربی گہاٹیان اسکی لمبی اور اونچی ہیتیان کے
سنگل تک پہونچتے ہین اور مشہور ہے کہ کوئی دریا اس پہاڑ کی سوای رود گرم کے سمندر تک نہین پہونچتی
صرف رود گرم کا پانی بذریعہ دریای سندھ کے سمندر تک پہونچتا ہے اس پہاڑ کا کل سلسلہ شمال سے جنوب کو
تین سو پچاس میل ہے افغانی قوم بکثرت اسمین رہتی ہے نباتات اور سبزی اسپر بہت کم پیدا ہوتی ہے لیکن
اسکے نشیب سے چوٹی تک بہت گہری پتلی برف یعنی کوہر ہے سردی کے موسم مین جنگلے رہتے ہین اور اونچی کے
اوپر کلسنے ڈار جہاڑیان پیدا ہوتی ہین جنکے ساتھ بہار کے موسم مین پہول بھی ہوتے ہین **دریائی
توچی یا گمبیلا** یہہ دریا کوہ شمروتی علاقہ اور گون اور کوہ ربل سے نکلکر نواح مرغہ اور علاقہ ٹوور
سے اگر ملک بنون کے مغربی سرے سے سیدہا شرق کی طرف بنکو دشکہ توچی سے باہر نکلکر ضلع بنون کی حدود
مین داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تہہ بار کزنی و نور ڑ و لگا خیل وزیران کی اراضی سیراب ہوتی ہین
اور بند پہل سے لنڈیڈاک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اوس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرابی کے کام نہین آتا
مگر مروت کے علاقہ مین جہان اس نالہ کا نام گمبیلا ہے اوگون کے نیچے مین پانی اسکا کام آتا ہے پہر قصبہ
لکی مروت سے تین میل شرق کی طرف بنکر دریای کرم مین داخل ہو جاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سے انتہا تک ایکسو
میل کا شمار ہوتا ہے **درہ گلیری** یہہ ایک مشہور درہ کوہ سلیمان مین ڈیرہ جات سے کابل کی طرف
جانے کا راستہ ہے یہہ درہ گومل دریا کے اوپر درمیان جنگلی پہاڑی ملک کے جہان ہزاری قوم رہتی ہے واقع
ہے اس درہ کو ایک بڑا راستہ واسطے آمد و رفت ہندوستان و افغانستان کے شمار کیا جاتا ہے شمال طرف
اسکے درہ خیبر اور جنوب کی طرف درہ بولان ہے اور اسی درہ بولان کے اندر سے ہوکر انگریزی فوج شاہ
شجاع کو لیکر کابل گئے تہی لوہانی افغان کے قافلے گلیری درے سے بہت گذرتے ہین جو مال ہندوستان کا کابل
اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی درے سے گذرتا ہے راستہ اسکا بہت چکر دار و پیچ ہے
جب داخل ہوں تو قریب بیس میل کے اول شمال مغرب کو جاتی ہین پہر آگے چالیس میل مغرب کے
سمت کو ملتا ہوتا ہے پہر ولنے بیشمار چکر کہاتے اور تکلیفین اوٹھاتے ہوئے غزنین پہونچتی ہین اس درہ
کے اندر وزیری قوم بکثرت رہتی ہے پیشہ اونکا غارتگری و قزاقی ہے اگرچہ وہ پہاڑون کے اندر جہان
پانی ہو کاشتکاری بھی کرتے ہین مگر اصلی پیشہ اونکا غارتگری ہے اور وہ ہر وقت تاک مین رہتے ہین کہ اس رہ
کے مسافرون کو لوٹین وہ چار دس مسافرون کو مار دینا یا لوٹ لینا اونکی آگے کچھ بڑی بات نہین ہے

اسواسطے لوہانی وغیرہ سوداگر بڑے بڑے قافلے لیکر اس درہ مین داخل ہوتے ہین اور ہتہیار وغیرہ سامانون
سے درست رہکر بغیر اندیشہ جان و مال بسلامت لیجاتے ہین گومل یہہ ایک دریا شرقی کوہ افغانستان سے
بہتا ہے اور کوہ سلیمان سے نکلکر دریاے سندہ کی طرف آتا ہے اور راہ طے کرنے مسافت اکیوساٹھہ میل کے
ریگستان دامن کوہ مین پھیل جاتا ہے اور ریگی زمین اوسکی پانی کو جذب کرتی جاتی ہے اس دریا کے راستے کو جو
پہاڑ کے اندر ہے گلیری درہ کہتے ہین شمال کیطرف اوسکی درہ ژہیرا اور جنوب کی سمت کو درہ بولان ہے
بلکہ گمل نام ایک قصبہ بھی دامن مین اوس سڑک پر جو غزنین سے ڈیرہ اسماعیل خان کیطرف جاتی ہے چالیس
میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کیطرف آباد ہے آبادی اسکی گمل کے درہ اور دریاے گمل کے درمیان نہر
کنارے کے اوپر واقع ہے کافر کوٹ اس نام کا ایک بڑا اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا ہے
ایک تو قلعہ ضلع بنون پرگنہ عیسی خیل موضع کوندل کے جنوب دریاے سندہ کے مغربی کنارے کے پہاڑ پر ایک قطع
قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اوسکی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہے بڑے اونچے برج اب تک اسکی
عمارت کا قصبہ موجود ہے اور دیوارون مین توپ و بندوق کے مورچے دکھائی دیتے ہین سواے قلعہ کے یہہ
بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہان بڑا شہر آباد تھا کہ کہنڈرات اوسکے دور دور تک معلوم ہوتے
چلے جاتے ہین مگر اسکے بانی کا نام اور اوسکا زمانہ دریافت نہین ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر کب آباد
تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے پھوٹے پڑے دریاے سندہ کے ساتھہ ملی ہوئی ہے اب بھی جو شخص اسکی عمارت
کو دیکھتا ہے اوسکی استحکام و مضبوطی و صفائی کے معاینہ سے متعجب و حیران رہ جاتا ہے وڈ صاحب مورخ
انگریز فرماتے ہین کہ ہمنے ایسی عمارت بلند و پختہ باوجود کثرت سیاحی کے کہین نہین دیکھی چونکہ چند شوالہ
اسمین گنبد کی صورت گول ہین اونکی دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ بودہ مذہب والی لوگون نے جو دو ہزار
برس سے پیشتر یہان آباد تھی یہہ مکانات اپنی پرستشگاہ مین بنائے ہون اور جو اون پر مورچال بنے ہین
کسی اور بادشاہ یا راجہ نے اونکو بنوائے ہون کیونکہ یہہ مستان پہاڑ کے عمدہ موقع اور سخت جگہہ پر واقع
ہے اور اسلاک کے حکام کے واسطے یہہ قلعہ نازک وقتون مین عمدہ جگہہ اور جاے پناہ تھی اور یہہ بھی مشہور ہے
کہ ہمایون بادشاہ چغتائی نے بھی اپنے بھائیون کی بیمہری کے وقت ایکدفعہ یہان آکر پناہ پائی تھی ورنہ خصوصیت
کی یہہ عمارت بنی ہوئی ہے اوسوقت تو توپ و بندوق وغیرہ آتش فشان ہتھیارون کا ہند مین کہین نام
و نشان بھی نہ تھا دوسرا کافر کوٹ بنون کے شمال کیطرف یہہ ایک اونچے پہاڑ کا نام ہے جو تراشا
ہوا پہاڑ قلعہ کے دیوار کی طرح اونچا معلوم ہوتا ہے مگر اوسپر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہین آتا
قدرتی شکل اوسکی اسطرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو تین بڑے بڑے ٹیلے پہاڑ کے دور سے بطور قلعہ پا

پاس ہی دکہائی دیتے ہین نزدیک جاکر دیکھنے سے دور دور معلوم ہوتے ہین **کوہ غونڈ** صدر ضلع بنون کے
مقام سے بیتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کوہ شیخ بدین جسکو کوہ غونڈ بھی کہتے ہین سطح سمندر سے چار ہزار چھ سو
چار فیٹ بلند ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور بنون کے وسط مین درہ پیزو سے مشرق کی طرف واقع ہے اگرچہ
بسبب قلت پانی کے درخت وہان کے بے رونق اور خشک ہین مگر باعث بلندی کے گرمی کے موسم مین سرد
رہتا ہے اور ہوا بھی تند و پرشور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان انگریز
اپنے بیبیون اور بچون کو لیکر گرمی کا موسم وہان جا کاٹتے ہین اور ڈیرہ اسماعیل خان و غازیخان و بنون کے انگریز
عہدہ دار اکثر وہان مئی سے ستمبر تک رہتے ہین **علاقہ خوست** یہہ پہاڑی علاقہ کرم کے علاقہ سے
جنوب کی طرف واقع ہے اسکے مغرب کی طرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیریان جنوب میت خیل و حسن خیل ہے چارون
طرف اسکی بلند پہاڑ حلقہ کئے ہوئی ہین بیچ مین سطح میدان ہے کوہ جدران سے رود شمل نکلکر اسعلاقہ کے
وسط مین مشرق کی طرف کو بہتی ہے اکثر علاقہ اوس سے اور کچھہ چشمون کے پانی سے سیراب ہوتا ہے گندم اور
چانول بہت پیدا ہوتے ہین مغربی حصہ مین اسکے قوم اسماعیل خیل و حیدر خیل و مندوزی وسط مین قوم
ترہ و مرد خیل مشرقی مین قوم لکن و زنکی خیل وغیرہ آباد ہین لفاری قوم اسمین تجارت پیشہ ہے اور باقی
کشتکاری کرتے ہین تاکو بہان کا تحفہ مشہور ہے اور گہی و چانول و نمد ضلع بنون کو فروخت کیواسطے جاتا
سنبر تماکو زیری قوم یہان فروخت کیواسطے لاتی ہے نیل و آہنی اسباب و تختہ چرم و پارچہ سفید کی یہان بڑی
قدر ہے یہہ علاقہ فی زماننا امیر کابل کے متعلق ہے **علاقہ وزیری** یہہ علاقہ بہت وسیع ہے اور وزیر
قوم پہاڑ و زمین منتشر ہے آبادی انکی گنجان نہین ہے متفرق موقعون مین آبادیان ہین مشرق کی طرف اسکی
حدود ضلع کوہاٹ و بنون و کوہ بہٹنی جو حدود ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب با درہ گومل
مغرب علاقہ قوم خروٹی ملحقہ کوہ بیرل شمال علاقہ دنگون و جدران ملک خوست و کرم و حدود ضلع
کوہاٹ واقع ہین ان حدود کے اندر وزیری قوم متفرق رہتی ہے فرقہ درویش خیل یعنی آتمانزئی و
احمدزئی آپسمین مخلوط رہتے ہین اور مسعودون کا علاقہ الگ ہے سوا ایک شاخ کے پہاڑ کے اندر جلیں علیحدہ
زمین ہے سوا اسکے علاقہ کانی گرم شوال و مرغہ و بیرل کے باقی علاقہ جن مین زمین بہت کم ہے اکثر انکا ناہموار
و ٹیلہ دار ہے جنوبی و مغربی حصہ مین اسکے اونچے اونچے پہاڑ ہین سب سے اونچا پہاڑ مسعودون کے علاقہ مین
پیر غل ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار پانسو تراسی فیٹ شمار ہوئی ہے ان پہاڑون پر چلغوزہ
کے درخت اور دیودار کے بکثرت جنوب کی طرف علاقہ وزیری کے کوہ رواتہ ہے اور اسی علاقہ کے اندر
علاقہ **کوہ دور** اندر مغربی حدود ضلع بنون رود ٹوچی کے دونو کنارون پر واقع ہے

اسکے قوم وزیری اور بہتین پدرہ توچی کے اندر قوم دوڑ بستی ہے یہہ زمین اسکی رود توچی کے پانی سے سیراب
ہوکر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تماکو اور گھی اور مویشی اس علاقہ کے ضلع مین سوداگر فروخت کیواسطے
لیجاتے ہین پارچہ سفید اور نمک کی یہان بہت قدر ہے **علاقہ شیرانی** درہ گومل کے جنوب
کیطرف یہہ ایک پہاڑی علاقہ واقعہ ہے مغرب کے طرف اسکے رود ژوب مشرق قوم کاکڑ و مندوخیل مشرق
حد و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان دیگنہ کلاچی ہے اسکے شمالی حصہ مین قوم حسن خیل وسط مین اوخیل چلوانی
جنوبی مین قوم ہری پال شاخہای شیرانی بستی ہین علاوہ اسکے قوم بابڑ اور اوشترانی جنوب مشرق کیطرف آباد
ہین اور اسی علاقہ مین وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہین سطح سمندر سے بارہ ہزار
فٹ اونچا موجود ہے اوسی موقع کے سبب سے نام کل سلسلہ متعلقہ اس پہاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ شیرانی
اور اشترانی سے جنوب کیطرف ایک نالہ کوہی ڈہوڈہ نام سے لیکر ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک مغربی
کہاٹیون مین قوم بلوچ کے شاخین ملک سندہ کے حد تک آباد ہوتی چلی گئی ہین اسطرح کہ نالہ وہوا سے جنوب کے سمت
قوم کسرانی اور اون سے جنوب بزدار وغیرہ پہر میدان شام سے مغرب کے طرف کوہی ملک مین قوم مری اور اون سے
جنوب بگٹی آباد ہین **ملک کاکڑان** یہہ قوم بہی وزیری قوم کیطرح ایک وسیع پہاڑی علاقہ
پر قابض ہے مگر مشہور اور عمدہ علاقے انہین سے اول رود ژوب کے جنوب و شمال کے طرف یہہ واقع ہین اور دو
کنارون پر قوم مندوخیل و کاکڑ کے دیہات آباد ہین یہہ زمین زرعی زرخیز و سیراب عمدہ ہے دوسرا علاقہ اسکا
بوری و برشور و پشین و کوئٹہ ہے جسکے حدود دستے درہ بولان ما بین قندہار و شکارپور جاتا ہے علاوہ اسکے اور
گرد نواح کے پہاڑون پر متفرق آبادیان بہی اس قوم کے موجود ہین مشرقی حدود انکی کوہ شیرانی و بلوچون
سے دور تک ملتی چلی گئی ہین قوم موسی خیل و استوٹ افغان کسرانی بلوچون کے پہاڑون سے مغرب کیطرف
ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک آباد ہوتے چلے گئے ہین انکی علاقون سے گوسفند و مویشی خرید کر ادہر
لیجاتے ہین اور یہان سے پارچہ سفید یہان لاکر فروخت کرتے ہین **نالہ ططور** یہہ ایک پہاڑی نالہ ڈیرہ جات
کے علاقہ مین بہہ کر ملک کو سیراب کرتا ہے اخراج اسکا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ سے ہے وہ اپنی نکلکر یہہ ڈیرہ جات
کے علاقہ مین آتا ہے اور چالیس میل تک برابر زمین کو سیراب کرکر ریگستان مین مفقود ہوجاتا ہے **سہاول**
یہہ ایک نالہ مشرقی جناب کوہ سلیمان سے نکلکر علاقہ ڈیرہ جات مین آتا ہے اور پچپن میل تک قریب کے شرق کیطرف
بہتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہوا ریگستان مین پہونچتا ہے وہان اگرچہ پانی اسکا تمام و کمال ریتہ مین جذب ہوتا چلا
جاتا ہے **کوہ بارہ** ضلع ڈیرہ غازیخان کے متعلق یہہ ایک پہاڑ ہے قوم بلوچ اسمین رہتی ہے یہہ پہاڑ
رات کے وقت جہاڑی درختون کے اوپر جو شبنم پڑتی ہے وہ جم جاتی ہے وہان کے باشندے درختون کے اوپر سے وہ

وہ شبنم صبح کو گر کر شکر کے سے کہاتے ہین اور وہ بالکل ترنجبین اور شیرخشت کیطرح شیرین ولذیذ ہوتی ہے لیکن
دوسری قسم ترنجبین ہے اوسکی شیرینی مین اور کچھ عیب نہین ہے البتہ کہانے کے وقت پہاڑ کے پتون کی بو آیا کرتی
ہے وہانکے لوگ اوسکو ٹنگلو کہتے ہین گندم و جو و باجرا و جوار کی وہان پیدائش بہت ہے ۔

آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہان کے ملک کے ذکر مین

یہہ علاقہ ریاست گاہ رئیس بہاولپور کا پنجاب کے میدانی ملک سے سمت جنوب مغرب واقع ہے مغرب کیطرف اسکی ملک
سندہ و علاقجات سرحدی پنجاب ہے مشرق و جنوب کو ضلع بہٹیانہ و جیسلمیر جنوب مغرب کیطرف زادہ ملک سندہ ہے
سرزمین اس علاقہ کی بشکل بیضوی ہے تین سو اسی میل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب کو اور ایکسو اسی میل چوڑی کل
سطح بائیس ہزار میل مربع ہے اسقدر زمین مین سے کل چوتہا حصہ قابل زراعت ہے باقی سب ریگستان و جنگل و ویرانہ ہے
شمال مغربی حد پر اسکے دریاے گہارا و پنجند و سندہ جاری ہین زمین اسکی ہموار و سطح ہے کوئی ٹیلہ یا پہاڑ واقع نہین
سواے ریگ کے ٹیلون کے جو پچاس یا ساٹہہ فٹ سے زیادہ البتہ نہین ہوتی زمین قابل زراعت اس علاقہ کی دریا کے
باہین کنارے بارہ میل تک چوڑی دور تک چلی گئی ہے ایسی زمین کے ٹکڑے مین بہت سی آبادیان واقع ہین جابجا
رعایا اس علاقہ کے اکثر مسلمان اور ہندو کم ہین آمدنی کل علاقہ کی رئیس متوفی کے وقت پندرہ لاکہ کے قریب تہی اب
سرکاری سرپرستی اور انتظام مین آمدنی بہت بڑہ گئی ہے چہہ لاکہہ آدمی کے قریب کل علاقہ مین آبادی ہے بہاولپور و احمدپور
خانپور و اوچ شریف بستیان اسمین آباد ہین خاص شہر بہاولپور یہہ شہر دار الریاست بہاولپور کا
دریاے گہارا کے ایک شاخ پر ہے دریا سے بفاصلہ دو میل شہر ملتان سے بفاصلہ ستر میل ریگستان کے اندر آباد ہے
شہر پناہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہے قوم سید و داؤدپوترہ و بلوچ و راجپوت و کہتری اسمین
طرح طرح کی قومین اسمین بستی ہین عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے تعداد چار ہزار آٹہہ سو کے حویلیان اور ایکہزار
دوکان بیس ہزار آدمی کی آبادی ہے رئیس کے رہنے کے مکانات بڑے بلند و عالیشان بنے ہوے ہین بازار بارونق
کارخانہ تجارت بکثرت بڑے بڑے ساہوکار مالدار و تجار باوقار و کام کرتے ہین کارخانے ہر ایک حرفہ و پیشہ
کے جاری ہین پارچات لنگی ابریشمی سادہ و ابریشمی سادہ و کلابتونی و لنگی سوتی و سوسی مشروع و گلبدن و دریائی
ابریشمی یہان بہت عمدہ بنے جاتے ہین کانسی کے کٹورے اور مسی برتن یہان عمدہ بنتے ہین بندوق و تلوار وغیرہ اسلحہ کا کام
یہان بہت اچھا بناتے ہین لوگ دور دور سے بطور تحفہ لیجاتے ہین آدمی اس شہر کے قدآور مضبوط و سانولے رنگ
کے ہوتے ہین سر کے بال بہت بڑہا کر رکہتے ہین اور بالون کو تیل اسقدر لگاتے ہین کہ تمام کپڑے چکٹ جاتے ہین
بہنگ کا نشہ بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک کے گہر بہنگ گہوٹنے کی گہوٹائی تیار رہتی ہے جب کوئی دوست یا آشنا آوے تو مدارات

صنعتون کے کارخانے جاری ہین بازار خوشنما وبارونق ہی ایک مسجد پختہ عالیشان جسکے چار مینار بلند ہین بنی ہوئی ہین۔
بہاول خان کے بنوائی ہوئی یہان موجود ہے سندھ وقتین توڑی دار اور بارود یہان بہت تحفہ بنتا ہی روئی و
ابریشم کے کپڑے یہان بہت تحفہ بنے جاتے ہین کل شہر مین ایکہزار آٹھسو گھر اور تین ہزار آدمی آباد ہین شہر
کے سوا ایک اور بھی بستی احمد پور نام اس علاقہ مین ہی جسکو چھوٹا احمد پور بولتی ہین آبادی اوسکی سندھ کے ملک
کے طرف ریاست کی سرحد کے اوپر بہاولپور سے اکیوانتیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا**
یہہ قصبہ ریاست بہاولپور مین بائین کنارے دریای گہارا سے چار میل بہاولپور سے شمال مشرق کو اکیانوے
میل آباد ہی **خان بیلہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک بڑا قصبہ بائین کنارے دریای پنجند
کے آباد ہے زمین اسکی نہایت زرخیز وسیراب سرسبز ہے دریا کے طغیانی کا پانی اوسکو سیراب کیا کرتا ہی اسقدر
کہ خشک سالی مین بھی اسکے زمین کو پانی کی حاجت نہین ہوتی پیدایش غلہ کی اوسمین بحساب ہوتی ہی قصبہ
کے زمیندار بھی مالدار و آسودہ حال ہین بازار بارونق و پر تجارت ہی **خان گڈہ** یہہ قصبہ بہاولپور
کی ریاست مین بہاولپور سے اٹھہتر میل بسمت جنوب اور شہر بنگلا نہر سے اکیوتین میل شمال مغرب کو آباد ہی
خان پور بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک آباد شہر اوپر کنارے اوس نہر کے جسکا نام اختیار وہ ہی
آباد ہی بازار اسکا آباد اور کارخانہ تجارت کا بکثرت بازار رونق کے اوپر اکثر جتھین بڑی ہوئی ہین اور
ایک کچا قلعہ دوسو گز لمبا اور اکیسو بیس گز چوڑا بنا ہوا ہی رئیس حال کے طرف سی اوسمین قلعہ دار رہتا ہی
گرد نواح کی زمین اسکی لایق کاشت و زرخیز ہے اگرچہ زمین کہ خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کو ہی اوس سے
یہہ زمین ملکی ہے کیونکہ مشرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو سڑک کہ اسلام گڈہ سے
آتی ہی وہ تین میل بسمت جنوب اس قصبہ کے عین ریگستان کے اندر واقع ہے اس ریگستان مین لمبی اور
بلند ٹیلے ریتہ کے سون تک برابر نظر آتے ہین گویا اس جنگل کو ریتہ کا سمندر کہا جاوی تو بجا ہی اس شہر مین
اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہی مگر قدیمی علامات سی پایا جاتا ہی کہ کسی زمانہ مین یہہ قصبہ بہت آباد ہوگا اب بھی دو
ہزار سی زیادہ آدمی اسمین رہتے ہین مگر مسلمان عام و ہندو سوا اسی نام **خیر پور** بہاولپور کے
ریاست مین یہہ ایک قصبہ دریای گہارا کے بائین کنارے آباد ہی اسکی مشرق کے طرف ریتہ کے ٹیلے جس شہر زیر کو
تہل بولتی ہین بہت نزدیک ہی اسواسطے اوسکے گلیان و بازار و گہر ریتہ سی بھری رہتی ہین اور وہ ریتہ
تھل سے اوڑ اوڑ کر قصبہ کی زراعت کو نقصان پہونچاتا ہے پہلے اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی مین دو میل کا
فاصلہ تھا چند سال گذرے ہین کہ گہارا مین طغیانی ہوئی اور پانی دریا کا اس شہر تک چڑھ آیا اوس وقت
اچھی زمین کو دریا اوٹھا کرلے گیا اور یہہ ناقص ریتہ یہان ڈال گیا عمارت قصبہ کی قائم ہی مگر چونکہ زمین کی

مٹی پختہ ہی اور بارش بھی اسطرف کم ہوتی ہے وہ کچے گھر مدت تک قایم رہتے ہین چند مسجدین و حویلیان پختہ و
منقش یہان بنی ہوئی ہین اور پانسو دوکان کا بازار بھی اس شہر مین ہے تجارت بہت ہوتی تھی اب کم تر ہو گئی ہے
سوداگرون کے قافلون کے قافلے یہان آتے ہین اور خرید فروخت مال کی کرتے ہین کارخانے اچھی پارچہ بافی
و آہنگری و ظروف سازی کے یہان جاری ہین شہر کے باہر کچے قلعہ و گڈھ یہان بھی بنے ہوئے ہین جو یہان کے زمیندار
وقت بوقت بناتے رہے ہین **مار وٹ** یہہ قصبہ بہاولپور کے مشرق میدان مین اوس سڑک پر جو بہاولپور سے
بٹھنڈہ کو جاتی ہے بہاولپور سے ساٹھہ میل مشرق کیطرف آباد ہے شہر پناہ قصبہ کے گرد خام ہے اور قلعہ بنا ہوا ہے
گھرون کی آبادی بہت سی خام اور کچھ پختہ بازار آباد و بارونق ہے تجارت ہے گرد و نواح کی دیہاتی لوگ اپنی
پیداوار کا غلہ یہان لاکر فروخت کرتے ہین **میر گڈھ** بہاولپور کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بہاولپور سے
مشرق کیطرف آباد ہے چھوٹا سا اسمین بازار ہے اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خام ہے زمین اسکی اچھی ہے
مگر زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے **موج گڈھ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو بہاولپور سے جودھپور کو جاتی ہے بہاولپور سے سنتیس میل جنوب مشرق کو آبادی ہے علاقہ
متعلقہ اسکا تمام ریگ اور جنگل سے محیط ہے مگر خاص آبادی قصبہ کی پختہ زمین کے اوپر واقع ہے شہر کے گرد
چھوٹے چھوٹے ریگ کے ٹیلے بکثرت ہین شہر کے گرد پختہ دیوار پچاس فیٹ بلند اڈھائی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے
جب نواب بہاول خان نے اول اس شہر پر یورش کی تو شمالی دیوار کے طرف توپین نصب کین جنکے نشان
لوگون کے آج تک نمایان ہین دمدمی و مورچی لڑائی کے شہر کے فصیل کے اندر بنے ہوئے ہین اور شکل و وضع
شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہے اندر شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان بلند کرسی کے اوپر بنی ہوئی ہے جسکی بلندی
کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے مینار اوسکی دور سے نظر آتے ہین شمال کے طرف شہر کے باہر کسی بزرگ
مسلمان کا مقبرہ نہایت پختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہے اوسکی مینار بھی بہت بلند و عالیشان ہین اور ایک
تالاب بھی قصبہ کے باہر پختہ بنا ہوا ہے جو بارش کے پانی سے بھر آتا ہے شہر کے اندر کنوئین اٹھاون ہاتھہ کے
عمیق بہت ہین **مبارکپور** یہہ ایک قصبہ بہاولپور کے ریاست مین پانچ میل بائین کنارے دریای
گھارا کے اور اٹھاون میل مشرق و شمال شرق کے طرف بہاولپور سے آبادی ہے **خیروالہ** بہاولپور کی
ریاست مین یہہ ایک قصبہ ملتان سے جنوب کو بانوے میل اور خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کے سمت کو
اکہتر میل آباد ہے **ناصو کی** یہہ قصبہ بہاولپور کے ریاست مین بائین کنارے دریای گھارا کے اور خاص
بہاولپور سے ایکسو سولہ میل شمال مشرق کیطرف کو آبادی ہے **نوشہرہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک
قصبہ ہے چھوٹے سے بازار کے آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچی ٹیلے کے اوپر ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے

قصبہ کے گرد عمدہ فصیل بنی ہوئی ہے اور اراضی متعلق اسکے آباد و زرخیز و سیراب پیداش غلہ کی بہت ہوتی
ہے ۔ اوچ سید ورنگا بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پرانا شہر دریای پنجند کے بائین کنارے
سے بفاصلہ چار میل آباد ہے ایسکے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھہ درختون کے مجموعے لگے ہوئے ہین اور علاقہ
نہایت سرسبز و شاداب ہے تین آبادیان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہین اور تینون آبادیون کے گرد الگ الگ
شہر پناہ بنی ہوئے ہین آبادی شہر کی گنجان گلیان تنگ بازار کشادہ اور بڑے ہین برتن ہر ایک بانت کی
عمدہ و خوبصورت بنکر یہان سے اور ملکون مین تحفہ بہیجے جاتے ہین تجارت بھی اگرچہ یہان ہر ایک قسم کی بہت
ہوتی ہے مگر برتنون کی تجارت بہت ہی وافر ہے قدامت مین ملتان کیطرح یہہ شہر بھی ضرب المثل ہے اگرچہ کئی مرتبہ
بسا اوجڑا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اسکی جو شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے وقت ۶۳۲ھ ہوئی
ہین اوس سے بعد بھی صدمات سر پر بہت آئی مگر ویران نہین ہوا سکھون کی فوج نے رنجیت سنگہ کے حملے کے وقت
اسکو بہت لوٹا اور قریب تھا کہ اجڑ جاوے مگر جب ریاست بہاولپور انگریزی حکومت کے تحت مین آکر محفوظ ہوگئی
تو سکھون کا دست غارت بھی سر پر نکلا یہہ آبادیان اونچے ٹیلون کے اوپر ہین جو پہلے آبادیون کے کہنڈرات پر بنے
ہین اسلامیہ سلطنت سے اول بھی یہہ شہر حاکم نشین تھا اور اسلام کے وقت مین بھی حاکم نشین رہا ایک آبادی
اسکی متعلق سادات بخاری ہے جسکا بزرگ پہلے سید جلال الدین سرخ بخاری یہان آیا اونکے پوتے سید جلال الدین
مخدوم جہانیان جہان گشت بڑے بزرگ اور ولی تھے جنکا روضہ یہان زیارتگاہ بنا ہوا ہے ابتک اونکی اولاد
بھی یہان قابض چلی آتی ہے یہہ حضرات سید حسینی حسبی نسبی ہین بلکہ کل ہندوستان مین جو سید بخاری ہین انکا شجرہ
انکے ساتھہ درست ملا دینگا حسبی نسبی ہوگا دوسری بستی گیلانی سیدون کی ہے یہہ بھی بڑی بستی ہے اسکے بانی
سید گیلانی ہین جنکے بزرگ سید محمد حلبی بغدادی حلب سے آکر یہان سکونت پذیر ہوئے اونکا اور اونکے صاحبزادے
سید عبدالقادر ثانی کا روضہ یہان موجود ہے سوای انکے اور بزرگون کے روضے بھی یہان بہت ہین اور کل شہر کے
اگرچہ تین بڑی بستیان ہین مگر اونکے سوای بھی متفرق آبادیان ایک دوسری کے پاس ہین اور کل کی تعداد
شمار کر کے سات اوچین مشہور ہین اوچ نام اس شہر کا سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری نے رکہا ہے اس سے
پہلے اس شہر کو دیوگڈہ کہتے تھے اور دیو سنگہ نامی ایک حاکم ظالم یہان حکومت کرتا تہا جب حضرت نے آکر اوسکو
زیر کیا اور اوچ کے قلعہ مین اپنا تسلط جمایا تو اوچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفعل سجادہ نشین مزارات حضرات
بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین یہان ہوتا ہے وہ مرزا ناصرالدین کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے
اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے اس شہر مین ہندو کم اور مسلمان بہت ہین ہندو
یہانکے کراڑ کہلاتے ہین یہ مین اس خطہ کی اکثر جا ہی ہے اپنے اپنے کنوون پر زینہ ار جہو بتریان باندہ کر مٹی اوپر

اور چرخ جوہ کے ذریعہ سے آبپاشی ہوتی ہے **سکا بھوٹا** یہ ایک قصبہ بہاولپور کی ریاست مین بائین
کنارے دریائی سندھ کے بہاولپور جنوب بمغرب کو بفاصلہ اکتیس میل کے آباد ہے **راجن پور** ریاست
بہاولپور کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے سندھ کے بائین کنارے خاص بہاولپور سے ایکسو سولہ میل جنوب بمغرب
کو آباد ہے **سیاروہ** بہاولپور کی ریاست کے متعلق ہے ایک قصبہ بہاولپور سے بسمت جنوب بمشرق شہر سندھ سے
اور بیکانیر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستر میل آباد ہے **سبزل کوٹ** بہاولپور کی ریاست کے متعلق ہے
ایک قصبہ بہاولپور سے چودہ میل بسمت جنوب بمشرق اور چہتر میل شمال و شمال شرق شہر بہکر کے دریائی
کے بائین کنارے پر آباد ہے پہلے یہ قصبہ سندھ کے سلطنت کی متعلق تہا جب سرکار انگریزی نے سندھ کا ملک
فتح کیا تو ۱۸۴۳ء مین بصلہ حسن خدمات نواب بہاول خان کو یہ علاقہ عطا کر دیا کہ اب اوس ریاست کے متعلق ہے

تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کے ذکر مین

اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ کی ملک و اسکی متعلق علاقون کی

ضلع ہزارہ یہہ ضلع منجملہ اضلاع پنجاب کے دوآبہ سندھ ساگر مین مقام لاہور دار الامارت ملک پنجاب
سے بفاصلہ دوسو چہتیس میل شمال کی طرف واقع ہے آبادی اسمین شہرون اور قصبون مین منقسم نہین ہے بلکہ چہوٹی
بستیون اور چہوٹی چہوٹی گانوون مین منقسم ہے بڑا شہر اسمین ہری پور ہے جسکو سردار ہری سنگہ نلوہ نے سمت ۱۸۹۰ انکے مین خاص علاقہ میدانی
ہزارہ مین آباد کرایا تہا اوسوقت سے یہی شہر دار الحکومت و حاکم نشین سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری مین بہی یہی شہر
ضلع کا مسکن قرار پایا تہا لیکن ۱۸۵۳ء مین علاقہ ہتنور مین جگہ بوجہ عمدگی کے بسبب ربط ضلع و سردی گرمی معتدل و خوبی آب و ہوا کی مقرر
ہوئی بلکہ صدر کا مقام بہی وہی موقع پسند ہوا اور میجر ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول اس ضلع کے نے وہ موقع پسند کیا تہا اور اتبک وہ
اونہی کے نام سے بنام ایبٹ آباد مشہور ہے اور ضلع کے تمام کچہریون کا وہی مقام ہے اور وہ موقع خاص ہری پور سے
بائیس میل کے فاصلہ پر جانب شرق و شمال واقع ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اتبک قائم ہے وجہ تسمیہ
اس علاقہ کا نام ہزارہ بہ روایات معتبر یہہ مشہور ہے کہ امیر تیمور کے آمد مین جو آخر سنہ ۷۹۱ ہجری مین ہوئی قوم ترک میں سے
ہزارہ و قوم قارلغ میں اس علاقہ مین جہان اب ہری پور آباد ہے قابض تہی اور اونہین کے نام سے یہہ علاقہ
ہزارہ مشہور تہا اور اتبک یہی پرانے اسناد و قبالجات مین بہی اس علاقہ کا نام ہزارہ و قارلغ درج ہے تقسیمہ
اون ترکون کا میدان پکہلی مین شاہ جہانگیر کے وقت بہی موجود تہا اور اب بہی موضع گہنیر وال مین وہ لوگ
رہتے ہین اس ضلع کا طول اکیاسی میل اور عرض چالیس میل گوشہ شرق و شمال کے طرف اسکی سرحد علاقہ
ریاست جمون اور جنوب کی طرف سرحد ضلع راولپنڈی اور کسیقدر گوشہ غرب شمال کے حد و ضلع پشاور ہے

ہیں اور باقی گوشہ غرب و شمال سے حدود علاقجات اقوام خودمختار اور شمالی حد دریای سندھ کے ساتھ ملتی ہے
صورت ضلع مخروطی ہے بطور صراحی کے ہے یعنی گوشہ شرق و شمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طویل ہے اوسکی تنگ
اسکی شکل بسبب طوالت اوس طرف سے زیادہ تنگ کردی ہے ضلع متعلق کمشنری پشاور ہے اور تقسیم ضلع کی تین
تحصیلوں میں ہے اول تحصیل ہری پور جسمیں تین سو دس دیہات چھ سو انچاس میل رقبہ تعداد جمع ایک لاکھ
سینتالیس ہزار تین سو تیرہ روپیہ اور مردم شماری ایک لاکھ تیرہ ہزار سات سو ستاسی ہے دوسری تحصیل ایبٹ آباد
جسکے متعلق تین سو اٹھاون دیہات چھ سو ترانوین میل رقبہ بیاسی ہزار نو سو اٹھہتر روپیہ جمع سالانہ اور مردم شماری
ایک لاکھ چودہ ہزار چار سو بیاسی ہے تیسری تحصیل مانسہرہ اسمیں دو سو اٹھارہ دیہات ایکہزار چار سو
میل رقبہ اٹھتر ہزار ایکسو سولہ روپیہ جمع سالانہ اور ایک لاکھ پندرہ ہزار دو سو چھتیس مردم شماری ہے کل ضلع
کے آٹھ سو چھیاسی دیہات دو ہزار سات سو اکہتر میل رقبہ زمین اور تین لاکھ آٹھ ہزار تین سو چورانوین
روپیہ جمع سالانہ اور تین لاکھ پینتالیس ہزار پانسو پانچ مردم شماری ہے یہہ ضلع کوہستانی ہے مشرقی و شمالی حصہ اسکا
تمام کوہی ہے اور جنوبی میدانی ایک ندی ڈور نام اسمیں جاری ہے جس سے اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہے
ضلع کے رہنے والے عموماً مسلمان اور ان میں افغان و گوجر و کرال و گکھڑ وغیرہ ہیں ہندو کم ہیں بڑی بڑی
قومیں جو اس ضلع میں آباد ہیں انکا ذکر ذیل میں درج ہوگا میوہ شاہتوت و انگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گیہوں
و نشکر و مکی و شالی کی پیداوار ہی ہے اور پکھلی کے علاقہ میں غلہ کی بہت پیدا ہوتا ہے اور علاقہ چھچھ جو ایک مشہور علاقہ ہے اور چھچھ ہزارہ
لوگ دونوں ملکوں کو ملا کر بولتے ہیں وہ میدانی علاقہ قلعہ اٹک کے شرق کی طرف ہے **خانپور** آبادی اس قصبہ کی متعلق تحصیل
ہری پور نالہ ہرو کے کنارے پر ایک بلند جگہہ پر قریب تین سو سال تخمیناً سے آبادی قوم گکھڑوں کے رہنے کا مقام ہے
اور بالفعل بھی تمام علاقہ کے جو خانپور سے متعلق ہے وہی قوم ہے گکھڑوں کے گھر اسمیں پختہ ہیں باقی سب خام ہیں اس قوم میں
راجہ و سردار قوم کا مقرر رہتا ہے اوسکی قیام اور گدی کی جگہہ بھی یہی قصبہ ہے فتح خان مورث اعلی اس قوم کا تھا جسنے یہ قصبہ
آباد کیا تھا بازار اسمیں چھوٹا سا دوکانیں اسمیں تھوڑی دوکاندار اسمیں درختان میوہ دار مثل آلوچہ و ناشپاتی
و شاہتوت و انگور و سیب و ناشپاتی وغیرہ بہت ہیں بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ تمام علاقہ بہشت کا
نمونہ ہے تمام ہزارہ میں ایسی باغات سرسبزی کہیں نہیں جیسی یہاں ہے گنا یعنی گنا اور تماکو بہت ہوتا
گڑ بھی بنایا جاتا ہے پرانا ایک قلعہ یہاں بنا ہوا تھا اب انگریزوں نے ایک نیا قلعہ بنایا ہے جسمیں تھانہ دار
رہتا ہے نالہ ہرو پہاڑوں کے اندر جاری ہے اور اوسکی کنارے پر زراعات و باغات لگائی گئی ہیں خانپور میں
گھروں کی تعداد چھ سو چوبیس اور دو ہزار سات سو بیاسی مردم شماری ہے **باکرائی** یہہ قصبہ متعلقہ
تحصیل ہری پور کی آباد کرایا ہوا ایک جد ہندو کا ہے جو اسلام سے پہلے یہاں حکومت کرتا تھا آبادی اسکی بھی

جاپہونچے کی طرح سے مگر باغات وسفید رہتی ہین پہلی آبادی اجہہ کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور
یہہ آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکہون کی عملداری سے پہلے یہہ علاقہ ترکون کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم ترک
اس قصبہ کی مالک ہے قصبہ کے رہنے والے عموماً مسلمان ہین صرف چند گھر کہتریون کے ہین دو سو چونسٹھ گھر
اور ایکہزار دو سو بیاسی خانہ شماری ہے **سرائے صالح و تعلقہ سرائے صالح** ایک سڑک
جو ہری پور سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے اوسپر یہہ قصبہ آباد ہے صالح قوم دار اس نے اسکو آباد کیا اوسی کے نام
سے مشہور ہے قوم ہیشری ولیان و بانڈے و موسٹری وغیرہ اسمین آباد ہین بہت اچہا رونق کا مقام ہے ایکسو
دو دکان سات سو اٹہتر گھر اور دو ہزار آٹہہ سو ستاسی خانہ شماری ہے نالہ دوڑ جو اس قصبہ کے پاس بہتا ہے
موجب سرسبزی و سیرابی اس قصبہ کا ہے اس علاقہ مین تکا و دمڑی بہت پیدا ہوتی ہے گوڑ بھی بہت بنایا جاتا ہے
کسیقدر باغات بھی ہین **کوٹ نجیب اللہ** اس قصبہ کا بانی نجیب اللہ خان قوم ترین تہا جو سلطنت
چغتائی مسلمانی کے وقت اس خطہ ہزارہ کا حاکم تہا اوسنے اپنے نام پر اسکا نام نجیب اللہ خان کا کوٹ رکہا
اب یہہ قصبہ قوم گوجر کی ملکیت ہے اور پیر احمد و غلام محمد عزت دار زمیندار اسکی مالک ہین انکا بزرگ مشہور نام
بڑا بہادر و دلیر ہوگذرا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر واقع ہے جو ہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے
کہتری قوم اصل جرندا و ریہ دولا ہے یہان بہت رہتی ہین اور پارچہ لنگی سیاہ تحفہ بنا جاتا ہے ایکسو زیادہ دو دکان
سات سو چون گھر اور چار ہزار آٹہہ سو اسی مردم شماری ہے کہتری یہان کے مالدار و تاجر مشہور ہین اور شمول
اور چند دیہات کے یہہ علاقہ نجیب اللہ خان کے کوٹ کا علاقہ کہلاتا ہے اور سرزمین زرخیز و سیراب ہے **قصبہ دروش**
یہہ قصبہ آباد کیا ہوا ملک درویش قوم ترین کے مورث اعلی کا ہے اور وہی قوم ابتک قابض و دخیل ہے متفرق اقوام
کے لوگ بھی رہتے ہین دو سو اٹہاسی گھر اور ایکہزار چار سو سینتالیس مردم شماری ہے ایک باغ سیمی نادر خان قوم
ترین کا لگوایا یہان موجود ہے اوسمین ہر ایک قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے بیوپار گانون مین غلہ کا ہوتا ہے **شہر ہری پور**
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو راولپنڈی سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے آباد ہے ضلع ہزارہ مین ایسی بڑی بارونق بستی
اور کوئی نہین کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے اور صاحب اسسٹنٹ بھی ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہان متعین
ہے سکہون کے وقت مین سردار ہری سنگہ نلوہ نے یہہ موقع میدانی دیکہکر اس شہر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اپنے
نام پر ہری پور اسکا نام رکہا چونکہ یہہ موقع میدانی علاقہ کے وسط مین اور پانی کے کہٹی یعنی نہرین جاری ہین لہذا
بہت جلد یہہ بستی آباد ہوگئی اور [illegible] انگریزی مین قصبہ آباد ہوگیا دیوار فصیل کے خام بنی اب بھی گرد اوسکے
خام بنی ہوئی ہین مگر بعض عمارات پختہ ہین ایک قلعہ اور باغ بھی ہری سنگہ کا بنوایا ہوا موجود ہے جسکو قلعہ ہرکشن گڑہ
اور باغ ہری سنگہ کہتے ہین شہر کے اندر بھی کہٹی پانی کے جاری ہین مقام نہایت سرسبز اور درختون کی کثرت ہے

سے ہوئی اسی طرح کے پیدا ہوتی ہین فی زمانہ ایکہزار چہ سو اٹھ سات گہر پانسو دوکانین اور چار ہزار آٹھ سو مردم شماری
ہے بیوپار ہر ایک قسم کے اجناس کا یہان ہوتا ہے دور دور سے سوداگر مال لاکر اسجگہہ کہولتے ہین قصبہ مین کچی
ڈیوڑہی سیاہوکار رالدار مثل بہو سنگہ وغیرہ ہوا ہیں اس مین نقشہ عمدہ وتبنا و جواہر وغیرہ رکہتے ہین اور ہزارون
روپیہ کا بیوپار کرتے ہین اور نالہ ڈور جو بڑا نالہ اس ضلع کا ہے شہر سے جانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر جاری
ہے اوسی سے اوپر ہونے نہرین کہود کر شہر مین لائی گئی ہین اور علاقہ سیراب کیا گیا ہی تمام شہر مین صرف
ایک چاہ ہری سنگہ کا کہودوایا ہوا نہایت عمیق ہے گرمی مین اوسکا پانی سرد ہوتا ہی سرکاری مکانات ڈاک بنگلہ
وشفاخانہ و ڈاک خانہ و تھانہ پولیس و مقام تحصیل وغیرہ سب پختہ عمارتی ہین لکڑی کا بیوپار بہی اس قصبہ مین بہت
ہوتا ہے اور لکڑی یہان سے تمام علاقہ مین پہنچتی ہے اور اکثر سوداگر تبت و لداخ و کشمیر و کوہ ہندوکش و پشاور
وکابل و قندہار و غزنی و بخارا سے یہان مال ہر ایک قسم کا ہر سال لاتے ہین نالہ ڈور اس قصبہ کے پاس سے
گذر کر اور دس میل کا راستہ طی کر کر مقام تاربیلہ دریای سندھ کے ساتھ شامل ہوجاتا ہی **ہرکشن گڈہ**
ضلع ہزارہ مین یہہ ایک قلعہ دریای سندھ کے شرق کیطرف بفاصلہ دس میل کے اوس سڑک پر جو درہ دوب سے
گذر کر کشمیر کو جاتی ہے شہر ہری پور و سکندرپور کے درمیان بنا ہوا ہے یہہ قلعہ سردار ہری سنگہ
نلوہ نے بوقت آبادی شہر ہری پور کے بنوا کر اپنا قیام گاہ مقرر کیا تھا صورت قلعہ کی مربع اور دیوارین [illegible]
ہین قلعہ کے اندر اچہی اچہی مکانات پختہ بنائی گئی تہی **قصبہ بگڑہ متعلقہ بگڑہ** یہہ قصبہ قوم افغان
گوت جدون کی ملکیت ہی اور قومین متفرق بہی آباد ہین کہتری اسجگہہ زیادہ رہتے ہین اونکا بیوپار اسطرح
ہے کہ وہ نمک یہانسے کشمیر کو لیجاتے ہین اور وہان سے طرح طرح کا مال لاتے ہین کماد گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے
اور گڑ نہایت عمدہ سفید بتاشہ کے طرح یہان بنتا ہی اس قصبہ کے دوسو بیالیس خانہ شماری اور ایکہزار دوسو
اٹہتر مردم شماری ہی اور قصبہ متعلقہ تحصیل ہری پور کے ہی **کہلابٹ** یہہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور
کے متعلق خوگی خان مورث اعلی قوم تارخیل کا آباد کیا ہوا ہے جو دہی ایکسو بتائیس گہر اور سات سو مردم شماری
ہے سکہون کے وقت یہان ایک قلعہ تہا اور اب پولس کی چوکی ہی **قصبہ تربیلہ** اس قصبہ کی آبادی دریای
سندہ کے کنارے پر واقع ہے اور دریا کے دوسرے طرف حد یاغستان علاقہ خیر ہی پہلی آبادی اس قصبہ کی
سردار ہری سنگہ نے اجاڑ دی تہی کہ قصبہ کے رہنے والون نے پے درپے جنگ اوسکے ساتہہ کئے تہے کسیقدر مدت
بعد پہر یہہ قصبہ آباد ہوا جو اب تک آباد ہی ایکہزار ستاون گہر اور پانچہزار سات سو چوراسی مردم شماری ہی یکسو
کے قریب دوکان ہی قوم پٹہان گوت اتمان زئی و ترین و سلیمانی قصبہ مین رہتے ہین پیداوار پوست کی
ہے افیون بہی نکالی جاتی ہی اس تمام حد کیم بیا کہہ کے روز دریای سندہ پر بڑا میلا لگتا ہی اور تہانہ پولیس کا

چھیالیس مردم شماری ہے **موضع مانسہرہ** آبادی اس قصبہ کی پرانی ہے عرصہ دو سو برس کا
گزرا ہے کہ جب سواتیوں کے پہاڑ سے پٹھانوں نے اگراسیاک کو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوکر
تو پرانی شبیہ آبادی قایم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھی میں سردار ہری سنگھ
نے اسکو ویران کردیا کسیقدر مدت کے بعد پھر آباد ہوا جو آجتک آباد ہے اب روز بروز آبادی اسکی ترقی پر
ہے اکثر اقوام قومی خریدہ بھی اسمین آباد ہین پانسو ستائیس گھر اور دو ہزار آٹھ مردم شماری ہے تیس دکانین
جنمین تجارت ہوتی ہے یہان مدرسہ و تحصیل و تھانہ وغیرہ مکانات سرکاری پختہ تعمیر ہوئی ہین سکھی وقت کا
ایک قلعہ یہان تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان و بھوگرمنگ کا پشم یہ مال یہان بہت آتا ہے روغن زرد
و چانول و شہد کا بیوپار کرتے ہین لوہا و نمک وغیرہ اشیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہین **موضع گڑھی**
حبیب اللہ یہ آبادی حبیب اللہ خان قوم سواتی کی آباد کی ہوئی ہے اور ایک گڑھی یعنی چھوٹا قلعہ بھی
یہان بنا ہے دریائے جہلم کے کنارے پر یہ آبادی واقع ہے قوم سواتی اسمین مالک ہے سمندر خان رئیس یہان کی نسل
سے اس قصبہ کا مالک ہے جو نو ہزار ایکسو بارہ روپیہ کی جاگیر پاتا ہے آنریری مجسٹریٹ بھی وہ مقرر ہو چکا ہے
دو سو تین گھر ایکہزار چار سو ستائیس مردم شماری ہے **موضع بفہ لشکر** سواتی کے فتح کے وقت یہ گانو
آباد ہوا دو تین مرتبہ حملہ آوری سکھی مین یہ گانو لوٹا گیا اور چندے ویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک
موجود ہے گانو کے رہنے والے پشتو و ہندی دونو زبانین بولتے ہین کھتری اس قصبہ کے بڑے بیوپاری ہین روغن زرد
و چانول و گھی کا بکثرت بیوپار ہوتا اور ہنڈی و ادنخان وغیرہ سے لوہا وغیرہ اجناس یہان آکر فروخت ہوتا ہے
اس قصبہ کی آبادی بھوگرمنگ و کوان و کاگان پہاڑی درون کے مقابل ہے **اگرور** اس قصبہ کی ایک
آبادی نہین بلکہ اکبارگی آبادیان متفرق ہین جو سرحد افغانستان پر واقع ہین اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان
سکنہ ... شالی اور رنگی کا بیوپار بہت ہوتا ہے شہد بھی بہت فروخت ہوتا ہے سرکار انگریزی نے ایک قلعہ یہان
بنوایا ہے جسمین تھانہ رہتا ہے سوارون کا ایک ترپ بھی یہان قیام پذیر ہے تین سو گھر اور ایکہزار چار سو
ستائیس مردم شماری ہے **بالاکوٹ** اس قصبہ کی آبادی قصبہ بفہ کی آبادی کے طرح ہے علاقہ نہایت
سرسبز ہے تجارت ہر ایک قسم کی ہوتی ہے ایکہزار تین سو ایک گھر اور دس ہزار چھ سو بیاسی مردم شماری ہے
موضع سنگیاری یہ گانو سواتیون نے بعد فتح اس ملک کے آباد کیا سکھون کے وقت دیوان ناگھبہ
نے بسبب ... کے اسکو ویران کردیا تھا تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا شرق کی طرف اسکی
ایک پرانا تھیہ موجود ہے اسکو لوگ ابدسالو کے ساتھ منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہان اوسکا قلعہ تھا آثار
اسکی قائم ہین ہر ایک قسم کا بیوپار ہوتا ہے قصبہ کے ساہوکار دو تین چند سو آدمی ہین لونگی لاجی جو اسیاک کا

فاخرہ و لباس ہے اس قصبہ مین عمدہ بنتی جاتی ہے دو سو چھیاسٹھ گھر اور ایکہزار چار سو اٹھاسی مردم شماری ہے
ایک سرکاری تھانہ پختہ عمارت کا یہان بنا ہوا ہے **کاگان** یہ ایک پہاڑی حصہ اور درہ کا نام
ہے اور نیز ایک بستی اسی نام کی آباد ہے پہلی محل مسمی غازی بابا نے اوسکو آباد کیا اور وجہ تسمیہ کاگان کی
یہ ہے کہ ہندوؤن کی عملداری مین ایک عورت سندنی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام
راجوال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہے اور راجوال کے نام سے علاقہ راجوال داخل کاگان
نامزد ہے خاص کاگان کی آبادی تین مقام پر منقسم ہے علی القیاس راجوال کے اور شکل سمجھی کاگان مشہور ہے
اس مقام پر موسم سرما برف پڑتی ہے اور گرمی مین موسم دلکش ہوتا ہے بہت سے لوگ موسم تابستان یہان
آکر قیام کرتے ہین تجارت نمک کی زیادہ ہوتی ہے اور بہت [illegible] بنایا جاتا ہے دو سو [illegible] گھر اور دو ہزار
تین سو چھبیس مردم شماری ہے فقط **بقیہ حال ضلع ہزارہ** اس ضلع مین کوئی کان ایسی
نہین پائی ہے جس سے کوئی معدنی دولت بافراط حاصل ہوتی ہو مگر سونے کا کان البتہ دریاے سندھ کی ریگ سے یہان
بہت جگہہ دستور ہے سونے کے ذرے ریگ مین ملے ہوئے ہوتے ہین نیارکش لوگ جو قوم کے [illegible] ہین ریگ سے
سونا نکالتے ہین اٹھاسی مواضعات کی ریگ سے یہان سونا نکالا جاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ ہزارہ مین
درج ہے سمت ۱۹ [illegible] عملداری مہاراجہ شیرسنگہ مین جب دریاے سندھ نو ماہ تک بند رہا اور پھر ایکدفعہ پانی آگیا
کنارہ دریا [illegible] ہوگئے اوس طغیانی کے فرو ہونے کے بعد بہت سا سونا ریگ مین سے نکلا کرتا تھا اور ایک نیارکش
دن بھر مین اکیس روپیہ تک کا ہی کر لیتا تھا سمت ۱۹ [illegible] انگریزی عملداری مین جب طغیانی ہوئی تو بھی [illegible]
روز تک مزدور سونا نکالتے رہے اب اگر کسی سال طغیانی بخوبی ہو جاتی ہے تو نیارا آٹھ آنہ روپیہ کی کمائی مزدوری
کر لیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڑھ آنہ کا سونا تمام روز مین نکلتا ہے سوا اسکے سنگ مرمر اور چونہ کا کنکر اور ابرق
بھی اس سرزمین کچھ ہی ہی نکلتا ہے مگر ابرق کے ورق چھوٹے ہوتے ہین لوہے کا پتھر اور سنگ سیاہ پتھر اور سفید رنگ
مٹی بھی بہت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیوارین سفید کیجاتی ہین بڑی عمدہ کار آمد چیز جو اس پہاڑ سے حاصل ہوتی
مومیائی ہے اور یہ ایک قسم کا گوند ہے جو علاقہ بکوٹ موضع سنگل کے پتھرون سے نکلتا ہے اور درد وغیرہ کا [illegible]
[illegible] اور یہ جوڑون اور پٹھون شکستگی بیماریون مین بیمار کو دیتے ہین کل ضلع کی پیداوار جو غلہ کی قسم سے
ہوتی ہے مکی گندم جو باجرہ موٹھ یعنی شالی اروی کا وہلدی سرشف ہے اور تمام علاقہ تین قسم مین منقسم ہے
ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل تیسرا سرد پہلی قسم علاقہ میدانی ہین گندم یعنی گیہون کی پیداوار زیادہ ہے
[illegible] گندم تمام اضلاع پنجاب سے قسم اعلی ہوتی ہے معتدل علاقہ جو میدان اور پہاڑ کے درمیان ہے او مین پیداوار
بھی درمیانی ہوتی ہے البتہ [illegible] عمدہ قسم کا پیدا ہوتا ہے ہلدی بھی عمدہ ہوتی ہے سرد علاقہ مین شالی کی پیداوار [illegible]

زیادہ ہی اور اکثر علاقے بربادی میں اسیمین واقع ہین چانول اوسکا ذائقہ دار ہوتا ہی مختصر تاریخی حال اس
ضلع کا یہہ ہی کہ اسلام کے عملداری سی اول یہہ علاقہ ہزارہ کا ہندون کی حکومت مین تھا چنانچہ اب بھی آثار
عالیشان اوسوقت کے موجود وہان بعض موقعہ پر جو زمین کہود دی گئی تو بت سنگین برآمد ہوئے اور ایک برتن کبھی سو
اشرفیان ہندو انکی عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک زمیندار کو دستیاب ہوئین جب سلطان محمود غزنوی
کا حملہ ہند پر ہوا تو مسلمانون کی لڑائی اس ضلع کے ہندو راجون کے ساتھہ عین میدانی علاقہ مین ہوئی اور
مقام ڈھاکہ پر راجون کی رانیان لڑائی دیکہہ رہی تہین جب سب راجہ قتل ہوگئی تو رانیان بے اختیار ہوکر
پہاڑ سے گرکر مرگئین بعدازان قوم گکہر اس علاقہ پر حاکم ہوئی اونکی عملداری مدت مدید تک اسلاک مین ہی
اور کئی سلطان اس قوم کے ہوئی چنانچہ سلطان آدم گکہر کی اولاد اب بھی یہان رہتی ہی اور اب تک نصر اللہ
اوس خاندان کا بیات اللہ خان موجود ہی آٹھہ سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا ہی اور سلطان سارنگ کی اولاد
علاقہ خانپور مین حکومت پذیر ہی اور قوم کا سردار مقرر کرسی نشین آنجہانی راجہ خان فرزند راجہ حیدر بخش خان
موجود ہی جب سلطنت چغتائی نے زور پکڑا تو اوسوقت بھی یہہ قوم مقرب ہے اور شاہان وقت کی دربار مین انکی
عزت و حرمت با اظہار اطاعت ہوتی رہی مگر چغتائی سلطنت سے اول اور پچھلی بادشاہون کی اطاعت اونہون نے
کم کی تھی اور ہمیشہ اون سے گکہر لڑتے رہتے تھے اونہون نے بہت سی بستیان بھی یہان آباد کین اور سکونت پذیر
رہے چغتائی سلطنت کے ضعف کے بعد یہہ قوم پھر آزاد ہوگئی مقرب خان گکہر نے احمد شاہ درانی کی امداد ہند
کے حملون کے وقت دی اور بمقام گجرات سکہون کی لڑائی مین شہید ہوا راجہ کشمیر انہین گکہرون سے کہلاتا تھا
اور بادشاہ انکو کشمیر کا دربان مشہور کرتے تھے جب عملداری سکہون کی پنجاب مین ترقی پکڑنے لگی تو پہلی سردار
مہان سنگہ سکہہ نے اوس پر حملے کئے پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار لاہور ہوئی چونکہ اوسوقت ہزارہ کے
خانون کی آپس مین اتفاق نہ تھی سکہون کا دخل یہان ہوگیا جب سکہون نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سب نے کرکے
ہوکر شورش برپا کی اور رنجیت سنگہ کے اہلکار ہزارہ سے نکالدئے رنجیت سنگہ نے رانی سدا کنور و شہزادہ شیر سنگہ
و دیوان رامدیال و جرنیل الٰہی بخش کو فوج دیکر ہزارہ کو بہیجا ہزارہ کے لوگ بڑی سختی کے ساتھہ لڑے اور بہت سا
خونریزی ہوئی دیوان رامدیال مارا گیا شہزادہ شیر سنگہ نے اگرچہ کسقدر بستیان جلائین اور علاقہ برباد کیا مگر
تشفیہ جیسا چاہیے نہ پایا اور واپس چلا گیا سکہی اہلکار اوسوقت کبھی کبھی تعلقہ مین تہہرا ہے گئے تھے پھر رنجیت سنگہ
نے ہری سنگہ سردار کو ہزارہ کے انتظام پر مامور کیا چونکہ وہ سردار بہت بہادر و حلیم الطبع تھا اوسنے اپنی لیاقت
و تدبیر سے بہت سے علاقہ کا انتظام بخوبی کرلیا میدانی علاقہ اوسکی زیر حکومت بخوبی آگیا آخر جب حسن علیخان [illegible]
شورش کی تو وہ سردار ہری سنگہ چہوٹے بھائی کے قتل ہوا اس اتفاقیہ کے بعد پھر شہزادہ شیر سنگہ و جرنیل الٰہی بخش

فوج دو توپخانہ لیکر آئے اور انہا میں علاقہ کو اپنا مطیع کر کر اور بعض علاقجات سے نذرانہ لیکر واپس چلے گئے اور کسیقدر
مدت تک ہزارہ ہنوز دستبردار رہا جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہری سنگھ ناظم کشمیر کا ہوا سردار ہری سنگھ کو
رنجیت سنگھ نے بضرورت مہم منکیرہ کے اپنی طرف بلایا تو ہری سنگھ نلوہ کا گذر اس راستہ سے ہوا جب داخل علاقہ
ہزارہ ہوا تو محمد خان ترین اوسکا سد راہ ہوا اور روکنا چاہا کہ وہ اس راستہ سے جاوے سردار ہری سنگھ نے
بہت عذرات کئے مگر خانان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ لڑائی پر مستعد ہوا اوسوقت ملکیہ قریب تیس ہزار
کے تھا اور اوسکے ساتھ دس ہزار سے بھی کم فوج تھی مگر وہ بہادرانہ ایسا لڑا کہ دو ہزار ملکیہ مارا گیا اور ہزارہ بالکل فتح ہو
سب ملکیہ بھاگ گیا آخر افغانان قوم جدون سردار کے پاس گئے اور بعنایت منت کی اور گناہ بخشوایا
چونکہ سردار ہری سنگھ اوسوقت رہگذر تھا تعلقہ والون سے اوسنے صرف گھر وصول کیا اور راہ ہزارہ اسمی
پوستان خان محمد خان کے ہمراہ زادہ کو لیکر رنجیت سنگھ کی لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد فتح منکیرہ حکومت ملک ہزارہ
کی سردار ہری سنگھ نلوہ کو ملی اور بیس ہزار روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع ہوا اور
زمینداران سری کوٹ کو بھگا کر جنگ پر مستعد کر دیا اور تربیلہ کے زمینداروں نے اونکی مدد کی اس لڑائی میں
سردار ہری سنگھ کو شکست ہوئی اور سردار کوہی ملک سے دستبردار ہو کر میدانی ملک میں آیا اور شہر ہری پور
اور قلعہ ہرکشن گڈہ کی بنا رکھی سمت ۱۸۸۰ میں سردار ہری سنگھ کو رنجیت سنگھ نے اپنی پاس بلا لیا وہ اودہر گیا اور
سردار گوربخش سنگھ اپنے فرزند اور مہان سنگھ اکالیہ کو معہ دو سو سوار اور پانسو پیادہ کے ہزارہ کی حکومت پر
چھوڑ گیا مہان سنگھ نے ایک درخت ٹالی کا موضع درویش محمد خان کی جاگیر سے کٹوا منگوایا اوسپر بھی شورش
برپا ہوئی قلعہ ہرکشن گڈہ کا ملکیہ والون نے محاصرہ کیا سرکاری اسباب لوٹ لیا قلعہ دربند کو قوم تنولی نے اور
قلعہ سنگباری کو قوم سواتی نے مار لیا سپاہ جسقدر قلعوں میں تھی وہ قتل کر ڈالے سنگباری کے کہتریون پر کمال
ظلم کیا اونکی جوان لڑکیوں کے ساتھ افغانوں نے زبردستی نکاح کر لیا جب اس شورش کی خبر مہاراجہ رنجیت سنگھ
کو پہونچی سردار بدہ سنگھ سندھانوالیہ معہ ایک برجستہ فوج کے اودہر کو مامور کیا اور سردار ہری سنگھ کو بھی پشاور سے ادہر کو
بھیجا اوسوقت ملکیہ نے نوان شہر کے قریب مورچے باندہ رکھے تھے وہ سکھی فوج نے توڑ دیے اور ایک سکھ
کو ملکیہ نے چھپر میں آگ لگا دی چونکہ سردار بدہ سنگھ سردار ہری سنگھ سے اول ہزارہ پہونچ گیا تھا محمد خان ترین
جاتے ہی اوسکے ساتھ اتفاق کر لیا یہ بات ہری سنگھ کو ناگوار گذری اور مہاراجہ کو اطلاع دی اوسپر بدہ سنگھ
واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگھ نے دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا کئی گاؤں جلائے بہت سا ملکیہ قتل
کیا جن لوگوں نے ہندوؤں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کئے تھے اونکو سخت سزا دی ایکہزار زن بچہ
اونکا قید کر لیا اور ایک ایک عورت کی عوض میں دو دو عورتیں مسلمانوں کی ہندوؤں کو دلوائیں

اور شہر و قلعہ سنگباری مسمار کرا دیا موضع سنگڑی کو جلا دیا سربلند خان اوسوقت زمین سنگڑی نے پھر ملک
جمع کیا اور شیر محمد خان پسر کلان اپنے کو سردار کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلی شیر محمد خان نے فتح پائی اور سکھ
بھاگ گئے دوسری لڑائی مین شیر محمد خان مارا گیا پھر سردار نے اسپر کوٹ و گنگا گڑھ پر چڑھائی کی اور
ملک اسوج سمت ۱۸۸۱ بکرمی کو لڑائی ہوئی ملکی لوگ نہایت سختی سے لڑے تمام سکھی فوج بھاگ گئی اور سردار
ہری سنگھ ایک کوٹھے کے اندر گھر گیا جب دشمن دیکھا کہ جان پر آبنی ہے تو سردار اور جوان سنگھ وغیرہ
ہمراہیون کے کوٹھے سے نکلکر مقابل ہوا ملکیون نے تلوارون کے وار بہت کئے مگر بسبب زرہ پوشی کے کارگر
نہوئی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور سردار گھوڑے سے گر کر ایک کس مین جا پڑا ملکیہ لوگ سردار کو قتل کر
کے لئے ڈھونڈتے تھے جب وہ دور نکل گئے تو سردار کو اوٹھنے کی طاقت نہ تھی امیدوار امداد غیبی کا
تھا اتنے مین ایک سکھ بھاگا ہوا فوج سے وہان آپہونچا سردار نے اوسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھ
سردار کو اپنی پشت پر لے گیا سردار کو کوئی زخم تلوار کا نہ تھا مگر پتھرون کے پھینکنے سے تمام جسم اوسکا
چور چور ہو رہا تھا اس لڑائی مین سردار جیت سنگھ بڑا افسر مارا گیا اور بہت سے افسر اور فوج صدہا مقتول ہوگئے
جب حال رنجیت سنگھ نے سنا تو شہزادہ اور فوج پیادہ و سوار بہتیرا لاہور سے روانہ کیا اور خود بھی ہزارہ مین
جا پہونچا مہاراجہ کے جانے سے اکثر لوگ اطاعت مین آگئے اور بہت سو سزایاب ہوئے کچھ انتظام بھی عمل مین آیا
پشتان خان ترین جلال خان محمد خان [illegible] نذرانہ دیا [illegible] خان سلیم شاہ [illegible] دون شیر محمد [illegible]
[illegible] ارباب ہزارہ اوسوقت تو بہت اور اگر گئے غرض سکھی وقت مین ایسا ہی نشیب فراز و بدانتظامی رہی
علاقہ مین بھی ہوا یا تھوڑی اطاعت مین نہ آئی کہ اتنے مین سید احمد جہادی معہ اپنی فوج ہندوستانی کے ہزارہ مین
آیا ہزارہ کے لوگ سکھون سے بسبب مخالفت مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطیع ہوگئے اور اونسے عشر محاصل
کا زمیندارون سے لینا شروع کردیا سکھون کے اہلکار ہزارہ سے نکال دئے اور تسلط اپنا تھوڑی مدت جما لیا مگر آخر کار جب
اونسے وہابیہ مذہب کے مسائل بیان کرنے شروع کئے اور عشر کے حق مین سے ملا کو بھی مقرر کردیا اور معاملہ کے
لینے مین کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب اوس سے پھر گئے اتنے مین شہزادہ شیر سنگھ فوج لیکر سید احمد کی
سرکوبی کو ہزارہ مین جا پہنچا اور قصبہ بالاکوٹ کو جسمین سید احمد تھا محاصرہ کرلیا اگرچہ فوج سید احمد کے پاس
زیادہ تھی مگر اوسوقت آٹھہزار آدمی جنگی اوسکے پاس موجود تھا اونسے تین گروہ تین تین سو آدمی کو لڑنے
کے لئے تیار کئے ایک گروہ کا افسر مولوی اسماعیل تھا دوسرے کے ہمراہ مولوی جمیل اور تیسرے کا افسر خود
سید احمد بنا اور گاوں سے نکلکر لڑائی شروع کی ہندوستانی بڑی تیزی کے ساتھ لڑے مگر تھوڑی دیر بعد آخر کار ہزیمت کھاگئے
اور مولوی اسماعیل اور سید احمد سربسر میدان مین شہید ہوئے سید احمد کا سر سکھ کاٹ کر لے گئے اس سبب اوسکی نعش پہچانی

تین نالے اسمین بہت شہور ہین ایک نالہ ہرو دوم نالہ ڈور تیسری نالہ سرن یہہ تینون ہزارہ کی زمین کو سیراب
کرتے ہین آب و ہوا اضلاع کی مختلف ہی یعنی حصہ گرم مین گرم اور حصہ سرد مین سرد اور حصہ معتدل مین معتدل
ہے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب و ہوا علیحدہ علیحدہ تصور کیجاے تو سچا ہی ضلع کے رہنے والے نہایت
شورہ پشت و قوی دل و جنگ آور و دلیر و جوانمرد ہین مرنے سے ہرگز نہین ڈرتے شہر ہری پور
ضلع ہزارہ مین یہہ شہر تھوڑی سی آبادی کا قلعہ ہرکشن گڈہ کے نزدیک واقع ہے آبادی اسکی بہت پرانی
اور قدیمی ہے اسکے عمارات وہان بعض مین پختہ و خام عمارات بازار با رونق و پر تجارت ہے گڈہی
سلطان خان یہہ ایک آباد و مستحکم قلعہ و قصبہ بعمارت پختہ بائین کنارے دریای کشن گنگا دریای
سندہ سے چوبیس میل بسمت شمال مشرق اٹک کے مقام پر واقع ہے پہلی اس گڈہی کے عمارت صندر خان افغان نے
بنائی اور صندر خان کی گڈہی نام رکہا تھا اب سلطان خان کی گڈہی مشہور ہی لور شہر ایک قصبہ اوس راہ پر
جو اٹک کے قلعے سے کشمیر کو جاتی ہے کشمیر کے حد سے بیس میل ورے مغربی بنیاد اون پہاڑون پر جو کشمیر کے مغربی
دامن میں آباد ہے گردی کا ملک اسکا نہایت خشک ہے زراعت بہی مختلف مقامات پر تہلی و پہاڑیان خشک واقع
ہین دربند یہہ ایک مقام بائین کنارے دریای سندہ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی
پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہان رہتی ہے چونکہ یہہ مقام بر دریای سندہ پہاڑون کے اندر تنگ ہے گویا
اسواسطے اس علاقہ کا نام دربند مشہور ہوا اسی نواح مین شیر سنگہ بن رنجیت سنگہ کے عہد مین سید احمد و مولوی
اسمعیل کے ساتھ جنگ کیا اور بہت لڑائی کے بعد اونہون نے مع اپنے رفیقون کے شہادت پائی قبرین انکی ابتک
وہان موجود ہین پکہلی یہہ ایک چہوٹا سا علاقہ پہاڑ مین مشرق کے طرف دریای سندہ کے واقع ہے زمین اسکی
نہایت زرخیز و سیر آب ہے پیداوار اس کی غلہ اور میوہ جات کی بہت ہوتی ہے خصوصاً مکی کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے
یہہ مقام بعہد رنجیت سنگہ کے حکم ہری سنگہ نلوہ فوج سکہی لیکر اس ملک پر گیا تو اونہون نے تمام اس علاقہ کو
لوٹکر برباد کر دیا اور راجہ پائندہ خان حاکم یہان کا اپنی جان بچاکر بہاگ گیا سکہون نے تمام بستیان جلا
دین تب سے بعد صورت اسکی آبادی کی ظاہر ہوئی اب تہوڑی آبادی ہے

دوسری فصل کشمیر کے بیان اور وہان کے شہرون و قصبون و دریاؤن و چشمون و جہیلون و گاؤن کے ذکر مین

کشمیر کا ملک مشہور ہوا اور چہٹے اقلیم مین شمار ہوا اور شمال کے طرف اسکی کوہ قراقرم ہے جسکے جنوب و مغرب پر تبت واقع
ہے کشمیر اس کے بیچ مین شمال کی طرف ہے مشرق اسکی طرف تبت ہے اور جنوب اسکی مغرب کی طرف کوہستان ہے اور اضلاع

تو اوس وقت درج کتاب ہوگی جب جانا کہ خالق حقیقی کی پیدایش کا شمار نہیں ہو سکتا تو چھوڑ دیا گیا یا اوس جا
کا کہ یہان پھلون میوون کی بہتات ہوتی ہے انگور اونکر انگوری شراب کھینچی جاتی ہے تالابون اور چشمون اور ندی
اور نالون کا یہان شمار نہیں ہے جن کے نام معلوم ہوں گھر گھر اور جا بجا پانی پھیرتا ہے صرف شرقی پہاڑ کشمیر کا خشک
اور خالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی پہاڑ سرسبز و شاداب ہے اور تمام پہاڑ کی سینچی ندی نالے جا بجا سے بہکر
بارہ مولہ کے دریے کے پاس دریای جہلم سے ملجاتے ہین کشمیر کے پہاڑ دون کے درون سے مورخ مختلف بیان کرتے ہین
ابو الفضل صاحب ابو القاسم فرشتہ تین اور گنفسن صاحب انگریز سات پھول صاحب انگریز بارہ کہتے ہین اور تحقیقات
ان درون مین سے چار درے کھست ہوئے ہین جو ہمیشہ جاری رہتی ہین پہلا درہ بھنبر کا جو شرقی سمت ہے دوسرا
جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درہ پونچ پاس جو مغرب کی طرف ہے چوتھا درہ بارہ مولہ جو بھی غربی حد کے اوپر واقع ہے
اسکی سوای ایک درہ ہے جسکو درہ دبنہ بولتے ہین وہ بھی بارہ مولہ کے پاس ہے ان درون کے راستے
آمد و رفت لوگون کی جاری ہی قطع نظر ان درون سے اگر اوس ملک کا کوئی واقف آدمی ہو تو معمولی درون کے
سوای پہاڑ کے اور سے بھی ہو کر کشمیر مین داخل ہو سکتا ہے اون درون مین گھوڑے کے راستے کے گیارہ در
ہین گاڑی کا راستہ کسی درہ مین نہین ہے شاہان چغتائی اکثر اوقات بھنبر کے راستے سے زنانی سواریون
کے ہاتھی لیکر کشمیر مین داخل ہوتی تھی رنجیت سنگھ نے بھی بارہ مولہ کے دریے کے راستے سے کشمیر پر حملہ کیا تھا اور بڑی
مشکلون سے توپ اپنی ساتھ لے گیا تھا شاہنشاہ اکبر نے جب کشمیر پر قبضہ پایا تو اوس نے ہر درہ پر سات مقرر کرکے
سات سردار کا ایک درہ پر ایک ایک سردار مقرر فرمائی اور نایک کا خطاب اونکو بخشا اور اون درون کے علاقہ
سے اونکو بیس بیس جاگیرون کے اونکو عطا فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ساتون سردار فوج مسلح و جرار اپنی
پاس ہمیشہ تیار رکھا کرین کہ بروقت حملہ کسی دشمن کے کام آوین چغتائی سلطنت کی اخیر تک وہ سردار بدستور
اپنی اپنی کام پر مستعد رہی اور کسی کو طاقت نہتی کہ اون درون کی راستہ کشمیر مین داخل ہوا اون ملکون کے
اولاد اگرچہ ابتک موجود ہی مگر سکھون کے وقت اونکی جاگیرین ضبط ہوگئین اور اونکی اختیار بھی بالکل چھن گئی
سکھان شاہی مین کسی نے اونکی قدامت کے طرف خیال نکیا - اس ملک مین کالا ریچھ و سفید ریچھ پہاڑون مین
بہت ہوتا ہی مگر بھیڑیا بہت کم ہے جنگلی بکریان شکلی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور نئی قسم کا ایک جانور زیلاؤ نام
مین پایا جاتا ہے جو دریا کے اندر گھس کر مچھلیان کھاتا ہے گھوڑے یہان کے اگرچہ چھوٹے ہین مگر نہایت مضبوط
و بار کش و وفادار و تیز رو ہین چالیس میل ایک دن مین اگر سفر کرین تو کچھہ ماندگی اونپر عاید نہین ہوتی خوشبودار
و ... اس ملک مین بیشمار پیدا ہوتی ہے پہاڑ کے چوٹیان سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کے سطح سے
اونچی ہین چشمہ پانی کے گلزار خانے بکثرت جاری ہین اور چشمہ گرم کشمیر مین بہت کم طرف سے آتی ہی جسکا ٹھنڈی کا

اور کانوں میں سے بلور کی کان اور ابھی وسنگ چقماق وخاک سرخ وسیاہ وزرد وسنگ سیاہ وسنگ ابری و
سنگ سبز وکان مس وغیرہ بہت سی کانیں جابجا یہاں موجود ہیں کوئلہ کی کان بھی دریافت ہوئی ہے۔

تواریخ کشمیر اسلام سے پہلے جو راجے یہاں گذرے ہیں اونکا بیان موجب طوالت کلام ہے اسواسطے
اسلام کے ظہور کے وقت سے مجمل حال شاہان کشمیر کا کتاب تواریخ اعظمی سے جو ایک مشہور ومعتبر کتاب ہے لکھا جاتا ہے
کہ سال سات سو پانچ ہجری میں راجہ رنچن دیو کشمیر کا راجہ ہوا اوسنے بہدایت شیخ موید الدین بلبل شاہ کشمیری
دین اسلام قبول کرکے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب ۷۲۷ھ میں فوت ہوا تو اوسکا
بیٹا حیدر دیو جسکا نام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خورد سال رہا اسواسطے راجہ اودن رنچن دیو کا بھائی
قندھار سے آکر کشمیر کی حکومت پر قائم ہوا اگر اوسکی عمر نے وفا نکیا اوسکے مرنے کے بعد کوٹا دیوی رنچن دیو کی عورت
مسند نشین ہوئی اور شاہمیر وزیر کو مختار ریاست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہمیر وزیر کا نکاح رانی کوٹا دیو
سے ہوگیا اور شاہمیر بادشاہ بااختیار وملقب بلقب شمس الدین ہو کر حکومت کرنے لگا شاہمیر کے بعد سلطان
جمشید پھر سلطان علیشاہ المخاطب بعلاء الدین پھر سلطان شہاب الدین پھر سلطان قطب الدین ایک دوسرے
کے بعد بادشاہ ہوئے قطب الدین کے وقت سید میر علی ہمدانی کشمیر میں آئے اور بادشاہ اونکا مرید ہوا خانقاہ کی
تعمیر عمل میں آئی وہ مرگیا تو سلطان سکندر بت شکن کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور میر محمد علی میر علی ہمدانی کے صاحبزادے
مرید تھا اور دین اسلام کے شیوع وظہور میں اوسنے سخت کوششیں کیں اور ہزاروں سنگین بتخانہ ہندوؤں کے
جن سے کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا اوسنے منہدم کئے اور مسجدیں بنوائیں لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان کیا بت شکن
خطاب پایا اوسکے بعد سلطان علی پھر سلطان شاہی المخاطب زین العابدین پھر سلطان حیدر پھر سلطان فتح شاہ
بن ادہم پھر محمد شاہ بن حسن پھر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ پھر اسمٰعیل شاہ بن محمد شاہ غازی شاہ چک پھر حسین شاہ
برادر غازی شاہ پھر یوسف شاہ پھر علیشاہ اپنے اپنے عہد میں تخت حکومت پر اجلاس فرماتے رہے
غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر میں زور شور ہوا اسسبب سے کہ حاکم بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا اسلئے
شیعہ اور سنیوں میں سخت لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ ملک کی خرابی رہی گھر فساد رہے بارہے آخر یوسف شاہ
کے وقت رعایا کشمیر کی بہت تنگ ہوئی اور چند امرا نے اکبر شاہ اکبر کی خدمت میں التماس کی کہ وہ کشمیر
ملک منضبط ہوا اکبر شاہ نے وہ ٹھیک موقع پاکر کشمیر کی طرف فوج سر کردگی قاسم خان میر بحری کے روانہ کی
قاسم خان نے کشمیر پہنچکر ملک فتح کیا اور چغتائی سلطنت کشمیر میں ہوگئی اکبر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر
شاہجہان پھر اورنگ زیب عالمگیر پھر بہادر شاہ وغیرہ فرمانروا رہے انکے وقت کشمیر کی آبادی نے ترقی
فروغ پکڑا اور بہت سی عمارتیں عالیشان بنیں احمد شاہ چغتائی کے وقت احمد شاہ درانی نے کشمیر فتح کیا او

بیکل ملک کابل کے سلطنت کی شامل ہوگیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگھ دو مرتبہ کشمیر پر حملہ آور ہوا
اور دوسرے حملہ مین محمد صادق خان ناظم کشمیر پر فتحیاب ہوکر قابض ہوا رنجیت سنگھ کے حکم سے موتی رام و ہری سنگھ
وغیرہ نوبت بنوبت یہان کے ناظم ہوئے ہری سنگھ نے اپنے نام کا ہری سنگھی روپیہ کشمیر مین جاری کیا جسمین ازحد شال
نے اپنی نظامت کیوقت کشمیر کو ایسا غارت کیا کہ کل ملک بے چراغ ہوگیا اور کشمیری اپنے وطن سے جلاوطن ہوکر
جا بجا نکل گئے بعد ازان میہان سنگھ و شیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم رہے آخر سال ۱۸۴۶ء مین ملک
انگریزون نے سرکار لاہور سے لیکر راجہ گلاب سنگھ رئیس جمون کے پاس فروخت کر ڈالا اوسکی حیات تک اوسکو
قبضہ مین رہا اب اوسکا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگھ اسملک کا مالک ہے **شہر سری نگر** یہہ شہر دار السلطنت
و دار الریاست کشمیر کا ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے بسبب قدامت کے بخوبی دریافت نہین ہوتا
کہ آیا کس راجہ نے پہلے پہل اسکو آباد کیا تھا ہنود تو ہزارون بلکہ لاکھون برس کی آبادی اسکی بیان کرتے ہین
مسلمان کشمیری اسکو سلیمان پیغمبر کا آباد کیا ہوا کہتے ہین مگر انگریزی مورخ فرماتے ہین کہ شہر سری نگر کی آبادی
کو سب سے اول راجہ پرورسین نے بنا رکھی جسنے ۱۲۸ء سے ۱۸ء تک کشمیر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور
شہر بھی اپنے نام کا اس علاقہ مین اوسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کھنڈرات بمقام پنتی پور و تمن کے قابل دیکھنے
ہین اوسکے بعد باوقات مختلفہ یہہ ویران و آباد ہوتا رہا بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے پانچہزار فیٹ کی
اور آبادی شہر کی دریای جہلم کے دونو کنارون پر چار میل تک برابر ہوتی چلی گئی ہے اور عین آبادی
کے بیچمین دریا بہتا ہی ادہر اودہر کی آمد و رفت کے واسطے چوبی پل بنے ہوئے ہین کشتیان بھی جاری رہتی ہین
شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے دہنے کنارے پر ہے جنوبی حصہ سے بہت بڑا ہے اکثر پرانی عمارتین و نامور مکانات
و مزارات و مقبرے و قلعہ بھی شہر کے شمالی حصہ کی طرف واقع ہین مگر اوسوقت جنوبی حصہ مین رونق زیادہ ہے
کیونکہ فوج کی چھاونی اور ناظم کشمیر کا اودہی طرف رہتا ہی اور اسی طرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے جسکو شیرگڑہی
کہتے ہین وہ قلعہ چندان مضبوط نہین ہے صرف حاکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہے یہہ شیرگڑہی دو منزلہ مکانات
شہر کے فصیل سے بھی اونچا ہے سیڑہیان اسکی دریا کے کنارے تک چلی ہوئی ہین چند مکانات کہ دریا کے کنارے
پر بنے ہوئے ہین اونکی عمارت سب چوبی ہے کل پل تعداد مین بارہ ہین اونمین سے بعض پل تو چھوٹے
اور بعض اسقدر بڑے ہین کہ اونکے اوپر دو رویہ دوکان و بازار ہے اونمین سے ایک بڑا پل چوبی سات
محراب کا ہے جسکی کل عمارت دیودار لکڑی کی ہے اور چھت بھی اوسی لکڑی کی ڈالی گئی ہے مکانات شہر کی
بالکل خراب ہے چوبی [illegible] گلیان و بازار تنگ فرش بھی بوسیدہ نالیان بازار [illegible]
اور [illegible] اور [illegible] گہرون اور دوکانون کے آگے انبار [illegible]

بارش بھی ہو تو شہر مین چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سفید کپڑا ہو تو اوسکا داغ لگ جاتا ہے تو کبھی چھوٹے
سکھون کی عملداری سے آجتک شہر کی صفائی کبھی نہوئی بڑے بڑے ہر طرح کے انبار کوڑیون کے برسون کے جمع ہوئے
ہوئے موجود ہین دریا کے پاس کے رہنے والے دریا کے کنارے میلے کے انبار جمع کر دیتے ہین اور سستی اسقدر
ہے کہ آگے ذرا اٹھا کر دریا مین پھینکتے جب دریا طغیانی پر آتا ہے تو کل میلا اپنے کنارون کا بہا کر لیجاتا ہے
شہر کی عمارت چوبی بہت ہے اور مکانات تھڑے تھڑے پچھتین بڑی ہوئی ہین دولتمندون کے گھرون کی پختہ
عمارات ہین اور حویلیون کے اندر باغ و حمام بنے ہین دریا سے شہر مین لیجا کر ۔۔ نہرین چھوڑی گئی ہین شہر
کے اندر بڑے بڑے کارخانے جاری ہین شالبافی کا کام جیسی کہ صفا و پاکیزہ یہان بنتا ہے کہین ہفت اقلیم
مین نہین بنتا پشمینہ کی رنگت صفا و روشن ہوتی ہے کاغذ کشمیری صفائی و پختگی مین مشہور ہے نقاشی کے
کام مین یہان کے اوستاد بڑے اوستاد ہین کاغذی و چوبی قلمدان و ڈبیہ وغیرہ منقش یہان خوب بناتے ہین
قلمتراش مقراض فولادی بہت تحفہ بنائے جاتے ہین پشمینہ و اون کے چوغے و پاجامے و جراب خوب بنتے ہین
کاتب خوشخط فارسی عربی و شاستری نویس یہان بہت ہین اگرچہ وہ خواندہ نہین ہوتے مگر حروف کی نقل
بعینہ کر لیتے ہین سکھون کی عملداری مین سہاگ مین بردہ فروشی عام تھی لاہور و امرتسر وغیرہ شہرون مین
کشمیری الفنسٹن کمشنر سے منگوا کر فروشہ کراتے تھے اب جبسے انگریزون کے سبب سے برملا بردہ فروشی بند ہوئی یہانکے
کے لوگ بغیرت کم رکھتے ہین اور بزدلی اور نامردی مین ثانی نہین رکھتے چونکہ کشمیریون کی جانون ہے
اور چاول بہت پیدا ہوتے ہین عالم کو سوائے چوری و تعدی کے کام نہین دیتی عطر کشمیر کا تحفہ ملکون مین جاتا ہے سیب
بیشمار اور ہر قسم کے غلہ اور میوون کی کثرت ہے سنہ ۱۸۲۲ء مین کل مردم شماری سرینگر کی دو لاکھ چالیس ہزار
تھی مگر اب ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی اسمین آبادی ہے اور حکمہ مندرل آبادی کا تخفیف بسبب سختگیری حکام کے ہے
مگر اب مہاراجہ صاحب نے شالبافون کے محصول مین تخفیف دی ہے اور اور اور اشیا کا بھی محصول کم لیا جاتا ہے
اس سے یقین ہے کہ آبادی مین ترقی ہو جاویگی جھیل ڈل شرق کے طرف شہر سرینگر کے ایک جھیل ہے
پہاڑی چھوٹی موجود ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پانچ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڈھائی میل پانی اسکا
نہایت صفا و شفاف و سرد و خوشگوار ہے [illegible] عمیق کم ہے زیادہ سے زیادہ عمق اسکی دس فٹ تک ہے
تمام جھیل دو حصون مین منقسم ہے اور بیچ مین ایک بند بنا ہوا ہے جو جنوب غرب سے شمال شرق کو جاتا ہے اوس بند کے
اوپر نہر اور دو قسم کے شاہ آباد [illegible] بنے ہوئے ہین اور بند کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ چھوڑا ہوا ہے
جسکے اندر سے کشتیان ادہر اودہر جاتی ہین [illegible] ڈل کے اندر بہت سی زمین [illegible]
کے طور پر بھی ہین جنکے نام علیحدہ علیحدہ رکھے ہوئے ہین اس جھیل مین پانی بذریعہ ندی کے آتا ہے

جو شمال مشرق کی طرف کو پہاڑ سے نکلکر اور پھیلتا ہے آگے جھیل کو سیراب کرتی ہے یہہ جھیل دریاے جہلم کے ساتھ
بذریعہ ایک نہر کے آمد رفت رکھتی ہے اور بیچ مین اوسکے ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب دریاے جہلم مین طغیانی
ہوتی ہے پانی دریا کا اوس نہر کے راستے ڈل مین آنا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ
خودبخود مسدود ہو جاتا ہے اور پانی دریا کا جھیل مین آنا موقوف ہو جاتا ہے اگر یہہ دروازہ مسدود نہو
تو جھیل مین طغیانی ہو کر شہر غرقاب ہو جاتا یہہ نہر شہر کے کئی مقامات کے اندر سے ہوتی ہوئی جاتی ہے اور
اوسکے پانی سے صفائی شہر کی کیجاتی ہے سواے صفائی کے اور بھی فایدہ اس نہر سے شہر کو بہت ہوتے ہین
علاوہ اسکے ایک اور نہر بھی سرینگر مین چلتی ہے جسکا نام مار ہے جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی
تھی اوسمین بھی کشتیان چلتی ہین چوڑان اسکی تیس فٹ سے زیادہ نہین ہے اور کنارے نہر کے بہت آباد
ہین پلین اور محراب پلون کے بھی سنگین ہین اوسکے کنارون کے اوپر دیودار لکڑی کے حویلیان
بہت بلند بنی ہوئی ہین اور قدیمی سلاطین بادشاہون کے رہنے کے مکانات بھی اسی کے کنارے پر تھے
جو اب مسمار ہو چکے ہین ڈل کی جھیل ایک عجیب سیرگاہ ہے بسبب صفائی و سرسبزی اور باغات و عمارات
شاہی کے جو اسکے کنارے پر ہین اس جھیل کو سب جھیلون پر فوقیت حاصل ہے شالامار باغ و نشاط باغ و
بہت سی عمارتین اسکے کنارے پر بنی ہوئی ہین کنول کے پھول و سنگھاڑہ اسمین بیشمار پیدا ہوتا ہے ہزارہا شوقین
کشتیون پر سوار ہو کر اسمین سیر کرتے ہین مرغابی شکاری ڈونگا تین قسم کے کشتیان اسمین چلاتی ہین ہانجی
یعنی ملاح زن و مرد کشتیان چلانے کا کام کرتے ہین اس جھیل کے پانی کے اوپر خشکی کے کھیت بنائی جاتی ہین اسطرح پر
کہ پانی کے درمیان اپنی کھیت کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے چارون طرف ناڑ کی
لکڑیان گاڑکر نشان قایم کر دیتے ہین جس سے حدود کھیت کی پہچانے جاتی ہین اور اسقدر جگہ پر سرکی یا لکڑیان بچھا کر
اوپر اوسکے مٹی بچھا کر زمین بنا لیتے ہین اور اسمین ترکاری وغیرہ بوکر فروخت کرتے ہین اور یہہ بات جو
لوگون مین مشہور ہے کہ کشمیر مین کھیت چوری جاتی ہین سو وہ یہی کہتے ہین کہ لوگ ایک دوسرے کی زمین
کسیقدر کاٹ کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کر لیتے ہین **باغ شالامار** یہہ باغ ڈل کے کنارے جہانگیر بادشاہ
نے بنوایا تھا اگرچہ اب اجڑا ہوا ہے تو بھی چنار کے درخت اسمین بہت ہین کل باغ آٹھ سو گز لمبا اور دو سو
اسی گز چوڑا ہے اور بڑی عمارت بارہ دری جو اسکے اوپر کے حصہ مین بنی ہوئی ہے اوسمین کالا سنگ مرمر
نہایت صاف لگا ہوا ہے یہ راستہ باغ کا اوسکے اندر سے گذرتا ہے اور سڑک کے دونو طرفون پر دو کمرے بنے ہوئے ہین
اس مکان کے شرق و غرب کی طرف ساڑھے چھہ گز چوڑا زینہ اور اندر مکان کے بیشمار ستون تیرہ فیٹ بلند پہلو دار
بنے ہوئے ہین اور مشہور ہے کہ یہہ پتھر و ستون مندرون کے کسی مندر کو گرا کر بادشاہ یہان لایا اور مکان بنوایا تھا

عمارت اس مکان کی جو باغ نگر نیر شمال سے جنوب کو بنی ہوئی ہے اور مکان کے وسط مین ایک مربع حوض
ہے جو کہ سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور گرد اوسکے ایکسو چالیس فوارے ہین اور یہہ حوض نہر کے پانی سے
بھرا جاتا ہے پتھر کے فرش سے لیکر چھت تک بیس فیٹ یہہ مکان بلند ہے اور جس نہر سے کہ حوض بھرا جاتا ہے
وہ نہر اسی باغ کے اندر سے ہو کر گذرتی ہے نہر کے کنارون پر بھی برابر سنگ مرمر کے سلین نصب ہوئی ہوئی
ہین پھر وہان سے یہہ نہر چلکر تین دہانون کے ذریعہ سے ڈل مین جا پڑتی ہے **قلعہ ہری پربت**
شہر کی طرف نیز سرینگر کے ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جسکو ہری پربت کہتے ہین مسلمانون نے میران کوہ اسکا نام
رکھا ہوا ہے یہہ ٹیلا اڑھائی سو فیٹ دریا کی سطح سے اونچا ہے اسکی چوٹی پر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اکبر بادشاہ
نے ایک دیوار چار ہزار قدم کے دور کی اس ٹیلے کے گرد بنوائی اور پانچ دروازے رکھے اور دیوار کے اندر
بڑی بڑی عالیشان عمارتین تعمیر کین اب وہ عمارتین و دیوار سب گر گئی ہے صرف ایک دروازہ باقی ہے
اوسپر یہہ لکہا ہے کہ سنہ ۱۰۰۶ ہجری مین یہہ عالیشان مکان بنا اور ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر پر
صرف ہوا اور دو سو معمار ہر روز اسکی تعمیر کے واسطے مامور تھا اس ٹیلہ کے اوپر چڑھنے سے شہر کی آبادی اور
ڈل کے پانی کی سیر خوب ہوتی ہے وجہ تسمیہ اس کوہ کا یہہ ہے کہ ہاری کشمیری زبان مین شارک کو کہتے ہین یا
اور پہاڑ کی شکل کو شارک کے ساتھہ نسبت دیتے ہین **تخت سلیمان** سری نگر کے جنوب مشرق
کے طرف یہہ ایک بلند پہاڑ ہے اوسکو خاص و عام اہل اسلام تخت سلیمان اور ہنود شنکر آچارج کہتے ہین
اسکی چوٹی پر ایک نہایت عمدہ مندر بدہ کے وقت کا بنا ہوا ہے اوسکی دیکھنے سے نشان قدامت
کے ثابت ہوتے ہین مگر اسلامیہ بادشاہون نے اوسکو مسجد بنوا دیا ہنود کہتے ہین کہ اصل مین یہہ شنکر آچارج
کا مندر تھا یہہ مکان بسبب اپنی بلندی کے دور سے نظر آتا ہے اور چھ ہزار نو سو فیٹ سطح سمندر سے اونچا ہے
مغرب کی طرف ڈل کے کوہ ہری پربت اور مشرق مین تخت سلیمان ہے ایک اور عجیب پہاڑ ان دونو کی دیوار
ہے جسکی صورت مثل کمان ہے یہہ پتھر پہاڑ شمال شرق و جنوب شرق کیطرف پھیلا ہوا خوبصورت
نظر آتا ہے اور شمال غرب کے سمت کو چوٹی پر کچھ پہاڑ کی بھی بلند و شاندار نظر آتی ہے اس خطہ کی زمین ڈل کے
پانی سے سیراب ہوتی ہے اور ہزارون قسم کے درخت مثمر و غیر مثمر و طرح طرح کے پھولون کی بہار وہان نظر
آتی ہے **جامع مسجد** شہر سری نگر مین یہہ مسجد عجیب و غریب مسجد سلطان سکندر بت شکن کے وقت کی
بنی ہوئی ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ ساٹھہ ہزار آدمی جمع ہو کر ایک جماعت کے ساتھہ وہان نماز پڑھ سکتے ہین
نیچے کے حصہ کی عمارت اوسکی پتھر کی اور اوپر کے حصے کی خشتی ہے اوسکے اوپر بڑی بڑی برج و مینار
دیودار لکڑی کے بنے ہوئے ہین تعداد ستونون کی جو مسجد کے اندر ہین تین سو چوراسی ہے کل ستونون

سی شکل گول ایک فیٹ مربع ہوتی ہے جسقدر ستون ہین فیٹ سے زیادہ نہین ہے اور وہ ستون ایسے معقول تجویز کے ساتھ بنائے اور کھڑے کیے گئے ہین کہ بھونچال وغیرہ صدمون سے انکو کچھ صدمہ نہین پہنچا اس مسجد کی عمارت مین دیودار لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باوجود گذرنے صدہا سال کے اوسمین کچھ نقصان عاید نہین ہوا البتہ چھتی عمارت کچھ بھونچال کے صدمون سے گر گئی ہے **دوسری مسجد** یہان شاہ ہمدان کی بنوائی ہوئی ہے وہ بھی دیودار لکڑی کی عمارت ہے اور محرابدار عمارتین اوسکی چوبی عمارت کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتی ہین **دلاور خان کا باغ** یہہ ایک نامی گرامی باغ شہر کے بائین ہے متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اونکی اولاد صاحب سلسلہ شہر مین رہتی ہے **شیخ باغ** یہہ باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسواسطے شیخ کا باغ مشہور ہو گیا **کارخانہ پشمینہ** سری نگر مین پشمینہ بافون کے دوکان اور کارخانے کثرت سے جاری ہین رومال جامہ وار دوشالہ جوڑہ وغیرہ پشمینہ بافت تیار کر کے شالباف کے محکمہ مین لیجا کر وہان پہلی قیمت کا تخمینہ ہو کر محصول کی رقم قرار پاتی ہے لہذا انپر سرکاری مہر و چھاپہ اوسپر لگ جاتا ہے جب تک وہ چھاپہ سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہین پاتا **حمام** سری نگر مین حمام بہت ہین جاڑے کے موسم مین امیرون کے گھر گھر اور غریبون کے لیے بازار بازار کوچہ کوچہ حمام گرم ہوتی ہین اور نہانے والے وہان نہاتے ہین بڑا لطف اوٹھاتے ہین **چار چنار** یہہ مکان شہر بفاصلہ چار میل ڈل کے پانی کے اندر ہے کشتی پر سوار ہو کر وہان جاتے ہین اور وہان ڈل کے بیچ سے ایک پانی کا نالہ نکلکر اور شہر کے شمالی حصہ کے بیچ مین سے ہو کر دریای جہلم مین جا پڑتا ہے اور اوسی راستے کشتیون کی آمد و رفت جاری ہے اور جہان کہ وہ نالہ ڈل کے بیچ سے نکلتا ہے وہان دروازہ لگا ہے جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے چار چنار کے مقام کو چار چمن بھی کہتے ہین چارون طرف اسکے پانی ہے اور جزیرہ کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ دری دیوان کرپا رام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی موجود ہے ؛

پان پور کشمیر کے ملک مین یہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے پانچ میل جنوب مغرب کو دریاے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے زمین ہموار اور زرخیز میدان مین واقع ہے اسکے پاس دریای جہلم کے اوپر ایک پختہ پل بہت سی محرابون کا بنا ہوا ہے کل علاقہ متعلقہ اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی و سیب و انار وغیرہ میوہ دار درختون سے بھرا ہوا ہے قصبہ مین چار سو گھر آباد ہین اور بازار بہت بڑا بارونق و پر تجارت ہے مقبرے و مسجدین وغیرہ مکانات پرانے بہت بنے ہوئے ہین پیداوار غلہ کی خصوصاً شالی قسم عمدہ کی یہان اسقدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ مین کہین نہین ہوتی زعفران جو ایک عمدہ پیداوار کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کی زمین مین پیدا ہوتا ہے **پیداوار زعفران** پانپور کے متعلق

زمین مین زعفران بویا جاتا ہی بونے کے بعد ندی کا پانی اسکو نہین دیتے صرف بارش پر رکھتے ہین کاتک کے
مہینے مین اوسکی کونپل زمین سے باہر نکل آتے ہین اور اوسی مہینے مین پھول جاتا ہی رنگ زعفران کے
پھول کا اودا نافرمانی سا ہوتا ہی اور اوس پھول کے اندر ریزہ و ریشہ دو تین زرد رنگ کے ہوتی ہین
وہی زعفران کہلاتا ہے جب پھول زعفران کے اوتارنے کے لائق ہو جاتے ہین تو
حاکم وقت بذات خود وہان آکر اپنی ہاتھہ سے پھول توڑتا ہی بعد اوسکے زمیندار ہاتھہ لگاتی ہین اور زعفران
کے پیداوار سے نصف تو حاکم لے لیتا ہی اور نصف زمیندار لیتے ہین اور وہان قیمت زعفران کی بیس روپیہ
سیر تک ہوتی ہی اور آمدنی اس جنس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ ہوتی ہی **اچھہ ول**
یہہ ایک چشمہ کا نام ہی جو کشمیر کے پہاڑ کے اندر موضع برنگ سے دس میل مشرق کیطرف واقع ہی
پانی اسکا نہایت شفاف و شیرین و سرد ہی سوراخ اس چشمہ کے پانچ ہین جنسے پانی جوش مارتا ہی جو نہایت
سے بڑا سوراخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہی اور وہ سوراخ سطح زمین سے ڈیڑہ
فٹ اونچا ہی قطر اوسکا بارہ فٹ کا ہے وین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہین کہ یہہ نکاس اوس پانی کا
ہے جو برنگ کے چشمہ سے نکلکر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہی اور پھر دس میل تک زمین کے اندر ہی اندر رہی
پانی جنوب مشرق کو چلکر اس مقام سے آنکلتا ہی اگرچہ یہہ بات بھی قرین قیاس ہی مگر اتنا شک ہوتا ہی کہ برنگ
کے چشمے کا پانی جسقدر زمین کے اندر جاتا ہی یہہ پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ یہان سے نکلتا ہی شاید اسکی
ساتھہ زمین کے نیچے اور چشمون کے پانی شامل ہو جاتے ہون پانی اس چشمہ کا اسقدر سرد ہی کہ سردی کے
سبب آدمی اوسکو ہاتھہ لگا نہین سکتا چہ جائیکہ غسل کرے پانی اگر پیے تو دانت دکھنے لگ جاتی ہین اس چشمہ
کے گرد بھی چشمہ ویرناگ کی طرح شاہ جہانگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کیا مگر اب وہ عمارت بے رونق اور
مسمار ہو گئی ہے **برنگ** کشمیر کے ملک مین برنگ ایک پہاڑ کے قطار اور گہاٹی کا نام ہے جو جنوب
مشرق کیطرف شمال مغرب کو پھیلتی ہوئی جاتی ہی اوسکی اونچی چوٹیون مین سے جو نہایت اونچی ہی وہ پنجال
کے کوہ برفانی تک پہونچتی ہے جسکی مشرق کیطرف ملک کشمیر واقع ہے اور درہ سیرل کی سڑک جو اس پہاڑ
سے نکلتی ہی اور دوسرے وہ گہاٹی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سے دریا برنگ نکلتا ہی وین صاحب انگریز
فرماتے ہین کہ یہہ گہاٹی بہت سے غارون اور پانی کے چشمون اور ندیون سے جو اسمین موجود ہین ایسی نظر آتی ہی
جیسے کہ شہد کے مکہیون کا چھتہ ہوتا ہی اور وہ چشمے بہت تیز و پر آب چلتے ہین اونمین سے ہر چشمہ سوندہ براری
و اچھہ ول بہت ہی تیز چلتا ہی بلکہ چشمہ اچھہ ول کو برنگ دریا کا منبع کہنا چاہیے کہ اوس سے اسکو بہت مدد
پہونچتی ہی ندیان اور بھی دریای برنگ مین شامل ہوتے ہین جنکے ملنے سے یہہ دریا بنکر بہتا ہی پھلا دریا آخر

اوسکا کوہ درہ دون سے ہے اور وہ وہان سے نکلکر جنوب کیطرف بہتا ہوا برنگ مین آپڑتا ہے دوسرا دریا
پیرپنجال کے مغربی گھاٹی سے نکلکر اسکے شامل ہوتا ہے یہہ تینون ندیان ملکر جب آگے چلتے ہین تو ایک بڑا
حصہ اُن کے پانی کا پہاڑ کے غار مین گھستا چلا جاتا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کدہر
اور کسطرف کو چلا جاتا ہے باقیماندہ پانی اونکا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریای
لدر سے جا ملتا ہے پھر اسلام آباد سے جاکر جہلم مین جا پڑتا ہے کل طول دریای برنگ کا اسکی چشمہ سے قریب
چالیس میل کے ہوگا **پیر پنجال** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی ملک کشمیر کے جنوب مغربی حد پر واقع
ہے یہہ قطارین شمال مغرب سے جنوب مشرق کو چلتی ہین اسکا کل لمبان بارہ مولہ کے درہ سے مقام پیر پنجال
یا نندن سر تک قریب چالیس میل کے ہے نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار اونچی کی سطح
سے بارہ ہزار فیٹ ہے بسبب برسنے برف کے درخت اس پہاڑ پر کم ہوتا ہے البتہ قسم قسم کے پتھر اس پہاڑ
کے اوس پہلو سے جو کشمیر کے طرف ہے نکلتی ہین اسکی جنوب مغربی انجام کے درہ کو درہ پیر پنجال یا نندن سر
بولتے ہین اور اسی نام کی وہان ایک جہیل ہے اور ایک پیر کا مکان بنا ہوا ہے پھر وہان کوئی نہین ہے
کہتے ہین کہ پنجال نام ایک جوگی ہندو یہان رہتا تھا اوسنے اہتمام پر بڑی ریاضت کی پھر جب نومین
کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی یہان تشریف لائے تو وہ بھی اونکی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اسکو
ہدایت کی کہ مسلمان ہوجاوے اوسنے عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہوجاوے اور مین زندہ جاوید ہو جاؤن
تو اسلام قبول کرون حضرت نے اوسکے حق مین دعا کی اور وہ اپنی مراد کو پہنچکر مسلمان ہوگیا اور حضرت نے
اسکا نام شیخ احمد کریم رکھا اب تک زیارتگاہ اوسکی بنی ہوئی ہے اور مجاور وہان رہتا ہے اونکی خیال مین پیر پنجال
قیامت تک زندہ ہے اور رہیگا اور اوسی کے نام سے یہہ پہاڑ پیر پنجال کہلاتا ہے درہ پیر پنجال کا سال تمام
مین بہت مہینے کھلا رہتا ہے کاتک کا آخیر تک اسمین برف نہین پڑتی اور ایک دریا بھی اسکو اندر سے نکلتا ہے
جسکو دریای پیر پنجال کہتے ہین وہ دریا یہان سے نکلکر پینتالیس میل تو سیدھا شمال مغرب کو جاتا ہے پھر پیچ اسکا
خاص مغرب کے سمت کو ہوکر اور تریسٹھ میل کا راستہ طی کرکر دریای جہلم کے شامل ہوجاتا ہے **شیشہ ناگ**
کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک چہوٹی سی جہیل ہے اور چار جہیلون کے شمال کیطرف کوہ پیر پنجال اور تہوڑے سے
دور بسمت شمال درہ شیشہ ناگ سر سے واقع ہے یہہ جہیل ہمیشہ پر آب رہتی ہے اور دریای ودر جسکو دریای ہیری بھی
کہتے ہین اس جہیل سے نکلتا ہے بلکہ دریای بیرم گنگا بھی اسی جہیل کے مغربی کنارے سے باہر نکلتا ہے اور
دریای ودر کا اجرا شمال مشرق کے گوشہ سے ظہور مین آتا ہے اس جہیل کو ہندو نہایت متبرک جانتے ہین اور دور
دور سے یہان غسل کرنے کے واسطے آتے ہین **پنج پنجال** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کے سب

کل ملک چھین لیا ایک مسجد اور سرای اکبری یہان بھی بنی ہوئی ہے اس جگہہ سے پہاڑون کا سلسلہ برابر شروع ہوجاتا ہے
جنکا راستہ بڑا مشکل گذار ہے چار پہاڑ اونمین بہت سخت ہین اول بھمبر کہاتا ہے دوسرا کنڈی گوشہ تیسرا رتن پنجال
چوتھا پیر پنجال انمین سے رتن پنجال کا پہاڑ بہت بلند اور راستہ اوسکا بہت سخت ہے اس پہاڑ کے نواح مین
قوم ببنیال وچبلاق و چال رہتی ہین اونمین ہندو اور مسلمان دونو مذہب کے لوگ ہین ہندون کی لڑکیان
مسلمانون اور مسلمانون کی ہندون کے ساتھہ بیاہی جاتی ہین ہندو اور مسلمان مین صرف اتنا فرق ہے کہ ہندو
چوکے کے اندر اور مسلمان چوکے کے باہر کہانا کہاتے ہین نکاح کے وقت ملا اور برہمن دونو بلائے جاتے ہین
ملا خطبہ پڑہتا ہے برہمن گنیش پوجا کراتا ہے اور پہیری دلاتا ہے یہہ لوگ رہزنی کرتے ہین اگر کوئی مسافر اونکے
گہر چلا جاوے تو اوسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور مال اوسکا حفاظت رکہتے ہین اور اپنے علاقہ سے حفاظت کیساتھہ نکالدیتے
ہین سوای غارتگری کے یہہ لوگ زراعت کا کام بھی کرتے ہین **سرای نوشہرہ** یہہ ایک فراخ و
مضبوط سرای اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو براہ درہ پیر پنجال جاتی ہے واقع ہے عمارت اسکی پختہ و دروازہ
پتہر کا ہے مضبوطی مین قلعہ سے بھی زیادہ ہے متصل اسکے رود توی جاری ہے جو کہ یہان سے چالیس میل چلکر چناب
مین جا گرتی ہے اس سرای کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تہا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا اوسکے دروازہ پر لکہا ہے
مگر بسبب عدم خبرگیری حکام کے عمارت اسکی خراب و خستہ و منہدم ہوگئی ہے اور عمارت کے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے
کہ کسی زمانہ مین جب یہہ عمارت بنی ہوگی ہزارون عمارتون سے عمدہ و اعلی ہوگی اس سرای سے بطرف
حکام دو کام لیتے تہے یعنی کسی غنیم کی جنگ کے وقت اسمین دشمن کے حملہ سے امان پاتے تہے اور امن کے وقت مسافرون کے لیے
اسکا دروازہ کہلا رہتا تہا **لوچھہ** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے جنوبی ڈہلوان مین آباد ہے آبادی
اسکی درہ لوچھہ کی بنا دا اور دریای توچھہ کے کنارے پر واقع ہے جو یہان سے آگے چلتا ہوا چناب مین
جا گرتا ہے اور دو سڑکین جو ایک مقام توتہ گلی اور دوسری راجوڑی سے آتی ہین یہان آکر ایک ہو جاتی ہین
اور پہر بارہ مولہ کے درہ کے راستے وہ سڑک کشمیر مین داخل ہوتی ہے بلندی درہ لوچھہ کی تین ہزار
دو سو اسی فیٹ ہے **مری پور** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین مقام درہ لوچھہ مین سڑک کے اوپر اور پہاڑ
کے گہاٹون کے اندر دہنی کنارے دریای رنبیرا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہے اسجگہہ دریای رنبیرا کو دریای پہری نو
بولتے ہین یہہ قصبہ اگرچہ چہوٹا سا ہے اور بازار بہی چہوٹا و آبادی کم ہے مگر چونکہ پیر پنجال کے نیچے ہے اور گرد نواح
اسکا سبزہ اور پہولون سے بہرا ہوا ہے اس واسطے نمایش اسکی اچہی ہے اور نام اسکا بہت مشہور ہے اسکی جنوب
کیطرف ایک پہاڑ کی چوٹی بہت بلند ہے جس پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے دریای رنبیرا کا آغاز کوہ وصدمہ سندلن
کی جہیل سے ہے اور دوسری یہہ ہوتا ہوا ادہر کو آتا ہے اور ادہر سے جاتا ہوا جہلم مین داخل ہوتا ہے

بھراوک یہہ ایک قلعہ شمال کیطرف ملک پنجاب کے اوس سڑک پر جو لاہور سے کشمیر کو درہ بنی ہال سے
گذر کر جاتی ہی کشمیر سے جنوب کو بفاصلہ اٹھائیس میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہی جو قلعہ کے
نیچے ہوتی ہوئی چند میل کا راستہ طے کر کر دریای چناب مین گرتی ہی عمارت قلعہ کی چوبی ہے اور اچھی موقع پر بنا ہوا ہے
کھو ناگ کشمیر کے ملک مین یہہ ایک پہاڑی گھاٹی کوہ پیر پنجال یا کوہ درہ بہل کے شمال کی طرف ہے یہہ گھاٹی
تین میل لمبا اور چوڑا بہت خوبصورت نظر آتا ہے آبادی یہان بکثرت و ملک زرخیز ہے تھوڑا سا حصہ اسکا
جنگلی پھولون اور درختون سے بھرا ہوا ہی اور اون درختون کے اندر سے موسم بہار نہایت خوشبو ہوا نکلتی ہی
جو دور دور تک ملک کو معطر کرتی ہی کشمیر کے لوگ بہار کے موسم مین یہان سیر کو آتی ہین اسکے پاس ایک
اور گھاٹی پہاڑ کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہی بہار مین ہزارون قسم کے پھول وہان پھولے ہوے
دکھائی دیتے ہین اور مشہور ہی کہ کسی زمانہ مین اوس گھاٹی کے اوپر ایک لمبا سا سانپ رہتا تھا جسکی دم پہاڑ
کے بنیاد مین اور سر چوٹی کے سر پر ہوتا تھا کوہ کھونہ بسبب زیادہ ترسیرابی کے سردی بھی زیادہ ہوتی
ہے اور بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے چھ ہزار فٹ ہی **کوکرناگ** کوہ کشمیر مین یہہ ایک مشہور
چشمہ پیر پنجال کے شمالی بنیاد مین واقع ہے وہانسے پانی اسکا نکلکر چھوٹے اور کالے پتھرون کے پہاڑ کی
اندر بذریعہ چھ سوراخون کے چلتا ہوا دریای برنگ مین جا پڑتا ہی اس چشمہ کا پانی بہت افضل نہایت صاف
و سبک و شیرین مشہور ہی اگلی سلطنتون کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقرر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا تھا
یہہ پانی ہاضم اسقدر ہی کہ اگر کھانا کھانے کے بعد پیا جاوے تو کھانا فی الفور ہضم ہو جاتا ہی **کنسا ناگ**
یا قیصر ناگ کشمیر کے ملک مین شمال کیطرف کوہ پنجال کے یہہ ایک جھیل کنسا ناگ کر کے مشہور ہی
یہہ جھیل دو یا تین میل لمبی اور پاو میل چوڑی ہے پاس کے پہاڑون کے اوپر سے برف پگھل کر پانی اسمین
بھر جاتا ہی بعض وقت تو اسقدر طغیانی ہوتی ہے کہ اصلی سطح سے چالیس فٹ اونچا پانی اسمین ہو جاتا ہے
اسمین سے دریای ویشو نکلکر جہلم مین جا پڑتا ہی وہ دریا اس جھیل کے مغربی کنارے سے نہایت پر آبی اور تیزی
کے ساتھ نکلکر بہتا ہی دریا کے منبع کے مقام پر پہاڑون کی بڑی بڑی اونچی پہاڑ نظر آتی ہین کنارے اس جھیل کے
ایسی سرسبز و خوشنما ہین کہ انکو دیکھہ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہی ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول
و خوشبو دار بوٹیان و قسم قسم کے درخت ثمردار و غیر مثمر سایہ دار وہان موجود ہین ہندو اس جھیل کو بہت متبرک
جانتے ہین اور کہتے ہین کہ بشن جی نے جب یہان اگر جن یعنی قدیم مر کہا تو یہہ جھیل ظاہر ہوئی دور دور سے ہندو
جاتری یہان آکر غسل کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فٹ شمار ہوتی ہی ۔
ورناگ یہہ چشمہ سری نگر سے جنوب کی طرف بفاصلہ اٹھارہ کوس کے پہاڑ کے اندر ہی دریای بہت

جہلم کا ابتدا و اخراج اسی کے اندر سے ہوتا ہے لطافت اور صفائی میں یہہ چشمہ کشمیر کے تمام چشموں سے بہتر و اعلی ہے
پہلے یہہ چشمہ بے تعمیر و خراب تھا شاہ جہانگیر جنتائی نے سنگ سرخ سے اسکو ہشت پہلو بنوایا ہر ایک پہلو اسکا
پندرہ ہاتھ لمبا اور عمق ساڑھی اکتیس ہاتھ کا ہے اور دو مقام پر ابیات مندرجہ ذیل کالی پتھر میں کندہ کر کر
وہان لگائے گئے ہیں **بیت** حیدر بحکم شاہ جہان بادشاہ عصر * شکر خدا کہ ساختہ شد این آبشار وجو *
این جوی داده است ز جوی بہشت یاد * زین آبشار یافتہ کشمیر آبرو * تاریخ آب جوی بگفتا سروش غیب *
از چشمہ بہشت برون آمد است جو * دوسری عبارت نثر و ابیات مندرجہ ذیل چار دیواری کے حلقہ کے اندر
ایک کالی پتھر کے ٹکڑی پر کندہ ہیں **بیت** از جہانگیر شاہ اکبر شاہ * این بنا سر کشید بر افلاک * بانی عقل یافت
تاریخش * قصر آباد و چشمہ ویرناگ * بادشاہ ہفت کشور شہنشاہ عدالت گستر ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ
ابن محمد اکبر شاہ غازی بتاریخ سنہ ۱۵ جلوس درین سرچشمہ فیض آئین نزول اجلال فرمودند و این عمارت بحکم
آنحضرت صورت اتمام یافت فقط یہہ تالاب ہمیشہ لبریز رہتا ہے اور پانی کے خروج کے مقام سے ایک بڑی
شاخ پانی کی ساٹھہ ستر ہاتھہ کی لمبی پر نکلتی رہتی ہے اور باوجود نکلنے اسقدر پانی کے سطح پانی کی بالکل
نہین ہلتی بادشاہی عمارات اس چشمہ کے کنارون پر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہین **لکھاون** کشمیر مین
یہہ ایک گانو شمال مغربی انجام ایک بلند قطار پہاڑ کی جو برفانی قطار پیر پنجال سے شروع ہوتی ہے اور درجہ
بدرجہ گھٹتی ہوئی میدان سے جا ملتی ہے آباد ہے گو کہ یہان آبادی بہت کم ہے مگر پرانے کھنڈرات اور قدیمی
مکانات و تالاب و حماموں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد ہو گا - * -
نیلہ ناگ معنی اسکے نیلی جھیل ہے کشمیر کے ملک پرگنہ اچھہ مین یہہ بڑا اور مشہور چشمہ ہے اور اوس سے
ایک بڑی ندی نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے دریای جہلم مین جا پڑتی ہے ہنود اس چشمہ اور جھیل کو
بڑا متبرک سمجھتے ہین اور دور دور سے آکر اسمین نہاتے ہین یہہ جھیل پیر پنجال کے پہاڑ کے شمال مشرقی گھاٹی کے
اندر واقع ہے **امرناتھہ** اس مقام کا حال ہندوؤن کے عبادت گاہون مین تحریر ہو گا -
حوض عجیب موضع دول پرگنہ ناگ سونده براری نام ایک مربع حوض ہے شمال کی طرف اوسکی
ایک پتھر کا پیالہ رکھا ہوا ہے نہایت ہی بنا ہوا ہے ۵ اچھتہ تک ایک دن مین تین تین چار چار مرتبہ اوس
حوض کے تہہ سے پانی جوش زن ہو کر حوض پر ہو جاتا ہے پھر خالی ہو جاتا ہے اسقدر کہ ایک قطرہ پانی کا اسمین
نہین رہ جاتا ہے اس حوض کے سات مقام سے پانی نکلنا شروع ہوتا ہے جب تک کہ وہ پیالہ نہ بہرے
پانی بند نہین ہوتا جب پیالہ بھر جاتا ہے تو نکالنا پانی کم ہوتا ہے یہان تک کہ ایک قطرہ اوسمین باقی نہین
رہتا **پون سند** پرگنہ شاہ آباد مین ایک چشمہ پون سند ہے نام ہے پانی اوسکا اسطرح نکلتا ہے

جیسے کوئی سانس لیتا ہی اوپر کے دم مین بہت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور نیچے کے دم مین وہ تمام پانی
غایب ہوجاتا ہے ایک قطرہ باقی نہین رہتا ہمیشہ دن رات ماہ وسال اوسکا یہی حال رہتا ہی **غار شاہ آباد**
شاہ آباد کے پرگنہ مین یہہ ایک بڑی غار ہی جو کوئی اوسکے اندر جاتا ہی اوسکو برف کے ٹکڑے ملتے ہین اگر وہان
ہی کھلاوے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لاوی تو وہ برف پتھر بنجاتا ہے **ویسک ناگ** پرگنہ
دیوسر مین اس نام کا ایک چشمہ ہی پانی اوسکا نہایت سبک اور سرد ہی ابتدا بہار سے جب تک کہ شالی پختہ
نہو جاوے پانی اوس سے نکلتا ہی جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوسکا بالکل خشک ہوجاتا ہی اور پچھلی موقع
سے کم ہوکر پہاڑ کے دوسری طرف مقام گلاب گڈہ کے قریب ظاہر ہوجاتا ہی غرضکہ تمام سال مین چھ مہینے تک
پہاڑ کے اسطرف اور چھہ مہینے اوسطرف جاری رہتا ہے **غار آری رامی** پرگنہ ماتری؟ موضع
لوکھٹہ؟ مین اس نام سے ایک اسقدر بڑی غار ہی کہ اجتک کسی نے اسکا انتہا نہین پایا ہے سوراخ اوسکا بہت
تنگ اور اندر سے فراخ اور تاریک ہی غرض اوسکا قریب پانچ درعہ ارتفاع چار درعہ ہی چونکہ شیر وغیرہ
پرند جانورون کے وہان گھونسلے ہین اونکی [illegible] کے سبب اندر سے بدبو آتی ہے جہانگیر بادشاہ جب کشمیر
پہنچا تو سترہ آدمی ایک ایک ہاتھ مین ایک ایک سیر تیل دیکر اوس غار کے اندر بھیجی کہ اوسکا انتہا دریافت کرین جب
وہ غار مین داخل ہوی تو چند میل ایک ہی راستے چلے گئے آگے جاکر ایک گنبد پایا جسکی چھت سے پانی ٹپکتا تھا گنبد کا
ارتفاع [illegible] دو سو پچاس درعہ تھا اوسکی آگے بڑہکر تین راستے نکلتے تھے داہنی طرف کا راستہ پیدا تھا اور [illegible]
کا راستہ اوپر نیچے بلندی پر جاتا تھا اور بیچ والا راستہ بسمت الشرقی کو اونھون نے ایک پتھر نیچے کے راستے مین پھینکا اور امتحان
کیا کہ کسقدر عمیق ہے ایک گھنٹہ تک صدا اوسکی نیچے جانے کی آواز آتی رہی چونکہ آگے جانے کے لیے تیل
کم تھا وہ لوگ واپس چلے آئے **گنگہ جیشن** موضع ہونتامہ؟ پرگنہ [illegible] مین گنگہ جیشن نام ایک مقام
ہے کہ پانی وہان بہت کم ہوتا ہے دن سے ہی آٹھ دن پہاڑ کے ایک بیل سے پانی آتا ہی چلی کے موافق
جاری ہوتا ہی اور کبھی ایک مقام سے بادل کیطرح پانی برستا ہی تمام روز یہہ حال رہتا ہی پھر بند ہوجاتا ہی تمام
سال ایک قطرہ نظر نہین آتا **تالاب کوہسر** پرگنہ [illegible] مین قصبہ مذکور کے متصل اس نام کا ایک تالاب ہے
اوسمین چند جزیرے واقع ہین زمیندار وہان مویشیان چرالیتے ہین مگر جب کبھی شدت کے ساتھ ہوا چلتی ہی تو وہ
جزیرون کے زمینین کشتی کیطرح حرکت کرکر ایک طرف سے دوسری طرف کو چلے جاتی ہین کشتی کے مانند تیرتی
ہوی نظر آتے ہین **چنار سرپاگ** پرگنہ [illegible] مین جس جگہہ دریای سندھ و دریای بہت باہم ملتا
ہین قدیم زمانہ سے ایک چنار کا درخت [illegible] سرپاگ کہتا اوسکا نام ہے وہان کے لوگ اوسکی عمر کئی ہزار
برس کی بیان کرتے ہین کبھی وہ خشک نہین ہوتا پانی کی طغیانی اور سیلاب سے بھی نقصان نہین پاتا

چشمہ سے نکلکر دریای لسودری کے ساتھ ملتا ہی **بسمہ ناگ** کوہ گنجہ بل پر دو ناگ چشمہ کے نیچے
یہہ چشمہ جاری ہی چارون طرف اسکی پتھر کی عمارت بنی ہی پانی اسکا بھی لسودری دریا کی ساتھ ملجاتا ہی **کشنسر**
ناگ کوہ دیوہ سر پر کشنسر ناگ نام ایک بڑا چشمہ عمیق ہے برف کے بڑے بڑے ٹکڑے کی طرح
ناگ کے پہاڑون سے گرکر ٹکڑون کی طرح اسکی اندر بہتی ہوئے نظر آتی ہین تین حصہ پانی اس چشمہ کا پہاڑ کے
اندر چلا جاتا ہی اور ایک حصہ دریای ویشو کے شامل ہوتا ہی **ابلا سر** کوہ اقر دیشو پرگنہ کردھن مین
یہہ ایک بڑا چشمہ جاری ہی اور دریای سنگل اور بنفشہ کبھی اسسے نکلتی ہین **سکھیہ ناگ** کوہ بیروہ
مین یہہ چشمہ جاری ہے اور اسکا پانی پرگنہ بیروہ کے زراعتون کو سیراب کرتا ہوا جوی ہاسنجی مین جاکر
شامل ہوجاتا ہے **کوکر ناگ** موضع ارکم پرگنہ بربنگ مین اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہی پانچ مقام سے
پانی اوسکا زمین سے جوش مارتا ہی پانی اوسکا نہایت لطیف اور سبک ہے **متن ناگ** موضع مین
پرگنہ مارتنڈ مین ایک چشمہ پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہی اور سیر باغ و عمارات پرانے بنی ہوئی ہین ہنود اسکو [illegible]
سمجھتے ہین **پانڈرت ناگ** موضع پانڈرت پرگنہ دیوہ سر مین یہہ ایک چشمہ جاری ہی **تارسر** کوہ سہاگ
[illegible] یہہ چشمہ نہایت وسیع جاری ہے اور اسی پہاڑ پر ایک دوسرا چشمہ جسکا مارسر نام ہی بہتا ہے **ششرم ناگ**
کوہ [illegible] کے اوپر اس نام کا چشمہ جاری ہی پانی اسکا نہایت شفابخش و خوشگوار ہے **چوہر ناگ**
پرگنہ [illegible] مین یہہ چشمہ جاری ہے پانی اسمین سے بکثرت نکلتا ہی عجائب یہہ ہی کہ اس چشمہ کے ایک طرف پانی کے
[illegible] سے برتن لٹکائے ہین اگر کوئی شخص اسمین سے کوئی برتن باہر نکالکر دیکھتا ہی تو برتن فی الفور ٹوٹ
جاتا ہی ٹکڑے اوسکی اوسی پانی مین گر پڑتے ہین **گنگبل سر** کوہ کلنی ہرمکھ پہاڑ کے شرق کی طرف ایک
دو [illegible] واقع ہے جو منبع دریای کشن گنگا کا ہے اوسکے پاس دو تالاب ہین ایک کا نام یمہ سر دوسرے کا
[illegible] یہہ دونون تالاب ہمیشہ پر آب رہتے ہین **خوشحال سر** یہہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک
کشمیر کے نامی تالابون مین ہے **انچار سر** موضع صورہ کی نزدیک واقع ہی اس سے بھی سنگھاڑہ بکثرت پیدا
[illegible] تالاب **گہبوہ سر** موضع [illegible] کے پاس واقع ہے پانی اسمین بھی بافراط جمع رہتا ہی **سرل**
کوہ ہرا مین یہہ ایک چشمہ کشمیر کے بڑے چشمون مین سے شمار کیا گیا ہی اور دریای سندرن کا یہہ منبع
کہا جاتا ہے **دریای بہت** اگرچہ حال مفصل اس دریا کا پنجاب کے پانچون دریاؤن کے احوال
مین لکھا ہوا ہوگا مگر اب اس سبب سے کہ یہہ دریا کشمیر کے علاقہ کا کل پانی اپنے ذریعہ سے پنجاب کے میدانون مین لیجاتا ہی
ضرور ہوا کہ کچھہ احوال اس دریا کا اور اسکے مددگار ندی نالون کا جنکی تشریح اول مفصل نہین کی گئی اس مقام پر
بھی لکھی جاوے واضح ہو کہ کشمیر کے ملک مین اس دریا کا نام دریای بہت مشہور ہے اور ابتدائی چشمہ اس دریا کا

اندر کر کے بڑی دریا سے شامل ہوجاتا ہے اسکے اندر بھی بہت سے نہریں آکر پڑتی ہیں چنانچہ نہر شاہ کل جو لال کوہ
سے آتی ہے اسی میں آکر شامل ہوجاتی ہے **تالاب مہسر** یہہ بھی کشمیر میں بڑا تالاب ہے بڑی بڑی ندیاں
اسمیں داخل ہوتے ہیں ایک نہر کا منبع چشمہ سکہ ناگ پرگنہ بیروہ جو بی پالس کوہ پرگنہ ناگل کا مجموعہ
ہی مقام کا شونامہ اسمیں پڑتی ہے دوسری جو کہ ناسجی وغیرہ کہ یہہ بھی جو بی پالس کی ایک شاخ ہی جو قریہ
ٹنگہ کل میں ملتی ہے تیسری شاخ جوبی پالس جو سلطان پورہ میں ملحق ہوتی ہے اس اجتماع کے بعد مہسر کا پانی
اپنے مقام سے چلکر ادہارہ تارہ و بڑے تالاب ولر میں داخل ہوجاتا ہے **جوہی تادی سنائر** اسکا منبع
کوہ کوتھامہ سے ہو دہانے سے چلکر پیادی نار کے مقام سے تالاب ولر کے ساتھ ملجاتی ہے **جو سے
تادی پل** یہہ نہر کوہ ارن پرگنہ کوٹھامہ سے نکلتی ہے اور مقام تادی پل کے پاس ولر کے
ساتھ ملجاتی ہے **جوہی شیدہ پور** یہہ نہر ایک شاخ جوہی تادی پل کی ہے یہہ شیدہ پور کے مقام پر
تالاب ولر کے ساتھ شامل ہوجاتی ہے **جوہی آرہ کلان** یہہ نہر کوہ پیر پنجال کو ہامہ سے نکلتی اور موضع نابہہ پور میں پہنچکر ولر
کے اندر داخل ہوجاتی ہے **پوہرو تار** یہہ نہر بھی کوہ کوٹھامہ سے روان ہوتی ہے اور موضع آلو کے پاس
ولر میں ملجاتی ہے **جوہی کنگل** منبع اسکا چشمہ ابلا پتیر ہے جو کوہ افروٹ پرگنہ کروہن میں واقع ہے وہانسے
چلکر مقام [illegible] پور دریای بہت کے ساتھ ملجاتی ہے **دریای کشن گنگا** یہہ دریا بھی ایک بڑا دریا بہت کا
منبع اسکا کوہ تبہ تولا ہے بہت سی نہریں اسکے ساتھ شامل ہوتی ہیں اول جوہی کہل جسکا اجرا کوہ تبہ اوسے ہی مقام کوبی وارہ
میں اسکا اتصال ہے دوسری جوہی یاور جو کوہ بچی پورہ سے آکر مقام دو کولہ بل سے ملتی ہے تیسری جوہی ہرجل جو کوہ تبہ جل سے آکر دو
کولہ بل کے پاس ملتی ہے یہہ نہر یہہ کل مجموعہ مقام دو آب جسکو لالہ کل کہتے ہیں دریای بہت کے ساتھ ملجاتا ہے
جوہی وانگس یہہ نہر جو ہرجل کی ایک شاخ ہے اوس سے علیحدہ ہوکر مقام تادی پل [illegible]
مقام پر دریای بہت کے ساتھ ملجاتی ہے **جوہی قیرچ** اس نہر کا اخراج بھی تبہ جل سے ہے اور مقام
دوار اوسکا اتصال ہے **جو سے منشار سی** اسکا اخراج کوہ کمرہ و دری تارہ ہے وہان سے آکر
موضع سہری کہاون پار کے دریای بہت سے ملجاتی ہے **جوہی ددہ کل** یہہ نہر کوہ [illegible]
علاقہ [illegible] سے نکلتی ہے اور کہاون پار کے مقام پر بہت سے ملجاتی ہے **جوہی لو شہرہ** یہہ نہر
کوہ ساگہہ اور کوہ لوہار کے مقام سے نکلتی ہے اور نو شہرہ کے متصل بہت سے شامل ہوجاتی ہے **جو سے
ہفت کہی** اسکا منبع کوہ ابلا پتیر ہے اور کالس پور لو ہیارہ میں بہت کے ساتھ اسکا اتصال ہے
جوہی سنگر دی منبع اس نہر کا کوہ پیر پنجال ہے اور مقام ادری بہت کے ساتھ اسکا اتصال ہے
فایدہ واضح ہو کہ کشمیر کے علاقہ کے ملحق اور اوسکے نواح میں اور بھی بہت سے ندیاں ہیں شامل ہیں

و دہتور و دراوہ و کرناؤ و دوسیال و کہیال وکاغان وکلاک وکہل وہنوبنیچ و دراجوڑ و پوٹھوہار
و مرواڈون و بانہال وغیرہ اور رجہ مچال ہیرو و تبت گلگت اسکردو و کنجو ذکر یہی حصہ بورہ لداخ
بھی قدیم سے اسکی شامل تھے پرگنے کشمیر کے پہلے چھتیس تھے اس زمانہ مین چونتیس مشہور ہین اور کل علاقہ دو نام
کامراج و مراج کے نام سے موسوم ہے مراج کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب اور کامراج اوس سے کم سرسبز
و ویران ہے مراج کے علاقہ مین پرگنہ مراج شاہ آباد برنگ کوٹھار ماترہنڈہ انت ناگ دچہن پارہ کہاورہ
ولر و ہوبچاک دیوہ سرادرن باتمسیرہ یمن شکرہ شادرہ زینہ پور ناگام اچہہ [illegible] متعلق ہین
اور علاقہ کامراج مین پرگنات مفصلہ ذیل متعلق ہین لعل کوٹھار پرسور ساٹرالمواضع پائین باچہ پایہ
تیلگام کروہن کہوہی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے حصہ تیہ ہین تیہ [illegible] تیہ لولاب تیہ [illegible]
تیہ مچھی پورہ تیہ رام مچال تیسرے ہری کشمیر کے مضافات مین علاقہ دچہنہ وکہاورہ ہین جو شمال و جنوب
دریای بہت کے واقع ہین دچہنہ کے رہنے والے بہمبہ اور کہاوڑہ کے رہنے والے کہکہہ کہلاتے ہین دچہنہ سے
ریاست کہوری و مظفرآباد و دوسرے کرناؤ و دراوہ تیسری ریاست دو تینہ دار چوتھی ریاست دچہنہ
وکہاورہ و مچھی پورہ اور کہاوڑہ کے متعلق ریاست [illegible] اور [illegible] اور یہہ کل علاقہ فی زمانہ
سلطنت مہاراج [illegible] جموں کے ماتحت و زیر حکم ہے اچھہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک مین پائین کنارہ
دریای [illegible] کے خاص سری نگر سے [illegible] جنوب [illegible] آباد ہے شوکا یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر
کے جنوبی پہاڑ کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اسقدر ہے کہ وہان ہر سال [illegible] برف بھی پڑتی ہے
شمال کیطرف اسکے اندر سے ایک چشمہ نکلتا ہے جسکے اندر سے پانی بہت تھوڑا اور کم کم اخراج پاتا ہے گویا [illegible]
حرکت کیطرح نکاس پانی کا [illegible] ہوتا ہے چشمہ پانی نکلکر ایک حوض کے اندر جمع ہوتا ہے ماہ دسمبر و جنوری و
فروری مین اسکا پانی اسقدر گرم ہوجاتا ہے کہ ہاتھ بھی اوسمین ڈالا نہین جاتا اور موسم مین پانی اوسکا
سرد اور خنک رہتا ہے اصل مین یہہ چشمہ گرم پانی کا ہے اور سرد ہوجانا اوسکا اسواسطے ہے کہ گرمیون مین جو سرد
پانی برف کا اسمین آتا ہے وہ اسکو سرد کردیتا ہے اور سردیون مین جو برف کا پگہلنا موقوف ہوجاتا ہے تو
چشمہ کا پانی اپنی اصلی حالت کی موجب گرم ہوجاتا ہے اس چشمہ کو ہندو بہت متبرک سمجھتے ہین اور غسل کرنے کو آتے ہین
شوپیان یہہ ایک قصبہ سری نگر سے جنوب کی طرف دس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے سرزمین اسکی نہایت سرسبز
و سرسبز ہے جسقدر میوہ و پہول و نباتات اسکے سری نگر مین ملتے ہین اوسقدر یہان بھی دستیاب ہوجاتے ہین
طرح طرح کے میوے سیب انگور وغیرہ کی یہان پیداوار ہوتی ہے ایک مقام ہیربل نام یہان سے چار کوس
پر ہے وہ ہندون کا پرستشگاہ ہے ایک آبشار ہے پہاڑ کے نیچے بنا ہوا ہے اور پہاڑ کی بلندی سے پانی گرتا ہے

گرتا ہے **اسلام آباد** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ شہر شمال کے طرف دریای جہلم کے آباد ہے مقام
پر دریا جہلم نہایت عمیق و چوڑا ہو کر جاتا ہے عرض دریا کا یہان اسی گز سے کم نہین ہوتا لکڑیون کا پل ایک بڑا عالیشان
بادشاہی وقت کا بنا ہوا یہان موجود ہے بڑے بڑے لمبی لکڑیان دیودار کے اوسمین لگی ہین یہہ شہر کوہ کے
نیچے اور پست ٹیلون کے اندر بستا ہے اور انہین ٹیلون کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ اننت ناگ نام
بشکل مثلث جاری ہے جسمین سے پانی نہایت افراط کے ساتھہ نکلتا ہے اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف و مصفا
ہے مگر گندہک کی بو اوسکے پانی سے آتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان ضرور ہے
مچھلیان اس چشمہ مین بیشمار ہین ہندون کا اعتقاد ہے کہ یہہ چشمہ بشن جی نے پیدا کیا اور مچھلیان اس چشمہ کے
کبھی نہین نکلتے بلکہ اون مچھلیون کو نہایت پاک و متبرک و لایق پرستش تصور کرتے ہین شہر اسلام آباد کی
عمارت پختہ و بازار کشادہ و خوشنما ہے تاتار و گلگت و لداخ و تبت کے سوداگر یہان مال لا کر جمع کرتے ہین
اور پھر ہندوستان و ہزارہ و پشاور و ڈیرہ جات کو لیجاتے ہین پشمینہ کے شال بہت پہنچتی ہین تین سو کارخانے
شالبافی کے یہان جاری ہین قسم قسم کی چھینٹ اور کپڑون کے ابرے یہان رنگے جاتے ہین انکی شوخی و لطافت
وجوہ خوب در رنگ سفید کپڑا یہان بہت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بھی چشمے کے نام پر اننت ناگ تھا
مگر اسلامیہ سلطنت کے وقت اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا **مظفر آباد** پنجاب کے شمالی پہاڑ مین یہہ
ایک قصبہ و مقام ہے کہ جہان دریای کشن گنگ جہلم سے آکر شامل ہوتا ہے آباد ہے یہہ شہر بڑا مشہور شہر ہے
اور اگر کوئی غنیم بارہ مولہ کے درہ کے راستے کشمیر مین داخل ہونا چاہے تو یہہ شہر اوسکو واسطے نہایت روک
کا مقام ہے اس جگہہ دونو دریاؤن یعنی کشن گنگا و جہلم پر شاہ گذر واقع ہین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے قلعہ
یہان ایک مستحکم بنایا اور فوج مامور کی پھر بوقت سلطنت کابلی افغان کے عطا محمد خان ناظم کشمیر نے اوس قلعہ کے
اندر اور عمارتین ایزاد کین اور مامن بنایا **دریای کشن گنگ** یہہ دریا اپنی منبع کرشنہ سر کو کلنو
ہرمکہ گنگا کے شرق کو جو شمال مشرقی حد کشمیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہے اور مقام پر جابجا کے چشمے اور
ندیان اپنے موقع پر اسکو شامل ہوتی جاتی ہین جنکی مدد سے یہہ ایک بڑا دریا بنجاتا ہے یہہ اپنی چشمہ سے
ایکسو بیس میل کا راستہ طی کر کے مقام مظفر آباد کو دکر اپنی رسا دہی کے راستے آکر دریای جہلم مین آپڑتا ہے
شمول کے مقام پر تیزی و تندی زیادہ آتی اس دریا کی دریای جہلم سے کچھہ ہی کم ہوتی ہے پہلی مقام شمول
ان دونو دریاؤن کے لکڑی کا پل بندھا ہوا تھا مگر اب خراب ہو کر اوترنے کے لایق نہین رہا اسلئے بذریعہ
کشتیون کے آمد و رفت ہوتی ہی **دوب** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو اٹک سی کشمیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستے
جاتی ہے آباد ہے رنجیت سنگھ کے وقت ہری سنگھ نلوہ نے یہان آکر حملہ کیا اور اس بیرحمی کے ساتھہ قتل و غارت

گئی کہ تمام قصبہ اُجڑ گیا رہنے والے یہان کے کچھ تو قتل ہوئے اور کچھ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب پھر کچھ آبادی کی
کی صورت نمایان ہوئی ہے اسموضع کے نام سے یہان کا درہ بھی درّہ دب کہلاتا ہے جسکا راستہ دریاے جہلم و
کشن گنگا کے کنارے کنارے چلا جاتا ہے **مانس بل** کشمیر کے ملک مین ایک خوبصورت و خوشنما جھیل
شمال کیطرف دریاے جہلم کے واقع ہے پانی اسکا نکلکر دریاے جہلم مین پڑتا ہے گرد نواح کی زمین نہایت
سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت سبزہ و کنول اوسمین پیدا ہوتے ہین اس جھیل کے شمالی کنارے کے اوپر
نورجہان بیگم شاہ جہانگیر کے ملکہ نے ایک محل سیرگاہ بنایا تھا جو اب مسمار ہو گیا ہے کھنڈرات اوسکی موجود ہین
مٹن کشمیر کے ملک مین اس نام کا ایک پہاڑ ہے جو اسلام آباد سے چلکر مشرق کیطرف کے گھاٹون
تک جاتا ہے اس پہاڑ کے مغربی سمت کی انتہا کے ٹیلون کے اندر قدیمی عمارات کے کھنڈرات موجود ہین
جنکے دیکھنے سے ایک عبرت و حیرت حاصل ہوتی ہے کہ آیا ایسی شکستہ و سنگین عمارتین کس راجہ کے زمانہ
مین بنی ہونگی یہان ایک بڑا مندر ہندؤن کی پرستشگاہ کا بھی بنا ہوا ہے جسکی عمارت بھی اوسی قدیمی عمارتون
سے شمار کیجاتی ہے وہان ہندو جا کر شب لنگ کی پرستش کرتے ہین سیاحان فرنگ فرماتے ہین کہ یہہ پرانا
مندر راوش ناگ کے تعظیم بنایا گیا ہے کہ جب برہمنی مذہب والون نے غلبہ پاکر بدھ مذہب والون کو ملک
سے نکالدیا تھا **ونتی پور** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک گاؤن ایک پرانے کھنڈرات کے اندر واقع ہے مورخان
انگریزی فرماتے ہین کہ اول یہہ شہر کشمیر کے ملک کا دارالسلطنت تھا آبادی اسکی دریاے جہلم کے دہنی کنارے
اوس سڑک پر جو سری نگر سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگر سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہے اصل کشمیر
کے پرانی تواریخ کے بموجب یہہ گاؤن آٹھسو پچپن سنہ عیسوی مین اونتی ورمر راجہ کشمیر نے بنایا اور آباد کیا
اور اپنے نام پر اوسکا نام اونتی پور رکھا اور بڑے عمارات عالیشان بناکر اپنی سکونت بھی یہان
اختیار کی عمارات اور کھنڈرات اسکی بہت پرانی یونان کے عمارات سے مشابہت رکھتی ہین چونکہ یہان بڑا
تیرتھ تھا سلطان سکندر بت شکن نے تمام مندر گرا دئیے اور شہر والون نے جب اسلام قبول کیا تو انکو بھی جلا ڈالا
کر تمام مکانات گرا دئیے پرانے کھنڈرات کے اندر ایک مندر ونگا واتی دیوی کا ہے یعنی اوسکو ونتھا واتی
دیوی کہتے ہین اوسکی پرستش ہوتی ہے **شاہ آباد** یہہ قصبہ کشمیر مین اکبر شاہ بادشاہ نے آباد کیا اور
شاہ جہانگیر و شاہ جہان و عالمگیر بھی جب کشمیر مین آتے تو یہان ہی آکر ٹھہرتے اوسوقت آبادی اسکی بڑی
اوج مین تھی شاہی مکانات کا بارہ دری و سکی بنا ری ہے یہان تعمیر ہوئے تھے سلطنت مغلیہ کے اخیر تک بدستور
سابق یہہ آباد رہا آخر جب رنجیت سنگہ نے کشمیر پر حملہ کیا تو سکھون نے اسکو لوٹکر ویران کردیا عمارات گرا دین
اب تھوڑی سی آبادی باقی ہے یہہ قصبہ ایک تنگ و لمبی پہاڑ کے گھاٹی کے اندر بستا ہے اسکو جنوب مغرب کی

یہہ ایک عبادتگاہ ہندون کی کوہ کشمیر مین مد ایک لاکہہ اوس سڑک پر جو سری نگر سی امرناتھہ کو جاتی
ہے واقع ہی اصل مین یہہ ایک بڑا پہاڑ کا دریا ہی اور کچہہ پاس ہی اور قدرتی شکل اوسکی بطور ہاتھی کے
بنی ہوئی ہے اوسکو ہندو لوگ گنیش کا روپ تصور کر کر پوجتے ہین اگر وہ جاتریون کا وہان رہتا ہی جسقدر
جاتری امرناتھہ کے درشن کو جاتے ہین یہان بھی ٹھہر کر پرستش کرتے ہین انگریزی تاریخون مین لکہا ہے
کہ وہ شکل ہاتھی مصنوعی بنی ہوئی ہی قدرتی نہین ہی بلکہ چندان شباہت اوسکی بھی ہاتھی کے شبیہ سی مطابق نہین
ہے اور نہ وہان کوئی ہاتھی پتھر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پجاری وہانکے اپنے طمع سے
پاری پجاری پر حیرہ کر جاتریون کو دکہلاتی ہین کہ یہہ گنیش کا سر اور یہہ آنکہین اور یہہ ناک اور یہہ پاؤن ہین
کہنتال یہہ ایک بلند گہاٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمال مشرقی پہاڑون مین اوس مقام پر واقع ہی جسکو درہ گلگت
یا بلتستان بولتے ہین اور اوس درہ کے اندر ہی سڑک کشمیر سے لداخ و تبت خورد کے طرف جاتی ہی کوہ
کہنتال دریای سندہ اور جہلم کے درمیان واقع ہی اور دریا اس سے نکلکر بہتا ہی جسکے شمال کیطرف دریای سندہ اور
جنوب کو دریای جہلم ہی بلندی کہنتال کی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ ہی **درہ بلتل** یہہ درہ تبت اور
کشمیر کے ملک کے درمیان کوہ کہنتال مین واقع ہے اسکی شمالی گہاٹی کے طرف دریای دراس بہتا ہی جسکا خیال
لداخ کے ملک مین تحریر ہوگا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ کے ہی اسکو درہ شیر جیلہ و جیلہ
و کہنتال بھی کہتے ہین **تالاب ولر** یہہ ایک بڑی جہیل کشمیر کے ملک مین سری نگر سے براہ خشکی تیرہ
کوس اور براہ دریا چہبیس کوس پرگنہ کو بہامہ مین واقع ہی یہہ جہیل اکیس میل لمبی شرق سی غرب کو اور نو میل
چوڑی شمال سے جنوب کو ہی اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لایق دید ہے دریای جہلم شہر سے نکلکر شرق کو جاتا
اور اس جہیل کے غربی شمالی گوشہ سے اوسمین داخل ہوتا ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ پانی اوسکا کدہر گیا لیکن
دوسری طرف سے اوسی قدر چوڑا ہو کر یہہ دریا نکل جاتا ہی کنول کے پہول اور سنگہاڑے اسمین بے حساب ہین
اور ہزارون دریای جانور مرغابی و مچہلی وغیرہ اسمین تیرتے پھرتے ہین سابق طول و عرض اس جہیل کا بہت
تہا اب کم رہگیا ہی اس باعث سے کہ جب دریای جہلم مین طغیانی ہوتی ہے تو مٹی اور ریتا بہیلا و کوڑا اور جنگل کا گہاس
پہونس بہکر اس جہیل مین جا پڑتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور وہی کوڑا کنارون پر لگ کر زمین کے ساتھہ ملجاتا ہے
اسواسطی زمین خشک بنتی چلی جاتی ہے اور سلطان زین العابدین نے جو عمارت اسکی اندر بنائی تھی وہ اب
خشکی مین آگئی ہے غرض اب بھی اس سے بڑی جہیل کوئی کشمیر کے ملک مین نہین ہے برسات کے موسم اور برف
پگہلنے کے وقت اسمین طغیانی ہوتی ہے اور پہاڑون کے اوپر سے پانی کا سیلاب آکر اسمین داخل ہوتا ہے
بندی پور یا بندر پور یہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین اوس سڑک پر واقع ہی جو سری نگر سے اسکردو

کو جاتی ہے اس قصبہ کی پاس ان پہاڑون کی قطار ہے جنکو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہے اسکو پانیر
دو بڑی ندیان جاری ہین جو یہان سے ملکر ندی کے جہیل مین جا پڑتی ہین دریا کا پانی پہلے اس قصبہ تک بہتا
اب ایک میل دور ہے عمارت اس قصبہ کی سنگین اکثر ہندؤن کی بنی ہوئی ہے اور رہنے والے کشمیری ہین بولی مخلوط
بولتے ہین **کارگل** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک قصبہ دریای دراس کے دہنے کنارہ پر بفاصلہ دو میل اور
سری نگر سے بسمت شمال مشرق اسی میل آبادی عمارت قصبہ کی پختہ اور بازار رونق اور بازار آبادی ہے +
دریاے لدر کشمیر کے ملک مین یہہ ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحدی پہاڑ کے جنوبی سمت سے
نکلتا ہے چشمہ اسکا سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فٹ بلند ہے چونکہ اول یہہ دریا بڑی بلندی سے نیچی کو بہتا
آتا ہے اسلیئے تیزی و تندی اسمین بہت ہوتی ہے مگر جب میدان مین پہونچ جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار
اور آہستگی سے چلتا ہے پانی اسکا میدان مین پھیلا ہوا رہتا ہے خاک آمیختہ ہوتا ہے پھر بعد طی کرنے مسافت بتالیس میل
کے چشمہ کے مقام سے اسلام آباد کے پانچ میل نیچے دریاے جہلم کے ساتھ ملجاتا ہے ابتدا اسکی انتہا تک راستہ
شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہے **لوپاگی** درہ کشمیر کے ملک کے شرقی و سرحدی پہاڑ مین ہے
جو ملک کشمیر اور کوہ مردور ون کے درمیان فاصل شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فٹ ہے اور
سوای اسکے اور جو قطار ہین پہاڑون کی کشمیر کے چارون طرف مین اسکی شکل و شباہت سب علیحدہ ہے
کیونکہ ساتھ بہت بلتی **نشنی فواڑی** یہہ ایک بلند قطار پہاڑ کے کشمیر مین شمال مشرق کہاٹیون کے
اندر پھیلتی ہے اسپر ایک درہ ہے جسکو درہ سندر بول کہتے ہین جو کشمیر کے حد سے تبت کے ملک کو جاتا ہے اس پہاڑ
کے اندر ایک چشمہ اُبلتے ہوئے گرم پانی کا جاری ہے بلندی اسکی گیارہ ہزار فٹ اصل تاریخ لکہتے ہین
اسکے متصل ایک اور پہاڑ ننگا پربت نام ہے وہ اس سے بہت بلند ہے **پاٹن** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک
مندر قدیم اور ہندؤن کی عبادت کا مقام ہے یہان اکثر ہندو بشن کی پرستش کرتے ہین اسکی پاس قدیمی
عمارتون کے کہنڈرات بہت ہین جنکو مسلمان بادشاہون نے گرا دیا تہا اب بھی جو بقیہ اوس عمارت کا موجود
ہے اوسکی دیکہنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بنانے والون نے اوسکو کس مضبوطی اور زیبایش سے بنوایا تہا
یہہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **سفاہن** کشمیر مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ کوہ
کشمیر کے جنوب مشرقی انجام مین آبادی اس مقام پر ایک لوہے کی کان ہے مگر لوہا دور سے کم نکالا جاتا ہے اور
اور لوہے کے کانون سے جو علاقہ باجوڑ و چینی تاتار مین ہین لوہا اس کان کا ادنی قسم کا ہے **پاندرتہن**
کشمیر مین یہہ ایک قدیمی مندر اور ہندؤن کی پرستش کا مکان شہر سری نگر سے بسمت جنوب مشرق بفاصلہ
چار میل بنا ہوا ہے عمارت اسکی خوبصورت کم قدر کی محراب دار ہے گویا یہہ اپنے مندر ہندؤن کے عمارات مین ایک بہی

ایک پرانی اجون کی تعمیر یادگار ہی چہت اسکی قالبوتی گنبددار ہی چاروطرف چار دروازے محرابی ہین اور کل عمارت بیس فٹ مربع
دروازون اور دیوارون کے اوپر پتہر اور لکڑی کے اندر صناعان چابکدست نے اچہی اچہی کاریگری کے بیل بوٹے اور نقاشی کا کام
کیا ہوا ہی یہہ مندر ایک تالاب کے وسط مین تختہ بنا ہوا ہی اور تالاب ہمیشہ بہرا رہتا ہی جاتری لوگ پہلے اسمین تیر کر دہان جاتے اور پوجا
کرتے ہین مگر اوس مندر کے اندر کسی دیوتی دیوتا کا بت یا تصویر نہین ہی صرف مکان ہی آراستہ ہوتی ہین مورخان انگریزی
فرماتے ہین کہ یہہ عمارت اوسوقت کی بنی ہوئی ہی کہ جب اسلام یہان بدہ مذہب پہیلا ہوا تہا اونہون نے کسی تقریب سے یہان
یہہ عمارت بنوائی ہوگی جو ابتک باقی ہی اگر ہندون کے مذہب والے اسکے بانی ہوتی تو یہان ضرور کسی نہ کسی دیوی
دیوتے کی تصویر ہوتی اور درصورت ہونے تصویر کے کبہی مسلمان بادشاہون کے ہاتہہ سے یہہ نہ بچتا اس
مندر کے اندر کچہہ لکہا ہوا نہین ہی صرف مکان کے اندر چہت کے قریب ایک کنول کے پہول کی شکل بنی ہوئی ہی

کہکہہ و بمبہ یہہ دو علاقے علیحدہ علیحدہ کشمیر کے ملک سے خاص جنوب کے سمت کو دریای جہلم کے دونو کنارون
کے اوپر واقع ہین شرقی کنارے پر تو کہکہا اور غربی پر بمبہ آباد ہین دونو قومین کہکہہ و بمبہ انہین مین سکونت
پذیر ہین علاقہ بہت اچہا اور زمین اسکی سیراب ہی مگر رعایا بہت مفلس و خراب ہی سکہون کی عملداری سے پہلے
یہہ علاقے بہت آباد تہی تمام رہنی والے خوش و دلشاد تہے سردار ہری سنگہ نلوہ نے رنجیت سنگہ کے حکم سے ان علاقون
مین جاکر رعایا کو ایسا لوٹا کہ اونکو کہانے کو ٹکڑا اور پہننے کو کپڑا نہ چہوڑا سکہون کے ظلم سے تمام لوگ اپنی آبادیان
اور گہر چہوڑ کر بہاگ گئے اب اگرچہ کچہہ صورت آبادی کی نمودار ہی مگر رعایا اوسی طرح مفلس و نادار ہی

تیسری تقسیم ملک تبت و لداخ و گلگت و کشتوار وغیرہ کی احوال مین

یہہ ملک سب ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ حدود و علیحدہ علیحدہ نام اور الگ الگ علاقے رکہتے ہین حال کی
عملداری سے پہلے ریاستین اور حکومتین انکی بہی جدا جدا تہین اب ایک حکومت جمون کے رئیس کی یہان ہی لیکن
چونکہ مولف کو اس حکومت سے پہلا حال بہی لکہنا منظور ہی اسواسطے ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا

بلتستان اس علاقے کو بلتی و بلتستان و تبت خورد بہی کہتے ہین اسکی شمال کیطرف چینی تاتار
ہے اور دونو کے درمیان کوہ مزتاغ و کارکورم یا کوہ ہندوکش حد فاصل گنا جاتا ہی جو شمالی حد سے شروع ہو کر
شرق تک چلا گیا ہی شرق کے سمت اسکی لداخ و تبت کلان کا علاقہ ہی جنوب کے سمت کوہ دیوات سود ویرانہ
جنگل جو کشمیر کے ملک اور اسمین حد ہی مغرب کیطرف ملک گلگت دابسین پر اسطور واقع ہی کل علاقہ [illegible] میل
لنبا اور سات میل چوڑا ہی یہہ ملک کشمیر کے ملک سے شمال شرق کیطرف ہی رہنے والے اسکے عموماً سپاہی سخت کوش
بے رحم جنگجو ہین اسواسطے حاکم بہی انکا سپاہ کثیر رکہتا تہا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کر لیتا تہا لیکن

یہان کی گندم جو سو رشالی ہی میوہ بھی قسم قسم کے زرد آلو و خربوزہ و انگور وغیرہ پیدا ہوتی ہین مگر انگور کی پیداوار کم ہوتی ہی سیسہ کی کان اور بلور کی اس پہاڑ مین موجود ہی دریای سندہ کے کنارے سی اکثر سونا بھی نکلتا ہے۔

اسکردو یہہ ایک مشہور شہر ملک بلتستان یعنی تبت خورد کا دار السلطنت و دار الخلافت ہی آبادی اسکی پہاڑ کے اندر یعنی میدان مین واقع ہے جو اس پہاڑ کے کل میدانون سے اونچا و بلند ہی متصل شہر کے ایک قلعہ نہایت مضبوط و قدیمی پتھر کے عمارت کا بنا ہوا ہی اس قلعہ کے نیچے دریای سندہ و دریای شگر آپسمین ملتے ہین اور قلعہ بابین کنارے دریای سندہ کے ہی قلعہ کے نیچے دریای سندہ کی چوڑان ڈیڑہ سو گز کے ہی تیزی رفتار کی اور عمق بھی بدرجہ غایت ہی قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین سوای مغربی سمت کے اوسطرف ڈہلوان پہاڑ ہے سوای اس قلعہ کے ایک دوسر قلعہ بھی راجگان اسکردو کا بنوایا ہوا ایک سو گز کے قدرتی چبوترے کے اوپر دریا کے متصل ہے عمارت اسکی پتھر اور لکڑی دونو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھے مکانات و حفاظت گاہین و عالیشان محل بنی ہوئی ہین او نکے دریچون مین بیٹھکر دریا کی سیر خوب ہوتی ہی اسکردو کے پہاڑ کی چوٹی پر مثلث شکل کا ایک قدرتی میدان ہی اوسپر اگر تھوڑے سے آدمی چڑہ بیٹھین تو نیچے والون کے ہمراہ جاہی بہت سی فوج ہو تو بھی وہ اونکے مقابلہ نہین کر سکتی راجگان اسکردو اس میدان مین بہت سی گول گول پتھر و نان جمع کر رکھتے تھے کہ بوقت ضرورت اوس بلندی سی وہ پتھر وہ دشمن پر مارین اسکردو کا قلعہ بہت بلند ہی سوای سمت مغرب کے اور کسی سمت سی آدمی اوسمین جا نہین سکتا بلکہ مغرب کے طرف بھی دو سو فٹ بلند دیوار مضبوط معہ پشتیانون اور برجون کے بنی ہوئی ہی اس قلعہ کے اوپر کے حصہ مین پانی نہین ہی مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری ہے جسکا پانی قلعہ مین لیسکتے ہین خاص اسکردو مین سو گھرون کے آبادی ہی بلکہ علاقہ اسکا نہایت سرسبز و زرخیز ہی میوہ ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہین اس پہاڑ کی بنیاد مین دریای شگر بہتا ہی اوسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہی قلعہ کے پاس کہڑی ہوکر شمال کی طرف بلند چوٹیان تبت کے پہاڑون کے نظر آتے ہین شہر اسکردو کا وجہ تسمیہ معلوم وہان کے لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جانیکا عزم کر کر یہان آیا تو سنا کہ علاقہ کو تھلی شگ پامستگ کا راستہ جو کہ یا بین یارقند اور وہان دو دریا سی ہے بسبب پڑجانے برف کے مسدود ہی تو ناچار اوسکو چند ماہ اوسوقت تک کہ راستہ صاف ہو یہان ٹھہرنا پڑا اس واسطی یہان ٹھہر کر یہہ قدیمی قلعہ بنوایا اور فضول اسباب اسلحہ بہت سی اپنی لشکر کے جو ضعیف یا لڑکے تھی اوسنی یہان ہی چھوڑا اور خود بہار کے موسم مین چین کو چلا گیا پس جو لوگ سکندر کی فوج کے یہان رہی اونہون نے اپنے رہنی کیو اسطی یہہ قصبہ آباد کیا اور اسکندریہ نام رکھا اور بسبب گذرنی سینکڑون برسون کے اسکندریہ نام بگڑتے بگڑتے اسکردو مشہور ہوگیا یہہ بات اگرچہ قرین قیاس ہے اور فارسی مورخ یہہ بھی لکھتے ہین کہ اسکندر چین تک پہونچا اور چین کو فتح کیا مگر انگریزی تاریخ والون کے

نزدیک یہہ بات غلط ہو وہ کہتے ہین کہ سکندر اعظم ترمذ کے طرف گیا اور نہ فتح کیا بلکہ ہندوستان کی فتح بھی اوسکو نصیب
نہین ہوئی صرف پنجاب کو فتح کر کر ستلج تک گیا اور فوج کے انکار کے سبب ملتان کے راستے واپس چلا گیا ایک انگریزی مورخ لکہتا ہے
کہ پہلے اس شہر کا نام ساگر دو یعنی دو دریا تھا اور یہہ نام ہوسیلی رکہا گیا تھا کہ یہان سندہ و شگر دو دریا آپس مین ملتے ہین اب
وہ نام ساگردو بگڑ کر اسکردو ہو گیا ہے تیسری روایت یہہ ہے کہ پہلے اسکا نام ساگر خود تھا اسکی معنی دریائی پہاڑ ہین کیونکہ
دریا کو ساگر اور خود کو پہاڑ کی چوٹی کہتے ہین اب وہ نام بگڑ کر اسکردو مشہور ہو گیا ہے مگر اب بھی بعض لوگ وہان کے اسکو
ساگر خود کے نام سے پکارتے ہین میدان اسکردو کا سمندر کے سطح سے چھہ ہزار تین سو فیٹ بلند ہے اور چوٹی اسکی پہاڑ کی سات ہزار
دو سو فیٹ سمندر کی سطح سے بلندی رکہتی ہے - **تواریخ تبت خورد** رنجیت سنگھ کی عملداری سے
پہلے تک حاکم اس ملک کا راجہ احمد خان تھا اوسکو چار بیٹے تھے یعنی شاہ مراد و شاہ سلطان علیشاہ و شیر شاہ احمد خان
نے اپنے حین حیات یہہ ملک چارون بیٹون کو تقسیم کر دیا اور شاہ مراد کو خاص اسکردو کا حاکم بنایا شاہ مراد
کے بعد اوسکا بیٹا رفیع خان پھر ظفر خان پھر علی شیر خان حاکم ہوئے پھر علی شیر کا بیٹا راجہ احمد خان حاکم ہوا یہہ
شخص نہایت عالی حوصلہ تھا اسنے سب کو مطیع کر لیا اور انگریزون سے بھی راہ و رسم و دوستی کی شروع کی یہانتک کہ
وید صاحب ایجنٹ و ریذیڈنٹ بہادر نے اسکی سفارش دربار لاہور مین کی اور کہا کہ راجہ گلاب سنگھ کبھی اسکی ریاست
کا مزاحم نہو جب رنجیت سنگھ فوت ہوا تو گلاب سنگھ نے اس علاقہ کے لینے کیواسطے فوج بہیجی تھوڑی سی لڑائی کے
بعد راجہ احمد خان ماخوذ ہو گیا اور راجہ احمد شاہ جو باپ کے برخلاف و عاق تھا یہان کا حاکم بنا اور چالیس ہزار
روپیہ سالانہ دینا کر کے اوسنے راجہ گلاب سنگھ سے وہان کی حکومت پائی مگر اسقدر روپیہ اوس سے ادا نہو سکا اسلیئے وہ
راجگی سے معزول ہوا اور ایک ور کوہستانی حاکم بحکم وزیر زور آور سنگھ کے قرار پایا اوسوقت احمد شاہ والی سون
کہ اون دنون جمون کے حاکم کیطرف سے مہم ہورہی تھی جا ملا اور بعد قتل ہو جانے وزیر زور آور سنگھ کے دوبارہ ملک پر
وہ قابض ہوا تھوڑی مدت کے بعد جمون کی فوج پھر اسکردو کے فتح کو مامور ہوئی اور بعد المقابلہ راجہ احمد شاہ
بحالت تباہ گرفتار ہو کر جمون پہنچا گیا اوس روز سے یہہ ملک جمون کی ریاست کے ماتحت ہے اور راجہ گلاب سنگھ
نے پرانا قلعہ گرا کر نیا قلعہ اور اپنے طور کا بنوایا ہے **لداخ** اس ملک کو وسط تبت اور اسکے گرد نواح کو
تبت کلان کہتے ہین نیز مین اسکی ناہموار اور پہاڑی ہے اگرچہ اوسمین سے انگریزون کے تحت کے علاقے سپتی و لاہول
نکال ڈالین تو یہہ ملک پانچ حصون مین تقسیم ہوتا ہے ایک نبرہ دوسرا لداخ تیسرا زنسکار چوتھا رکچو
پانچوان پریک سورو اور اسکے شمالی اضلاع کے جنوبی سرحد چینی تاتار و ترکستان وختن کے ساتھ ملتی ہے
شمال مشرق مین بھی وہی چینی علاقہ ختن کا و علاقہ چانگتھان و رودوک اضلاع متعلقہ تبت کلان مین جنوب مین
سپتی وغیرہ جنوب و مغرب مین لاہول و چنبہ و کشتواڑ اور غرب مین ملک کشمیر و بلتستان یعنی تبت خورد کا سطح

اسکا چھتیس ہزار چھبیس میل مربع ہی اسمین دریای سندھ جنوب شرق سے شمال غرب کو بہتا ہی اور کیولن و قرتاغ
نیچے کا رکرم کے پہاڑ و کوہ رلیشو وسیتی در نیکاری کے بیچمین بہکر دونو علاقون کو آپسمین سی جدا کرتا ہی چونکہ
اسملک کے پہاڑون کے اسقدر اونچے ہین کہ روی زمین پر کہی اور پہاڑ کی نہین آب وہوا اسملک کی سرد
خشک ہی دولاکہہ کے قریب آدمی اسمین آباد ہین صورت وشباہت اسملک کی لوگون کی کشمیریون سے اکثر
مشابہت رکہتی ہی عورتین یہان کی خوبصورت سرخ رنگ آہو چشم روشن چہرہ نیک خلق مہربان وفادار
پرخوف ہین مگر پوشش چرکین وسیلی رکہتی ہین مردون کا حسن چندان لائق تعریف نہین ہی شراب پینیکا عورتون کو
مردکو شوق ہی کمینہ ورزیل قوم سو نہین یہہ رسم ہی کہ ایک عورت کی چند خاوند ہون مگر اشراف و دولتمند اسکو
عار سمجہتے ہین بڑی بیٹی کی یہان بڑی عزت وقدر ہی وہی اپنی باپ کی کل جایداد کا مالک ہوتا ہی اور چہوٹی بیٹی
اوسکے مطیع وفرمان بردار رہتی ہین لداخیون کی پوشاک ادنی ہوتی ہی غریب غربا بہیڑ کی پوستین کرتہ
کی جگہہ پہنتے ہین مالدار لوگ بنات کے کپڑے رکہتے ہین مذہب لداخیون وتبتیون کا بدہا لامہ ہی اور لامہ
انکا زرد پوشاک پہنتا ہے اور بڑا لامہ جسکے مرید ہزارون اور لامی ہوتی ہین سرخ پوشاک پہنکر سر پر کلہ دار
ٹوپی رکہتا ہی زبان یہانکی ایسی ہی کہ جسمین تبتی وتاتاری وہندی ملی ہوئی ہی سوای اونکی اور کوئی کم
بولتا ہی مسلمانی مذہب کے لوگ بہی اگرچہ یہان بہت ہین مگر کثرت بدہا مذہب کی ہی رعایا اسملک کے حاکم کو اپنا
معاملہ نہین دیتے غلہ اور میوی کی پیدائش بانٹ دیتی ہی اور جسم کے وقت راجہ اپنی رعایا کو جمع کرلیتا ہی اون
لوگون کے پاس توڑی دار بندوقین وتیر کمان ہوتی ہین

تواریخ ملک تبت ولداخ

تین سو برس کا عرصہ گذرا ہی کہ لداخ وتبت کے لوگ خود مختار بے فکری سے گذران کرتے تھے اور ایک راجہ
با اختیار اپنی ملک کی حکومت رکہتا تھا مگر جب کشمیر مین چک کی قوم نے حکومت پائی تو اونہون نے اپنی
آمد ورفت اسملک مین جاری کی اور ایک دو حملون مین اسملک کو غارت کیا چونکہ لداخ مین ایک مدت
سے رسم قایم تھی کہ ہر ایک سیٹھ واگر مالدار ودولتمند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتی تھے اور جمع ہوتی ہوتی
وہ خزانہ بہت ہو گیا تھا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت یہہ ملک اوسکی حکومت مین آیا اور وہ خزانہ لٹ گیا
۱۸۳۵ع مین راجہ گلاب سنگہ نے حسب الاجازت رنجیت سنگہ کے اسملک پر یورش کی اور وزیر زورآور سنگہ کو
اسکی تسخیر کے واسطے معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بہی اپنی فوج سے مقابلہ کیا آپسمین لڑائی ہو کر جمون
کی فوج غالب آئی اور وہان کا حاکم مطیع ہوا اور زورآور سنگہ نے پچاس ہزار روپیہ تو نقد وصول کیا اور تیس ہزار
روپیہ سالانہ اوسپر خراج ٹہرایا اور پہر فوج آگے بڑہا اوسکی جاتی ہی لداخ کے حاکم نے پہر سرکشی کی اسلیے زورآور سنگہ
نے واپس آکر ملک غارت اور سلطنت کو برباد کرکے اپنا انتظام کیا رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد راجہ گلاب سنگہ نے بہی

وزیر زورآور سنگھ کو اسکردو یعنی تبت خورد کے تسخیر کو مامور کیا جب وہان پہنچا تو راجہ احمد خان مقابلہ پیش آیا
اس لڑائی مین راجہ معزول لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا آخر فوج جمون کی فتحیاب ہوئی اسکردو
مین بھی زورآور سنگھ دخیل ہو گیا پھر ایک برس کے بعد جمون سے دس ہزار فوج لیکر گروگی زورآور سنگھ تسخیر
ملک اورخ ولاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ پسر احمد خان بھی اس مہم مین ہمراہ تھا یہ فوج پہاڑ مین
فتوحات کرتے ہوئی ایک مہینے کے راستہ تک آگے کو بڑھتی چلی گئی ناگاہ برف کا موسم آگیا اور رسد بھی
اور اگلے طرف کا بھی کچھ پتہ نظر نہین آتا تھا اور پیچھا دور تھا ناگاہ لاسہ فوج کوہ برفانی سے آموجود ہوئی
اور فوج وزیر کی ایک بلند پہاڑ کے اوپر گھر گئی اور اسی رات اسقدر برف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی سست و بیدم
ہو گئی دشمن کی فوج پہاڑ پر چڑھ آئی اور نیم مردہ آدمیون کے سر کاٹ کاٹ کر پھینکنے شروع کئے آٹھ ہزار آدمی
تو قتل ہوئی اور دو ہزار جوان گرفتاری مین آئی غرضکہ کل فوج وہان ہی رہی زورآور سنگھ بہت سے زخمی
ہو کر مارا گیا راجہ احمد خان پہلے ہی اس فوج سے جدا ہو کر لاسیون سے جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راتنہ و وزیر رنگا
و راجہ احمد شاہ لاسیون کی فوج لیکر لداخ مین آئی اور احمد شاہ پھر اسکردو پر متسلط ہو گیا راجہ گلاب سنگھ کی فوج جو
اسکردو مین تھی قلعہ بند ہو گئے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگھ سے پھر گیا صرف دو شخص ہرکرن و چلدن راجہ
لداخ کے پہلی نوکر راجہ گلاب سنگھ کے خیرخواہ رہی جنہون نے زورآور سنگھ کے قبائل کو جمون تک پہونچا دیا لاسیون
نے وہ قلعہ جسمین جمون کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اونکی مدد کو وزیر رتنو دہیر سنگھ سے فوج جمون سے نامزد ہو کر
اس فوج نے فوج محصور کو جا کر چھوڑا یا اور لاسیون سے خوب لڑائی کی اسمین وزیر رنگا لاسی مارا گیا آخر کار
بعد جنگ بیکار فریقین مین صلح ہوئی اور جو قدیم سے حد تبت کی تھی قایم رکھکر جمون کی فوج واپس ہوئی
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگھ نے تبت پر چڑھائی کی اور کل ملک اوسکی تصرف مین آگیا اگرن و چلدن خیرخواہ قدیمی
راجہ گلاب سنگھ کے وہان کے کاردار مقرر ہوئی اور بستی رام حاکم لداخ کا قرار پایا معادن جو اس ملک کی متعلق ہین
انہین سے پرگنہ رنشو مین گندک کی کان ہی اور نمک بھی نکلتا ہے اور ون لدہ کے پرگنہ مین لوہے کی کان علاوہ
ہے پیدائش اس ملک کی گندم مسور جو کالا شنک ہی گلاب سنگھ کے قبضہ سے پہلی پیدا تھی اور پوست پیدا نہین
ہوتا تھا اب اوسکی پیدائش بھی بہت ہی اور افیون بکثرت نکالی جاتی ہے شہر لیہ ملک لداخ یا وسط تبت
کا دار السلطنت و دار الریاست ہے ایک مشہور و قدیمی شہر ہے اسکو شہر لداخ بھی کہتی ہین آبادی اسکی دریا
سندہ کے دہنی کنارہ سے بفاصلہ دو میل پہاڑون کے سلسلے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچی ٹیلے
کے اوپر واقع ہے دریا سندہ کو یہان سنگ کہتی ہین کہ یا سنگ باب بولتی ہین شہر کے بازارون کونون پر
چار مینار مربع شکل کے بہت اونچی بنے ہوئی ہین جنکی چوٹیان پہاڑ کے چوٹیون سے برابر چلے گئی ہین شہر کے

اور چشمہ اوسکا سترہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا شمار میں آتا ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ دریا فی میل اٹھتر فیٹ
بلندی سے پستی کو آتا یا دریای پارلکے شپول کے مقام سے یہہ دریا بسمت جنوب بیس میل چلکر دریای ستلج میں
شامل ہو جاتا ہی اسقدر راستہ میں بھی بیشمار چھوٹے چھوٹے ندیوں اور چشموں کے پانی اسمین داخل ہو جاتے
ہیں اور دو بڑی ندیں ایک لولانگ اور دوسری لباک بھی مغرب کے سمت سے اگر بھاست تیزی و تندی و زور کی
کے ساتھ اسمین داخل ہوتے ہیں ان دونوں کے ملنے سے یہہ دریا پُر امواج و پرآب ہوکر چلتا ہی ستلج کے شپول کے
مقام پر بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھ ہزار چارسو چورانوین فیٹ ہی چھومورل جھیل لداخ کے ملک
میں یہہ ایک بڑی جھیل کوہ رپشو کے اوپر واقع ہے جسکے قطار میں دریای ستلج اور سندھ کی درمیان پہاڑی چوٹی
ہی اسمقام پر اس جھیل کا نام بڑی رنگ بھی مشہور ہی یہہ جھیل پندرہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے بلند اور پہاڑوں
گھری ہوئی ہی طول اسکا شمال سے جنوب کو پندرہ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڑہائی میل ہے پانی اسکا نہایت
صاف نیلی رنگ کا ہی جسمین کدورت کا کہیں نام بھی نہیں ہی جھیل کے کنارے ہزاروں قسم کے درخت سرسبز سایہ دار
کھڑی ہیں مچھلی و مرغابی اور دریای جانوروں کا اسمین بیحد وحساب نہیں ہی درہ رپشو لداخ کے ملک کے
پہاڑ میں یہہ ایک درہ ہی اسکے گرد بڑی بڑی بلند پہاڑ اور فراخ میدان ہیں جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی
قسم کے نباتات ہیں اور برف کا یہہ حال ہے کہ گرمی کے موسم میں بھی برف ہمیشہ یہان جمی رہتی ہی اور ہوا اس زور
کے ساتھ چلتی ہی کہ درہ کے بلندی پہ کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی کوہ رپشو کے چوٹیان بڑی بڑی بلند ہیں کم سے کم بلندی
اونکی سولہ ہزار فیٹ سے کم نہیں ہی آب و ہوا اسکی سرد و خشک اور آبادی کم بکر پشم کے بکریوں کی پیدائش بیشمار
ہے اور ہر سال بہت سی پشم وہان سے جمع ہوکر شہر لداخ میں آتی ہے ڈیکر یہہ ایک قصبہ لداخ کے ملک میں شہر
لیہ سے شمال مشرق کو بیس میل اور کیشوار سے ایکسو چوبیس میل اوسطرف کو آباد ہی دراس لداخ کے متعلق
کشمیر کی سرحد پر یہہ ایک قصبہ بطور قلعہ کے آباد ہی پہاڑ کی گہاٹی بھی اسی کے نام سے دراس مشہور ہی اس قصبہ کے
متصل ایک سڑک جاری ہی جو شہر لیہ سے بلتل کے درہ کو آتی ہی اور پھر درہ کے اندر سے گذر کر کشمیر کے ملک میں داخل
ہوتی ہی اس گہاٹی کے وسط میں دریای دراس درہ بلتل یا کنتال کے اندر سے جاری ہوتا ہی اور وہ دریا یہان سے نکلکر
پہلی تھوڑی فاصلہ تک جنوب کیطرف کو بہتا ہی اور پھر شمال کیطرف کو بہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریای سندھ کے شامل
ہو جاتا ہی اور کوہ دراس کے گہاٹی نو ہزار فیٹ سطح سمندر سے اونچی ہی پان دراس لداخ کے ملک میں
یہہ قصبہ بھی اوسی سڑک پر جو شہر لیہ سے براہ درہ بلتل کشمیر کو آتی ہی درہ بلتل سے بفاصلہ بیس میل کے آباد ہی گرد
کا ملک اسکا مویشی کی چراگاہ ہی جسمین گہاس بہت پیدا ہوتی ہی بعض بعض درانده لوگ بالند اس کے بدلی اسکو پانڈر
دراس کہتی ہیں یعنی کوہ دراس کے نیچے یہہ قصبہ واقع ہی آبادی کی جگہہ اس قصبہ کی گرد کے پہاڑ بلند نہیں

بلکہ کوہ دراس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے نو ہزار فیٹ ہے پرگنہ لسکار لداخ
کے ملک میں یہہ ایک بلند سطح اور پہاڑی علاقہ دریای سندھ اور دریای جیاب کے درمیان واقع ہے یہہ علاقہ قریب
اسی میل کے لمبا جنوب شرق سے شمال غرب کو اور ساٹھہ میل چوڑا اسمیں تھوڑے تھوڑے جنگل اور آبادیاں واقع ہیں
اور سطح اسکا سرسبز و زرخیز ہے **کلت زری** یہہ ایک بڑا آباد قصبہ دہنی یا شمالی کنارے دریای سندھ
کے آباد ہے اسکے آبادی کے پیچھے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے گرد اسکی کہیتی ہے شہر کے جنوب کی طرف ایک پہاڑ
کی قطار جسکی چوٹیاں بطور میناروں کے بلند ہیں دور تک پہیلتی ہوی چلی جاتی ہے جسکا پہیلاو شرق سے غرب
کی طرف ہے پیداوار زراعت اس علاقہ میں بہت اچھی ہوتی ہے غلہ یہاں تین مہینے میں پکجاتا ہے ایک برس میں
دو دفعہ ایسہ فصل زراعت گندم شلغم جو وغیرہ بوی جاتی ہیں باشندے یہاں کے مسلمان کم اور بدہ لامہ
مذہب کے بہت ہیں جو تبت کے بڑے لامہ کے چیلے ہیں اس قصبہ سے بفاصلہ پونے میل کے ایک لکڑی کا پل بہت
لمبا دریای سندھ کے سطح سے بارہ فیٹ اونچا بنا ہوا ہے دونو طرف اوس پل کے پہاڑ کے دو ٹیلوں کے اوپر
ہیں اور نیچے اوسکے دریا بہتا ہے عرض دریا کا وہاں بیس گز سے زیادہ نہیں ہے مگر عمیق اور تیز چلتا ہے سردی کے
موسم میں پل کے نیچے دریا کا پانی پینتالیس فیٹ عمیق اور بہار کے موسم میں اوس سے زیادہ بقدر دریا کے طغیانی
کے ہوتا ہے **نگر** تبت خورد کے شمال مغرب اور کوہ ہمالیہ کے جنوب کو یہہ ایک ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے
جسکا دار الریاست شہر نگر چہوٹی سی آبادی کا ہے اس ریاست کا علاقہ تین دن کا سفر لمبان میں ہے اور بارہ
میل چوڑان میں ہے اسمیں ایک ندی بہی چلتی ہے جسکا پانی دریای گلگت میں جاکر داخل ہوتا ہے اس پہاڑ کی
عورتیں نہایت خوبصورت و شوخ و طناز و وفادار ہیں اور نزاکت اونکی یہانتک مشہور ہے کہ جب وہ پانی پیتی
ہیں تو گلے کے اندر پانی اوترتا ہوا معلوم ہوتا ہے خاص آبادی نگر کی دریا کے کنارے پر ہے اور ایک قلعہ بہی پختہ
بنا ہوا ہے **گلگت** یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہندو کوہ کے گہاٹی کے اوپر ہے جسکے شرق کی طرف
علاقہ زابلستان یعنی تبت خورد اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہہ علاقہ بڑے اونچے پہاڑ کے اوپر واقع ہے
اور بیچ اسکے ایک ندی بہتی ہے جسکو دریای گلگت کہتے ہیں وہ اس علاقہ میں شمال و مغرب کی سمت کو بہتا ہوا دریای
سندھ میں جاکر شامل ہو جاتا ہے قصبہ گلگت ایک عمدہ آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آباد ہے فاصلہ اسکا
سری نگر سے اسقدر ہے کہ فوج اور قافلہ باربردار اور برید پیادہ پندرہ دن میں پہونچ سکتا ہے جوڑہ
جلاس وغیرہ بہت بستیاں اور پرگنے اسکے ملک میں واقع ہیں جوڑہ کا زادہ شاہ سلطان نام احمد شاہ سکردو
کے حاکم کا بہنوئی تہا جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جبار خان راجہ ہوا شیر سنگہ ناظم کشمیر اسکے وقت میں اسبات پر
مستعد ہوا کہ وہ گلگت کے علاقہ کو تسخیر کرے اس ارادہ پر سری نگر سے فوج مامور ہوی مگر جبار خان نے لڑائی

تھی اور نامہ و پیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کر لی پھر مہیان سنگھ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنے پاس بلا کر
فریب سے قید کر لیا اور گلگت جوڑہ کے علاقہ میں اپنی کاردار مامور کردئے اور اوسی زمین سے کچھ تھوڑا سا علاقہ جبار خان
کے گذارہ کو واسطے مقرر کر دیا مہیان سنگھ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اور اوسکے دو بیٹے
محمد خان و عباس خان تھے اوسوقت سلیمان شاہ نام برادرزادہ راجہ ملک امان اروار والہ کا سپہالی تباہ اوسکے
پاس آیا اور گذارہ پا کر رہنے لگا مگر براہ بد طینتی اوسنے سلیمان خان کی عورت سے آشنائی کرکے سلیمان خان کو
قتل کر ڈالا اور چاہا کہ خود حاکم ہو جاوے مگر ممکن نہوا کہ گلگتیوں نے سلیمان خان کے بڑے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا
اور سلیمان شاہ بحسرت و آہ دلیل کے ملک کی طرف بھاگ گیا جب چار برس محمد خان کی حکومت کو گذرے تو
عباس خان چھوٹا بھائی محمد خان کا طالب حکومت ہوکے راجہ سے جو اوسکا خسر تھا مدد لیکر گلگت میں آیا اور محمد خان کو
اپنے بھائی کو قتل کرکے خود حاکم بنا اوسوقت سلیمان خان کی عیاش جورو نے سلیمان شاہ اپنے یار کو اروار کے
ملک سے بلایا اور وہ بڑی جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہو کر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا
آٹھ برس تک اوسکی حکومت رہی اوسکے وقت میں ملک امان اروار کا راجہ مرگیا اوسکی ملک پر بھی سلیمان شاہ
قابض ہوا اور گوہر امان کے بیٹے نے جو خوردسال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ اروار کا ملک خاص گلگت
سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو مطبوع تھا اسواسطے اوسنے ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کرکے اپنی سکونت
اروار میں مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہو کر اوسکا مقابلہ کیا اور لڑائی میں سلیمان شاہ مارا گیا
جب آزاد خان کی حکومت کل علاقہ میں قرار پا گئی تو اوسنے گوہر امان ملک امان کے بیٹے کو اپنا داماد بنایا اور
موروثی اروار کا اوسکو دیدیا بعد ازاں طاہر خان نگر کے حاکم نے آزاد خان پر یورش کرکے اوسکو قتل کیا اور
خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بعد سکندر خان نے حکومت پائی چونکہ تمام حاکم جوڑہ و میال و نگر و اروار
اوسکے دشمن ہو گئے تھے اسواسطے اوسنے شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کر لی اور کشمیر سے سکھی تھانہ
گلگت میں بٹھا لیا پھر بابت سنگھ گوہر امان اروار والا اوسکے بھی سے آسو تھا اور سکندر خان کو قتل کرکے خود حاکم ہوا
پھر جبر سنگھ یسار نش راجہ کریم خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج جرار گلگت پر مامور کی گوہر امان
بمقابلہ پیش آیا تین بھائی اور ساتھ سپاہی اوسکے مارے گئے اور خود وہ شکست کھا کر بدخشان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر
کی طرف سے [illegible] علی شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب ملک بار لاہور سے راجہ گلاب سنگھ کو سپرد ہوا تو
اوسکی طرف سے بھی ناظم بحال رہا مگر گوہر امان کے طرف سے جو قریب قرہ بدخشان سے حد کا بدخشان کے
بادشاہ کی طرف سے ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کی ناظم کو بڑی تکلیف رہتی تھی [illegible] علی شاہ کو بعد [illegible] شاہ [illegible]
سے وہاں ناظم ہوا مگر اوس سے بھی انتظام نہو سکا اوسکے وقت میں [illegible] نے قلعہ لو [illegible] اور گوہر امان نے قلعہ

کے کنارے کے اوپر آباد ہے یہہ قصبہ بھلی بڑا آباد اور ایک راجہ کے رہنے کا مقام تھا تجارت و بیوپار یہان عام راجہ بااختیار با عزت و وقار یہان حکومت کرتا تھا آخر جب راجہ گلاب سنگہہ نے قوت پائی تو اوس نے آخرت آمنوں سال باک اوسکا لیکے جمون کے ریاست کو شامل کر لیا اور راجہ کو بند قتل کیا اوس روز سے یہہ علاقہ جمون کا ہے پہلے راجہ کے حویلیان و مکانات اتبک موجود ہین قصبہ کی عمارت پختہ ہے پتہر کے مکانات بنے ہین اچہا بازار ہے بہر ایک قسم کے دکاندار مالدار ہے راجپوت و دیگر کوہستانی یہان سکونت رہتے ہین **پاسی**
جمون کی سلطنت کی متعلق ہے ایک قصبہ بالٹین کنارے دریائے چناب اور جنوبی آغاز کوہ ہمالہ مین آباد ہے اس مقام پر ایک قلعہ نہایت مضبوط و پختہ ایک پہاڑ کے اوپر جسکی گاؤدم شکل ہے بنا ہوا ہے صورت قلعہ کی مربع اور دیوارین بہت بلند پتہر کے بنی ہوئی ہین نیچہ ممکن نہین ہے کہ غنیم اوپر ہی لگاکر اوسکے فصیل پر چڑہ جاوے چار و ن کونون پر چار برج خوش قطع و جنگی بنے ہین قلعہ کے اندر دو تالاب ہین جو ہمیشہ پر آب رہتے ہین فوج والی جمون کی یہان قلعہ کی حفاظت پر مامور ہے یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک نیلا پہاڑ ہے جسکے اندر سے ایک دریا جاری ہو کر پہاڑ کے اندر بہتا ہے قصبہ ریاسی بھی اچھی آبادی کا قصبہ ہے اکثر آدمی کے قریب اوسمین بستے ہین بازار با موقع و عمارت پختہ و خوشنما ہے **پاسو** موکوہ شمالی پنجاب مین دہنے کنارہ دریائے چناب کے اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے آباد ہے متصل اسکے دریائے چناب بذریعہ چہونے کے اترتے ہین جسکی تعریف مولف پہلے حصہ مین درج کر چکا ہے **چنینی** ریاست جمون کوہ شمالی پنجاب مین ہے ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ تہتر میل اور خاص شہر جمون سے بتیس میل پر آباد ہے یہہ قصبہ ایک راجہ کا دار الریاست ہے جو راجہ چنینی والا کہلاتا ہے اور ماتحتی و تابعداری ریاست جمون اپنی علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتین پتہر کے اور رہنے والے بکثرت ہندو راجپوت راجہ کے رہنے کی محل شہر کے اندر خوبصورت و عالیشان بنی ہین **گوندہی** کوہ شمال ریاست جمون کے متعلق ہے ایک قصبہ دریائے چناب کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیر آباد سے شمال مشرق کو نوے میل آباد ہے زمین اسکی ناہموار ہے مگر زرخیز و لایق کاریگری کشتکاری بہت ہوتی ہے غلہ و تنباکو اور ہر ایک قسم کا میوہ بھی یہان بہت پیدا ہوتا ہے **چناگ کا جہیل** ہے ایک بہت لمبی جہیل علاقہ جمون کے شرقی حد کے اوپر واقع ہے لمبان اسکا اکیس میل اور چوڑان بدرجہ اوسط تین میل پانی اسکا نہایت صاف مگر نمکین ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دو سو چوبیس فیٹ ہے **کہیالو** جمون کے سلطنت کے متعلق ہے ایک قلعہ بلند پہاڑ کے اوپر دریائے سندھ کے بائین ڈہلوین کنارے کے بنا ہوا ہے اور مضبوطی اور مستحکمی اوسکی اسقدر ہے کہ اوس نواح مین اور کوئی قلعہ ایسا مضبوط جنگی بنا ہوا نہین ہے گرد اس قلعہ کے دو دو میل تک میدان فراخ

وسیع سبزہ میدان اس میں درخت ثمر و غیر ثمر بکثرت موجود ہیں یہہ میدان دریای سندہ کے سطح سی ایکہزار فیٹ
بلند ہی اگر اوس قلعہ کے فصیل سے توپ سر ہو تو گولا اوسکا سبب میدان فراخ کے دور دور تک مار کرتا ہی

پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور پہاڑی شہرون و قصبون و ریاستون کی جو سرکار انگریزی کی تحت اپنی اپنی علاقون مین با اختیار حاکم ہین

شہر کانگڑہ کی بڑی پرانی آبادی ہے ہندو راجون کے وقت اسکا نگرکوٹ نام تھا آبادی اسکی دو مقام
پر ہے ایک تو قلعہ کے متصل جسکو کانگڑہ کہتے ہین دوسری آبادی کانگڑہ سے آدہ کوس جسمین مہامائی کا مندر
بنا ہوا ہی اور اوسکو دیوی کا بھون کہتی ہین یہہ آبادی کانگڑہ سے زیادہ پر بارونق ہی اس شہر کی آبادی
دو دریاؤن کے اندر بطور جزیرہ کے ہی ایک طرف اسکی تو بان گنگا اور دوسری طرف پتال گنگا بہتی ہی یہہ دونو
ندیان کانگڑہ کے قلعہ کے نیچے باہم ملجاتے ہین برہمنون کا قول ہی کہ اس مقول کے پانی مین تین سو ساٹھ تیرتھ
کا پانی آکر جمع ہوتا ہی اسواسطی اس اجتماع کو سنگم کہتے ہین اور غسل کرنا اس مقام پر موجب ثواب تصور کرتے ہین
یہہ شہر ضلع کا مقام ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ماتحت صاحب کمشنر جالندہر کے یہان ضلع کے حاکم ہین پانچ تحصیلین
اس ضلع مین علاقہ رکہتی ہین اول صدر تحصیل کانگڑہ دوسری تحصیل نورپور تیسری تحصیل ہری پور چوتھی تحصیل
نادون پانچوین تحصیل کلو اور علاقہ کل ضلع کا نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز ہی اور آبادیان بہت پہاڑ
ایسی واقع ہین مگر خاص کانگڑہ کے قرب و جوار مین سوای کانگڑہ و بھون کے اور کوئی بڑی بستی واقع نہین شہر بہون
تجارت ہی تمام بازار آباد و تجارت عام ہی ہر ایک قسم و قوم کا آدمی وہان بستا ہی اچہی اچہی سنگین سفید پوش
مکان بکثرت طلب آدمی وہان رہتی ہین خاص کانگڑہ کی آبادی بہی اچہی ہی مگر بہون کی آبادی و رونق زیادہ
ہی کانگڑہ کے اندر چند گہر ایسی کاریگرون کے آباد ہین جو کٹی ہوئی ناک کو پہر درست کر دیتی ہین اگرچہ تہوڑا سا
فرق رہجاتا ہی مگر تو بہی دور دور سی ناک کٹی وہان آکر ہزار منت و ادای اجرت اپنی ناک اونسی درست کرا
لیتی ہین خصوصاً سکہون کے وقت مین تو اونکا بڑا رتبہ اور منفعت قدر تہی کیونکہ دربار لاہور کے حکم سی اکثر مجرمون
کو ناک کاٹ دینی کی سزا ملتی تہی تو وہ فی الفور ناک کٹوا کر کانگڑہ کو چل دیتی تہے کانگڑہ کا پہاڑ نہایت پر آب
سر سبز ہی جابجا چشمی اور نہرین جاری ہین سرکار انگریزی کے حکم سی سڑکین یہان ایسی عمدہ بن گئی ہین کہ گاڑیان
جاتی ہین شکر یہان بڑا اعلی قسم کا پیدا ہوتا ہی اور چانول ایسی باریک خوشبو و لذیذ ہوتی ہین کہ باڑہ کے چانول
کی ساتہہ مقابلہ کرتی ہین چای کے پیدایش کی یہان اب اسقدر کثرت ہی کہ کہین کہین ۱۵ میل تک ہوتی ہین سرکاری بہی
ابتدا مین امتحان تہوڑی سی چای یہان بوئی جب وہ چای اعلی و عمدہ قسم کی ہوئی تو دن بدن کاشت اوسکی بڑہتی گئی

اب چنبہ تک برابر اوسکی کاشت ہوتی ہے اور لاکھوں روپیہ کی چاے فروخت ہوکر دور دور کے ملکوں میں جاتی ہے
کانگڑہ کی چاے چین کی چاے سے رنگت اور خوشبوی اور ذائقہ سے کچھ کم ہے ورنہ کچھ فرق نہیں ہے اس ضلع کے
جنوبی حصہ کی آب و ہوا منڈی کے حدود تک گرم و خشک ہے اور پہاڑ کہیں خشک اور کہیں سرسبز اور کہیں
جنگل اور کہیں آبادی ہے اور دوسرے حصہ میں کلیر و جوالا مکھی و سجان پور ٹیرہ کا ملک اور بڑے بڑے شہر ہری پور
وغیرہ ہیں اوس سے پیچھے اوسکے دریای ستلج و بیاس کے درمیان پہاڑ کے آغاز سے منڈی کے حد تک ملک گرم ہے اور اکثر
پہاڑ خشک اور کچھ سرسبز ہیں حاجی پور و انار پور کے پہاڑ میں بانس اور ہڑ کی کان ہے اوس سے آگے آخر تک کہیں
جنگل اور کہیں پہاڑ اور کہیں خشکی و کہیں گلزار ہے کل ضلع کی مردم شماری چھ لاکھ بانویں ہزار نو سو تہتر
ہے آگے اس ضلع میں کچھ علم پڑھنے کا رواج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توجہ سے ہزاروں آدمی فارسی
و انگریزی و عربی پڑھکر عالم ہو گئے ہیں تحصیل و شہر و دیہہ بدیہہ مدرسے جاری ہیں اور ایک کمیٹی انجمن فوائد عام
و ترقی علم کے واسطے رؤسای کانگڑہ نے مقرر کی ہوئی ہے جس میں برابر تجویزیں متعلق رفاہ عام کی ہوتی رہتی ہیں
اور واضح رہے کہ کانگڑہ ایک خاص ضلع کا مقام ہے حدود اربع جسکے یہ ہیں حد غربی شاہپور جولبت دریای راوی
واقع ہے شرقی حد چینی تاتار کی سرزمین کے ساتھ ملحق ہے شمالی حد پر لداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین دوآبہ
بست جالندھر کا ملک ہے کل رقبہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھ ہزار میل مربع ہے اسملاک کے رہنے والے لوگ مختلف الالوان
اور مختلف الالسان ہیں بڑی بڑی بلند چوٹیاں پہاڑوں کی اس علاقہ میں ہیں جنکی بلندی کوہ ہمالیہ کی چوٹی
سے بھی زیادہ ہے آب و ہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ میں علیحدہ علیحدہ ہے اور نباتات و درخت لاکھوں قسم
کے برفانی پہاڑ جو اس علاقہ میں ہیں وہاں کوئی سبزہ و درخت نہیں ہوتا تقسیم اسملاک کی قدرتی [illegible] ہے کے
طور پر دو حصوں میں منقسم ہے ایک کانگڑہ خاص اسمیں جنکے تمام پہاڑیاں شامل ہیں جو قریب دو ہزار پانسو
میل مربع کے ہیں دوسرا جنگلی حصہ اور کوہستانی ملک کلو و لاہل و سپتی کہلاتا ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل تک ہوگا
اس ضلع کے تین طرف پہاڑی ریاستیں وسیع واقع ہیں جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس محفوظ [illegible]
ہیں غرب کی طرف اسکی دریای راوی بہتا ہے جو اس ضلع کو ریاست جموں کے علاقہ سے علیحدہ کرتا ہے شمال کی طرف ایک
ایک سلسلہ بڑی قطار پہاڑوں کی ہے جسکی اکثر چوٹیاں سولہ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلند ہیں اور اس ضلع اور
چنبہ کی ریاست کے درمیان حد فاصل ہیں مشرق میں منڈی اور کہلور کے ریاستیں ہیں اور [illegible]
جنوب کی طرف سرزمین میدانی دوآبہ بست جالندھر کی ہے دریای بیاس اس ضلع میں بڑی تیزی و تندی کے
ساتھ چلتا ہے اور کلو و منڈی کے ریاست سے گذر کر کانگڑہ خاص کے علاقہ میں داخل ہوتا ہے اور [illegible]
سجانپور غرب جنوب کیطرف بہکر جوالا مکھی والی قطار پہاڑوں کی کاٹتا ہوا میدان کو آتا ہے اس علاقہ میں بھی [illegible]

فیروز شاہ بادشاہ و جہانگیر چغتائی کے کوئی مسلمان بادشاہ اسپر قابض و متصرف نہین ہوا مگر شاہ جہانگیر
کے بعد برابر اخیر سلطنت کے وقت تک عہد سلاطین چغتائی کے قبضہ مین تا اس قلعہ کے اندر ایک قدیمی مندر
امبکا دیوی اور بہیرو کا ہے جنکا مفصل حال ہندوؤنکی عبادتگاہونمین تحریر ہوگا قلعہ کے اندر کنوئین اور
تالاب بڑا عمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی تھی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ
کی رہتی ہی جو برابر گارد کرتے ہین اور مندر و مسجد و دروازے بند کر دیے ہین **ریاست و حکومت**
کانگڑہ کانگڑہ کی سلطنت بہت بھاری اور قدیمی تھی پانڈون کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگڑہ کا
سسرم چند تھا اوسنے تمام پہاڑ کے اندر اپنی حکومت پھیلائی اور میدانی علاقہ مین بھی کچھ تو ضلع جالندھر
بٹالہ اور دوابہ بست دوآبہ مین تا دریای راوی اوسکا راج تھا اوسی راجہ نے یہ قلعہ کانگڑہ کا اپنا یادگار
بنایا مگر جب وہ راجہ کیرون اور پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تو اوسکے بعد تا عہد سلطنت راجہ سنگھ چند
دو سو بائیس پشت راجہ ہوتی آئے اوسکے وقت مین فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے کانگڑہ پر
یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکہا آخر اوسنے اطاعت قبول کی اور قلعہ پر بادشاہ نے
دخل پاکر نام قلعہ کا محمد آباد رکہا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تھی اوسکو اوٹھاکر مدینہ معلی مین بھیجدیا
کرم چند نے دروازہ کے آگے سیڑھی زینہ کہی تھی جب راجہ سنگھ چند مر گیا تو کرم چند جانشین ہوا اوسکے
وقت سے راجہ رام چند کے عہد تک جو جانشین ہوئی اوسکی عہد مین سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ سے
بہاگ کر اس پہاڑ مین جا چہپا تھا راجہ نے اوسکی بہت خاطر کی چندے وہ وہان رہا پھر اوسکے پہاڑ پر
چڑہ گیا جب اکبر اوسکے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے پہاڑ سے اوتر کر پنجاب مین شورش
مچائی اکبر شاہ پھر اوسکے پیچھے آیا اور سکندر کے تعاقب مین نورپور تک پہنچا اوسوقت راجہ رام چند نے اکبر شاہ
سے دوستانہ ملاقات کی جب رام چند مرا تو دہرم چند اور دہرم چند کے بعد مانک چند پھر جی چند پھر
بدہی چند راجہ ہوا اس راجہ نے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اپنی علاقہ مین متسلط ہونے دیا اوسکے
بعد تلوک چند مالک ہوا اوسنے اکبری فوج سے شکست کہائی اور بگڑ گیا مگر سفارش شہزادہ سلیم جہانگیر
پھر اوسکو تاج بخشی ہوئی اوسکی بعد راجہ بریش چند راجہ بنا اوسنے بادشاہی اطاعت نکی جہانگیری فوج
اوسکی تنبیہ کو مامور ہوئی اور راجہ بکرماجیت بادشاہی فوج کا افسر بنکر آیا اور مدت تک قلعہ کا محاصرہ رہا
آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئے تو قلعہ چہوڑ کر نکل گئے راجہ بریش چند کے بعد اوسکا کوئی وارث
نرہا مگر بادشاہ کے ہان سے کلیان چند بریش چند کے بہتیجے کو علاقہ راجگیر جاگیر عطا ہو کر راجگی کا خطاب
عطا ہوا اوسکی بعد چندرام قائم مقام اپنے باپ کا ہوا مگر یہ بھی لاولد مرا اسلئے عالمگیر اورنگزیب بادشاہ

نے بہیم چند اوسکی بھائی کے بیٹے کو راجگی عطا کی بعد ازان راجہ عالم چند راجہ بنا اسکی عہد مین چونکہ چغتائی
سلطنت ضعیف ہوگئی تھی اس لئے اس راجہ نے کچھہ کوشش کرکے سوائی جاگیر مقرر وسکے اور کچھہ تسلط اپنا
بڑہا لیا اوسکی بعد بہیم چند نے حکومت پائی مگر اوسکی اولاد نہوئی اسلئے اوسنے ایک شخص تیغ چند برادر زادہ
اپنے کو گود مین لیکر بیٹا بنا لیا لیکن بہیم چند کے مرنے کے بعد گہمبیر چند اوسکا بھائی تیغ چند کا باپ جانشین ہوا
اوسنے پہلی چنبہ کا قلعہ فتح کیا اور کوٹلہر کے راجے کی علاقہ کو بھی لے لیا اوسکی بعد راجہ تیغ چند گدی پر بیٹھا اور
رام گڈہہ میں سکہون کے ساتھہ لڑکر شتاب ہوا بعد راجگان جموال سے اوسکا مقابلہ ہوا اور فتح پائی جب وہ مرگیا
راجہ سنسار چند اوسکا بیٹا دس سال کی عمر مین گدی نشین ہوا اور بارہ برس کے عمر مین اوسنی کلووالہ راجہ پر
لڑائی کی اور اوسکو مطیع کیا اور کہیر بہار سے اوترکر دوابیست کے میدان کیطرف آیا اور علاقہ ہوشیارپور و
بجواڑہ اوسنے سکہون سے چہین لئے اور بجواڑہ مین ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام سے فارغ ہوکر کانگڑہ کے
قلعہ کے لینی کا اوسنے عزم کیا اوسوقت کانگڑہ کے قلعہ مین سیف علی خان نواب قلعدار محمد شاہ بادشاہ کے
وقت سے قلعدار چلا آتا تھا اور قلعہ کے متعلق دیگر دہ اہی علاقون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا اور
ایک فقیر سید وسکے زبانی اوسکو بشارت ہوچکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہیگا یہ قلعہ کسی اور کو نملیگا سنسار چند
نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ رکہا مگر فتح نصیب نہوئی اتفاقاً اوسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان بقضاے
ربانی جہان فانی سے گذر گیا اور میر راجپون سیف اوسکی نالایق بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چہوڑ
دیا اوسوقت جی سنگھ کنہیہ اپنی فوج کے راجہ سنسار کے مدد کو گیا ہوا تھا اوسنے سنسار چند کا دخل قلعہ پر ہونے
دیا اور قلعہ کے دروازے کہلتے ہی خود قلعہ مین چلا گیا اور دخیل ہو بیٹہا یہہ حال دیکہہ کر سنسار چند نا امید ہوکر
اپنے علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ اور سنسار چند نے ملکر چاہا کہ کل علاقہ جہو
جی سنگھ کا لیا جاوے اور اس ارادہ پر فوج کا بڑا اجتماع ہوا تو جی سنگھ نے خوف کہا کر کانگڑہ کا قلعہ سنسار چند
کو دیدیا اور مہان سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کے ساتھہ اپنی پوتی کی نسبت کرکے دونو کو راضی کردیا قلعہ پر دخل
پاتے ہی راجہ سنسار چند نے اپنا تسلط بڑہایا تمام پہاڑی راجون کو مطیع بنایا کل سرداروں کو تابعدار کیا خود
مختاروں کو بے اختیار کیا اپنے خراجون کو خراج گذار کیا اسلئے کل راجہ جاگیردار سردار با اختیار پہاڑ کے
اوسکی دشمن ہوگئے اور اپنے ملک پوشیدہ پوشیدہ راجہ رن بہادر والی نیپال سے مدد طلب کی اور اوسکو اس بات
پر آمادہ کیا کہ وہ یہان آوے اور کل پہاڑ کا مالک بنجاوے راجہ رن بہادر نے باوجود اسقدر بعد مسافت کے فوج
جرار بسرکردگی امر سنگھ سپہ سالار پہاڑ کے فتح کے لئے موری کی اور وہ فوج تمام پہاڑ ستلج پار کو فتح کرتے ہوئے اور
وہان کے راجون کو مطیع کرتے ہوئے سنسار چند کے علاقہ مین آپہونچی اور محل موری کے مقام پر ڈیرہ کیا ادہر سے

بھی لڑائی کی طیاری ہوئی اور کل راجہ مدد کو بلائے گئے تمام راجگان جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن
جان تھے اپنی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوئے سنسار چند نے اپنی اور راجون کی فوج جمع کر کے سرکردگی غلام محمد خان رانگھڑ
کے گورکھہ فوج کے مقابلہ کے واسطے مامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول پہاڑی راجون کی فوج حسب الاشارہ
امر سنگھ سپہ سالار گورکھہ کے بھاگ نکلی اور کانگڑہ کی فوج سخت شکست کھائی ہوئی اس شکست کے بعد امر سنگھ آگے
بڑھا اور قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ کر لیا ساڑھے تین سال تک برابر محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہو گیا آخر
سنسار چند نے سخت تنگ آ کر رنجیت سنگھ والی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ آ کر
گورکھہ فوج کو ستلج پار اوتار دیوے تو قلعہ کانگڑہ پر اوسکا دخل کرا دیا جاویگا گویا سوائے قلعہ کے اور پہاڑ
علاقہ سے اوسکو سروکار نہوگا رنجیت سنگھ اس پیغام سے بہت خوش ہوا سکھی فوج لیکر کانگڑہ جا پہونچا چونکہ گورکھہ
فوج مین سال کے محاصرہ اور قلعہ کے نہ مفتوح ہونے سے تنگ آ گئی ہوئی تھی علاوہ اسکے اونمین بیماری زور سے
پھیلی ہوئی تھی اونہون نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور بار برداری لیکر ستلج پار اوتر
گئے اونکو جاتے ہی قطع نظر قلعہ کانگڑہ سے تمام پہاڑ مین رنجیت سنگھ نے اپنے تھانہ جا دئیے اور انتظام اپنا کر لیا
قلعہ مین بھی ایک ہزار سکھی فوج مامور ہوئی اور تمام پہاڑ مین سے صرف نادون و کوٹلہر وغیرہ چند علاقے
راجہ سنسار چند کو واگذار کئے اس تنزل کے بعد سنسار چند شکستہ خاطر حالت مین مر گیا اور انرودھ چند اوسکا بیٹا
جانشین ہوا مگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنے چچا کے نفاق سے تنگ آ کر انگریزون کے ملک مین جا بیٹھا
اوسکے جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جودھبیر چند سنسار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا راجگی
کا خطاب دیا اور اوسکی دو بہنون سے جو نہایت خوبصورت تھین شادی کر لی اور فتح چند سنسار چند کے بھائی
کو علاقہ راجگیر جاگیر مین دیکر راجگی کا خطاب بخشا آخر راجہ انرودھ چند سمت ۱۸۸۹ مین مقام ہردوار مر گیا رنبیر چند
و پرمودھ چند دو بیٹے اوسکے باقی رہے اونھون نے اپنی حق رسی کے واسطے حضور لارڈ گورنر جنرل بہادر
استغاثہ کیا اور بذریعہ ونڈ صاحب اجنٹ ریذیڈنٹ بہادر کے اونکی سفارش دربار لاہور مین ہوئی رنجیت سنگھ نے
انگریزون کے کہنے کے بموجب علاقہ مہوری محل جسمین پچاس ہزار روپیہ اونکی جاگیر مین دیکر انرودھ چند کے
بڑے بیٹے رنبیر چند کو راجگی کا خطاب دیا اور یہ علاقہ اونکی جاگیر مین دلیپ سنگھ کی ریاست تک بدستور قائم رہا
سمت ۱۹۰۵ مین رنبیر چند مر گیا اور بحکم مسٹر کارنک صاحب حاکم کوہستان پرمودھ چند اوسکے بھائی کو راجگی کا خطاب
عطا ہوا مگر اوسی سال مین جب سکھون نے جمع ہو کر پنجاب مین فساد برپا کیا تو پرمودھ چند نے بھی سرکشی کی اور مسٹر
بارنس صاحب کے ساتھ لڑائی کر کے مقید ہوا اور بحالت قید المورہ کو بھیجا گیا اور وہان ہی سمت ۱۹۰۶ مین مر گیا
علاقہ تو اسطرح سرکار کے ضبطی مین آیا اور دوسری خاندان فتح چند کا یہ حال ہوا کہ جب وہ مر گیا تو لاجپت

اوسکا بیٹا جانشین ہوا جب وہ مرا تو بیر پرتاب چند اور دو اور بیٹے وارث چھوڑے صاحبان انگریز کا حکم ہوا
کہ وراثت اس خاندان کی کل وارثون کو تقسیم کر دیجاوے بیر پرتاب چند نے اپنے بھائیون کو راضی کر کر درخواست
کی کہ وراثت ہماری تقسیم نہو چنانچہ بسفارش مسٹر بارنس صاحب سنہ ۱۸۵۹ مین خطاب راجگی کا بیر پرتاب چند کو عطا
ہوکر تقسیم کا حکم بدستور قایم رہا غرضکہ سینکڑون برسون کی حکومت اس خاندان کٹوچ کی چند سال مین بحکم حکم
الحاکمین درہم برہم ہوگئی الله باقی والکل فانی **دھرمسال یا کوہ سباگسو** ایک
سرد پہاڑ اور آرام گاہ انگریزون کا کانگڑہ کے ضلع مین کانگڑہ سے آٹھ میل اور لاہور سے بسمت شمال مشرق
ایکسو چھیاسی میل شملہ سے سیانوین میل واقع ہے ضلع کانگڑہ کی کچہری تمام گرمیون مین یہان رہتی ہے اور پنجاب
سے بڑے بڑے عہدہ دار انگریز یہیان آکر گرمی کا موسم بسر کرتے ہین گورہ فوج کی چہاونی بھی یہان مقرر ہے
آب وہوا اس پہاڑ کی نہایت عمدہ و فایدہ بخش ہے اور برفانی پہاڑ اس مقام سے بہت نزدیک ہے ---
جوالامکھی کانگڑہ کے ضلع مین یہہ شہر بہت قدیم دریاے بیاس کے غربی کنارے کانگڑہ سے سولہ میل
یا بارہ کوس آباد ہے گرد و نواح اسکا بہت پر گلزار معدن پہاڑ پانی بھی اُنکا خوشگوار شہر کے پختہ بازار جنمین پتھر
سے ستہار ہو بازار کرتے ہین تمام شہر کا فرش پتھر کا صاف وار استہ دوکانون پر پتھرون کے چھپر لگی ہوئی گلی کوچہ
باموقع مکانات پختہ و باسلیقہ بنے ہوے ہین تمام اس پہاڑ مین جیسا یہہ شہر عمدہ و باسلیقہ و باموقع بنا ہے
اور کوئی نہین ہے ہر ایک قوم اور پیشہ کے لوگ وہان موجود ہین مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصاً
سوجلیون کے گھر تو بکثرت آباد ہین آدمی خوبصورت حسن اچھا آب وہوا معتدل ہے کل آبادی شہر کی قریب تین ہزار
گھر کے ہے شہر کے اندر و باہر شوالے و ٹھاکر دوارے ہندون کے عبادتگاہ بیشمار ہین بڑا استہان جوالامکھی
کا ہے جسکا مفصل حال علیحدہ تحریر ہوگا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکے پانی کی یہہ تاثیر ہے کہ
جسکا گلا سوج جاے اور گلہڑ آزار مین گرفتار ہو اوسکے پینے سے گلا اوسکا اچھا ہو جاتا ہے **نادون** ضلع کانگڑہ
مین یہہ ایک قصبہ مشہور و مطبوع مقام ہے پاس اسکے دریاے بیاس بہتا ہے دریا کے کنارے ایک اونچے ٹیلے کے
اوپر اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بہت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نہایت صاف و شفاف
ڈیڑھ سو گز چوڑان رفتار فی گھنٹہ تین میل ہے دہنا کنارہ دریا کا اس مقام پر بڑا سنگین و بلند اور بایان کنارہ
زمین کے ساتھ ہموار ہے شاہ گذر یہان کا مشہور ہے اس گذر سے ایک سڑک گذر کر ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے
راجہ سنسار چند کے وقت مین یہہ شہر بڑا آباد تھا اور اسیوقت کی مثل زبان زد لوگون کے ہے کہ جائیگا نادون
آئیگا کون حسن اس شہر کے عورتون کا مشہور و مطبوع ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی اسکی
اچھی اور بازار آباد ہے تجارت غلہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار رہتی صاحب بہادر ضلع کانگڑہ کے یہان

تحصیل کا کام دیتا ہے **نورپور** یہ باری دوآب کے بالائی حصے میں قطار دوم کوہ ہمالہ کے اوس سڑک پر جو پنجاب
اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے ایک چھوٹی مثلثی میدان میں ہے یہ ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے طول آبادی کا
کا ایک کوس ہے اور عرض بسبب ہونے شکل مثلث کے مختلف ہے بعض طرف کو زمین اسکی زیادہ چوڑی ہے
اور دوسرے پونا کوس اور دوسرے طرف سے دو سو قدم کے اندازہ معلوم ہوتا ہے نوک کیطرف ایک قلعہ
پتھر کی عمارت کا دو سو فیٹ کے اونچے ٹیلے کے اوپر نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے عمارت شہر کی سنگین بارونق ہے
بازار میں تخمیناً چار سو دوکان ہے کل شہر میں آٹھ ہزار آدمی آباد ہے شہر کے اندر جانے کے واسطے ایک ہی
دروازہ بہت اونچا بنا ہوا ہے پتھر کی سیڑھیاں بہت چڑھ کر دروازے تک پہنچتی ہیں تعداد سیڑھیوں کی تین سو
سے زیادہ ہے قلعہ میں راجے کے رہنے کے گھر بہت عمدہ و مطبوع بنے ہوئے ہیں کچھ آبادی اس شہر کی گرد
گرد نیچے بھی ہے جہاں جولاہے وغیرہ رذیل قوم رہتی ہیں راجہ باسو نے کہ اول پٹھان میں رہتا تھا اس مقام کو
پسند کر کے رہائشگاہ اختیار کی اور آبادی کرائی کہ ساٹھ برس گذرنے پر جہانگیری قلعہ بنانا شروع کیا چند روز میں کہ
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ پر مہم کی تو اوس وقت راجہ سورج مل بیٹا راجہ باسو کا باغی ہوا راجہ جہانگیر نے
اوسکو بھی اپنا فرمان بردار بنایا اور نام اس شہر کا جو پہلے دھرم پور مشہور تھا بدل کر بنام نورجہان اپنی ملکہ کے
نورپور رکھا و باشرق و شمال کے طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریای چکی بہتا ہے ان پہاڑون سے
آگے بیس میل چلکر دریای راوی کے ساتھ جا ملتا ہے شہر کے اندر بسبب سختی و بلندی زمین کے کنوئیں بہت ہی
کم ہیں اور گرمی کے موسم میں پانی کی شہر میں بہت قلت ہوتی ہے مگر قلعہ کے پاس ایک چھوٹا تالاب قدیمی بنا ہوا ہے
اور برسات کے پانی سے وہ بھر جاتا ہے اوس تالاب سے شہر والے پانی پیتے ہیں شہر کے اندر طرح طرح کے
اہل حرفہ و پیشہ صاحب علم و ہنر رہتے ہیں مگر کشمیری مسلمانوں کی بہت کثرت ہے جو شالبافی کا کام کرتے ہیں
بڑی اعلیٰ سوداگری یہاں پشمینہ کی ہے اور تجارت غلہ وغیرہ کی ہندو اور کھتری کرتے ہیں کوہ
چنبہ و کشمیر و لداخ و تبت و یارقند سے سوداگری کا مال یہاں آکر فروخت ہوتا ہے اور یہاں کا مال لدکر
اور ملکوں میں جاتا ہے آب و ہوا یہاں کی معتدل ہے ملک سرسبز و سیراب ہے قلعہ کے چاروں طرف او
پہاڑ او باہر شہر کے بفاصلہ تین میل ایک باغ بہت عمدہ بنا ہوا ہے اوسمین عالیشان عمارتیں اور
میوہ دار درخت بیشمار ہیں۔ ملخص ہے اس شہر کی [illegible] کا یہ ہے کہ [illegible] شہر
دار الریاست راجگان قوم کٹوچ تھا عرصہ ایک ہزار برس کا گذرا ہے کہ راجہ [illegible] اس خاندان کا ولی
کی سلطنت میں بسبب غلبہ قوم چوہان کے بیدخل ہو کر اوس شہر کو چلا آیا اور شہر پٹھان پر جو بارہ [illegible] کو
اپنے تصرف میں لا کر راجہ بنا اوسکے بعد جب سولہ پشت اوسکی نسل راج کرتی چلی آئیں تو [illegible] ان کا

ہرانا کیلاس حکومت آرا ہوا اسنے اپنی حکومت زیادہ کی اس راجہ کے پیچھے پانچوان جانشین راجہ پہاڑ مل تھا
اوسنے اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کی ایک دفعہ یہہ راجہ شکار کہیلتا ہوا اس مقام پر جہان شہر آباد ہی آپہونچا تھا
مطبوع دیکھکر آبادی شہر درگ کی اور یہان شکار رہنا اختیار کیا چونکہ شہر کی آبادی سے پہلے ایک مندر مہادیو
دہرم اتشر نام کا یہان بنا ہوا تھا اوسنے بھی اوسی کے نام پر شہر کا نام بھی دہرم اتشر رکھا اوسکی پیچھے راجہ
باسو نے قلعہ تعمیر کی بنا رکھی اور شہر بخوبی آباد کر آیا اوسکے بعد سورج مل گدی نشین ہوا اوسکی وقت مین
یہہ شہر جہانگیر کے حکم سے نورپور کے نام سے موسوم ہوا اوسکی بعد جب راجہ بیرتھی سنگھ یہانکا راجہ ہوا تو اوس
شہر کی آبادی اس اوج پر پہونچائی کہ پہاڑ مین اور کوئی شہر اسکی ساتھہ کا آباد نہ تھا اوسکی بعد چوتھی پشت
تک یہہ ریاست قائم رہی آخر سنسار چند نے فتح کانگڑہ اس خاندان کے راجہ کو بھی ایسا غارت کیا کہ چند سال
تک [illegible] برباد ہوگئی جب ریاست مفلس ہوگئی تو سکھی فوج کے ہاتھ سے غارت ہوئی اب یہان ایک
تحصیلدار حاکم [illegible] صاحب ضلع کانگڑہ رہکر تحصیل کا کام دیتا ہی تلوک ناتھہ یا ترلوک ناتھہ
یہہ شہر نورپور سے مشرق مین کانگڑہ اور نورپور کے درمیان ایک پہاڑی کنڈ کے کنارے پر آباد ہی آبادی
اسکی اگرچہ تھوڑی ہی مگر یہہ رونق قدیمی شہرون سے بھی زیادہ تر ہی پہلے یہان تلوک ناتھہ نام ایک مندر شیو جی مہادیو کا
بنا ہوا تھا اوسکے پاس گلیر کے ریاست کے وزیر سمی دہیان سنگہ نے باغ بنایا اور کچھ تھوڑی سی آبادی بھی بعد ازان
تلوک ناتھہ کا مندر [illegible] شہر [illegible] ہوا اور [illegible] تھوڑی ہی مدت بعد جب سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ [illegible] سنگہ کے
حکم سے کل پہاڑ کا ناظم مقرر ہو گیا تو سردار لہنا سنگہ کو یہہ موقع بہت پسند آیا اور اوسنے اسکی آبادی مین
بدل وجان کوشش کی بلکہ ایسا حکم دیا کہ جو کوئی مجرم یا تقصیری کسی ریاست کا اس مقام پر آکر آباد ہو وہ
اس جرم سے آزاد ہوا اور اگر کوئی مفلس نادار [illegible] یہان آوی وہ پہلی ششماہی کا غلہ
سرکار سے [illegible] یہہ بات جب مشہور ہوئی تو تھوڑے دن مین آدمی ہندو و مسلمان اسجگہ آکر آباد ہوئی اور تھوڑی
سی مدت مین پرانی شہرون کی طرح یہہ قصبہ بخوبی آباد ہوگیا کارخانہ پشمینہ کا یہان بہت جاری ہی یہانکا
بنا ہوا پشمینہ دور دور جاتا ہی تجارت ہر ایک جنس کی یہان بہ نسبت نورپور کے [illegible] یہہ مقام سرد و سیراب
ہی آب ہوا معتدل ہی بہت سے رہنے والے یہان کے ہندو کہتری اور تھوڑے مسلمان [illegible] مین حسن و صورت
اچھا ہی مگر پوشش کثیف ہی شمال طرف اسکی بہت بلند پہاڑ پر برف اور جنگل ہی اور چند کے علاقہ کا یہ شہر کے
پاس تلوک ناتھہ شیو مہادیو کا مندر ہندوؤں کا تیرتھہ گاہ ہے اور اوسی کے نام سے یہہ شہر موسوم ہی
ہری پور کانگڑہ کے ضلع مین یہہ بھی ایک تحصیل کا مقام ہی ہری پور اسکا نام ہی پختہ بازار ہی مگر ایک
دکاندار مشہور [illegible] ایک پختہ قلعہ [illegible] مضبوط یہان بنا ہی یہہ شہر [illegible] کے نزدیک [illegible]

سکان ہی اونکا بیان ہی کہ کرشن جی نے یہان اوتار لیا اسواسطے اسکا نام ہری پور رکھا گیا کہ ہری اصل مین کشن
کا نام ہے کشن جی کا مندر یہان پرستش کا مقام ہی دور دور سے لوگ وہان آتے ہین پرستش کرتے ہین
سلطان پور ضلع کانگڑہ مین یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے جنوب ڈہلوان ایک شانت شکل کی
زمین کے اوپر دریای بیاس اور ایک دوسرے دریا کے درمیان ہوا اوسکو [illegible]
کوس آباد ہے پہلی یہہ شہر کلو کی ریاست کا دار الریاست تھا [illegible] صاحب [illegible] کانگڑہ
یہان رہتا ہی جنوب کی طرف اسکی ایک دریا ہی [illegible] راجہ کے رہنی کے [illegible] مکانات یہان بنی ہوئی ہین
شمال کی طرف اسکی ایک بڑا بازار ہی جہان تجارت کا گرم بازار ہے [illegible] جاری ہی بیوپار ہی اور
شہر کے اس حصے مین سوداگرون اور دوکاندارون کاریگرون کے رہنی کے علیحدہ مکان بنی ہوئی ہین
دراصل اس شہر کی حیثیت [illegible] ہے اور اوس جنس کے عوض مین [illegible] ہی اور گوسائین لوگ
جو دور دور کے ملکون سے اس پہاڑ کے مندرون مین پرستش کرنی آتی ہین وہ سوداگری کا مال
بہت سا لا کر یہان عوض معاوضہ کرتے ہین یہہ شہر سلطان خان راجپوت نے عہد سلطنت شاہان لودھیہ
آباد کیا اور اپنی نام پر اسکا نام سلطان پور رکھا ہر ایک قسم کا آدمی اہل حرفہ کہتری اور [illegible] مسلمان
سید مغل پٹھان یہان آباد ہین علاقہ زرخیز [illegible] ہی **علاقہ کلو** یہہ علاقہ ہندوستان کے ملک
شمال اور کانگڑہ سے شرق کی طرف سرکار انگریزی کے اختیار حکومت کے اندر واقع ہے شرق اسکی چینی تاتار
کے ساتھ ملتی ہی اور غرب اور شمال کی طرف چنبہ کی ریاست کا علاقہ اور کوہ [illegible] جنوب کی سمت کو علاقہ منڈی
وجنوب شرق کی طرف علاقہ [illegible] واقع ہے اور تمام ملک کوہستان و دشوار گذار ہے [illegible] و جنگل
کثرت [illegible] رسم و عادات اس ملک کے لوگون کی ہر ایک ملک سے علیحدہ ہین [illegible] کی بہت
پیدائش ہے گہوڑا اس ملک کا کم قد فربہ [illegible] بہت تیز و محنت کش [illegible]
[illegible] یہان خوب [illegible] بہت [illegible]
ڈہلوین [illegible] کے اندر آباد ہین [illegible] پیدا وار [illegible] زیادہ ہی [illegible] خاندان کی
قدیمی ہے اول راجگان [illegible] سے ایک کہتری راجہ [illegible] پال نام اس پہاڑ مین کسی تقریب سے آگیا اور
اس ملک پر قابض ہوا اوسکے بعد راجہ کیلاس پال [illegible] پشت بہ پشت اس پہاڑ کی حکومت
کرتے رہی مگر ایک ہی علاقہ پر جسکا نام [illegible] قائم رہے کیلاس پال [illegible] سنگہ راجہ ہوا اور
اپنا علاقہ بڑہایا اور [illegible] ملک کے اوسنے [illegible] بعد اوسکے [illegible]
علاقہ [illegible] راجہ ہوا تو اوسنے [illegible] اوسکی بعد [illegible] سنگہ

پھر جگت سنگھ نے حکومت پائی اوسنے پانچ تعلقہ سراج کے آلے لئے اوسکے بعد پرتھی سنگھ ثانی راجہ بنا اوسنے
کل علاقہ سراج کا اپنے تصرف مین کر لیا اور یہی سلسلہ اسکا رہا بلکہ دریای ستلج سے اوتر کر کوٹ گڑھ پر قابض ہوا
بعد اوسکے چار پشت تک ایسا ہی رہا پانچوین جانشین بکرم سنگھ کے بعد مین وزیری کا چہارم علاقہ منڈی کے
راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوٹ گڑھ بھی اوسکے دخل سے نکل گیا اوسکے بعد جیت سنگھ نے گدی پائی جسکے
وقت سمت ۱۸۹۹ مین لاہور کی سکھی فوج مرگ مفاجات کیطرح اوسکے سر پر جا پہونچی اور کل ملک اور راجہ کا مال و
اسباب خزانہ سب لوٹ لیا اور کل علاقہ ضبط ہو کر شامل سلطنت لاہور رکھے ہوا اسی غم مین راجہ جیت سنگھ پریشان
حال ہو کر مر گیا اور کوئی وارث اوسکا باقی نہ رہا مگر شیر سنگھ والی لاہور نے اس خاندان کی قدامت اور
لہنا سنگھ مجیٹھیہ ناظم کوہستان کی سفارش کیطرف توجہ کرکے جیت سنگھ کے چچا ٹھاکر سنگھ کو راجہ بنایا اور علاقہ
وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اوسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضبطی مین لے لیا۔
سمت ۱۹۰۳ مین جب یہ پہاڑ سرکار انگریزی کے تصرف مین آیا تو حکام انگریزی نے بھی بعوض بارہ ہزار
روپیہ کے وہ علاقہ بدستور ٹھاکر سنگھ کے پاس رہنے دیا **ٹکہ** یہ ایک قصبہ دریای بیاس کے پار کے پہاڑ ریاست
کلو مین لودہیانہ سے شمال مشرق کو بفاصلہ ... میل آباد ہے **سہری گرتہ** یہ ایک قصبہ شمال مشرقی
انجام کوہ شمالی پہاڑ ریاست کلو مین بسا ہوا ہے بسمت جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ بتالیس میل کے آباد ہے
گوپالی کلو کے پہاڑ کے علاقہ مین یہ ایک ندی پہاڑ کے اندر سے نکلکر اور بسمت جنوب مغرب بیس میل کا
راستہ طے کرکے دریای بیاس مین شامل ہو جاتی ہے **چنبہ** یہ شہر کوہ ہمالہ کے جنوبی قطارون جمون علاقہ
کے جنوب کیطرف دریای راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے شرق کیطرف اسکے دریای راوی ہے جسکو وہان ایراوتی
کہتے ہین اور غرب کیطرف دریای سیال بہتا ہے اور دونو دریا اسی شہر کے نیچے باہم ملجاتے ہین اسلئے
شہر کی آبادی کی شکل مستطیل نما اور یہ متساوی الساقین کے طور پر ہے دو طرف اسکے دونو دریا اور تیسرے طرف
ایک بلند پہاڑ ہے یہ شہر اس پہاڑ مین خوبصورتی اور لطافت مین ضرب المثل اور تجارت و سوداگری مین
لاثانی ہے مگر آبادی اسکی قرینہ کے ساتھ نہین اور طرز عمارت کا بھی ناپسند ہے مکانات اسکے دو منزلہ سہ منزلہ
ہین اور بیچ اور پیچ بہت کے صرف لمبی کوچے ہیں ہر ایک گھر کے آگے کھلی صحن اور چبوترے
میدان مین باشندے چنبیلی کے پھول کیطرح نازک حسین دلربا خلیق صاف پوش ہندو بکثرت مسلمان کم
بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے یہ شہر دارالحکومت چلا آتا ہے پرانے قدیمی بڑے بڑے مندر اسکے ہیں جو دہنیا
دریای راوی سے کچھ بلندی پر چڑھ کے آبادی شہر کی شروع ہوتی ہے نزدیک سے نزدیک تک کم چوڑی آبادی
بطور متساوی الساقین کے قیاس کرنی چاہئیے اس آبادی سے آگے تنگنا پانسو قدم لمبا اور دو سو قدم چوڑا ہموار میدان ہے

اوسمین سبزی اور پہولون کی بہار چار و نطرف گلزار رہتی ہے اوسکا اوپر فارجی آباد ہے گہڑی دن رہے جب
آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہے باہر کے لوگ اس میدان مین سیر کے واسطے جمع ہوتے ہین شہر کے وسط مین بھی ایک
مہادیو کا مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہے اور یہان کے راجہ نے ایک شہر پنجابی پہاڑ سے لاکر شہر کی رونق کو دوچند
کر دیا ہے قدرتی انتظام اس شہر کا ایسا ہے کہ اور کسی کا نہین ہے کہ تین روشنون کے سوا ہے اور کوئی راستہ شہر
کے اندر رہا نیکے واسطے نہین ہے دو راستے تو دو نو دریاؤن پہ ہے اوترکر شہر کے اندر گہاتے ہین اور ایک راستہ
پہاڑ کے طرف سے آتا ہے دونو دریاؤن کے پل نہایت پختہ بانے ہوئے ہین شہر کا پختہ بازار ہے بڑے
بڑے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے ہین کوئی ایسی چیز کسی ملک کے نہین ہے جو وہان دستیاب نہ
ہوتی دوردور سے تجارت کا مال آتا ہے ایک ایک سوداگر ہزارون روپیہ کا فایدہ اوٹھاتا ہے کل
شہر مین اکہتر ہزار گہر کی عمارت اور پانچ ہزار آدمی کی آبادی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنی کے حویلیان بڑی
بلند و عالیشان بنی ہین گرد و نواحی علاقہ اس شہر کا ہر ایک صفت سے موصوف ہے آب وہوا معتدل ہے ہمیشہ
گرمی مین بھی یہان موسم سرد رہتا ہے سردی مین برف پڑتی ہے پیداوار غلہ کی بہت ہے چانول بہت اچھی
ہوتی ہین اخروٹ زیرہ دہوپ یہان بہت ہوتا ہے پالم کے چانول سب علاقہ سے عمدہ ہوتی ہین اونکی
تجارت یہان بہت ہے راجپوت ہندوون کے رہنی کا یہ مقام ہے رعایا کو سب طرح کا آرام ہے - چنبہ کی ریاست
قدیم سے چلی آتی ہے اب بھی اوسپر سنگہ یہان کا راجہ زیر حکومت صاحبان انگریز اپنی علاقہ پر خود مختار ہے
اختیار رہین سرکار مین انکی بڑی عزت و توقیر ہے رنجیت سنگہ کی عملداری سے اول اس ریاست کی ماتحت
بہت علاقہ تھا مگر رنجیت سنگہ نے بہت سا علاقہ اس ریاست سے چہین کر اپنی سلطنت کو شامل کر لیا جو بعد
سلطنت لاہور کے انگریزون نے راجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت کر ڈالا اب کل علاقہ اس ریاست کا چار ہزار
میل مربع ہے جو دریای راوی کے دونو کنارون پر کانگڑہ سے سمت شمال اور برفانی پہاڑ سے جنوب کو
واقع ہے طول اوسکا لاحل سے کشتواڑ تک دسو کوس اور عرض تا منتہی وہ ہے جسکی تہہ اسی کوس ہے شرق کی طرف علاقہ
لاحل و کلو جنوب کے سمت کو علاقہ نور پور کانگڑہ غرب کے سمت بسوہلی وجسرو تہ شمال کی طرف جسکر کشتواڑ
ہما اوہ واوہ مین لگی ہے تمام ملک سرد و نزهت سرد کی موسم مین سبب برسنی برف کے تمام علاقہ سفید نظر آتا ہے
بہار کی موسم مین وہ بہار ہوتی ہے کہ اوسکو دیکہ کر سیر کرنے والون کو بہشت کا باغ یاد آتا ہے - + -

لاحل چنبہ یہ علاقہ ایک حصہ ریاست چنبہ کا ہے جو خاص چنبہ سے جنوب کے طرف لاحل کلو سے ملحق ہے اس علاقہ
مین تمام سال برف پڑی رہتی ہے اگر برسات کی موسم مین برسات اچھی طرح سے ہوگئی تو برف پگہلجاتی ہے
ورنہ اسی طرح برف کا عالم رہا اس علاقہ مین گدی قوم آباد ہے مشہور ہے کہ خدمات اونکی وحشیانہ کسی سے اختلاط

کے دین اسلام سے مخفی ہے غیر مسلمان ایسی نام رکھنا یون کے سے کام کرتی ہین راجہ کرسین کے وقت سے پشت جوالاسین کے عہد تک
سینتیس راجہ پشت بہ پشت یہان راج کرتی آئی جوالاسین کے بعد شمشیر سین پھر البیری سین راجہ ہوا پہر ظالم سین البیری سین کے بھائی
نے حکومت پائی اوسکی عہد مین رنجیت سنگہ کی حکومت نے یہان دخل لیا اور تین دفعہ نذرانے لینے او تکلیفین دینی شروع ہوئین
ظالم سین کے بعد بلبیر سین بیٹا شمشیر سین کا راجہ ہوا بڑا بہاری نذرانہ سرکار لاہور مین دیکر گدی حاصل کی مگر بہہ جانشین رنجیت سنگہ
کو نذرانہ دیتی دیتی تنگ آگیا اور ریاست مفلس ہوگئی رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد نونہال سنگہ نے بسبب نہ وصول ہونی
نذرانہ کے منڈی کے اوپر فوج کشی کی اور بلبیر سین گرفتار ہو کر قلعہ گوبندگڈہ مین محبوس ہوا چند سال محبوس
رہا جب شیر سنگہ کا وقت آیا تو پھر اوسکو سرفرازی ہوئی اور کچہہ نوکری اوسکی ذمہ قرار پائی جب راجہ
بسبب انگریزون کے علاقہ مین آیا تو سرکار نے بہی ایک لاکہہ روپیہ سالانہ کی نوکری اس راج کے ذمہ قرار
دیکر راج کو بدستور قایم و بحال رکہا اور رئیس منڈی کارونکے خلش اور دربار لاہور کی تکلیف دہی سے
مامون و مصئون ہو کر بیٹہا جب بلبیر سین ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو راجہ بجے سین اوسکا بیٹا خورد سال رہگیا اسواسطے
سرکار انگریزی نے انتظام اوس ریاست کا اپنی ذمہ پر لیا اور صاحب کمشنر جالندہر مہتمم مقرر ہوئی اور وزیر
گوسانون جو ایک خیر خواہ و نمک حلال وزیر ریاست کا تہا صاحب کمشنر کے نیابت مین ریاست کا کام انجام
دیتا رہا ۱۸۶۶ء مین راجہ منڈی بحد بلوغ پہونچ گئے اور صاحب کمشنر جالندہر نے ایک دربار منعقد کرکے اوسکو ریاست
کے اختیارات عطا کئی یہہ راجہ گدی نشین حال ہر ایک علم مین صاحب کمال ہے انگریزی کی تربیت اونہی مسٹر
کلارک صاحب سے پائی اختیارات کے سپرد ہوتی ہی راجہ صاحب نے ایک لاکہہ روپیہ نقد صاحب کمشنر کی خدمت مین
بہیجدیا اور درخواست کی کہ یہہ روپیہ کارہائی مفید عام و رفاہ خلق مین خرچ کیا جاوی اس کارخیر سے اونکی
بڑی نیکنامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا بہت زرخیز و سیر حاصل علاقہ ہے معدنی دولت بہی یہان بہت ہے
دو جگہہ نمک کی کان ہے جس سے بکثرت نمک نکلکر فروخت ہوتا ہی ایک کان کے نمک کو گومہ دوسری کو درنگ
کہتی ہین ان کانون مین سے نمک سیاہ رنگ مایل بسرخی نکلتا ہی کچہہ ایک چہوٹا سا قصبہ جنوبی ڈہلوان
گہاٹیون کوہ ہمالہ کے اندر آباد ہی عمارت گہرون کی پختہ پتہرون کی بنی ہوئی ہی مکانون کے اوپر بڑی
بڑی چیڑ کے لکڑیون کے چہتین قینچی دار پڑی ہوئی جو بیچ سے اونچی اور دونو طرف سے نیچے ہین اس مقام سے
ایک نمک کی کان ہے جس سے اکثر گلابی رنگ کا نمک نکلتا ہے یہہ کان ماتحت ریاست منڈی ہے راجہ کے
ملازمون کے معرفت نمک نکالا جاتا ہے **کملاگڈہ** یہہ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی سے اوپر بائین یا جنوبی
کنارے دریای بیاس کے کچہہ تعمیری اور کچہہ قدرتی بنا ہوا ہے پاس پاس اسکی اور بہی پہاڑی قلعہ پہاڑ کے
نیلی چوٹیون پر بنی ہوئی ہین جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہین اس پہاڑ مین ایک

اسکی چوٹی بلند ایسی ہی جو سب چوٹیون سی ایکسو پچاس فیٹ بلند اور بیاس کے سطح سے پندرہ سو فیٹ بلند ہی اور سمندر
کے سطح سے تین ہزار فیٹ بلند ہی سطح اس چوٹی کا جسپر یہہ قلعہ بنا ہوا ہی آٹھہ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا ہی
جسکے گرد دی گہری گہری ندیان بہتی ہین دو پہلوون گہاٹیان بہی اسکی چارون طرف کہیت مین جو اسّی اور سو
اور ڈیڑہ سو فٹ تک بلند ہی سکتے ہین یہہ سب قلعہ زادہ بنا اتی کے قدرتی ہین پہلی راجہ سنسار چند
راجہ پہرہ و کانگڑہ نے اس قلعہ کے اوپر یورش کی مگر کامیاب نہوا بعد ازان رنجیت سنگہ کی فوج سرکردگی
جنرل ونتورا صاحب کی بہادرانہ کوشش اور بڑی محنت سے یہہ قلعہ لیا سکیت یہہ شہر ریاست
مین بہت بڑا شہر اور قدیمی پایتگاہ ہی اور ریاست مذکور کی سرائی ہی بلکہ منڈی کی ریاست بہی اسی ریاست کی
ایک آخری شاخ ہی آبادی شہر کی پہاڑ کے دامن مین بہت اچہی موقع کے اندر واقع ہی [illegible] شہر کی
زمین نہایت پر فضا و سرسبز ہی شہر کے نیچے بازار ہی [illegible] عمارتین فرش [illegible] نیچی ہوئی ہین راج محل
سادہ عمارت کا بنا ہوا ہی رہنی والے شہر کے خوبصورت سادہ مزاج [illegible] اشراف علاقہ اس ریاست کا بارہ
میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہی کل سطح اسکا چارسو بیس میل مربع شمار ہین آبادی کل علاقہ مین چوالیس ہزار
پانسو باون آدمی رہتے ہین اور اسّی ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی ہی **جہٹلی** یہہ ایک قصبہ ریاست سکیت
سے متعلق دوابیست کے پہاڑ مین سکیت سے دس میل بسمت جنوب بمغرب اور کوہ شملہ سے پینتیس میل شمال
کی طرف کو آبادی ہی **چہچہی** یہہ ایک قصبہ ریاست سکیت اور دوابیست کے پہاڑ کا متعلق شہر سکیت
سے اٹہاسی میل بسمت جنوب مشرق اور شملہ سے شمال مشرق کو فاصلہ بیس میل آباد ہی **سیبہ** علاقہ
دون کے شمال دریای بیاس کے کنارے سیبہ کا علاقہ ہی علاقہ اسکا تمام پہاڑ ناہموار دشوار گزار اور
جنگل غدار و ویرانہ پر خار ہی رہنی والے اسملک کے عموماً راجپوت ہین ہمالیہ کا جنگل اس علاقہ مین بہت ہی اور دیار(?)
و کریانہ بہی اسمین بہت پیدا ہوتے ہین خوشبودار پہول بافراط خاص قصبہ سیبہ مین آبادی اچہی ہی لوگ
غریب طلب مالدار ساہوکار رہتے ہین عطر بہت نکالا ہوا اسجگہ مشہور ہی سیبہ کی ریاست کا یہہ حال ہی
کہ پہلی راجہ بیس(?) چند کٹوچ راجہ [illegible] چند رکٹوچ کا بیٹا اپنی بہائی کرم چند سی ناراض ہوکر کلیسر کا راجہ بنا اور
شہر ہری پور آباد کرکے رہنی لگا اوسکی بعد تیسرا جانشین سوبرن چند ہوا سوبرن چند کے چار بیٹے ہوئی اور
ہر ایک نے الگ الگ خاندان بنایا اور تین ہوگئیان چنانچہ بڑے بیٹے نے باپ کی گدی پائی اور دوسری چند [illegible]
بیٹے نے اپنی بہائیون سے علیحدہ ہوکر سیبہ کا ملک جو خالی اور جنگل پڑا تہا آباد کر لیا بعد اوسکی بہی چند کی
ہانک چند تک کئی پشتین برابر راج کرتی ہوئی چلی آئین ہانک چند کی دو بیٹے ہوئی بڑا بیٹا [illegible] چند
تو باپ کی گدی کا مالک بنا اور دوسرے بیٹے کو منسوب چند رنجی وادار پور کا ملک علیحدہ کرکے اپنا الگ راج

مسلمان بادشاہون سے اول ناصر الدین سبکتگین شاہ غزنی نے پنجاب پر چڑہائی کی اور راجہ جی پال والی
پنجاب کے ساتھ لڑکر فتحیاب ہوا اگرچہ لاہور تک نہین پہونچا مگر اہل تواریخ اوسکو پہلا عازم ملک پنجاب
کا شمار کرتے ہین بعد ازان **سلطان محمود غزنوی** نے راجہ جی پال و اننگ پال پر فتح پاکر پنجاب
پر قبضہ پایا اور ملک ایاز بندہ جان باز اپنے کو پنجاب کی حکومت عطا کی ایاز نے شہر لاہور کو جو غزنوی فوج
کے حملون سے ویران ہوچکا تھا دوبارہ آباد کیا اوسکے وقت مین پنجاب نے پھر آبادی کی صورت پیدا کی سلطان
محمود کے بعد جب **سلطان مسعود** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو اوسنے احمد بن النتگین کو پنجاب کا
حاکم بنایا لیکن احمد تھوڑے ہی دنون کے بعد باغی ہوگیا اسواسطے بادشاہ نے فوج جرار سپرد کرکے سہنی ناتھ کے
پنجاب کو باغی کی دفع فوج لاہور مین آیا اور ایک مہینے تک محاصرہ رکھا آخر باہم لڑائی ہوکر شاہی افسر
مارا گیا اور فوج متفرق ہوگئی اس واردات کے بعد ہولاک بن حسین غزنی سے فوج لیکر آیا اور لاہور
پہونچکر اوسنے احمد کو شکست دی احمد شکست کہا کر کشتی مین بیٹھا اور چاہا کہ دریای راوی کے راستے سے بھاگ
کو بھاگ جاوے مگر فوج شاہی نے کشتی کو جا گہیرا اور کشتی غرق ہوگئی اوسکے بعد وہی ہولاک پنجاب کا حاکم بنا
پھر چند روز کہ سلطان مسعود ہانسی کی مہم فتح کرکے لاہور آیا تو اوسنے شہزادہ ابو المجد اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنایا اور ایاز خاص کو حکم دیا کہ شہزادہ کا اتالیق ہوکر اوسکے پاس رہے چنانچہ ایاز شہزادہ کا نائب
بنکر پنجاب کی حکومت کرنے لگا پھر جب سلطان مسعود اپنے بھائی ابو محمد کے ہاتھ سے قتل ہوا اور **سلطان
مودود** بن سلطان مسعود بادشاہ ہوا تو اوسوقت ابو المجد حاکم پنجاب نے باعانت ایاز جان باز کے
دریای سندھ سے تھانیسر تک کل ملک اپنے قبضہ مین کرلیا ہوا تھا جب اوسنے سنا کہ مودود بادشاہ ہوا ہے
تو اوسنے بھی اپنے آپ کو پنجاب کا بادشاہ مشہور کیا اور اپنے بھائی سے بغاوت اختیار کی اسواسطے سلطان مودود
نے بسال ۴۳۴ ہجری لشکر جرار پنجاب کے لینے کے واسطے مامور کیا اوندنون ابو المجد اپنی فوج کے ساتھ ہانسی
کے مقام پر تھا اور ارادہ تھا کہ دہلی پر حملہ کرے اسی اسواسطے غزنی کا لشکر بے روک ٹوک لاہور تک آپہونچا اسپر
بیحد غضب ہوا کہ اونہین دنونمین ایاز مصاحب مسار ابو المجد کا مرگیا اس خبر کے سنتے ہی ابو المجد ہانسی سے
بکوچ بلغار لاہور آیا ابھی لڑائی دو فوجون مین نہ آئی تھی کہ سلطان مودود بھی غزنین سے اپنی فوج کے امداد
کو لاہور آپہونچا اور دونو طرفون سے لڑائیون کی تیاریان ہورہی تھین کہ ناگاہ روز عید الضحی ابو المجد
کو لوگون نے اوسکی استراحت کے بستر پر مرا ہوا پایا اور کچھ سبب دریافت مین نہ آیا کہ اوسنے خودکشی کی یا
کسی نے قصدا ہی سے مارا اوسکے مرنے کے بعد سلطان مودود نے کل انتظام پنجاب کا کرکے احسن اللہ سبکتگین غزنوی کو
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور خود غزنی کو روانہ ہوا مگر اوس ناظم سے کچھ انتظام ملک کا نہوا اور تمام پنجاب مین

بے انتظامی پھیل گئی اور بادشاہ کیطرف سے بھی اسمین کچھ توجہ وقوع مین نہ آئی ایسا حال دیکھکر راجہ اننگپال
راجہ معزول کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلدہی اور مدد سے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوئے اور دس ہزار
فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے بہت سی عرضیان بادشاہ کی خدمت مین لکھین اور امداد
مانگی مگر وہان سے جواب تک نہ آیا اسواسطے ناظم خود غزنی کو چلا گیا جب دار السلطنت ناظم سے خالی ہو گیا
تو باہر کا انتظام تو ہندون نے کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سرداران معزول عہد شہزادہ ابوالمجد کی باہم
متفق ہوکر شہر کو بدستور بند رکہا اور ہندون کے فوج سے سات مہینے تک لڑتے رہے ہنوز وہی معاملہ درپیش تھا
کہ ۴۳۴ھ مین سلطان مودود نے ابوالقاسم محمود و محمد منصور اپنے دونو فرزندون کو پنجاب کے انتظام کیواسطے
لاہور کیا منصور تو پشاور رہین آکر وہان کا ناظم بنا اور ابوالقاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور ہوا
اوسکے آتے ہی ہندوون کا لشکر پنجاب کو خالی کر کر چلا گیا بعد وفات شاہ مودود کے جب **ابوالحسن**
علی بن مسعود بادشاہ ہوا تو اوسکے وقت علی بن ربیع ہمراہ مسعود نے باتفاق میرک وکیل اپنے کے
پشاور و لاہور و ملتان بلکہ کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اوسکے عہد مین
سید مخدوم علی گنج بخش ہجویری غزنین سے لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی قیام رکہا اوسکے بعد جب
سلطان عبد الرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اوسنے علی قابض پنجاب کو تسلی و دلاسا
دیکر اپنے پاس بلایا اور نسمی نوشتگین حاجب غلام وفادار اپنے کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چندے پنجاب
مین خبر آئی کہ سلطان عبد الرشید کو طغرل حاجب ناظم سیستان نے دغا سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے
یہہ خبر سنکر حاکم پنجاب غصہ مین آیا اور پنجاب کے لشکر کو غزنین کیطرف جانے کا حکم دیا اور امرای غزنین کو لکھا
کہ کسیطرح میرے آنے سے اول ہی طغرل نمکحرام کا کام تمام کر دو ورنہ مین خود آکر اوسکا کام تمام کرونگا
مگر اوسکے پہونچنے سے اول ہی امرای غزنین کے ہاتھ سے وہ مقتول ہوا اوسکے بعد جب **سلطان ابراہیم**
بادشاہ ہوا تو اوسنے بھی اوسی نوشتگین کو ناظم و سپہسالار پنجاب کا مقرر رکہا اور خود بھی ہندوستان
کے مہم کے وقت دو مرتبہ آکر لاہور مین مقیم ہوا اوسکے بعد **سلطان مسعود ثالث بن ابراہیم**
نے سلطنت پائی اوسکے حکم سے طغانگین حاجب پنجاب کا حاکم بنکر آیا پہر **سلطان ارسلان شاہ**
کے وقت محمد بہلیم پنجاب کا ناظم قرار پایا مگر اوسنے **سلطان بہرام شاہ** کے وقت بغاوت اختیار کی اور شہر لاہور کو سر
کرکے دریای سندھ کیطرف فوج بہیجی یہہ خبر پاکر بہرام شاہ بذات خود بڑا بھاری لشکر لیکر پنجاب پر چڑھ آیا لڑائی مین محمد بہلیم
گرفتار ہوا مگر جب بادشاہ کے روبرو گیا تو بادشاہ نے بسبب اسکے کہ بعالم طفلی بادشاہزادہ اوسکو دیکھا ہے اور پرورش پائی تھی تقصیر اوسکی
معاف کی اور دوبارہ خلعت دیکر نظامت پنجاب کی اوسکو سپرد کی اسپر انتظام کے لئے کہ بادشاہ غزنین پہونچا تو حد سے بہتا دو بارہ

استقلال بہم پہنچا کر باغی ہوا اور فوج افغانی اور گکھڑ لوگوں کی نوکر رکھ لیا تا کہ غزنین پر یورش کرے
یہ خبر پا کر پھر بادشاہ بفوج کثیر براہ ملتان کے راستے پنجاب میں آیا صوبہ پنجاب نے اپنے دونوں لڑکوں کو جو
ایک رستم میدان جنگ تھا بیشمار لشکر کے بادشاہ کے مقابلے کے واسطے نامزد کیا اور پھر خود چیدہ چیدہ
فوج لیکر ملتان کے پاس جا اور تب بادشاہ وہاں آپہونچا تو فریقین میں ایک سخت مقابلہ ہوا آخرکار تائید
کے ادبار نے محمد بہلیم کو آگھیرا اور پنجاب کے فوج کو شکست فاش ہوئی تو شکست کے صدمے تھا تا کہ کشتی میں
بیٹھ کر سندہ کے ملک کو بھاگ جاوے اتفاقاً دریا میں بیچ منجدھار کے پہنچا تو کشتی اوس نمک حرام کی مع دونوں
بیٹوں کے دریا میں غرق ہو گئی سبب وہ نمک حرام اپنے اعمال کے سزا کو پہونچا تب بادشاہ نے مسمی علاؤالدین
بن علوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور خود غزنی کو چلا گیا پھر جب سلطنت اپنی کے بہرام علاؤالدین
غوری سے بھاگ کر لاہور میں آیا اور یہاں ہی فوت ہوا اسکے فوت ہونے پر بہرام کے خسرو شاہ بیٹا
اوسکا لاہور کے تخت پر بیٹھا اور سات برس تک کل پنجاب کی حکومت کر کے مر گیا اوسکے مرنے کے بعد سلطان
ملک خسرو بیٹا اوسکا جانشین ہوا یہ بادشاہ آخر [illegible] اسنے تمام ملک خارج از پنجاب بھی جہاں
جہاں تک سلطان ابراہیم غزنوی نے فتح کی تھی ہندوں کے راجوں سے لے لیا مگر سلطان علاؤالدین
غوری نے اوسکو آرام سے بیٹھنے نہ دیا اور تین حملوں میں لاہور لے لیا اور خسرو ملک علاؤالدین کے
قید میں آگیا اور سلطنت غزنویہ تمام ہوئی پنجاب لیکر سلطان غوری دہلی و ہندوستان کے فتح کو روانہ ہوا
اور قطب الدین ایبک اپنے غلام وفادار کو پنجاب کی حکومت سپرد کر گیا سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان
قطب الدین ایبک غلام لاہور میں تخت پر بیٹھ کر بادشاہ ہوا اور ایک شخص [illegible]
کو پنجاب کی حکومت سپرد کر کے دہلی کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد سلطان تاج الدین یلدوز
حاکم غزنین بارادہ تسخیر پنجاب داخل پنجاب ہوا اور لاہور کا محاصرہ کر کے نواح کے رہنے والوں کو تکلیف
اوٹھانی پڑی اوس وقت بادشاہی فوج لاہور میں کم تھی اسلئے [illegible] جنگ میں [illegible] حاکم [illegible] سلطان
قطب الدین یہ خبر سنکر کوچ بکوچ دہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین یلدوز کے ساتھ ایسی سرگرمی کے ساتھ
لڑائی کی کہ تاج الدین بھاگ گیا اور غزنین جا کر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب اوسکا غزنین پہونچا
اور چند روز وہاں رہکر واپس چلا آیا اور لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر مر گیا اوسکے بعد اوسکا
بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا مگر بسبب عدم لیاقت معزول ہو کر تخت سے اوتارا گیا اور سلطان
شمس الدین التمش بادشاہ بنا آرام شاہ کے وقت میں پنجاب میں کچھ آرام نہ تھا کیونکہ قباچہ
حاکم سندہ ملتان [illegible] اوچ تک ملک کو لوٹ کر لیا [illegible] سلطان شمس الدین التمش

بادشاہ غزنی کو کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ تاج الدین یلدوز شاہ غزنین نے پھر پنجاب پر یورش کی اور کل پنجاب
لاہور سے تھانیسر تک ملک اپنے قبضہ میں کر لیا اسلیے سلطان شمس الدین نے بڑی جمعیت کے ساتھ اوسکا مقابلہ
کیا اور آخری جنگ میں جو مقام تلاوڑی میں ہوئی تاج الدین بندہ گرفتار ہوا اس جنگ سے فراغت پاکر دوسری لڑائی
شمس الدین کی قباچہ بیگ حاکم سندھ کے ساتھ ہوئی جس میں شمس الدین نے فتح پائی ۶۱۸ ہجری میں سلطان
جلال الدین شاہزادہ خوارزم جو چنگیز خان تاتاری کے ساتھ لڑتا ہوا وارد ہند ہوا تھا لاہور آ پہونچا
اور لاہور پر قبضہ پاکر خوب غارت کی اور اپنے ایک معتبر کو شہر لاہور سپرد کرکے خود تا دریای سندھ
ملک کو غارت کرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین یہ خبر سنکر پھر لاہور آیا اور رکن الدین اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنا کر پھر دہلی کو چلا گیا جب سلطان ۶۳۳ھ میں مر گیا تو رکن الدین بیٹا اوسکا سمی علاء الدین جانی کو
پنجاب کا ناظم بنا کر خود بارادہ تخت نشینی دہلی پہونچا مگر اوسکی تخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب
و عز الدین ناظم ملتان و [illegible] ناظم ... ان نے باہم صلاح ہو کر بغاوت اختیار کی اس حال سے آگاہ ہو کر
سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا پیچھے اوسکے امرای سلطنت نے سلطانہ رضیہ بیگم
سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ بیگم کے وقت عز الدین
کبیر خان ناظم ملتان مع پنجاب کا حاکم بنا مگر تھوڑی سی مدت کے بعد علانیہ باغی ہو گیا اوسکی سرزنش کو اول سلطانہ
خود ملک پنجاب کے طرف متوجہ ہوئی جب سرہند تک پہونچی تو صوبہ پنجاب نے اطاعت قبول کی اسواسطے ملکہ دہلی
چلی گئی رضیہ بیگم کے معزولی کے بعد جب بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین بادشاہ ہوا تو اوسنے
ملک قراقش کو پنجاب کے نظامت پر مامور کیا اوسکے وقت میں تاتاری فوج پنجاب میں آئی اور تمام علاقہ
کو غارت کرتی ہوئی لاہور پہونچی شہر لاہور کا محاصرہ کیا پھر دخل پاکر قتل عام کی شہر کے گلیوں اور
بازاروں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اکثر علما و صلحا و مشائخ و سادات اس قتل میں شہادت پائی
حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا جب یہ خبر دہلی پہونچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری
ایک امیر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاتاریوں کے سرکوبی کو مستقل مامور کیا چونکہ وہ فوج اور افسر بادشاہ
سے سرکش ہو گئی تھی اسلیے وہ فوج بیاس تک پہونچکر واپس چلی گئی اور دہلی میں پہونچکر بادشاہ
کو قید کر لیا ادہر تاتاری فوج کا کوئی شخص جواب دہ نہ تھا تو انہوں نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جس قدر
ارادہ سے آئی تھی وہ پورا کر واپس چلی گئی بعد ازان جب سلطان علاء الدین مسعود شاہ
نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا تو اوسکے وقت میں بھی مغلیہ تاتاری فوج کھکروں کے ملک سے راستہ
پنجاب میں آئی اور دریای سندھ کے کنارے تک ملک کو غارت کرتی ہوئی اوچ جا پہونچے اور اوچ کے قلعہ کا

محاصرہ کر لیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ دہلی سے پنجاب مین آیا اوسکی آنے کی خبر سنکر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئے
اور بادشاہ نے ایک امیر شیر خان نام کو جو غیاث الدین بلبن وزیر کی چچا کا بیٹا تھا خان معظم خان خطاب دیکر
پنجاب کا ناظم بنایا اس ناظم نے قوم گکھڑ سے جو اوسوقت بر سر فساد تھی بہت لڑائیان کین اور انکو خوب سزا دی
اسی کے عہد مین بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیپالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کے شیر خان کو ناظم دیپالپور
اور جلال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد جب **سلطان غیاث الدین**
بلبن وزیر بادشاہ بنا تو یہہ بھی بذات خود پنجاب مین آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال [illegible]
ہجری مین شیر خان صوبہ لاہور مر گیا اوسکی مرنے کے بعد مغلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک
پہونچکر وہان شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر انکو دخل بھی نہ ملا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد بادشاہ
کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم بنکر لاہور آپہونچا اوسکی آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث
الدین لکھنوتی کے مہم سے واپس آکر دہلی مین داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی باپ کے سلام کے واسطے
پنجاب سے دہلی کو گیا اوسکے جاتے ہی فوج مغلیہ پھر آموجود ہوئی رعایا نے عرضی اپنی حال کی شہزادہ کی پیشی مین
تحریر کی اسواسطے شہزادہ پس پا واپس چلا آیا اوسکی آنے کی خبر پاکر دشمن سب بھاگ گئی پھر سال [illegible]
ہجری مین تیمور خان مغل ایک امیر الامرا انہی خاندان چنگیزی سے تھا قندہار و غزنین و پشاور پر متصرف ہوکر
مع فوج پنجاب مین داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اوسوقت ملتان مین تھا تیمور نے آکر لاہور کا محاصرہ
کر لیا ایک ہفتہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آپہونچی اور مغلیہ فوج نے محاصرہ سے ہاتھ اٹھا کر لاہور
و دیپالپور کے درمیانی ملک کو خوب لوٹا اور ملتان کو روانہ ہوئی ملتان کے پہونچتے ہی شہزادہ کی لشکر اور مغلون کی فوج
مین سخت لڑائی ہوکر شہزادہ فتحیاب ہوا اور مغل بھاگ نکلے مگر قضاء ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا
لشکر مغلون کی تعاقب اور انکی لوٹنی مین مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئی چونکہ
ظہر کی نماز کا وقت آپہونچا شاہزادہ سواری سے اوترکر مع سوارون کے نماز پڑھنی مین مصروف ہوا
اوسوقت ایک افسر مغل مع دو ہزار سوار کے جو ملتانی لشکر سے چھپ کر جنگل مین پوشیدہ کھڑا تھا شاہزادہ کو
مشغول بنماز دیکھ کر وہ کمینگاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ نماز پڑھتی ہوئی شہید کر دیا اگرچہ بعد آخری
فتح مغلون کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی بسبب اسکی کہ ہزارون قتل و غارت ہو چکی تھی بیگانی ملک مین ٹھہر نہ سکی
اور سیدھی قندہار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کیخسرو اوسکا بیٹا پنجاب کا حاکم قرار پایا اسکی
وقت مین نہایت امن رہا کسی دشمن نے سر نہ اوٹھایا سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد جب **سلطان**
کیقباد خسرو کا بھائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کیخسرو کو اوسنے اپنے پاس بلا کر نکالا

وزیر کے کہنے کے بموجب شہید کرادیا کیخسرو کے مرنے کے بعد پنجاب کا ملک بیچراغ ہوگیا اور مغلوں کی فوج پھر
آموجود ہوئی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے ملک باربک خانجہان کو فوج دیکر پنجاب کو
روانہ کیا اوسنے بڑی لڑائیاں کر کر مغلوں کو پنجاب سے نکالا اسکے بعد **سلطان جلال الدین**
فیروز شاہ خلجی کے سلطنت کی وقت ہلاکو خان تاتاری چنگیز خان کا پوتا جسنے بغداد کو قتل و تاراج
کیا تھا بڑی بھاری فوج لیکر پنجاب میں داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کر کر دہلی کیطرف متوجہ ہوا شاہ دہلی
اور اوسکی خوب لڑائی ہوئی جسمیں ہلاکو خان نے شکست کہائی اور اپنی ولایت کو معاودت کی اوسکے
جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنے بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ نے
شہادت پائی اور **سلطان علاء الدین خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین
چھوٹا بھائی سلطان جلال الدین دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور پچاس ہزار سوار مع الیاس بیگ
الغخان و ملک ظفرخان امیروں کے ہمراہ گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے مامور
ہوئے اور دونو شہزادے ان امیروں کے قول و قسم پر اعتماد کرکے بلا جنگ و جدل انکے ساتھ ہولیے جب
دہلی پہونچے تو بادشاہ نے اون دونو بیگناہ کو نابینا کرادیا اور پسر بہی انکے واسطے دائم الحبس کا حکم
نافذ فرمایا انہیں ایام میں دوزخان بادشاہ ماوراءالنہر پنجاب کے لینے کے ارادہ پر معہ ایک لاکھ سوار کے
داخل پنجاب ہوا دہلی سے بہی الغ خان و ظفرخان بہ سپاہ کینہ خواہ مامور ہوئے اور آپسمیں لڑائی ہوکر دہلی کے
کے فوج نے فتح پائی اس فتح کے بعد ظفرخان نے پنجاب کا انتظام بخوبی کر لیا مگر دوسرے سال ازخلیق خواجہ دودا خان
شاہ ماوراءالنہر کا بیٹا دو لاکھ سوار لیکر پنجاب پر چڑہ آیا اور پنجاب میں بے روک ٹوک اوسکا دخل ہوکر ایک فصیل
معاملہ وصول ہوگیا اس کام سے فراغت پاکر وہ دہلی کے لینے کو آگے بڑہا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اسمیں
سخت لڑائی ہوئی جسمیں اوسنے شکست فاحش کہائی اور بحالت ابتر ماوراءالنہر کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد ظفرخان
پھر پنجاب کے انتظام میں مصروف ہوا ابھی بخوبی انتظام ہونے نہیں پایا تہا کہ سنہ میں پھر مغلوں کی فوج آموجود
ہوئی اور امروہہ تک ملک کو فتح کرتی ہوئی چلی گئی آخر سلطانی فوج کے ہاتھ سے شکست کہا کر پس پا ہوئی اس
صدمہ کے بعد غازی ملک تغلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اوسنے دس سال لاہور میں قیام رکہا اور
تاج الدین ملک نائب صوبہ لاہور کا حاکم بنا اوسکے وقت میں کبکنامی ایک مغل فوج لیکر پنجاب میں آیا اور
صوبہ کے فوج سے اوسنے شکست کہائی میں بعد **سلطان شہاب الدین و سلطان**
قطب الدین مبارک شاہ خلجی کی سلطنت کے وقت بہی وہی ملک غازی پنجاب تغلق بہی
پنجاب کا صوبہ مقرر رہا جب سلطان قطب الدین مبارک شاہ خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے مع اپنی فرزندوں

ولاہور وغیرہ اپنے قبضہ مین کرلیا بادشاہ نے تاتارخان ولد ملک الیاس کو سارنگ خان کی سزادہی کیواسطے
مامور کیا اور بمقام لاہور فریقین مین لڑائی ہوئی اور سارنگ خان شکست کہاکر ملتان کو بھاگ گیا اتنے مین
میرزا محمد جہانگیر امیر تیمور صاحبقران کا پوتا فوج لیکر ملتان آیا اور قلعہ ملتان اوسنے اپنے قبضہ مین لیکر
سارنگ خان کو قید کیا مگر وہ قید سے بھاگ گیا اور انہین دنون مین جبکہ امیر تیمور صاحبقران خود
داخل پنجاب ہوا تو جسرتھ کہکر باغی اوس سے جا ملا بادشاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی لیکن اوسنے برخلاف
حکم امیر کے لاہور آکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ فتح کرکے قلعہ مین بیٹھا اسواسطے فوج تیموری اوسکی سزادہی
کیواسطے مامور ہوئی اور تھوڑے سے جنگ کے بعد وہ گرفتار ہوکر امیر کے روبرو گیا اور مقتول ہوا اوسوقت
امیر تیمور نے اپنی طرف سے خضر خان کو پنجاب کا حاکم بنایا اور دہلی کو چلدیا اور دہلی کے فتح کے بعد سمرقند کو معاودت
کی اوسکی جانے کے بعد خضر خان نے بصحت استقلال بہم پہونچایا اور دہلی جاکر بادشاہ بنگیا سلطان
خضر خان کے بادشاہ ہونیکے بعد عبدالرحیم عمادی الملک جو سلطان خضر خان کے باپ کا متبنی تھا پنجاب
کا ناظم بنا اور خضر خان کے حیات تک حاکم رہا خضر شاہ کے وفات کے بعد ابو الفتح مبارک شاہ
بادشاہ ہوا اوسنے ملک حسن کو پنجاب کا صوبہ قرار دیا اوسکے وقت مین بڑا انقلاب پنجاب مین پیدا ہوا
جسرتھ کہکر بہت فوج لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ کو غارت کرتا ہوا لاہور پہونچا اور سیالکوٹ جمع
کل پنجاب پر دخل ہوگیا سلطان دہلی اوسکی تادیب کیواسطے خود روانہ ہوا جب سامانہ پہونچا تو جسرتھ خود
پنجاب چھوڑکر بھاگ گیا ۸۲۵ھ مین بادشاہ لاہور مین آیا اور لاہور کو جو جسرتھ کے غارت سے ویران ہوگیا تھا
پھر آباد کرایا اور ملک حسن ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ
ہونیکے بعد جسرتھ پھر آموجود ہوا اور کلانور وغیرہ کے طرف تاراج کرتا ہوا جمون پہونچا اور شہر جمون کو
تاراج کرکے ۸۲۶ھ مین پھر لاہور پہونچا اور دیپالپور تک لوٹتا ہوا چلا گیا اس لڑائی کے بعد ملک سکندر
تحفہ صوبہ پنجاب کا بنا وہ ابھی انتظام مین مصروف تھا کہ ۸۳۵ھ مین شیخ علی امیر کابل ایک بھاری لشکر
لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقون کو لوٹتا ہوا لاہور پہونچا مگر سکندر تحفہ نے بہت سا روپیہ دیکر اوسکو
لاہور کے محاصرہ سے ہٹایا بعد ازان عمادی الملک دوبارہ دہلی سے ناظم پنجاب کا مقرر ہوا اور شیخ علی کے ساتھ
بڑی بڑی لڑائیان کرکے اوسنے اوسکو پنجاب سے نکالا اوسکے وقت مین پھر کسی غنیم کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب
مین قدم رکھے لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن کے کہنے سے اوسکی نسبت شک پیدا ہوگیا اور اوسکی تبدیلی ہوکر
سکندر تحفہ پھر پنجاب مین آیا اوسکے آتے ہی جسرتھ کہکر اور شیخ علی دونو پنجاب مین آموجود ہوئے اور
جسرتھ نے لاہور پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا یہ خبر پاکر خود دہلی سے بادشاہ روانہ ہوا اور ملک سرور

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی بیاس پر پہونچی تھی دونو غارتگر پنجاب سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے
پنجاب ملک کا انتظام بخوبی انتظام کیا اور نصرت خان کرک انداز کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد شیخ علی
پھر آموجود ہوا اور لاہور میں دخل پاکر اور دو ہزار فوج محافظ قلعہ چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا یہ خبر پاکر
بادشاہ نے عماد الملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سے کوچ کیا بادشاہی توجہ کی خبر پاکر امیر شیخ علی
کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج نے لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دو ہزار سپاہی امیر شیخ علی کے لوگوں نے
پناہ مانگی اور جان بچا کر چلے گئے سنہ ۸۳۷ھ میں بادشاہ سرور الملک وزیر کے ہاتھ سے شہید ہوا اور

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان بادشاہ ہوا اوسکے وقت میں ملک بہلول
لودھی نے جو بعض صوبہ دیپالپور کا ناظم تھا بلا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہو گیا اور کل مملکت
پنجاب کی اپنے قبضہ میں کرلی چونکہ مہم جسرت گکھڑ کے رات دن پنجاب کے ناظم کو درپیش رہتی تھی بادشاہ نے
بہلول کو طوعاً و کرہاً حاکم کل پنجاب کا اپنی طرف سے بھی مقرر کر دیا اور جسرت کی سزادہی کے واسطے فرمان
جاری کیا بہلول نے پنجاب کا حاکم بنکر سکونت اپنی خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر رکھ کر پنجاب
ناموری کی اور بادشاہ کے حکم کے موافق جسرت گکھڑ کے ساتھ اوسنے [illegible] کا بہانہ کیا آخر شوکت و حشمت
کمال کو پہنچ کر دہلی پر یورش کی اور بعد ازاں حمید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا **سلطان بہلول
لودھی** کے وقت دولت خان لودھی پنجاب کا صوبہ قرار پایا سنہ ۸۹۴ھ میں یہ بادشاہ مر گیا اس بادشاہ
کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں تھی وہ مقرر ہو گئی اسواسطے بادشاہ نے شیخ یوسف قریشی کے
جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چھین لی تھی حمایت کر کر باربک اپنے بیٹے کو فوج دیکر ملتان کی مہم کو
مامور کیا مگر شاہی فوج نے شکست کھائی بعد فوت سلطان بہلول کے **سلطان سکندر
لودھی** سلطان بہلول کا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ
دولتخان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد **سلطان ابراہیم شاہ لودھی** نے
بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کا کمال بگاڑ پیدا ہوا اسواسطے دولتخان نے بابر شاہ
کو کابل سے بلا بھیجا سنہ ۹۳۰ھ میں بابر شاہ لاہور آیا تو دولتخان اوسوقت موجود تھا دریا خان و مبارک خان
لودھی و بھکن خان لوہانی نے کچھ فوج جمع کر کے مقابلہ بابر کا کیا مگر شکست کھائی اور بادشاہ لاہور
قبضہ پاکر دیپالپور کو تیار ہوا اوسوقت دولتخان نے بھی ملازمت حاصل کی اور پاس رکاب بادشاہ کے
دیپالپور پہونچا دلاور خان دولتخان کے چھوٹے بیٹے نے جو اوسکا دشمن تھا پہلے ہی سے خدمتگاری بادشاہ کی
خدمت میں پیش ہوا اسواسطے بادشاہ نے بدظن ہو کر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد قید سے

اوسکا معاف ہوکر جاگیر قدیم اوسکی بحال ہوئی مگر وہ قید سے خلاص ہوتے ہی معہ غازیخان اپنے بیٹے کے
بادشاہ سے پوشیدہ بھاگ کر بھاگ گیا اوسوقت بادشاہ اگرچہ سرہند تک گیا مگر بخیال فساد دولت خان
کے پھر واپس چلا آیا اور لاہور میں پہونچکر اوسنے امیر عبد العزیز کو پنجاب کا حاکم بنایا اور کابل کو چلا گیا اوسکے
جاتے ہی دولت خان نے بڑی شور و فساد مچائی کبھی دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرای بابری کے
ساتھ لڑائی کرتا تھا سنہ ۹۳۲ھ میں ظہیر الدین بابر شاہ پنجاب میں آیا اور اوسنے اس ملک کا انتظام کیا پھر دہلی فتح کی اور
تخت نشین ہوا چار برس چند مہینے اوسنے سلطنت کی پھر تخت نصیب ہوا اوسکے مرنیکے بعد ہمایون
شاہ بادشاہ تخت نشین ہوا اوسنے کل پنجاب کا ملک اور صوبہ ملتان جو لنگاہی سلطنت کی اترنی کے
بعد مغلی میں آیا تھا کامران اپنے بھائی کو دیدیا کامران نے شہر لاہور دار الریاست بنایا اور شہر کی آبادی
میں بہت توجہ کی بعد چند سال جب ہمایون شاہ سلطنت سے بیدل ہوکر ایران کو چلا گیا تو کامران بھی پنجاب بلکہ
خالی چھوڑکر کابل میں جا بیٹھا شیر شاہ افغان تخت نشین ہوکر پنجاب کا انتظام کیا قلعہ رہتاس
بنوایا خواص خان اپنے غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیر شاہ قلعہ کالنجر کے مہم پر بارود میں آگ لگنے کے
سبب جلکر مرگیا اور اسلام شاہ اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونو بھائیون
میں عداوت پیدا ہوکر لڑائیان ہوئیں اوسوقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ
سے صریح باغی ہوگیا بادشاہ نے خواجہ اویس شیروانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اوسنے خواص خان کے ساتھ
لڑکر شکست کھائی اوسکی مدد کو اور فوج دہلی سے آئی جسنے آتے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو بھاگ کر
چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریر کے بموجب فریب کر کے اوسکو اپنے پاس بلایا مگر وہ نہ آیا آخر لڑائی ہوکر
خواص خان مارا گیا اور سر اوسکا کٹ کر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ اویس کی نظامت کے بعد اعظم خان
افغان پنجاب کا صوبہ بنا اور انتظام میں اوسنے بہت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مرگیا تو فیروز شاہ
اسلام شاہ کا بیٹا دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر بہت زندہ نرہا اوسکے حقیقی ماموں نے کمال بے رحمی اوسکو
قتل کروالا اور خود بخطاب عادل شاہ ہوکر تخت نشین ہوا دو سال کے بعد اوسکو ابراہیم شاہ
شیرشاہ کے چچہ کے بیٹے نے اوسکو تخت سے اوتارا اور خود محمد شاہ کے لقب سے ملقب ہوکر تخت نشین ہوا
اوسکی وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو دعوی سلطنت کا پیدا ہوا اور اوسنے اپنے آپکو سکندر شاہ
کا خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور اکبر آباد کے تخت پر جاکر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپس میں
سخت سخت لڑائیان ہوئیں آخر محمد شاہ بھاگ گیا ادہر تو ادہر افغانون کی یہ حالت گذر رہی تھی اور ادہر ہمایون بادشاہ
نے کابل سے کوچ کیا اور ایک بہادر فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور بلا جنگ کل پنجاب پر اوسکا عمل دخل ہوگیا اسنے ابوالمعالی

کو سلطان فرزند ارجمند مخاطب تھا پنجاب کا صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا وہاں جا کر دوبارہ جلوس کیا اور اپنے
فرزند جلال الدین محمد اکبر کو معہ بیرم خان سپہ سالار سکندر شاہ کے استیصال اور پنجاب کے انتظام کے واسطے پنجاب کو روانہ
کیا مگر ایام حیات کو مہلت کم تھی گذرنے کے بعد ہمایون شاہ اجل نصیب ہوا اور سلطان جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے بعمر تیرہ سال بمقام کلانور بمجلس شاہی اجلاس کیا اور سید ابو المعالی جو اپنے
آپ کو بسبب خطاب فرزندی کے وارث شاہی جانتا تھا مقید ہوا اور خواجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا
ہوئی اور خواجہ محمد سیستانی بعہدہ نیابت مامور ہوا اور خود بادشاہ کانگڑہ و نورپور ہوتا ہوا پنجاب کے طرف آیا اور
ہیمو مفسد کے رفع فساد کے واسطے دہلی کو چلا گیا دو برس کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور میں آیا اور چلتی مرتبہ شہر لاہور کا
محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر معہ ناظم بسال ۹۶۵ھ وزارت کے عہدہ پر ممتاز ہوا اور قطب الدین محمد اتکا
بجائی پنجاب کا ناظم بنا ۹۷۳ھ میں محمد حکیم میرزا کابل سے بڑی فوج لیکر لاہور پہونچا اوسوقت محمد قطب الدین خان
و میر محمد خان نایب بنیت و در قلعہ بند ہو گئے یہ خبر پا کر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد حکیم بادشاہ
کے پہونچنے سے پہلے ہی معہ لشکر چلدیا لاہور میں پہونچکر نظامت کا عہدہ حسین قلی خان ترکمان کو ملا ۹۷۸ھ میں
بادشاہ پھر اکبر آباد سے لاہور آیا اور پاک پٹن جا کر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی کے مزار کی زیارت کی
۹۷۹ھ میں حسین قلی خان ناظم کانگڑہ کی مہم پر بھیجا گیا اوسکے جانے کے بعد میرزا ابراہیم حسین و مسعود حسین
مسعود دن نے بڑا فساد پنجاب کے علاقوں میں برپا کیا یہ خبر پا کر حسین خان راجہ کانگڑہ سے صلح کر کے فی الفور پنجاب کو
آپہونچا عند المقابلہ مسعود حسین تو مقید ہوا اور ابراہیم حسین ملتان کو بھاگ گیا اور وہاں پہونچکر مقتول ہوا ۹۸۲ھ
میں پنجاب کا صوبہ بنگالہ کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی ۹۸۳ھ میں شاہ قلی خان قلعہ
سیوالہ کے مہم پر بھیجا گیا و میرزا یوسف خان و مسند عالی فتح خان و سید شکر بخاری و شیخ محمد غزنوی و سید قاسم بارہہ والہ
پنجاب کے کام پر مامور ہوئے ۹۸۸ھ میں شاہ قلی خان سوانہ کے مہم کو انجام دیکر بدستور پنجاب میں ناظم بنا اور
چندے یہاں رہکر بلوچستان کے انتظام کے واسطے چلا گیا اوسی سال پھر بادشاہ پنجاب میں آیا اور بعد زیارت مزار
خواجہ فرید گنج شکر کے لاہور پہونچا اور ایک بڑا جشن سالگرہ کا کر کے کل راجوں و جاگیرداروں و رئیسوں امیروں
کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم رہا اس جشن کے بعد بادشاہ کشمیر کے ملک کو گیا اور
چندے وہاں سیر و شکار میں مصروف رہا اور بعد سیر اکبر آباد کو مراجعت فرمائی اوسی سال میں محمد حکیم میرزا
کابل سے بارادہ تسخیر پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آپہونچا اور راستہ میں بادشاہی حکم سے کوئی اوسکا مزاحم
نہوا کیونکہ سب کے نام تاکیدی احکام جاری ہو گئے تھے کہ اگر حکیم میرزا دریائے سندھ سے اوترے تو کوئی شخص اوسکا مزاحم
نہو اسواسطے وہ بہت دلیر ہو کر لاہور آپہونچا راجہ بھگوان داس و کنور مانسنگہ صوبہ داران لاہور قلعہ میں

محصور ہوئی اتنی مین بادشاہ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی اور محمد حکیم میرزا محاصرہ چھوڑ کر کابل کو چلا گیا جب بادشاہ
لاہور آیا تو تھوڑے روز مقام کرکے پشاور کو کوچ فرمایا اور قلعہ اٹک دریای سندھ کے کنارے بڑا مضبوط تعمیر کیا
اور فوج شاہی کابل کے مہم پر مامور ہوکر فتحیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندہار و افغانستان اکبری تسلط مین
آگئی اس مہم سے فراغت پاکر بادشاہ لاہور پہونچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ بھگوانداس کے بیٹی کے
ساتھ بڑی دہوم دہام سے کی ۹۹۵ھ مین شہزادہ سلیم کے گہر راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے بطن سے بمقام
لاہور بیٹا پیدا ہوا جسکا نام خسرو رکہا گیا ۹۹۶ھ مین تمام سال بادشاہ لاہور مین رہا ۹۹۷ھ کے آغاز ہوتے
ہی بادشاہ کشمیر کے سیر کو گیا وہان سے واپس آکر لاہور مین پھر بڑا جشن منعقد ہوا اور تمام شہر مین آئینہ بندی
ہوکر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے صوبہ کے نام تاکیدی حکم جاری ہوا کہ پہلے چہوٹے قلعہ کو مسمار کرکر
بڑا قلعہ پختہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو ۹۹۹ھ مین بھی بادشاہ بمقام لاہور وقوف
افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گہر راجہ موٹہہ کے لڑکی کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام شہزادہ خورم قرار پایا
۱۰۰۰ھ مین بادشاہ پھر کشمیر کے سیر کو گیا اور فصل بہار وہان رہ کر واپس آیا ۱۰۰۲ھ مین تیسرا جشن سالگرہ کا
لاہور مین ہوا اور شہزادہ خورم کا اتالیق راجہ مانسنگہ مقرر ہوکر ولایت اوڑیسہ کی شہزادہ کے جاگیر مین عطا
ہوئی اوسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور مین بنایا حوض تہہ خانے کے درجے مین ایک مکان
تہا جسمین طرح طرح کے پہول اور پوشاکین اور کتابین رکہی تہین اور فرش فروش سے آراستہ تہا حوض کے
کنارے ایک تہہ بند طلسم کار رکہا رہتا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اوس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اوتار کر
اوس تہہ بند کو کمر مین باندہ لیتا اور حوض مین کود کر غوطہ لگاتا غوطہ لگاتے ہی جب وہ آنکہ کہولتا تو اپنے آپ کو
اوس مکان کے اندر پاتا پہر وہ تہہ بند کو اوتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشاکون مین سے ایک پوشاک
پہن کر مکان کی سیر کرتا کتابین دیکہتا جب چاہتا کہ اوس مکان سے باہر آوے تو وہان کے پوشاک اوتار کر وہی
اگلا تہہ بند باندہ لیتا اور آنکہین بند کرکے بیٹہ جاتا جب کہولتا تو اپنے آپ کو حوض کے اندر کہڑا ہوا پاتا
اس عجیب طلسم کی سیر خود بھی بادشاہ نے کی اور بڑا بھاری انعام حکیم کو بخشا ۱۰۰۵ھ دکن کی فتح کی خبر بادشاہ
کو بمقام لاہور پہونچی اور بڑا جشن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوافی کو دیوان
میر مراد دکہنی کو بخشی خیر اللہ کو کوتوال مقرر کرکے اکبرآباد کو کوچ کیا مگر پہر لاہور تک آنے کا اتفاق نہوا
اور ۱۰۱۴ھ مین عالم فانی کو کوچ کیا اکبر بادشاہ کے مرنے کے بعد شہزادہ سلیم الملقب بہ نور الدین
محمد جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اوسکے وقت مین محمد قلی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی گجرات پر
ہوئی اور دلاور خان افغان صوبہ پنجاب قرار پایا ابتدائی سال جلوس مین شاہزادہ خسرو بادشاہ کے حقیقی

بیٹے نے سلطنت کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور دار الحکومت سے باپ کی بلا اجازت اُٹھ کر چلا آیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ
با فوج کثیر خواہ شہزادہ کے تعاقب سے آیا دلاور خان صوبہ لاہور نے شاہزادے کے پہونچنے سے اول ہی لاہور پہونچکر
شہر کے حصار پر توپین چڑہا دین اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچ کر شہزادہ کو خبر پہونچی کہ امیر الامرا معہ فوج
بیاس کے کنارے متصل سلطانپور آ پہونچا ہے اسواسطے فی الفور اوسطرف کوچ کیا اور فریقین مین سخت لڑائی
ہوئی اگرچہ شاہزادہ کی فوج بہت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادے کی کم نصیبی سے اوسکو شکست ہوئی
اور ابتر حالت کے ساتھہ وہانسے بھاگا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادے کے گرفتاری کے اشتہار
جابجا بھیجی گئی اوسوقت شہزادہ نے بصلاح مرزا حسن بیگ بدخشی جاگیردار رہتاس کے جو اوسکا بڑا مشیر و
خیر خواہ تھا کابل کے سمت کو جانیکا ارادہ کیا جب دریای چناب کے کنارے گذر شاہپور پر پہونچا تو کشتی نہ پائی وہانسے
سودرہ کے گذر کے طرف آیا وہان ایک کشتی ملی اور ملاحون کو حکم دیکر شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا مگر ملاح کو [illegible]
بادشاہی انعام کے طمع کے سبب سے بد نیتی آگئی اور کشتی کو ریتہ کے طرف لیگیا جب کشتی ریتہ مین پھنس گئی تو ملاح دریا
مین کود پڑا اور تیر کر کنارے آ پہونچا اور سودہرہ کے چودہری کو خبر کر دی وہ اوسیوقت میر ابو القاسم گجرات کے
فوجدار کے پاس آیا اور شاہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور بہت سا لشکر لیکر وہان جا پہونچا اور شہزادہ کو
معہ اوسکی امیرون و مشیرون کو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا بادشاہ نے شہزادے کو سخت قید کیا اور
حسن بیگ اور عبد الرحیم دونو اوسکی مصاحبون کو گاے اور گدہے کے چمڑے مین سلوا کر مار دیا اور باقی باغیون کے
مارنے کیواسطے شہر کے دروازے سے شہزادہ کامران کے باغ تک برابر سولیان نصب ہوئین اور سب کے سب شہزادہ
کے روبرو سولی پر چڑہائی گئی بعد اُس انتظام کے بادشاہ کابل کو چلا گیا اور دو برس کے بعد واپس آیا اسی عرصہ مین
بادشاہ کو خبر پہونچی کہ شہزادہ خسرو نے قید مین [illegible] نور الدین آصف خان کے بیٹے کو جو اسکا محافظ تھا اپنے ساتھ
ملا لیا اور اوسکی معرفت چار سو سے زیادہ امرای بادشاہی نے شاہزادہ کے ساتھہ سازش کر لی اور سب کے سب
اسبات پر مستعد ہوگئے ہین کہ وہ بادشاہ کو قتل کرکے شہزادہ کو تخت پر بٹھلائین بلکہ مخبر نے اون سب امیرون کے
نام کی ایک فہرست خاص شہزادے کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی بادشاہ کے خدمت مین پیش کر دی یہہ خبر پاکر بادشاہ
نے قلعہ لاہور مین دربار عام کیا اور نور الدین محمد شریف اعتماد الدولہ و امتیاز خان شہزادے کے محافظ کو
قتل کیا اور سب کے نسبت چشم پوشی کرکے فہرست کی کاغذ کو سب کے روبرو جلا دیا اور شہزادہ کو تشہیر کرکے سخت تر
قید مین رکھنے کا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دار الخلافت کو کوچ کیا اور حلیم خان صوبہ دار اور قوام الدین
دیوان پنجاب کا قرار پایا سنہ ۱۰۱۹ مین مرتضی خان پنجاب کا صوبہ بنا ۱۰۲۱ مین پنجاب کے ملک مین ایک عجیب طرح کی
وبا نمودار ہوئی کہ یعنی اول ایک چوہا مکان مین سے نکلتا اور در و دیوار سے سر کو ٹکرا ٹکرا کر مرجاتا اوسکی

مرنے کے بعد اگر کل آدمی اوس گھر کے جنگل کو نکل جاتے تو بچ جاتے ورنہ سب کے سب ایک ہی مرتبہ مرنے لگتے اس
وبا کے زور سے گانوں کے گانو اور محلوں کے محلے ویران ہوگئے یہہ وبا اول پنجاب میں نمودار ہوئی پھر کشمیر و بہار و
ہندوستان کے ملکوں میں بھی اسکا اثر پہونچا ۱۰۲۸ھ میں بادشاہ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ
آگرہ سے لاہور تک سڑک پر دو طرفہ درخت لگائے جاویں اور مینار و سرائین تعمیر ہوں مگر بادشاہ لاہور نہ آیا
اور کلانور کے راستے کشمیر کو چلا گیا کشمیر کے سیر کے بعد دارالدولت لاہور آیا اور اسکا نات شاہی جو قلعہ کے
اندر تعمیر ہو رہے تھے اونکا معاینہ کرکے ہندوستان کو چلا گیا ۱۰۳۱ھ میں بادشاہ کانگڑہ کے پہاڑ کے سیر کو گیا اور
وہان سے لاہور آیا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر پہونچی یہہ خبر سنکر بادشاہ غضبناک ہوا
اور شہزادہ کی جاگیر جو حصار میں تھی اوسکی ضبطی کر کے شہزادہ شہریار کے نام مقرر فرمائی اور رنجش کا سبب
یہہ تھا کہ نورجہان بیگم بادشاہ کی معشوقہ جسکو بادشاہ دل و جان سے چاہتا تھا شہزادہ شہریار کو بہت چاہتی تھی
اور علاقہ دھول پور شہریار کے جاگیر میں تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ کے زبانی حکم
کے ذریعے سے دھول پور کا علاقہ اپنی جاگیر میں کرالیا اور اپنا ناظم وہان مامور کر دیا مگر شہریار کے عامل نے
قبضہ نہ دیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اس بات پر بادشاہ سخت غضبناک ہوا یہہ خبر سنکر شاہزادہ خورم بر ملا
باغی ہو گیا اور دکن سے اکبر آباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے
مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کشمیر کی راہ لی کشمیر کے سیر کے بعد کابل
کے ملک کو معاینہ فرمایا ۱۰۳۷ھ میں بادشاہ حسب العادت جو ہر سال بہار کے موسم میں کشمیر جاتا تھا کشمیر گیا تو
بسبب سردی آب و ہوا ضیق النفس کے مرض نے زور کیا اور اوسی مرض کے صدمہ سے جان بحق تسلیم کی آصفخان
و نورجہان بیگم بادشاہ کی نعش لاہور لائے اور نورجہان کے باغ میں دفنا دیا راستہ میں آصفخان وزیر نے
حسب الحکم نورجہان بیگم اپنی ہمشیرہ اور مصلحت وقت کی شاہزادہ شہریار کو بادشاہ بنایا اور
لاہور کے اندر شہزادہ داور بخش نے مجلس شاہی اجلاس کیا جب شہریار لاہور پہونچا تو دو
شہزادوں میں لڑائی ہوئی آخر داور بخش پکڑا گیا اور شہریار کے حکم سے اندھا کیا گیا اتنے میں خبر ہوئی
کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبر آباد آ پہونچا اور بخطاب شاہجہان بادشاہ غازی سلطنت کے تخت پر جلوس کیا
چونکہ یہہ کل معاملہ بسازش و اجازت آصفخان وزیر کے ہوا تھا یہہ خبر پاکر وزیر نے فی الفور شہریار کو
قید کر لیا اور سب شہزادوں کے بحالت قید ہمراہ لیکر اکبر آباد گیا وہان پہنچ کر کل شہزادوں کو کہ تعداد
میں پانچ تھے شاہجہان نے قتل کر کے خود بادشاہ بنا اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا
خطاب پایا اور ابو الحسن آصفخان کے سپرد نظامت پنجاب کی ہوئی اور شاہ جہانگیر کے مقبرہ کی تعمیر کا حکم

حکم حکام نفاذ پایا تیسرے سال جلوس کے محمد علیم الدین طبیب وزیر خان کا خطاب پاکر صوبہ لاہور پر مقرر ہوا اور
لاہور میں اوسنے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں اوسکی عمارتوں میں سے مسجد وزیر خان اب تک یادگار ہے نواب
سعد اللہ خان وزیر نے بھی دو حویلیاں بڑی بڑی عالیشان لاہور میں تعمیر کیں ۱۰۴۶ھ میں بادشاہ خود
لاہور میں آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتوں کے تعمیر کے واسطے تاکیدی احکام نافذ کئے اور سرائے
گولیان والی وغیرہ بھی تیار کی گئی ۱۰۴۸ھ میں نواب علی مردان خان قلعہ دار قندہار خدمت میں حاضر ہوا
اور عرض کی کہ قندہار کا قلعہ حسب الارشاد حضور کے شاہی فوج کے سپرد کر دیا گیا بادشاہ اس خدمت کے بجا
لانے پر از حد بہت خوش ہوا اور اوسکو کشمیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ بادھو پور سے ایک نہر کھود کر واسطے سیرابی
باغ شالامار کے لاہور تک لادے اوسی سال نواب وزیر خان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہو کر علی مردان خان صوبہ
مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کشمیر سے آنے تک صوبہ داری لاہور کی خواجہ اسحق خان نائب صوبہ کے سپرد ہوئی
۱۰۵۵ھ میں چوتھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال میں نور جہان بیگم فوت ہو کر لاہور میں مدفون ہوئی
۱۰۶۱ھ میں کل پنجاب کا ملک شہزادہ دارا شکوہ کے جاگیر میں عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور میں بہت
بڑی عمارات مثل روضہ حضرت میاں میر و مقبرہ ملا شاہ قادری و چوک دارا شکوہ وغیرہ لاکھوں روپیہ
خرچ کر کے بنوائیں اوسکے وقت میں لاہور کی آبادی بہت بڑھ گئی اور اصلی شہر سے دو چند ان شہر جدا
بستی باہر آباد ہو گئی ۱۰۶۸ھ میں شاہجہان بادشاہ بیمار ہوا اور دارا شکوہ اپنے باپ کی تیمار داری کے واسطے
لاہور سے آگرہ کو چلا گیا وہاں جاکر اپنے بھائیوں کی سخت لڑائیاں ہوئیں اور بادشاہ کو عالمگیر اورنگزیب نے
قید میں کیا اور دارا شکوہ عالمگیر سے شکست کھا کر لاہور پہنچا مگر اورنگزیب نے اوسکا تعاقب کیا ہوا
تھا اسواسطے دارا شکوہ کشتی کے راستہ ملتان کو پہنچا اوسکے جانے کے بعد عالمگیر نے مسمی طاہر خان کو اپنی طرف سے
لاہور کا صوبہ بنایا اور خود دارا شکوہ کے تعاقب میں ملتان کی طرف چلا گیا اور پھر دہلی پہونچکر
اور خطاب ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی
کا پاکر تخت نشین ہوا ۱۰۷۳ھ میں عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی نظامت
سپرد کر کے کشمیر کو روانہ ہوا اور اسی سنہ میں فدائی خان کوکہ کے نام تاکیدی حکم نافذ ہوا کہ قلعہ کے غربی طرف
ایک مسجد عالیشان بعمارت سنگ سرخ تعمیر کرائی چنانچہ عمارت شروع ہو کر ۱۰۸۴ھ میں باختتام پہونچی
۱۱۱۸ھ میں پھر بادشاہ جنت نصیب ہوا اور محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اوسکا بیٹا
اپنے بھائیوں کا فیصلہ تمام کر کے تخت نشین ہوا اوسکے وقت نظامت پنجاب کی نواب منعم خان کے تفویض
ہوئی چونکہ مسمی بندا جوگی گرو گوبند سنگھ کے چیلے نے اوسوقت پنجاب میں سخت فساد برپا کیا ہوا تھا اسواسطے

بادشاہ خود لاہور میں آیا اور شالامار باغ کے پاس فرودکش ہوا اور لاہور میں ہی بیمار ہو کر بسال ۱۱۲۴ ہجری
مر گیا نعش بادشاہ کی دہلی بھیجی گئی اور دربارہ حکومت ممالک محروسہ کے نواب ذوالفقار خان بخشی نے یہہ
تجویز کی کہ دریای راوی کے دہنے کنارے سے لیکر پشاور و کابل کا حاکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبرآباد کہ
تا انتہائے جنوب صوبجات جنوب دکن و خاندیش و برہانپور وغیرہ شہزادہ محمد جہان کے تصرف میں رہے اور لاہور
و دہلی و مستقر الخلافت اورنگ آباد و بنگالہ و ملتان و ٹھٹھہ متعلق شاہزادہ محمد معز الدین کے رہے اور بادشاہی
کل ملک کی بنام معز الدین قرار پاکر خطبہ و سکہ اوسکا اجرا پاوے یہہ تجویز تینون بھائیون کی باہم قرار پائی
اور چوتھے بھائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینے کی نیت ہوئی یہہ خبر پاکر شہزادہ عظیم الشان
جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور آپس میں سخت لڑائی بمقام لاہور ہوکر عظیم الشان قتل ہوا اور مال و دولت
کثیر اوسکا باہم تینون بھائیون کے تقسیم ہونے لگا مگر تقسیم کے وقت اتفاق نرہا اور دو ایکطرف اور ایک ایکطرف
ہوگئے اور ایسی سرگرمی کے ساتھہ جنگ کیا کہ دونو مارے گئے اور محمد معز الدین جہاندار شاہ
تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کریم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کر کے قصہ پاک کیا بعد اس انتظام کے بادشاہ نے
دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کی نواب زبردست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صوبہ بہار میں شاہزادہ فرخ سیر
شہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تھا باپ کے قتل کی خبر پاکر اوسنے سید عبد اللہ قطب الملک و سید حسین علیخان
و سید ناصر الدین علی و سید سیف الدین و نجم الدین سادات بارہہ سے اپنی مدد کے واسطے التجا کی اور بڑی
فوج لیکر دہلی پر چڑھ آیا اور جہاندار شاہ کو شکست دیکر اور بخطاب جلال الدین محمد فرخ سیر
بادشاہ مخاطب ہوکر تخت نشین ہوا اوسکے وقت میں نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ نے بڑی بہادری
سے بندا جوگی گورو گوبند سنگہ کے چیلے کو پنجاب کے ملک سے گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہان جاکر
وہ مقتول ہوا اس خدمت کے عوض میں عبد الصمد خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی اوسنے انتظام پنجاب کا بخوبی
کیا پھر جب بارہہ والے سیدون نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور ابو الفتح روشن اختر
محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبد الصمد خان ناظم ملتان اور نواب زکریا خان المشہور
خان بہادر نواب عبد الصمد خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکھپت رای کے سپرد
ہوئی اس صوبہ نے سکھون کا شور و فساد شایستہ تدبیرون کے ساتھہ خوب رفع کیا اور آدینہ بیگ خان کو
فوجدار بناکر ملک دامن کوہ شمالی کے انتظام پر مامور کیا اوسنے وہان جاکر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور بہادلی
بنائی اس ناظم کے وقت میں نادر شاہ بادشاہ ایرانی حسب الطلب نواب نظام الملک وزیر دہلی
کے جسکے محمد شاہ بادشاہ کے ساتھہ صفائی نہتھی براہ پشاور پنجاب میں وارد ہوا نواب زکریا خان نے

اگرچہ نادرشاہ سے جنگ کیا مگر شکست کہائی اور قلعہ لاہور میں محصور ہوا اور بادشاہ سے امان مانگی بادشاہ
نے بیس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہاتھی زکریا خان سے لیکر اوسکو امان دی اور خلعت دیکر اپنی طرف سے لاہور کا
صوبہ بنایا بعد ازاں انتظام کے نادرشاہ دہلی کو گیا اور بعد قتل و غارت دہلی دولت بے انتہا لیکر کابل کو
چلا گیا بعد چندے پھر کابل سے ملتان تک آیا اور حیات اللہ خان عبد الصمد خان کے بیٹے کو شاہنواز خان کا
خطاب دیکر ہرات و سیستان ایران کو روانہ ہوا اور راستہ میں مقتول ہوا اوسکے مارے جانے کے بعد احمد شاہ
ابدالی نے قندہار کے قلعہ میں بادشاہی جلوس کیا اوسکے وقت میں نواب زکریا خان صوبہ لاہور مر گیا اور
یحییٰ خان اوسکا بیٹا حاکم بنا اوسکے وقت میں سکھوں نے بہت سر اوٹھایا اور جسپت رای دیوان لکہپت رای
کے بھائی کو جو ایمن آباد کا فوجدار تہا اجتماع کرکے مار ڈالا اسواسطے خود دیوان لکہپت رای فوج لیکر سکھوں کے
سر پر جا پہونچا گروہ اوسکے جانے سے اول بھاگ کر جموں جا پہونچے لکہپت رای جموں گیا اور سکھوں کو محاصرہ
کرکر بہت سے سکھوں کو وہیں قتل کر دیا اور دو ہزار سکھ کو مقید کرکے لاہور لے آیا اور نخاس کے چوک میں سب
گردن مارے گئے جہاں اب حقیقت سنگہ کے وقت سکھوں نے شہید گنج بنایا ہوا ہے اوسوقت بعد ایک عام اشتہار
ہوا کہ جو کوئی شخص سکھ کو قتل کرکے سر اوسکا حاضر لاوے انعام پاوے اس حکم کے جاری ہونے سے ہزاروں سکھ
قتل ہوئے اور ہزاروں روپیہ قاتلوں نے انعام پایا اوسی عرصہ میں شاہنواز خان ملتان کا صوبہ اپنے باپ عبد الصمد
خان کے جائداد کا جو بنام لاہور تہی یحییٰ خان پر دعویدار ہوکر لاہور آیا پہلے تو چندے بذریعہ معرفت صورت سنگہ نائب
دیوان کے سوال و جواب ہوتے رہے پہر عیدگاہ روز آیا اور دونوں طرف سے مقابلہ بمقام عیدگاہ نماز پڑہنے گئے
وہاں دونوں کا آپسمیں تکرار ہو پڑا اور لڑائی ہوکر یحییٰ خان گرفتار ہوا اور شاہنواز خان بادشاہی اجازت کے بغیر لاہور
صوبہ بن بیٹھا اور دیوان لکہپت رای بھی قید ہوکر محبس خانہ میں رکھا گیا تہوڑے دنوں بعد یحییٰ خان قصوری پٹہانوں
کے سازش سے قید سے بھاگ کر دہلی کو روانہ ہوا اور اوسکے جانے کے بعد شاہنواز خان کو جو بلا اجازت خود بخود
حاکم بنا ہوا تہا سخت اندیشہ پیدا ہوا اسواسطے اوسنے محمد نعیم خان اپنے معتمد کو کابل کیطرف روانہ کیا اور احمد شاہ
ابدالی کی خدمت میں درخواست تشریف لانے کی کی اوسکے کہنے سے احمد شاہ فی الفور پنجاب کو آیا اور شاہ درہ کے مقام
سے پہلے تو غرا خان اپنے ایک معتمد کو چند سوالات کے تصفیہ کے واسطے شاہنواز خان کے خدمت میں بھیجا مگر اوس
درانی وکیل نے اپنی سخت کلامی سے شاہنواز خان کو درہم برہم کر دیا اور بلا تصفیہ معاملات کے واپس گیا
اسلئے پہلے اس کے مقام سے احمد شاہ نے جہانبر شاہ اپنے شہزادہ کو روانہ لاہور کیا اوسنے آکر شاہنواز کے ساتھ
نہایت ہی سخت کلامی کی علاوہ اسکے شاہنواز خان اس عرصہ میں بذریعہ وزیر قمر الدین خان کے شاہ دہلی کا
ملازم ہو چکا تہا اور ... سپاہی مار شاہ وکیل کو گردن مارا گیا یہ خبر پاکر احمد شاہ سخت غضبناک ہوا اور اوسنے

سے نکلی جو بلغار لاہور آ پہونچا اوسوقت دریای راوی سے عبور ہونے کیا تھا کہ شاہنواز خان نے میر ہدایت بیگ بدخشی
بخشی کو ترجی بہاری لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عند المقابلہ اگرچہ لاہوری فوج درانی فوج سے
دس حصہ سے زیادہ تھی مگر قضا و قدر کے اقتدار سے درانیون نے فتح پائی اور لاہوری لشکر نے شکست کھائی بعد
فتح پا کر احمد شاہ درانی شہر لاہور اوتر آیا اور مغل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیون نے لوٹ لیا اوسوقت
شاہنواز خان تو دہلی کو بھاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہوکر میر مومن خان اور قصوری پٹھانون
کو جو لعلیت ہاتھ لگا دیئے یحیی خان کے معہ دیوان لکھپت رائے کے قید سے رہائی دی دیوان لکھپت رائے ناظم بنا
اور قصوری افغان میر مومن خان اوسکی نائب و مشیر کار مقرر ہوئی اس انتظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ
ہوا چونکہ بادشاہزادہ احمد شاہ وزیر قمر الدین خان اوصفدر جنگ و میر معین الملک کو ہمراہ لیکر دہلی سے بغرض
انتظام پنجاب کے دہلی سے پنجاب کی طرف چلے آئے تھے دونو لشکرون کا مقابلہ سرہند کے مقام پر ہو گیا اور لڑائی
شروع ہوئی وزیر قمر الدین خان توپ کے گولے سے قتل ہوا مگر میر معین الملک اوسکے بیٹے نے اپنی سرگرمی کے
ساتھ لڑائی کی کہ درانی فوج بھاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بحالت ناچاری پسپا ہونا پڑا میر معین الملک
نے دریای ستلج تک درانیون کا تعاقب کیا اوس مقام سے شہزادہ احمد شاہ تو محمد شاہ بادشاہ اپنے باپ کی
علالت کی خبر سنکر دہلی کو واپس گیا اور میر معین الملک معہ فوج لاہور آ پہونچا اور فی الفور حکومت
پنجاب کی اپنے قبضہ مین کر لی اوسوقت سکھونکا پنجاب مین بڑا زور شور تھا اور امرتسر کے پاس اونہون نے
ایک کچا قلعہ بنا کر رام رونی نام رکھا تھا اکثر اوسی مقام پر اونکا اجتماع ہوا کرتا میر معین الملک نے
وہ قلعہ گرا دیا اور ایک اشتہار عام کل رعایا کے نام اس مضمون سے جاری کیا کہ جو سکھ کہیں ملیگا وہ
وہ اوسکو پکڑ لے اور داڑھی کیس اوسکی مونڈ ڈالے اگر صوبہ کی خدمت مین حاضر لاوے تو انعام پاوے اس حکم
کے جاری ہونے ہی ہزارون سکھون کے سر اور ڈاڑھیان استرے چل گئی اور مقتولون کا کوئی تعداد نہ رہا اکثر لوگ
بھاگ گئے بعض سکھون نے خود بخود کیس مونڈ ڈالے اور مومن بن گئے اسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر معین الملک
انتظام پنجاب کا کر ہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے پھر دریای سندھ سے عبور کیا یہ خبر پا کر صوبہ نے دہلی سے
لشکر منگوایا مگر نہ آیا تو بحالت ناچاری بدین بہانہ پنجاب کو غارت سے بچایا کہ احمد شاہ کی خدمت مین
لکھ بھیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون آپ جو چاہین سو کرین اور خود بھی معہ فوج لاہور سے روانہ ہو کر مقام
سوہدرہ دریای چناب کے کنارہ پر جا اترا احمد شاہ نے جو میر معین الملک کے سچا دلیرون سے واقف تھا
اطاعت کو غنیمت جانا اور لکھا کہ آمدنی تعلقہ سیالکوٹ و گجرات و پسرور وغیرہ جو بادشاہ لیتا تھا ہمکو
دینا قبول کرو تو ہم واپس اپنے ملک کو چلے جاوینگے اس بات کو حسب موقع وقت میر منو نے قبول کیا اور عہدنامہ

واپس اپنے ملک کو چلا گیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے انتظام کی جب دہلی مین پہونچین تو ارکین دربار کو حسد پیدا ہوا اور شاہنواز سابق صوبہ دار لاہور کو صوبہ ملتان کا بنا کر دہلی سے روانہ کیا اور یہ تجویز کی کہ میر منو کا دخل ملتان سے اوٹھا دیا جاوے میر منو نے یہہ بات سنکر فوراً دیوان کوڑا مل اپنے دیوان کو فوج دیکر ملتان بھیجا یہہ بہادر دیوان جب ملتان پہونچا اور شاہنواز خان کے دخل کا مانع ہوا تو فریقین مین لڑائی ہوئی شاہنواز خان مارا گیا اس خدمت کی انجام کے بعد دیوان کوڑا مل ملتان کا ناظم بنا اور راجہ کوڑا مل خطاب پایا ایسی ایسی جھگڑون کے سبب سے جب میر معین الملک سے حسب الاقرار روپیہ کابل نہ بھیجا تو تیسری مرتبہ احمد شاہ دریای چناب پر آموجود ہوا اور چھون کھتری اپنے معتبر کو روپیہ مانگنے کے واسطے لاہور کی طرف روانہ کیا میر منو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کابل کو چلی جاوے تو مین روپیہ دیتا ہون چھون ایلچی کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میر منو مع فوج اوسکے پیچھے پیچھے چلدیا اور دیوان کوڑا مل ملتان اور آدینہ بیگ خان دوابہ جالندھر سے معہ فوجون کے بلائے گئے لاہور کی فوج جب چناب پر پہونچی تو احمد شاہ کی فوج دریا کے کنارہ سے اوٹھکر مشرق کی طرف چلا اور تیری اتفاقاً دونو فوجون کا آپس مین خفیف سا مقابلہ ہو گیا مگر میر منو نے وہان جنگ کرنا مناسب نسمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا جب قریب لاہور کے پہونچے تو میر منو اپنی مورچون مین جو پہلی سے تیار کر رکھی تھے گھس گیا اور چار مہینے تک نہ نکلا فریقین کے فوجین اپنی اپنی مورچون مین ایک دوسری کے تماشا منتظر رہین جب غلہ کی تنگی اور گرانی حد نہایت پہونچی تو میر منو نے اپنی فوج مورچہ سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی آخیر اسی میدان مین دو راہیون کو فتح ہوئی دیوان کوڑا مل مارا گیا میر منو نے شکست کھائی اور داخل لاہور ہوا اور درانی فوج شالامار مین جا اوتری میر منو نے جب دیکھا کہ اسکے سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہین ہے تو خود جا کر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی بڑی عزت کی اور خانسجان اپنی ایک امیر کو پیشوائی کے واسطے بھیجا فریقین مین بڑی تپاک سے ملاقات ہوئی پچاس لاکھ روپیہ لیکر دوبارہ نظامت کا خلعت میر منو کو عطا ہوا عبد اللہ خان سپہ سالار بڑی فوج کے ساتھ کشمیر کے فتح کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میر منو کا مقدمہ برابر ہو گیا تو سکھون کی خوب بن آئی تھی گانوگانو اونہون نے لوٹ کر اوجاڑ دیے تھے احمد شاہ کے جانے کے بعد میر منو بہت سکھون کے انتظام مین مصروف ہوا اور سنا کہ بڑا اجتماع سکھون کا اب موضع ادان مین جو لاہور سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے ہوا ہے اسواسطے میر منو اپنی فوج لیکر شتاب وہان جا پہونچا اور بہت سے بیشمار قتل کیے گئے اسی سفر مین میر معین الملک شکار کھیلتا ہوا گھوڑے سے گرا اور اوسی صدمہ سے جنت نصیب ہوا اگرچہ میر امین الدین چار برس کا بیٹا اوسکا باقی رہا مگر وہ بھی دس مہینہ بعد چیچک نکلکر مر گیا اور مراد بیگم میر منو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنے قبضہ مین کی

دہلی اور کابل کی طرف عرضیان بھیجکر اپنی تقرری کی سندین منگوالین مراد بیگم کے دربار کے بڑے امرا کو
نواب میر بھکاری خان بانی مسجد طلائی و میر مومن خان و آدینہ بیگ خان تھے مگر تھوڑے ہی دنون بعد اعتماد
مراد بیگم کا اون پر نہ رہا اور کابل سے ایک امیر خان جہان نام اوسنے بحکم احمد شاہ منگوا کر مختار کل بنایا
اوسکے آنے سے بھکاری خان بے اختیار ہوگئے آدینہ بیگ خان تو اپنے علاقہ دوآبہ بست مین چلا گیا میر مومن خان نے
دربار کی آمد و رفت موقوف کی نواب بھکاری خان کو مراد بیگم نے زنانہ محل مین بلوا کر کنیزکون کے
ہاتھہ سے مروا ڈالا اوسکی شہادت کا صرف یہی باعث تھا کہ نواب میر بھکاری خان آدمی جوان و
حسین و جمیل کو نیکذات فقیر عابد زاہد تھا مراد بیگم اوسکے حسن و جمال پر فریفتہ تھی طالب وصال تھی مگر بھکاری خان
زنا کو حرام جانتا عورت کا کہنا نمانتا جب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکھائی مراد بیگم
نے اوسکو گھر بلایا اور وہی سوال درمیان مین آیا جب اوسنے انکار کیا ناحق خواری کا اظہار کیا تو وہ
غضبناک کمال ہوئی غصہ سے لال ہوئی اور کنیزکون کو حکم دیکر اوس بیگناہ سید عالیجاہ کو محلون کے
اندر ہی پھانسی دیدیا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکھون کے ڈاکے پڑنے لگے گانو اجڑنے
لگے ملک بیچراغ نہ کوئی حاکم نہ داور رہا یا برباد یہہ خبر جب دہلی مین بدربار احمد شاہی پہونچی تو غازی الدین
عماد وزیر پنجاب کے انتظام کیواسطے مامور ہوا مراد بیگم نے جب جانا کہ اب ناظم سلطنت آتا ہے ملک میرے ہاتھہ
سے جاتا ہے تو اوسنے اپنا وکیل بھیجکر وزیر کے ساتھہ اپنی شادی کی ٹھہرائی اور خود جاکر مقام ماچھیواڑہ
وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کر لیا اور بی بی میان باتفاق ایک دوسرے کے لاہور پہونچے وزیر نے اپنی
طرف سے ایک شخص سید جمیل نام کو پنجاب کا ناظم بنایا اور مراد بیگم کو اپنے محلون مین رہنے کا حکم دیا اس بات سے
بیگم ناراض ہوگئی اور وزیر سے پوشیدہ بھاگ کر کابل پہونچی اوسکی ترغیب سے احمد شاہ چوتھی مرتبہ پنجاب
مین آیا اوسکے آتے ہی سید جمیل ناظم دہلی کو چلدیا احمد شاہ بھی اوسکی پاشنہ کوب دہلی پہونچا اور دہلی
فتح کر کر احمد شاہ بادشاہ چغتائی کو پھر تاج بخشی کی اور سرہند تک اپنے ملک کی سرحد مقرر کر کر لاہور آیا
اور شاہزادہ تیمور اپنے بیٹے کو اسنے پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کے دربار مین جو
خان جہان مراد خان وزیر منتظم امیر تھے جنکی شایستہ تدبیرون سے پنجاب کا انتظام بہت اچھا ہوگیا اور
شہزادہ خود بھی آدمی بڑا عقیل و حلیم الطبع و سخی تھا اوسکے وقت سکھہ جب جابجا اپنے گھرونمین جا بیٹھے تھے مگر
یہہ عمدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب سے ٹوٹ گیا اوسکا مجمل حال یہہ ہے کہ جب شہزادہ تیمور
پنجاب کا ناظم بنا تو اوسنے آدینہ بیگ خان کو دوابہ بست سے اپنے سلام کے واسطے بلایا مگر وہ نہ آیا اور چند
مدت تک باخفیہ در خفیہ عذرات لکھتا رہا آخر اوسکی حاضری کیواسطے فوج درانی مامور ہوئی یہہ خبر پا کر اوسنے

مرہٹون کو جو دہلی کے گرد و نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکون مین قابض ہوگئی تھی پنجاب مین بلایا اور مرہٹون کے
سردار ملہار راو و جنکو رام مع پلٹن لاکھ سوار کے ستلج پار آپہونچے اونکی آتے ہی آدینہ بیگ خان اونکی شامل ہو
اور وہ کوچ بکوچ لاہور کیطرف آئے یہہ خبر پاکر شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت ترک کی اور کابل کو چلا گیا
مرہٹون نے پنجاب مین آکر بے جنگ و جدل اپنا تسلط جمایا راگھو جی سپہ سالار کے حکم اور آدینہ بیگ کی تجویز
سے حکومت لاہور کی خواجہ میرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر بنکر آدینہ بیگ خان
کے گرفتاری کیواسطے گیا تھا اور وہان جاکر اوسنے آدینہ بیگ کے ساتھ سازش کرلی تھی شام جی و رام جی
دو مرہٹہ کل پنجاب کے حاکم قرار پائے سہاجی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھ اٹک کے قلعہ مین مامور ہوا اور
آدینہ بیگ خان بدستور دوابہ بست جالندہر کا ناظم رہا تھوڑی سی مدت کے بعد خواجہ میرزا لاہور کے
حکومت سے معزول ہوکر کوہ جمون کیطرف بھاگ گیا اور دو کس مرہٹہ بالو راؤ و اودا راؤ لاہور کے
حاکم مقرر ہوئی ایسی نازک وقت مین سکھون لٹیرون کی خوب بن آئی تھی اور وہ یہہ لوٹ مار کرتے
تھے جب آدینہ بیگ خان نے سکھون کی یہہ حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر اون پر چڑھ آیا مگر
سکہہ ہاتھ نہ آئے اونہین دنون مین کوٹلی کے افغانون اور آدینہ بیگ کی آپسمین سخت لڑائی ہوئی اور جالندہر
کو ملیا میٹ کر ڈالا سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین پنجاب مین سخت قحط پڑا تمام ملک قحط کے صدمہ سے اور سکھون کے غارت سے
تباہ ہوگیا سنہ ۱۱۷۳ آدینہ بیگ خان مرگیا اور اوسی سال احمد شاہ درانی نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا جب
اٹک پر پہونچا تو کل مرہٹہ پنجاب سے نکلکر چلے گئے احمد شاہ درانی نے لاہور آکر کریم داد خان کو لاہور کا حاکم بنایا
اور زین خان کو سرہند وغیرہ کی فوجداری سپرد کی اور خود ہندوستان کیطرف چلا گیا اور وہان جاکر
مرہٹون کے ساتھ ایسی زور شور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج کو سونا
ہاتھ آیا و قتل کرتی ہوئی چلے گئے ایسی وقت پانی پت مین کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھ مرہٹون سے لڑنے
گئے تھے پنجاب مین سکھون نے خوب غدر مچایا جسا سنگھ آلووالیہ و جیت سنگھ کہنیہ و گوجر سنگھ و لہنا سنگھ نے امرتسر مین
جمع ہوکر لاہور کے لوٹنے کی تجویز کی اور ستلج پار دفعتاً آکر لاہور کا محاصرہ کرلیا اور حصار کے باہر کی عمارتون
کو آگ لگا دی اور جسکو پایا لوٹ لیا مکانات کے لگان اوتار لیے لاہور کا حاکم جب سخت تنگ ہوا تو اوسنے
سکھون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اونہون نے جواب دیا کہ اگر تم خالصہ جی کو کڑاہ پرشاد دکھلا دو تو جاتے ہین آخر
تیس ہزار روپیہ دیکر لاہور کے سر سے اونھون نے یہہ بلا ٹالی مگر حصار کے باہر کی آبادی مین سے کچھ باقی نرہی
جب احمد شاہ مرہٹون سے فتحیاب ہوکر آیا تو سربلند خان کو ناظم ملتان و زین خان کو حاکم سرہند و خواجہ عبید خان
کو حاکم لاہور بنایا اور ولایت کو کوچ کیا مگر راستہ مین سکھون نے شاہی لشکر کے ساتھ مزاحمتین کین

اور شجون ہاری مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی فساد کے رفع کرنے کے واسطے کابل جانا جلد تر ضرور تھا اوس وقت
اس گستاخی کی سزا وہ سکھون کو نہ دیسکا اور غصہ مین بھرا ہوا ولایت کو چلا گیا کابل پہونچتے ہی اوسنے
نورالدین خان نام سردار کو مع فوج سکھون کے سزا دہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب وہ سردار
مع فوج جرار دریای چناب سے وار اترا تو چڑت سنگہ سردار نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا چنانچہ
افغانی فوج کو شکست ہوئی اور نورالدین خان سیالکوٹ کے قلعہ مین بھاگ کر پناہ گزین ہوا
چڑت سنگہ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نورالدین بیچ و تاب سے بھاگ کر راجہ جمون کے پاس پناہ
پائی پھر چال سنگہ خواجہ عبید صوبہ لاہور اپنی فوج لیکر سکھون کی سزا دہی کیواسطے سوار ہوا لیکن اسنے
بھی عند المقابلہ شکست کھائی اس فتح کے بعد پنجاب مین سکھہ انا ربکم الاعلی کا دم بھرنے لگے اور سب
ملک کو روندا قلعہ اس گڑہی نشین جنڈیالہ پر جو مطیع الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا طرفدار تھا یورش کی اور
جنڈیالہ کا محاصرہ کر لیا تھا قلعہ اسنے اس حال کی عرضی بادشاہ کی خدمت مین بھیجی عرضی کے پہونچتے ہی احمد شاہ
بفوج خاطر خواہ بکوچ متواتر پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھہ تھوڑی سی لڑائی لڑ کر بھاگ نکلے اور ستلج سے اوتر
کر سرہند کے جنگلون مین جا چھپے یہ خبر پاکر زین خان سرہند کا صوبہ انکی سرکوبی کے واسطے سوار ہوا اور
رائے پور کے قریب سکھون سے پھر لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کہ زین خان کی فوج بھاگ نکلے کہ اتنے مین خود احمد شاہ
درانی رستم ثانی وہان جا پہونچا جب سکھون نے درانیون کے جھنڈے دیکھے تو چاہا کہ بھاگ جاوین مگر اوس وقت
کون بھاگنے دیتا تھا درانیون نے چارون طرف سے انکو گھیر لیا اور اسقدر قتل عام ہوا کہ عند الشمار بیس ہزار
نعش سکھون کی شمار مین آئی اس لڑائی کو سکھہ آج تک گھلو گھارا یعنی قتل بسیار کہتے ہین اس لڑائی کے بعد
الا سنگہ پٹیالہ والہ بھی بحالت قید بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور بخواست عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ
نے کئی لاکھہ روپیہ نقد اس سے لیکر گدی پٹیالہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب بھی دیا بعد اختتام اس مہم کے
احمد شاہ لاہور آیا اور نورالدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کرکے حکم دیا کہ جمون مل کابلی جو پہلا صوبہ کشمیر کا
باغی ہے اوسکو گرفتار کرکے حضور مین بھیج دیو اور راجہ جمون کی فوج اپنے ساتھہ لیکر کشمیر جا دے ابھی بادشاہ
لاہور مین ہی تھا کہ جمون باغی بحالت قید کشمیر سے آکر پیش ہوا اور بحکم بادشاہ اندھا کیا گیا اونہین
ایام مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بتقریب میلہ دیوالی کے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہ خبر سنتے ہی
بادشاہ شتابی امرتسر گیا مگر سکھون کو بادشاہ کے پہونچنے سے تھوڑی دیر پہلے خبر ہوگئی تھی اسواسطے
سب بھاگ گئے اور مکان خالی پڑا رہگیا بادشاہ نے جب سکھون کو نہ پایا تو غضب سلطانی جوش مین آیا
اور دربار اس کا مندر جو سکھون نے بڑے تکلف سے بنوایا ہوا تھا سرے سے نکلوا دیا اور تالاب کے سیڑھیان

بارود سے گرا ڈرادین کل تالابون مین مٹی ڈالکر زمین کے برابر کرادیے اور شہر کے اندر جو ہندو ملا سب کو
قتل کیا مکانات جلادئے رعایا کو لوٹ لیا یہہ کام جب انجام پاچکا تو بادشاہ لاہور آیا کابلی مل کھتری کو لاہور
کی نظامت عطا کی اور کابل کی سمت کو کوچ کیا بادشاہ کے جاتے ہی سکھہ پھر میدان مین نکل آئے پہلے انہون
نے قصور کو لوٹا اور بڑی دولت حاصل کی پھر بہت مجموعی سے سرہند پر چڑھ گئے وہان خوب لڑائی ہوئی زین خان
حاکم سرہند نے شہادت پائی سکھون نے شہر کو غارت کرکے آبادی کا نام نہ چھوڑا مکانات جلادئے مسجدین گرادین رعایا کو
لوٹ لیا اور بہرا انتقام گورو گوبند سنگہ کے وقت کا جو اوسکے دو بیٹے سرہند مین مارے گئے تھے سکھون نے دل
کھول کھول کر نکالا سرہند کی ویرانی کے بعد سکھہ لاہور کیطرف آئے اور محاصرہ کرلیا اور کابلی مل حاکم کو
کہلا بھیجا کہ اگر تو گاؤکش قصابون کو جو لاہور مین رہتے ہین قتل کرڈالے تو تمہکو امان ہے کابلی مل نے
بمصلاح وقت چند قصابان گاؤکش کو ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکلوا دیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے
احمد شاہ نے سنکر پھر پنجاب کیطرف توجہ کی مگر اوسکے آتے ہی خالصہ جی ہرن ہوگئے کسی آبادی مین کسی
سکھہ کا پتا ملا ناچار غصہ کہا کر جمون کے راستہ ولایت کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد پھر سکھہ فوج در فوج جنگلون سے
نکل آئے اور بلا مزاحمت جہان جہان کسیکو جا پا قبضہ کرلیا کابلی مل لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جمون تک
گیا تھا بسبب عدم جمعیت ہجوم سکھون کے پھر لاہور تک آنے نہ پایا لہنا سنگہ و گوجر سنگہ و سوبھا سنگہ سکھون نے لاہور
پر قبضہ کرلیا اور ایک شہر مین تین حاکم با اختیار بن گئے اور کابلی مل کے قبائل مدت تک انکی قید مین رہے
سوا اسکے گانو گانو قصبہ قصبہ شہر شہر سکھون کی عملداری جم گئی شاہی عملداری بالکل اوٹھہ گئی پھر خبر پاکر
احمد شاہ پھر پنجاب مین آیا اور سرافراز خان کو کشمیر سے طلب کرکر فوجداری رہتاس کی اسکو دی مگر بسبب
وقوع کسی بغاوت خانگی کے فی الفور واپس چلا گیا چند روز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا بجا
سکھون کی تلاش ہونے لگی مگر گرفتاری انکی خاطر خواہ عمل مین نہ آئی بادشاہ چندے لاہور مین رہا پھر دادو خان
پر اور مولوی عبد اللہ لاہوری کو حکومت پنجاب کی دیکر سرہند کو روانہ ہوا چونکہ اون دنون مین شہزادہ
تیمور اور بادشاہ کی کچہہ شکر رنجی وقوع مین آئی ہوئی تھی سرہند کے مقام سے بلااجازت شہزادہ تیمور ایک دستہ
بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے بلا اجازت اولٹا کرکے کابل چلا گیا اس بات کے وقوع مین آنے سے بادشاہ کو
سخت غم ہوا اور سرہند سے لوٹ کر ملتان ہوکر اپنی ولایت کو چلا گیا اوسکے جاتے ہی سکھون نے پھر اپنی
حکومتین سنبھالین اور تینون حاکم پھر لاہور مین آموجود ہوئے دادو خان ناظم نے بحالت ناچاری انکی
اطاعت قبول کی اور احمد شاہ پنجاب سے جاکر بسال ۱۱۸۶ھ بقضائے ربانی جہان فانی سے گذر گیا اوسکے بعد

تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کابل کے تخت پر بیٹھا ملک و امن کوہ مثل ڈیرہ جات پشاور

وکشمیر وغیرہ البتہ اوسکے وقت میں اوسکے زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب میں سوائے سکھون غارتگرون کے کسیکی
حکومت نہتھی تیمور شاہ کے بعد زمان شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسنے کابل سے لاہور
کیطرف توجہ کی اور لاہور میں چند ماہ رہا مگر ہرچند سکھون کو ڈھونڈھا کہیں نشان نملا ناچار واپس چلا گیا
اوسکے جانے کے بعد پھر وہی تینون سردار لاہور میں آموجود ہوئے اور سکھون نے جابجا اپنی قدم جمائے
سنہ ۱۲۱۲ ہجری میں پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہرچند چاہا کہ کسیطرح انتظام پنجاب کا درست
ہوجاوے اور اوسکی سلطنت پنجاب میں قیام پاوے آخر دیکھا کہ سکھون کے ہاتھ سے اوسکی سلطنت کی بنیاد اوکھڑ گئی میں تو پھر وہی
اپنی وسعت سے گذرا اور چندے یہان قیام رکھکر سکھون کی بہت جستجو کرائی مگر کہیں سے اونکی کوئی نشان نہ آئی گانو کے گانو خالی
پڑے دیکھے سوا اسی بادشاہ کوچ کرکے کابل کو چلا گیا وہان جا کے بسبب خرابی اپنے بھائی بندون کے مکحول ہو کر معزول الریاست
ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ آنے کے وقت بھی شہر لاہور حصار کے اندر سے بھی نصف سے زیادہ اجڑا ہوا
پڑا تھا اگر یہ گذرا اور محلون کے محلہ ویران تھے کیونکہ اہل شہر قحط کے صدمے اور سکھون کے لوٹ سے بھاگ کر
جابجا نکل گئے تھے غرض اسمقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صدہا سال پنجاب میں رہی تھی ختم ہوا فقط

دوسری تقسیم سکھون کے ظہور و عروج و حکومت کی بیان میں بابا نانک کے عہد سے لیکر مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض سلطنت تک

پنجابی زبان میں سکھہ کے معنی مرید یا چیلے کے ہیں اول بابا نانک نے اپنے مریدون کو اس لفظ سے
مخاطب کیا اور اوسکے مرید گورو کے سکھہ کہلائے نانک کے بعد تو سجادہ نشین برابر ایک دوسرے کے بعد
سجادہ نشین ہوتے رہے اونکو سکھہ دسون بادشاہ کہتے ہیں اونمیں سے چار جانشین تو فی الحقیقت فقیر
تارک الدنیا صاحب عبادت و ریاضت تھے اور چھ باقیماندہ دنیا کی دولت و ثروت و جاہ و حشمت لشکر
و فوج و مال و خزانہ کے طرف راغب ہوے بھلا سو جد اس مذہب کا گورو نانک تھا یہ شخص خدا پرستی و
خداشناسی سے بے تعصبی میں مشہور رہے اچھے فقیر ہندو مسلمان سے اوسنے فیض پایا بالاتفاق بھائی
بالا و بھائی مردانہ کے اوسنے تمام ہندوستان کی سیر کی مگر اوسکی سیر کا حال جو کسی سکھہ نے جنم ساکھی کی
پوتھی میں تحریر کیا ہے اوسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ وہان یہ بھی لکھا ہے کہ گورونانک آسمان پر
گیا اور بھگوان سے سرگون میں جا کر ملا اوسمین کل ہر زمین کی سیر کا حال تحریر ہے اور مندرج ہے کہ
بابا نانک بغداد میں گیا اور پیر دستگیر محی الدین عبد القادر جیلانی کے ساتھ طریقت کے علم میں مباحثہ
ہوا جسمین نانک نے فتح پائی مگر افسوس ہے کہ وہ مصنف تاریخ کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم

محی الدین عبدالقادر جیلانی تخمیناً پانسو برس بابا نانک سے پہلے ہوئے ہیں گورو نانک کے سفر کے وقت وہ کہان موجود
تھے اوسمین یہہ بھی لکھا ہے کہ دہلی مین نظام الدین اولیا ملتان مین خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی پاک پٹن مین
خواجہ فرید علی ہذا القیاس سب نے بابا نانک سے ملاقاتین کین اور بعض بابا لال کہ یہہ کل حضرات سینکڑون برس
بابا نانک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم ساکہی سکہا شاہی مضامین اور پہیلیون کے پڑہنے اور سننے کے لائق
ہے ورنہ کچھہ اصلی مطلب اوس سے حاصل نہین ہوتا۔ یہہ شخص بابا نانک تیسری کاتک سمت ۱۵۲۶ بکرماجیتی مطابق
۸۷۵ ہجری بدہ کے دن کالو کہتری قوم بیدی موضع تلونڈی رای بہولا مین جو لاہور سے پچیس کوس سمت جنوب
مغرب دوآبہ رچنا کے سرزمین مین واقع ہے بعہد سلطان بہلول لودہی پیدا ہوا اور آخر سمت ۱۵۹۵ بکرماجیتی
مطابق ۹۴۵ ہجری اسلام شاہ بادشاہ بن شیرشاہ افغان کے عہد مین مقام ڈیرہ مرگیا اوس مقام پر اب بھی قبر
نانک کا کنارہ دریاے راوی بڑا عالیشان مکان بنا ہوا ہے **لہنا کہتری المشہور گورو انگد**
دوسرا جانشین یہہ شخص قوم کا تہن کہتری اول موضع ہری کے سرائے نانگے کے گہر رامون ہوشیا
کے شکم سے سونوار کے روز سمت ۱۵۶۱ اگیارہوین بیساکہ کے پیدا ہوا سمت ۱۵۸۵ بکرمی مین ایک عورت سماۃ
کہیوی کے ساتہہ اوسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایکسال جوالا دیوی کے درشن کو چلا جاتا تہا راہ مین نانک
اوسکو مل گیا اونکی صحبت مین وہ ایسا متاثر ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے بہول گیا اور اپنی خدمت سے گورو کو
ایسا خوش کیا کہ اونہون نے باوجود موجود ہونے اپنی اولاد کے گدی فقر کی اسی کو عطا کی سمت ۱۶۰۹ مین یہہ شخص
مرگیا آدمی حلیم شکل وضع ابرست تہا ہندو مسلمان سب اوسکی نظر مین ایک سے تھے ڈیرہ اوسکا موضع کہنڈور
بیاس کے کنارہ بنا ہوا ہے جو دہی **گورو امرداس تیسرا جانشین** یہہ شخص بسوین بیساکہ
سمت ۱۵۳۶ اگہر تیجبہان کہتری گوت بہلہ سماۃ لکہو کے شکم سے پیدا ہوا اور گیارہوین ماگہہ سمت ۱۵۸۸ موضع گہنہ
ستہا منسا دیوی کے ساتہہ اوسکی شادی ہوئی اور آخری عمر مین گورو انگد دوسرے جانشین کا چیلہ بنا اور
صحبت سے ہی خدمت کرکر گورو کی جیسی پانی سے گدی پائی بائیس سال پانچ مہینے گیارہ روز مسند نشینی کی آخر بہادون
کے مہینے سمت ۱۶۳۱ مین فوت ہوا اوسکا ڈیرہ اوسکا موضع گوئندوال ہے جو دہی **گورو رامداس چوتہا**
جانشین گورو امرداس کے باپ کا نام ہری داس تہا اور قوم کہتری سودہی تہا کاتک سمت ۱۵۹۱
مقام لاہور ماتا دیا کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹھارہ برس کے عمر مین گیارہوین پہاگن سمت ۱۶۰۹ مین شادی
اسکی سماۃ بہانی امرداس کی لڑکی کے ساتہہ ہوئی اور امرداس تیسرے جانشین نے لحاظ داری
بہانی کے شیون اپنے دم کرکر گدی گورو پائی کی رامداس کو بخشی بسبب خوش خوئی و حسن لیاقت سکہون
میں اسکے تمام پنجاب مین زیادہ تر اسکی مشہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے بہت سی زمین اسکو انعام مین دی

جسمین اسنے تالاب بنوایا امرتسر نام رکہا تالاب کے گرد شہر کے آبادی کی بنا ڈالی اسکے تین بیٹے تھے اول پرتھی چند
دوسرا مہادیو تیسرا ارجن لیکن رام داس نے سند گورو پائی کی ارجن کو بخشی آخر بھادون کے مہینے سمت ۱۶۳۸
مین مر گیا رام داس کا ڈیرہ گوبندوال مین تھا اگرچہ اب ویران ہو گیا ہے مگر اسکا سمادھ بنا ہوا امرتسر کے تالاب
کے اندر مشہور ہے **گورو ارجن پانچوان جانشین** یہ شخص اٹھارہوین بیساکھ سمت ۱۶۱۰
منگل کے روز بسمات بہانی گورو امرداس کی لڑکی کے پیٹ سے مقام گوبندوال پیدا ہوا اور نوین بیساکھ
سمت ۱۶۳۸ چندن سنگہ سوڈہی کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی امرتسر کی آبادی مین اسنے بہت کوشش کی
سنتوکہ سر و رام سر دو تالاب کہدوائے سوا انکی ایک اور تالاب امرتسر سے بفاصلہ دس میل کہدوا کے
نام اوسکا ترن تارن رکہا آخر چوبیس سال مسند نشینی کرکے جیٹھ کے مہینے سمت ۱۶۶۳ جمعہ کے دن بمقام لاہور
بادشاہی دیوان سے جو چندو کے ماتحت ہوئی [illegible] زہر ہلاک ہوا ڈیرہ اوسکا لاہور مین قلعہ کے دیوار کے
نیچے موجود ہے **گورو ہرگوبند چھٹا جانشین** یہ شخص یکم ماہ اساڑہ سمت ۱۶۵۲ سوموار کے روز
گورو ارجن کے گہر بسمات گنگا دیوی جو سنگہ کی بیٹی تھی مقام وڈالہ پیدا ہوا اسنے خود بہی تلوار باندہی اور اپنی
سکہون کو ہتہیار باندہنے کی ہدایت کی اور فقر کے خاندان کو سپاہگری سکہلائی دارا شکوہ جاگیردار پنجاب
کے پاس کہ وہ شخص ہر دل عزیز تہا اسنے بہت رسوخ پیدا کیا اور اوسکے ذریعہ سے چند بار حضور شاہجہان
بادشاہ بہی حاضر ہوا دو تالاب کول سر و بیبک سر اسنے امرتسر مین کہدوائے آخر چیت کے مہینے سمت ۱۶۹۵ اکتیس سال
گورو پائی کرکے مر گیا **گورو ہر رائے ساتوان جانشین** یہ شخص ماہ ماگہ سمت ۱۶۸۶
جمعرات کے دن بخانہ گورو تا سیر ہرگوبند پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے دادا کے مسند نشین ہوا اکتیس سال آٹہ
چودہ روز گورو پائی کی اور جیتے جی ہرکشن چہوٹے فرزند کو گدی بخشی اسواسطے رام رائے بڑا لڑکا اوسکا رنجیدہ
ہو کر شاہ دہلی کے پاس مستغیث ہوا مگر کچہ نہ چلی اور گورو ہر رائے کاتک کے مہینے سمت ۱۷۱۸ بمقام کرت پور مر گیا
اور اوسکا ڈیرہ وہان موجود ہے **گورو ہرکشن اٹہوان سجادہ نشین** اسکو گورو
بالا بہی کہتے ہین یہ شخص ساون کے مہینے سمت ۱۷۱۳ بدہ کے روز بمقام کرت پور گورو ہر رائے کے گہر پیدا ہوا اور
سمت ۱۷۱۸ مین گدی نشین ہوا باپ کے مرنے کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے بسبب شکایت رام رائے کے اوسکو دہلی مین
طلب کیا جب وہان پہونچا تو بعارضہ چیچک بدھ کے دن چیت کے مہینے سمت ۱۷۲۱ مین بمقام دہلی بعمر آٹہ سال مر گیا
گورو تیغ بہادر نوان سجادہ نشین یہ شخص [illegible] ماگہ جمعہ کے دن سمت ۱۶۷۹
بخانہ گورو ہرگوبند چہٹا جانشین کے پیدا ہوا اسکی والدہ کا نام نانکی اور پیدا امرتسر ہی سمت ۱۶۹۹ اسوج
مہینے بمقام کرتار پور بسمات گوجری [illegible] اسکی شادی ہوئی ہرکشن کے مرنے کے بعد سکہون نے طلب اسکو

گور و نبا یا تیرہ سال آٹھہ مہینی اکیس دن اپنی مسند نشینی کی آخر بادشاہ کی حکم سی دہلی بلا یا گیا اور بگہر کے مہینی سوموار کے روز سمت ۱۷۳۲ کو مقتول ہوا ڈیرہ اوسکا دہلی مین موجود ہی

گورو گوبند سنگہ دسوان جانشین

یہ شخص بانگہ کے مہینی اتوار کے روز پورنماشی کے وقت سمت ۱۷۲۳ گور و تیغ بہادر نوین جانشین کے گہر مسمات گوجری کے پیٹ سے مقام عظیم آباد پٹنہ پیدا ہوا چیت کے مہینی سمت ۱۷۳۲ مسمات سندری کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی بعد قتل ہو جانے اپنی باپ کے مسند نشین ہوا اور سکہون کو جمع کر کر اونکو جانا کہ انکو سپاہی بنا کر بادشاہ کا مقابلہ کرین اور اپنی باپ کا عوض لون اوس اجتماع مین اوسنی پہلی طریق ست ل دئی اور بنا یا جسنی نئی طریق کا ایجاد کیا اور اونکو حکم دیا کہ آیندہ کوئی گورو کا سکہہ بال نہ منڈائی بدن سی استرا نہ لگائی ملاقات کے وقت رام رام کے بدلی آپسمین سکہہ واہگورو جی کی فتح کہین زنار جو کل ہندو گلی مین پہنتی ہین سکہہ نہ پہنا کرین اگلی زنار توڑ ڈالین برہماشن شب دیوی دیوتا کی پوجا نکرین صرف گورو کو مانین اور اوسکو پرمیشر کا روپ جانین بید پوران شاستر کا دل سی اعتقاد اوٹہا دین اونکی باتین سچا دہی گرنتہ کو ہی سچی کتاب جانین اوسکا پڑہنا ثواب جانین گرنتہ کے حکمون کی تعمیل کرین اونکی سمٹا مین جیتی دن دہرمکی سنگت ہین ایک مین جانتی کوئی پہلی برہمن تہا یا کہتری یا شودر سکہہ ہوکی وہ ذات اوسکی جاتی رہی اشراف کی توقیر اور رذیل کی ذلالت نرہی سب قدر و توقیر مین برابر ہو گئی کوئی گورو کا سکہہ تہا کو نہی مسلمان کے ساتھہ جہان تک ہین آوی دشمنی رکہی اوسکا مال کو لوٹ جان کو مار ہی مسلمان کا مال چوری سی کہا جانا بہی حلال تصور کرین جو کوئی سکہہ ہو کر کسی مسلمان کو قتل کری وہ بکنٹہ یعنی بہشت کو جاوی اور اگر مسلمان کے ہاتھہ سی خود بہی مارا گیا تو بہی بہشتی ہوا مسلمان کا ذبح کیا ہوا حلال یا حرام جانے بکری کا جہٹکا اپنی ہاتہہ سی کرین گورو کا نام لیکر بکری کے گردن پر تلوار مارین اوسکا سر اوتار دین تو وہ گوشت کہا دین ہر ایک سکہہ تلوار باندہی ششتر کو نہ کوئی اپنی پاس رکہی پتلی کنگہی سنہی لوہی کا چکر گردن کے اوپر دہر رکہی یعنی کیس اوپر کے طرف لیجا کر سر کے اوپر باندہی پگڑی سیدہی رکہی کچہہ پہنی یعنی ایسا جہوٹا پاجامہ جو گہٹنا بہی ننگا رہی سور کا گوشت پوتر یعنی پاک سمجھ بلا شک کہا دین یہہ مسلمان کا دشمن تہا جسنی غرض ایسی ایسی قاعدہ جنکی تفصیل نہایت طول ہی گوبند سنگہ کے تذکرہ مین لکہی ہی اوسنی سکہون کو سکہلائی اور پاہل دینی کی رسم جاری کی پاہل دینی کا یہہ طریق ہی کہ بتاشون کا شربت کر کر پہلی گورو اپنا دہنی پانو کا انگوٹہا اوسمین ڈبوتا ہی پہر تلوار اوسکی کر کے اوسمین پہیرتا ہی پہر تہوڑا سا اوسمین سی آپ پی لیتا ہی اور باقی بچا ہوا اور اوسی طرح شربت کو جو شخص اوسکو موشید بار تا ہی اور احکام مذکورہ گورو گوبند سنگہ کے ہین اسی وقت اوسکو سنا کر اوسکی تعمیل کی تاکید کرتا ہی اوسی اہتمام مین گوبند سنگہ نے ایک ایک سکہہ کو علیحدہ علیحدہ پاہل

گھوڑا بھی سواری کا مل گیا اور چند آدمیوں کی جمعیت بھی ساتھ ہو لی وہانسے چلکر بمقام دینی کے مقیم ہوا
اور خبر اوسکے آنیکی سکھوں نے پاکر اوسکے پاس جانا شروع کیا یہانتک کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع
کی نوبت پہنچ گئی یہ خبر پاکر سرہند کے صوبہ نے ایک فوج کو بسرکوبی گورو گوبند سنگھ کے دفع شر کے لئے مامور کیا
اور بمقام مکتسر جہاں پر سابق ویرانہ بے آب اور اب ایک بڑا تالاب بنا ہوا ہے فریقین میں لڑائی ہوئی اور
دونو طرفوں سے بہت سے آدمی مقتول ہوئے اور بعد اسکے تشنگی مارے گئے خراب موقع اور بے آب جنگل
سمجھکر صوبہ کی فوج وہانسے پس پا ہوئی اور گورو گوبند سنگھ وہان بھی اونسار ہا مگر سکھ اوسکی لیس کم آگے کچھ
سخت بلا میں گرفتار تھے بعد چندے جب دہلی میں تخت نشینی کی نوبت بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ایک تاکیدی فرمان گورو
گوبند سنگھ کی حاضری کے واسطے لکھا اور بقصد سلطانی ایک دیرا احدی بادشاہی فرمان لیکر آیا تو
گورو گوبند سنگھ نے اوسکو بہت سا تعظیم دیکر کے اپنے پاس ٹھہرایا اور ایک عرضی منظومہ بابیات فارسی
بادشاہ کے نام اس مضمون سے لکھی کہ میں فقیر درویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سے مقابلہ کرونگا بلکہ جو
فساد کہ پھرون اسقدر فساد جو مجھسے وقوع میں آیا ہے صرف اپنی جان بچانے کے واسطے ہی ہے اگر حضور سے
میری جان بخشی فرمائی جاوے اور بادشاہی فوج میرے مارنے کو نہ آوے تو آیندہ کبھی میں ایسی حرکت کا مرتکب
نہونگا یہ عرضی جب بادشاہ نے سن پائی تو التماس اوسکی قبول فرمائی اور سرہند کے صوبہ کے نام فرمان
جاری کیا کہ اگر گورو گوبند سنگھ اپنی حرکات سے باز آوے اور اپنی بزرگوں کی طرح فقیرانہ وضع بنا دیوے تو کوئی
اوسکا مزاحم ہونا نہ چاہیے اور اگر پھر کبھی شورش اوٹھاوے تو شاہی فوج مامور ہو کر سرکوبی اوسکی عمل میں لاوے
صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اوسکے تعاقب سے ہٹالی جب گورو گوبند سنگھ نے اس
مجمعہ سے خلاصی پائی تو اونسے ایک کتاب بنائی اوسکا نام گرنتھ رکھا اور بیدل ہو کر پنجاب سے دکن کو چلا گیا
پھر عالمگیر اورنگ زیب کے مرنے کے بعد ایک دفعہ پنجاب میں آیا لیکن قیام نکیا اور تھوڑی سی مدت رہکر پھر
دکھن کو چلا گیا اور بمقام ابچلا نگر ایک افغان مسلمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ماہ کاتک سمت ۱۷۶۵ میں مر گیا اور
چار بیٹے تھے فتح سنگھ زورآور سنگھ جوہار سنگھ جیت سنگھ ان میں سے دو تو سرہند میں مارے گئے اور باقی دو میان
جیت سنگھ و جوہار سنگھ بھی انہیں دنوں میں جب گورو گوبند سنگھ قلعہ آنندپور میں محصور تھا اپنی والدہ
اور پانچ سکھوں کے ساتھ مخفی قلعہ سے نکلکر جب متصل موضع چمکور کے پہنچے تو سرہند کی فوج نے اونکو گھیرا
اور وہ اونسے لڑکر مارے گئے بعد اسکے ایک شخص جوکہ بیراگی سادھوؤں کا چیلا تھا بعد ازاں
گورو گوبند سنگھ کا ساتھی بنا مرنے سے پہلے گورو گوبند سنگھ نے اوسکو سخت تاکید کی تھی کہ وہ حتی الامکان
ترقی اور سکھوں کے مذہب کی ترقی کرے پس گورو گوبند سنگھ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر مستعد ہو گیا

ہزارون سکہہ اوسنے اپنے پاس جمع کر لئے اور پنجاب کے ملک مین آکر ملک کو لوٹنا شروع کر دیا جب سرہند کے
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بڑی فوج لیکر اوسپر آیا مگر بندہ الہا لیہ وسے شکست کہائی اور سکہون
کی ایسی بن آئی کہ اونہون نے سرہند وسادہورا وسامانہ گہڑام وغیرہ بڑی بڑی بستیون کو لوٹ کر ویران
کردیا مقبرے و مسجدین گرادین لودہیانہ سے لیکر کرنال تک تمام ملک مین اپنی عملداری بٹہلادی اور مسلمانون
کی اسقدر قتل عام ہوئی کہ صرف قصبہ سامانہ کے اندر دس ہزار زن و مرد بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نعشین
اونکی آگ مین جلائی گئین شہر بٹالہ و کلانور کے زمیندار ایسے تنگ تہے کہ اونکے پاس ایک وقت کے کہانیکا
گذارہ نہ تہا اوس زمانہ مین لاہور کا صوبہ سید اسلم تہا اوسنے شہر کی بڑی حفاظت کی جب بندہ ایباس سے اوتر کر
باری دوآب مین داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمانان نے ایک اجتماع کیا جنکے سرگروہ محمد تقی و موسی بیگ
و حاجی سید اسماعیل و حاجی یار بیگ و سید عنایت اللہ و ملا میر محمد تقی اور یہ لوگ ہر طرح مستعد ہو کر لاہور کے
باہر عیدگاہ کے پاس جا اترے جب بندہ آیا تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور صبح سے شام تک مقابلہ ہوتا رہا
اور دونو فریق لڑتے لڑتے تہک گئے آخر بندہ اول پراگندہ ہو کر پیچہے کو ہٹ گیا اون دنون مین بہادر شاہ
عالمگیر کا بیٹا دکہن کے ملک مین تہا اوسی وقت وہ سیدہا لاہور کو آیا اور فیروز خان و جہانت خان بارہ [illegible]
افغان قصوری و شمس الدین خان افغان کو بندہ کے تنبیہ کے واسطے مامور کیا شاہی فوج نے قلعہ مخلص [illegible]
المعروف لوہ گڑہ کو جسمین بندہ تہا جاکر محاصرہ کر لیا اور بہت مدت تک محاصرہ رہا آخر بندہ وہان سے بہاگ کر
پہاڑ مین گہس گیا اور بعد التعاقب بہی ہاتہہ نہ آیا ناچار فوج واپس آکر داخل لاہور ہوئی جب بہادر شاہ
مر گیا اور شہزادون کی آپسمین لڑائیان و فساد ہو کر فرخ سیر کی سلطنت قایم ہوئی تو بندہ پہر موقع پا کر پہاڑ
سے اوترا اور بہت قصبہ اور گانو اوسنے اپنے تصرف مین کر لئے دہلی سے نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ
و محمد امین معہ فوج اوسکی سرکوبی کو مامور ہوئے مگر جب یہ فوج نزدیک پہونچی تو بندہ پہر میدان چہوڑ کر گم
ہو گیا اتہہ سال کے بعد پہر بندہ نے میدان سنبہالا اور قصبہ کلانور و شہر بٹالہ پر تسلط کر لیا شیخ محمد دایم
فوجدار بٹالہ کا ہرچند اوس سے لڑا مگر بسبب کثرت سکہون کے اوسکو شکست ہوئی یہ خبر پاکر بادشاہ نے
بہت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجدار گجرات و ارادتمند خان فوجدار امین آباد و نور محمد خان
فوجدار اورنگ آباد و پسرور و شیخ محمد فوجدار بٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجدار [illegible] و [illegible]
فوجدار کلانور و راجہ بہیم سنگہہ کٹوچ و دہرب دیو جسرو و محمد عارف بیگ خان ناظم لاہور کو معہ اونکے
فوجون کے جمع کیا اور سب کا سرگروہ نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ کو شاہ گنج کے پاس ڈیرہ کیا
سے بندہ اٹک گورداسپورہ کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان پاکر معہ فوج سکہون

قیام کیا اور چار دن طرف اپنی پانی کی نہر کہود کر پانی چہوڑ دیا گویا اپنے واسطے اونہون نے ایک مستحکم
قلعہ بنا لیا بادشاہی فوج نے جب یہ دیکہا تو سکہون کے گرد چہار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سوای پانی کے
ایک دانہ غلہ کا اونکی فوج مین جانے نہین پاتا تہا جب سامان رسد موجود نہ رہا تو نہایت تنگ آئے اور زر
آہستہ بندہ کی ہمراہی چہوڑ کر بہاگنے لگے مگر جو بہاگتا تہا شاہی فوج کے ہاتھ گرفتار ہو کر مارا جاتا تہا آخر سکہون نے
اپنے گہوڑون اور باربرداری کے اونٹ ذبح کر کے کہا لیے وہ بہی نہ رہے تو ناچار ممنوعات کا کچہہ لحاظ نہ رہا
تو یا پانسو ہضم کیا ایسی حالت کے ساتہہ بندہ نے عبد الصمد خان کے خدمت مین بشرط جان بخشی کے حاضر ہونے کی
درخواست کی جب حاضر ہوا تو بحفاظت معقول بادشاہ کی خدمت مین دہلی بہیجا گیا اور وہان پہونچکر معہ فرزند بسبیل لدا اپنے
متصل مزار قطب صاحب بحکم فرخ سیر گردن مارا گیا اسی عرصہ مین سلطنت دہلی روز بروز ضعیف ہوتی گئی اور احمد شاہ درانی
تیمور شاہ ثانی مر گیا اور کابلی سلطنت کی نااتفاقیون سے کوئی مسلمان بادشاہ ہر گوشہ کا نہ رہا تو سکہون کی قوم پنجاب مین
بہ بہانہ قصبہ قصبہ شہر شہر بالفعل حاکم ہو گئی اوس وقت سکہون کی بارہ مثلین بیعت ہو گئین

پہلی مثل بہنگیون کی

اسمین بارہ ہزار سوار تہے چہجا سنگہ نامی ایک شخص نے پہلی گورو گوبند سنگہ سے پاہل لیکر سکہی اختیار کی اور
غارت گری پر کمر بستہ ہوا اسنے بہت سے نشہ بہنگ کے لوگ اوسکو بہنگی کہتے تہے اصل مین وہ بہنگی نہ تہا جاٹ تہا
بعد ازان بہیمان سنگہ مہیان سنگہ جگت سنگہ بہی چہاری لوٹمار مین اوسکے شامل ہوئے اور سب نے ملکر ڈاکہ زنی شروع
کی چہجا سنگہ مر گیا تو بہیمان سنگہ سردار گروہ ہوا اوسکے بعد ہری سنگہ نے افسری پائی ہری سنگہ نے تہوڑے دنون مین
ترقی عظیم پہونچا کر بہت سے سکہہ نوکر رکہہ لیے نواح امرتسر وغیرہ بہت سا ملک اوسنے اپنے قبضہ مین کر لیا
اوسکے بعد جہنڈا سنگہ اوسکے بعد جہنڈا سنگہ گنڈا سنگہ دو نون بہائیون نے سرداری پائی جہنڈا سنگہ کو
راجہ رنجیت دیو والی جمون کے لڑائی مین مار گیا اور گنڈا سنگہ پٹہان کوٹ مین حقیقت سنگہ کنہیہ کے
ہاتہہ سے قتل ہوا بعد ازان دیسو سنگہ چہوٹا بہائی گنڈا سنگہ کا سرگروہ بنا وہ مرا تو گلاب سنگہ نے سرداری
پائی وہ بمقام بہسین رنجیت سنگہ کی لڑائی مین مارا گیا اوسکے بعد اوسکا بیٹا گوردت سنگہ رہا جسکو رنجیت سنگہ
نے امرتسر سے نکالدیا اور کل اوسکی علاقہ مقبوضہ چہین لیا قبضہ کر کے کچہہ تہوڑا سا گذارہ اوسکے واسطے
مقرر کیا وہ مرا تو گنڈا سنگہ دمول سنگہ دو بیٹے اوسکے رہے مگر سب جاگیر ضبط ہو گئی نہایت مفلسی کے ساتہہ
گذارہ کرتے رہے اب اونکی اولاد سے کوئی ایسا نامی آدمی لائق اندراج تواریخ نہین رہا

دوسری مثل رامگڑہیون کی

اس مثل کے گروہ مین تیرہ ہزار سوار تہے اور بانی
اسکا جسا سنگہ بہگوانا گیانی کا بیٹا تہا جو موضع اچوگل لاہور سے مشرق کی طرف بفاصلہ بارہ میل کے رہتا تہا جب
وہ مفلسی و ناداری سے سخت تنگ ہوا تو پاہل لیکر سکہہ بنا اور چند بد معاشون خانہ بدوشون کو جمع کر

کے قبضہ میں جالندھر کا ملک اور قصبہ پٹھی لے لیا گیا سنہ ۱۸۶۶ میں کھڑک سنگھ ولیعہد کی شادی مسمات چند کنور جیمل سنگھ
کنہیہ کی لڑکی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوئی شاہ شجاع سدوزئی کابل کا بادشاہ وہاں سے مفرور ہو کر لاہور میں
داخل ہوا اور قلعہ اٹک بسازش ناظم کے رنجیت سنگھ نے قبضہ پایا سنہ ۱۸۶۹ بادشاہی مسجد اور قلعہ کے مغربی
دروازہ کے درمیان حضوری باغ بنا اور ایک بارہ دری سنگ مرمر کی تعمیر ہوئی اوسکی تعمیر کے واسطے
مقبروں سے پتھر اوتروائے گئے اسی سال میں جواہر گران قیمت کوہنور کا شاہ شجاع سے بجبر ارتشدد لیا گیا اور
تنگ طلبی ہوئی کہ تین روز تک کھانا و پانی بادشاہ کے مطبخ میں نہ آنے پایا جب بادشاہ اپنی زیست سے ناامید ہوا
تو پچاس ہزار روپیہ نقد اور تین لاکھ روپیہ کی جاگیر لینی کر کے ایسا الماس جسکی قیمت مقرر کرنے سے جوہری
کے جواہر شناس قاصر تھے رنجیت سنگھ کو دیا مگر رنجیت سنگھ نے الماس لیکر نہ تو پچاس ہزار روپیہ دیا اور نہ
جاگیر دی بلکہ یہ سلوک کیا کہ قاضی شیر شاہ کے مقبرہ کو بہ بہتان آمیزش اوسکے ساتھ ناظم کشمیر گرفتار کر کے تحویل
کیا اور شاہ کی تیس ہزار روپیہ نقد دیکر اوسکو رہا کرایا اسی سال میں وزیر فتح خان وزیر کابل کے ہاتھ سے
قلعہ کا فتح ہونا [illegible] عطا محمد خان و دیوان محکم چند ادھر بھیجی گئی اسی سال میں جب مخبری کی
مخبر نے شاہ شجاع کو کہا کہ ابتک بہت زیور اور قیمتی تیرے پاس جواہرات ہیں سب دیدو جب انکار کیا تو مردانہ
محل کی تلاشی بذریعہ سپاہیوں کے اور زنانہ حرم کی تلاشی بذریعہ عورات کے عمل میں آئی اور بہتیرے زیورات گرانبہا
و جواہرات و سپاہ و اسپ چھین لیا گیا اور اسی بادشاہ مظلوم و مہمان کی وہ خاطر داری ہوئی کہ انجام
اوسکا نہ کہ تواریخوں میں برابر درج ہوتا چلا جاتا ہے ایسی ایسی سختیوں سے جب شاہ دق تنگ آیا تو اول
اپنی عورت کو تبدیل لباس کو میانہ میں [illegible] اور پھر خود بھی فراش خانہ کے دیوارات کو توڑ کر [illegible] جلد ہا اور
رنجیت کے [illegible] چلا گیا سنہ ۱۸۷۱ میں رنجیت سنگھ نے کشمیر پر چڑھائی کی اور فوج لیکر خود گیا مگر عند المقابلہ شکست
کھائی اور واپس چلا آیا سنہ ۱۸۷۵ میں ملتان پر یورش ہوئی اور مدت تک محاصرہ رکھکر ملتان لیا نواب
مظفر خان مع شہباز خان و شہنواز خان فرزندان و خیر اللہ خان برادرزادہ کے بدرجہ شہادت پہونچا اور نواب
سرفراز خان نے لاہور آکر قصبہ شرقپور جاگیر میں پایا اسی سال میں میاں دھیان سنگھ جموال کی ترقی ہو کر
ڈیوڑھی کی اوسکو ملی ہوئی اور راجگی کا خطاب پایا اور پشاور پر یورش ہو کر شہر زبردستی [illegible] یار محمد خان ناظم پشاور
کے حوالہ [illegible] سنہ ۱۸۷۶ میں دوبارہ کشمیر پر چڑھائی ہوئی اور وہ ملک رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگیا سنہ ۱۸۷۷ میں
ہری سنگھ کو کشمیر کا ناظم قرار دیا اور کھڑک سنگھ کے گھر نونہال سنگھ پیدا ہوا سنہ ۱۸۷۸ میں [illegible] کا ملک
قبضہ میں [illegible] خاندان کی بربادی عمل میں آئی سنہ ۱۸۸۰ میں [illegible] کے پٹھانوں نے فساد برپا کیا اور
ہزار دو جہادی لوگ وہاں جمع ہوئے اسواسطے خود رنجیت سنگھ کل لشکر لیکر وہاں گیا اور عند المقابلہ اول

سکھوں نے شکست کھائی اور دو دن تک سکھوں کے آگے رکے جب اور فوج مدد کو پہونچی تو افغان پراگندہ ہو گئے اسی سال
راجہ سنسار چند والی کوہستان مرا اور نواب شیر محمد خان مرگیا شاہنواز خان اوسکا بیٹا جو اسمعیل خان نے قتل کیا
ایک اور دنوں کے لئے کہستان میں بھی سکھوں کا تسلط ہوگیا ۱۸۳۱ء میں سید احمد و مولوی اسماعیل جہاد دین نے
پشاور کے طرف شورش برپا کی پشاور اپنے قبضہ میں کرلیا اونکی قتل کے واسطے فوج اسوقت بھیجی اور وہ
آخر شیر سنگھ کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسی سال راجہ انرودھ جو سنسار چند کا بیٹا تھا اوسکو
بھی کہا کہ اپنی بہن راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے کو دے اسکو یہ بات ناگوار ہوئی اوسکو پکڑنے کے واسطے فوج
مامور ہوئی اور وہ بھاگ کر انگریزوں کے علاقہ میں چلا گیا اوسکے جانے کے بعد کل علاقہ اوسکا ضبط ہو گیا
اور رنجیت سنگھ نے خود نادون جا کر راجہ سنسار چند کی دو لڑکیوں کے ساتھ جو رانی گدن سے تھیں
اپنی شادی کرلی اور جو دوسرے بیٹے سنسار چند کے تھے ان کو نادون کا ملک جاگیر دیا ۱۸۳۱ء میں
بمقام روپڑ رنجیت سنگھ کی ولیم بنٹنک صاحب گورنر جنرل انگریزی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور انگریز برنس صاحب
سفیر انگریزی نے چار گھوڑے کی گاڑی شاہ انگلستان کے طرف سے تحفہ گذرانا اور ملاقات رنجیت سنگھ کی بمقام
روپڑ نواب گورنر جنرل کے ساتھ نہایت دھوم دھام سے عمل میں آئی اسی سال نواب بہاولپور
رنجیت سنگھ کی اطاعت سے نکلکر انگریزی تابعدار تھا اور جمعدار خوشحال سنگھ کشمیر کا ناظم قرار پایا چونکہ اوسنے کشمیر
جا کر تاراج کیا اور تباہ و برباد و جلا وطن کر دیا تھا اسواسطے اوسکی جگہ جرنیل میہان سنگھ ناظم ہوا اور وہ
لاہور بلایا گیا اور بہاسوری خوشحال سنگھ کے علاقہ پشاور صدر ادسا لالا ن ضبط کر لیا تھا [illegible] رہا
۱۸۳۳ء میں کنور نونہال سنگھ کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی کل راجے و رئیس معہ نواب گورنر جنرل
و دور دور سے بلا کر شادی کی شامل کئے گئے اسی سال میں دوست محمد خان امیر کابل نے پشاور پر یورش کیا
اور ہری سنگھ نلوہ مارا گیا اور جرنیل اویٹیبلہ پشاور کا ناظم مقرر ہوا ۱۸۳۸ء میں ملاقات لارڈ آکلینڈ گورنر
جنرل ہند کی رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام فیروزپور ہوکر شاہ شجاع کو کابل کی قرار پائی اور انگریزی فوج شاہ
کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوئی جب رنجیت سنگھ باتفاق نواب گورنر جنرل بہادر کے فیروزپور سے بمقام
آیا تو لقوہ کی مرض امنگیر ہوئی ایسی شدت کے ساتھ کہ زبان بولنا بھی موقوف ہوگیا ۱۸۳۹ء میں
میں بحالت بیماری دربار عام ہو کر کل امور ریاست کھڑک سنگھ اپنے بیٹے کے حوالے کئے اور پھر ایک [illegible]
سخت بیمار رہا آخر پندرھویں ۱۵ ساڑہ سمت ۱۸۹۶ ایک گھڑی دن رہے کے وقت رنجیت سنگھ نے جہان فانی سے
سفر کیا دوسرے روز صبح کے دن نعش جلائی گئی رانی [illegible] دختر راجہ سنسار چند و رانی [illegible]
رانی [illegible] اور گیارہ کنیزکیں نعش کے ساتھ ستی ہوئیں کل راج رنجیت سنگھ کا [illegible]

چوتھی چند کور جی سنگھ ساکن چہنی پور ضلع امرتسر کی لڑکی پانچویں مہتاب کور جو دہری سہان سنگھ جاٹ اٹھوال
ساکن پٹھانہ ضلع گورداسپور کی لڑکی چھٹی رتن کور صوبا سنگھ جاٹ ملوی ساکن ضلع پارسے کے رہنے والے کی لڑکی ساتویں گلاب کور
جگدیو چودہری کی لڑکی ہوا ہو اُنکی اور بھی ایسان کنیزکین تھین جو بیاہیان تھین چنانچہ دیوی جو دہری کی
بیابہتہ راجپوت ساکن تال گڈہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی بدہا راجپوت کی اور دیو لال
سند بہاری بھاو جٹ کی دختر یہ تینون مع رانی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگھ کے ساتھ جلکر مر گئین رنجیت سنگھ
کے معشوقہ و محبوبہ عورتین بیشتر و ارکسی کبھی بہت تھین مگر سب سے زیادہ موران طوائف امیر تبہ کو پہونچی کہ گویا
سلطنت پنجاب کی اوسکے گھر مین تھی وہ رنجیت سنگھ کو سر قدبار جو چاہتی تھی منوا لیتی تھی اور خطاب
اوسکو جو چاہتی سو کرتی کسی اہل دربار کا یارا نتھا کہ اوسکی مرضی کے خلاف کام کریکے رنجیت سنگھ جو موران
کے گھر گئے شادیوں اور رسومون مین جاکر شامل ہوتا اوسکے نام کا سکہ بہی لاہور مین بہت تک مضروب ہوتا رہا
چنانچہ آجتک وہ پیسہ اور پیسے موران شاہی مشہور ہین ذکر سلطنت کہرک سنگھ و نونہال

و شیر سنگھ و دلیپ سنگھ پسران رنجیت سنگھ متوفی

جب رنجیت سنگھ فوت ہوا
کہرک سنگھ اوسکا بیٹا بیٹھا اور بالاتفاق سرداران اوسکی جلوس کر ... مگر بسبب ... اور کم عقلی اوسکی سلطنت
کا کام چل سکا اسواسطے نونہال سنگھ اوسکے بیٹے نے باپ کو محض معطل و بیکار کرکے کام سلطنت کا اپنے ہاتھ مین
لے لیا اور امرای دربار اور اہلکاران سب کی سازش نونہال سنگھ کے ساتھ ہوگئی اور سب کی تجویز سے
سردار چیت سنگھ جسکو کہرک سنگھ وزیر بنانا چاہتا تھا قتل کیا گیا ۱۲۵۶ ہجری مین کہرک سنگھ بیمار ہوا اور
بیٹے کی صورت سے اسقدر بیزار تھا کہ مرنے دم تک اوسکی صورت اوسنے نہ دیکھی بلکہ کہتا تھا کہ نونہال سنگھ
جوان مرگ مریگا میرے بعد سلطنت اوسکو نصیب نہوگی اوسی سال مین کہرک سنگھ مر گیا اتفاق سے وہ حقیقت ایسی واقع
ہوئی کہ جب نونہال سنگھ کہرک سنگھ کی نعش کو جلا کر آیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچا اکثر امیر توپین
سلامی کی سر ہوتی تھین دروازہ کے پاس پہونچے تھے ایک تیر اپتھر دروازہ کے دیوار سے گر پڑا اور اودہم سنگھ
بیٹا راجہ گلاب سنگھ اور نونہال سنگھ کے سر پر جو باہم ہاتھ مین ہاتھ لئے ہوئے جاتے تھے وہ چلے آ کر لگا ... لگنے سے
دونو جوان بحسرت و ارمان دنیا سے گذر گئے نونہال سنگھ کے مرنے کے بعد امرا جمع ہوئے شیر سنگھ کو گدی
دینے کی تجویز کی مگر سرداران سندہانوالیہ نے نمانا اور چند کور زوجہ کہرک سنگھ کو تخت پر بٹھلایا اور خود کفیل
امورات وزارت کی ہوئے یہ بات دہیان سنگھ وزیر کو ناگوار گذری اور جمون کو چلا گیا اور شیر سنگھ بہی محرومی
کے ساتھ بٹالہ کو واپس گیا بٹالہ جا کر شیر سنگھ نے خفیہ خفیہ فوج کے کل افسران کے ساتھ سازش کی اور سب
طرف سے خاطر جمع کرکے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پر چڑہ آیا اوسکے آتے ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہوگئی اور قلعہ

خالصہ جی کا گانو ستلج پار تھا اسی علاقہ کے ساتھ ملا کیا ہی یہہ بات سنکر یکلخت بموقوف فوج انگریزون پر چڑہ گئی اور گیارہ دسمبر ۱۸۴۵ء کو سکھون نی دریای ستلج سی عبور کیا اور پانچ لڑائیان بڑی بڑی انگریزون کے ساتھ لڑے پہلی لڑائی مدکی کے مقام پر ہوئی اس لڑائی مین تیس ہزار سکھون کی فوج راجہ لعل سنگہ کے ماتحت انگریزی فوج کے مقابل تھی اس فوج مین بیس ہزار پیادہ آٹھہ ہزار سوار گھور چڑہہ اور چالیس ضرب توپین تھین تھوڑی دن باقی رہنی لڑائی شروع ہوئی سکھہ بڑی بہادری سی لڑے اگرچہ تھوڑی دیر سکھہ اور قائم رہتی تو ضرور فتحیاب ہوتی مگر سب سے اول راجہ لعل سنگہ بہاگ نکلا اور آٹھہ ہزار اوسکی فوج ماتحت نی ایک ہاتھہ بہی نہ اوٹھایا گیارہ ہزار فوج کل فوج مین سی تہوڑی تہی جو مقابلہ کرتی رہی آخر جب افسر ہی بہاگ گیا تو وہ بہی سترہ توپین میدان مین چہوڑ کر بہاگ گئے چہ سو پچاسی آدمی انگریزون کے اسمین زخمی ہوئی اور دو سو پانچ مارے گئی اور سر رابرٹ سیل صاحب اسسٹنٹ انگریزی بہی اس لڑائی مین کام آئی **دوسری لڑائی** فیروزشہر کے مقام پر ہوئی اس مقام پر سکہی فوج بارہ پلٹن اور دس ہزار سواران اور سو ضرب توپ تہی اس فوج کے روبرو لارڈ سر ہیوگف صاحب سپہ سالار اور لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل موجود تہی نہایت سرگرمی کے ساتھہ لڑائی ہوئی آخر سردار تیجا سنگہ بہاگ نکلا اسکی بہاگتی ہی سکہون کی فوج بہی بے سر و بے افسر ہوکر بہاگی اور آخر میدان انگریزون کے ہاتھہ آیا اس لڑائی مین چہ سو چار انگریز سپاہی اور افسر مارے گئے اور ایکہزار سات سو زخمی ہوئی اور ستر توپین سکہون کی میدان مین رہ گئین **تیسری لڑائی** یہہ فوج سکہون کی بانسری سردار رنجور سنگہ معہ فوج سردار اجہال سنگہ آلووالیہ و راجہ اجیت سنگہ لاڈوہ والہ لدہیانہ کے متصل اوتری ہوئی تہی اور فرودگاہ موضع بدووال تہا جب انگریزی فوج ماتحت جنرل سمتہہ صاحب اونکی روبرو آئی سکہون نے اون پر آگ برسانی شروع کی جنرل صاحب نے بہی فی الفور صفین تیار کرلین اور مقابلہ شروع کیا مگر آخر سکہی فوج کے میدان چہوڑ کر لودہیانہ کو چلی گئی سکہی فوج نے اونکا تعاقب کیا اس لڑائی مین اونہتر آدمی انگریزون کے مارے گئی اور اٹہتر زخمی ہوئی اور بہت سا ذخیرہ اور اسباب صاحبان انگریز لٹ گیا اور چند گورون کو گرفتار کر کے لاہور کو روانہ کیا۔ اسی وقت مین کہ دونو سلطنتون مین لڑائی ہورہی تہی رانی جنداں نے راجہ گلاب سنگہ کو جمون سے طلب کیا اور وزارت دی **چوتہی لڑائی** علیوال اور بدووال کے مقام پر ہوئی اسکا حال یہہ ہی کہ جب فوج ماتحت جنرل سمتہہ صاحب شکست کہاکر لودہیانہ مین پہونچی تو بڑی کمک اونہون نی بہیجی اسواسطی طلب کیا جب فوج مدد کو آگئی تو لڑائی ہوئی سردار رنجور سنگہ تو پہلی ہی بہاگ نکلا اوسکی بہاگنی کے بعد بہی فوج لڑتی رہی آخر بہاگ نکلی انگریزی فوج نے اونکا تعاقب کیا اسواسطی سکہہ دریا مین بیشمار ڈوبی اس لڑائی مین انگریزون کے ایکسو اکیاون آدمی مقتول اور

چار سو بیس زخمی اور پچیس گم ہوئے **پانچویں لڑائی** سبھراؤن کے مقام پر ہوئی اسمین سکھی فوج تیس ہزار
جوان اور ارسٹھ توپین تھین جب لڑائی گرم ہوئی اول سردار تیج سنگھ سپہ سالار بھاگا پھر بھی فوج لڑتی رہی
آخر بھاگ نکلی اور انگریزون نے تعاقب کیا تب ہزارون سکھہ دریا مین ڈوب گئے اسمین تین سو بیس آدمی
انگریزون کے مقتول اور دو ہزار تراسی زخمی ہوئے بعد اس فتح کے کوئی لڑنے والا نہ تھا اور انگریزی فوج
نے ستلج سے اوتر کر قصور مین ڈیرہ کیا وہان راجہ گلاب سنگھ حاضر ہوا اور یہہ بات بحضور گورنر جنرل قرار پائی
کہ سرکار انگریزی بدستور دلیپ سنگھ کو اپنا دوست جانے گی مگر اس بے ادبی اور خلاف عہد نامہ جنگ کرنیکے
سبب ستلج پار اور دوابہ بست کا ملک ضبط ہو کر انگریزی سلطنت کی شامل ہوگا اور ڈیڑھ کرور روپیہ نقد
اس مہم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے لیا جاوے گا وہان سے کوچ کر کے جب انگریزی فوج نے مقام للیانی ڈیرہ
کیا تو راجہ گلاب سنگھ دلیپ سنگھ کو وہان لے گیا اور زبانی اوسکی بحضور نواب گورنر جنرل بہادر استدعاے بالا کا
اقبال کرایا مگر لاہور سے نیم ڈیڑہ کرور روپیہ نقد سرکار لاہور سے ادا ہوسکا اسواسطے کل پہاڑ کا ملک مع
کشمیر وتبت ولداخ وغیرہ سرکار انگریزی نے ضبط کر کر راجہ گلاب سنگھ کے پاس بعوض پچہتر لاکھہ روپیہ کی فروخت
کر ڈالا اور اوسکو مہاراجگی کا خطاب دیکر سلطنت و راج اوسکا سرکار لاہور سے علیحدہ مقرر کر دیا اس
انتظام کے بعد انگریزی فوج نو مہینے کے واسطے لاہور مین رہنی تجویز ہوئی اور لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ
قرار پائے اور راجہ لعل سنگھ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی ۱۸۴۶ع مین شیخ امام الدین ناظم کشمیر کی تحریک سے
فساد برپا کیا یعنی جب راجہ گلاب سنگھ کا ناظم دخل لینے کے واسطے وہان گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ دیا اور مقابلہ
پیش آیا اسواسطے فوج کشی تک نوبت پہونچی آخر اکتوبر ۱۸۴۶ع شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور بعد الاستفسار بحضور
رزیڈنٹ بیان کیا کہ مین نے یہہ سرکشی حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے کی اور اپنے بیان کے ثبوت مین چند پروانے
راجہ لعل سنگھ کے مہری پیش کیے اسبات کے انصاف کیواسطے ایک دربار منعقد ہوا راجہ لعل سنگھ نے اگرچہ عند الجواب
محض انکار کیا مگر پورے ثبوت ہونے پر اونکے کاتب نے گواہی دی کہ اپنے حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے یہہ پروانے لکھے آخر بہ ثبوت
جرم راجہ لعل سنگھ وزارت سے معزول ہو کر فیروز آباد بھیجا گیا اور نو مہینے کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے
لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ امراے لاہور کو انتظام ریاست کا بسبب نااتفاقی باہمی کے ایک بار گران نظر
آتا تھا اسواسطے رزیڈنٹ کے حضور مین بہت سا لکھ کر یہہ درخواست کی کہ مہاراج کے بالغ ہونے تک صاحبان انگریز
یہان رہکر مہاراج کی سرپرستی کرین بعد از مشکل یہہ درخواست اونکی بحکم گورنمنٹ سے منظور ہوئی اور قرار
پایا کہ مہاراج کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور مین رہے اور بائیس لاکھہ روپیہ سالانہ فوج اور افسرون کا خرچ
سرکار لاہور سے لیا جاوے اور اختیار و انتظام کل ریاست کا صاحب رزیڈنٹ کے حوالے ہو اسی منظوری کی

بعد سردار تیج سنگھ و دیوان دینا ناتھ و سردار شیر سنگھ اٹاری والہ کو راجگی کا خطاب معہ اضافہ جاگیر کے عطا ہوا
اور یہہ تینوں بمع فقیر نور الدین مشیر خاص منیب مقرر ہوئے و سردار رنجور سنگھ و بھائی ندھان سنگھ و
عطر سنگھ کالیانوالہ و شمشیر سنگھ سندہانوالیہ بطور نائب نالیان دربار قرار پائے اور یہہ تجویز ہوئی کہ جس کام
کے لئے یہہ لوگ تجویز کریں رزیڈنٹ صاحب سے منظور کرالیں رانی جنداں والدہ دلیپ سنگھ کو یہہ انتظام خوش نہ
آیا اور درپے فساد ہوئی اسواسطے تابعہ لاہور سے نکالے جاکر شیخوپورہ کے قلعہ میں بھیجے گئے اور حکم ہوا کہ کوئی
شخص بلا اجازت صاحب رزیڈنٹ کے اوسکے پاس آنا جانا نہ پاوے ماہ مارچ ۱۸۴۸ء میں مسٹر کری صاحب
لاہور کے رزیڈنٹ ہنگام آئے اونکے وقت مولراج ملتان کے ناظم نے استعفا دیا وہ منظور ہوکر بجائے اوسکے سردار
کاہن سنگھ ہان اور اگنیو صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ مقرر ہوئے جب وہ لاہور سے چلکر ملتان پہونچے تو مولراج نے
اونکو قتل کروا ڈالا اور بلا باغی ہوگیا لاہور سے بحکم رزیڈنٹ راجہ شیر سنگھ اٹاری والہ و سردار شمشیر سنگھ
سندہانوالیہ و عطر سنگھ کالیانوالہ معہ فوج روانہ ملتان ہوئے اور فوج انگریزی کے افسر کپتان ایڈوارڈس
مقرر ہوکر گئے وہاں جنگ وجدل ہو رہا تھا کہ اتنے میں چتر سنگھ اٹاری والہ نے ہزارہ کیطرف فساد کیا اور
شیر سنگھ اٹاری والہ جو چتر سنگھ کا بیٹا تھا انگریزی فوج سے الگ ہوکر مولراج سے جاملا چونکہ مولراج نے بھی اوسکی
کچھ خاطر نہ کی اور نہ اوسپر اعتبار رکھا اسواسطے وہ ملتان سے نکلکر دامن کو چلا گیا ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء
مولراج کئی لڑائیوں میں شکست کھاکر از خود ایڈوارڈس صاحب کے پاس حاضر ہوگیا اور مقید ہوکر لاہور آیا
اور مہم ملتان کے ختم ہونے ماہ مئی ۱۸۴۹ء کو رانی جنداں لاہور سے ہندوستان کو بھیجی گئی ادہر تو یہہ حال گذرا
اور ادہر چتر سنگھ اٹاری والہ نے باتفاق اپنے بیٹے اور بہت سے سرداروں کے ہشیار سکھوں کو اپنے
پاس جمع کیا اور جارج لارنس صاحب وغیرہ انگریزوں کو جو پشاور میں تھے قید کرلیا امیر دوست محمد خان
والی کابل کو معہ فوج اپنی مدد کو بلایا اور ایک اجتماع ہوکر انگریزوں کے ساتھ لڑائی کی ٹھہری ادہر سے
انگریزی فوج دریا موج اونکی سرکوبی کو روانہ ہوئی اور چار لڑائیاں اونمیں وقوع میں آئیں ۔

پہلی لڑائی رسول نگر کے مقام پر تاریخ ۲۲ نومبر ۱۸۴۸ء بوقت نواخت ڈنڈہ بجرات کے ہوئی
شیر سنگھ و چتر سنگھ اسمیں شریک تھے اسمیں انگریزوں کا بہت نقصان ہوا **دوسری لڑائی**
سعد اللہ پور کے مقام پر تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۴۸ء کے ہوئی بعد لڑائی کے شیر سنگھ و چتر سنگھ وہاں سے کوچ
کرکے موضع رسول کو چلے گئے **تیسری لڑائی** مقام چیلیانوالہ ہوئی یہہ ایک سخت مقابلہ فریقین
فوج میں ہوا کہ تیرہ دسمبر سے گیارہ فروری تک دونو فوجیں ایک دوسرے کے مقابل میدان میں پڑی
رہیں آخر کار بارہ فروری کو شیر سنگھ و چتر سنگھ موضع رسول کا مقام چھوڑ کر گجرات کو چلے گئے اور

مدت تک بہت مرتبہ مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا چوتھی لڑائی اکیس فروری کو بمقام گجرات نہایت سرگرمی
کے ساتھ ہوئی اور سکھوں کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور فوج انگریزی فتحیاب ہو کر واپس آئی۔ بعد اختتام ان
معرکوں کے چتر سنگھ و شیر سنگھ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئے اور کابلی امیر نے کابل کا راستہ لیا لاہور
اگرچہ چتر سنگھ و شیر سنگھ و دیوان مولراج وغیرہ بڑے بڑے مفسد تو پنجاب سے جلاوطن ہو کر ہندوستان کو روانہ کیے گئے
اور چھوٹے مفسدوں کی نسبت حکم ہوا کہ وہ اپنے اپنے گاؤں میں رہیں بلا اجازت افسران انگریزی کے کہیں آیا جایا
نہ کریں بعد ازاں بموجب اشتہار ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کے مہاراجہ دلیپ سنگھ لاہور کی سلطنت سے معزول ہو کر ان کی
چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کی پنشن نقد قرار پائی اور چند ماہ کے بعد معہ مہد لوسنگہ خلف مہاراجہ شیر سنگھ لاہور سے
جلاوطن کر کے ہندوستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام بخوبی ہو گیا اور بسبب اس کے سرکار نے
اپنا انتظام کر لیا کل عام لوگوں سے ہتھیار چھین لیے اور سوائے اجازت و حصول لائسنس کے کسی کو ہتھیار رکھنے کی طاقت
نہیں رہی اس واسطے پھر کوئی مفسد پیدا نہ ہوا اور رعایا نے بھی روز کے کشت و خون و غارت و تاراج سے خلاصی پائی

تیسری تقسیم انگریزی ہندوستانی فوج کی مفسدی کے ذکر میں جو کہ بسال ۱۸۵۷ء وقوع میں آیا

آغاز اس مفسدہ کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں ہوا اور وہاں ہی کے ہندوستانی فوج کی نسبت پلٹنی کارتوس
نو ساختہ کے افواہ سے خفا ہو کر سرکشی و بلوائی پر کمر باندھی اور اپنے افسروں کو قتل کر کے سرکار سے مقابلہ پیش آئی چنانچہ
ستلج پار کے ملک کے حصہ میں اقسام دہلی و حصار و انبالہ و لودیانہ و فیروزپور وغیرہ اضلاع کے ذکر میں بیان
کے بلکہ ام فوج کا حال بھی درج کیا جا چکا ہے اب خاص پنجاب کے مفسدہ کا حال اور سرکاری افسروں کے انتظام کی
اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع وار مندرج ہونا مناسب متصور ہوا **ضلع جالندھر** فوج کی سرکشی
اور دہلی کے مفسدہ کی خبر جب جالندھر میں پہنچی تو کل ہندوستانی فوج سے انگریزوں کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ
مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر فرنگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے کل انگریزوں کو جمع کر کے آپس میں مشورہ کیا جس میں یہ تجویز قرار پائی
کہ پھلور کا قلعہ فی الفور تیسرے نمبر کی ہندوستانی پلٹن سے چھین لیا جاوے اور اونکو نکال کر اپنا قبضہ قائم ہو اور
تار برقی کا دفتر اوسی جگہ مامور ہو اسی مشورہ کے مطابق ایک سو پچاس سپاہی نمبر ۸ کے گورہ پلٹن کے ۱۳ مئی کو
داخل قلعہ ہوئے اور ہندوستانیوں کو وہاں سے نکالا گیا اور نیز دو توپیں پھلور کے قلعہ سے منگوا کر اور جالندھر
کے توپخانہ کے ساتھ شامل کر کر گورہ فوج کے حوالے ہوئیں بتفصیل کے مکان کچہری قلعہ کے طور پر بہت مضبوطی عمل میں آئی
سنٹرل یوروپین پلٹن کے سپاہی مفصل سے منگوائی گئی خزانہ کل جمع کر کے صاحب کے ماتحت ہوا کل انگریزوں کے
رہنے کے واسطے ایک مکان قرار پایا راجہ کپورتھلہ کی فوج چھ توپیں اور دو سو سوار اور ایک ہزار ایک سو پیادہ

کپورتھلہ سے بالفعل ہمراہ پہنچ چکے آنے سے صاحب ضلع کو کمال تقویت حاصل ہوئی خزانہ کے لیے پہلے سے چند
فوج نے کمال شور برپا کیا اور دعوی کیا کہ خزانہ بدستور ہماری تحویل میں رہے اسواسطے بریگیڈیر یارٹلی صاحب کمشنر کے
موجب خزانہ برابر حصہ کر کے ہندوستانی پلٹنوں کے ماتحت کیا گیا مگر اسوقت ڈپٹی کمشنر نے یہ انتظام کیا کہ ضلع کا
خزانہ تو اونہوں نے قلعہ پھلور میں بھیج دیا اور باقی کل روپیہ جو پلٹن والوں کے سپرد ہوا تھا اوسمیں سے جس جس کو
دینا تھا باہستگی دیگر بانٹ دیا مفسدوں کے طور سے پہلے چھاؤنیوں میں آگ کا لگنا شروع ہوا اور بدعلامتیں
ظاہر ہونے لگیں مگر جنگی افسروں نے ان باتوں کی طرف کچھ خیال نہ کیا اور فوج کے بے ہتھیار کرنے میں کمال
غفلت کی یہانتک کہ نوین جون گیارہ بجے رات کے بعد چھاؤنی میں آگ روشن ہوئی جب افسر پولیس پہونچانے کو گئے تو
ہندوستانیوں نے اونکو نزدیک آنے نہ دیا بلکہ وقلین یار کو مار ڈالا اور کل ہندوستانی فوج سوائے توپخانہ کے بلا
مفسد ہو گئی ایک پہر رات گئے ایک فریق ہندوستانیوں کا ہوشیارپور کو کوچ کر کر چلا گیا اور دوسرا گروہ بھی
گروہ نے دہلی کی سمت کا راستہ لیا تعاقب کرنے والی فوج آٹھویں پلٹن گورہ کی چھ توپیں اور کچھ پولیس کی
فوج تھی مگر جنرل صاحب نے اونکو کوچ کا حکم صبح کے سات بجے تک نہ دیا جب دہوپ کی گرمی سخت ہو گئی اور
رات کی سردی کا فائدہ جاتا رہا تو کوچ کا حکم بالفعل ہوا مگر لفٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے کپورتھلہ کی فوج کا ڈیڑھ سو
آدمی ہمراہ لیکر مفسدوں کا تعاقب کیا اور صبح کے گیارہ بجے پھگواڑہ پہونچے مگر اسوقت مفسد صاحب بہادر سے تیرہ میل
آگے پھلور کے مقام پر پہونچ چکے تھے پھلور کے پہونچنے پر تیسری پلٹن ہندوستانی ماسورہ پھلور اونکو شامل ہو گئی
اور کشتیوں کو پکڑ کر آرام سے شام تک سے ندہ دریا پار ہو گئی اور دوسری طرف رکٹ صاحب صاحب ضلع لودہیانہ
نے بڑی استقلال کے ساتھ اون پر حملہ کیا اور ویلیم گیفٹو صاحب بہادر نے دو توپ ساتھ لیکر رہتی اور لفٹنین ولیم صاحب
جو سکھوں کی چوتھی پلٹن کے افسر تھے وہ بھی اس کام میں بہت سرگرم رہے جنرل صاحب جالندہر جو تعاقب کو
آئی تھی وہ شام کے وقت پھلور پر پہونچے اور لودہیانہ کی لڑائی دور سے دیکھا گئی اور دریا سے اوتر کر کچھ امداد
صاحب ضلع لودہیانہ کی نہ کی مفسدوں نے لودہیانہ جاکر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور رات بھر وتاراج ہوتی دوسرے
دن اونہوں نے جیلخانہ کہولدیا دسویں جون کو گورہ کی فوج اور جنرل صاحب دریا سے اوترے اور مفسدوں
نے لودہیانہ سے آگے کو کوچ کر دیا اوسکے وقت گورہ فوج سو قدم دشمن کے متصل پہونچی اور بیچارہ کے مفسد
بارہ میل کے فاصلہ پر بالیر کوٹلہ کے مقام پر رہیں مگر اسوقت گورہ فوج تھک گئی تھی اور بہت آدمی سپاہی کے
پانوں میں آبلہ پڑ گئے تھے فوج کی بے غرضی دیکھکر جنرل صاحب نے تعاقب چھوڑ دیا اور مفسد بخوشی
دہلی جا پہونچے دوسرا فریق مفسدوں کا جو ہوشیارپور کی طرف گیا تھا اونہوں نے صاحبان ضلع کے اقبال سے
پہلوں کی پہاڑ دیکے اندر اپنے بچاؤ کی صورت کر لی راستے میں اونہوں نے کسی سے تعرض نہ کیا اور راہی دہلی ہوئے

اسسٹنٹ کمشنر اوسکے منتظم مقرر ہوئے تھے کہ نمک و شورہ ڈھوئون کی بیچنے کی سخت ممانعت عمل مین آئی کل ہندوستانی
نوکر سوائے پلٹنون کے جہان جہان جسقدر تھے ۲۹ - جون کو اونکے ہتھیار لئے گئے اور نوکری سے برخاست ہوکر
پنجاب سے خارج ہوئے بلکہ اور بھی ہندوستانی غیر ملازم جسقدر ضلع لاہور مین تھے بحفاظت پولیس گنگ رہبری سے
اوتار دئیے گئے اور اونکی تعداد پانسو چھبیس تھی ۳۶ - جولائی کو ۲۶ نمبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پلٹن نے
میانمیر مین مفسدہ کیا اور میجر سپنسر صاحب اور ایک اور انگریز اور دو ہندو افسرون کو مار کر بھاگ گئے
اتفاق اوس وقت بڑی سخت آندھی آگئی اور جو فوج اونکی تعاقب کو گئی اوس سے یہ بچ گئی بلکہ کوپر صاحب
ڈپٹی کمشنر نے اونکو راوی کے کنارے پر قتل کیا جب ایسی ایسی وارداتین وقوع مین آنی لگین تو پلٹنون
کی سخت حفاظت ہونے لگی چونکہ اوسوقت لاہور کے جیلخانہ مین دو ہزار تین سو اناسی آدمی تھے سرکار
کو یہہ مناسب نظر آیا کہ جیلخانہ قیدیون سے خالی کر دیا جاوے اسلئے بہت سے قیدی باجرمانہ و ضمانت [illegible]
وغیرہ بچاری چھوڑ دئے گئے اور سرکار نے جو لاہور کے ساہوکارون اور رئیسون سے روپیہ قرض بادای
چھ روپیہ سیکڑہ سود طلب کیا تو اونہون نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب اسمین محض یہہ تھا کہ اونکو مفسدہ کے
وقت لاہور کے ضلع کا انتظام اچھا رہا عدالت کھلی رہی کل معاملہ مالیہ وصول ہوتا رہا ضلع امرتسر
اس ضلع مین بوقت مفسدہ فوج کے قلعہ گوبندگڈہ مین ستر سپاہی ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کے مامور تھے اگرچہ
اوسقدر گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تسپر بھی ہندوستانیون کیطرف سے اندیشہ تھا اسواسطے
۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن لاہور سے آکر داخل قلعہ ہوئی یہہ انتظام ہنوز ہونے نہ پایا تھا کہ وقوع مین آیا جب اور
گورہ فوج قلعہ مین آگئی تو ۸۱ نمبر کی پلٹن پھر لاہور کے طرف روانہ ہوئی اور ۵۹ نمبر کی پلٹن ہندوستانی
کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کمان افسر فوج گورہ گشتی نے ۹ - جولائی کو امرتسر پہونچکر بے ہتھیار کیا اور قلعہ
گوبندگڈہ غلہ وغیرہ ذخیرون سے پر کیا گیا اور مفرور سپاہیون کی گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوئے ۳۱
جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوئے سپاہیون کا جو لاہور سے بھاگے تھے راوی کے کنارے پر مقام بالا گہاٹ
ظاہر ہوا اور سپاہیون نے وہان پہونچکر زمیندارون سے پایاب رستہ دریا کا دریافت کیا چند زمیندارون نے
وہان تو اونکو باتون مین لگایا اور چند زمیندارون نے تحصیل اجنالہ مین پہونچکر تحصیلدار کو اونکے آنیکی خبر دی
تحصیلدار معہ جمعیت موجودہ وہان جا پہونچا اور لڑائی شروع کی اور ایک سوار امرتسر کو روانہ کیا جانے
کے وقت کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر معہ اسی سوار و سردار جودہ سنگھ اکسٹرا اسسٹنٹ وہان آپہونچے اونکے آنے سے
اول ایکسو پچاس آدمی زمیندارون اور تحصیلدار نے قتل کئے تھے اور باقیماندہ ایک جزیرہ کے اندر کہ
چارون طرف پانی تھا جا کر محفوظ ہو گئے تھے دوسری روز فجر کو وہ کل قتل ہوئے اور ۴۵ آدمی بسبب بھوک

اور بہت سے جموں کے علاقہ میں پکڑے گئے اور سب نے موت کی سزا پائی ماہ اگست کے پہلے ہفتہ کے درمیان ایک سو
پچیس سپاہی مفسد ۲۶ نمبر کے پلٹن کے جو لاہور سے بھاگے ہوئے تھے اس ضلع میں آئے اونکی سزا دہی کیواسطے تمام
فوج ماتحت گارڈ صاحب کے مامور ہوئی اور کچھہ ایک ستاعدہ سوار نمبر ۲ ماتحتی جیکسن صاحب اونکی مدد کو پہونچی
انہیں مقابلہ ہوکر انگریزی فوج فتحیاب ہوئی اور مفسد سب مارے گئے مگر مسٹر جیکسن صاحب سخت زخمی ہوئے ضلع
گورداسپور میں نو ملازم فوج بتفویضگی کپتان آدم صاحب کے بہت بھرتی ہوئی اور رعایا نے سرکار کی مدد
میں مال اور جان سے تندہی کی انتظام ضلع کا اچھا رہا عدالت جاری رہی معاملہ کل وصول ہوا **ضلع**
سیالکوٹ ہندوستانی فوج کے مفسدہ کے وقت سیالکوٹ کی ضلع میں بسبب ہونے ضلع سرحدی کی کل فوج
بتفصیل ذیل موجود تھی ٹاک صاحب کے سوار گھوڑ چڑھی توپخانہ کپتان بورچیر صاحب کا گورہ توپخانہ ۵۲ نمبر کی گورہ
پلٹن نو نمبر کا ہندوستانی رسالہ ۳۵ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ایک حصہ نو نمبر کا
۲۷ نمبر کی گورہ پلٹن و ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جب کہ گشتی فوج کا مجموعہ بنایا گیا تو کل فوج سوائے ہندوستانی پلٹن
نمبر ۴۶ اور دہمنی اور رسالہ بارہ و نو نمبر کے رسالہ کے اور فوج سب اوسمیں شامل ہوگئی اوس وقت برگیڈیر
صاحب نے جو اوس تمام فوج کے افسر تھے انکار کیا کہ ہم ایسی نازک وقت میں ہندوستانی فوج کے ساتھ کوچ کرینگے
بلکہ اوسکو یہ آرزو تھی کہ اس کل فوج ہندوستانی کو بے ہتھیار کرکے دیگر اسبابوں کا موقع نہ ملا اور فوج کو کوچ
اوس وقت مسٹر مونٹگمری صاحب ڈپٹی کمشنر و منیگان صاحب اسسٹنٹ کمشنر و جون صاحب و سید قاسم علی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع
کے افسر تھے یونہیں جولائی ہندوستانی فوج کا مفسدہ سیالکوٹ میں ہوا اور ضلع کی حکومت بالکل معطل ہوگئی سوار
نے حملہ برگیڈیر صاحب پر کیا اور ایک سوار نے اونکی پیٹھ پر گولی ماری اگرچہ وہ اوس وقت زخمی ہوئے مگر دوسرے روز
اوسی زخم کے صدمہ سے مر گئے ڈاکٹر گراہم صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب بگی میں اپنی لڑکی کو لیکر بھاگے جاتے تھے اونکو بھی گولی
لگی اور مارے گئے دوسرے ایک ڈاکٹر جو داروغہ جیلخانہ کا داروغہ تھا اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سوار ہوا جاتا تھا وہ بھی
گولی لگ کر مارا گیا اور ایک بچہ اوسکی بچوں میں قریب کا گولہ لگ کر زخمی گیا کپتان بشپ صاحب بریگیڈ میجر قلعہ کے
سامنے گولی سے بیجان ہوکر تسلیم ہوئے پادری ہنٹر صاحب و اوسکی میم اور معصوم بچہ ایک ہندوستانی سپاہی
جیلخانہ کے ملازم کے ہاتھ سے قتل ہوئے باقی انگریز و عیسائی بھاگ کر ایک قلعہ میں جو رنجیت
سنگھ سے علاقہ رکھتا تھا جا کر پناہ لی اور جان بچ گئے الغرض مفسدوں نے تمام شہر اور چھاونی اور کچہری
میں ایک حشر برپا کر دیا جا بجا انگریزوں کی تلاش میں مصروف ہوئے اور جو ملا وہ قتل ہوا اسکے بعد جیلخانہ کو توڑا
قیدی اور بقیوں سو سے زیادہ قیدی جو اوس میں تھے سب کو چھوڑ دیا اور کل خزانہ لوٹ لیا
لوٹ لیا دفتر ضلع کا اور کچہریوں کے مکانات جلا دئیے سکھ پنشنیوں کو آگ لگا کر اڑا دیا مفسد دہلی کی طرف

غارت کی بعد دیکھکر کے اپنی ہندوستانی افسرون کو ساتھ لیکر اور چھکڑون پر اسباب لاد کر گورداسپورہ کو روانہ
ہوئی جب شام نزدیک آئی تو ڈاکٹر کلیہ صاحب معہ عیال و اطفال و کپتان سانڈر صاحب قلعہ مین داخل ہوئے
اور وہ تمام روز ایک وفادار سکھ کے باہر کے گھر مین چھپی رہی تھی مونٹگمری صاحب ڈپٹی کمشنر اوسوقت بیمار
تھے اونکو گانووالون نے اپنی ایک جھونپڑی مین چھپا رکھا تھا غدر کے وقت بعضی دہقانیون اور زمینداران
نے بھی آکر بہاونی اور سرکاری مکانات مین دست اندازی کی تھی اور جو کچھ مال لوٹا لیگئی تھی پولیس کی
فوج اور پولیس کے سوارون نے مفسدون کا البتہ کچھ مقابلہ کیا مگر کچھ نہ چلی چند سپاہی بھی چھپ کر قلعہ مین آ پہنچے
جنکے پاس ہتھیار بھی درست نہین تھے اور کبھی اونھون نے بندوق بھی نہین چلائی تھی وہ مستعد و راستہ ہوئے
ہوئے عین غدر کے وقت لفٹنٹ مونٹگمری نوین رسالہ کا نوکر گہوڑے پر سوار ہو کر گوجرانوالہ کو بھاگ گیا اور وہان سے
ڈاک پر سوار ہو کر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کو یہہ حال کہہ سنایا او مفسدون کے مقابلہ کیواسطے
فوج گورہ اسپورہ کو مامور کرائی اس انتظام کے بعد کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر اور لارنس صاحب افسر پولیس
سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اونھون نے سیالکوٹ مین جاکر پہلی وفاداری پولیس کے افسرون کو جنھون نے بیوفائی کی تھی پھانسی
دیا پھانسی کے دو اور سپردون نے بھی موت کی سزا پائی اور بہت سے مفسد گرفتار ہو کر پھانسی پاکر مارے گئے ہزار روپیہ
جرمانہ اون زمیندارون پر جنھون نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پایا اور غارت کا کل مال
اونسے واپس لیا گیا گورہ فوج بارکون مین اتاری گئی کچہری مکانات کی تعمیر شروع ہوئی لفٹنٹ میکماہن صاحب
اسسٹنٹ کمشنر جنھون نے مفسدہ کی وقت بڑی بہادری کی تھی تین سو آدمیون کے ساتھ پہاڑ کے سرحد پر مقرر
ہوئے اور ۱۲۹ اکسن مفسد جو جمون کے پہاڑ کی طرف بھاگ گئی تھی وہ بھی گرفتار ہوکر آئے اور توپ کے سامنے اوڑا دیئے
گئے بعد ازان جب مسٹر السٹ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی مقرر ہوئے تو اونھون نے تین ہزار روپیہ کا
اثاثہ منجملہ اسباب غارت شدہ کے نکلوایا اور اونھین کے وقت اکتالیس ہزار روپیہ نقد مفسدون کے پاس سے برآمد
ہوکر داخل خزانہ سرکار ہوا

ضلع گوجرانوالہ

مفسدہ کے وقت خزانہ ضلع کا ۴۶ نمبر کی پلٹن پہرہ
سیالکوٹ کے گارد کے تفویض تھا کپتان کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو سیالکوٹ بھیجدیا اور رسالہ کے
سوار اور نفیس پیادگان پولیس کے ساتھ ضلع کا انتظام و حفاظت سنبھالا نقد خزانہ جسمین دو لاکھہ روپیہ تھا کی
چونکہ گوجرانوالہ مین افواہ ہوگئی تھی کہ فوج مفسدہ پسورہ لاہور وسیالکوٹ اس ضلع پر حملہ کریگی اسلئے صاحب ضلع
نے ایک خانقاہ کی پختہ چار دیواری کو قلعہ گردانکر مضبوط کیا اور ذخیرہ سرا ایک طرح کا اوسمین بھرکر خزانہ
لاہور کو روانہ کر دیا اور نوملازم فوج کی بھرتی شروع کی اوسوقت رعایا اس ضلع کی وفادار رہی اور
انتظام بخوبی رہا اور لوگون نے روپیہ بھی چھہ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار کو قرض دیا

ضلع جہلم

غدر کے وقت

جہلم مین ایک ہندوستانی توپخانہ اور دو پلٹنین نمبر ۱۴ و ۳۹ تھی چونکہ گورہ فوج یہان بالکل نہ تھی اسلیے
حکام کو ہندوستانیون کے طرف سے سخت اندیشہ تھا اور چاہا کہ کسیطرح اسفوج کو یہان سے نکالا جاوے اور پہلے ستمبر سن
[illegible] و ۳۹ نمبر کی پلٹن کو حکم ہوا کہ بغیر میگزین کے جہلم سے کوچ کرکر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی جاوے وہ پلٹن فی الفور
میگزین چھوڑ کر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی گئی پھر توپخانہ کو حکم ہوا کہ تم یہان سے کوچ کرکر لاہور جاؤ وہ تعمیل حکم
لاہور پہنچا اور وہان پہنچتے ہی توپین اون سے چھین لی گئین اور بے ہتھیار کیے گئے باقی جہلم مین اب ۱۴ نمبر
ہندوستانی رہ گئی جیفکمشنر صاحب بہادر کا ارادہ ہوا کہ اونکو بے ہتھیار کیا جاوے مگر جسقدر افسر اوس پلٹن کے
انگریز تھے وہ اسبات پر رضامند نہ تھے اور کہتے تھے کہ یہ پلٹن نمک حلال ہے مگر حکام کو بسبب اسکے کہ وہ ہندوستانی
تھی کمال اندیشہ دامنگیر تھا پس اوس پلٹن کو بھی کمزور کرنا منظور ہوا دو کمپنیان تو اوسمین سے راولپنڈی
بھیجی گئین اسیطرح یہ پلٹن بھی جابجا کے مامورین سے بہت کم رہگئی اور کل پلٹن مین پانسو آدمی رہ گیا
ساتوین جولائی کو سرکار کو اوس پانسو آدمی سے ہتھیار لینیکا ارادہ ہوا اور گورہ فوج معہ توپخانہ جو راولپنڈی
سے روانہ کی گئی تھی اور ۲۴ نمبر کی سکھون پلٹن ہندوستانیون سے ہتھیار لینیکے واسطے پریڈ کو مامور ہوئی ہندوستانیون
نے جب اوس فوج کو آتے دیکھا تو موت کو سامنے دیکھکر افسرون کے طرف گولیان چلانی شروع کین اور
کمپنیان توڑ کر لین مین گھس گئے سرکاری فوج نے اونکا تعاقب کیا اور اسمہین سخت لڑائی ہوئی بہت سے انگریز مارے
گئے کرنیل الس صاحب کمان افسر پلٹن گورہ نمبر ۲۴ کمال زخمی ہوئے کپتان سپرنگ صاحب مارے گئے ہندوستانی
لین سے نکلکر ایک گانو مین جو پاس تھا جاکر پناہ گزین ہوئے اور لڑائی ہوتی رہی آخر گورہ فوج بسبب گرمی کے
جو جولائی کے مہینے مین ہوتی ہے بہت گھبرا گئی اور تین توپین بھی تھلی کے بالکل بیکار ہوگئین اور اونکو لوگون نے
گانو کے کچی دیوار کو بھی جسمین ہندوستانی تھے نہ گرایا آخر بہت سی لڑائی اور گرمی اور دھوپ اور بھوک کے باعث
باعث سے لشکر تھک گیا مگر بیچ کرنیل جرد صاحب کے جنہون نے کرنیل الس صاحب کے مارے جانے پر اختیار لیا تھا حکم دیا
کہ جس گانو مین ہندوستانی چھپے ہین اوسپر حملہ کیا جاوے اگرچہ یہ حملہ ہوا لیکن گانو کی انگریزی لشکر کے واسطے
فال نیک نہ تھی توپون کو گھرون کے نزدیک لاکر لگا دیا مگر گولہ اندازی اور انگریزی بھی ہوا اور ہندوستانیون کی اکثر فتح مندی
سے قتل ہوئے اور سرکاری سکھ پلٹن بھی کم ہوگیا اسواسطے کہ [illegible] اوسوقت تین توپین دو
توپین میدان سے واپس آئین اور ایک توپ جو ہندوستانی غالب آکر لے گئی تھی اور اوسی کو سرکار کے ساتھ
چلاتے ہی تھے واپس لائی اگرچہ لفٹننٹ ... صاحب ڈپٹی کمشنر نے بہ دو تین لمبر کے سواران پولیس کے توپ کے لینے کے
واسطے بہت کوشش کی مگر ممکن نہوا الغرض دونو فریق بڑی سخت لڑائی کے بعد اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس ہوئے
اور رات بیچ جاگتے رہے دوسرے دن کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی بھاگ گئی صرف اسواسطے کہ اونکو پاس بچکہ نہین

بقاعدہ سواروں اور ۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اور کچھہ حصہ ۴ نمبر ہندوستانی پلٹن کا اور ایک
گورکھہ پلٹن اور ایک ہندوستانی اسپی توپخانہ موجود تھا اسلئے چیف کمشنر و کمشنر و ڈپٹی کمشنر سخت اندیشناک
تھے ساتوین جولائی کو سوائے گورکھہ پلٹن کے بڑی استحکام کے ساتھہ ہندوستانی فوج کے ہتھیار لیئے گئے پہلا ایک
گہنٹہ تک فوج نے ہتھیار نہ دیے جب دیکھا کہ اب خرابی ہوتی ہے تو ہتھیار رکھہ دیئے جو ۵ نمبر کے پلٹن کے سپاہی
ہتھیار دیکر بڑی گستاخیان کرنے لگے اسواسطے سب افسر چلنا نہ ہوسکے گورکھہ پلٹن نمک حلالی و وفادار
نکلی اور دہلی جا کر اوس نے بڑی نمایاں خدمتیں وقوع میں آئین ضلع شاہ پور مفسدہ کے وقت
اس ضلع مین مسٹر یوسی صاحب ڈپٹی کمشنر تھے اونہون نے بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہی
افغان بتحت [illegible] صاحب افسر کارخانہ نمک سے لیا جو کہ خزانہ اٹھ یا نو لاکھہ روپیہ اس ضلع کا کہ ۴۶ نمبر کے پلٹن کے
گارد کے ماتحت تھا اون سے خزانہ لے لیا اور ۲۲ - مئی کو ایک بڑی مضبوط پولس کی فوج لیکر افسران
ضلع نے تمام خزانہ ہندوستانیون سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ تدابیر کے ساتھہ قلعہ شاہ پور
سے بھی باہر کر لیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ مین بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع مین کوئی سرکشی نہ ہوئی اور اس لئے
رہا صرف ۱۰ نمبر کے بقاعدہ سوارون نے کچھہ تھوڑے سے سرکشی کی تو ڈپٹی کمشنر اور افسران کان نمک اونکو
تنبیہ کو گئے اور فساد رفع کیا اور ہندوستانی کلارک سپرنٹنڈ دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگون کو فساد پر
آمادہ کرتا تھا پھانسی دیا ضلع گجرات اس ضلع مین مفسدہ کے وقت ۳۵ نمبر کے ہندوستانی
پلٹن کا کچھہ حصہ موجود تھا اون کو اونکو حکم ہوا کہ محکمہ ضلع سے کوچ کر کر سیالکوٹ کی چھاونی مین جہان
تمہاری پلٹن ہے چلے جاؤ وہ محکمہ سے نکل آئے مگر رات بھر اونہون نے ایک دوسرے کو گالیان دینے
اور ملامت کرنے مین کاٹی اس افسوس مین کہ خزانہ کیون چھوڑا اور محکمہ سے نکلنے کے وقت حکام کا ستھالیہ
کیون نکیا یہ الزام ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر لگاتا جب ہانسی کوچ ہوا تو اونکو جنرل
نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب اونکو فلور کے طرف لے گئے اور قلعہ فلور کے پاس جا کر اونکے
ہتھیار چھین لئے جب جہلم کا مفسدہ برپا ہوا تو ایک گروہ جہلم کے مفرور ہندوستانیون کا اس ضلع مین آیا اور
دریائے جہلم کے ایک جزیرہ مین قائم مقام ڈپٹی کمشنر کپتان الیٹ صاحب نے اونکو گھیر کر مار دیا ضلع لیہ
اس ضلع مین غدر کے وقت امن و امان رہا صرف ایک یا دو شخصون کو بجرم مفسدہ پردازی سزا ہوئی
چونکہ ۱۷ نمبر کے رسالہ کے سواران بقاعدہ ہندوستانی ماتحت کپتان مالکم صاحب اس ضلع مین آئے تھے اونکے
آنے سے البتہ خوف پیدا ہوا مگر وہ مفسد نہ ہوئے جب سرکشی قوم کہول کی شروع ہوئی تو کپتان مالکم صاحب
اپنے رسالہ کو کہرلون کے مقابلہ کے واسطے لے گئے اور چالیس آدمی اوس مین سے لیکر چھوڑ گئے وہ بھی سے شکی ہو

اور راجرس صاحب کمشنر اسسٹنٹ کمشنر کی اونکے ساتھہ جو بتیس آدمی تھے لڑائی ہوئی اور صاحب [illegible]

ہیں **ضلع کانگڑہ** اگرچہ اسضلع کے پاس مفسد پلٹنیں ملتان کے اور بہاولپور کے پچھلے حصے کے
غارتگر بھی موجود تھے تو بھی اسضلع کے رعایا کو کچھہ تاثیر مفسدہ کی نہوئی ہے پیارس صاحب ڈپٹی کمشنر نے خوب انتظام
رکھا خزانہ و کچہری و دریا کے گہاٹون کو مضبوط کیا نوملازم فوج بھرتی ہوکر اور اضلاع کو جاتی رہی

ڈیرہ غازیخان مفسدہ کیوقت ڈپٹی کمشنر اس ضلع کے کپتان پالک صاحب تھے اور مفسدون نے تہیہ
کی کہ کپتان صاحب کا مکان افسر رسالہ پنجابی نمبر ایک کو اپنے پاس بلا لیا ابھی یہہ صاحب تین سو سوار کے ساتھہ
راستہ مین ہی تھے کہ اونکی مامورہی اور جگہہ ہو گئی اسلئے تین سو سوار اور تین سو پیادہ نو ملازم رکھکر
چوکیون کی حفاظت کو مامور ہوا اور نوملازم فوج ہی جیلخانہ و خزانہ و کچہری و ملک کی حفاظت پر مامور ہوئی
چارون طرف کے بدخبرین سنکر ایک قوم نے کہ پٹھان بھی شورش کا ارادہ کیا تھا مگر اور قومون نے اونکو روک
لیا سردار اونکے طلب ہوکر ضلع مین رکھے گئے و بعد انتظام کامل ضمانت پر رہا ہوئے ضلع کے اندر جن لوگون
نے مفسدہ کی باتین کین وہ سزایاب ہوئے **ضلع ڈیرہ اسماعیل خان** [illegible]

ودہ حکمون کے اندر بوقت مفسدہ فوج مفصلہ ذیل تھی دو پلٹن پنجابی پیادگان سواران پنجابی دو رسالہ
پنجابی توپخانہ دو سکہون کے پلٹن ایک پلٹن پولیس کے ایک سواران پولیس ایکسو اسی سوار بہت سی فوج کو اسمین سے حکم ہوا
کہ پشاور و جہلم وغیرہ کے طرف کوچ کر جاوین اور جب تک تین نمبر کی سکہی پلٹن نہ آوے ہمینون کی تحکیم کی
حفاظت پنجابی توپخانے اور دیسی لوگون کے متعلق رہی جب بالکل فوج یہان سے چلی گئی تو ملک والون کو اندیشہ
پیدا ہوا مگر کوک صاحب نے شہر والون کی بہت تسلی کی پہر جب ۳۹ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جہلم سے ڈیرہ
اسماعیل خان مین پہونچی تو لوگون مین سخت خوف و ہراس پیدا ہوا مگر صاحب ضلع نے جیسا چاہا بکمال حکمت
عملی و دلاسا اونکو بےہتہیار کر دیا کپتان رینی صاحب ۳ نمبر کے سکہی پلٹن کے افسر نے صاحب ضلع کو اطلاع
دی کہ ایک سازش درمیان ہندوستانیون اور سکہون کے ہوکر سکہہ اسبات پر آمادہ ہین کہ افسرون کو قتل
کر ڈالین چنانچہ صاحب نے اوسی روز شام کو اون سکہون کے ہتہیار جو تعداد مین ایکسو تیرہ تھے لئے اور
پیچہے سے برخاست کر دئے اسیطرح ایک اور خبر ہوئی کہ ۳۹ نمبر کے ہندوستانیون کا ارادہ ہے کہ قلعہ لے لین
اسلئے قلعہ مضبوط کیا گیا اور وقت کے خبر نے قلعہ بچا لیا جب ۹ نمبر کے بیقاعدہ سوار مفسد ہوئے تو کپتان کوک صاحب
ملتانی سواران کی فوج لیکر دریا سندہ کو چلے اور ساٹھہ میل سترہ گھنٹہ مین طے کرکر وہان پہونچے اوسوقت کپتان
پالک صاحب کی فوج اور مستر کوسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہی ساتھہ تھے مگر ان کے پہونچنے سے اول گشتی فوج نے
وہان پہونچکر سوارون کو مفسدہ سے روک دیا تھا **ضلع ملتان** مفسدہ کے وقت مستر ہاملٹن صاحب کمشنر

گیا اور یہ حال تھا کپتان ہالس صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو روانہ لاہور کیا اور لاہور پہونچ کر اونکی ہتھیار لیے گئے
اور مفسدوں کے دو فریق ایک دس نفر سپاہی پلٹن نمبر ۴۶ ہندوستانی و دوسرے ۹ نمبر کے بیقاعدہ رسالہ کے سوار
پھر جب یہاں سرکشی کی وہ قتل کیے گئے ۱۷- ماہ ستمبر کو جب بار کی قوموں میں سرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی
ڈانواں ڈول ہو گئے اور آمد و رفت درمیان جھنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلئے
اڑھائی سو سوار رسالہ بیقاعدہ نمبر ۱۷ تحت کپتان ناکس صاحب کے اس ضلع میں آئے اور بعد ازاں تولانبہ
فتح ہو لیا اور گوگیرہ کے دیار میں بھرتی ہو گئے تھے یہاں کچھ تھے اور صوبہ کے طرف سے سپہ چمبرلین صاحب اپنی فوج
لیکر جھنگ میں وارد ہوئے اور سکھان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مع فوج پولیس کوٹ کمالیہ ضلع گوگیرہ
کو ماسور ہوئے یکہ کوٹ کمالیہ اونکی پہنچنے سے پہلے ہی مفسدوں نے لوٹ لیا تھا سو اسلئے وہ بطرف جھنگ کے واپس
چلے آئے اور لفٹنٹ ایلین صاحب شورکوٹ کے طرف مفسدوں کے تنبیہ کو اسلئے بھیجے گئے وہاں جاکر اونھوں نے
بڑی جانفشانی کی مفسدوں کو گرفتار کیا سو نشان اونکی ضبط کرلیں غرض حکام کی محنت و جانفشانی سے
تھوڑی ہی عرصہ میں ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا

ضلع گوگیرہ

مفسدہ کے وقت اس ضلع میں لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
قائم مقام ڈپٹی کمشنر تھے اوسوقت خزانہ پر ۴۹ نمبر ہندوستانی پلٹن کا پہرہ تھا صاحب نے اونکو فی الفور بے ہتھیار
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور کٹار رکھی کے پلٹن کے سپاہی سرکاری دفتروں پر ماسور ہوئے ۲۶ مئی کو
حصار کے مفسدوں نے یورش کی تو دو سو سوار ماتحت لفٹنٹ میکس صاحب بموجب حکم لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
سرسہ کے گذرگاہوں کے حفاظت کو روانہ ہوئے جنہوں نے اپنی سواروں کے ساتھ پٹھیانہ میں بڑی بڑی خدمتیں بجا لائے
کیں اور زمین سیاسی ... اس علاقہ سے سرسہ تک ٹھہرائی گئی ۲۶- جون کو جب مخبری ایک مخبر کے جیلخانہ
کی تلاشی ہوئی اور بعد التلاش تماکو و افیون وغیرہ اشیا جنکو واسطے جیلخانہ کے اندر جانے کی ممانعت تھی برآمد
ہوئیں اس جرم میں جیلخانہ کا داروغہ برخاست ہوا داروغہ کی نسبت کچھ بھی جرم تھا کہ اوسنے قیدیوں کو
اجازت دیدی تھی کہ تم اپنی سردار احمد کھرل کو بلا لیا کرو اسلئے احمد کھرل کو بلا کر صحیح میں نظر بند رکھا
۲۶- اگست کو قیدیوں نے جیلخانہ میں شورش کیا کٹار رکھی پلٹن والوں نے جو اونکی حفاظت پر ماسور تھے اونکی
طرف گولیاں چلائیں اور مسٹر ریکل صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ قیدیوں کا مقابلہ
کیا جب اکتیاون قیدی مارے گئے تو باقیماندہ مطیع ہوگئے احمد کھرل بھی اوسوقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا
اور پھر ضمانت پر طلب ہو کر ناہوا اور قوموں کو اور سردار بھی ضمانت پر ماسور ہوئے ۱۶ ستمبر کے رات کو
ایک آدمی نے لفٹنٹ الفنسٹن صاحب کو آکر خبر دی کہ تمام سردار جو ضلع میں ہیں اکثر وہ سب گھر کو
بلا اجازت چلے گئے ہیں اس ارادہ پر کہ گھروں میں جاکر فساد برپا کریں اور کھلی کھلی سرکشی ہو چنانچہ بات سنکر

الفنسٹن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واپس کرنی دو سو سوار و چند پیادگان کے جو چند روز
پہلے لاہور و پشاور کو روانہ ہوئے تھے روانہ کی اونہین سے ایکسو پیادہ اور بیس سوار واپس ہوئے قیدیون
کو جیلخانہ سے نکالکر ایک پختہ سرائے مین رکہا گیا تحصیل کا مکان بھی جو سرای کے پاس تھا مستحکم ہوا اور برکلی صاحب
اسسٹنٹ کمشنر واسطے گرفتاری احمد کہرل کے جو سرگروہ مفسدون کا تھا روانہ ہوا اور احمد کہرل کو دریا کے
کنارے پہونچکر دریا کے دوسرے کنارہ پر پایا اوسنے صاحب کو آواز بلند کہا کہ مین نے اب سرکار انگریزی کی
اطاعت چہوڑکر شاہ دہلی کی تابعداری مان لی ہے اسوقت ایک مولوی مسلمان مفسد گرفتار ہوا اور زمیندارون
کی مویشی بہت سی پکڑ لی گئی اور جہامرہ ایک گانو جلا دیا گیا بعد مفسدہ کی خبر سنکر بموجب حکم سرکار کے کرنل
پاٹن صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ۳۸ میل کا فاصلہ ۲۰ گہنٹہ مین کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہونچے
اونکی تحت مین تین توپین اور ایک ۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن او کچھہ حصہ سہان خان کی پولیس پلٹن کا اور
تھوڑے سے نئی بھرتی کے سکھہ سوار تھے کرنل پاٹن صاحب اوسوقت سے ایک گہنٹہ پہلے پہونچے تھے جسوقت
مفسدون نے گوگیرہ کے محکمہ پر حملہ کیا تھا جب نزدیک پہونچے تو توپ کے چہرہ سے اونکو شادیا دہ ہٹ گئے تو
سرکاری فوج ماتحتی لفٹنٹ آنریبل ای جی چیسٹر صاحب اونکے تعاقب کو گئی اور اسمین سخت لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین احمد کہرل اور لفٹنٹ آنریبل ای جی چیسٹر دونو قتل ہوئے اور اُس سے دوسری لڑائی مین
مسٹر برکلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر قریشی گانو کے پاس نہین جنگل بار مین سرکشون کے ہاتھہ سے کام آیا اور جمعدار
سپاہی بھی برکلی صاحب کے ساتھہ تھے وہ بھی اوسی میدان مین جان نثار ہوئے یہہ حال دیکہہ کر لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
جو ڈپٹی کمشنری کا کام دیتے تھے اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کو جو اوسی روز بعہدہ رابرٹ صاحب کمشنر کے لاہور
سے وہان گئے تھے اپنی جگہہ حاکم ضلع کا چہوڑ کر خود سرکشون کے سرکوبی کے واسطے چلے گئے اونہون نے سنا کہ
تحصیل ہڑپہ کے دشمنون نے لے لی ہے اور میجر چیمبرلین صاحب جو ملتان سے معہ رسالہ بیقاعدہ سواران ملتانی
و فوج پیادہ سکھہ آتے تھے وہ چیچہ وطنی کے سرای مین گہیرے گئے ہین یہہ بات سنتے ہی لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
و کرنل پاٹن صاحب معہ فوج اونکی مدد کو چیچہ وطنی کو گئے اور وہان جاکر اونکو دشمنون کے گہیرے سے چہوڑایا
اور معلوم ہوا کہ چیمبرلین صاحب تین روز وہان بڑے سخت اندیشہ مین رہے چیچہ وطنی کے رہنے والون نے بھی اونکی
کچھہ مدد کی او سرای کو جہان چیمبرلین صاحب اوترے ہوئے تھے مفسدون کے ساتھہ ملکر گہیر لیا اوسوقت
مسٹر بیم صاحب او ہٹل صاحب جو انجینیر اور ڈاکخانہ کے افسر تھے دشمنون کو بڑی بہادری سے ہٹاتے رہے
او تنہین دنون مین کپتان سنڈرز صاحب معہ سواران انگریزی و گرانی فوج ماتحتی کپتان سنو صاحب
کے بکوچ متواتر لاہور سے چلکر گوگیرہ پہونچے اور نیز ڈنس صاحب کی پنجابی پلٹن دو دو اسپی توپین ملتان سے

اٹھ گئیں تھوڑی دن بعد ایک اور فوج باتحتی میجر وایل صاحب و کپتان ترونس صاحب کی ملتان سے آگئی
جو پہلے سے شامل میجر جیکسن صاحب کے ہوئی جسکے ساتھہ دوسری لمبر کے بقاعدہ سوار گورداسپور سے آئی تھی اور
کپتان فلکرین صاحب معہ فوج و کپتان ناکس صاحب معہ سواران بقاعدہ لمبر ارجناب دو آبہ میں جاکر
مفسدون کے مقابل ہوئی اور میجر ہملٹن صاحب کمشنر میجر جیکسن صاحب کے جگہ ملکی انتظام میں مصروف رہے اور
میجر مارسڈن صاحب جو اس سے گوگیرہ میں تھے وہ ڈپٹی کمشنر گوگیرہ کے ہوئی اور کپتان سنو صاحب کے ساتھہ
خاص گوگیرہ کی حفاظت میں رہے اور لفٹنٹ الفنسٹن صاحب چمبرلین صاحب جیچہ وطنی سے چلکر براہ کوڑے شاہ مفسدون کی
اجتماع کے مقام قلعہ جہلی پر حملہ کیا یہہ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جسکے چاروں طرف پانچ میل لمبا
اور تین میل چوڑا گہرا جنگل اور بیچ میں اوسکی ایک نالہ جاری تھا جس سے مفسدون کو بہت پشت پناہ تھی
گھاس اسمین اسقدر بلند تھا کہ گھوڑا معہ سوار اسمین دکھائی نہیں دیتا تھا جہانتک سوار چلکر اون تک
پہونچے جب اپنی ہی فوج میں قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو اپنی آنکھون سے پوشیدہ ہو جاتی تھی بڑی بڑی درخت
بلند و موٹی خاردار بیشمار گھاس کا کاٹنا بسبب سختی اور جلانا بسبب سبزی کے دشوار تھا دشمنون کے اوترنے
کا مقام اور اونکی اجتماع کا اوس جنگل میں بخوبی دریافت نہیں ہوتا تھا صرف اونکے ڈھولون کی آواز
سنکر معلوم ہوتا تھا کہ یہان سرکشون کا اجتماع ہے اسواسطے سرکاری فوج میں بھی ڈھول کا استعمال ہوا
جب تک دشمن اوس جنگل میں رہی سرکاری فوج کو اونکے مقابلہ میں سخت تکلیفیں اوٹھانی پڑین اور کام تمام
نہوئی مگر بعد چندی سرکار کے اقبال نے یہہ شعبدہ دکھلایا کہ دشمن خودبخود اُس مقام کو چھوڑکر دریای
ستلج کے پار ہوگئی پھر تو سرکار کو میدان ہاتھہ آیا اونکا تعاقب کرکے بہت سختی سے اونکے ساتھہ مقابلہ کیا
جسمین کپتان سنو صاحب توڑے دار بندوق کی گولی سے زخمی ہوئی اور دشمن شکست کھاکر بھاگ گئے اور
بہت سے سردارون نے اطاعت اختیار کر لی اونہون نے اپنے آپ کو مسٹر رابرٹ صاحب کمشنر آئی ہوئی کے
سپرد کر دیا بعد انتظام قرار واقعی کے چوتھی نومبر ۱۸۵۷ کو کمپو ٹوٹا مفسدون کو بڑی بڑی سزائیں ہوئیں
ہو نیشان اونکی ضبط ہوکر نیلام کی گئین املاک ضبط ہوئی آیندہ کے واسطے بڑی بڑی ضمانتین سرکشون سے
لکھائی گئین بیشمار جرمانہ وصول ہوئی لوٹ کا مال جسقدر اونھون نے تحصیل ہڑپہ اور کوٹ کمالیہ سے لیا تھا
سب واپس ہوا۔ اس ضلع میں چار قومون کی زیادہ تر سرکشی اور بغاوت سرکار کے ساتھہ ہوئی تھی پہلی
قوم کاٹھیا اونکا سردار [illegible] کاٹھیا تھا دوسری قوم کھرل جنکا سردار احمد خان کھرل تھا اور وہ بھی
لڑائی میں قتل ہوا تیسری قوم فتیانہ اونکا سردار بہاول خان فتیانہ تھا چوتھی قوم وٹو انکی سردار کا نام
بخوبی معلوم نہیں ہوا بعد سزا پانیکے یہہ سب قومیں فرمانبردار ہوگئین کسی کے سر میں سرکشی کا سما

ضلع پشاور مفسدہ کے وقت پشاور مین ہندوستانی فوج بہت اور گورہ کم تھے اور سرحد کو بہ سبب
ضلع سرحدی امیر کابل و قوم سواتی وغیرہ خود مختار قوموں کی طرف سے بھی سخت اندیشہ تھا کہ وہ ایسی نازک
وقت مین کوئی مداخلت بیجا و مزاحمت نا روا سرکاری علاقہ مین نہ کر بیٹھین مگر انگریزی افسرون نے
اوسوقت بڑی جانفشانیان کین اور ہر طرح پر ملک کے انتظام مین سرگرمی رکھی بریگیڈیر جان نکلسن صاحب
اوسوقت ڈپٹی کمشنر پشاور کے تھے اور کل فوج دو ہزار آٹھ سو گورہ اور آٹھ ہزار ہندوستانی مسلح اٹھارہ
توپین اور ایک بڑی توپ پہاڑی مورچہ کے ماتحت بریگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب کے بتفصیل ذیل تھی گورہ فوج
پلٹن نمبر ۲۷ و ۷۰ و ۸۷ اور رسالہ نمبر ۵ بے قاعدہ رسالہ نمبر ۷ و ۱۰ اور ۱۸ فوج کیولری نمبر ہندوستانی پلٹن نمبر ۲۱
و ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ و ۵۵ و ۶۴ کلات غلزئی فوج - پیادگان گولہ انداز و ہیان توپخانہ ایسی گولہ انداز
پہاڑی مورچہ کے توپ کے ۱۱ مئی کو پہنچ گیا یہہ ہوین تاریخ رات کو یہہ خبر تار برقی کے ذریعہ سے پشاور مین پہونچی کہ
میرٹھ مین ہندوستانی فوج کا مفسدہ علانیہ ہو گیا اور دہلی سے تمام انگریزی افسر بدخل و قتل ہو گئے یہہ بات
سنکر پشاور کے افسرون نے یہہ انتظام کیا کہ ایک گشتی قوم معتبر فوج کی بنائی اور اونکو حکم دیا کہ وہ تمام علاقہ مین
گشت کر کر لوگون کو مفسدہ سے روکین اور ۵۵ نمبر کی پلٹن کو حکم دیا کہ وہ نوشہرہ سے کوچ کر مردان کے قلعہ مین چلی جاوے
اور رگیڈ فوج قلعہ مردان سے کوچ کر کے ۲۷ نمبر کی گورہ پلٹن کے ساتھ نوشہرہ مین شامل ہو وے اور ایک سخت امتحان
ورکھا ... سپاہیون کے چٹھیون کا ہونا شروع ہوا اور ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے ... اونکو تین حصہ کر کر
علیحدہ تین مقامات پر پاسبر کردی اور اونکو حکم دیا کہ وہ غارتگران قوم مہمند کو سب علاقہ مین آنے سے روکین ... انتظام ہوا کہ
پلٹن کیمپ و رپلٹن کے ساتھ خط کتابت کرنا نہ پاوے اور نہ اسٹیشن پر وہ تینون حصے ملنا اور باہم صلاح ہونا پاوے
جنرل ریڈ صاحب کمان افسر فوج قسمت پشاور و بریگیڈیر سڈنی کاٹن صاحب و بریگیڈیر نول چمبرلین صاحب ...
اڈورڈ صاحب کرنیل نکلسن صاحب نے اسٹیشن ۱۳ مئی ۱۸۵۷ کو مشورہ کر کر یہہ تجویز کی کہ بریگیڈیر کاٹن صاحب تو پشاور
کی فوج کے کمان پر رہین اور گشتی فوج مقرر ہو کر جہلم کے سمت کو جاوے اور وہان سے آگے بھی جہانکہ جس مقام مین
مفسدہ ہو وہان کا انتظام کرے اور قلعہ اٹک سے ہندوستانی فوج نکالکر اعتباری فوج مامور ہوا اور
ایک سو سپاہی افغان ماتحتی فتح خان خٹک کے جو ستر آدمی نوکر ملازم بھرتی ہو کر اٹک کے گذر پر بھیجا جاوے مگر
بریگیڈیر چمبرلین صاحب راولپنڈی مین بحضور چیف کمشنر بہادر حاضر ہو کر ہر ایک انتظام کے واسطے مشورہ لیوے
اوسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو گائیڈ کی پلٹن نے مردان سے کوچ کیا جب اٹک پر پہونچی تو اونکو حکم ہوا کہ دہلی کو
کوچ کر جاوے چنانچہ وہ ماتحتی جرنیل انسن صاحب دہلی کو کوچ ہوتا تھا اور ۹ جون کو تین ہفتہ کے عرصہ مین
پانسو اسی میل طے کر کر دہلی جا پہونچی اور ... گذشتہ کے بعد پہونچنے سے دشمنون کے ساتھ مقابلہ اونکا ہو گیا تھا

اور بعد ازان چیف کمشنر صاحب کے حکم سے دو ہزار سوار ملتانی پشاور میں نوملازم ہوا جو بیس لاکھہ روپیہ نقد جو
چھاونی کے وسط میں رکھا تھا وہ انسی اوٹھا کر قلعہ کے پاس بمقام میکھہ زین گورہ کے گارد کے حوالہ ہوا فوج
قلعہ کی دو حصون میں تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اونکے افسر ہوئے اور ہر ایک حصہ کا توپخانہ بھی الگ الگ
اونکے شامل ہوا توپخانہ کے بیس میں گورہ کا پہرہ قایم ہوا اور دریای سندھ کے کل گھاٹون کی مضبوطی ہوئی
چونکہ پشاور کے فارسی اخبار نویس نے یہہ خبر غلط چھاپی کہ کلات زئی کے پلٹن نے اپنے افسرون کو قتل کر ڈالا
سبب اسکے اوس اڈیٹر اس اخبار کا قید ہوا اور اخبار کا چھپنا مسدود کیا گیا اور بسبب اسکی خبر سرکشی ۵۵ نمبر
ہندوستانی پلٹن اور کچھہ حصے ۱۰ نمبر کے بقاعدہ سوارون کے جو بمقام نوشہرہ و مردان مامور تھی ایک ٹکڑا
گورہ فوج کا راولپنڈی سے طلب ہوا اور میجر بیچر صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے و بقاعدہ پلٹن مامورہ ہزارہ
ہزارہ سے پشاور کو بھیجا اور ہندوستانی پلٹن والون نے جو آپس میں چھپان مضمون پر پاکر نے شور
و فساد کے تحریرین کین وہ پکڑی گئین اور اونکی مسدودی کے واسطے افسران ضلع بہت متوجہ ہوئی
یعنی ہر ایک فوج کی پشاور میں شروع ہو کر حساب میں صاحب ضلع کوہاٹ سے مدد مانگی گئی اونھون نے سپاہی قریب
پانسو کے ساتھہ شیر خان سردار بنگش کے روانہ کئی اونھون نے پشاور آکر کچہری اور سرکاری مکانون کی حفاظت
کی چند روز کے بعد ہندوستانی فوج کے مفسدہ کا شعلہ چمکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ نمبر کے فوج کا جو اٹک کے گھاٹ
پر مامور تھا سرکش ہو کر نوشہرہ کو کوچ کر گیا راستہ میں ایک دستہ ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا جو اٹک کا
کو کمسریٹ کا گودام کو جاتا تھا اونکے شامل ہوا اگرچہ وہ لوگ قریب چالیس یا پچاس آدمیون کے تھے
یہہ خبر میں بذریعہ ایک سوار کی پارسی کے اٹک نوشہرہ میں پہنچی گئین اور مفسد چھاونی کے دروازہ پر
دسوین نمبر کے بقاعدہ سوارون کے ساتھہ مقابل ہوئی اور بے ہتھیار ہو کر محبوس کئی گئی جب یہہ خبر ۵۵
نمبر کی کمپنی کو نوشہرہ کے مقام پر پہونچی تو وہ بھی سرکش ہو گئی اور سوارون پر بندوقین چلائین اور
ایک افسر کو جو اونکا اس حرکت بد سے منع کرتا تھا غارت کرکے نکال دیا اور چاہا کہ سواران بلحاظ کو نکال دیا جاوی
اسوار سبھی جمع ہو کر اونپر جا پڑے اور اونکو متفرق کر دیا وہ قریب سو جوان مضبوط آدمی تھے سرکشی کے
بعد وہ مکھہ زین پر گئی اور مکھہ زین لیکر اپنا سر انجام بخوبی کر لیا بعض کشتیون کے مجموعی سے جو دریا میں
تھین حملہ کیا اور چاہا کہ دریای کابل کے پار ہو کر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سے جو بمقام مردان تھی شامل
ہون اوسوقت پل دریا کا مسٹر ... صاحب انجنیر نے توڑ دیا سپاہی کشتیان لیکر بہت سے تو دریا میں گر
گئی اور کچھہ غرق ہو گئی اوسوقت ۱۰ نمبر کے بقاعدہ سوار اگرچہ مفسدون کے شامل نہ تھی مگر اونکی برخلافی
اونھون نے کچھہ کام نکیا آدھی رات کے بعد یہہ خبر پشاور میں پہونچی اور یہہ ارادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج

سے نکالکر وزیر بے ہتھیار کیا جاوے اور ہتھیار لینے کے بارے میں سخت تحقیقات ہر روز عمل میں آئین مگر افسران انگریزی
اوس فوج کی دعوی کرتے تھے کہ ہماری فوج نافرمان نہیں ہے تو بھی اونکی مرضی کے برخلاف ۲۲ مئی کو
فوج کے ہتھیار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ پہلے پانچ نمبر کا رسالہ اور ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ نمبر کے
پلٹن کے ہتھیار لئے جاوین اور ۲۱ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اس سے علیحدہ رہے کیونکہ اونھون نے مفسدون
کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ کل سپاہ چھاونی کے کام کرنے کے واسطے ایک
پلٹن کا باقی رہنا ضرور ہے اگر وہ بھی سرکش ہوگی تو دو اور نمبر ۷۰ و ۸۱ نمبر کے تھا علیحدہ سوار ولایتی
ہتھیار لئے جاوینگے کیونکہ پہلی سرکشی یہی دو سوار تھے جیسا کہ اب رہے تھے اور اونکی ابھی تک کوئی
شرارت ثابت نہیں ہوئی تھی باہیں نا ہیئم تھی کہ وقت معینہ پر فوج کو معہ ہتھیارون کے پریٹ پر بلایا
اور گورہ پلٹن نمبر ۷۰ و ۸۱ اور توپخانہ چھاونی کے انتظام کے سامنے جیسا کہ حکم تھا موجود ہوئے اور حکم ہوا
کہ وہ تیار رہیں پیچھے فوج ہندوستانی فوج کی اپنی نزدیک بھی تھی کہ ہندوستانی انکو دیکھ کر خفیف ہو جاوینگے
اور تیار رہون پریٹ کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اسقدر اونکو فرصت نہ ملی کہ وہ آپس مین
مشورہ کر لیں پھر آخر کار سب فوج نے اپنے ہتھیار رکھ دئے ہتھیار رکھ دئے لیتے ہی اونکو واپس کیا گیا اوس وقت
انگریزی افسرون نے بھی جو اونکے ہتھیار لینے سے ناراض تھے اپنے کرچین و کاٹھی وغیرہ اتار کر رکھ دئے اور
نوکری چھوڑ دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار و جاگیردار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر تک
اسکا کیا ہوتا ہے اس تجویز کے ظہور سے سب کو یقین کامل ہوگیا کہ اب پھر انگریزی سلطنت مضبوط و قائم ہوگئی
اور ملک والون کی دلدہی و دلداری کے واسطے نوملازم فوج سوار و پیادہ رکھنی شروع ہوئی اور اونکی
خاطر کیسا ہی سوار بوڑھا یا جوان اور برا یا بھلا گھوڑا ہوتا فی الفور نوکر رکھ لیا جاتا اوسوقت ہندوستانیون
کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ اب ملک و رعایا سب انگریزون کے ساتھ ہے۔ نوشہرہ سے پشاور کو خبر پہونچی کہ ۵۵
نمبر کے سپاہی اور ۱۰ نمبر کے بے قاعدہ سواران مردان مین بڑا شورش کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اپنے افسر
قتل کر ڈالینگے سوا اسکے سرکار سے اونکے انتظام کی تدبیرین ہوئین اور پیچھے ان صاحب کو حکم ہوا کہ ایک
سو نوشہرہ کو واسطے حفاظت گورہ پلٹن کے اہل و عیال کی جاوے اور اگر مفسدہ برپا ہو تو اونکو مفسدون
ساتھ ہی سزا دے ۲۳ مئی کو وقت گیارہ بجے رات کے ایک فوج تین سو گورہ پیادگان اور اڈہائی سو قاعدہ
سوار نوملازم و فوج پولیس اور آٹھ ضرب توپ بماتحتی کرنیل چوٹ صاحب جو ۷۰ نمبر گورہ پلٹن کے افسر تھے
اور کرنیل نکلسن صاحب معہ دو سو پنجابی پیادگان مردان کے مفسدون کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوکر
۲۴ تاریخ آفتاب نکلنے کے وقت وہان پہونچ گئی انکو آنے کی خبر پاکر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پیادگان سوا

ایک نے بھی بیس آدمی کے قلعہ سے نکلکر بھاگ گئی فوج نے اونکا تعاقب کیا مگر بسبب اسکے کہ مفسد پہلے کے چلے ہوئے تھے
تعاقبی فوج جلدی اون تک نہ پہونچ سکی توپین اور زیادہ فوج راستہ مین رہ گئی مگر سوارون نے اس کام مین
بہت جانفشانی کی اور کرنیل نکلسن صاحب نے جو چوبیس گھنٹہ سے زین پر سوار تھے ایسی سخت گرمی اور دھوپ
مین ایکسو تیس میل چلکر اپنے آپ کو مفسدون تک پہونچایا اور تھوڑی سی پولیس کے سوارون کو ساتھ
لیکر آپ کو مفسدون مین پھینکا تھا اونکو ایکسو پچاس سپاہی مفسد وہین سی قتل ہوئی اور زیادہ سو قید مین آئی اور
بقیہ اون مین سے مفسد زخمی ہو کر گری اور پانسو آدمی نے اونمین سی کوہ سوات پر جا کر پناہ لی اوسوقت
کرنیل سپوٹس ڈلی صاحب سفر و پلٹن کے افسر نے بمقابلت غیرت اور غم کے سبب خودکشی کی اور گولی
کھا کر مر گئے اور پیچھے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پلٹن نمبر ۵۵ و ۲۴ و ۲۶ و ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوارون کی
خط کتابت ثابت نہیں ہوئی اونہون کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ عین لڑائی کے وقت بھی ایکسو گروہ بھاگ گیا تھا
بہادر بچا ہوا لوٹ آیا جیسا افسر جو جان بچا گئی تھا اور مفسدون نے اپنی دکنو اسکی اونکو بلایا تھا مگر وہ
سرکاری فوج کے ساتھ مقابل ہوئی اس فتح کے حاصل ہونے سے رعب سرکار کا دوبارہ قایم ہو گیا اور
منصلات کی اندر بنہ ناک مقامات سے بخوبی انتظام ہوا اور چیف کمشنر کی ایک اشتہار جاری ہوا کہ جو کوئی شخص
کسی مفرور سپاہی ہندوستانی کو قتل یا گرفتار کر کر لاوی اسکا کل اسباب نقد جو اوس سی برآمد ہو قاتل
یا وہی اس اشتہار کے جاری ہونے سے قریب پچاس سپاہیون کے قتل و گرفتار ہوئی اور ایک پنجابی پلٹن بھرتی
ہو کر جہان جہان کہ ہندوستانی پہلی مامور تھی مامور ہوئی اور ۲۴ نمبر کے پلٹن کے سپاہی جس جس مقام پر کہ مامور
تھی جا بجا کرنیل نکلسن صاحب نے پہونچکر اونکو بے ہتھیار کیا جرنیل کاٹن صاحب کی تجویز سے گذرہ پلٹن کے سپاہی
سوار بنا دی گئی اور پانچ نمبر کے رسالہ کی ہتھیار اونکو دیکر مسلح کیا اور پنجابی رسالہ اسکا نام رکھا گیا
سپاہی سوار رسالہ نمبر پانچ کی بھی انتخاب کر کر اومین شامل ہوئی سکھون اور پنجابی چیدہ جوانون کی
ایک عمدہ پلٹن تیار ہوئی توپین ساڈھی چار سیری تھیلی کی جو سکہ زیچ اندر سرکار پڑی ہوئی تھین نکلوا کر
تیار کی گئین اور پلٹن کے گورون کی اون پر تعیناتی کر کر توپخانہ بنایا گیا اس توپخانہ مین گھوڑے
پانچ نمبر رسالہ کی دی گئی اور ہندوستانی توپخانہ بھی اونسی چھین کر گورون کے سپرد ہو گیا اور ایک ذخیرہ
افغانیون کا جمع کر کر ۱۸ نمبر کی پلٹن اور تین رسالہ بیقاعدہ سوارون کے بھرتی ہوئی اوسوقت سرکار کو سبب دشمنی
سرحدی علاقہ سوات بہت خیال تھا کہ شاید وہ وحشی قوم ایسی نازک وقت مین اسطرف آکر خلل انداز انتظام
سرکار کی ہون مگر وہان ایسا اتفاق حسنہ ہوا کہ اوس سے پہلی سواتیون نے ایک سید اکبرشاہ نام کو اپنا بادشاہ
بنا کر دسوان حصہ اپنی پیداوار کا اوسکو خراج دینا کیا تھا وہ بادشاہ ۱۱ - مئی ۱۸۵۷ کو کہ اوسی روز دہلی

کے مفسدہ کے خبر پشاور میں پہونچی تھی مرگیا اور سید مبارک شاہ اوسکا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا اور اوسکے
سازش سے پانسو سپاہی پلٹن نمبر ۵۵ قلعہ مردان سے بھاگ کر اوسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ ابتدا میں
اونکو نوکر رکھ لیا اور ایک جگہہ مقابلہ پر بھیجا مگر جب اونھوں نے تنخواہ مانگی تو اونکو انکار کیا بلکہ اونھیں بہتیرے
ایک سو اسی ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اونکو دیا سواتیوں نے جب دیکھا کہ مبارک شاہ ہندوستانی
فوج نوکر رکھکر ہمکو زیر کیا چاہتا ہے تو آخون صاحب کے کہنے سے سب وہاں سے پھر گئے اور مبارک شاہ کے رہنے کو
نامبارک تصور کر کر معہ ہندوستانیوں کے اپنے علاقہ سے نکالدیا سوات سے نکلکر کچھ سپاہی تو کوہ کشمیر و تبت و
لداخ کو چلے گئے اور کچھہ بھوکھ اور پیاس کے عذاب سے مرگئے اونھیں ایام میں کرنیل نکلسن صاحب ڈپٹی کمشنر
پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی بریگیڈیر جنرل بعوض چیمبرلین صاحب ایڈجوٹنٹ جنرل کے مقرر ہوئے اور میجر جیمس صاحب
سکتر چیف کمشنر پنجاب پشاور کے ڈپٹی کمشنر ہوئے اور رسالہ سواران بے قاعدہ نمبر ۱۰ پر مفسدہ کا شبہ تھا اوسکے
گھوڑے و ہتھیار و مال و اسباب ضبط کر کر اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر اٹک کو روانہ کیا کل فوج معزول شدہ
پشاور کی تنخواہ و بقیہ ضبط ہوکر بصیغہ [illegible] اونکو ملتی رہی اور قرضہ اور رہن اونکی کا حساب ہوکر
ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گھوڑے و مال و اسباب اونکا فروخت ہوکر ادا ہوا اور حدی مکانات
قلعہ باڑہ و میکشن میں ۲۴ نمبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ اونھوں نے آفریدی قوم سے
سازش کر کر یہہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اونکی امداد سے دریای سندھ کے گذر دن سے پار ہوجاوین تو سرکار
نے اونکے ہتھیار لیکر قلعہ سے نکالدیا اور ملتانی فوج قلعوں میں مامور کی ۹ جولائی کو دو آفریدی ملک
سراج الدین چیمری اپنے سردار کا خط لیکر ۱۸ نمبر کے رسالہ بے قاعدہ کے پاس آئے خط کا مضمون یہہ تھا کہ جو ہندوستانی
میرے پاس آوے پناہ پاوے سواروں نے وہ خط افسروں کو دیدیا اوسکے مطابق ملک سراج الدین بلایا گیا
اوسنے خط سے انکار کر کر کہا کہ میری نیت یہہ تھی کہ جو ہندوستانی میرے پاس آوینگا میں اوسکو گرفتار کرا دونگا
سید مبارک جو معہ پشاور کے مفرور ہندوستانی سپاہیوں کے سوات سے نکالا گیا تھا پنجتار کے گھاٹون کو جو [illegible]
کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہے گیا اور وہاں کی رہنے والوں وہابی مسلمانوں سے جنکا افسر
مولوی عنایت تھا سازش کر کے چاہا کہ فساد برپا کرے اسواسطے اوسنے مقرب خان پنجتار والے کو اپنا حامی بنایا
مقرب خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص میر بازخان نام کو اسکام پر مقرر کر کر حکم دیا کہ
وہ انگریزی علاقہ میں جاکر وہاں کے رعایا کو اغوا کرے دیا تھا اوسکی اغوا سے شورش پیدا ہوئی یہہ بات سنکر
میجر وان صاحب کپتان [illegible] فوجدار کے اپنے چار سو سوار اور دو شتری توپیں لیکر اوس پر جا پڑے
میر بازخان قتل ہوا اور پہلے سردار گرفتار ہوا اور یہہ اپنی ملا دو گاؤں جو سرکش ہوئے تھے جلائے گئے اور

دشمن اس شہر سے سر کر کے قلعہ قلعہ کے ہندوستانی ہین اونکو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنا اسباب و روپیہ ساتھ لیجانا چاہو
تو قلعہ خالی کر دو یہ خبر پاکر صاحب ضلع نے ایک کمپنی آفریدی پلٹن کی قلعہ والون کی مدد کو امرتسر کی طرف روانہ
تھوڑے آدمی تھی کافی نہوئی اور ہندیون نے اپنی خرابیون سے قلعہ کھول لیا اور چاہا کہ بڑا اجتماع کر کے شہر پر
حملہ کرین اوسوقت سرکاری فوج ضلع مین اسقدر نہ تھی کہ اونکی سزادہی کے واسطے مامور ہو اور وقت
ایسا تھا کہ سرکار اونکے ساتھ بدلہ یعنی پیش آوے اور اپنی ملک کو دشمنون کے حملون سے بچا دے اسواسطے اونکو
پیغام دیا کہ اگر تمہارا یہی مطلب ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ عزت سے رہو سرکار سے واپس لو تو اسی وقت سرکار
کی خدمت کرو اوسکے عوض مین گورنمنٹ تم پر مہربانی کریگی نہ کہ لڑنے پر مستعد ہو کر دشمنی پیدا کرو
اور ہمیشہ کے واسطے بگاڑ تمکو چاہئے کہ سید امیر کو کابل کی طرف روانہ کرو اور اپنی عیال ضلع مین بھیجو
کہ دہلی کی لڑائی ختم ہو تب تک وہ یہان رہین جب تمہاری طرف سے پوری صفائی و اطاعت پائی جائیگی
تو تمہارے علاقون کی واپسی کے واسطے حکام ضلع گورنمنٹ مین رپورٹ کرینگے اور [illegible] علاقہ [illegible]
یہ بات ہندیون نے قبول کی اور عیال اپنی پشاور بھیجی اور فساد رفع ہو گیا سید امیر اونکی طرف سے
نا امید ہو کر کابل چلا گیا [illegible] دلون مین [illegible] فساد [illegible] مسلم [illegible] ہو کر اکثر خوشیان
اونکی ہندوستانی فوج کیطرف سے آئین اور سرکار کو بھی [illegible] ہو گیا کہ اب یہ ہندوستانی [illegible] بھی
شورش کرینگے اور چاہتے ہین کہ کسیطرح اپنی [illegible] لیکن [illegible] ہندوستانیون [illegible]
ہتھیار چھین لئے ہوئے ہین اسواسطے جنرل کوٹن صاحب نے [illegible] آفریدی پلٹن کے ساتھ ہندوستانیون کو
باہر نکالکے تلاشی لی اور بہت سے ہتھیار اونکی [illegible] نکالی اور ضبط کر لئے اسواسطے [illegible] ہندوستانی
بہت غضبناک ہوئی اور وہ [illegible] پنجابی پلٹن پر حملہ آور ہوئی اور غالب آکر بہت سے ہتھیار [illegible]
مدد پہنچنے لگے اوسوقت آفریدی پلٹن نے ہندوستانیون پر حملہ کیا اور باقیماندہ ہتھیار اونکے ہاتھ سے چھین لئے
اور تورے وار بندوقون سے اونکے ساتھ لڑنا شروع کیا [illegible] لڑائی شروع ہوئی اور تھوڑی
دیر کے بعد بالکل ختم ہوئی جب ایسا معاملہ ظہور مین آیا تو جنرل کاٹن صاحب نے تمام فوج سوار اور پیادہ
کو مسلح کیا اور [illegible] دیر تک لڑائی ہوتی چلی گئی کل [illegible] ہندوستانی
سپاہیون سے ساٹھ یا ستر تو [illegible] قتل کیا [illegible] اور [illegible] گرفتار
جو حکم کورٹ مارشل توپ سے اڑائے گئے علاوہ اسکے اور جو کل ضلع کی ہندوستانی فوج تھی متفرق
پانسو تیس سرکش ہو کر مفرور ہوئے [illegible] سے بیس آدمی تو گرفتار ہو کر پھانسی ملے [illegible] توپ سے اڑائے گئے
چار سو اونسٹھ بندوق کی گولی سے مارے گئے اور سارے ضلع مین ایکہزار دو سو تیس سے [illegible]

کل دو ہزار تین سو بیس آدمی نو ملازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو ڈیرہ جات اور کوہاٹ سے بھرتی
ہو کر پشاور میں آئی تھی اوسکو بھی اس میں شمار کیا جاوے تو پانچ ہزار چھ سو ستر آدمی شمار میں آتی ہیں انمیں سے
ایکہزار آٹھ سو سات سپاہی تو دہلی کو مامور ہوئی اور باقی پشاور کے ضلع کے انتظام میں رہی آخر جب ۲ ستمبر
سنہ ۱۸۵۷ء کو دہلی کے فتح کی خبر پشاور میں پہونچی تو امن و امان ہو گیا **ضلع ہزارہ** [illegible]
ضلع ہزارہ چھاونی ایبٹ آباد میں فوج رجمنٹ سکھ نمبر ۴ اور توپخانہ پہاڑی نمبر [illegible] کا جس میں چھ توپیں
تھیں تھا سوا اسکے ضلع کے کام کیواسطے ایکسو پچاس سوار اور ساٹھ پیادے جو بیس نوزرجی ماتحت میجر
صاحب ڈپٹی کمشنر کے تھی سوا اس فوج میں سے تین کمپنیاں نمبر ۴ پیادہ سکھ کے کپلی گوہ مری کو روانہ ہوئیں
اور ۲۶ تاریخ جون کو ۴ نمبر کے سکھ پلٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سپاہی ایبٹ آباد میں کمک کے
واسطے اول ڈیڑھ سو سوار پانسو پیادوں کے نوکر رکھنے کا حکم آیا اور میجر صاحب نے جنگی اختیار یا انتظام
سپاہیوں کی بابت ہزارہ کے رئیسوں اور سرداروں سے لی گئی اونھوں نے اچھے اچھے سپاہی سلح جنگی
جنگی پاس اپنی ہتھیار رکھتے تھے اور وہ دریاے سندھ کے گذروں اور سڑکوں کی حفاظت پر مامور ہوئے
اجون کو کماون کی گورکھہ پلٹن ہزارہ میں آئی سرکار نا اوسکی اطاعت کے امتحان کیواسطے چند مفرور
و گرفتار شدہ سپاہی مردان کی پلٹن کے سزا دہی کیواسطے گورکھہ پلٹن کے افسروں کا کورٹ مارشل
مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسمیں سوائے ہندوستانی افسروں کے کوئی انگریز شامل ہو گورکھہ افسروں نے
بعد تجویز ان سپاہیوں کی نسبت حکم دیا کہ توپ سے اوڑائے جاویں پس وہ توپ سے اوڑائے گئے اور گورکھہ پلٹن
امتحان میں پوری مطیع نکلی اور دہلی کے مہم پر مامور ہوئی اونکی جانے کے بعد نصیب کی فوج اور اندیشہ
شورش کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی سکھہ زمین اور رسد کے ذخیرہ جمع کیا اور
قلعہ بھی مضبوط کیا کل ضلع کے سرداروں و امیروں کو بلا کر سرکار کی مہربانی اور رعایت کا امیدوار کیا
اور اونکو سرحدی ہمسایوں کے مطیع رکھنے کے واسطے تاکید کی اتنے میں خبر آئی کہ جو دہم نمبر کی پلٹن سپاہی
مقام ہوتی مردان سے مفسد ہو کر سوات کو چلے گئے تھے اور سوات سے بھی سواتیوں نے اونکو نکال دیا تھا
وہ اب اس علاقہ کے راستہ سے کشمیر کو جاتے ہیں اور ایک چٹھی [illegible] کی ایک بڑی [illegible]
آدمی مسلح ہندوستانی مفرور اس علاقہ میں آئے ہیں اور دریاے سندھ سے بذریعہ [illegible] اور
سرناؤں کے پار ہوئے ہیں اب ڈیرہ اونکا [illegible] کے مقام پر ہے کیونکہ [illegible] کا علاقہ کوئی کے علاقہ سے دو دن کا
سفر ہے اور سردار ارسلا خان کے جاگیر کا وہاں علاقہ ہے اور یہیں آزاد قوم [illegible] کے جو ہیں اونہوں نے
ہم جنسی ہی رہنے کے واسطے تمام جنگلی و پہاڑی توپیں بموجب تحریر [illegible] سوات کے سپاہیوں کے ساتھ [illegible]

اب اگر سپاہی سیدہی راستے سے جاوین تو کونش کے طرف آمنگی دریا ایک ساود رراستے پہاڑی نہایت مشکل گذار تہی اونکے واسطے سوچ وہی یہہ خبر پاکر سید سجے صاحب ڈپٹی کمشنر نے سردار جہانداد خان کو معہ اور سردار اور دوران اور خانون کے بلایا اور بلکہ فوج کے جمع کرنے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کہ کسیطرح یہہ باغی فوج منزل یاب ہو اور لفٹنٹ بولدرسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو حکومت ضلع کی سپرد کر کے خود وہ بہی ہمراہ اپنے معہ فوج تعیناتی اسکا پیادہ فوج پولیس و نو ملازم کے اودہر کو کوچ کیا اور بمقام [illegible] جو وہان پہونچے [illegible] جاکر اونکے [illegible] جب یہہ خبر پہونچی تو یہہ راستہ چہوڑ کر دوسرے مشکل راستے کے طرف ہو گئی اوس راستے کے [illegible] اونکو یہہ ہوئی کہ اونکا افسر جمعدار خود گولی کہا کر مر گیا اوسکی مرنے کا یہہ سبب ہوا کہ وہ جمعدار جانتا تہا کہ ہم سیدہی راستے سے چلین اگر صاحب ضلع ہزارہ مقابلہ کرین تو لڑائی مین مارا جانا بہتر ہے اوس سے کہ بہوکہ اور پیاس اور ماندگی سے ہلاک ہوں سپاہیوں نے اونکا کہنا نہ مانا اور دوسرا راستہ اختیار کیا نامناسب جانا اور راستے بدلنے کی خبر جب ڈپٹی کمشنر کو پہونچی تو یہہ انتظام ہوا کہ اوس علاقے کے سرداروں کو اسباب مین تاکید لکہی اور قوم [illegible] کو اجتماع کے واسطے حکم بہیجا اور خود بہی آگئے جب ہندوستانیوں کے پاس پہونچے تو آگے سے کوہستانی اور پیچہے صاحب ضلع نے اونپر حملہ کیا تہوڑی دیر تک پہاڑ کے اوپر سے اونپر بہت [illegible] آٹہہ سپاہی مارے گئے اور [illegible] سردار اور رئیس صاحب کے طرف سے زخمی ہوا اور ایک پہاڑی آدمی کو گولی لگی دوسرا مقابلہ پہاڑیوں [illegible] کے ساتہہ بمقام [illegible] کیا جس مین ہندوستانی بہت مارے گئے پانچوین جولائی کو [illegible] بہوکے پیاسے بیتاب دریا کے کنارے پہونچے ایک مددگار دریائے سندہ کا پہونچا اور [illegible] آدمی [illegible] کے واسطے پاس کے ایک گانو مین گئے گانو والون نے چار تو اونمین سے گرفتار کر لئے اور وہ باقی ماندہ [illegible] کو خبر کردی وہ مستعد ہوئے کہ گانو مین جاکر ایک آدمی چہوڑ الائین اتنے مین کوہستانی فوج اور [illegible] سر پر جا پہونچے اور پہاڑ کے اوپر سے اون پر بندوقیں اڑنی شروع کین اودہر بہی وہ مقابلہ پیش آئے اور دوپہر سے دوسرے روز کے صبح تک برابر لڑائی رہی بہت سے ہندوستانی قتل اور زخمی اور دریا مین غرق ہوئے اور بہتیرے گرفتاری مین آئے آخرکار بعد بڑی بے تحاشا اور سخت لڑائی کے پل اور گانو کا قبضہ ہندوستانیون نے پالیا اور چند روز تکلیفات اونکی رفع ہو گئین کیونکہ اوس گانو کے رہنے والے [illegible] سو جب تحریر اخوند سوات کی اونکی حمایت کی اور آسائش کا سامان مہیا کر دیا بلکہ اونسے اپنی حمایت اور آدمیون کے ساتہہ اونکو لالوسر کے جہیل کے پاس جو کشمیر کے ملک کے سرحد پر ہے پہونچا دیا جب وہ وہان پہونچے اور حمایتی لوگ اون سے الگ ہوئے تو کوہستانی اور سیدون کی فوج نے گہیرا اون پر جا پڑی اگرچہ وہ کچہہ اسوقت مقابلہ پیش آئے مگر اونکی بازی کا یہہ حال تہا کہ پاؤن مین چہالے پڑے ہوئے تہے بہوکے پیاسے بیمار زخمی خستہ

تھی بارش ہو رہی تھی سردی کے مارے کانپ رہے تھے آخر جب اونھون نے اپنے آپ کو قابل جنگ کے نہ پایا تو
چند آدمیون کے قتل کے بعد متابعت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھدیے ۱۲۴-۳ آدمی اوسوقت زندہ گرفتار ہوئے
تینتالیس سپاہی جو کشمیر کی حد کے اندر پہونچ گئے تھے وہ اونسے گرفتار ہو کر آئے اور کل لڑائی مین کھیت رہے
گرفتار شدہ سپاہی کورٹ مارشل کے نتیجہ سے مقتول ہوئے اسطرح ۵۵ نمبر کی بدنصیب پلٹن کا انجام ہوکر
بہت سی خواری اور ذلت کے ساتھہ مارے گئے صرف تھوڑے سے ہندوون نے جو بمقام سوات اسلام قبول کیا
اور چند سپاہی جو چلی کے مقام پر غلام بنا لیے گئے ان کی جان سلامت رہی اور ۵۵ دن کا حال جسطرح کہ پشاور اور
ہزارہ کے علاقے مین تحریر ہوا ہے ہوا اگر اس پلٹن کے سزا پائی ہے اور پلٹن الاون کو سخت عبرت ہوئی
اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاؤنی کو واپس آئی اور ملکی فوج انعام و اکرام پاکر رخصت ہوئی ضلع مین
امن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے فتح ہونے تک رعایا ہزارہ کی دودلی دور ہو سکی اوسوقت انتظام
ایبٹ صاحب کا باوجود قلت فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت بقدر تھی کہ جب صاحب نے تین کمپنیان
گورکھون کو روانہ کین تو ہزارہ مین صرف ۷ سپاہی لائق قواعد آموختہ اور ۲۰۰ سپاہی نو ملازم باقی
رہگئے تھے مگر صاحب نے اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھہ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رعایا ہی سے فوج کا کام
لیا اور بڑا باعث یہ تھا کہ صاحب ضلع دس برس کے عرصہ سے ہزارہ کے حاکم تھے اور اپنے حسن خلق سے
سب رعایا کو راضی و خوشنود رکھا ہوا تھا **ضلع کوہاٹ** اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر مفسدہ کے وقت
کپتان ٹی ہنڈرسن صاحب تھے تین ہزار پانسو آدمی فوج کی بتفصیل ذیل تھی پنجابی رجمنٹ سواران
پنجابی توپخانہ اونمین سے عند الضرورت بہت سی فوج قلعہ اٹک اور ضلع پشاور کو بھیجی گئی اور کل
فوج مین سے صرف پانچوان حصہ یہان رہگیا اونمین سے بھی تھوڑے تھوڑے آدمی مختلف اوقات مین جنرل
نکلسن صاحب کی فوج کے شمول کے واسطے مامور ہوتے رہے ۱۵ مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی کے مفسدہ کی خبر کوہاٹ مین
پہونچی اور صاحب ضلع انتظام کیطرف راغب ہوئے اور بسبب ضرورت افغانی نو ملازم فوج نوکر رکھکر ضلع کی
محافظت پر مامور کی بلکہ ایکہزار چارسو آدمی نو ملازم پشاور کے صاحب ضلع کی خدمت مین بھیجا اور بہ
مشتبہ چربی کے کارتوس تھے اور فوج اونکے لینے مین عذر کرتی تھی وہ سب اپس کے خزانہ اور سرشتہ
قلعہ کوہاٹ مین بھیجدیا اور دیسی فوج کی حفاظت مین رکھا توپخانہ کی حفاظت نیز مددگار سپاہیون کے
ساتھہ کی اور چند بے انتظامیان بسبب پہونچنے خبرون دہلی کے ضلع مین ہوئین اور شریر لوگون کے
دلون مین ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رفع کرنے کے واسطے اچھی اچھی تدبیرین وقوع مین آئین اور امن و
امان رہا صرف ایکبار چند انگریزون مین مفسدے جمع ہوکر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے بڑی جراءت سے اونکا خلل

روکا اور اونکو متفرق کیا اور جسقدر قوم توریزا اور بوری کے غارت گر مفسد ہوکر گرفتار آئی اونسے آیندہ کے واسطے سخت ضمانتین لی گئین اور قوم آفریدی جو کوہاٹ کے سرحد کے پاس بہت چالاک اور مشہور تھی وہ بالکل چپ چاپ رہی بلکہ اپنے آدمی اونھون نے سرکار کی مدد کیواسطے بہت خوشی کے ساتھ بھیجے اور کچھ کسیطرح کا فساد برپا نکیا کل ضلع مین بعلت مفسدہ پردازی کوئی سزایاب نہوا صرف پانسو آدمی بعلت گفتگو کرنے مفسدہ کے مستوجب جرمانہ اور قید کے ہوئے اور تین کمپنیان ۵۰ نمبر کے پلٹن ہندوستانی کے جو پشاور سے آئی تھین بے ہتھیار کی گئین ٭ — ٭ —

پانچوان حصہ پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق حالات مین اسمین چار تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمانون اور ہندؤن کے مزارات و مساجد و پرستشگاہون کے ذکر مین

جمنا سے لیکر دریاے ستلج تک جسقدر میدانی و کوہستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصون مین لکھا گیا ہے وہانکے مزارات و مقابر و پرستشگاہون کا بیان اونکی موقع پر درج ہوچکا ہے مگر خاص علاقہ پنجاب و کوہستان شمالی پنجاب مین جو اکثر مسلمان بزرگون کے مقبرے اور مسجدین اور ہندؤن کے مندر و پرستشگاہین ہین انکا حال بیان نہین ہوا پہلی اس تقسیم مین کچھ مجمل ذکر اونکا زیب اندراج پاتا ہے کشمیر کے پہاڑ مین اکثر چشمہ و تالاب ہندؤن کے تیرتھ ہین اونکا حال بھی برموقع اکثر تحریر ہوچکا ہے باقیماندہ اس حصہ مین ختم ہوگا ۔

مقبرہ مخدوم علی ہجویری گنج بخش لاہوری یہ مقبرہ متبرکہ لاہور مین سب مقبرون سے پہلی کا ہے ہندو و مسلمان انکے معتقد ہین یہ حضرت عملداری شاہان غزنین مین غزنین سے لاہور مین آئی اور بہت مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس و تلقین جاری رکھا سنہ ۴۶۵ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی سرور ازار کاشف دین انکی تاریخ وفات ہے ۴۶۵ ماہ صفر مین حضرت کا عرس بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے سلسلہ حضرت کا جنیدیہ اور آپکے مرشد کا نام ابوالفضل بن حسن ختلی ہے رضی اللہ عنہما و ہو

لال حسین حضرت لال حسین ذات کے مسلم لاہور خاص کی رہنے والی تھی انکی باپ کا نام کلس رای تھا جسنے مسلمان ہوکر پارچہ بافندگی کا کام سیکھا اونھون نے خوردسالی مین بھی شیخ بہلول دریائی قادری سے فیض پایا اور بہت مجذوب رہنے لگے طریق آپکا ملامتیہ تھا اور لال پوشاک پہنتے تھے اسواسطے لال حسین مشہور ہوئے مادھو ایک برہمنون کا لڑکا خوبصورت شاہدرہ کی رہنے والا تھا حضرت کو اوسپر عاشقانہ نظر ہوگئی تو وہ بھی مسلمان ہوکر کمال کو پہونچا اور

حضرت کی وفات کے بعد وہی خلیفہ و جانشین ہوا لال حسین ۱۰۰۸ھ میں عہد سلطنت اکبر شاہ فوت ہوئے اور
شاہدرہ کے متصل دفنائے گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کے طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد نعش
وہاں سے نکالی اور یہاں رکھی گئی شیخ مادھو سینتالیس برس بعد لال حسین کے فوت ہوئے یعنی سال ۱۰۵۵ھ
شاہجہان بادشاہ کے وقت فوت ہوئے اور پہلو بہ پہلو اپنے مرشد کے دفنائے گئے اس مزار پر میلہ چراغان
اور بسنت پنچمی کا ہر سال دو مرتبہ بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے **مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا
بخاری** یہ حضرت سید بخاری اچی سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہان گشت کے اولاد میں
اچ سے لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اکبر بادشاہ کو انکی نسبت بڑا اعتقاد تھا اسواسطے اوسنے ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر حضرت کو ضلع بٹالہ اور لاہور میں دی جسکی آمدنی حضرت کے لنگر خانہ میں صرف ہوتی تھی حضرت کے
دو صاحبزادے سید صفی الدین و سید شہاب الدین تھے جنکی اولاد لاہور و بٹالہ میں رہتی ہے تیسرے صاحبزادے
سجاد الدین لاولد گئے سلسلہ آپکا سہروردیہ تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات میں بحکم اکبر بادشاہ بنایا
گیا جب حضرت نے سال ۱۰۱۳ھ ہجری میں وفات پائی تو یہاں مدفون ہوئے ہر جمعرات کو یہاں عرس حضرت کا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوتے ہیں خواجہ محمد شاہ حضرت کی تاریخ وفات ہے (۱۰۱۳) **مقبرہ شاہ
چراغ گیلانی** لاہور کے مزارات میں یہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی حضرت غوث صمدانی
اچی کی اولاد میں سے ہیں بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا ۱۰۷۸ھ میں جب حضرت نے
وفات پائی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہ مقبرہ تعمیر ہوا **مقبرہ شاہ ابو المعالی
قادری** یہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل شہر مزنگ کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے یہ حضرت شیخ داؤد
کرمانی کے خلیفہ تھے جنکا مقبرہ شیرگڑھ میں مشہور ہے ۱۰۲۴ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے
پانچویں ربیع الاول کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے **مقبرہ شیخ
موسیٰ سہروردی** یہ مقبرہ شہر لاہور سے باہر قلعہ گوجر سنگھ کے پاس برلب سڑک واقع ہے
موجود ہے صاحب مقبرہ سلسلہ سہروردیہ میں قطب العالم شیخ عبد الجلیل چوہڑ کے مرید تھے ۱۰۰۸ھ میں جب حضرت نے
وفات پائی اور مقبرہ سلطان ابراہیم لودھی کے حکم سے تعمیر ہوا اور کچھ عمارت بعد وفات کے حضرت کے
بھی تعمیر ہو چکی تھی یہ حضرت اگرچہ ذات کے لوہار تھے مگر بہت بزرگ و ولی باوقار تھے **مقبرہ شیخ
عبد الجلیل چوہڑ قریشی سہروردی** یہ مقبرہ باہر دروازہ [illegible] متصل
شیخ موسیٰ کے تکیہ خانہ کے اندر ہے یہ حضرت صاحب مقبرہ سہروردیہ خاندان میں بہت بزرگ ہوئے
ہیں شیخ ابو الفتح اپنے باپ سے انھوں نے ولایت حاصل کر کے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان بہلول لودھی

کی دختر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی سنہ ۹۱۰ھ میں فوت ہو کر یہیں مدفون ہوئی شیخ یا فضل آپ کی تاریخ وفات ہے اولاد آپ کی اب تک موضع رتہ میں رہتی ہے جو قریشی ہاشمی کہلاتے ہیں **مقبرہ شاہ ابو المعالی قادری کرمانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر بڑا متبرک و مشہور مکان ہے عمارت بھی روضہ کی بڑی عالیشان ہے صاحب مقبرہ شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی کے مرید و خلیفہ و ہمشیرہ زادے تھے اونکے حکم سے یہ لاہور میں آئے اور فیض جاری کیا اور یہیں سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی سال بھر میں تین میلے یہاں ہوتے ہیں ایک حضرت کے وفات کے دن ماہ ربیع الثانی اور دونو عیدوں کے روز مرید اس خاندان کے اب تک ہزاروں ہیں اور اولاد حضرت کی بھی لاہور میں رہتی ہے **مقبرہ شاہ محمد غوث قادری گیلانی** یہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کے درمیان ایک پر فیض مکان ہے صاحب مزار سید گیلانی سید حسن شاہ قادری کے فرزند دلبند تھے بہت بزرگوں سے انہوں نے فیض پایا اپنے باپ سے بھی نعمت باطنی حاصل کی سنہ ۱۱۵۲ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے یہ مکان اور چار دیواری وسیع نونہال سنگھ رنجیت سنگھ کے پوتے نے مسمار کرا دیا تھا اور کل درخت موجودہ کٹوا دئے تھے ہنوز خاص مزار کا چبوترہ گرنے نہیں پایا تھا کہ اوسی روز نونہال سنگھ قلعہ کے دیوار کے پتھر گرنے سے مر گیا اور اوسکے مرنے کے بعد پھر یہ متبرک مکان مسلمانوں نے دوبارہ تعمیر کرایا اور درخت بھی جو کٹ چکے تھے دوبارہ پھوٹ کر سرسبز ہو گئے تاج ہمت حضرت کی تاریخ وفات ہے ۱۱۵۲ **مقبرہ شاہ بلاول قادری** یہ مقبرہ لاہور سے شرق کی طرف دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھے شاہجہان بادشاہ انکا معتقد تھا سنہ ۱۰۴۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور دریائے راوی کے کنارے مدفون ہوئے شاہجہان بادشاہ نے وہاں بڑا عالیشان مقبرہ بنایا مگر رنجیت سنگھ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آ پہنچا تو صندوق حضرت کا وہاں سے نکلوایا گیا اور یہاں اب جو وہاں مدفون ہو کر نیا مزار بنوایا گیا ہر سال ۲۰ ماہ شعبان یہاں میلہ ہوتا ہے مقبول حق سرمست آپ کی تاریخ وفات ہے ۱۰۴۶ **مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری قادری** یہ مزار پر انوار موضع مزنگ کے پاس لاہور سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موجود ہے ایک عجیب پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ قادریہ میں شاہ اسکندر بن شاہ کمال کیتھلی کے مرید و خلیفہ تھے اونکے حکم سے لاہور آئے اور تدریس و تلقین جاری کی سنہ ۱۰۴۰ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے ملک الاسلام کے لفظ سے انکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے ان کے خاندان کی گدی اب تک قصبہ بٹالہ میں موجود ہے اور سید حسین شاہ وہاں کے گدی نشین ہیں **مقبرہ میاں میر بالا پیر قادری لاہوری**

یہہ مقبرہ لاہور سے تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی عالم فاضل سلسلہ قادریہ میں مرید شیخ خضر سیوستانی کے تھے ساٹھہ سال اپنی عمر کے اونھون لاہور میں گذارے شاہجہان بادشاہ اور اوسکا شہزادہ دارا شکوہ حضرت کا بڑا معتقد تھا بلکہ جب حضرت [illegible] میں فوت ہوئے تو شہزادہ کی بھار سے بموجب دارا شکوہ کے حکم سے تعمیر ہوئی انکی خاندان میں بڑے بڑے بزرگ وعالم وموحد ہوگذرے ہیں اور فیض سلسلہ کا اب تک جاری ہے مقتداے تحقیق انکی تاریخ وفات ہے پرسوں ور سالیانہ عرس حضرت کا بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے اور عمارت مقبرہ ایسی عالیشان بنی ہے کہ سبحان اللہ دیکھنے سے روح خوش ہوتی ہے ؛

مقبرہ ملا شاہ قادری

یہہ مقبرہ میانمیر بالا پیر کے مقبرے کے پاس ہے اور چار دیواری اسکی چاردیواری پختہ لکھوری والیہ کے بنی ہے جسکے اندر پہلے باغ تھا اور اب موضع میانمیر آباد ہے صاحب مقبرہ میانمیر صاحب کے خلیفہ اور شہزادہ دارا شکوہ کے پیر تھے انکی حین حیات دارا شکوہ نے لاکھون روپیہ کے تیاری کی یہہ عمارت ہوئی [illegible] میں یہہ حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے اسلامیہ سلطنت کے اخیر تک یہہ مکان آراستہ رہا جب سکھ کی عملداری ہوئی تو اونہون نے کل پتھر اس مقبرہ کے اوکھڑ والئے اور مکان ویران کر دیا بعد چندے اوسی چار دیواری میں زمینداروں نے آبادی کرلی

مزارات بی بی پاکدامنان

یہہ مزارات لاہور سے جنوب مشرق کو بفاصلہ ڈیڑہ میل واقع ہین صاحب مزار اہل بیت نبوی سے مشہور ہین اسامی گرامی اونکی بی بی حاج وبی بی تاج ربی بی نور وبی بی حور وبی بی گوہر وبی بی شہباز ہین یہہ مکان ایسا پرفیض وبرکت ہے کہ لاکھون ولیون کو فیض یہان حاصل ہوئی اگرچہ مفصل حال انکا کسی کتاب سے دریافت نہین ہوتا کہ آیا یہہ بی بیان کب اور کہان سے آئی تھین مگر اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب [illegible] میں پیر علی مخدوم گنج بخش ہجویری لاہور مین آئے تو اونکی آمد سے اول یہہ مزارات بنے ہوئے تھے اور حضرت بار بار یہان آکر زیارت سے مشرف ہوتے تھے بادشاہون کے وقت یہان بڑی بڑی عمارتین بنی تھین جو اب اکثر منہدم ہوگئین اور کچہہ باقی ہین

مقبرہ حضرت ایشان

یہہ مقبرہ بڑی بلند عمارت کا لاہور سے مشرق کو بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود تھا اور نقشبندیہ خاندان مین بڑے بزرگ وعالم وولی تھے نسب آپ کا سینہ بسینہ اور شجرہ انساب خواجہ بہاوالدین شاہ نقشبند سے ملتا ہے پہلے یہہ بخارا میں رہتے تھے وہان سے کشمیر آئے کشمیر سے شاہجہان بادشاہ نے انکو لاہور بلوالیا [illegible] میں وفات پائی تھی پہر وجہ محمد شاہی خاندان کا ہوا یا یہہ زکریا خان بہادر نے یہہ عالی عمارت تعمیر کی اولاد انکی اب تک کشمیر مین موجود ہے ؛

مزار سید جہولن شاہ المشہور گہوڑے شاہ بخاری

یہہ مزار لاہور کے

مشہور ہے مزار درون میں ہی ہے صاحب مزار سید عثمان جھولہ بخاری کے پوتے تھے خنگی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود
ہے ولایت مادرزاد ان کو حاصل تھی اور بعمر خورد سالی حضرت کو مٹی کے گھوڑے دن سے بڑی الفت تھی جو شخص
اہل حاجت مٹی کا گھوڑا لیکر انکی خدمت میں آتا فی الفور مراد پاتا جب یہہ خبر حضرت کے باپ کو ہوئی تو وہ
انکشاف و اظہار کرامت سے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالی کے راز کو ظاہر کرتا ہے
تو ابھی مر جائے تو حضرت اوسوقت بعمر دہ سالہ فوت ہو گئے اوس روز سے آجتک یہہ کرامت حضرت کی ظاہر
ہے کہ جو اہل حاجت مزار پر آکر مٹی کا گھوڑا چڑھاتے اپنی مراد پاتے لاکھوں گھوڑے مٹی کے حضرت کے مزار پر رکھے ہیں اور
سنہ [illegible] ہجری میں حضرت کی وفات بعہد اکبر شاہ وقوع میں آئی سلسلہ آپ کا سہروردیہ اور اصلی وطن قصبہ اُچہ
تھا اداپ نے اول اُچ سے لاہور کو آئے چونکہ اونکی بازو میں جھولہ یعنی رعشہ کا اثر رکھتا اسواسطے جھولہ بخاری
مشہور ہوئے اونکی اولاد اب بھی لاہور میں موجود ہے **مزار شیخ محمد اسماعیل المشہور میان**
وڈا یہہ مزار بیرون شہر لاہور کے بفاصلہ تین میل کے ہے صاحب مزار بڑے بزرگ عالم صاحب علم
و کرامت تھے سہروردیہ سلسلہ کے پیر تھے حضرت کے وقت سے آجتک برابر یہاں قرآن کا درس پڑہایا جاتا ہے
اب بھی دو دو سو درویش نابینا و بینا اس خانقاہ کے درس میں قرآن پڑہتے ہیں اور سب کے واسطے
دو وقت کا کھانا اور کپڑا حافظ احمد دین سجادہ نشین دیتے ہیں بلکہ خانقاہ کے درویشوں کے سوا جو کوئی
اور مسکین یا مسافر آجاتا ہے تو کھانا پاتا ہے حضرت شیخ میان سنہ ۱۱۰۰ ہجری عہد عالمگیری میں فوت ہوئے اور
مسجد و چار دیواری بھی قدیم خرد ہوئے تھے مگر رنجیت سنگہ کی سلطنت اور ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت جب
سوچیت سنگہ ہیرا سنگہ کا چچا بہ امید حصول وزارت لاہور آیا تو یہان آکر اُترا ہیرا سنگہ نے سکھی فوج اور توپین
[illegible] لاہور کی فوج نے آکر خانقاہ کا مکان گھیر لیا اور توپین چلانا شروع کین اوسوقت [illegible]
کی چار دیواری و ایوان کے گولون سے مسمار ہو گئی اور درویش بھی بہت مارے گئے سوچیت سنگہ کے قتل ہوئے
[illegible] پر بارہ ہی **مقبرہ سید جان محمد حضوری** یہہ مقبرہ لاہور سے ڈیڑھ میل سمت
[illegible] مکان ہی عمارت بھی پختہ عالیشان ہے صاحب مقبرہ سید حسینی قادریہ خاندان کے
[illegible] عالمگیر بادشاہ فوت ہوئے **مسجد وزیر خان** شہر لاہور کے حصار کے
اندر [illegible] ایک عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب علم الدین وزیر خان صوبہ لاہور تھا جو پہلے
طبابت کا کام کرتا تھا اور پہر مقرب بارگاہ شاہجہانی ہو کر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور
[illegible] عمارت کی یہانتک ہے کہ پنجاب کے ملک میں اور کوئی خشتی عمارت اسکے ثانی نہیں ہے اور کاشی کا رنگ ایسا روشن اور
[illegible] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی [illegible] عمارت بنی ہے [illegible]

بہت وسیع اور بیچ مین حوض فوارہ دار ہی چار گوشون پر چار مینار بہت بلند و عالیشان ہین صحن کے اندر مزار پر انوار سید اسحاق گازرونی
زیارتگاہ خلق ہی یہہ حضرت بڑے بزرگ و ولی صاحب کرامت و خوارق تھی ہندو و مسلمان خاص و عام انکے معتقد ہین بادشاہ
حضرت کا غلام تھا سنہ ۸۴۶ھ مین حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی جب شاہجہانی عہد آیا اور نواب وزیر خان نے
اس مسجد کی بنیاد رکھی تو مزار حضرت کا مسجد کے صحن مین آگیا جو اتک خانہ مین موجود ہی اس مسجد کی باہر تین دروازی ہین اور بیچ مین
صحافون اور جلد گرون کے واسطے دوکانین بنی ہین تحہ مو دروازہ شرقی بوسہ کے اوپر یہ تاریخ بنا اس مسجد کی یہہ لکہی ہی
تاریخ این بنا چو پرسیدم از خرد * گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان * ۱۰۵۴ھ جب نواب وزیر خان اس مسجد کو تعمیر کر چکا تو تولیت
اوسکی سید غلام محمد کو دی اور امامت مولوی محمد حنیف کو حوالہ کی وہ فوت ہوگیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک فاضل اجل
تھا امام بنا اس بزرگ نے کتابین بہت تصنیف کی ہین چنانچہ کتاب مسالک الدرر فی نقط سواطع الالہام تفسیر بی نقط فیضی کی لکہی علاوہ
اسکی کتاب توضیح السنت و تفضیح البدعت و ازالۃ الفساد فی مناقب السادات و تبییض الورق و مدارس الاسلام
تحریر کین جو اب تک انکی یادگار موجود ہین ۱۰۹۳ھ مین فوت ہوگیا اوسکی بعد حافظ غلام محمد المشہور گاماں
امام ہوا یہہ فقیر بہی تھا اور شیخ عبداللہ شاہ بلوچ کا مرید تھا اسنی کتاب گنج مخفی منظوم لکہی اور ۱۱۲۳ھ مین فوت ہوا
پہر حافظ الہ بخش اوسکا بیٹا امام بنا یہہ بزرگ واعظ صاحب کمال تھا سنہ ۱۲۷۰ھ مین فوت ہوگیا اور حافظ محمد اسکا
بیٹا اب امامت کرتا ہی اور چار دوکان کا کرایہ مسجد کے دوکانون مین سے کہاتا ہی تولیت مسجد مین اب
میرزا انور علی کے ہی جو نواب وزیر خان کی اولاد کہلاتا ہی **مسجد طلائی** یہہ ایک عجیب خوشنما قطعہ
شہر لاہور کے اندر ہی جسکو سنہ ۱۱۶۳ھ مین نواب میر بہاری خان میر معین الملک صوبہ لاہور کے نائب نے
تعمیر کیا چونکہ تینون گنبد و چھوٹی گنبدیان اس مسجد کے طلائی زرکار ہین اسواسطی شہری مسجد مشہور ہی اس مسجد کا
بانی قوم کا سید سید میران بہیکہ چشتی کا مرید تہا چونکہ جوان خوبصورت و جمیل تھا میر معین الملک کے مرنے کے
بعد اوسکی عورت مراد بیگم اسپر عاشق ہوگئی اور وصل کی آرزو کی جب اسنی نہ مانا تو اوس عورت نا[بکار]
نے اسی نمک حلال دیانت دار اسیر کو قتل و شہید کرا دیا **بادشاہی مسجد** یہہ مسجد لاہور کے
قلعہ کے غربی طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ پتہر کی عمارت نہایت مستحکم اورنگزیب عالمگیر بادشاہ باہتمام
فدائی خان کوکہ تعمیر ہوئی تینون بڑی گنبد اور چارون مینار جن پہ ہشت گنبد اسکی سنگ مرمر کے بنائے گئے تھے سوا
مینارون کے چارون گنبد مسمار ہوگئی اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بہت بلند موجود ہین عمارت اس مسجد
کی اسی پختگی کے ساتھ بنائی گئی ہی کہ ہزار دن برسون تک جنبش نہ کہاتی مگر جب رنجیت سنگہ کے عملداری مین
توپخانہ گولہ و باروت و فوج رہنی لگی تو فرش اوکہڑ گیا اور سکہہ شہر کے سلاطین بہت اتار کر لیگئی مینارون
کے گنبدون کا سنگ مرمر رنجیت سنگہ نے اوکہڑوا لیا اور چارون مینارون کو بے گنبد کر دیا اسکی سلطنت

سکے زوال کے بعد اب سرکار انگریزی نے یہہ مسجد مسلمانوں کے حوالی کردی ہے اور عیدین و جمعہ کو مسلمان
اسمین نماز پڑہتے ہین شرقی دروازہ کے اوپر تاریخ اختتام اس عمارت کی کندہ تحریر ہے **زیارات
عالیات** یہہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھی ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر
بحفاظت سرکاری دوسری خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ مین رکھی ہین اصلی
حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے
بسال ۸۰۳ ہجری عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کا محاصرہ مین لیا تو اوس شہر کے علما و فضلا و مشائخ
کرام بہت سی تحائف و تبرکات لیکر امیر کے خدمت مین حاضر ہوے اور امان حاصل کی یہہ تبرکات اوس وقت
امیر تیمور کو ملی اور باقیماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر سلطان قسطنطنیہ کا شہزادہ بھی حضور امیر حاضر
ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان مین آگئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ
لایا اور مدت سے برابر یہہ دہلی مین رہی اور شاہان چغتائی پشت بپشت ان پر قابض چلی آئی احمد شاہ محمد شاہ
کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سے آکر دہلی پر فتح پائی تو
وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنے بیٹے تیمور کے ساتھ کرکر مغلانی بیگم کو کابل لے گیا
کابل مین جاکر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی بیگم محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری
کے واسطے کابل کے سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور
کل زیارات بھی اوسنے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لین تہین کیونکہ اوسکا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کیطرف
نہ آوے اور جب تک زندہ رہے اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پریشانی قلعہ سیالکوٹ
کے متصل پہونچی تو سکہان کنہیا دلے نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کرلیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال
تصور کرکے چہوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جمون کے پاس گئی اور چاہا کہ وہان سے
سامان درست کرکے کابل کو روانہ ہو اتنے مین وہان ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش کے ہند کے طرف روانہ
ہونے کی خبر پہونچی اور وہ چند روز جمون مین ٹھہر رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اوسکی کل مال و اموال
و جہیز کے سیالکوٹ آئی تو گوجر سنگہ وغیرہ سکہون نے ملکہ مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس سواے
کفن کے باقی نہ چہوڑا جب نعش جمون مین گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی مین تھی اور
رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ رستہ کا خرچ مجہ سے لین مگر منظور نہوا آخر اوسنے ان زیارات کو بعوض اپنی
روپیہ کے ایک ساہوکار کے پاس گرو رکہا اور روپیہ لیکر بحفاظت فوج راجہ جمون کے بھاڑ بھی اوتری جب
قصبہ بیٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چشتی و چودہری مہر محمد حاکم رسول نگر معہ ششم سو سوار کے آئے تو غلام محمد ان

خود رسال اپنے کے ملک کی خدمت مین حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہمکو بخش دین
بلکہ زبانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سوائے زر رہن کے لینا کرکے اسبات پر راضی ہوئے اور روپیہ لیکر سند
عطایات بمہر خود انکو لکہہ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتین لے لین پس
شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کرکے آپسمین بنصف نصف تقسیم کرلین اور اب وہی تقسیمی
ہوئی زیارتین دو مقام پر رکھی ہین جنکا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہے اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہہ
حال ہے کہ یہہ زیارتین اوسکی حصے کے بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ مین رہین اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا
غلام محمد قابض ہوا اوسکی وقت ۱۸۰۲ء مین جب رنجیت سنگہ کے باپ مہان سنگہ نے قسم اوٹھا کر غلام محمد کو
قید کرلیا اور اوسکی کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع سیٹہرا اوسکی گذارہ کیواسطے بحال رکہا تو غلام محمد
اپنی عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سیٹہرا چلا گیا مگر مہان سنگہ نے وہان بھی اوسکو چین نہ دیا اور تھوڑے
ہی مدت کے بعد سیٹہرا بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چہین لین یہہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ مین لاکر
رکھی گئین مہان سنگہ کے مرنے کے بعد ۱۸۰۲ء مین جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگہ نے خوف
کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب و یہہ زیارتین گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کنور کے پاس قلعہ کیرپان بہیجدین
وہان یہہ تبرکات ایک بالاخانہ مین رکھی گئی اتفاقاً اوس قلعہ مین ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ
جل گیا مگر جس بالاخانہ مین یہہ تبرکات تھے اور اوسکے نیچے منزل مین بارود بھرا ہوا تھا آگ وہانتک پہونچکر
خود بخود منطفی ہوگئی اسسے رانی سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگہ
باوجودیکہ چند بار انکے لینے کے واسطے سجدہ ہوا مگر اوسنے نہ دین جب سخت تاکید ہوئی تو اوسنے یہہ زیارات قلعہ
کیرپان سے نکلواکر قلعہ چونڈہ کو بھیجدین آخر جب کل ملک سدا کنور کا رنجیت سنگہ نے چہین لیا تو اوسنے یہہ زیارات
شیر سنگہ اپنے دوہتے رنجیت سنگہ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنے قتل کے دن تک اپنے پاس رکھا رہا عجب ماجرا
تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر نے یہہ زیارات اپنی حویلی مین رکھین وہان جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو حصہ قدم
مبارک نعلین مبارک تھین وہ سب گم ہوگئی اور نلکیان خالی رہ گئین جب ہیرا سنگہ مارا گیا تو سردار جواہر سنگہ
وزیر نے یہہ زیارات ہیرا سنگہ کے حویلی سے منگواکر قلعہ لاہور مین رکہین کہ اب تک قلعہ مین موجود ہین جو دوسرا
حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم چنیوٹ کے پاس تھا اوسکا یہہ حال ہے کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات انکے
قابض رہا بعد شیخ سوبہا امیر شیخ فضل الہی و شیخ جیون کے قبضہ مین آئین اونکے وقت مین بحکم رنجیت سنگہ
فقیر نور الدین مرحوم چنیوٹ کی تسخیر کیواسطے مامور ہوا اونھون نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار
ہوئی اوسوقت یہہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الہی سے چند مرتبہ کرکے خرید لین اور نذرانہ

دست آویزی لکھا ہین **تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور** ان زیارات عالیات مین
آنحضرت تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے
باندھا ہوا دوم جبہ مبارک سبز رنگ سبز سوم دلق مبارک مخطوط سفید و سرخ چہارم پاجامہ سبز رنگ سفید پنجم نقش قدم
شریف بر سنگ بزرنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی اقبہ چہاردہ انگشت ہفتم عصائی مبارک چوبی ڈیڑھ گز لمبا ہشتم
پرچم علم شریف سفید رنگ آمنہ دار ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضی علیہ السلام تین ہین اول
پہلا سیپارہ قران شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت
کے ہاتھ کی بندھی ہوئی تیسری تعویذ صدری صدر خاص دستخطی جناب کا اور زیارات متعلق بفاطمۃ الزہرا دختر
قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہین اول ایک رومال جسپر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے
دوسری ایک جانماز اوسپر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہین
اول ایک سورہ یاسین و سورہ صافات دستخطی حضرت کے بخط کوفی لکھی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی
صندلی رنگ بندھی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین تین ہین اول تیسرا سیپارہ قران کا
حضرت کی دستخطی لکھا ہوا بخط کوفی و قلم ریاضی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک بندھی ہوئی صندلی
رنگ تیسری تاج مبارک صندلی رنگ ایک اور تبرکات متعلق بحضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار یمنی ابریشمی ہاتھ کی بندھی ہوئی دوسری چادر
پارچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسری جانماز دوہری جسکا ابرہ سرخ اور آستر زرد رنگ مایل بسرخی ہے
اور تبرک متعلق بسلطان اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ مین رکھا ہوا ہے اور تبرکات متفرق
سات عدد ہین اول ایک صندوقچہ جسمین موی مبارک کے نلیان خالی رکھی ہین دوسری بیت اللہ کے غلاف
کا ٹکڑا سبز رنگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امامین حسن و حسین علیہما السلام دو عدد چوتھی غلاف روضہ عالیہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ٹین مین چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوۃ
والسلام پر کاغذ کلفدہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا یہہ کل اڑتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ
سرکار انگریزی علیحدہ مکان مین بحفاظت تمام بتحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکھی ہین **تفصیل زیارات**
حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان مین ہین ان کی زیارات عالیات
مین سے گیارہ زیارتین تو متعلق بسرور کائنات خلاصہ موجودات علیہ السلام و الصلوۃ ہین اول موی مبارک
حضرت کا رنگ سیاہ دوم جبہ مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کا کالی پتھر پر [illegible]
وقت کا چوتھی تاج مبارک رنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پاؤن جسکی ساتھ کا دوسرا قلعہ کے زیارات مین

ہے چوتھی قدم مبارک پتھر پر ساتوین موی مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک گیارہوین پانی پینے کا جام اور زیارت متعلق خلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ صرف ایک تسبیح شریف ہی اور زیارات متعلق علی المرتضی علیہ السلام پانچ ہین اول موی مبارک دوسرے جبہ مبارک تیسری تاج مبارک چوتھی عصای مبارک پانچوین پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق حضرت فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت علیہا السلام صرف ایک ردای مبارک ہی اور تبرکات متعلق جناب امام حسن علیہ السلام سات ہین اول موی مبارک دوسری کمربند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر پانچوین چھٹی دونو زلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق جناب امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوسرے زلفین مبارک تیسرے قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھی ہوئی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھی ہوئی دوسرے زرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جفر حضرت کے لکھی ہوئی موجود ہی اور تبرک متعلق بھر دو امام حسن حسین علیہما السلام دونو حضرات کی دو زلفین ہین جو یکجا رکھی ہین اور تبرکات متعلق غوث الارض والسماوات محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موی مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کے خط بغدادی لکھا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جانماز پانچوین پانی پینے کا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین سات عدد ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسری تسبیح خاک شفا کی تیسری ایک ڈبہ خاک کربلا سے بھرا ہوا چوتھی ایک پتھر کہ جس پر سورہ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا غلاف چھٹا غلاف روضہ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل چھیالیس زیارات بڑی ایک عالیشان علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ وظیفہ خوار دائم قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہی اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کے نلکیون مین بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم ومغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کرکے وہ چاندی سونے کے نلکیان بنوائی تھین خدا اونکی اس سعی جمیلہ کا اجر عنایت مین بخشے **مزارات حجرہ شاہ محمد مقیم** یہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا قدیم سے متبرک چلا آیا ہے سب سے پہلے سید بہاول شیر قادری یہان آئے اور قیام کیا اور سنہ ۹۷۳ھ مین فوت ہوگئے پھر اونکے پوتے سید محمد مقیم محکم الدین قادری صاحب ولایت اہل خوارق و کرامت پیدا ہوئے جنہون نے حضرت غیاث المیر سے فیض پایا اور سنہ ۱۰۵۰ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے روضہ انکا یہان بنا یادگار ہے

بنے ہوئے ہیں اب بھی اس خاندان کے ہزاروں مرید پنجاب میں ہیں اور سید بدر علی جانشین ہیں **مقبرہ شیخ داؤد بندگی شیر گڈھی** یہ متبرک مقبرہ مقام شیر گڈھ ضلع منٹگمری بنا ہوا ہے یہاں روز میلہ بڑا ہوتا ہے دور دور سے خلقت زیارت کو آتی ہے صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ میں ولی الثانی تھے سید حامد گنج بخش سے اونہوں نے فقر کی نعمت پائی آخر ۹۸۲ھ ہجری میں فوت ہو کر یہاں مدفون ہوئے روضہ حضرت کا اکبر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس خاندان کے مرید پنجاب میں بیشمار ہیں **روضہ عالیہ خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی**

یہ مقبرہ بمقام اجودھن المشہور پاکپٹن ضلع منٹگمری نہایت عالیشان پرفیض مکان ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو گذرے ہیں لاکھوں اولیاء اللہ نے اونسے فیض پایا آپ خرقہ پیر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے جنکا مزار دہلی میں ہے پانچویں محرم ۶۶۴ھ میں حضرت نے وفات پائی تھی دریا سنتا دار تاریخ وفات ہے ہر سال روز محرم کے پانچویں یہاں بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک دروازہ روضہ کا جو سال بھر بند رہتا ہے اوس روز کھلتا ہے اوسکو لوگ بہشتی دروازہ کہتے ہیں حضرت کے اوصاف سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور تواریخ میں انکے زہد و ریاضت کا مفصل حال لکھا ہے

مقبرہ خواجہ سلیمان چشتی یہ مقبرہ بمقام تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ایک عالیشان متبرک مکان ہے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ نظامیہ سلسلہ فخریہ میں خواجہ نور محمد چشتی کے خلیفہ تھے ۱۲۶۷ھ میں حضرت فوت ہو کر یہاں دفن ہو گئے اور صاحبزادہ اللہ بخش سجادہ نشین نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے یہ مکان بنوایا۔ ہر سال روز یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ جوق جوق زیارت کو آتے ہیں غفران دین حضرت (۱۲۶۷) کی تاریخ وفات ہے **روضہ سید احمد سخی سرور سلطان** ضلع ڈیرہ غازیخان

نگاہہ کے مقام پر یہ ایک مقبرہ زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند تھے حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگوں سے اونھوں نے فیض پایا اور دور تک شہرت کی دہونکل ضلع گوجرانوالہ میں بھی حضرت کا چلہ ہے وہاں بھی ہر سال روز میلہ ہوتا ہے اس نگاہہ کے میلہ کی دہوم بھی قابل دید ہے کئی لاکھ آدمی ہندو مسلمان سینکڑوں کوسوں سے قافلہ باندہ کر آتے ہیں اور زیارت کرتے ہیں مفصل حال اس کا سوہنم نگاہہ کے حال میں تحریر ہو چکا ہے وفات حضرت کی ۵۷۷ھ میں ہوئی اور حضرت اپنے خالہ زاد بھائی کے ہاتھ سے سید سراج الدین اپنے صاحبزادہ کے شہید ہوئے سرور ربانی اور قطب سرور حضرت کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ متبرکہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قریشی سہروردی**

یہ روضہ ملتان کے قلعہ کے اندر ہے صاحب مقبرہ ذات کے قریشی اسدی عالم فاضل اپنے وقت کے قطب و غوث تھے شیخ شہاب الدین سہروردی بغدادی سے اونھوں نے فیض پایا اور ملتان کو مامور ہوئے ۶۶۶ھ

ہے میں حضرت نے وفات پائی عاشق صادق حضرت کی تاریخ وفات ہے شاہ رکن عالم انکی پوتی کا روضہ بھی ملتان میں مشہور ہے بندہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی حضرت کی اولاد سے ہے اور شجرہ نسب بندہ کا حضرت کی صاحبزادی شیخ شہاب الدین سے ملتا ہے

مقبرہ سید شمس الدین تبریزی

یہ مقبرہ ملتان کے مزارات میں بہت مشہور و معروف ہے یہ صاحب روضہ قوم کے سید سلطان محمود غزنوی کے ہمعصر تھے انکی اولاد پنجاب میں بھی بکثرت رہتی ہے جو شمسی سید کہلاتے ہیں مرید بھی انکے ہندو و مسلمان خوجے سراجی زرگر قوم بہت ہیں گروہ اور انکی مریدوں کے سب شیعہ مذہب رکھتے ہیں ہندو بھی محرم کے عشرہ میں ماتم کے مجلس کرتے ہیں ۱۲۷۶ھ میں حضرت نے وفات پائی اور یہاں مدفون ہوئے

مزارات خاندان نقشبندیہ قصور

یہ مزارات قصبہ قصور ضلع لاہور میں واقع ہیں مورث اعلی اس خاندان کے حضرت حافظ حاجی قاری عبد الملک تھے جنہوں نے علوم ظاہری و باطنی میں بڑا رتبہ پایا اور حسب التماس باشندگان قصور ملک سندھ میں سے ہجرت کرکر قصور میں متوطن ہوئے ہیں بعد شیخ مرتضی نے اس خاندان میں شہرت تمام حاصل کیا ہزاروں آدمی انکی علم ظاہری میں شاگرد اور باطنی میں مرید تھے حضرت بابا جی [illegible] گئے اور وہاں رہکر لوگوں کو ہدایت کی وہ ۱۲۰۰ھ میں فوت ہوئے یہ شیخ بزرگ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے اور حضرت حاجی فتح علی چشتی سیالکوٹی کے جانشین و خلیفہ تھے چاروں طریق قادری چشتی نقشبندیہ وسہروردی میں انکو اجازت حاصل تھی اور انکے بیٹے حضرت شیخ غلام محی الدین بن شیخ مرتضی بھی مرد یگانہ آفاق ہوئے علوم دینی و دنیاوی میں صورت و سیرت و بذل و ایثار و ہدایت و ارشاد میں انکا ثانی تحقیقی نہ تھا وہ مراتب عالی بہ نسبت انکا حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تھا یہ اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ [illegible] کے مرید ہوئے جب وہ مرگئے تو دہلی میں جا کر حضرت سید غلام علیشاہ نقشبندی مجددی کے حاضر ہو کر تکمیل پائی یہ سب حضرات قوم کے قریشی صدیقی تھے اور شجرہ نسب انکا حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول وجانشین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے حضرت شیخ غلام محی الدین کی ولادت ۱۲۰۲ھ میں اور وفات ۱۲۷۰ھ میں واقع ہوئی اور قصور میں مدفون ہوئے ظاہر کرامات ان بزرگوں کے خاک پاک سے اب تک یہ ظاہر ہے کہ جو مریض جو ہیں حضرات کے مزارات کا بستان کی [illegible] ہیں ہرگز گرم نہیں ہوتا ہمیشہ سرور رہتا ہے شیخ غلام محی الدین کے فرزند دلبند شیخ عبد الرسول خدا کے مقبول عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل جامع شرافت و نجابت [illegible] حضرت کی ذات بابرکات اسی زمانہ میں کہ مردان خدا عنقا ہو ہیں غنیمت [illegible] مؤلف کتاب بھی انکی دیدار پر انوار سے مستفید ہوا ہے سبحان اللہ کیسے مرد خدا بزرگ [illegible] زیارت کرنے سے انسان کو خدا یاد آتا ہے [illegible] حضرت تشریف فرما ہوتے تھے اور

اپنی کلام فیض التیام سے لوگونکو مستفیض فرماتے تھے تمام مجلس مین ایک سکتہ کا عالم ہوجاتا تھا گریہ زاری اسقدر
اہل مجلس پر طاری ہوتی تھی کہ رو دیتے لوگ بیہوش ہوجاتے تھے خود بھی حضرت کے آنسو وعظ کے وقت خشک
نہین ہوتے تھے اور ریش مبارک آنسوونکے پانی سے تر ہوجاتی تھی افسوس کہ یہہ بزرگ بھی اسی سال مین کہ ۱۲۹۴
ہجری سال طبع کتاب ہذا ہے اس جہان فانی سے گذر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون **مقبرہ سید جلال الدین**
مخدوم جہانیان اچی یہہ روضہ اچ کے مقام ریاست بہاولپور سے متعلق بڑا متبرک
مقام ہے صاحب مقبرہ سید بخاری سہروردیہ خاندان مین مرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قریشی ملتانی کے مرید
تھے اور بھی سینکڑون پیرون سے انہون نے خلافت پائی اور تمام جہان مین دو مرتبہ سیر کی اور مخدوم
جہانیان جہان گشت خطاب پایا انکے دادا شیخ جلال سرخ بخاری پہلے بخارا سے ملتان آئے اور ملتان سے
اچ مین آکر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے اچ مین ہین اور دوسرے اچ گیلانیون مین
سادات گیلانی کے روضے بنے ہوئے ہین غرضکہ پنجاب مین اسقدر کہ سادات بخاری و گیلانی کا معدن
و اصل سمجھنا چاہئے جو بخاری و گیلانی عبد الوہابی سید ہین گیلانی تو حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کی اولاد مین اور
بخاری جسقدر ہین وہ مخدوم جہانیان کے ساتھ اپنا شجرہ ملاتے ہین حضرت مخدوم نے ۷۸۵ھ مین وفات پائی مخدوم زمان انکی تاریخ
وفات ہے **مقبرہ شاہ دولا دریائی** یہہ مشہور مقبرہ شہر گجرات مین ایک پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ
چشتیہ و سہروردیہ مین شیخ صاحب کمال تھے فقر کی نعمت انہون نے شاہ سیدن سے پائی تھی لنگر آپکا جاری
تھا عمارت کا آپکو اسقدر شوق تھا کہ بہت سے مکان اور پل اب تک انکے بنوائے ہوئے موجود ہین وفات
حضرت کی ۱۰۸۵ ہجری مین ہوئی اور مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد انکے مزار پر آکر حصول اولاد کیواسطے خدا کی جناب مین
دعا مانگتا ہے مقبول ہوتی ہے مگر اوسکی اولاد مین سے ایک لڑکی یا لڑکا مست و مجذوب چھوٹے سر اور بڑے کانونکا
پستہ قد پیدا ہوتا ہے جسکو شاہ دولا کا چوہا کہتے ہین ماں باپ اوسکو مزار پر آکر چھوڑ جاتے ہین اور وہ وہان ہی
رہتا ہے مجاور لوگ اوسکو ساتھ لیکر دیس بدیس بھیک مانگتے پھرتے ہین راقم کے نظر سے بھی شاہ دولا کے
چوہے بہت گذرے ہین اور یہہ شہرت فی الحقیقت راست اور کرامت ولی کی برحق ہے خواجہ عشق حضرت
کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شیخ بہلول دریائی قادری** یہہ مقبرہ ضلع گوجرانوالہ
دریای چناب کے کنارہ پر واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و ولی شاہ لطیف بری کے مرید تھے اور سال ۱۰۰۵
مین حضرت نے وفات پائی اور شیخ بہلول کے جلوے سے تاریخ وفات نکلتی ہے **مقبرہ شاہ لطیف**
بری قادری یہہ ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی مین بمقام نور پور شاہان واقع ہے
ہر سال بڑے ہجوم سے یہان میلہ ہوتا ہے سات رات سات دن یہان مخلوق کا اژدحام رہتا ہے حضرت کے تنعیم

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے پوتے مشہور ہیں اور فیض آپکے فقر کا آجتک وہی زمین پر جاری ہے —
مقبرہ شاہ بدر گیلانی قادری موضع مسانیاں ضلع بٹالہ میں ہے ایک مقبرہ زیارتگاہ خلق ہے صاحب مقبرہ
سید گیلانی عبدالرزاقی مشہور ہیں برسویں روز اس مزار پر بڑی دھوم دھام سے میلا ہوتا ہے اور دور دور سے
لوگ زیارت کو آتے ہیں **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قادری** یہہ مقبرہ خاص قصبہ
بٹالہ میں بڑی متبرک و پرفیض جگہہ ہے صاحب مقبرہ نے شیخ محمد فضل الله نوری سے فیض پایا جنکا سلسلہ شیخ
ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کو پہونچتا ہے حضرت کے وقت سے آجتک اس خانقاہ میں
ظاہری باطنی علم کا درس پڑہایا جاتا ہے اور لنگر جاری ہے پیر حسین شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں حضرت نے ۱۱۵۱ھ
میں وفات پائی اور غم عام آپکی تاریخ وفات ہے **خانقاہ سرہند شریف** یہہ خانقاہ تمام ملک
پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں مشہور ہے سید امام علی گیلانی سامری نقشبندی مجددی یہاں کے سجادہ نشین
تھے سلسلہ انکا مجددیہ تھا لاکھوں آدمی پنجاب میں انکے مرید ہوئے اب وہ ۱۲۸۲ھ میں فوت ہوگئے اور صادق علیشاہ
انکے صاحبزادہ بجائے سجادہ پر قایم ہوئے ہیں اور لوگوں کو سیدہا راستہ ہدایت کا دکھلاتے ہیں مسافروں کو
یہاں سے دو وقتہ کہانا ملتا ہے اور فیض ظاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی** یہہ مقبرہ سرہند کے علاقہ ریاست پٹیالہ میں واقع ہے
صاحب مقبرہ بڑے بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہیں سے شروع ہوا ہے
حضرت نے فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادریہ شاہ اسکندر کیتہلی سے پایا اور بیعت سلسلہ
چشتیہ و سہروردیہ کے شیخ مست شیخ عبدالاحد اپنے والد بزرگوار سے کی اور چاروں سلسلوں کے فیض کو ملاکر
سلسلہ مجددیہ نام رکہا ۱۰۳۴ھ میں حضرت نے وفات پائی اور سرہند میں مدفون ہوئے اس سلسلہ میں بڑے بڑے
مشہور بزرگ صاحب کمال ہوئے ہیں اور حضرت اس طریق کے امام ہیں **مقبرہ شاہ و شیخ حمزہ کشمیری** یہہ روضہ کشمیر میں شہر اشتر کے مکان ہے اور سلسلہ سہروردیہ میں صاحب مقبرہ بڑے
بزرگ و صاحب ارشاد ہوگذرے ہیں مرشد انکے سید جمال الدین ابن سید عبدالوہاب بخاری دہلی میں رہتے تھے ۹۸۴ھ
میں حضرت نے وفات پائی شیخ پاکان حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ میں اب بھی بڑے اعلی بزرگ کشمیر وغیرہ میں
صاحب ارشاد ہیں چنانچہ ایک حضرت صاحب کمال سید منور علیشاہ نام لاہور میں بھی رہتے تھے خانہ کشف ان پر
ایسا منکشف تھا کہ حاجتمند کو اپنی حاجت کو عرض کرنے کی حاجت نہیں پڑتی تھی وہ اگرچہ ۱۲۹۶ھ میں فوت ہوگئے ہیں
مگر اب اونکا صاحبزادہ سید احمد شاہ جامع و متقی و عابد و خدا پرست لاہور میں موجود ہے **جامع مسجد کشمیر** حال اس مسجد کا ہو کشمیر کے حال میں تحریر ہو چکا ہے **خانقاہ شاہ ہمدان** یہہ مکان بھی نیا

وہ خانقاہ عالیجا کشمیر میں ہی صاحب خانقاہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی جب کشمیر میں تشریف لائے تو سلطان قطب الدین بادشاہ کشمیر اونکا مرید ہوا اسجگہ مکان عالیشان اونہوں نے حضرت کی رہنے کیواسطے تیار و تعمیر کرایا اور حضرت جو دوسری دفعہ کشمیر میں آئے تو یہاں بھی رہتے رہے جب ۷۸۶ھ میں فوت ہوکر بمقام ختلان مدفون ہوئے تو اونکے صاحبزادہ میر محمد علی ہمدانی یہاں تشریف رکھتے رہے اور سلطان سکندر بت شکن اونکا مرید ہوا اب تک یہہ پرفیض مکان موجود ہے اور حضرت کا خاص روضہ شہر ختلان میں زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور تاریخ وفات کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے حاصل ہوتی ہے **مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری** یہہ مقبرہ شہر کشمیر میں ہے اور صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و ولی باکمال [illegible] تھے مرید میر محمد بن سید علی ہمدانی کے تھے اونہوں نے فیض طریقت کا حاصل کیا ۸۴۲ھ میں وفات پائی شمس العارفین حضرت کی تاریخ وفات ہے بابا نصیب الدین زین الدین انکے خلفا صاحب کمال مشہور ہیں **ہندوؤں کے پرستشگاہوں کا حال** واضح ہو کہ پنجاب کے ملک میں ہندوؤں کے قدیمی پرستشگاہیں بہت کم ہیں کیونکہ صدہا سال تک مسلمان بادشاہوں کی زور زیادتی اور سختی بدرجہ غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے اونکی انہدام اور بت شکنی میں فرق نہ رکھا ہزاروں بتخانہ اور سینکڑوں مندر ہزاروں برسوں کے پرانے اونکی حکم سے فی الفور مسمار ہوگئے ذکر اسکا سلطان محمود غزنوی و شاہان غوریہ و شاہ اورنگزیب عالمگیر و سلطان سکندر بت شکن کے تاریخوں میں مفصل درج ہے بعد ازاں ہندوؤں نے بھی سکھوں کے سلطنت کے وقت بعوض پورا کیا سینکڑوں مسجدیں مقبرے مزار مسمار کرا کر مندر بنوائے ہزاروں مقبروں کے پتھر اتروا کر اپنی عبادتگاہوں کے تعمیر میں صرف کیے قدیمی مندر ہندوؤں کے کہیں کہیں پہاڑوں میں جہاں نشان اسلام کا سبب [illegible] ہونے کے اچھوں کے قدم نہیں پہنچا موجود ہیں میدانی ملک میں جسقدر معابد ہیں چغتائی سلطنت کی اخیر میں تعمیر ہوئے ہیں اب انہیں سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر کیا جاتا ہے **مندر کالی** یہہ مندر لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ ایک میل قصبہ نیاز بیگ کے پاس ہے پہلے یہاں کچی عمارت کا ایک چبوترہ تھا رنجیت سنگھ کے وقت یہاں گنبد بنوایا گیا اور پتھر کی مورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال چیت کے مہینے میں یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہندو زن و مرد وہاں جاکر دو رات دو دن رہتے ہیں **مندر وشنو ٹھاکر** یہہ مندر لاہور سے دو میل جنوب کے طرف موضع اچھرہ کے پاس ہے پہلے ایک کچا چبوترہ وہاں بنا ہوا تھا [illegible] بکرمی میں ایک جوگی وشنو ناتھ نام یہاں آ بیٹھا اور امراء دربار لاہور سے تعارف کر کے یہہ عمارت موجود بنوائی اور تالاب موجود دیوان ساونمل ناظم ملتان نے بنوایا آٹھویں روز اتوار کے دن یہاں میلہ ہوتا اور ہندو [illegible] اسکو آتی ہیں **چھو بارہ بھوجک** یہہ مندر عبادتگاہ ہندوؤں کا لاہور کے باہر

چونکہ گورو گوبند سنگہ دسوین گورو کے ساتھہ وزیرخان صوبہ سرہند کی فوج نے بحکم عالمگیر اورنگ زیب بہادر
جنگ کیا اور سکھہ بہت قتل ہوئے تھے اسواسطے سکھون نے یہان تالاب بنوایا اور برکت سے یعنی نجات کا تالاب
نام رکھا یہہ تالاب ضلع فیروزپور کے علاقہ مین دریای گھارا کے پار ہے **کوٹ کانگڑہ والی**
دیوی کا مندر کانگڑہ کے قلعہ کے اندر یہہ بہت مشہور اور قدیمی مندر ہے اسکا دیوی کا ہراول اسکے
ساتھہ بھیروجی کی مورت بھی بنی ہوئی ہے مسلمانون نے اپنے حملون کے وقت اس دیوی کی بڑی بے ادبیان
کین اول سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا تو سات لاکہہ دینار زر سرخ اور سات سومن
آلات زرین و سیمین اور زیور دیوی جی کے پہننے کا اور دو سومن طلای خالص اور دو ہزار من نقرہ خام اور بیس
من جواہرات جو اس مندر کے خزانہ مین جمع تھا لے گیا بلکہ دیوی کی مورت بھی غزنین لیجا کر مسجد کے دروازے
کے آگے زیر زینہ رکہہ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اپنے ایک تعلقدار کے سپرد کر کے چلا گیا
مین یہان کے راجہ نے دہلی کے راجہ کے مدد سے چاہا کہ اس قلعہ پر پھر قبضہ کر کے دیوی کا مندر بنوا دے اور تھوڑا
سی فوج جمع کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کئی مہینے تک قلعہ فتح نہوا اور راجہ نے دیکھا کہ شاہان اسلام کے
خوف سے ہندون کی فوج لڑائی مین تن نہین دیتی تو اوسنے یہہ مذہبی حیلہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ اوسی پہلی
دیوی کی صورت پر ایک دیوی کی مورت بنوائی اور اپنے باغ کے درختون مین جہان خود اوترا ہوا تھا بالکل
رکہہ دی دوسرے دن علی الصباح باغبان نے آکر خبر دی کہ فلانی جگہہ درختون مین ایک دیوی جی کی مورت
رکھی ہے راجہ خود بار ہمراہ وہان گیا دیکھتے ہی سب نے پہچان لیا کہ فی الحقیقت یہہ وہی قدیمی دیوی ہے جسکو سلطان
محمود غزنین لیگیا تہا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ دیوی جی بزور کرامت غزنین سے چلکر یہان آگئی ہین پھر تو
کل فوج نے بہت مضبوط ہو کر زور شور سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ دار کو تنگ کر کر قلعہ لے لیا اور دیوی کا
قدیمی مندر از سر نو پھر بنوا کر دیوی جی کا وہان استہاپن کر دیا دوسری مرتبہ جب فیروزشاہ بادشاہ نے
یہہ قلعہ لیا تو اوسنے بھی بڑی بے ادبی کی دیوی کی مورت اٹہوا کر مدینہ منورہ کو بہجوا دی اور وہان توڑوا
کر مسجد کے زینہ کے آگے رکہی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اوسنے مندر تو مسمار
نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعہ دار مسلمان مامور کیا اوس وقت سے برابر قبضہ اہل اسلام
کا سلاطین سلطنت کے آخر تک قلعہ پر رہا اور ہندو بڑی مشکل سے قلعہ کے اندر پرستش کے واسطے جاتے تھے راجہ
سنسار چند و رنجیت سنگہ کے وقت پھر اس دیوی کی بڑے زور شور سے پرستش شروع ہوئی اور دور دور کے
ملکون سے ہر سال ہندو قافلون کے قافلے وہان جاتے اور پرستش کرتے تھے آخر جب انگریزی قبضہ قلعہ پر ہوا تو اس
جگہہ تجویز ہوئی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سے علیحدہ بنوایا جاوے مگر سر جان لارنس صاحب نے قدیمی مندر

قایم رکھا مگر اب مندر کا دروازہ بالکل مسمور ہے کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہے اور گاوکشی وغیرہ
سا کیجاتی ہین **کوہ بالکیرا و مندر مہامائی** قلعہ کانگڑہ کے متصل بالکیرا نام ایک ندی
پرلی پہاڑی کے اوس ٹہر کے کنارے پر ہے جو بادون ہے کانگڑہ کرانی ہے اس پہاڑ کے اوپر ہو اگر توپ چلے تو گولہ
قلعہ کے اندر جا پڑتا ہے بلکہ شاہ جہانگیر نے بوقت محاصرہ قلعہ کانگڑہ کے توپین یہان نصب کین اور
محصورین کو قلعہ کے اندر رہنے سے تنگ کر دیا تھا اسی پہاڑ کے اوپر ایک بڑا مندر مہامائی دیوی کا
بنا ہوا ہے اسکو سری جینتی دیوی بھی کہتے ہین اس مقام پر ہندون کا اعتقاد ہے کہ ستی دیوی جو شب کی عورت تھی
جو زندہ آگ مین جل گئی تھی اُسکا سر اوپر اور گلی سے نیچے کا جسم یہان گرا تھا اور قصہ اسکا اسطرح ہے جو کتابون مین
درج ہے کہ جب ستی جی اپنے جسم سے آگ نکال کر ستی ہو گئی تو شب جی اوسکی مرنے کی خبر پاکر بہت غم کیا اور
ستی کے نعش پر جاکر نعش اوسکی نیم سوختہ آگ سے نکالکر ہاتھون پر اوٹھا لی اور روتا اور بلاکرتے ہوئے کوہ بکوہ
دیس بدیس پھرتے پھرے جس جس مقام پر جو جو عضو ستی جی کا گرا وہان ہی مندر بنا یا گیا اور پرستش ہونے لگی
بجائے سر اونکا تو جوالا مکھی کے مقام پر گرا جہان سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور گلے سے نیچے اور کمر سے اوپر کا بدن
اس مقام پر گرا جہان مہامائی کا مندر بنا ہوا ہے اور چرن یعنی پاؤن اوس مقام پر گرے جہان چترا دیوی کا
مندر ہے اور نین یعنی آنکھین نینا دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اب کل ہنود قلعہ کے دیوی کے عوض
اسی مہامائی دیوی کی پرستش کرتے ہین **بان گنگا و پاتال گنگا کا تیرتھ** یہہ دو ندیان
کانگڑہ شہر کے دونو طرف جاری ہین اور شہر جزیرہ کے طرح درمیان ہے اور قلعہ کانگڑہ کے نیچے جاکر دونو
ندیان آپس مین ملجاتی ہین اس مقام کا نام ہندون نے سنگم رکھا ہوا ہے اور کہتے ہین کہ اس سنگم مین تین
ساٹھ تیرتھ کا پانی آتا ہے اور اس جگہہ اشنان کرنا بڑا دہرم اور موجب نجات ہے **گیا کنڈ** ٹہون کانگڑہ
سے آدہ کوس شرق شمال کے طرف بجریشری دیوی کے مندر کے عقب مین یہہ ایک حوض بنا ہوا ہے اور
حوض کے وسط مین چار چوکیان پتھر کے بنی ہوئی موجود ہین اونکی اوپر بیٹھ کر ہندو گیا دان کرنا برابر اصل
گیا جی کے دان کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کوئی یہان گیا دان کرے اوسکو گیا جی جانے کی کچھ حاجت نہین رہتی
ہے **سورج کنڈ برہم ناسا گوری کنڈ و چپلا کو سہسر دہارا** بجز مہادیو
سوای بجریشری مہادیو کے اور بہت سے پانی کے چشمے ہین اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہے کوہ
کانگڑہ کے لوگ ان چشمون کو نہایت متبرک اور تیرتھ جانتے ہین اور انکے پانی سے غسل کرنا موجب نجات
تصور کرتے ہین گرد نواح ان چشمون کا نہایت پر فضا و سرسبز ہے جسکے سیر سے روح کو تازگی حاصل
ہوتی ہے **گپت گنگا** کوہ کانگڑہ مین اس نام کا ایک حوض اور چشمہ ہے اوسمین سے پانی بکثرت نکلتا ہے

بلکہ وہ دودہ کے پکانی کا عجیب لطف ہوتا ہی یعنی دودہ کو برتن مین بھر اور سرپوش اوسکی اوپر رکہکر چار پتہرون
کے سہارے سی چشمہ کے اوپر رکہہ دیتی ہین تہوڑی دیر مین دودہ جلکر بالائی آجاتی ہی جسقدر چاہو دودہ جلالو
تسپر لطف یہہ ہی کہ دودہ مین جوش نہین آتا اور نہ ابلکر برتن سی باہر گرتا ہی اس چشمہ کی پانی سی گندہک کی
بو آتی ہی شاید زمین کے نیچی گندہک کی کان ہو مگر ہندو اسکو عبادتگاہ اور بڑا تیرتہہ سمجہتی ہین **والسر**
کا اور کانگڑہ کے علاقہ کے درمیان ریاست منڈی کے متعلق یہہ ایک جہیل ہی جسکو ہندو بڑا اوتم تیرتہہ تصور
کرتے ہین اونچی پہاڑون کے اندر جنکی بلندی سات کوس تہی کے پہاڑون سی پہاڑی چوٹیان حلقہ کئے
ہوئے درمیان یہہ جہیل واقع ہی ایک میل اسکا دور اور عمق اندازہ خیال سے بہی زیادہ ہی پانی اسکا نہایت
سرد و شفاف کناری سرسبز و پر فضا ہین اسکی اندر قدرت قادر حقیقی سات ٹکڑی پہاڑ کے بطور کشتیون
کے تیرتی تہی اب دو ٹکڑی تو قایم ہوگئی ہین اور پانچ ٹکڑی کشتی کی طرح ادہر اودہر تیرتی پہرتی ہین
ان مین سی ایک ٹکڑا انیس ہاتھ لمبا اور چار یا پانچ ہاتھ چوڑا اوسپر ایک درخت جامن کا اور بہت درخت نرسل
کے ہین باقی چار چہوٹی بڑی ہین مگر درخت نرسل کے اوپر بہی بیشمار ہین ہندو وجہ تسمیہ اسکا نام روالسر
اسطرح بیان کرتی ہین کہ دریای رلوکا یہہ اصلی منبع ہی اور رسی لوماس رکہی نی دہیان سی اس جہیل کو ظاہر کیا تہا
اور وہی اسکا بانی ہی جوالا دیوی کی درشن کے بعد جاتری لوگ یہان بہی آکر غسل کرتے ہین دونو طرف جہیل کے
چہوٹا بازار بہت مصفا اور پتہرون کے اندر کوٹہریان کہدی ہوئی ہین — اس نواح مین سوائی اس مکان کے
سری نینا دیوی اور دیوی چنت پورنی کے مندر بہی بڑے متبرک مندر ہین اور ہندو اونکو بڑی اعتقاد کے ساتہہ پرستش
کرتے ہین **نینا جہیل** کوہ ہمالہ کے قطارون کے اندر یہہ ایک جہیل ایک میل لمبی اور آدہ میل چوڑی بہت اتفاق
عمق سے واقع ہی ہندو اس جہیل کو بہت متبرک جانتی ہین اور ہزارون جاتری غسل کی واسطے آتی ہین غسل کے بعد
جہیل کے گرد طواف یعنی پرکرما کرتے ہین اور دیوی کے مندر پر جو جہیل کے کنارہ پر بڑی عالیشان عمارت کا بنا
ہی جاکر نینا دیوی کا چڑہاوا چڑہاتی اور پرستش کرتی ہین **جوالا دیوی کا مندر** یہہ ایک متبرک
پرستشگاہ ہندون کی کانگڑہ سی اٹہارہ کوس جنوب کی اور نادون سی بسمت شمال مغرب دریای بیاس کے
کنارہ پر پہاڑ کے ایک بلند ٹیلے کے اوپر واقع ہی دور دور کے ملکون سی ہندو یہان قافلے بنکر آتی اور درشن کرتی
ہین ہندون کا قول ہی کہ جب ستی جی نے اپنی آپ کو آگ مین جلایا اور شب جی اونکی جلی ہوئی نعش کو اوٹہاکر
لئی پہرتی تو ستی جی کا سر یہان آکر گرا اور آگ پہاڑ کے اندر سی اسقدر ظاہر ہوئی کہ قریب تہا کہ تمام پہاڑ کو
وہ جلا دیتی شب جی نے یہہ حالت دیکہی تو اوس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک زمین و آسمان قایم ہین تو
اسی پہاڑ کے اندر قایم رہو تب سی یہہ آگ یہان ہمیشہ روشن ہوتی ہی مندر اس دیوی کا بسبب [illegible] اونچا اور کچہہ

بنا ہوا ہی مندر کے گنبد کے اوپر طلائی ملمع ہی اور مندر کے اندر جہان سے شعلہ نکلتا ہی ایک چھوٹا سا حوض فرش
کے اندر بنا ہوا ہی جسکو دیوی کا کنڈ کہتے ہین اوس کنڈ سے بغیر کسی مدد کے شعلہ آگ کا نکلتا ہی اوسکے سوا ہی پانچ
شعلے اور جگہہ جگہہ سے شعلہ زن ہین جو بعض اوقات آگ کی روشنی سے بھی روشن کئے جاتے ہین ہنود لوگ طرح
طرح کے تیل اور گھی اور میوجات وہان لاکر جلاتے اور ہوم کرتے ہین اسواسطے اندر سے مندر بسبب دہوین کے
تمام سیاہ ہوگیا ہی اور ہوم کی یہان اسقدر کثرت ہی کہ ۱۸۹۰ سمت مین جب رنجیت سنگہ لاہور مین بیمار ہوا تو
اوسکی حکم سے سترہ ہزار روپیہ کا گھی اٹہارہ سو ساٹھہ من یہان لاکر ہوم کرایا اور جلایا گیا کہتے ہین کہ
جو کوئی چیز کوئی ہندو یہان لاکر دیوی کے نذر کرتا ہی دیوی جی منظور کر کر کہا لیتی ہین اسواسطے جب کچہ چیز دودہ
چہیر وغیرہ شعلہ کے لا کر رکھی جاوے تو شعلہ لپک کر اوسکو جلا دیتا ہی اور اگر کوئی برتن مین دودہ ڈالکر دودہ لاوے
تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گھس جاتا ہی اور دودہ کہینچ لیتا ہی یہان تک کہ کبھی آدہا اور کبھی تمام جلا کر نکلتا ہی
علی ہذا القیاس اور بھی ایسے ایسے شعبدے ان شعلون کے ہندو بیان کرتے ہین صاحبان انگریز و دانایان
فرنگ کا یہ قول ہی کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہی جسکا گیس نام ہی اوسکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گہیر
جاتی ہی آگ کے شعلے وہان سے نکلنے شروع ہوجاتے ہین بلکہ اگر وہ کسی چشمہ کے اندر گہسی ہوئی ہو تو پانی اوس
چشمہ کا بھی جلتا اور ابلتا ہوا نکلتا ہی اور جن پہاڑون کے اندر وہ گہسی ہوئی ہوتی ہی ہمیشہ وہ پہاڑ جلتے
اور آگ کے شعلے نکلتے رہتے ہین شاہان اسلام اسکے امتحان اور دریافت حال کی طرف بہت متوجہ رہی مگر سوا
قدرت قادر حقیقی کے کچہ دریافت نہوا چنانچہ ۷۷۲ ہجری مین جب سلطان فیروزشاہ باربک کانگڑہ فتح کیا
ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس پہاڑ کے نیچے گنبد تک کی کان تصور کرکے اوس پہاڑ کہدوایا پانی بھی جوشان ہوا
مگر نہ تو کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلے نکلنے بند ہوئے اسواسطے بادشاہ نے بعد امتحان بہت مندر بنوا دیا سلطان
فیروزشاہ کے وقت اس مندر مین بڑا کتب خانہ شاستری علم کا تہا وہ سب بادشاہ اوٹہوا کر لے گیا بعد ازان
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ کے فتح کرنے کے بعد اس آگ کا امتحان شروع کیا اسکان کہدوا دیا پھر چھوڑ دی اسیطرح
عالمگیر اورنگزیب بھی اس امتحان کی طرف متوجہ ہوا اور شہر سے باہر آگرا اس جگہہ اسطرح پڑتی ہی
کہ ایک مندر کا جالی کی ہی اور دوسری مندر کے باہر اور آبشار پہاڑ کی بلندی سے اس خوبی کے ساتھہ
آتی ہی کہ کیفیت اوسکی قابل دید ہی پہاڑ کے اوپر اور بھی چشمے بہت جاری ہین بڑے مندر کے پاس ایک
اور مندر بنا ہوا ہی گورکہناتہہ کا بنا ہوا ہی کہتے ہین کہ وہ مندر راجہ بہت قدیمی ہی یا دھیان والون کے وقت کا
بنا ہوا ہی مندر کے پاس ایک دربار احاطہ بنا ہوا ہی جہان جاتری لوگ جاکر اوترتے ہین اور جو کوئی یہان
جاتری جاتا ہی پہلے وقت کا کہانا اوسکو دیوی جی کے پوجاری دیتے ہین اور پہلے کے دنو تین مندر کی احاطہ

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لیجا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین تھا نہ آسمان نہ گھر تھا
نہ میدان اسی وہ مقام جہان بھگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلا [illegible]
استھان اوسکو کہتے ہین بیشنو دیوی کا مندر جموں کی پہاڑ سے تین کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کی اندر
یہہ دیوی کی پرستشگاہ بنی ہوئی ہی اوس غار کا منہ بہت چھوٹا سا ہی اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چلکر دیوی کی درشن
ہوتے ہین یہان کوئی مورت یا صورت دیوی کی بنی ہوئی نہین ہے بطور سادہ ایک پتھر کی پنڈی بنی ہی جو بیچ سے
شق ہوکر دو ٹکڑے ہو رہی ہی اس غار مین آفتاب کی روشنی کا دخل نہین ہے چراغون کی روشنی سے زیارت ہوتی ہے
اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پاپی یعنی گنہگار وہان جا پہونچے تو چراغ گل ہو جاتی ہین اسواسطے پوجاری سبکو نکالکر
پھر چراغ روشن کر دیتے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور منہ بھی اوسکا چھوٹا سا
ہی ہجوم آدمیون کا بہت ہو جاتا ہی تو ہوا بند ہوکر چراغ گل ہو جاتی ہین اوسوقت پوجاری لوگون کو پاپی پاپی کہکر
نکالدیتے ہین اسی پہاڑ کی ایک دوسرے کنگری پر حضرت امام مہدی کا چبوترہ بنا ہوا ہی اور ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے
اور ہندو و مسلمان بڑے اعتقاد سے وہان حاضر ہوتے ہین **سری امرناتھ** یہہ عبادت گاہ ہندون کی بڑی بلند
برفانی پہاڑ شمال شرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہی وہان ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا
ہوئی ہی جسمین سو ڈیڑہ سو آدمی بیٹھہ سکے پہاڑ وہانکا بے سبزہ برنگ سرخ اور خاکستری جلی ہوئی مٹی کی طرح
نظر آتا ہی دس مہینے تک برابر برف اوسپر پڑی رہتی ہی ہر سال ساون سدی پورنما کو جس روز رکھیا بندھن ہوتا ہے
ہندو لوگ خصوصاً سنیاسی فقیر دور دور سے وہان زیارت کیواسطے حاضر ہوتے ہین جب استھان سے فاصلہ پانچ کوس کا
رہجاتا ہے تو تمام مال و اسباب اپنا جاتری اوسی جگہہ چھوڑکر تن تنہا جاتے ہین استھان کی قریب چرن گنگا بہتی ہی وہان
جاکر سب نہاتے ہین پھر وہان سے سبکے سب عریان تن برہنہ جسم اور بعض بوجہ پتہ کی لنگوٹ باندہ کر آگے
بڑہتے ہین استھان کے اندر جاکر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتے ہین اور اوس غار کی وسط مین سے
جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی وہ یخ بستہ اور منجمد ہوکر بشکل شب لنگ بنتا ہی ہندؤن کا قول ہے کہ پندرہ روز
چاند کی طلوع مین یہہ شکل بڑہنی شروع ہوتی ہی اور دوسری پندرہ روز ایام تاریکی مین وہ شکل برف کی
بنی ہوئی گلکر پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سی اور چند جگہہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے مگر سوای وسط کی
اور مقام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ بنتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار مین
ایک جوڑا کبوترون کا رہتا ہے جاتری کبوترون کی درشن کو نہایت غنیمت سمجھتے ہین اور جنکو کبوترون کے
درشن نہین ہوتے وہ سمجھتے ہین کہ شب جی مہاراج ہمپر خوش نہین ہین اور اوس تمام برفانی پہاڑ مین سوای
اوس جوڑی کبوتر کے اور کوئی جانور وحشی یا طیر نہین رہ سکتا ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی مہاراج

نے اور کہا پاربتی اپنی صورت کو سنائی اون کبوترون نے بہی جو اس غار میں تہی اور شب جی اور پاربتی کا کلام
زندہ جاوید ہو گئی امر کتہا اوس شے کو کہتے ہین جسکو سننے سے آدمی جنیوا اور مرنے سے پاک ہو جاتا ہے اور مرگ کی صدمہ سے
نجات پاتی ہے سو وہ امر کتہا شب جی نے اسی غار کے اندر بیٹھکر کہی اور پاربتی نے سنی ہے سو اسلئے اس مقام کا نام
امر ناتھ مشہور ہو گیا ہے مورخان فرنگ لکہتے ہین کہ یہہ غار سو گز چوڑا اتنا ہی گز بلند پانسو گز عمیق ہے اور ایک بڑا
گردہ فاختاؤن اوسمین رہتا ہے جب ہندو وہان درشن کو جاتے ہین تو وہ اونسے ڈر کر اوڑ جاتی ہین اور یہہ بہی
مشہور ہے کہ جب اوس غار کے اندر کہین تو بہت سی بستی کی آبادیون کے کتون کی آواز آتی ہے ۔۔

چشمہ گنگا سو یہہ مشہور سنتا سری علاقہ کشمیر میں یہہ ایک حوض ہے کہ ماہ ساون اور بہادون میں ہندو وہان
درشن کو جاتے ہین بظاہر یہہ مقام بہر قادر حقیقی کی قدرت نمایان ہے کہ درشن کے دنون میں وہ حوض دو
تین بار ہر روز تین مرتبہ دن میں کبہی تو بالب پر آب اور کبہی خشک ہو جاتا ہے ۔ شنکر اچارج ملک کشمیر کوہ تخت
سلیمان پر ہے اور یہہ ایک قدیمی ہندو بنا ہوا ہے ہندو اسکو درشن کے واسطے دور دور سے آتے ہین ۔ گنگا بل
یہہ مقام بہی کشمیر میں سنت بہرو کی پہاڑی پر گنگا کا منبع ہے جسکے پہلی تا ایسر دہان پیدا ہوتا ہے اور اوس پر ہندو وہان
درشن لیجا کر چڑہاتے ہین ۔ مٹن صاحب اسکی قدامت کا حال سابق بہی تحریر ہو چکا ہے یہان ایک بڑا تالاب ہے
تالاب بنا ہوا اور دیوار اوسکی پتہر کی بڑی عمارتیں ہندوؤن کے مکانون کے ہین اور تالاب کے اوپر ایک چشمہ
نکلتا ہے پانی اوسکا اسی تالاب کے اندر گرتا ہے یہان ایک شخص رہتا ہے اسکا کہنا ہے کہ سر کفنی میں اپنی پر ہاتھ رکہ
کر کریا کرم کیا یہان ہو جاوے تو وہ مکت کو پراپت ہو جاتا ہے اور ایسا ہے کہ جب کوئی ہندو مرجاتا ہے تو اوسکا کریا کرم کیا یہان بہی
کرا دیتے ہین بہمن بیٹہا ہو کر یہہ ہو جاتا ہے اور کو چہتر کے برہمنون کے طرح اوڑ جاتی والون کے نام اپنی قدیمی بہیون میں لکہتے ہین شمار رکہتا
ولیو دیوی یہہ مندر کشمیر کے قلعہ ہری پربت کے اندر ہے ہندو اسکو بہت متبرک جانتے اور پرستش کرتے ہین ۔

ذکر دوسری تقسیم ہندوان اور مسلمانون کے قومون کے بیان میں

واضح ہو کہ پنجاب کے میدان کے جنوبی مشرقی خطہ میں سب قومون سے زیادہ سکہہ کی قوم ہے اور محض سبب
اسکا کہ اس ملک میں مدت تک سکہون کی سلطنت رہی اونکی عزت و توقیر دیکہکر اکثر ہندو سکہہ بنتے رہے چنانچہ
کہ بہنگی و خاکروب بہی با اصل انگریزی مذہبی درجہ پر پہنچکر سکہہ کہلانے لگی اس قوم میں ہندوؤن کے سب فرقے ہین گر
جب اصلی اور سکہہ بنا پہلی ذات اوسکی بالکل بدل گئی یا وہ سکہہ ہو گیا مگر اس زمانہ میں کہ عملداری سرکار انگریزی
کی ہے کوئی ہندو سکہہ نہین بنتا بلکہ پہلے سکہہ بنے ہوئے لوگ بال منڈا کر ہندو ہوتے چلے جاتے ہین ابتدا اس قوم
کی جس طرح کہ ہوئی ذکر اوسکا پہلے درج ہو چکا ہے کہ ہند کے ملک میں جتنے فرقون کی ذات تہی کہ ہم

کوئی باقی نہین تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور مین آئی کہ جب پرسرام اوتار نے چھتریون کو بالکل قتل کر ڈالا اور مارا
گیا کہ انکی نسل دنیا مین باقی نہ رہی اوسوقت بعض عورتین چھتریون کی برہمنون کے گھر جا چھپین جب پرسرام
کو خبر ہوئی اوسنے وہ عورتین برہمنون کے گھرون سے پکڑوا منگوائین اور برہمنون سے اونکا حال پوچھا اونہون نے
جواب دیا کہ یہہ ہماری عورتین ہین عورتون نے بھی برہمنون کے بیان کو تصدیق کیا پرسرام نے برہمنون کو
کہا کہ اگر یہہ عورتین فی الحقیقت تمہاری ہین تو تم انکے ہاتھہ کا پکا ہوا کہانا کہا لو تو برہمنون نے بخوف جان
اور بچاری جانے اپنے کے فی الفور کہا لیا پھر جو اون عورتون کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کہتری کہلانے لگے
اور وہ برہمن کشتریون کے پروہت بنے اس قوم مین سے پہلے زمانہ مین بھی اچھے اچھے راجے امیر وزیر پہلوان
سپاہی ہو گذرے ہین اب بھی بہت سا بیوپار کاروبار اعلی پیشہ کرتے ہین اس قوم کی گوت بکثرت ہین جنکی تفصیل
سے طوالت ہوتی ہے **برہمن** برہمنون کی پیدایش بقول ہندوان کے برہما کی مکہہ سے ہوئی ہے اور
ہندوون کے چار برن مین انکا بڑا درجہ ہے اور ادب انکا ہندوون کے دہرم اور دہرم شاستر کے فرض
و واجب ہے مگر کل ہندو برخلاف اوسکے برہمنون سے ذلیل و ادنی کام لیتے ہین کہ انکا ہاتھہ خدمتگاری کا
پانی بہرنا ہندو امیر و دولتمند برہمنون کو جو ایسے کرتے ہین اور وہ بیچارے آفت کے مارے اپنی شکم پوری
کے واسطے اونکی شرافت کو بالاے طاق رکہکر ذلیل کامون مین ذلت اوٹھاتے رہتے ہین بلکہ کبھی خلعہ
سوائی خدمتگاری کے کفش برداری و فراشی وغیرہ بھی برہمنون سے متعلق ہوتی ہے یہہ حال غریب
برہمنون کا ہے اور جو مالدار ہین وہ مصر جی و مہاراج جی و پنڈت جی و پروہت کہلاتے ہین **اروڑہ**
ہندوون کی یہہ قوم بھی کہتریون کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا یہہ ہے کہ کسطرح عورت شودرانی اور دو
کہتری آپسمین ہمصحبت ہوئے کہتری کے تخم اور شودرانی عورت کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکا خطاب
اروڑا مقرر ہوا اگرچہ کہتری اوسکو کہانے اور رہنے مین اپنے ساتھہ نہین ملاتی تھی اور شودر قوم کے طرح
اسکو بھی ذلیل تصور کرتی تھی آخر اروڑہ اسکو بہت ملال ہوا اوسکی اولاد پیدا ہوئی جا کر یالشی ہوا چونکہ وہ کہتریون
کے گورو تھے اونکی کہنے سے کہتریون نے اروڑی کو ہاتھہ ملا لیا اس قوم مین بھی سینکڑون گوت ہین پیشہ
محنت کشی کا کرتے ہین **اچہوت** یہہ قوم پنجاب اور شمالی پہاڑون مین ہندو و مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت
انکی بیشمار ہین اگر کل بیان کیے جاوین تو ایک علیحدہ کتاب لکھی جاوے اسواسطے چند ذاتون کا احوال جنکے
مورث اعلی کا حال بخوبی دریافت ہوا تحریر کیا جاتا ہے **بہٹی راجپوت** اس قوم کی نسل جادو بنسی
خاندان مین سے ہے کہ وہ بھی چندربنسی کہلاتے ہین اصل تواریخ انکی اسطرح ہے کہ اول کسی زمانہ مین جا
بہٹی نامی شخص مشہور ہوا اوسکے گروہ ضلع حصار مین آ گئے بہٹی کی دختری نسل سے تو چھوٹے راجپوت ہوئے اور بہٹی کی نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جسکے دو بیٹے تھے دوسل و جیپال جیپال نے تو شہر جیپال آباد کیا
اولاد اوسکی ابتک وہاں مالک و قابض چلی آتی ہے اور دوسل حد بارسے کے ملک میں ہی رہا اوسکی اولاد
وہاں موجود ہے بھٹی کی نسل سے ایک شخص بھونی نام شہر بھیر علاقہ سے بہہ سے اوٹھکر پنجاب میں
آیا اور علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کی اوسکی اولاد پنجاب میں بہت پھیل گئی
اب بھی قصبہ پنڈی بھٹیاں و چلال پور و شیر میں بکثرت یہ لوگ آباد ہیں بلکہ اور مقاموں بھی ہندو و
مسلمان بکثرت پائی جاتی ہیں بجو و باجوہ راجپوت قوم بجوجات کے علاقہ سکونت رکھتی ہیں وہ اپنا اصل
سورج بنسی راجپوتوں سے بتلاتے ہیں اور سلسلہ اپنا راجہ رامچند کے ساتھ ملاتے ہیں بجو و باجوا دونو قوموں کا
حال اسطرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر لودی کے وقت شلب نام ایک راجہ بمقام اوچ ضلع جھنگ قابض
و خراج گذار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اوسکی نارافگی صوبہ پنجاب سے ہوگئی اوسنے بادشاہ کو اوس سے ناراض کردیا اور بادشاہی فوج
اوسکے استیصال کے واسطے مامور ہوئی آپس میں بڑی لڑائی ہوئی راجہ نے شکست کھائی اور مارا گیا اوسکے
دو بیٹے ایک کلس دوسرا لیس ہاتھوں پر باز رکھکر اور بازداروں کی گروہ میں ہوکر قلعہ سے نکل اور بھاگ کر
کے علاقہ میں ایک زمیندار جاٹ سندھو کی گھر جا چھپے کچھ عرصہ کی بعد کلس نے ایک سندھو جاٹ کی لڑکی سے شادی
کرلی اور لیس نے جموں جاکر راجہ کی نوکری اختیار کی اور بموضع کول علاقہ جموں میں آباد ہوا شادی کی بجہو لیکھ
گھر کی اجداد اوسکے جب اولاد اوسکی کثرت سے ہوئی تو علاقہ بجوات پر جو غیر آباد پڑا تھا قابض ہوگیا چونکہ اولاد اوسکی
بجو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اونہیں کے نام سے بجوات مشہور ہوگیا مگر کلس کی اولاد اور لیس کی اولاد
بسبب اسکے کہ کلس کی اولاد راجپوتی کی میٹ سے نہ تھی بالکل علیحدگی رہی مگر دونو میں بجو و باجوہ کہلاتی
تھی لیس اور کلس دونو کو لوگ بجو کہتے تھے اسواسطے کہ وہ بعد مرجانے باپ کی ہاتھوں پر باز رکھکر قلعہ سے باہر نکلی تھی
اور دیہاتی لوگ اکثر باز کو باج اور بازداروں کو باجو کہہ دیتے ہیں اسواسطے وہ بھی باجو مشہور ہوئی اس قوم میں
اکثر ہندو و مسلمان دونو مذہب کے آدمی ہیں بھولوں راجپوت اس قوم کی لوگ اپنی آپ کو سورج بنسی
خاندان چندربنسیوں میں سے بیان کرتی ہیں انکا مورث اعلیٰ مسمی بھولروں فیروز شاہ بادشاہ کی وقت مسلمان
ہوگیا اور بہت سی زمین ضلع جھنگ میں انعام پائی اور موضع بہروال آباد کیا پانچ پشت تک اوسکی اولاد
قابض رہی بعد ازاں اوسکی اولاد میں سے کسی مانگا نے کچھ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل گاؤں کا
کا ادی قتل ہوگیا مگر مانگا اصل مجرم جو پہلی ہی بھاگ گیا تھا بچ رہا اب جسقدر لوگ اس قوم کی پنجاب میں
موجود ہیں مانگا کی اولاد ہیں سلہریہ راجپوت یہ قوم بھی چندربنسیوں کی اولاد کہلاتی ہے
اور سلسلہ اپنا راجہ سنگل تک پہونچاتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ یہ راجہ بعہد افراسیاب ایرانی جو ایرانی

وتوران کی طرف سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک مین راج کرتا تھا جب افراسیاب دریای سندھ پر پہنچا
تو اس راجہ نے اطاعت قبول کی اور ملک مال اپنا محفوظ رکھا بعد ازان سکندر اعظم پنجاب مین تو اس خاندان
کے راجہ نے پھر بھی بذریعہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ پورس راجہ لاہور کی لڑائی مین سکندر کی ساتھ
شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑہائی کی تو اوسوقت راجہ جیپال اسی خاندان مین
سے پنجاب کے کل ملک پر قابض تھا وہ مقابلہ پیش آیا اور آپس مین سخت سخت جنگ ہوتی رہی آخر
بالانتیجہ صلح پادشاہ غزنین کو واپس چلا گیا بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے ہند پر یورش کی تو راجہ جیپال
نے کل ہند کی راجون سے مدد لی اور بڑی اجتماع کی ساتھہ سلطان کو مقابلہ کو گیا اٹھارہ روز باہم لڑائی رہی آخر
عین موقعہ پر وقت راجہ کا ہاتھی میدان جنگ سے خود بخود بہاگا ہر چند فیلبان نے کوشش کی پیچھے کو نہ پھرا اسوقت ہندیہ
لشکر مین ہزیمت وقوع مین آئی اور ہزارون قتل ہوئے اوسوقت راجہ اگرچہ جنگ کی میدان سے گھر مین سلامت پہنچا
مگر نہایت شکستہ خاطر اور دلتنگ تھا آخر اوسنے اپنے بیٹے انندپال کو تخت نشین کیا اور خود آگ مین جلکر مر گیا انندپال
نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارہ سلطنت پائی مگر سلطان نے چار برس کی بعد پھر راجہ سے رنجیدہ ہوکر راج
اوسکا چہین لیا اور انندپال وطن کو چہوڑ کے آگ اور وہان ہی مر گیا اوسکی اولاد بھی سلطنت کی زوال کی بعد پریشان حال
ہوگئی اور بادشاہون کی نوکری کرکر گزران کرتی رہی پھر جب سلطان فیروز شاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت بکیر راجہ پال کا
بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہوکر سپہ سالار فوج کا افسر قرار پایا اور اوسکی فوج کھکہون کی رفع فساد کے
واسطے مامور ہوئی جنہون نے پنجاب مین سخت فساد برپا کرکر کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تھا راجہ سکت بکیر نے پنجاب مین
آکر دریای چناب پر زیر کوہ جمون ڈیرہ کیا اور کھکہون کی فساد کی روکنی مین بڑی بڑی بہادریان کین تھوڑی مدت کی بعد
بسبب تغیر تبدل سلاطین دہلی راجہ سکت بکیر پنجاب مین بہت سے علاقہ کا قابض ہو گیا اور اپنی ریاست اوسنی
علیحدہ قایم کرلی اور قصبہ سیپل پھری اپنی باپ سیپل کے مخاطب بلہریہ کی نام آباد کیا اوسکی بعد بھی چند پشت تک راج
اوسکا قایم رہا جب راجہ سومپال بیٹہ تہی پال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان بہلول لودہی کی افغانی فوج اوسپر
مامور کی اور کہا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری [illegible] آخر وہ
معہ اپنے بیٹون اور بھتیجون کی مسلمان ہو گیا جب وہ مر گیا تو اولاد اوسکی بہت باقی رہی اور آپس مین نزاع
ہوکر اسقدر نوبت پہنچی کہ بہت سے مارے گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کی چلی جانیکی بعد اولاد اوسکی کاشتکاری سے
گذارہ کرنے لگی اب یہ قوم مسلمان بلہریہ راجپوت سلطان علاقہ شکرگڈھ و نارووال وغیرہ مین موجود ہی اور راجہ سومپال
کا ایک بہائی بسنت پال جو ہندو رہا تھا اوسکی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہین منہاس راجپوت
بہی قوم اپنے آپ کو راجہ اچھندر کی نسل سے بیان کرتی ہین اور سورج بنسی راجون سے اپنا شجرہ ملاتے ہین

قتل ہوا راجہ جواہر سنگہہ اور راجہ موتی سنگہہ جمون مین موجود ہی انکی خاندان مین ٹہا ٹہیا ریاست کا مالک
ہوتا ہی اور راجہ کہلاتا ہی اور چہوٹے میان کہلاتے ہین چہوٹا مذہب کو چہوڑ دیا اسلام کے عوض کہتا ہی بلکہ جسقدر سنبال
یا چمیال راجپوت ہین ہندو بہی انہہ کو چہوڑ دیا کرتی ہین اسیطرح منہاس راجپوت بہی سب چہوٹے آلون کو چہوڑ دیا اور چہوٹے
منہاس کو رام رام کہا کرتے ہین منہاس قوم ضلع سیالکوٹ مین ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتی ہین -

اعوان یہہ لوگ اپنی آپکو امام قاسم حضرت علی کے صاحبزادہ کی اولاد کہتے ہین بڑا اونکا مسمی
قطب شاہ محمود غزنوی کے ساتھ غزنی مین آیا اور اولاد اوسکی غزنین و کابل و پشاور وغیرہ مین آباد ہوئی وجہ تسمیہ
اعوان اسطرح ہی تواریخون مین مرقوم ہی کہ جب یہہ لوگ کابل و غزنین وغیرہ مین پہلی بسے تو انکا پیشہ سپاہگری رہا
کہ جو بادشاہ غزنی کے طرف سے ہندوستان کے ملک پر حملہ آور ہوتا تہا یہہ لوگ بطور غارت و تاراج مال اوسکو ساتھ
ہولیتی اور بادشاہ ہر زمان کہتے تہی کہ ہم بادشاہ کی اعوان یعنی مددگار رہین اسواسطی بادشاہی فوج انکو اعوان یعنی مددگار کہکے پکارتی بلکہ
اسوقت سے اسطرح کی یہہ امدادی فوج بادشاہون کے ساتھ سواے سلطانی فوج کے ہوتی تہی وہ سب اعوانی کہلاتی تہی اون فوجون مین تہی
یہہ پنجاب مین آکر جابجا رہگئی اور اوسی اعوان کے لقب سے ملقب ہوکر گوت بہی اس قسم مین بکثرت ہین جو اونکی بزرگون کے نام
مشتہر ہین **چوہان راجپوت** یہہ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہین انکے بزرگون کی سلطنت
مدت تک دہلی مین قائم رہی جسکا حال مفصل تواریخ کی کتابون لکہا ہی یہہ اپنا سلسلہ اون راجون کے ساتھ
ملاتی ہین پنجاب مین یہہ قوم اب بکثرت مسلمان ہوگئی ہی بعض ہندو بہی ہین **کچہواہہ راجپوت**
یہہ قوم کوئی خاص سکونت اصلی اپنا بتلا نہین سکتی ہی مگر ایک گوت مہالی اپنی آپکو والی [illegible] کی
کے ساتھ منسوب کرتی ہین اور ہندو رہتی ہین راجپوت کہلاتی ہین **قوم جاٹ** یہہ قوم پنجاب مین بکثرت
آباد ہی کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا گانو نہین ہی جسمین یہہ قوم آباد نہو گی بڑا حصہ زمینداری پنجاب مین جاٹون کی
ہی اسمین مسلمان تہوڑے ہین سکہہ بکثرت مہاراجہ رنجیت سنگہہ والی لاہور بہی سانسی گوت کا جاٹ تہا اوسکے وقت مین
جاٹون نے بہت ہی ترقی پائی تہی بہت سے سردار اور جرنیل کرنیل رنجیت سنگہہ کے دربار اور فوج مین مقرر ہوکے
جاگیرین پائین مگر یہہ لوگ اصلی جاٹ سکہہ سب نہین ہین بلکہ اور قومون راجپوتون وغیرہ سے بہی بگڑکر جاٹ
بن گئی ہین اصلی جاٹون کا قول ہی کہ ہمارا بزرگ شیو جی کی جٹا سے پیدا ہوا تہا اسواسطی شیو جی نے اوسکا نام
جاٹ رکہا اور ہمارا پیشہ ازل سے کاشتکاری کا ہی یہہ لوگ سخت محنتی ہوتی ہین اور زن و مرد اپنی کام کے انجام دینے مین
دہان مصروف رہتی ہین رنجیت سنگہہ کی فوج مین سپاہگری کا کام بہی انہون نے اچہی انجام دیا تہا اب بہی
انگریزی فوج مین جاٹ سکہہ بہت نوکر ہین خاص لاہور کے اندر بہی مسلمان جاٹ بہت ہین جو خراس چلا کر
آٹا پیسنے کا کام کرتی ہین ہنود ناٹی و دغا بازی و بی رحمی اس قوم کا اصلی خواص ہی سرکشی و خود مطلبی انکی [illegible]

بین ملی ہوئی ہے دوستی کرنے کے مطلب کیلیے ہین جاٹون سے ہزارون گوت ہین جنکی تفصیل کیواسطے
ایک علیحدہ دفتر چاہیے اسواسطے چند قومون کا مختصر حال تحریر ہوتا ہی باجوہی جاٹ اس قوم کا اصلی
بجور راجپوتون مین تحریر ہو چکا ہی اور چونکہ انکی مورث اعلی کالس راج شلب کے بیٹے نے شادی اپنی سنار ہوتا
کی لڑکی سی کرلی تھی اسواسطے یہ ہم جدی راجپوتون سے الگ ہوکر جاٹ بن گیا چیمہ جاٹ اس قوم
کا نکاس راجپوتونسے ہی اور اونکا قول ہی کہ بزرگ ہمارا راجہ پرتھی راج المشہور رائے پتھورا دہلی کا راجہ تھا جبکہ وہ
سلطان شہاب الدین وعلاو الدین غوری کی لڑائی مین گرفتار ہوکر قتل ہوا تو اسکے بعد اوسکا بیٹا جوتھ مل
پھر اوسکا بیٹا رانا کہنگ ہوا کہنگ کی آٹھ بیٹے تھے جنمین سی آٹھوان رانا دہول تھا دہول چار بیٹے تھی جنمین
چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورث اعلی ہی اور اوسیکے نام سے یہ قوم موسوم ہی رائے پتھورا کی مرنے کے بعد جوتھ مل
اوسکا بیٹا دہلی سے نکلکر موضع کانگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار پشتین اوسکی وہان رہتی رہین آخر دنون مین اوسنے
مین چیمہ وہانسے چلا آیا اور بیاس کی کنارہ ہرگوبندپورہ کی متصل آباد ہوا اور ایک گانو آباد کرکر اپنے دادا کے نام پر
نام اوسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اوسکی وہان رہتی رہی پھر بعد فیروز شاہ و اورنگ زیب عالمگیر اوسکی اولاد
مسلمان ہوگئی اور بسبب اسکے کہ رشتہ اونکی پنجاب مین جاٹون کی ہوگئی تھی جاٹ کہلانے لگے ناگری جاٹ
یہ لوگ بھی اپنے آپکو رائے پتھورا کی اولاد کہتے ہین اور اونکا بیان ہی کہ مسمی ناگر مورث اعلی ہمارا اول دہلی سے
نکلکر پنجاب مین آیا اور ضلع جالندہر مین آکر اوسنے کاشتکاری کی تھی جب اوسکی اولاد کثرت سے ہوئی تو جابجا پہیل
گئی اور بسبب ہونے رشتون کی جاٹونکے ساتھ جاٹ کہلانے لگے ورک جاٹ یہ قوم ضلع گوجرانوالہ چونیان و
سیالکوٹ مین بکثرت آباد ہی انکا بیان ہی کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہمارا الکھی جنگل سے پنجاب مین آیا اوسکے پانچ بیٹے ہوئے
اورک سوال کور دیول دلو سو ہر ایک کی اولاد کا اونکے نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہی اور ورک کی
اولاد ورک جاٹ کہلاتی ہی سندہو جاٹ اس قوم کا بیان ہی کہ ہم اصل مین سورج بنسی راجپوتون کی
ایک شاخ مین جو رگہو بنسی مشہور ہین راجہ راجچند ہمارا بزرگ تھا مگر جاٹ اسوقت سے ہوے جب شاہان اسلام
کی آمد ورفت ہند مین ہوئی تو ہمارے بزرگ جنکی حکومت وسلطنت تباہ ہوچکی تھی اونکی نوکری کو سب سے پہلے
اونہون نے نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اوسکے ساتھ غزنی کو چلے گئے اور وہین جاکر سکونت
اختیار کی پھر بھی جب جب بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا تھا تو اونکی فوج مین بھی ہمارے بزرگ نوکر ہوکر ساتھ آیا
کرتے تھے اسی آمد ورفت مین بہت سے تو اونمین پنجاب مین رہے اور بہتون نے ہندوستان کی سکونت اختیار
کی اور بہت سے پھر ولایت کو چلے گئے اکبر شاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نے نوکری چھوڑ کر
کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدی کہای جو لاہور سے چودہ کوس پر آباد ہی رہنے لگا اوسکے پانچ بیٹے ہوے

سندہو ساہی کو رایا چہہ بیٹے ان پانچون سے پانچ گوت شروع ہوئی پھر سندہو کا بیٹا مسمی گن ہوا اوسکی اولاد
سندہو کہلانے لگے اونمین سے بہت سے مسلمان ہوئے اور بہت سے سکہ جو اب پنجاب مین اس قوم کے سکہ بہت ہین
کاہلون جاٹ یہہ قوم اپنے آپ کو راجہ بکرماجیت کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بکرماجیت
سے کئی پشت پیچھے راجہ جگدیو ہوا جو دہارانگری کا راج کرتا تھا راجہ جگدیو کی ذات پوار تھی جب اوسکی چوتھی
پشت سے مسمی کاہلون پیدا ہوا تو اوسکی اولاد اضلاع متفرق مین پہیل گئی اور اوسکے نام سے اپنا گوت
کاہلون انہون نے مقرر کیا پھر مسمی سولی جو کاہلون کے بعد چوتھی پشت سے پیدا ہوا وہ دہارانگری سے پنجاب کے ملک
مین آیا اور قصبہ پہاگووال متصل بٹالہ متعلق ضلع گورداسپور اوسنے آباد کیا اب تمام پنجاب مین یہہ قوم پہیل گئی
ہے اور بعض رشتہ داری جاٹون کے جاٹ کہلاتی ہے **گہمن جاٹ ججنوعہ راجپوت** یہہ
لوگ اپنے آپ کو راجہ دلیپ راجہ دہلی کی اولاد بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ راجہ دلیپ کے دوسری پشت مین
راجہ بالکیسر تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص ججنوعہ نام راجپوت ہوا جسکی اولاد ججنوعہ راجپوت ہین پھر ججنوعہ کے
بعد پانچوین پشت مین مسمی جودہ ہوا اوسکے ہرپال و سنپال دو بیٹے ہوئے ہرپال و سنپال کی اولاد اب تک
ججنوعہ کہلاتی رہی مگر سنپال امیر آدمی تھا اوسنے بہت سی عورتین غیر قومون کی گہر مین ڈال لین اور بارہ
بیٹے پیدا ہوئے اونمین ایک گہمن مورث اعلی گہمنون کا ہوا اوسکی اولاد کو بسبب اسکے کہ والدہ اسکی غیر
قوم سے تہی راجپوتون نے اپنے سے علیحدہ کر دیا اسواسطے وہ جاٹون مین مل گئے بلکہ سنپال کے بارہ بیٹون کی
اولاد جو اب بارہ گوت ہین سب جاٹ کہلاتی ہین پھر گہمن کے چوتہی پشت مین مسمی تخت پیدا ہوا وہ گدہ
کامیالہ مین رہتا تہا پہلا اوسنے فیروز شاہ بادشاہ کی نوکری کی پھر راجہ جمون کا نوکر ہوا جمون کے نوکری
چہوڑکر اوسنے سکونت اپنی موضع روڑیانوالہ ضلع سیالکوٹ جو اب اوجڑا پڑا ہے اختیار کی اور کاشتکاری
کرنے لگا اوسکی بہت سی اولاد پنجاب مین موجود ہے اور گہمن جاٹ کہلاتی ہے بعضی ہندو و بعضی مسلمان اور بعضے
سکہ مین **کوراہی و ساہی جاٹ** یہہ دونو گوت سندہو جاٹون کی ایک شاخ ہے جسکا حال
سندہون کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہے **ہلی جاٹ** یہہ قوم بہی چندربنسی و سورج بنسی ایک سے پیدا ہوئی
بڑا اونکا مسمی ہلی اپنی ملک سے مفلس و نادار ہوکر معہ اپنی سات بیٹون کے پنجاب مین آیا اور مدت تک خانہ
بدوش پہرتا رہا اوسکی چوتہی پشت سے مسمی ننتر پیدا ہوا اوسنے ایک گانو قصور کے علاقہ مین آباد کیا اور
اوسکا نام رکہا اوسکی اولاد تمام پنجاب مین پہیل گئی اور بعض رشتہ داری جاٹون کے جاٹ بن گئے
ورک جاٹ یہہ قوم اپنے آپ کو راجگان جمون کی اولاد کہتی ہین اور ملہن منہس قوم منہاس کے
مورث اعلی کے ساتھہ اپنا شجرہ ملاتے اور کہتی ہین کہ ملہن منہس کے اولاد سے مسمی ورک پیدا ہوا جو بڑا اعزت دار تہا

درپیش تھا ایک روز وہ اپنی کوٹھہ سے کھڑا تھا دیکھا کہ کوئی مست سانڈ یعنی جاموس کھلا ہوا بھاگا جاتا ہے
اور بہت سی جوان اوسکو پکڑتے ہیں مگر ہاتھ نہیں آتا اور جو پکڑتا ہے اوسکو سینگوں پہ اوٹھا کر دے مارتا ہے
اتفاقاً ایک عورت جوان پانی کا گھڑا سر پر رکھے ہوئے وہاں آ پہونچی اوسنے بہت جلدی کے ساتھ
جاموس کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسی مضبوطی اور زور سے اوسکی سینگ پکڑ رکھی کہ اوسکو پھر ہلنے کی طاقت نہیں
جب ورک نے اوس عورت کو ایسا صاحب زور دیکھا تو اوس سے شادی کر لی جب حمل ہوا اور نو مہینے کی میعاد
پوری ہونے کو تھی تو ورک خود مر گیا اور عورت ساتھ ستی ہوئی آگ جلنے کے وقت عورت کا پیٹ پھٹ گیا
اور ایک لڑکا پیٹ سے نکل کر آگ کے باہر آ پڑا لوگوں نے چاہا کہ اسکو بھی کاٹ کر آگ میں ڈالدیں مگر بعض لوگ
مانع ہوئے اور اسکو ایک میراثی اٹھا کر [illegible] اپنے علاقہ میں لے گیا اور پرورش کی اوسکا نام انگیارہ رکھا
چونکہ باپ اوسکا راجپوت اور ماں جٹنی تھی اور پرورش بھی اوسکی میراثیوں کے گھر ہوئی اسواسطے راجپوتوں
نے اوسکو اپنے ساتھ نہ ملایا اور وہ جاٹ کہلانے لگا اب جسقدر ورک جاٹ ہیں اوسی انگیارہ کی اولاد ہیں
اور اکثر مسلمانی مذہب رکھتے ہیں **منڈل جاٹ** یہ قوم اپنے آپکو سورج بنسی راجپوت بیان کرتی
ہے اور [illegible] اونکا قول ہے کہ منڈل نام بزرگ ہمارا [illegible] ملک میں رہتا
تھا اوس سے پانچویں پشت میں [illegible] اوس سے کوئی حرکت خلاف رواج برادری کے ہوئی برادری
نے اوس سے ملنا چھوڑ دیا تب وہ اپنی [illegible] پنجاب کو آیا اور موضع [illegible] ضلع امرتسر میں رہکر کاشتکاری
کرنے لگا اوسکی اولاد کثرت سے ہوکر تمام پنجاب میں پھیل گئی اور بسبب رشتہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلانے لگی
اب اس قوم میں ہندو و مسلمان دونوں مذہب کے لوگ ہیں **چیمہ و جھول جاٹ** یہ دونوں قومیں
اپنا نسب سورج بنسی راجپوتوں سے ملاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ پہلے جام مورث اعلی ہمارا شہر [illegible] علاقہ ملتان سے
پنجاب کو آیا اور سیالکوٹ کے علاقہ میں رہنے لگا اوسکے دو بیٹے چیمہ و جھول ہوئے جنہوں نے پہلے علاقہ [illegible] میں موضع
[illegible] آباد کیا پھر اونکی اولاد متفرق مقاموں میں جا کر آباد ہوئی اور بسبب رشتہ داری جاٹوں کے جاٹ کہلانے
لگی **قوم سیال و کھرل و سیدھر و ٹوانہ و کھنہ و کھیر** اکثر ان قوموں کا راجپوتوں سے
قوم ہوا [illegible] مورث اعلی ان سب قوموں کا ایک ہی [illegible] مفصل حال ان سب کا اندر [illegible] تواریخ جھنگ [illegible]
[illegible] ہو چکا ہے **ستگورتی جاٹ** یہ لوگ اپنے
آپکو اصلی جاٹ کہتے ہیں اور انہیں کا قول ہے کہ بڑا [illegible] راجا شیو جی کی جٹا سے پیدا ہوا اور جٹ بہادر اسکے نام سے
مشہور ہوا [illegible] راجاؤں کی سلطنت میں بڑا نامی ہو گذرا ہے اور اپنی قوت بازو سے اوسنے
[illegible] کے علاقہ میں بڑا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اوسکی بارہ بیٹے تھے [illegible]

پر تھے وہ سو لکھین چڑیا جانا یا کھو کہ وہ بتاج لیڈر گگر کہ اون بارہ قبیلون کے نام پر اب بارہ قومین مشہور ہین
کاشب گوتری جاٹ یہہ قوم راجپوتون سے بگڑ کر جاٹ بنی ہوئی ہے گوت انکی کتنی ہین
لانبا تارو سندھو چاہل براڑ رآنہ مورہ پچھا ادن سروبا وغیرہ شمار ہین کاشب گوتری انکا ہوا
نام ہے کہ کاشب دو تا سے ہما کا بیٹا تھا جب کوئی ہندو ون مین سے بسبب بگڑ جانے اپنی ذات کے برن سنکر
ہوجاتا ہے تو وہ کاشب گوتر کہلاتا ہے **قوم چھیپا** فرقہ یہہ لوگ پہلے سمبھر کی طرف سے آکر آباد ہوکر
مسلمان ہوے سو زیادہ کہلاتے ہین اور بسبب اسکے کہ اصلی وطن اونکا شیہانہ ہے وہ اپنے آپ کو شیہی بھی کہلاتے ہین بعض
اونکو راٹھور بولتے ہین کہ راٹھور کے معنی سخت دل اور رہزن کے ہین ٹھیک انکی راجپوت تھی بگڑ کر جاٹ
جاٹ کہلانے لگے ہین انکی گوت بیشمار ہین مگر چار گوت ادھمین مشہور ہین اول ہو جو کہ ان راجپوتون کے
قوم سے نکلی ہین دوسرے ہو جن کے نام سے سیو ہو کہلاتے ہین دوسری ... یہہ لوگ پہلے تنور راجپوت
تھے اونکا مورث اعلی تھری پال نام اپنی جاٹنی عورت پر عاشق ہوکر اوسکے ... ذات سے خارج ہوا
ہوا جاٹ کہلانے لگا تیسرے ہے راٹھون یہہ لوگ سرویہ راجپوتون کے نسل سے نکلے ہین بزرگ انکی حمزہ وسالم
مسلمان ہوے اب یہہ قوم کل مسلمان ہے اور جاٹ کہلاتی ہے پٹیالہ کے علاقہ مین ... وغیرہ مین
بھی آباد ہین بہ نسبت زیادہ جاٹون کے قوم مین سے ایک قوم گھونترا ایک گوت ہے جو خاص لاہور مین کثرت سے بستے ہین —
تنور راجپوت اس قوم کا شجرہ چندر بنسی راجون کے ساتھ ملتا ہے اور مورث اعلی اس قوم کا راجہ
اننگ پال تنور دہلی کے راج کا راجہ تھا اور یہی پال اننگ پال کے بھائی نے ... جاگیر مین پاکر قصبہ
ہونا آباد کیا اب یہہ قوم ریاست پٹیالہ مین بکثرت آباد ہے **سید** اہل اسلام مین یہہ قوم سب سے بزرگ و شریف
کہلاتی ہے اگرچہ بخاری شیرازی مشہدی ترمذی گیلانی سامری وغیرہ گوت انکی بہت ہین مگر اصل مین حسنی
و حسینی دو قسم کے سید مشہور ہین حسنی سید تو امام حسن علیہ السلام اور حسینی امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو کہتے
ہین پنجاب مین حسنی گیلانی سنی مذہب حضرت غوث الاعظم محی الدین گیلانی کی اولاد بستے ہین اور حسینی سید حقیقت
مین وہ بارہ اماموں مین سے کسی نہ کسی امام کے ساتھ اپنا شجرہ ملا دیتے ہین جن مین سے بعضے شیعہ مذہب اور بعضے
سنی ہین مگر شمسی سیدات کے سب شیعہ ہین سنی مذہب سے اونکو عار ہے **قریشی** اہل اسلام مین یہہ قوم بھی
شریف قوم ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی تھے گوت انکی بہت ہین جو قریشی کہ صحابہ کی
اولاد ہے انہین کے نام سے اوسکا گوت ہے مثلاً صدیقی ابوبکر صدیق فاروقی عمر فاروق عثمانی حضرت عثمان علی
ہوا کی ذریعہ امام حسن و حسین کے مرتضی علی کے اولاد کہلاتے ہین علوی و سیدی قریشی ... حضرت عباس
کے اسماء سے منسوب کرتے ہین علی ہذا القیاس پنجاب مین اکثر صدیقی و اسدی و فاروقی قریشی رہتے ہین اور شیخ ...

ذکر بابا ملتانی کے اولاد ملتانی اسدی مین عام و خاص مسلمان اس قوم کا ہی سیدون کے طرح ادب کرتی ہے ۔
مغل اصل اسقوم کا ملک تاتار ہی چنگیز خان تاتاری انہین سی بڑا بادشاہ ہوگذرا ہی مذہب انکا پہلی بت پرستی
تھا مگر جب چنگیز خان کا پوتا مسلمان ہوا تو یہہ قوم بکثرت مسلمان ہوگئی شاہان چغتائی بھی چغتائی خان سے لیکر بابر
شاہ تک سب مسلمان تھے چونکہ پہلی بادشاہون کے وقت بھی مغلیہ فوج کے حملے واسطے پنجاب پر ہوتی رہی اور پھر
انکی سیہ سو برس تک مغلیہ سلطنت رہی اسواسطے یہہ قوم ہند و پنجاب مین بکثرت آباد ہوگئی اب انہین کی اولاد تمام
ہی یہہ میرزا کہلاتے ہین اور انکی نام کے ساتھ بیگ کا لفظ ضرور شامل ہوتا ہے زراعت کا کام یہہ قوم کم کرتی
ہے سپاہی پیشہ یا نوکری پیشہ ہین قریشی و سیدون کے گھر بھی انکے لڑکیون کے ناطہ ہوجاتی ہین **افغان** یعنی
پٹھان مورث اعلی اسقوم کا قیس تھا جسنے بحضور جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اسلام قبول کرلیا ۔
عبد الرشید خطاب پایا یہہ قوم اول کوہ غور مین رہتی تھی بعد ازان کوہ سلیمان و کوہ خیبر و سوات و تیراہ و کابل و
قندہار مین پھیل گئی اور وہ کل علاقہ افغانستان کہلانے لگا اور سبب ہی کہ شاہان لودی و شیرشاہ و احمد شاہ درانی کے
کی مدت تک پنجاب مین سلطنت رہی اسواسطے یہہ قوم پنجاب مین بھی بکثرت آباد ہوگئی یہہ لوگ سپاہگری و محنتی ہین مین تو یہ زمین بناؤ
وسفاکی و قتل و غارت انکی ذات پر ختم ہے گوت انکی بیشمار ہین اگر بیان ہون تو بہت طوالت ہوتی ہے **شیخ** اصل انکی
لقب ہا ادب اور بزرگی کا عربی زبان مین ہی قریشی بھی شیخ کہلاتے ہین فقیر لوگ بھی اپنی مرشد کو شیخ کہتی ہین مگر
پنجاب مین شیخ انکو کہتی ہین جو ہندو مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرین **خوجہ** پنجاب مین یہہ قوم بہت ہے انکی
بزرگ ہندو ارورہ تھے عالمگیر اورنگ زیب کے وقت یہہ لوگ بزور شمشیر اور بعض برضا و رغبت مسلمان ہوگئے
گوتین انکی اب بھی پہلی اروڑہ والی گوت ہین اور دوکانداری وغیرہ کا کام کرتے ہین **ڈوگر** یہہ لوگ پنجاب
کے جنوبی حصہ مین بکثرت آباد ہین راجپوت قوم سے انکا نکاس ہے وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اسلامی سلطنت کے وقت انکی
بزرگ مرتد ہوگئی اور ہر جا جو بہاگتے تھے اسواسطے دوغر مشہور تھے اب بکثرت استعمال دوغر ڈوگر باقی رہ گیا اور
انکا صاحب بیان یہہ ہے کہ بزرگ ہمارے کوہ جمون ملک ڈوگرہ سے نکل آئے تھے اسواسطے ہمارا گوت ڈوگر ہے کہ اصل
مین ہم ڈوگرے ملک کے رہنیوالی ہین ڈیڈہ سو کے قریب اسقوم کی گوت ہین اور مذہب مسلمانی ہے چوری غارتگری
بہت بانی بھی رکھتی **قوم کمبوہ** یہہ قوم پنجاب مین بہت ہے نکاس اپنا کھتریون سے بتلاتی ہین مورث اعلی انکا
سوم کمبوہ تھا جسکے نام سے یہہ قوم ہے سو گوت انکی بیت ہین مذہب انکا مسلمانی ہے بعض ہندو مذہب بھی رکھتی ہین
بیوفائی اور دغابازی انکی مشہور ہے اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت اسقوم نے ترا زور پکڑا اسقدر کہ
اور ہانسی اور حصار وغیرہ پر قبضہ کرلیا آخر جب سکھ غارتگر پیدا ہوئی تو انکی کثرت نے انکو بھی دبالیا اب یہ لوگ
علاقہ پاکپتن و جہرہ و چونیان کے طرف بکثرت رہتی ہین **سادہو مسلمان** اصلی وطن انکا کشمیر

عرصہ ہوا کہ یہہ لوگ کشمیر سے پنجاب میں آکر خاص لاہور میں سکونت پذیر ہوئے مدت تک انکا اگلا یہی کام تھا اور رفو کے
واسطے غیر معین مقام پنجاب یہہ حال ہے کہ انکی ترقی کمال ہے لاہور میں ایک محلہ صرف انہیں کے نام سے مشہور ہو گیا ہے
سابق سب کرایہ دار تھے سرپنیان رفوگار تھے اب بڑے بڑے عالیشان مکان میں فراغت کے سامان ہیں معاش انکا
یہہ بھی کہ یہہ لوگ ہندوستان کے دور دور ملکون میں نکل جاتے ہیں اور بھیس بدل کر کوئی ہندو یا فقیر کوئی
سالک پیر کوئی مفلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی جاہل کوئی تاجر کوئی بیوپاری غرض سادہ لوح
سنت بن جاتا ہے اور پھر ایک روپیہ میں اگر دو روپیہ کا لاتا ہے اکثر فریب انکا فقیری و مجذوبی کے بھیس میں
لوگ بہت کھا جاتے ہیں اور بعضوں کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی ایک راجہ یا رئیس سے
خاطر خواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے پردیس میں جا کر یہہ اپنا نام بھی بدل لیتے ہیں کسیکا نام شیخ سلطان شاہ وفا
کسیکا کاظم شاہ کسیکا زنجیر شاہ علی ہذا القیاس ہوتا ہے بولی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سطرح کی صاف
شستہ بولتے ہیں جب روپیہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتا ہے تو لاہور میں آکر گھر میں سال دو سال آرام تمام کہاتے ہیں
جب ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہی سفر کی تیاری ہوتی ہے اسیطرح سب کا گذارہ ہے مگر اب بعض ساہوکار اور کتاب فروشی تجارت
بھی کرتے ہیں **قوم بلوچ** یہہ قوم ترکمان قوم سے نکلی ہے پہلے اسقوم کا قیام ماوراء النہر کے علاقہ میں تھا وہان سے
ہمراہ کسی بادشاہ کے ایران میں آئی اور قیام انکا اوس ملک میں مدت تک رہا وہانسے جب شاہان وقت
انکی طرف بعلت مفسدہ پردازی بدظن ہوگئے تو یہہ وہانسے بھی نکلے اور جابجا منتشر ہو کر بطور رہا نہ ہندوستان میں
لگے زبان انکی اوسوقت فارسی تھی ایک فرقہ تو کیچ و مکران میں آکر آباد ہوا اور ایک فرقہ خراسان کے
متعلقہ جنگلوں اور پہاڑوں میں پھیل گیا زبان میں بھی تغیر پیدا ہو گیا چنانچہ اب بھی بلوچی زبان میں
فارسی الفاظ بہت ہیں کیچ مکران سے یہہ نکلکر ضلع ڈیرہ غازیخان و اسماعیل خان وغیرہ علاقجات دامان
کوہ غربی میں آئے یہہ لوگ اونٹ بہت رکھتے ہیں زمینداری بھی کرتے ہیں اور اگر بلوچون سے انکا اصل
پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچا کی اولاد ہیں اور ہمارے بزرگ
عرب سے آئے تھے بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان پسر امیر حمزہ اور بعض عمر پسر امیر حمزہ کے ساتھ ملاتے ہیں خلفائے
بنی امیہ کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کر کے بلوچستان فتح کیا تو اوسکے ہاتھ پر یہہ سب قوم مسلمان
ہوگئی یہہ قوم عموماً جاہل بے علم دہقان بادیہ نشین ہے نام اسلام میں کچھ لیاقت انہون نے حاصل کی اور
بعض مقامات پر فرمانروا بھی ہوئی چنانچہ غازیخان بانی ڈیرہ غازیخان بھی بلوچ تھا اور ریاست
خیلات کی اب تک موجود ہے انکی علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو تمن کہتے ہیں اور تمن میں ایک تمندار ہوتا ہے
اس ملک میں زیادہ تر یہہ قوم کنارہ نہر سندھ پر آباد ہے کہ نام اوسکا بلوچستان مشہور ہے دریائے سندھ سے لیکر جہلم

فارس کے دہانہ تک اسکے ملک کی وسعت ہے بلوچستان کے شمالی حد پر ریگستان بہت ہین اور چند پہاڑ بھی واقع ہین
جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے دہلی کو آیا اوسوقت میر چاکر سردار قوم بلوچ کا مع اپنی قوم کے ہمراہ رکاب
بادشاہ دہلی تک گیا اور جنگ کے معرکون مین خدمات شایستہ بجالایا بادشاہ نے بعوض خدمت اوسکو علاقہ
ستگہرہ جاگیر مین عنایت کیا اور وہ ستگہرہ مین قیام پذیر ہوکر وہان ہی مرگیا اس سبب سے اوس علاقہ مین بھی
یہ لوگ بکثرت آباد ہین رفتہ رفتہ یہ قوم اتنی بڑہی کہ افغانستان تک انکی آبادیان ہوتی چلی گئی اور ملتان
تک پہیلتی ہوئی چلی آئی شاہ حسین لنگاہ حاکم ملتان کے وقت بھی اسقوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سہراب بلوچ منظور
شاہ حسین ہوا اور جاگیردار بنا اور بلوچ بھی اوسکے وقت جاگیردار تھے جنکی جاگیرین دریای سندہ کے کنارے پر تہین
غرض کثرت اسقوم کی سوای علاقجات مذکورہ کے اور شہرون مین بھی ہے چونکہ اسقوم کے ذکر مین ذکر خان قلات کا
درمیان آگیا ہے مناسب ہے کہ اوسکا ذکر مختصراً درج کتاب ہو **ذکر ریاست قلات** یہ ایک علیحدہ ریاست
خود مختار ہے اس علاقہ والی کابل اور سرکار انگریزی کے تمام قوم بلوچ مین سے یہی آجکل ایک بڑی ریاست ہے ابتدای حال اسطرح پر
ہے کہ عبد اللہ خان قوم بروہی کا سردار ایک بہادر آدمی تھا اوسنے اپنا تصرف قلات کے علاقہ پر
کرلیا چونکہ اسی علاقہ مین سے کچھہ علاقہ یار محمد خان ہمرائی کے تصرف مین تھا عبد اللہ خان اور یار محمد خان
کی آپسمین لڑائی ہوئی عبد اللہ خان لڑائی مین مارا گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبد اللہ خان
کے بیٹے کو اور دیگر کچھہ علاقہ بطور خونبہا عبد اللہ خان کے یار محمد خان سے دلوا دیا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ
یار محمد خان کا [illegible] بادشاہی حکم سے منحرف ہوکر یار محمد خان کے ساتھہ مستعد جنگ ہوا بادشاہ نے اپنا فرمان
بہیجا [illegible] آگاہ ہوکر بہ تبدیل فوج محبت خان کو معہ اوسکے فرزند نصیر خان کے گرفتار کرلیا محبت خان تو قتل کیا گیا
اور نصیر خان بجنسہ قید رہا اتنے عرصہ مین علیمردان خان ہرات مین باغی ہوگیا بادشاہ نے نصیر خان کو رہا
کرکے افسر فوج بنایا اور ہرات کے مہم پر مامور کیا نصیر خان ہرات جاکر فتحیاب ہوا اوس خدمت کے عوض مین
بادشاہ نے قلات کا مالک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازان جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو بھی نصیر خان خدمات
شایستہ بجالایا اور اونکی عوض علاقہ جرند جاگیر مین پایا یہ نصیر خان بڑا نامور بہادر اور دلیر سردار تھا تمام
قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر و فرمانروا کیا تھا اسکا [illegible] ہزار [illegible] قافلہ سوداگران اسکی قوم و
درہ بولن سے آتی اور لاکھون روپیہ کا مال ہرات و قندھار سے لاکر ہندوستان مین فروخت کرتی اسکی تین بیٹے تھے
مصطفیٰ خان محمد رحیم خان محمود خان بعد وفات اسکی مصطفیٰ خان مسند نشین ہوا اوسکو محمد رحیم خان اوسکے بھائی
نے مار ڈالا اور رہزن کو بھاگ آیا اوسوقت محمود خان خوردسال تھا مسمات زینت اونکی والدہ نے تسلی و دلاسا
دیکر محمد رحیم خان کو اپنے پاس بلایا مگر وہ راہ مین مرگیا اور اسکے مرگ کا باعث معلوم نہوا اوسکے بعد محمود خان جانشین

ہوا اسیسی علاقہ پر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے چہین لیا اور قلات کے ملک مین بے انتظامی ہوگئی محمود خان کے
بعد سہراب خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا ۱۸۳۹ء مین جب سرکار انگریزی بحمایت شاہ شجاع الملک کے فوج
لیکر اس رستہ سے قندہار کو گئی تو وہ ناعاقبت اندیش بمقابلہ پیش آیا اور لڑائی مین مارا گیا اور ملک سرکار
کے قبضہ مین آگیا مگر چند سال کے پیچہے پہر یہہ ملک نصیر خان پسر سہراب خان کو عطا کر دیا بلکہ واسطے حفاظت
درہ بولان کے پچاس ہزار روپیہ نقد سالانہ دینا منظور کیا چند سال انتظام اچہا رہا اور آمد و رفت سوداگرون کی
ہوتی رہی ۱۸۵۶ء مین نصیر خان مرگیا اور خداداد خان بیٹا اوسکا مسند نشین ہوا اسکے وقت پہر ملک مین بد انتظامی
پہیلی اراکین سلطنت بگڑ گئے کشت و خون ہونی لگا پچاس ہزار روپیہ سالانہ سرکار نے بہی دینا بند کر دیا جب نہایت
ابتری ہوئی تو سرکار پہر اس ریاست کے انتظام کے طرف متوجہ ہوئی تہا یہہ اب یہہ ریاست زیر حمایت سرکار
انگریزی ہے **گوجر** یہہ قوم پنجاب مین بکثرت رہتی ہے مویشی پالنا اور دودہ بیچنا انکا کام ہے
اصل مین گوچر انکا نام ہے کہ گوچر گاہ چرانے والے کو کہتی ہین اب گوچر کا لفظ بگڑ کر گوجر بن گیا یہہ لوگ دودہ
مین پانی بہی اکثر ڈالدیتی ہین اصلی دودہ بیچنے والا انمین کوئی بہت ہی کم ہوگا مذہب انکا مسلمانی ہے
ارائین اسقوم کے گوت بیشمار ہین نکاس اپنا یہہ راجپوتون اور کہتریون سے بیان کرتی ہین پہلے یہہ لوگ
اُچ کے علاقہ مین رہتی تہی آخر لنگاہی سلطنت کی زور زبردستی سے تنگ آکر پنجاب کیطرف آئی اور اسقدر پہیلی کہ
اب کوئی شہر و قصبہ دیہات انسی خالی نہین ہے انمین کاشتکار بہت ہین اور بعض سبزی فروشی وغیرہ کا شوق
بہی مصروف ہین انگریزی سلطنت مین یہہ قوم فارسی و انگریزی علم بہی بہت پڑہ گئی ہے **پافندہ**
اصل مین یہہ ایک پیشہ سفید بافی کا ہی مگر اب یہہ ایک قوم مشہور ہوگئی ہے قومین اور گوت انکی مختلف ہین اور
جولاہہ کہلاتے ہین **چہاپہ** یہہ ایک قوم ہندؤن کے قومون مین سے مثل اروڑون کے مشہور ہے دودہ کا
دہی بار انکا کام ہے **چہیمبہ** یہہ قوم نکاس اپنا چوہان راجپوتون سے بتلاتی ہے پہلے یہہ بطور خانہ بدوشون
کے رہتی تہی اور طرح طرح مکر و فریب سے معاش پیدا کرتی تہی اسواسطے بہروپیہ مشہور ہوگیا اور یہہ لوگ اکثر لوگونکو
سوانگ و نقل بہی کرتی ہین **بکہی وارہ** یہہ ایک آوارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب مین ہے جو ملک
ملک در علاقہ بعلاقہ پہرتی رہتی ہین کسی مذہب کے پابند نہین ہین **تیلی** یہہ قوم تیل نکالنی کا کام کرتی ہین
گوت انکی بہت ہین مسلمانی مذہب رکہتی ہین **لوہار ترکہان** یہہ دونو قومین فی الحقیقت ایک ہین
لکڑی و لوہی و معماری کا کام کرتی ہین پنجاب مین مسلمان بہت بلکہ بیشمار ہین بعض سکہہ و ہندو بہی ہین گوت
انکی بیشمار ہین **چہینبا یا دہوبی** یہہ قوم کپڑے دہونی اور رنگنی کا کام کرتی ہین خیاطی کرنا بہی انکا کام
ہے مسلمان بہت ہندو کم ہین **جہنور** یہہ قوم ہندو و مسلمان دونو قسم کی ہے ہندو جہنور کہار نان پزی کا

کام کرتی اور ٹٹو دلی کی سواری اوٹھاتے ہین گوت انکی بکثرت ہین مسلمان جھنیور مشک اوٹھاتے ہین اور
دیہات مین مان بٹری و خدمتگاری کرتے ہین چمار یہہ لوگ پنجاب مین اکثر بستیان بستے ہین مگر پنجابی موچے
علیحدہ ہین گوت انکی بہت ہین موچی تمام مسلمان ہین چمارون کا کوئی مذہب نہین ہے چنگڑ یہہ لوگ
یکجا بہت ہوتے ہین کسی گانو یا شہر مین مقیم نہین رہتے جاڑے کے دنون مین شہرون اور قصبون کے باہر آکر
کہیان لگاتے ہین محنت مزدوری انکا کام ہے انکا اسلام ہے یعنی انمین سے اب شہرون اور قصبون مین مقیم
بہی ہوگئی ہین اور مکانات بنالئی ہین نائی یہہ لوگ حجامی پیشہ گوت بہت رکہتے ہین موتراشی و حجامت و جراحی
و خدمتگاری انکا کام ہے راول یہہ لوگ جوگی کہلاتے ہین کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انمین سے فال بینی
اور رمالی کا کام کرتے ہین اور بعض مدح خوانی کرکے مانگتے ہین بعض پیدا حکیم کہہ کر گانو مین پہرتے ہین گوت
انکی بہت ہین لاہور مین خاص ایک محلہ انکا آبادی ہے سانسی یہہ لوگ آوارہ گرد اور خانہ بدوش ہین
مردارخواری اور چوری انکا کام ہے ہر ایک جانور کو مار کر کہالیتے ہین کتی بلی گیدڑ چوہا لومڑ وغیرہ کسی جانور
کے کہانے سے پرہیز نہین کرتے گانو گانو دیہہ بدیہہ پہرتے اور چوری کرتے ہین ککی زئی کہلی یہہ لوگ
ہندو کلال تہے جب مسلمان ہوئے تو کوئی شخص مسمی کنگا انکا مورث اعلی ہوا اوسکی نام سے یہہ ککی زئی مشہور ہوئے
اور زئی پشتو زبان مین اولاد کو کہتی ہین اگرچہ یہہ لفظ افغانون کے قوم مین رائج ہے مگر انہین بہی مستعمل ہوگیا ہے
اب یہہ لوگ شیخ بہی کہلاتے ہین پیشہ انکا غلہ کا بیوپار و پشمینہ فروشی و سوداگری و دوکانداری وغیرہ ہے
لباٹہ پنجاب مین یہہ ایک قوم ہندو و مسلمان سے الگ ہے اگرچہ وہ اپنی آپ کو ہندو ظاہر کرتی ہین مگر
اونکی عادات اور اطوار ایسی ہین کہ ہندو و مسلمان ہر دو قوم انسی پرہیز کرتے ہہ مگر چمارون اور چوہڑون اور
سانسیون سی یہہ اپنی آپ کو افضل سمجہتے ہین حرام نہین کہاتے اب ضلع لاہور و سیالکوٹ وغیرہ مین یہہ لوگ بہت
ہین اور کشتکاری کرتے ہین موضع لبان والہ وغیرہ مین انکی ملکیت بہی ہے مصلی یہہ لوگ
بہنگی قوم چوہڑی تہے مسلمان ہوئے اور مصلی یعنی نمازی کہلانے لگے پنجاب مین یہہ قوم بکثرت ہے میراثی
یہہ لوگ پیشہ کرسی خوانی و خدمتگاری زمیندارون کا کام رکہتے ہین ہر ایک ججمان کا کرسی نامہ نام بنام انکو
یاد ہوتا ہے نسبت و شادی کے وقت مجموعہ عام مین کرسی نامہ پڑہتے ہین حق حقوق انکی زمیندارون کے اوپر
جو مقرر ہین اونسی انکا گذارہ ہے چونکہ یہہ کام انکا قدیمی ارث ہے اسواسطے میراثی کہلاتے ہین کشمیری
یہہ نام اگرچہ کشمیر کے ملک کے ساتھ منسوب ہے مگر پنجاب مین اب یہہ ایک قوم مقرر ہوگئی انکی گوت ہزارون ہین
جنمین شہر لیفا نجیب زرگر وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہین اونمین ہر ایک ہندو کشمیری پنڈت ہین جو فارسی
خوانده ہوتی ہین اور اچہی اچہی معزز عہدون پہ مامور ہین مسلمان کشمیری ڈار و بٹ وغیرہ اکثر پنجاب مین آباد ہو

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہین بعضی سفیدبافی مین مصروف ہین شالی کوبی بھی انہین کا کام ہے

ڈھولیے یہہ قوم خاص پنجاب مین رہتی ہے سید احمد سخی سرور سلطان کے یہہ مداح و غلام ہین اور انکا
پیشہ گدائی و دریوزہ گری ہے گدائی کے وقت ایک کے ہاتھ مین علم ہوتا ہے اور دوسرا ڈھول بجاتا
اور منہ سے حضرت کی تعریف کے ہیلی گاتے جاتے ہین ڈھولکی اور نگاہی کے میلے کے قافلون کے ساتھ یہہ سنگ بھی
ہوتے ہین اور ڈھول بجاتے گاتے ناچتے ہوئے قافلے کے ساتھ جاتے ہین لاہور مین جو سرور کے قدمون کا میلہ
ہوتا ہے اوس وقت بھی یہہ ہزارون جمع ہوکر آتے ہین **سپیرے سامسی** یہہ قوم بھی خانہ بدوش قومون مین ہے
سانپ پکڑنا اور بین بجانا اور لوگون کو سانپ دکھانا اور گدائی کرنا اسکا کام ہے اکثر انہین جوگیون کے طرح
کانو مین مندرین انکی پڑی رہتی ہین اور گورہ و گورکھ ناتھ کے چیلے کہلاتے ہین ہندو مسلمان کی انہین کچھ تمیز
نہین ہے دونو کے ہاتھ کا کہانا کہالیتے ہین **قصاب** یہہ ایک مشہور قوم ہے اخراج انکا اکثر شہرون مین
ہے گوت انکی بیشمار ہین گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانورون کا ذبح کرنا انکا کام ہے **میراثی یعنی
ڈوم** پنجاب مین یہہ قوم مشہور ہے اور قصبون مین بکثرت ہے یہہ لوگ راگ گاتے اور سارنگی و ستار
وطبلہ و ساز بجاتے ہین بعض تو انمین قوال ہین جو مشائخ کے سماع کے مجلسون مین جاتے ہین اور بعضی ناچنے والی
کنچنیون و قاصہ کو تعلیم دیکر رقص کے وقت انکے پیچھے ساز بجانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہین انکی عورات
اشرافون کے ستر دار گھرون مین بموقع شادی کے جاکر گاتے اور ناچتی ہین بعضی انمین سے بھانڈ اور نقال کہلاتے
ہین جو راگ بھی گاتے اور نقلین اور سوانگ بھی بھرتے ہین **بھنگی خاکروب** پنجاب مین یہہ قوم
مشہور ہین تعداد مین کثیر یہی قوم ہے اور گوت انکی بھی بیشمار ہین انکا قول ہے کہ لال بیگ فقیر گذرا ہے
ووقت کا ایک بزرگ تھا یہہ نہہ اسے یاد کیا اور ہمکو اپنا چیلہ بنایا خاکسار ہمارا نام ہے خاکروبی ہمارا کام ہے
خدا کی کام ہے نہ کچھ حلال ہے نہ حرام ہے اسواسطے ہم سب کچھ کہا لیتے ہین جسکو ہندو مسلمان مرا ہوا مردار کہتے ہین وہ
ہمارے نزدیک اچھا ہے کہ خدا کا مارا ہوا ہے جسکو خدا نے مارا وہ ہم نے کہایا و مارکر جسکو کہایا وہ ہمارے نزدیک گناہ
ہے کل بھنگی اپنے محلہ مین لعل بیگ کا چبوترہ بنا رکہتے ہین جمعرات کے رات وہان چراغان اور شیرینی تقسیم
کرتے ہین شادی مین انکی ملا مسلمان آکر نکاح لڑکی لڑکے کا پڑھ دیتا ہے جب کوئی مرجاتا ہے تو بھی ملا کو جنازہ
کے واسطے بلالاتے ہین اور کوئی نہ کوئی بیوقوف کم علم طامع ملا وہان جاکر یہہ کام کرتا ہے مردے انکے
دفنائی جاتے ہین قبرستان انکی مسلمان سے علیحدہ ہین **مذہبی چوڑے** یہہ قوم پنجاب مین
سکھہ کی قوم کے ایک شاخ ہے پہلے یہہ بھی بھنگی خاکروب دیہاتی تھے گورو گوبند سنگھ سکھون کے دسوین گورو نے
انکو پاہل دیکر سکھہ بنایا لیکن کہنوائی مسلم کیا چوہڑی و خاکروبی کی نجاست کے سبب انکو سکھون کی ساتھ

ہین سرکار نے دہلی کے غدر کے وقت چند پلٹنین انکی بہرتی کی گورنر صاحب کی ہدایت کے موجب یہہ مسلمانون
سے سخت دشمنی رکہتے ہین بسبب بیخوفی وچوری دغابازی انکے سرکار انکی ہر وقت نگران رہتی ہے ضلع انبالہ
جسقدر یہہ پیدا ہوتے اور مرتے ہین فہرست انکی دفترونمین مہیا رہتی ہے **طوالیف یعنی کسبی کنچن**
پنجاب مین اسقوم کو کنچر کہتے ہین کل قومون مین سے یہہ ارذل بیغیرت دیوث قوم ہے پیشہ انکا مادری ہے
باپ انکا دیہہ ہی لڑکیان اور کنیزکین اپنی یہہ زنا کے پیشہ پر بٹھلا دیتی ہین زنا کی خرچی چہکا کر لیتی ہین جسقدر
لڑکیان انکی زیادہ ہون اتنا ہی نفع ہے شادی نہین کرتین اوسقدر انکی لائق ستائی بیان ہوتی ہے اور اگر ابتدا
کسی شخص سے کسی لڑکی کی محبت ہوگئی تو وہ بیچاری والی یعنی نالائق محض کہلاتی ہے بعض شریر ایسی ہوتی ہین
کہ جب کوئی امیر غافل کا اندہا گرہ کا پورا انکے دام مین آیا تو تہوڑے ہی دنونمین اوسکو لوٹ کر برباد کر دیتی ہین
ناستا ہین بہوڑی مردون مین سے بعض شریر ایسی ہوتی ہین کہ رنڈی کو سیدہ نہ پورا اوڑا لیجاتے ہین اور کنچنیان
دیکہتی رہجاتی ہین غرضکہ انکی محبت و دشمنی دونو بلاء عظیم ہے دانا لوگ انکے سایہ سے ڈرتے ہین اگر کوئی کنچنی یا کنچری
روبرو آجاوے تو لاحول پڑہتے ہین رنجیت سنگہ کے وقت اسقوم کی بڑی ترقی ہوئی بسبب ایک کنچری موران کنچری
کے رنجیت سنگہ کو اسقدر عشق ہوا کہ وہ کنچنی کے گہر آتا ہر طرح کی اوسکی نازبرداری اوٹہاتا اور نیا
سکہ اوسکا جاری کرایا اوسکا گہر دارالضرب بنایا کل سلطنت کو سعادی کنچرون کے گہرونمین تقسیم ہوتی ایک
ایک کنچر اپنے آپکو شریک سلطنت سمجہتا اسیواسطے سکہون کی سلطنت کی اخیر تک یہہ لوگ خوشحال رہے ہزار لڑ
لڑکیان کشمیر اور پہاڑ سے منگوا کر انہون نے پیشہ پر بٹھلا دین اپنی گہرون مین بیڑیان جولانے کا ٹہہ تیار کرکہے
جو کنیزک یا لڑکی ان کی ذرا بہی انکی حکم سے سرپہیرتی تو فورًا اوسکے پاؤن مین زنجیر پہنا دیتے اندہیری کوٹہریون مین
بے آب و دانہ قید کر دیتے چاہے ایسی مار سکے مار دیتے کوئی پرسان حال نہ تہا مدت تک یہی حال رہا آخر خدا تعالی
کو یہہ ظلم پسند نہ آیا سکہون کا دور اوٹہا یا سلطنت انگریزی کا وقت آیا کنچرون کے بیڑیان ٹوٹین کاٹہہ جل گئے
ہزارون قیدیون نے اپنی دل والی دوستون سے نکاح کرلئے ہزارون علیحدہ ہوکر بازار مین جا بیٹہین آیندہ کو بردہ
و غلام خریدنے کی ممانعت ہوگئی لڑکیان کم پیدا ہوئین اور حکم ہوگیا کہ جب عورت اٹہارہ سال کی ہوجاوے
تو یہہ پیشہ پر لگاوین ایسی ایسی صدمات سے بازار اس قوم کا سرد ہوگیا مگر اب بہی جو کوئی ناکردہ گناہ انکی پنجہ مین گرفتار
ہو جاتا ہے اوسکا خدا حافظ ہے **سنار** یہہ قوم پنجاب مین زیوربنائی کا کام کرتی ہے ہندو مسلمان دونو قسم کے
سنار ہین گوت انکی بیشمار ہین خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بیگانہ مال انکے پاس آتا ہے تو نیت انکی پہر جاتی ہے
اوسکی عوض کسیو سعلی ہزار تا فریب اور دغابازیان کرتے ہین کہین ٹانکا زیادہ لگا دیتے ہین کہین اصلی چاندی
یا سونے مین کہوٹ ملا دیتے ہین کہین وزن کے وقت اوڑا لیتے ہین غرضکہ انکی فریب اور دغابازیون کا شمار

نہیں اور جو نہ کرے وہ سنار نہیں بیگانے مال کے ہضم کرنے میں انکا پیٹ بہت فراخ ہے روپیہ لیکر بارہ آنہ واپس
دیتے تو بڑے دیانت دار ہیں سناروں کا کام ہے سو اس کام کے کرنے والے جو ہندو سنار ہیں تو البتہ دیانت
ہیں مسلمان بڑے عیار ہیں کل مال سے اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدیں تو غنیمت ہے بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو
لوگوں کا مال لیکر وطن چھوڑ جاتے ہیں بعض دوالئے بنجاتے ہیں اور پنجاب میں یہہ مشہور بات ہے کہ سنار نے
اپنی والدہ کے نتھلی بنانے کے واسطے لیا جبتک دسواں اوسمیں سے مال چورا نلیا آرام نہ آیا

پراچہ

یہہ قوم بھی پنجاب کے ملک میں بکثرت رہتی ہے مذہب انکا مسلمانی ہے تجارت دوکانداری کام ہے انکا دعوی ہے
کہ ہم ابن یامین حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہیں اول کسی بزرگ ہمارے نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حاضر ہوکر خلعت اسلام پہنا مورث اعلی ہمارا ابراچہ پنجاب میں آیا اوسی نام سے ہمارا یہہ نام قرار پایا قسم
کی قومیت بہت ہیں کفایت شعاری اور کم خرچی میں یہہ لوگ مشہور ہیں ان میں درستی و ریشم فروشی و پشم سازی کا کام بیشتر

تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانی وغیرہ مذہبوں کے عقاید بیان میں

فی زمانا پنجاب میں بہت طرح کے مذہب رائج ہیں جنمیں سے بہت قدیم و بڑا مذہب **ہندو مذہب** ہے
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں اسکا رواج ہے اسواسطے چند اعتقاد اس مذہب والوں کے لکھے جاتے ہیں اول
انکا قول ہے کہ برہما بشن مہیش سب دیوتاؤں سے بڑے دیوتے ہیں جنکے تفویض میں کل جہان کا مدار ہے اور خالق حقیقی
برہما کی صورت بنکر دنیا کو پیدا کرتا ہے بشن کی شکل بنکر پالتا ہے مہیش یعنی شب کی صورت بنکر مارتا اور فنا کرتا ہے
اور جہان کے پیدائش کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ سب سے اول بشن کے ناف سے کنول کا پھول نکلا اوسمیں سے برہما
پیدا ہوا برہما اور بشن آپسمیں جھگڑنے لگے برہما نے کہا میں نے تجھکو پیدا کیا ہے بشن نے کہا میں نے تجھکو پیدا کیا ہے اتنے میں
آسمان سے ایک آواز ظاہر ہوا جس میں سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہے اور یہہ بشن ہے جسکی ناف سے کنول کا
پھول نکلا اور اوس سے تو نکلا ہے اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اوس ہوا کیطرف غور سے دیکھا تو آنکھوں کے
ایک لنگ نظر آیا برہما سوار ہوکر ہنس لنگ کی پیمایش کے واسطے اوپر کو اڑا اور بشن سوار ہوکر پاتال
کو دوڑا دس ہزار برس تک دونو پیمایش کرتے رہے مگر لنگ کا انتہا نہ پایا تب برہما نے جان لیا کہ میرا مالک
اور پیدا کرنے والا یہی لنگ ہے دوسرے اعتقاد ہندو رکھتے ہیں کہ دس مرتبہ بھگوان یعنی خالق حقیقی نے
دس جنموں میں اوتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہے پہلا مچھ اوتار کہتے ہیں کہ سنکھاسر دیت برہما کے چاروں بید دزد
چرا کر نکل گیا اور سمندر میں جاکر غائب ہوا برہما نے لاچار ہوکر بھگوان سے عرض کیا بھگوان نے مچھلی کی صورت اختیار کرکے
اور سمندر کے تہہ میں جاکر سنکھاسر دیت کو مارا اور بیدونکو اوسکے پیٹ سے نکالکر برہما کے حوالے کیا دوسرا

لینے والا چترگپت لوگون کے اعمال نیک و بد لکھنے والا ہی دیویان بھی انکے اعتقاد مین بہت ہین شہری دیویان نگر
مین ایک مہاکالی مہادیو کی مددگار جسکا ظہور کانگڑہ و جوالا مکھی مین ہی دوسری مہالچھمی بشن کی مددگار اسکا
ظہور جالندھر اور سونے مین کہتے ہین تیسری سارستی برہما کی مددگار ظہور اسکا ہو سکے نزدیک ایک پتھر کی کہوہ
مین ہے اور ان تینون دیویون سے اور لوکروڑ دیویان پیدا ہوئی ہین اور ایک بڑا دیوتا ان کے مذہب مین
بیاس جو جن گرنتھون کا بنانیوالا ہی جنہے بید کو تقسیم کیا اوسکی پیدایش کا قصہ طول ہی اسواسطے ترک کیا گیا اور ایک
بڑا دیوتا اس مذہب کا گنیش دیوتا ہی جسکا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہی اسکی پرستش عام ہی اسکی پیدایش
کا مختصر قصہ یہہ ہی کہ ایک دفعہ پاربتی مہادیو کی بیوی نہانے بیٹھی جب بٹنا ملا اور بدن سے میل اوتارا تو اسکا
ایک پتلا آدمی کا بناکر زندہ کر دیا اور اوسکو حکم دیا کہ دروازہ کے اوپر بیٹھ کر کسیکو گھر مین نہ آنی دے
اتنی مین مہادیو خود تشریف لائے اوس لڑکے نے اونکو اندر جانے سے روکا مہادیو نے خفا ہوکر اوسکا سر
کاٹ کر پہاڑون کے اندر پھینک دیا جب پاربتی کو یہہ خبر ہوئی بہت روئی اور رنجیدہ ہوکر اوسکی زندہ کرنیکی
درخواست کی مہادیو نے ہر چند گنیش کے سر کو تلاش کیا پتا نملا ناچار ایک ہاتھی کا سر کاٹ کر اوس لڑکے
کے بدن کے ساتھہ ملا دیا اور زندہ کر دیا اور گنیش نام رکھکر یہہ بر دیا کہ جو کوئی شخص کوئی کام کرے پہلے تیرا نام
لے اور جو کوئی کسی دیوتا کی پوجا کرے پہلی تیری پوجا کرے تو وہ قبول ہو ہندؤن مین قسم قسم کے سادہو اور
قسم قسم کے فقیر اور قسم قسم کے طریق اور طرح طرح کے مذہب ہین کل بیان اونکا ایک امر محال ہی اسواسطے
تھوڑی طریقون کا ذکر جو پنجاب مین رائج ہین تحریر ہوتا ہے **بشنوی** یہہ لوگ بشن کو مانتے ہین کرشن اور
رامچندر کی مورت کی پوجا کرتے ہین بیراگی سادہ ہندو بھی اسی مذہب کے قائل ہین سلام کے جگہہ رام رام کہکر
جی سیتا رام پکارتے ہین **کرشنی** یہہ مذہب صرف کرشن کے ماننے والا ہی جو کہ بہت ہندو مشہور ہین یعنی پانڈوی
ہوئی بنام مہابھارت جنگ کہ جسکے جرنیل ہی اوسطرف سے لاتے ہین اونکا یہہ لوگ بہت ادب کرتے ہین ہندو عورتا
اس فرقے کے فقیرون کے چیلیان بہت ہوتی ہین **شاکت** یہہ فرقہ صرف دیوی کے ماننے والا ہی نشان
اونکا تلک ہندو ہو رکے نیچے ہی ماتھی پر کہتے ہین اور دیوی کے مختلف طور کے اوپر پرستش کرتے ہین
جوگی یہہ ایک مشہور فرقہ پنجاب اور ہندوستان مین ہی انکا قول ہی کہ ہمارا آغاز گورو گورکھ ناتھ سے ہوا اور گورو
نے یہہ طریق خاص شیو جی سے حاصل کیا اور شیو جی ہی کے حکم سے گورکھ ناتھ گوبر کے اندر سے پیدا ہوئی یہہ فرقہ
بہت قدیمی ہی اور اچھے اچھے فقیر اہل ریاضت اسمین ہوگذرے ہین کئی راجون نے مثل راجہ گوپی چند وغیرہ سلطنت
چھوڑ کر جوگ اختیار کیا ہے بلکہ ایک شخص مسلمان بھی اس فرقہ کا فقیر تھا جسکا سلسلہ علیحدہ ہی پھر
کی پرستش انکی بہت ہوتی ہی سلام کے بدلے آدیس کا لفظ بولتے ہین کان چھید کر مندرین پہنتے ہین گلی مین ناگ

ایک لکڑی کی تھیری ہوتی ہے پوجا کے وقت اسکو سجاتے ہیں شراب پیتے اور گوشت کے کھانے کی انکو یہاں کچھ
ممانعت نہیں ہے **گوشائین** یہہ بھی ہندو فقیروں کا ایک فرقہ ہے سادہ کہلاتے ہیں مانگ کہانا انکا کام
ہے سنیاسی فرقے کے دہرم سے انکا دہرم ملتا ہے **سراؤگی توج** یہہ فرقہ بھی ہندوں کے فرقوں میں سے ہے
لیکن یہہ ہندوں اور ہندوں کے عقاید سے سخت متنفر ہیں برہما بشن مہیش گنیش دیوی دیوتا کسیکو نہیں
مانتے صرف پارسناتھ کی پوجا کرتے ہیں انکا قول ہے کہ ہمارا فرقہ موحد ہے سوائے خدا وند تعالی کے ہم کسیکی عبادت
نہیں کرتے کسی ذیجان کو مارنا اور گوشت کا کہانا انکے یہاں سخت گناہ ہے رات کو اندہیرے میں یہہ کہانا نہیں
کہاتے سورج کے ہوتے ہوتے کہانا کہالیتے ہیں اکثر انمیں سے جو عبادت پرہیزگار ہیں وہ منہہ پر کپڑا رکہتے [illegible]
اسلیے یہہ کہ اونکی گرم سانس سے کوئی ذیجان نہ مرجاوے پانی بہی وہ کپڑے سے لگا کر پیتے ہیں کہ اگر
کوئی چہوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر رہجاوے قوم بہابڑہ تمام دکاندار ان کے چیلہ ہیں وہ
بہی سب ایسا ہی کرتے ہیں **ستہرے** یہہ بہی پنجاب میں ایک ہندو فقیروں کا فرقہ ہے موجد اسکا اول
چندا مل کہتری [illegible] ضلع گوجرانوالہ [illegible] کا رہنے والا تہا حضور گورو ہری رای بمقام امرتسر جا کر خدمت
اختیار کی اور چیلا بنا چونکہ آدمی زبان دراز وبیباک تھا اور ہر ایک بات میں گورو کو بہی صاف جواب دیتا تہا
اسواسطے ستہرا یعنی صاف گو خطاب پایا اور یہہ خاندان ستہرے شاہیوں کا ایجاد ہوا اس فرقے کے فقیر [illegible]
ہیں وہ لکڑیاں اسکی بجاتے اور گدائی کرتے ہیں سکہوں کے وقت میں انکا بڑا زور شور تہا ہر ایک ستہرا
فی دوکان ایک پیسہ لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو ستہرا برہنہ ہو کر دکہلاتا عضو تناسل کے ساتہہ اینٹیں باندہکر
لٹکا لیتا نا چار لوگ تنگ آکر دیدیتے اب یہہ ستہرے یہاں بالکل نہیں ہیں مگر یہہ لوگ بدستور گدائی کرتے ہیں کسیکو
تنگ نہیں کرتے یہہ لوگ ٹوپی سر پر نہیں رکہتے پگڑی کے جگہہ سر پر اون کی سیلی باندہتے ہیں پیشانی کے اوپر سیاہ
تلک لگاتے ہیں اور رنگ سیاہ عالمگیر کے وقت سے یہہ فرقہ شروع ہوا ہے **دادو پنتھی** اس فرقہ کے لوگ
[illegible] ہیں موجد اس پنتہ کا اکبری عہد میں مسمی دادو رام ہے [illegible] قصبہ [illegible] علاقہ جیپور میں گذرا
اوسنے ایک گرنتھ اپنا مضامین توحید بنایا اور اپنے چیلوں کو پڑہایا یہہ لوگ سوائے چوٹی کے سر پر بال نہیں رکہتے
[illegible] تمام بدن پر گیروا رکہتے ہیں شادی نہیں کرتے [illegible] انکا دہرم ہے دادو رام کی سمادہ [illegible] نہیں موجود
ہے پنجاب میں بہی اس فرقہ کا فقیر سیوتم داس آیا اوسنے یہہ مذہب بہت پہیلایا بہت سے لوگوں کو چیلہ بنایا۔
داسی یہہ فرقہ سری چند بابا نانک کے بیٹے سے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے پاجامہ یا دہوتی نہیں پہنتے
[illegible] لنگوٹ باندہتے ہیں تمام بدن پر راکہہ ملے رہتے ہیں سر کے جٹا کو [illegible] پگڑی کی جگہہ
لپیٹ لیتے ہیں گورو نانک اور سری چند اور [illegible] ان کی عبادت ہے **گلاب داسی**

مذہب ۵ یہہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہی جسکا انگریزی کی عملداری مین ایجاد ہوا ہی اس مذہب کا
اصول یہہ ہی کہ اصل مذہب اپنے دل کو راہبر کامل سمجھکر اوسکی خواہش کو یعنی خواہش خدا تصور کرتا ہی دل کے
رضامندی کو خالق کی رضامندی جانتا ہی اسلیئے جو کچھہ اوسکی دل مین آتا ہی بجا لاتا ہی کھانے پینے مین حلال و حرام
کی تمیز نہین کرتا شراب و غیرہ مسکرات کا استعمال اوسکی نزدیک گناہ نہین ہی گلاب داسیون کا مقولہ ہی کہ
پنجابی شعر اگ بکھی تون ڈریئے ہور جو جی چاہی سو کرئیے یعنے آگ اور حاکم سے خوف کرین سوا اسکی
اور جو جی چاہی سو کرین گلاب داس موجد اس مذہب کا ساکن موضع چٹھیانوالہ واقعہ ضلع لاہور کے رہنی والا تھا
جو چند سال ہوی مرچکا ہی کلمات توحید کی اون لوگون کے زبان پر بہت ہین ہمہ اوست کے معتقد ہین اپنی بیگانی عورت
سی پرہیز نہین کرتے ہر ایک عورت کے ساتھہ ہم بستر ہونا گناہ نہین تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات سی
ایک شخص طالب عالم و فاضل جسکا نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا پابند اسقدر ہو گیا کہ اوسنی مسلمانی احکام
بالکل ترک کر دیا اور گلاب داس کی تصنیف کی پوتھی کو ہر وقت پڑھتا رہتا قرآن شریف سی زیادہ اوسکو عزیز جانتا
اوسکی خاندان کی سادات جو شیعہ مذہب تھی سب اوس سی اور وہ اون سی علیحدہ ہو گئی تھی **مذہب کوکا**
یہہ مذہب پنجاب مین تھوڑی عرصہ سی پیدا ہوا ہی جسکو سکھون کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہیئے اسکی بنا کا حال
اسطرح پر صحیح طور پر معلوم ہوا ہی کہ بالک سنگہ ولد داسو سنگہ قوم اڑوڑہ موضع حضرو ضلع راولپنڈی مین رہتا تھا
اوسنی رات کو ایک خواب دیکھا کہ گویا اوسکو کوئی ارشاد کرتا ہی کہ تو واہگورو کے نام کا بھجن کیا کر چنانچہ
وہ اوس کام پر بنہایت مستعدی ہو کر قایم ہو گیا یہانتک کہ اوسکی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہو گئی تو ایک
شخص رام سنگہ ولد کتار سنگہ قوم ترکہان ساکن موضع بھینی ضلع لدھیانہ بھی اوسطرف جا پہونچا اور بالک سنگہ
کی شہرت سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکی ساتھہ اسکی ایسی موافقت ہو گئی کہ بارہ برس تک اوسکی
خدمت کرتا رہا آخر بالک سنگہ نے مرنے کے وقت اجازت اوس ذکر کی جو اوسکو خواب مین تلقین ہوئی تھی رام سنگہ
کو دی اور جانشین کرکے اپنی خاص مالا تاگے کی جسمین ایک سو آٹھہ گرہ تھین عنایت کی اور حکم دیا کہ چلتے اوٹھتے
بیٹھتے سوتے جپی واہگورو کا بھجن کیا کرو کہ یہہ بھجن ہی فرقے کے واسطے بہشت کا راہ ہوگا جسکو کان مین ایک مرتبہ
کہا جائیگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کریگا اور جسکو یہہ طریق دیا جاتا ہی اوسکو تلقین کر دیتا ہی کہ آٹھہ چیزین
یعنی پہلی غسل کری — دوم چھپکے ڈول سی پانی نہ پیوی — تیسری ہم مذہب کے بغیر دوسری کے ہاتھہ کا پکایا ہوا
کہانا نہ کہاوی — چوتھی شادی بیاہ مین کچھہ خرچ نہ کری اور پھیرے دن جو سی تک آنند پڑھتا رہی جو ایک بانی گرنتھہ کے
بانیون مین سے ہے — پانچوین ہر جینی سوا روپیہ کا حلوا لیکر اوسپر دعا واہگورو کے نام پر تقسیم
کری — چھٹی دختر کو [illegible] مین کچھہ نہ دیوی — ساتوین لڑکی کے سسرال سے کچھہ نہ لی — آٹھوین گوشت نہ کہاوی شراب

نہیں ہاتھ کو کا استعمال نکرے ۔ نوین بھیک نہ مانگے کسب کرکے معاش چلاوے ۔ دسوین اپنے ہم مذہب کے ساتھ وجاہت
وجبر گیری پر مستعد رہے ۔ گیارہوین سر کی پگڑی مین ایک پہولی سی بھری رکھے ۔ بارہوین بہو بیٹیونکو بھولے سے بھی بری نظر
زنا نکرے ۔ یہہ تلقین کرکے بالک سنگھ مرگیا اور بعد بالک سنگھ کے رام سنگھ نے اپنے وطن موضع بہینی علاقہ ضلع لودہیانہ
کو مراجعت کی اور چیلے بنانے شروع کئیے اور تلقین عام جاری کردی یہان تک کہ چار پانچ سال مین سینکڑون بلکہ ہزارون
لوگ بکثرت سکھ اور بعض ہندو بلکہ مسلمان بھی اوسکے چیلے ہوگئے چونکہ وہ باآواز بلند واہگورو واہگورو کرتے تھے
اور چیخین جوش مین آکر مارتے تھے لوگون نے اونکا نام کوکا رکھدیا کیونکہ پنجابی زبان مین کوکا چلانیوالے کو اور
کوک چلانے اور چیخنے کو کہتے ہین پہلے تو رام سنگھ کے چیلے اس خطاب کو اچھا نہین جانتے تھے مگر جب یہ نام مشہور ہی
ہوگئی تو اپنے آپکو وہ خود بھی کوکا کہنے لگے اوسوقت رام سنگھ کی عزت بہت بڑھ گئی اور حکام وقت بھی اونکا
لحاظ کرنے لگے جہان وہ جاتا اوسکی عزت کمال درجہ کی ہوتی اوسکے گرد ہزارہا آدمیون کا ہجوم رہتا تھا
اور عام کھانا تقسیم ہوتا تھا چنانچہ ایکمرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر والے ہندو مسلمان زن و مرد نذرانے
لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاہانہ دربار تھا اوسکے نائب خلیفے جنکا خطاب صوبہ تھا جابجا
شہر بشہر مامور ہوئے اور اوسکے مذہب کے دہرم سالا جابجا تعمیر ہوگئے جب قریب ایک لاکھ آدمی کے چیلہ ہوگیا اور
صوبون کی گنتی بھی ایکسو سات تک پہونچ گئی تو اس مذہب کے لوگ بہت گستاخ ہوگئے حکومت کی بو بھی اونکے دماغ
مین آگئی اپنے آپکو بڑے درجہ کا آدمی تصور کرنے لگے اور خفیہ ویسے اسباب مہیا ہونے لگے کہ جو کام برخلاف ہماری مذہب
کے ہوتے ہین اونکو بند کردین اور مخالفون کو سزا دیوین چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتے شوالہ وغیرہ کو مسمار
کر دیتے مدت تک ایسے ہی کام وہ بہت کرتے رہے مگر تو خیالات اونکے اور بھی بڑھ گئے یہان تک کہ ایکشخص
سیا سنگھ کوکا ساکن تھراج علاقہ فاضلکا ضلع سرسہ نے اپنے ہم مذہبون سے بیان کیا کہ آج رات مجھکو خواب مین
گورو نے ارشاد کیا ہے کہ ہم لوگ یہان سے جمع ہوکر اونکی خدمت مین جائین اور راستہ مین جو مسجد و شوالہ ٹھاکردوارہ
وغیرہ پائین اوسکو مسمار کرتے جائین کیونکہ صاف بت پرستی لوگ کرتے ہین اس خواب کو سچ جانکر قریب چار سو آدمی کے
کوکا مذہب والے موضع بہولی وال ضلع فیروزپور پرگنہ مکتسر مین جمع ہوگیا اور مسجدین و شوالے و مندر گرانے شروع
کیئے اس مجمع جانیکی خبر جب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ نے پائی چند کنسٹبل لیکر بسر موقع پہونچا کوکون نے اوسکو دیکھتے ہی
کہا کہ تھانہ دار پہلے یعنی مسلمان کو مار لو جانے نہ پاوے یہ بات سنکر بہت سے کوکے تھانہ دار کے دوڑے اور تھانہ دار
خود بار کر اور جان بچا کر وہان سے بھاگا اور ضلع مین پہنچا صاحب ضلع کو خبر کر دی وہانسے صاحب ڈپٹی کمشنر
و صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کسیقدر فوج لیکر بسرعت موقع پر پہونچے فوج کی آمد سنکر اور توپ کو دیکھ کے بھاگ گئے صرف سیا سنگھ
ساٹھ ستر آدمیون کے ساتھ وہان موجود رہا اور وہ سب ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے تھے دونو صاحبان انگریز

ساتھ جنگ کی اور امام حسن پیغمبر کے نواسے سے بھی خلافت لے لی اپنی ہی حیات میں یزید اپنے بیٹے کو ولیعہد کیا یہہ فرقہ
سبب اسکے کہ یہی یزید معاویہ کے بیٹے قاتل شہیدان پر لعنت بھیجتے ہیں بلکہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نسبت بھی
اعتقاد دغدغہ کا رکھتے ہیں کسیقدر خلفاء و بادشاہ خاندان بنی امیہ و عباسیہ سے نفرت رکھتے ہیں کیونکہ دشمن ہیں اور کہتے ہیں کہ
ایمہ اہلبیت کے سب انکے ہاتھ سے شہادت پاگئے ہیں لاکھوں سادات کرام کے خونریزیاں انکی حکم سے
ہوگئیں تقیہ میں حصر پنجتن پاک و دوازدہ امام کو یہہ مانتے ہیں اثنا عشریہ کہلاتے ہیں انکی اور سنیوں کی
درمیان سخت عداوت و اختلاف ہے مناظرہ کی کتابیں ہزارہا ان میں تصنیف ہوگئی ہیں **تفضیلیہ**
یہہ مذہب سنی اور شیعہ کے درمیان ہے اگرچہ یہہ خلفاء ثلثہ اصحاب کبار کو مانتے ہیں مگر سب سے بزرگ حضرت علی
کو جانتے ہیں باقی عقاید انکے بعض باتوں میں شیعہ اور بعض میں اہل سنت کے سے ملتے ہیں **صوفی** یہہ لوگ فقیر عابد زاہد خدا پرست
متوکل ہوتے ہیں اللہ کی محبت سے انکو کام ہے صوفی باصفا انکا نام ہے سنی شیعہ کے جھگڑوں سے کچھہ تعلق نہیں رکھتے
انمیں بہت فرقے ہیں جو اپنے مرشد اعلی اور شہرہ سلسلہ کے نام سے موسوم ہیں چنانچہ فرقہ قادریہ حضرت غوث الاعظم
محی الدین عبدالقادر جیلانی کا خاندان کہلاتا ہے چشتیہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری سے علاقہ رکھتا ہے
نقشبندی حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری سے متعلق ہے سہروردیہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے
و شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کا فقیر ہے مجددی امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کا سلسلہ ہے
مداری شاہ بدیع الدین قطب المدار سے منسوب ہے نوشاہی حاجی محمد نوشاہ گنج بخش سے نسبت رکھتا ہے علی ہذا القیاس
ہر خاندان کا کوئی بزرگ ہے اور اسکا اعتقاد ہے ذکر شغل و عبادت کا طریق انمیں الگ الگ ہے بعض بیعت لیتے
بعضے سالک کوئی قطب کوئی غوث کوئی ابدال کوئی اوتاد ہوتا ہے ہمہ اوست کہنے والے موحد بھی انہی فرقوں میں
بہت ہیں مگر اس زمانہ میں حالی کم اور قالی بکثرت ہیں سلسلہ عالیہ چشتیہ و نوشاہیہ کے فقیر سماع سنتے اور وجد کرتے ہیں بلکہ
نوشاہیہ تو وجد میں ایسے بیہوش و متحیر ہوجاتے ہیں کہ اونکی پاؤں ہی باندہ کر سر نیچے پاؤں اوپر لٹکا دیتے ہیں
اور وہ اوسی حالت اور شوق و ذوق میں مصروف رہتا ہے کچھہ عرصہ کے بعد جب کچھہ اوس حالت سے تخفیف ہوجاتی
ہے تو اوتار لیا جاتا ہے بعض اوس حالت تحیر میں آنکھوں کے اندر سرخ ڈالتے ہیں جب تک ہوش میں نہ آئیں
نکالے نہیں جاتے **فرقہ وہابیہ** یہہ فرقہ اس فرقہ اور مذہب کا ایک شخص علاقہ نجد ملک عرب سے سنہ ۱۲۰۱ ھ
میں پیدا ہوا اسکا نام محمد ابن عبدالوہاب تھا اور بغداد کے علما سے اوسنے علم حاصل کیا اسکے دل میں حشمت و جاہ
کی خواہش ہوئی اور چاہا کہ کسیطرح اپنا نام روشن اور دولت و مال حاصل کرے اس ارادہ پر اوسنے
بعض مریدوں سے آمیزش کرکے سبب کمزور اور متزلزل ہونے سلطنت روم کے علاقہ نجد و عراق پر تسلط
پایا اور ایک کتاب توحید ایجاد باتیں کی تیار کرکے نام اوسکا ... رکھا وہ مرگیا تو بعد اوسکے بیٹا اوسکا جانشین ہوا

اوراوسنے مذہب کی ترقی اور سلطنت کے بڑھانے میں بہت کوشش کی کل نجد و عراق پر قابض ہوگیا پھر طائف
پر حملہ ہوا اور قتل عام کیا پھر مکہ و مدینہ گیا وہاں بھی بڑی بے ادبی سے پیش آیا بڑے بڑے بزرگوں کے مقبرے جنکا لوگ ادب
کرتے تھے گرا دیے مدینہ سے ہوکر پھر مکہ کو آیا مگر راہ میں مر گیا بعد اوسکے اوسکا بیٹا سعود جانشین ہوا اوسنے الکہول(?)
آدمی اسی بات کے انکار کے سبب سے قتل کرا دیے اوسکے وقت میں سلطان محمد علی شاہ روم نے پھر روم کے تخت
پر تسلط پایا جمعیت بہم پہنچائی سلطان روم کے حکم سے ایک فرمان مصر کے بادشاہ ابراہیم کے نام نجدیوں کے
استیصال اور سزا دہی کے واسطے جاری ہوا اسواسطے ابراہیم پاشا معہ فوج دریائے سوئز دریا کے راستے جدہ میں
آپہنچا اور بہت سی جنگ کرکے دوبارہ مکہ معظمہ و مدینہ و عراق پر قابض ہوا سعود اور اوسکا بیٹا عبد اللہ
لڑائی میں گرفتار ہوا اور بحالت گرفتاری سلطان روم کے روبرو لاکر گردن مارے گئے جن دنوں میں کہ سعود کی سلطنت
بڑی عروج میں تھی سید احمد و مولوی اسماعیل ہندوستانی بھی اوسکے مصاحبوں میں تھے بعد ابتری کار خاندان
سعود کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی میں یہہ اہل اسلام کو مشہور کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے خواب میں آئے اور جہاد کرنے کے واسطے حکم دیے گئے ہیں اب ہم کفار سکھ کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جو
معاملہ میں ہمارے ساتھ ہیں جو کوئی ہمارے پاس آوے ثواب پاوے یہہ بات سنکر ہزاروں آدمی اونکے پاس جمع ہوگئے
اور کل ہندوستان کے رئیسوں نے زر نقد کی مدد اونسے بھی دریغ نکیا جب سب طرح کی انتظام ہوگیا تو انہوں نے پنجاب
کی طرف رخ کیا اور راہ اوپر کے راستے ہزارہ پشاور کے علاقہ میں پہونچے وہاں بہت سے افغان انکے
پاس آگئے اور وہیں کا سنبر جھنڈا قائم ہوا یار محمد خان ناظم پشاور لڑائی میں مارا گیا اور سید احمد پشاور کے علاقہ
پر دخیل ہوئے لاہور سے رنجیت سنگھ نے اپنے بیٹے شیر سنگھ کو سکھی فوج دیکر ادھر کو روانہ کیا اور علاقہ ہزارہ کی لڑائی
ہوئی مولوی اسماعیل و سید احمد دونوں نے اپنی تیز دین اور دوستوں کے ساتھ جام شہادت پیا باقیماندہ ہندوستانی
بھاگ گئے اب یہہ مذہب پنجاب میں بھی رائج ہوگیا۔ لاہور امرتسر پٹیالہ وغیرہ شہروں میں اس مذہب کے
مولوی بہت ہیں کتابیں اپنے عقائد کے اثبات میں بہت تصنیف کی ہیں اور چھپوائی ہیں اونکے جواب میں اہل سنت
نے بھی رد اور جواب لکھے ہیں۔ یہہ لوگ سنیوں کے چاروں اماموں اور اونکے احکام کے پابند نہیں اہل قبور
کے کیسا ہی بزرگ ہو یا ولی تعظیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ موت کے بعد مرکر کچھ تصرف باقی نہیں رہتا جو کوئی
مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اوسکو وسیلہ بنا کر دعا مانگے تو اوسکو مشرک کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی شفاعت سے منکر ہیں اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث یا پیر کہہ دیوے اوسکو کافر کہتے ہیں جیسا غلام محمد
غلام رسول غلام محی الدین خدا بخش محمد بخش پیران بخش ایسے ایسے نام رکھنے والوں کو کفر کا الزام دیتے ہیں
نماز کے ادا کرنے میں بھی اونکا سنیوں کے ساتھ بڑا اختلاف ہے

چوتھی تقسیم پنجاب کی تجارت درآمد و برآمد و پیداوار و صنائع و دستکاری کے بیان میں

پنجاب کے ملک میں ہر ایک قسم کا سوداگری مال دور دور کے ملکوں سے آکر فروخت ہوتا ہے اور مال تجارت کا پیداوار
بے تعداد و بے شمار اور ملکوں میں سوداگر لیجاتے ہیں جسکی تعداد دور از حد قیاس ہے اور اگر بیان ہو تو ایک
طول داستان ہو اسواسطے طول کو چھوڑ کر اختصار کی طرف میل کی گئی کل پیداوار پنجاب میں سے اعلیٰ قسم کا مال
پشمینہ ہے جو کشمیر و لاہور و امرتسر و نورپور وغیرہ شہروں میں تیار ہو کر دور دور کے ملکوں میں جاتا ہے
انمیں بھی اعلیٰ پشمینہ کشمیر کا ہے کہ اوس سے بہتر اور کہیں نہیں تیار ہوتا کہ کشمیر کے شال کی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہے پہلا اول کشمیر میں جسقدر پشمینہ کا ایجاد ہوا اور شال بنوائی راجہ سخن و بوکھم کار اونچا تھا بعہد حیدر شاہ بدخشانی
کے وقت اسکا کام کچھ اور افزائش ہوئی اور یہ کام شہنشاہ اکبر شاہ و جہانگیر شاہ و شاہجہان و اورنگزیب
عالمگیر کی سلطنت کے زمانے میں اسکا کام نے بہت ہی رونق پائی اور پشمینہ کے تھان اور رومال ایجاد ہوئے
و دوشالے بھی بہت اعلیٰ اعلیٰ قسم کے تیار ہونے لگے رنجیت سنگھ کی عملداری میں جب دیوان کرپا رام کشمیر کا ناظم ہوا
تو اوسنے بہت ہی عمدہ عمدہ قسم کے دوشالوں کا ایجاد کیا ہوا اب بھی کرپارامی دوشالے مشہور ہیں اوسکی
تک دور دور عمدہ حاشیہ نہایت ایک گز کا ہوتا ہے ایک ہی لکیر سیاہ رنگ کی ہوتی ہے قیمت پاتا ہے اور رامپوری
دوشالہ انگریزی پسند جو اس زمانہ میں بسبب خریداری انگریزوں کے ایجاد ہوا ہے اوسکی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہے اوسکا عرض نہایت درجہ آدھ گز یا بارہ گرہ چھوڑ کے باقی چاروں طرف اوسکی گلکاری ہوتی ہے عمدہ رومال
اڑھائی گز کی قیمت بھی چھ سو روپیہ تک ہے اس قسم کا مال ادنیٰ و اعلیٰ و متوسط لائق تجارت تمام پنجاب میں بہت قسم کا
تیار ہوتا ہے اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہے مگر صورت اور وضع میں فرق نہیں ہوتا صرف رنگت کی تمیز سے انکی
اقسام علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے ہیں دیوان کرپارام نے پشمینہ کے ڈیرے اور خیمے اور قناتیں ایجاد کیے اور فرش
اور قالین سرکار لاہور کیواسطے بنوائی ایجاد کیوں حال کی عملداری میں انگریزی و اسکاٹ لینڈ کے نمونہ وغیرہ
انگریزی پوشش کے کپڑے کشمیر میں بھی ایجاد ہوئے خاص کشمیر سے بھی اوتر کر رنگ آمیزی وغیرہ میں اعلیٰ پشمینہ
نورپور و تلوکنات و اسلام آباد کا شمار ہوتا ہے لاہور و امرتسر میں بھی اگرچہ وہی کاریگر کشمیری کام کرتے ہیں مگر
آب و ہوا کے سبب سے وہ رنگت و صفائی نہیں ہوتی البتہ امرتسر میں سفید سادہ پشمینہ اچھا بنا جاتا ہے پشم
پشم جس سے دوشالہ وغیرہ بنتا ہے کوہ سردائی کے بکری کے بال ہیں اوسکو پہاڑی بولی اور تبتی زبان میں
پنڈ کہتے ہیں صورت اوسکی مقبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے جسم پر اوسکے بالشت بالشت لمبے بال ہیں
اور بالوں کے جڑ میں پشم ایک طرح کا باریک رونگٹا ہے تبت لداخ لاسہ یارقند وغیرہ ملکوں میں

جنکے حدود تاتار چین کے ملک کے ساتھ ملحق ہین پشمی بکرے بہت ہوتے ہین اس پشم کی تجارت اور خرید فاحش کشمیر
مین پنجاہ ہزار روپیہ اور ہندوستان مین ایک لاکھ روپیہ سال کے ہوا درسو داگر خرید نیکے واسطے ہر برس لداخ
مین جاتے ہین لداخ کی منڈی مین عمدہ پشم چار روپیہ کشمیری فی سیر قیمت پاتی ہی خاص کشمیر مین چھہ روپیہ
سیر بکتی ہی اسطرح جیون جیون ہندوستان کے طرف چلی آتے راستہ کا خرچ جنس کے اوپر بڑھتا چلا جاتا ہی
کشمیری پشم کے سوای ایک اور قسم کی پشم کابل وغیرہ اطراف سے آتی ہی جسمین سفیدی کم اور خود رنگ زیادہ
ہے قیمت بھی اوسکی کم ہی ۔ کارگر پشمینہ باف پہلی اس قسم مین سے سخت بال نکالکر صاف کرتے ہین پھر
چونہ یا چاولون کا آٹا ملا کر دہوتے ہین بعد کامل صفائی کے اسکا سوت کاتا جاتا ہے عمدہ سوت کشمیر مین قسم اول
فی روپیہ کشمیری دو تولہ قسم دوم اڑہائی تولہ قسم سوم تین تولہ قسم چہارم ساڑہی تین تولہ قسم پنجم چار تولہ
بکتا ہی قسم اول اور دوم سے تحفہ دوشالے گران قیمت بنتی ہین باقی اقسام سے جامہ وار وغیرہ تیار ہوتی ہین
اُجرت پشمینہ بافی کی بہت ارزان ہی الوان یا اور کٹہرا پشمینہ کا جسکی بناوٹ سیدہی یکرنگ ہوتی درعہ (؟)
کے حساب سے بنایا جاتا ہی اور گلدار رنگ آمیزی دوشالہ یا جامہ وار وغیرہ بڑی حساب اور محنت کی ساتھہ بنایا جاتا ہی
مزدوری اوسکی تیلیون کے شمار پر ہی اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی لگالے تو ایک آنہ اُجرت پاسکے شمار تیلیون کا
اوس نقش پر کیا جاتا ہی جو قبل شروع کرنے کے کاغذ پر لکھا جاتا ہی اس کام کا مزدور اگر چالاک چابک دست
ہو تو ایک روز مین تین آنہ یا چار آنہ سے زیادہ مزدوری نہین کرسکتا سادہ پشمینہ سادہ کپڑے کی طرح بنایا جاتا ہی
اس زمانہ مین قریب چھہ ہزار کے دوکان پشمینہ بافی کشمیر مین جاری ہی اور پندرہ ہزار آدمی پشمینہ بافی کرتا ہی
محصول پشمینہ کا بہت سخت ہی ایک جامہ کے اوپر بہت مرتبہ محصول لیا جاتا ہی اور بلا مہر شالہ داغ کے وہ کہین
بکنے نہین پاتا محصول شالہ داغ کا یہہ ہی کہ مثلاً ایک جامہ دوسو روپیہ قیمت کا شالہ داغ کے محکمہ مین آیا تو اوسکے
اوپر چالیس روپیہ فیصدی کے حساب سے ہوا اور قیمت بڑہائی گئی اور دوسو اسی روپیہ کا مال قرار پایا پہر (؟)
فی روپیہ کے حساب سے محصول شالہ داغ اور تین روپیہ فی جامہ حق چہاپہ و مہرانہ لیکر سرکاری مہر شالہ داغ
کی اوسپر ثبت ہوئی اور وہ مال قابل فروخت کے ہوگیا لیکن مہاراجہ جمون نے اب ان رسومات مین سے
کچھ تخفیف بھی کی ہی ۔ سابق سوای کشمیر کے پنجاب ور پہاڑ وغیرہ کہین پشمینہ بنایا نہین جاتا تہا مگر جب جمعدار خوشحال
کو رنجیت سنگہ نے کشمیر کا ناظم بنایا اور اوسنی وہان جاکر کشمیر کو لوٹا تو ہزارون کشمیری وطن چھوڑ کر جابجا نکل
گئی اوس وقت سے نورپور و تلوکناتہہ و امرتسر و لودہیانہ وغیرہ مین بھی عمدہ کارخانے جاری ہوئی گویا پہلا اجرا
کارخانہ کا تمام پنجاب مین جمعدار خوشحال سنگہ کے ظلم سے ہوا اگر وہ اپنی نظامت مین کشمیر کی غارت نکرتا تو
مگر یا تو اس کام کا فیض اسقدر کیون جاری ہوتا اب خطہ پنجاب کے رہنے والے بھی کشمیریون کے شاگرد ہوکر

بکثرت کرتے ہین **اون** شمالی پہاڑ اور کشمیر اور پنجاب کے میدانی ملک مین اون کی بڑی تجارت اور خرچ
ہے کشمیر کے اون سب ملکون سے اعلیٰ او رسفید اون ہوتی ہے نرمی مین اور اون سے بڑھ کے ہے اس جنس سے
ایک پٹی اور دو پٹی لوئیان ادنیٰ و اعلیٰ قسم کے تیار ہو کر ملکون مین جاتے ہین کشمیر کے لوئی کا جوڑہ بعض
تو ایسا باریک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ بیس روپیہ پندرہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اوسکی قیمت
ہوتی ہے کانگڑہ و کلو وغیرہ اطراف کی لوئیان بھی آٹھ دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہین خاص پنجاب کی لوئی
اچھی نہین ہوتی بسبب اوسکی کرختی کے قیمت کم اوٹھتی ہے اور اکثر دو پٹی ہوتی ہین کشمیر اور پہاڑ مین اونی پٹیان
ایسی اعلیٰ و عمدہ بنی جاتی ہین کہ ہزارون روپیہ کے اون کی سوداگری ہوتی ہے جاڑون کے دنون مین
اونکی زیادہ قدر ہے مضبوطی اور نرمی اونکی قابل تعریف ہے کہ نادان دیکھنے والا اوسکو پشمینہ کہہ دیتا ہے
پنجاب کے اونی جراب و دستانہ بنکر اور ملکون مین بہت جاتی ہین اس جنس سے کمبل و نمدے بھی خاص پنجاب و کشمیر مین
تیار ہو کر سندہ وغیرہ کو بھی جاتے ہین **دیسی روئی کا کپڑا** جب انگریزی کپڑا الثہ خاصہ ململ وغیرہ
پنجاب مین نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب مین بہت قدر تھی اور اچھے اچھے عمدہ تھان کھائی وغیرہ کے امیرون
سردارون کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر اس ملک مین نہین رہی صرف غربا لوگ اپنے گھر کے
عورتون سے سوت کتوا کر اور کپڑا بنوا کر پہنتے ہین دولتمند امیر اسکو پسند نہین کرتے اسواسطے اعلیٰ قسم کا کپڑا
اب پنجاب مین بنا نہین جاتا البتہ عورات کے پہننے کے واسطے رنگین سوسی ریشم آمیختہ قصبہ بٹالہ مین بہت سا
بنتی ہین خرچ بھی اسکا پنجاب مین بہت ہے دیساور مین چڑہتی ہے سوا اسکے اور موٹا کھدر یعنی موٹا کپڑا و کھائی اور
موٹی سوسی و لنگی وغیرہ اس ملک مین بنی جاتے ہین وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کے طرف سوداگر
لیجاتے ہین اور وہان کے لوگ بڑی خواہش سے اسکو مضبوط جانکر خرید کرتے ہین پشاور کے طرف کی ہلکی رنگ کے
لنگی البتہ خاص پنجاب مین بھی قدر رکھتی ہے اور ملتان کے ساخت کا کپڑا بھی بہاولپور کے راستہ سندہ کو
جاتا ہے اور خراسان مین قدر پاتا ہے ریشم کی جنس کابل و شرقی و غربی و شمالی ملکون سے پنجاب مین آتی ہے لاکھون
روپیہ کا اسکا بیوپار ہے بخارا کا ریشم بنگال کے ریشم سے اعلیٰ ہوتا ہے کہ اوسمین نرمی و مضبوطی بہت ہے بنگال وغیرہ
ملکون کے ریشم مین البتہ کرختی ہے اسکی رنگنے کے کارخانے امرتسر مین بہت ہین لاہور مین رنگا جاتا ہے رنگریز لوگ
ہر ایک طرح کے رنگ سے اسکو رنگ لیتے ہین سب رنگون سے اعلیٰ رنگ اوسکا سبز قرمزی کا ہے جسکا قیام کپڑے کے
پھٹنے تک رہتا ہے اس زمانہ مین انگریزی کشیشی کا رنگ بھی ریشم کو دیتے ہین مگر وہ رنگ بالکل کچا اور ناکارہ
ہوتا ہے چار دن کی گلزار ہے پھر پھیکا پڑ جاتا ہے ریشمی کپڑے [illegible] اسکے واسطے [illegible] کارخانہ لاہور و امرتسر
و ملتان وغیرہ مین موجود ہین [illegible] ایسا اعلیٰ بنا جاتا تھا

کر پانچ روپیہ گز تک اوسکی قیمت ہوتی تھی اب بسبب اسکی کہ حکام وقت کو ایسی کپڑون کے پہننے کا شوق نہین
آٹھہ آنہ روپیہ دو روپیہ گز تک کا گلبدن وغیرہ ارزان تیار ہوتی ہی غرض یہہ بھی بہت کم ہوگیا ہی ملتان مین
کہیس ریشمی و کلابتونی و سادہ و لنگیان و مشروع ایسا عمدہ و قیمتی تیار ہوتی تہین کہ کہیس اور لنگی
وہان کی دو دو سو روپیہ قیمت پاتی تہی اب بسبب بگڑ جانے سلطنت لاہور و میران سندہ کے وہان کا
کارخانہ بھی سست ہی رہا پائی پہننے کے کم قیمت کپڑی تیار ہوتی ہین سندہ داد خان کے ریشمی لنگیان مشہور تہین
ہین لاہور مین ازار بند ریشمی بہت تحفہ اور قیمتی بنی جاتے ہین اور تجارت اونکی وساور پاین ہوتی تہی
غرض کہ ریشمی کپڑا پنجاب کے کاریگر ایسا تیار کرسکتے ہین کہ اور ملکون نہین ہوسکتی **نیل** یہہ اعلی جنس بھی خاص
پنجاب کی پیداوار ہی خاص پنجاب مین خرچ اسکا سکہون کے عملداری مین بہت تھا اور سکھہ اس رنگ کا
پہننا عین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگرچہ خرچ بہت ہی مگر اسقدر نہین ہی تاجر اسکو بکثرت خرید کر خراسان
کو لیجاتے ہین کچہہ عرصہ ہوا کہ برآمد اسکی خراسان کے طرف کم ہوگئی تھی کیونکہ دریای عمان کے راستہ
ہندوستان کا نیل خراسان مین پہونچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم نہوئی کوہسلیمان وغیرہ ہزارہ
وغیرہ پہاڑون اور افغانستان کے رہنے والون نے پنجاب کے ہی نیل کو پسند کیا اور خرید جاری رکہی افغانستان
کے ملک مین نیلی رنگ کے پہننے کا بہت رواج ہی اور پنجاب مین کم پہنا جاتا ہی **پھٹکری** درآمد اور خرچ اس
جنس کا پنجاب مین بہت ہی سولہ ہزار من فی سال تخمیناً خراسان کے طرف سے دریای کابل و سندہ کی راستہ [illegible]
پنجاب مین آتی اور صرف ہوتی ہی لحاف تلائی کہارو اسالو وغیرہ کپڑی عورتون کے پہننے کے اس سے خوش
و نکریزنگی جاتے ہین پیداوار اسکی خراسان و ٹھٹھہ و شکارپور وغیرہ سندہ کے علاقون مین بہت ہی قیمت
اسکی اسملک مین سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہی **کسوم** یہہ جنس ہندوستان سے بہت آتی ہی اور جو
پہاڑ مین پیدا ہوتا ہی وہ پہاڑی کسوم کہلاتا ہی پنجاب مین اسکا خرچ کپڑی رنگنے کے کام مین بہت ہی ۔
پارچہ پوربی اس کپڑی کی بڑی اعلی سوداگری اور درآمد پنجاب مین ہی کلکتہ وغیرہ سے بہت مال قسم
قسم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہی غریب غربا امیر دولتمند سب اسی کپڑی کے پہننے کے شایق ہین اس جنس
کی بڑی منڈی امرتسر مین ہی وہان آکر تمام پنجاب مین پہیلتا ہی تجارت اسکی دن بدن ترقی پر ہی **گوڑ**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہی دوابہ بست جالندہر و سندہ ساگر و پشاور وغیرہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہی
سوای فروخت خاص پنجاب کے ہر سال پچاس ہزار من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو جاتا
سندہ مین بھی اسکی خرید ہی پشاور کا گوڑ سب سے اعلی و لذیذ ہی جالندہر دوآب کا گوڑ بھی عمدہ و سفید ہوتا ہی
شکر سرخ بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لایق تعریف ہی **کھانڈ** یہہ جنس کل پنجاب مین کنارہ دریای ستلج

اور دوابہ بست سے آکر فروخت ہوتی ہی خرچ اسکا اکثر شہرون مین بہت ہی مصری بتاشے چینی شیرینی ہر ایک
قسم کی اس سے بنائی جاتی ہی **میوہ جات** ساوگی پستہ بادام انگور ناشپاتی خانی سیب کشمش انار وغیرہ
یہ میوے پنجاب مین پیدا نہین ہوتی کشمیر و کابل و کوہستان سے آکر فروخت ہوتی ہین ہر سال سوداگر بہت سا لیکر آتے ہین
فایدہ خاطرخواہ اوٹھاتے ہین کشمیر کا سیب بہت لذید و خوشبو و شیرین ہوتا ہی لاہور مین بھی اگرچہ انار پیدا ہوتا ہی
مگر شیرین و بیدانہ نہین ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے البتہ بہتر و لذیذ زیادہ ہوتا ہی آم کی درآمد لاہور
دامن تسر وغیرہ مین دوآبہ بست جالندہر کے طرف سے بہت ہی ملتان مین بھی آب دکھجور عمدہ پیدا ہوتی
ہی اور تجارت کیواسطے اور ملکون مین بھی سوداگر لیجاتے ہین لاہور کا شاہتوت بیدانہ بہت لذیذ و شیرین ہوتا ہی
اب بھی لاہور کے زمین کا اگرچہ چھوٹا ہی مگر لذیذ ہی لاہور مین بیر کئی قسم کا بافراط پیدا ہو کر بکتا ہی کیلا
بافراط پیدا ہوتا ہی کھٹا میٹھا سنترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا تحفہ مشہور ہی چھلکے دار آڑو لاہور کا ایسا
لطیف ہوتا ہی کہ اوسکی کھانے سے انسانکو فرحت حاصل ہوتی ہی تربوز و خربوزہ و آلوچہ نیبو گلگل امرود ڈیلہ
شاہتوت سنترہ میٹھا کھٹا بھی پنجاب کی عمدہ پیداوار مین داخل ہین اور بیوپاری انکی بیوپار سے نفع لیتے ہین
غلہ جنس پاک قسم پہلے جسقدر غلہ پنجاب مین پیدا ہوتا تھا اسی ملک کے خرچ کے واسطے کفایت کرتا تھا اب
ریل کے ذریعہ سے دور دور چلا جاتا ہی اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہی علاوہ اسکی غلہ فروش پنجاب کے
نرخ کے باب مین خودمختار ہین سرکار کی مداخلت وسمین نہین ہوتی چاہئی وہ گران یا ارزان فروخت کرین وہ
غلہ کے ذخیرے جمع کر رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ اگر ذرا بھی بارش کی کشش ہو جاوی تو ایک کے چار کرلین کئی سال
سے پنجاب کے لوگ اس عذاب مین گرفتار ہین - خاص پیداوار غلہ کی پنجاب مین اسقدر ہی کہ اور ملکون مین کم ہے
گندم جو ماش مونٹھ مسور مکی جوار باجرا سوانک چنا سیاہ و سفید چاول سرسون تل بکثرت پیدا ہوتا ہے
شالی قسم قسم کے شاہ نصرا و رسیرا بتقاموں پر بوئی جاتی ہی لاکھون روپیہ کی اسکی تجارت ہی سرسون و تل و
تارامیرا کا تیل نکالکر فروخت ہوتا ہی نباتات مین مٹھی کھیرا ککڑی مولی گاجر شلغم و بینگن مرچ کرم پالک میتھی
خرفہ آلو گوبھی شکرقندی ادرک پیاز لہسن کریلا توری کدو ٹینڈے کی بہت پیدایش ہوتی ہی اور بڑے شہرون مین
ہر روز ان اجناس کی منڈی لگتی ہی سولف اجوائن خرفہ کاسنی وغیرہ کی جسقدر پیداوار ہی وہ ادویات
کے کام آتی ہین پھول پنجاب کے چنبہ موتیا گلاب بہت خوشبودار ہوتے ہین انکا عرق و عطر بکثرت فروخت ہوتا ہے
اور جسقدر اور پھول گیندا کنول صدبرگ ہرتیان گل دوپہری بیلی گل عباسی عشق پیچہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین
وہ گلفروش بازارون مین بیچتے ہین بڑی اعلی قسم کا پھول یہان بیدمشک ہی جسکا عطر و عرق بیمارون کے
واسطے یہان تازہ دیتا ہی چنبیلی اور موتیا کا تیل پنکبیر سر کے لگانے کے واسطے فروخت ہوتا ہی **تجارت** پنجاب

کوہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہے وہان سے یہہ نمک سرکار کے حکم سے نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہے آمدنی اسکی
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگھ کے وقت نمک بہت ارزان تھا اب گران ہو گیا ہے **روغن زرد**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہے پنجاب مین خرچ ہوتی ہے ساندر بار وغیرہ سے اب علاقون سے گھی آکر شہرون مین
بکتا ہے سکھون کے وقت لاہوری وزن تین سیر فی روپیہ گھی بکتا تھا اب انگریزی وزن فی روپیہ سوا سیر ہے
موجب اس گرانی کا تقرری محصول چونگی یا کم پیداوار ہے **لکڑی** پنجاب مین لکڑی کا بڑا بیوپار ہے
جو دو قسم کی ہے ایک تو یہہ سوختنی یعنی جلانے کی لکڑی یہہ لکڑی جنڈ و کریر و پیلون وغیرہ اقسام کی بہت کثرت
کے ساتھ ساندر بار وغیرہ جنگلون اور ویرانون سے کٹ کر آتی اور جا بجا فروخت ہوتی ہے پہلے پہل اس لکڑی کا
فی روپیہ چھہ سات من تھا اب جب سے ریل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بہت بڑہ گیا ہے دو من یا ڈیڑہ
من روپیہ کی بکتی ہے بہت سا خرچ اسکا بڑے شہرون مین ہے دیہاتی زمیندار اوپلون پر گذارہ کرتے ہین دوسری
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطے ہے اسمین بھی دو قسم ہین ایک تو کیل یعنی شیشم یا کیکر یا بیر یا کنائن
یا دہریک یا شاہتوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار ہے یہہ اعلیٰ اور خاص کام مین صرف ہوتی ہے یہہ لکڑی
بہت سخت و بارکش ہے پانی مین بھی اسکو کچھہ نقصان نہین ہوتا دوسری چوب دیودار و چیڑ و کیل و سنبل وغیرہ
پہاڑ کی پیداوار ہے یہہ دریاؤن کے رستے کوہ جمون و منڈی و چنبہ وغیرہ سے پنجاب مین آتی ہے جسکی کثرت کا کچھہ
حد و حساب نہین سینکڑون پنجابی ہندوستانی انگریز بیوپاری سوداگر یہہ لکڑی پہاڑ سے منگوا کر فروخت کرتے ہین
شہر اور سرکاری عمارتون مین اسکا بہت خرچ ہے ان اقسام مین سے دیودار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی
ہے چیڑ وغیرہ پانی مین گل جاتے ہین سکھون کے وقت تین تسو روپیہ کی دیودار بکتی تھی اب ایک یا ڈیڑہ تسو
کی بکتی ہے **اینٹ** اس جنس کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب مین بہت ہے امرتسر مین نئی اینٹ پکائی
جاتی ہے اور شہرون مین بھی یہی حال ہے خاص لاہور مین بادشاہون کے وقت نئی اینٹ پکتی تھی جب سے سکھون نے
حصار کے باہر کی آبادی اوجاڑ دی تو اینٹین بہت ہو گئین اسواسطے نئی اینٹ کا پکنا موقوف ہو گیا
اور وہی پرانی اینٹین کھود کھود کر شہر کے عمارات مین صرف ہوتی رہین رنجیت سنگھ کے وقت یہی حال رہا
مگر خشت فروشون نے بڑی بڑی عالی مسجدین اور مقبرے خود مختار ہو کر مسمار کر لین سرکار سے کوئی انکا مزاحم
نہوا اب جو بحکم سرکاری باقیماندہ پرانی مقبرے بندوبست مین درج ہو گئے خشت فروشون کے رزق کا دروازہ
بند ہو گیا اور سرکار سے سخت ممانعت ہو گئی کہ باہر سے کوئی اینٹ نہ کھودے بلکہ پرانی کھنڈرات کہنہ سے موقوف ہو کر شہر کا
گرد و نواح ہموار و صاف ہو گیا اسواسطے خشت فروش شہر کی گلیان جو ویران ہین خرید کر اور انکو مسمار کر کر
اینٹین فروخت کرتے ہین انگریزی عمارات کے واسطے ایک قسم کی بڑی اینٹ نئی بھی پکائی جاتی ہے پرانی اینٹ کا

حالات ضروری کا یہہ تھا کہ ۱۲۸۵ ہجری میں محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور
کے نام اس مضمون سے آیا کہ خاص شہر لاہور کے ایک تاریخ اردو زبان میں لکھی جاوے اور حالات قدیم
و جدید اس شہر کے اوسمین تحریر ہو کر ایک مجموعہ عجیب بنایا جاوے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بعد مشورہ رئیسان
و رؤساے لاہور کے سپرد کیا انہوں نے اس کام کی انجام کو بندہ کی طلبی فرمائی اور حضور فیض سلطانی کا امیدوار کر کے تاکید کی کہ ایک تاریخ شہر لاہور
کی بابت لکھ کر حضور صاحب ڈپٹی کمشنر میں پیش کرو چنانچہ بندہ بہ تعمیل ارشاد رؤساے لاہور خصوصاً بہ تعمیل ارشاد
دیوان ... صاحب فقیر شمس الدین صاحب نے بہت ہمت باندھی اور بڑی محنت سے تلاش حالات ضروری
کے جمع ہونے تک نہیں کی جب سامان جمع ہو گیا اور کتاب کی تحریر شروع ہوئی تو آنکھوں کی آشوب کی بیماری
ایسی لاحق حال اس نیاز مند کے ہوئی کہ چار ماہ تک صدمہ بیماری اوٹھایا اور رؤساے شہر نے دو ماہ تک
انتظار کی کہ جب یہہ اچھا ہو جاوے خدمت مفوضہ کو انجام دے مگر جب بیماری نے طول پکڑا تو یہ کام
منشی تاج الدین لاہوری کے سپرد کی اگرچہ دو ماہ کی عرصہ کے بعد بندہ بھی شافی حقیقی کی
مہربانی سے اچھا ہو گیا تھا مگر وہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا جو کتابیں اور سامان اوس تاریخ کا سبب
جمع تھا بطور خود بندہ اس کام کو انجام کے واسطے مستعد ہو گیا اور چاہا کہ اب ایک شہر لاہور کے تاریخ
کے عوض ملک پنجاب بلکہ تمام ممالک متعلقہ سرکار گورنمنٹ پنجاب کے حالات لکھے جائیں تو یہہ ایک عجیب
مجموعہ ظاہر ہو چنانچہ تین سال تک برابر بندہ اس کتاب کی تالیف کے شوق میں مستغرق رہا -
الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ مجموعہ تاریخ با اختتام ہو چکی اب یہہ بندہ نیاز مند قدر دانوں کی قدر دانی کا امیدوار
ہے کہ جو کچھ اسکو پڑھیں پائیں فائدہ اوٹھائیں اور جو انگشت نمائی نظر آئیں حتی الامکان اصلاح کریں بار منت
رکھیں کیونکہ انسان ضعیف البنیان سہو و نسیان کا مبتلا ہے ہر چند سعی کیا ہے کہ انسان کے کام میں غلطی
نہ ہو مگر الانسان مرکب بالخطاء والنسیان سہو ہو ہی جاتا ہے اور انسانیت کا ثبوت ظہور میں آتا ہے

شعر — عیب سے خالی وہ اللہ پاک ہے * بندہ پر عیب خاکی خاک ہے * اب میں
اس کتاب کو اس تاریخ پر ختم کرتا ہوں واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین

قطعہ

	یہہ مخزن معدن حالات پنجاب ۱۲۹۵	۱	ہوا جب ختم بفضل ایزدی یہ
	مجموعہ مخزن حالات پنجاب	۲	کہا سال اتمام اوسکا ...
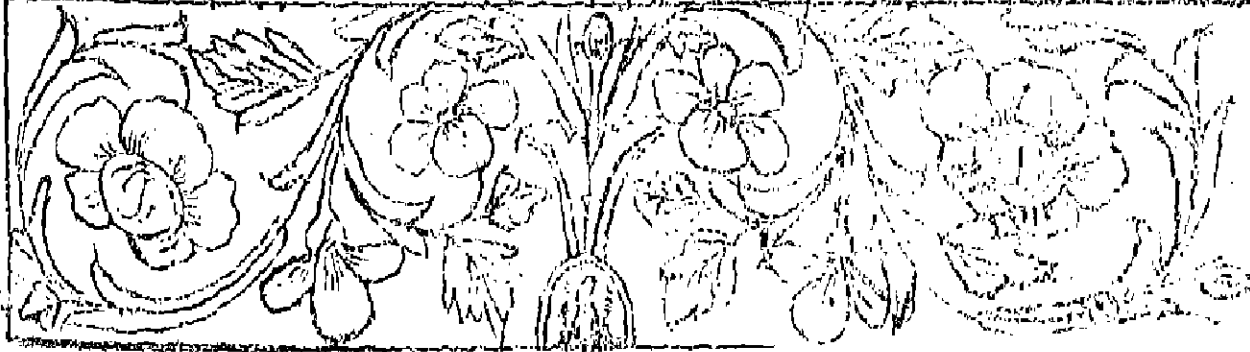
قطعات تاریخ اختتام طبع مخزن پنجاب

از نتائج طبع شاعر نازک خیال رای بہادر کنہیا لال صاحب ایگزکٹو انجنیر لاہور ڈویژن

عجب محبوب و مرغوب است مطبوع — کتاب مخزن پنجاب نایاب

خدا کرد است در پنجاب جاری — بفضل عام خود این چشمۂ آب

نظیرش نسخۂ اندر کشور ہند — ندیده دیدۂ بیدار و در خواب

دل اہل بصیرت بیقرار است — برای دیدنش مانند سیماب

چو در لکھنؤ مطبوع گردید — گشاد از فیض ہر روی جہان باب

سپہر تاریخ طبعش گفت ہندی — بہار گلشن تاریخ پنجاب

از سید علی عبد القادر شمس القادری عرف مرشد علی صاحب متخلص عاصی ... پوری

داد چون سرور بطبع این کتاب — مخزن دولت بخاص و عام سفت

طرفہ تر عاصی بسال خاتمہ — گنج سرور مخزن پنجاب گفت ۱۲۹۴ھ

از سید عبد الرسول صاحب خان ... از نڈوسلے

موتیون کا یہ خزانہ آج کل — سب کو ہو کر وانہ وانہ بٹ گیا

کر رقم تاریخ طبع عبد الرسول — طرفہ سرور کا خزانہ بٹ گیا ۱۸۷۷ء

از سید علی شاہ صاحب اکبر المتخلص بالفت لاہوری

چونکہ این نادر کتاب لاجواب — خوش خط و خوش رنگ و زیبا طبع گشت

گفت الفت بہر سال اختتام — مخزن پنجاب رعنا طبع گشت ۱۸۷۷ء

از مفتی چراغ دین صاحب متخلص روشن لاہوری

چو اندر لکھنؤ با طرز رنگین — شد این گنجینۂ نایاب مطبوع

رقم زد روشن اندر سال طبعش	کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری

مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے	جس سے ہے سارا زمانہ بہرہ یاب
بہر سال طبع کر حیدر رقم	مخزن پنجاب ہے نامی کتاب ۱۲۹۴

از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری

یہ کیا تاریخ ہے تاریخ مطبوع	عجائب مخزن احوال پنجاب
بسال طبع فوقانی نے لکھا	کہ تحفہ مخزن احوال پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لئیق لاہوری

چہ گنج است این عجب گنجینۂ فیض	کتاب نادر و مطبوع و کمیاب
لئیق از دل ندا آمد بسالش	کہ تازہ تحفہ رنگین پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری

خوش کتابے است مخزن پنجاب	نسخہ دلپذیر و نایاب است
ہست فصل بہار ہر فصلش	بلکہ ہر باب جنتے باب است
ابتدایے با وج محبوبے	شمع روشن بزم احباب است
بہر تاریخ خاتمہ دو بار	گفت دل گنج پنجاب است ۱۲۹۴

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدائے غیب دان و نعت رسول آخر زمان کے اوپر رائے زرین تجربہ کاران روزگار و آزمودگان اودار کی پوشیدہ نہیں کہ علم تاریخ ایسا اعلے درجہ کا علم نادر و عمدہ ہے کہ جسکا دریافت کرنا احوال ماضی و گذشتہ کا صاحبان حال و استقبال کے لیے ایک وسیلہ لیاقت مندی اور بہبودی ہے اور دستور العمل و اکتساب فراست و فرزانگی کے قرار دیا گیا ہے کہ جسکی سیر و مطالعہ سے بالعمل بنیاد انتظام سلسلہ عالم کی منوط

ہوتی ہے اور اساس اعتساف و ناانصافی کی بالکل انہدام باقی ہے اس نظر سے ہر عاقل و فہیم
دانش پژوہ پر استحصال علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال مین بقیاس روئداد ماضی اوس
نسق پر کارروائی حال و استقبال کی مرعی رکھے تا تعمیل و کاربندی اون وجوہات کی کہ پیش حال
اور فلاح مآل کرسی نشین مراد ہو۔ ہرگاہ علم تاریخ درحقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادر شے
کی نفع عام کے لیے سودمند لہذا اندنون ایک کتاب لاجواب فن تاریخ مین انتخاب جسکا نام مخزن پنجاب
ہے یہ کتاب من کل الوجوہ جامع اور حاوی بیانات احوال شاہان و راجگان و رئیسان شہر و علاقجات
متعلقہ حدود ملک پنجاب ہے اس صفت کی کتاب آجتک نہین ہوئی مؤلف و مدون اسکے بڑے صاحب
علم و کمالات ہنرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہین کہ جنکی تصنیفات سے عمدہ عمدہ
کتابین چھپین اور پسندیدۂ خلائق ہوئین مصنف علام نے اس کتاب مین بڑی سعی و کوشش سے
صحیح صحیح حالات ممالک محروسہ پنجاب کے از جز تا کل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ شنید اور اس کتاب کو
پانچ حصے اور پچیس ۲۵ قسمون پر منقسم کیا ہے ۱ حصہ اول مین دریاے ستلج پار سے جمنا تک جو فی الحال گورنمنٹ
پنجاب سے متعلق ہے۔ پانچ قسم مین سب حالات شاہان و راجگان و جاگیرداران کے خوب لکھے ہین
۲۔ دوسرا حصہ مین دریاے ستلج کے داہنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ
قسمون مین لکھا ہے ۳۔ تیسرے حصہ مین پنجاب کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کا احوال پانچ قسم مین مسطور کیا ہے
۴۔ چوتھے حصہ مین پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ۵۔ پانچوین حصہ مین پنجاب کے
کوہستان اور میدان کا احوال متفرق متفرق چار قسم مین مسطور ہے۔ فی الحقیقت اس وضاحت اور تفصیل کی
ایسی تاریخ کی کتاب کم ہوئی ہوگی امید کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گزین کی نظر سے گذرے
گی نہ دل پسند فرماکر خریدین گے الحال کتاب نادر البیان بموفور شوق شائقین حسب مرضی مصنف علام
کاغذ تقطیع مناسب پر بصحت حضرت مصنف بمطابقت اصل بذل توجہ خجستہ فتوتا
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ بمقام
لکھنؤ مین ماہ اکتوبر ۱۸۷۷ع مطابق ماہ شوال ۱۲۹۴ھ
کے چھاپہ طبع سے آراستہ ہوکر اشاعت پذیر ہوئی
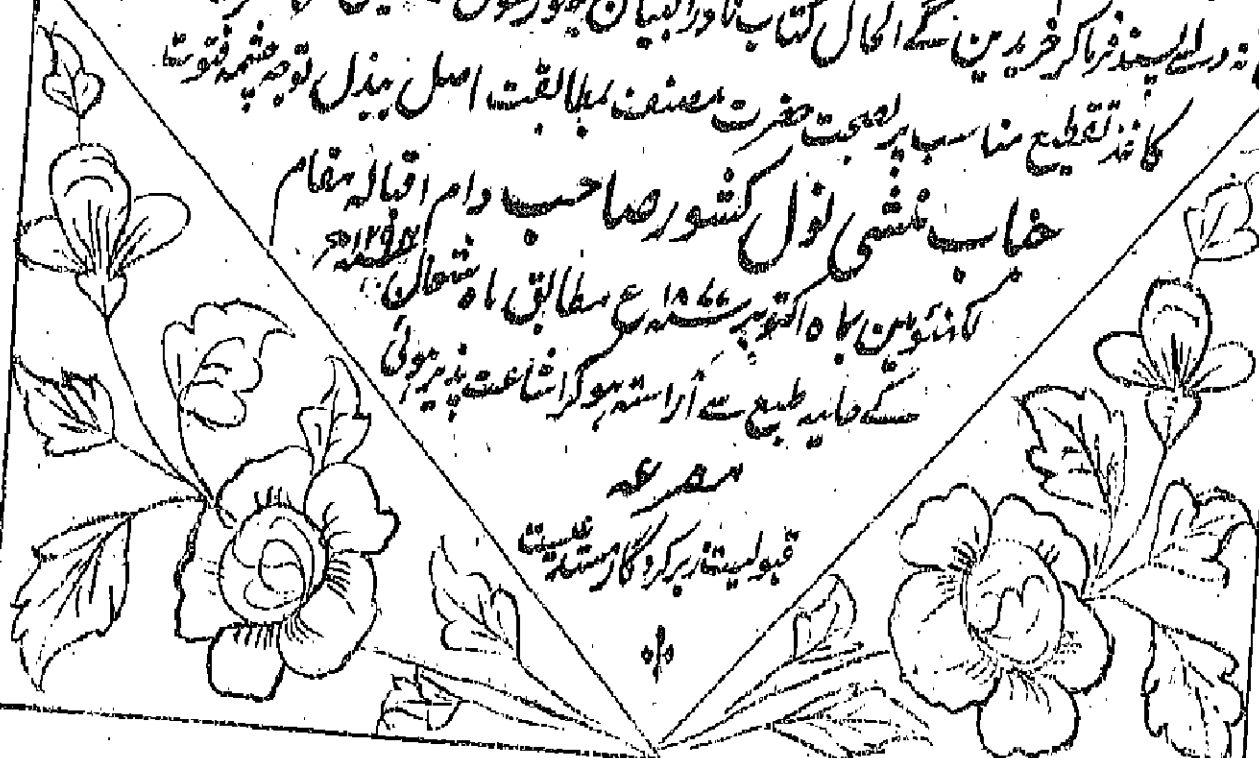
مصرعہ

قبولیت ز بر کردگار ست ملتمس